

ہوائے گل

20



شعبہ مطبوعات، مجامعہ زراعت، حکومت پنجاب



ہمارے کھپیں

مرتبہ

مصاحب الدین خاں

(سابق ڈائریکٹر جنرل ریسرچ)

شائع کردہ

ادارہ زرعی اطلاعات و مطبوعات، محکمہ زراعت، حکومت پنجاب

۵۰ آریہ گراؤنڈ، بادم لاہور

قیمت = 181

بار دوم

فہرست مصنفین

60673

حصہ	مضامین	نام ماہرین	نمبر شمارہ
حصہ اول	آب و ہوا۔ پھلدار پودا اور اس کے حصے بانج کے لئے موزوں زمین۔ آبپاشی کھاد۔ پھلدار پودوں کا گرمی کی شدت پچاؤ۔	ایم ایس سی زراعت پنجاب بی۔ ایچ۔ ڈی۔ فلوریڈا فار۔ آر۔ ایچ۔ ایس۔ لندن	۱۔ ڈاکٹر سعید احمد شیخ حمید مظہر
حصہ دوم (الف)	آم۔ امرود۔ لوکاٹ۔ آملہ۔ چان بیر۔ سٹرابیری۔ لہجی۔ فالسہ		۲۔ میاں سید خاں
حصہ اول	پھلوں کی چنائی فروخت اور ذخیرہ اندوزی ناشپاتی۔ بھی۔ آڑو۔ آلوچہ۔ خربانی	ایم۔ ایس سی زراعت پنجاب ایم۔ ایس۔ سی کیلے فورنیا	
حصہ دوم (ب)	پاکستان میں صنعت ایشار۔ بانج لگانا۔ پھلوں کی بارآوری اور اس کے مسائل۔ پھلدار پودوں کا کہر سے بچاؤ۔ پھلوں کا تحفظ	ایم۔ ایس سی زراعت پنجاب ایم۔ ایس۔ سی کیلے فورنیا	۳۔ مصاحب الدین خاں
حصہ سوم حصہ دوم (ج)	اخروٹ پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی		۴۔ عبد الحمید خاں
حصہ اول	سیب۔ بادام۔ لپتہ۔ انگور انار۔	بی۔ ایس سی زراعت پنجاب ایم۔ ایس سی میچگین	
حصہ دوم (ب)	کیلا۔ کجور۔ چیکو۔ پپیتا۔ شرقیہ۔ کھل۔ ناریل۔ افزائش نسل۔		۵۔ سید احمد پاشا جاگیردار
حصہ اول	ترشاوہ		۶۔ میاں ریاض احمد
حصہ دوم (الف)	زیتون		۷۔ چوہدری محمد مختار
حصہ اول	باغات میں فصلوں کی کاشت ایواکمیڈو پرسمین		۸۔ اختر جلیس
حصہ دوم (الف)			
حصہ دوم (ب)			



فہرست مضامین

۵	پاکستان میں صنعتِ اٹار
۱۷	آب و ہوا
۳۷	باغ کے لئے موزوں زمین
۴۳	پھلدار پودا اور مس کے حصے
۵۹	باغ لگانا
۷۱	افزائشِ نسل
۱۰۷	آپاشی
۱۱۵	کھاؤ
۱۲۵	باغات میں فصلوں کی کاشت
۱۲۷	پھلدار درختوں کا گرمی کی شدت سے بچاؤ
۱۳۱	پھلدار درختوں کا کھڑے نقصان اور بچاؤ
۱۳۹	پھلدار درختوں کی تربیت اور شناختی
۱۵۵	باغات کے ناکام ہونے کی وجوہ
۱۶۷	پھلوں کی چنائی، فروخت اور ذخیرہ اندوزی

حصہ دوم (۱) منطقہ حارہ اور اسکے قرب و جوار کے پھل

۱۷۹	آم
۲۲۳	ترشاوہ پھل
۲۵۷	کیلا

۲۸۸

۲۹۶

۳۰۵

۳۱۹

۳۲۶

۳۳۵

۳۶۱

۳۶۱

۳۸۱

۴۰۹

۴۱۷

۴۲۳

۴۲۷

۴۳۵

۴۴۱

۴۴۵

۴۵۳

امروہ

بہی

پیتا

چیکو

لوکاٹ

انگور

انار

بیر

کھجور

فالس

جامن

آملہ

زیتون

کھٹل

شرفیہ

ناریل

ایوا کیٹو

حصہ دوم (ب) منظرہ معتدلہ کے پھل

۴۵۹

۴۸۳

سیب

ناشپاتی



۴۹۵

بہی

۴۹۹

اڑو

۵۱۷

الوجہ

۵۲۷

خوبانی

۵۳۹

سٹریٹری

۵۴۹

پرسمین

حصہ دوم (ج) گری دار پھسل

۵۵۵

بادام

۵۶۵

پتہ

۵۷۱

اخروٹ

حصہ سوم - پھلوں کو محفوظ کرنا

۵۷۹

پھلوں کو محفوظ کرنا

۵۹۲

پھلدار پودوں کے متعلق ماہانہ ہدایات

پیش لفظ

”محنت کا پھل پانا“، ”پھلنا پھولنا“ اور ”خوشی سے باغ باغ ہونا“ ہماری زبان کے قدیم محاورے ہیں، لیکن ہم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہمیں محنت کے برآنے کا مفہوم ادا کرنے کے لئے پھل، افزائش، نشوونما اور ترقی کے لئے پھلنے پھولنے اور خوشی کے بھرپور اظہار کے لئے باغ باغ کے الفاظ ہی کیوں پسند آتے؟ شاید اس لئے کہ روز ازل سے ہی ہماری زندگیوں کو پھلوں اور باغوں سے گہرا تعلق ہے۔

ہنری ہیلی سٹیونز (HENRY BAILY STEVENS) نے اپنی مشہور تصنیف ”تمدن کی بازیافت“ (RECOVERY OF CULTURE) میں لکھا ہے کہ کرہ مراض پر پھلدار درخت آج سے دس کروڑ سال پہلے سے موجود ہیں۔ جب کہ بنی نوع انسان کی عمر دس لاکھ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی مصنف کے اندازے کے مطابق انسان میں گوشت خوری کا رواج آج سے آٹھ ہزار سال قبل ہوا۔ پہلے اس کی خوراک غلوں، سبزیوں اور اس سے بھی پہلے پھلوں پر ہی تھی۔ بنی نوع انسان کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں یہ اندازے اور اعداد و شمار صحیح ہوں یا غلط، لیکن بنیادی طور پر ان میں کچھ نہ کچھ صداقت ضرور ہے۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق جدا مجد بنی نوع انسان کا ابتدائی مسکن جنت تھا۔ جہاں اسے

انواع واقعات کے پھل کھانے کی عام فراغت تھی۔ چنانچہ قرآنی عقیدے کے اعتبار سے ہماری زندگی کے ابتدائی اور آخری مساکن جنت یعنی باغ ہی ہیں۔ پھر قرآن حکیم اس دنیوی زندگی کی بھی جن نعمتوں کا بطور خاص ذکر کرتا ہے۔ اس میں بھی پھل پھلواریوں کا ذکر بہت عام ملتا ہے اور آخرت کی مثالی زندگی کے تذکرے نخل (کھجور)، عنب (انگور)، رمان (انار)، زیتون، تین (انجیر)، اور سردہ (بیری) جیسے پھلوں کے بیان سے بھرے پڑے ہیں۔ غرض ایک مسلمان کی زندگی کا تصور اول تا آخر موجز نخل و عنب سے شیریں و رنگین ہوتا ہے۔ اس ضمن میں بنیاد کعبہ رکھتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعائیہ کلمات خاص طور پر قابل غور ہیں۔ جس میں خشک چٹیل پہاڑوں کی بے آب و گیاہ وادی میں بھی اپنی آئندہ نسلوں کے لئے پھلوں کے رزق کی دعائیں تھیں۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پھلوں اور باغوں کا ذوق و شوق لفظاً اور معاً مسلمانوں کی گھٹی میں پڑا ہے۔ ایک مسلمان کو پیدا ہوتے ہی کھجور یا شہد ہی کی گھٹی دی جاتی ہے۔ اور اتفاق سے یہ دونوں باغ ہی کی پیداوار ہیں۔ باغبانی کا ذوق و شوق ہماری قوم کا طرہ امتیاز ہیں۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں مسلمان جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے باغبانی کو ترقی دی۔ اس کرہ ارض پر اشاعت اسلام کے سلسلے میں قائدین جنس راہ سے بھی ایک بار گزر گیا وہی رہگذر سرسبز و شاداب ہو گئی ہے۔ مصر، مراکش، لیبیا، تونس، الجیریا اور اسپین میں کھجور کے پیڑوں کے جھنڈوں کے جھنڈ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے نشانات ہیں۔ دمشق (شام)، بصرہ، بغداد (عراق)، اور اسپین میں الحمراء، الزہراء کے محلات، قرطبہ، اشبیلیہ کے عمارات سے ملحقہ باغات کے تذکروں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ صفحہ ارضی پر مسلمانوں کی عظمت و عروج کی تاریخ انہی درختوں کی صورت میں ثبت ہے۔

جس کی چند بھری ہوئی تحریریں سرزمین پاکستان میں بھی موجود ہیں۔ یہ سرسبز و شاداب درخت مسلمان فاتحین کے نقوش پاک کی خوبی کے آئینہ دار اور ہماری عظمت پارمینہ کے لہلہاتے ہوئے سبز پرچم ہیں۔

ڈاکٹر ہینڈرک ولیم ان لون (HENDRIK WILLIAM VAN LOON) اپنی کتاب "مسکن

النسیت" (THE HOME OF MANKIND) میں لکھتا ہے کہ انسانی روح زمین پر اور زمین انسانی روح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اس بات کا زندہ ثبوت ہیں اس حقیقت سے مل سکتا ہے کہ جنت کا روح پرور خواب ہمیشہ سے ذہن انسانی کے پردوں میں محفوظ چلا آ رہا ہے اور اس کا

پر تو کہیں کہیں خط ارضی پر بھی نظر آجاتا ہے۔ جو خطے فطرت کی گلکاریوں سے محروم ہیں وہ بھی ذہن انسانی کے اس تصور کی کار فرمائی سے رشک فردوس بن جاتے ہیں۔ بقول اقبال سے

بیابان و کوہسار دریاغ آفسیدی

خیابان و گلزار و باغ آفسیدیم

چنانچہ باذوق اقوام اپنے عزم و ہمت سے فطرت کے سادہ اور اراق پر حبت کی تصاویر بنایا کرتی ہیں۔ پھل پھولوں کا وجود بجاتے خود جنتِ نگاہ اور سرمایہ لذتِ ذہن ہی نہیں ہے۔ بلکہ انسانی مزاج کے مختلف پہلوؤں مثلاً نزاکتِ احساس، لطافتِ فکر اور شادابیِ نظر کا منظر بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعری اور مصوری میں زندگی کی علامات کے طور پر رنگارنگ پھول اور پھل ہی استعمال ہوتے ہیں۔ اور جس طرح زمین کے بنجر اور دیران رستے پھولوں سے مزین ہو کر دیدہ زیب اور خوش گو اور بن جاتے ہیں اسی طرح انسان کے تصور و خیال کی تیرہ و تار یک گزر گاہیں پھولوں کے استعاروں اور علامتوں کی مشعلوں سے روشن اور پر معنی ہو جاتی ہیں۔ لیکن مشرقی زبانوں میں خاص طور پر ترکی، فارسی اور اردو شاعری میں پھولوں اور پھولوں کا ذکر جس کثرت سے ملتا ہے کسی اور زبان میں نہیں ملتا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مغربی زبانیں پھولوں اور پھولوں کی علامتی زبان سے بہت دیر بعد جا کر واقف ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اٹھارھویں صدی عیسوی سے پہلے کے مغربی زبانوں کے شعرا کے کلام میں علامتی حیثیت سے پھولوں اور پھولوں کا ذکر بہت کم ہوا ہے۔ مغرب کو سب سے پہلے پھولوں اور پھولوں کی علاقائی اور استعاراتی زبان پر متوجہ کرانے کا سہرا ایک انگریز خاتون لیڈی میری درٹلے مونٹیگو (LADY WORTLEY MONTAGUE) کے سر بندھتا ہے، جس کے نجی خطوط کا مجموعہ ۱۷۶۳ء میں شائع ہوا۔ اس خاتون نے ۱۷۱۸ء میں ایک خط ترکی سے لکھا تھا، جس میں وہ رقمطراز ہے کہ کوئی رنگ، کوئی پھول، کوئی خود رو پودا، کوئی پھل، کوئی کار آمد بوٹی، کوئی سنگریزہ اور کوئی پر نہیں ہے، جس پر ترکی زبان میں کوئی نہ کوئی شعر نہ پایا جاتا ہو۔ آپ اپنی انگلیوں کو سیاہی سے آلودہ کئے بغیر تھکا فضا جی کر سکتے ہیں، جھگڑا کر سکتے ہیں، تہذیب، دوستی، محبت بھرے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہر قسم کی خبر تک بھیج سکتے ہیں اور ایسا کرنے میں آپ کو صرف ایک شعر یا مصرعہ کی ضرورت پیش آئے گی جو فقط ایک پھل یا پھول کے نام پر مشتمل ہوگا۔ آپ صرف

(WORKING EFFICIENCY) میں آر آر ولیمز کی رائے میں ایشیائی اقوام پھلوں کے کم استعمال کی وجہ سے ناقص تغذیہ اور حیسانین کی کمی کے عوارض کی شکار ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں پھلوں کی کل پیداوار کا اسی فی صد حصہ مشیقل دنیا کی تیس فی صد آبادی کے حصے میں آتا ہے۔ اور ستر فی صد آبادی بقایا۔ بیس فی صد پھل کو استعمال میں لاتی ہے۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ ستم ظریفی کی بات یہ ہے۔ کہ بعض ممالک کے لئے ضروریات سے زیادہ اغذیہ بھی ایک اچھا خاصا مسئلہ بن گیا ہے۔ ایسٹھرا لین فیپرڈ (ESTHER F. PHIPARD) اور ریلے ایچ کر بی (RILEY H. KIRBY) نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ضرورت سے زیادہ غذا استعمال کرنے کی وجہ سے پچیس فی صد امریکیوں کا وزن ضرورت سے زیادہ بڑھ گیا ہے جس سے ان کی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے جبکہ بعض ممالک میں اہم غذائی عناصر مثلاً پھلوں اور سبز لہوں وغیرہ کی کمی کے باعث صحت کا معیار گرتا جا رہا ہے۔

پھلوں میں حیاتیات الف، ب اور ج کی فراوانی کے علاوہ فولاد، کیلیم اور فاسفورس جیسی اہم معدنیات بھی پائی جاتی ہیں۔ جو انسانی جسم کی نشوونما اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ علاوہ ازیں پھلوں میں شکر کی بھی خاصی مقدار پائی جاتی ہے جس سے حرارت وقت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ فی اونس حراروں کی تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پھلوں میں کیلا اول نمبر پر آتا ہے۔ ایک اونس کیلے میں بیالیس حرارے ہوتے ہیں جبکہ گندم میں فی اونس اٹھارہ حرارے پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح فی اونس امرود، آم اور پپتیا میں علی الترتیب اسیس، پندرہ اور گیارہ حرارے موجود ہوتے ہیں لیکن غلوں کے مقابلے میں پھلوں کی فی ایکڑ پیداوار کے مقابلے میں کہیں زیادہ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک ایکڑ سے اوسطاً نو من گندم پیدا ہوتی ہے اور اس سے قریباً دس لاکھ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ جبکہ کیلے کی فی ایکڑ اوسط پیداوار دو سو اسی من ہے۔ جس سے ایک کروڑ پچاس لاکھ حرارے حاصل ہوتے ہیں۔ ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ فی ایکڑ حرارے مہیا ہونے کے اعتبار سے بھی پھل غلوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اقتصادی اعتبار سے دیکھا جائے تو گندم کی کاشت کی صورت میں فی ایکڑ سالانہ آمدنی تین سو ساڑھے تین سو روپے سے زیادہ نہیں ہے اور اس کے مقابلے میں کیلوں کی کاشت سے فی ایکڑ پانچ ہزار، آموں سے فی ایکڑ ساڑھے پانچ سو سے سات سو روپے، کھجور سے ایک ہزار اور

بیر جیسے غریب الاٹار پھل سے بھی چار سو روپے تک آمدنی ہوتی ہے۔ باغات کے سلسلے میں البتہ یہ قباحت ضرور ہے کہ اگرچہ یہ کاروبار فصلیں پیدا کرنے کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ہے، لیکن یہ ایک طویل المیعاد اور صبر آزما کاروبار ہے اور اس کے ابتدائی اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے اسے صرف خوشحال کاشت کار ہی اختیار کر سکتے ہیں۔

پاکستان کی زرعی معیشت کا یہ پہلو نہایت ہی حوصلہ افزا ہے کہ اس صوبے میں صنعت باغبانی بتدریج ترقی کر رہی ہے۔ آزادی کے وقت مغربی پاکستان میں باغات کا کل رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار ایکڑ تھا۔ لیکن آج یہ رقبہ چار لاکھ ایکڑ کے لگ بھگ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم میں باغبانی کا جذبہ جو عہدِ غلامی میں ماند پڑ گیا تھا۔ پھر سے بیدار ہو رہا ہے اور برگ و بار لارہا ہے۔ نئی نہروں کی کھدائی اور زیر زمین پانی کے ذخیرے کو ٹیوب ویلوں کے ذریعے بروئے کار لانے کے رجحانات کے پیش نظر ابھی باغبانی کے رقبے میں انشا اللہ اور بھی وسعت ہوگی۔ یوں بھی مغربی پاکستان کی سر زمین باغات کے لئے بے حد موزوں ہے۔ قدرت نے اس خدا داد خطہ ارضی میں زمین اور آب و ہوا کا اتنا تنوع رکھا ہے کہ اس میں دنیا بھر کے پھل کامیابی سے اگائے جاسکتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد اس صوبے میں پیوندی آموں اور سیبوں کی کاشت کو جو فروغ نصیب ہوا ہے۔ اس کے نتائج سب کے سامنے آچکے ہیں اور حال ہی میں کیلیے اور ناریل کی کاشت کے کامیاب تجربے اس بات کا مزید ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ غرض پاکستان میں داخلی اور خارجی عوامل کی سازگاری کی وجہ سے صنعت باغبانی کی وسعت پذیری کے امکانات لامحدود ہیں۔

یہ ایک واضح بات ہے کہ باغات کے رقبے میں توسیع ہونے کے ساتھ ساتھ پھلوں کی وافر پیداوار کا مسئلہ پھیلے ہوئے گا۔ اور پھلوں کے نرخ میں کمی واقع ہونے سے باغبانوں کو اپنی صبر آزمائش اور مشقت کا معاوضہ نہیں ملے گا تو ان کی بہت جو اب دے جائے گی۔ اور ہمارے ملک میں باغبانی کا موجودہ ترقی پذیر ذوق و شوق ٹھٹھ کر رہ جائے گا۔ پچھلے ایک دو سال میں ہمارے ہاں شاہ پل جتنے سستے داموں بکتے رہے ہیں اسے دیکھ کر فہمیدہ زمینداروں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اب زمین میں باغ لگانے کے مقابلے میں گندم بونا زیادہ منافع بخش ہے۔ اور یہ بات بہت حد تک صحیح بھی ہے۔ اگر ہمیں باغبانی کے بڑھتے ہوئے ذوق و شوق کو

ایک پھول بھیج کر ہی اپنا مافی الضمیر ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان اقوام پھولوں اور پھولوں سے کاروباری یا غذائی رشتہ ہی نہیں بلکہ قلبی اور روحانی رشتہ استوار رکھتی رہی ہیں۔ اور کسی کا یہ قول تو بہت ہی خوب ہے کہ مسلمان اقوام کے مذہبی لاشعور میں آخرت کی مثالی زندگی کے گل و گلزار کا تصور پوری طرح جڑیں پھیلانے کے بعد ان کی مادی دنیا اور دنیوی زندگی میں بھی برگ و بار لاتا رہا ہے اور قرآن کے پیروکار ہر دور میں اپنی دنیوی زندگی کے آئینے میں آخرت کی مثالی زندگی کا عکس اتارنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔

مسلمانوں کی مخصوص معاشرت کے اثرات دوسرے فنون لطیفہ کی طرح ان کے فن باغبانی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگلے وقتوں میں مسلمان عورتیں چونکہ سخت پردہ کیا کرتی تھیں، اس لئے گھریلو باغیچوں، پائیں باغوں اور چار دیواری میں گھر سے ہوتے قلعہ نما باغوں کی ضرورت پیش آتی۔ یورپ میں سب سے پہلے پائیں باغ کا تصور اسپین کے عرب مسلمانوں کی معاشرت سے مستعار لیا گیا جسے بعد میں یورپ کے روس اور امرار نے اپنایا۔ مغربی ممالک میں مالٹا اور خوبانی کے درختوں کی ترویج کا سہرا بھی عربوں کے سر ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں مغل شہنشاہوں نے چار دیواری میں گھر سے ہوتے باغوں کو ترویج دی۔ انہی باغوں کی ایک شاندار یادگار شاہیہ لہور میں موجود ہے جسے مغلوں کے گورنر علی مردان نے دریائے راوی سے ایک نہر نکال کر بنایا تھا۔ اسی طرح کشمیر کے جنت نظیر باغات مثلاً چشم شاہی، باغ نشاط، باغ نسیم اور حضرت بل مغلوں کے عہد کی حسین یادگاریں ہیں۔ لہور میں مغلوں کے دور حکومت میں باغات کی اتنی کثرت تھی کہ مہر امیر شہزادے اور سرکاری عہدہ دار کا اپنا باغ دریائے راوی کے کنارے موجود ہوتا تھا۔ ان میں کئی باغوں کے نام اب بھی زبان زد عام ہیں۔ مثلاً بادامی باغ، انگوری باغ اور حضوری باغ وغیرہ۔ ۱۹۶۳ء میں ہندوستان سے شائع ہونے والی ایک کتاب موسوم بہ ہندوستان میں باغبانی (FRUIT CULTURE IN INDIA) میں تحریر ہے کہ ہندوستان میں باغبانی کا رواج اگرچہ ازمنہ قدیم ہی سے چلا آ رہا ہے لیکن مغلوں نے باغات کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا تھا اور باغبانی کو اتنی ترقی دی کہ رفتہ رفتہ یہ ایک جہذب مابہرہ اور عمیق فن کا درجہ حاصل کر گیا۔ پھل پھولوں سے مغلوں کا لگاؤ عشق کی حد کو پہنچا ہوا تھا۔ تزک بابر میں بابر نے مختلف پھولوں مثلاً کیلا اور آم کا جس طریقے

سے ذکر کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پھلوں پھولوں سے کس قدر گہرا قلبی لگاؤ رکھتا تھا۔ وہ ان پھلوں کی وضع قطع، ان کے درختوں کے قد و قامت کے ذکر میں اتنی تفصیل بیان کرتا ہے کہ اس پر ایک ماہر نباتات (BOTANIST) ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ چنانچہ عام خیال ہے کہ آم کی کتر اور بہتر اقسام کی فہرست (CLASSIFICATION) سب سے پہلے بابر ہی نے تیار کی تھی۔ اکبر کو آم سے اتنا لگاؤ تھا کہ اس نے درہنگہ کے قریب آموں کا ایک بہت بڑا باغ لگوا دیا جس میں آم کے ایک لاکھ درخت تھے۔ چنانچہ یہ باغ اس تعداد کی بابر پر "لاکھ باغ" کے نام سے مشہور ہے شمالی ہندوستان اور جنوبی پاکستان میں زیادہ تر باغات اسی کے عہد میں لگوائے گئے۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آموں کو پیوند لگانے کا رواج عہد جہانگیری کی یادگار ہے۔ جہانگیری کے عہد میں اس کے داروغہ باغات نے آم کو پیوند کر کے اس کی آئندہ نسلوں کو سنوار دیا۔ آم کی بعض مشہور قسموں کے نام بھی منسلک شہنشاہوں کے نام پر مثلاً جہانگیری وغیرہ ہیں۔ باغوں سے مغلوں کی وابستگی کا یہ عالم تھا کہ مرنے کے بعد وہ اپنی قبروں کے لئے بھی باغات تجویز کیا کرتے تھے۔ بابر نے اگرچہ ہندوستان میں وفات پائی تھی لیکن اس نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ اس کی میت کو کابل کے چہار باغ میں دفن کیا جائے، ہمالیوں، اکبر اور شاہجہان کے مقابر میں بھی باغات تعمیر ہوئے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے متعلق عام طور پر مشہور ہے کہ وہ زاہد خشک تھا۔ لیکن باغوں کے ساتھ اس کے گہرے لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک بار جب اسے کشمیر میں آبنوس کی لکڑی سے بنائی ہوئی مسجد کے محل کر خاکستر ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے بلا توقف اس سے طحہ چنار کے درختوں کی خیریت دریافت کی۔

باغوں کی جالیاتی قدر و قیمت سے قطع نظر ان کی پیداوار بھی بے مثل افادیت رکھتی ہے۔ پھل صحت و توانائی، تازگی و نشاط، لذت و حلاوت اور فرحت و خوشبو کے ایسے شاداب پھٹے ہیں جن میں زندگی کے لئے آب حیات موزن رہتا ہے۔ درحقیقت پھلوں کی نعمتیں ہماری قومی زندگی کی امین ہیں۔ متوازن غذا کے حصول میں ان کی اہمیت کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر پھلوں کو روزمرہ طعامیات سے خارج کر دیا جائے تو ہم بھرے پیٹ فاقوں مرنے لگیں۔ عالمی ادارہ خوراک و زراعت کی ایک رپورٹ موسومہ "انڈیا اور صلاحیت کار"

جب کہ آسٹریلیا میں جہاں قدیم ترین نباتات و حیوانات سے لے کر موجودہ زمانے کے نباتات اور حیوانات بھی پلٹے جلتے ہیں۔ صرف چھ سو انواع کی نباتات پائی جاتی ہیں۔ برطانیہ میں صرف تین سو انواع کی نباتات ملتی ہیں۔ ان حقایق کی روشنی میں یہ کہنا غلط ہوگا کہ کرہ زمین کے یہ خطے فطرت کی تنوع آفرینی کے مراکز ہیں اور یہاں انواع انعام کے پھل اور سبزیاں آسانی پیدا کی جاسکتی ہیں۔ اس بات کا قطعی ثبوت ہمیں اپنے ہاں قلمی آموں کی کاشت سے بھی مل سکتا ہے۔ اکثر صورتوں میں یہ ہولہے کہ قلمی آموں کی بدیسی اقوام مغربی پاکستان پہنچ کر پہلے کی نسبت کہیں زیادہ لذیذ اور خوش ذائقہ ہو گئی ہیں اور اس صوبے کی سرزمین نے اپنی مشاطہ گری سے ان اقسام کے حسن و خوبی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ معلوم نہیں ابھی دنیا کے کتنے پھل اور پھلوں کی کتنی انواع و اقسام پاکستانی مٹی سے جلا پانے کے لئے ترس رہی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ غیر مالک ہمارے ملکی پھلوں کو اپنے ہاں درآمد کر کے ان سے بہتر قسمیں پیدا کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر فلوریڈا (امریکہ) میں برصغیر ہند و پاکستان سے آم کی اقسام درآمد کر کے ان سے زل (ZILL)، کینٹ (KENT) اور سینیشن

(SENSATION) جیسی نئی اقسام پیدا کر لی گئی ہیں جنہیں ہم اپنے ہاں منگوا رہے ہیں یعنی 'لٹے بانس بریلی کو' والی بات ہے چاہیے تو ہمیں تھا کہ نئی اقسام خود پیدا کرتے لیکن یہ کام بھی دوسری اقوام کر رہی ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ انفرانش نسل کے نئے طریقے مثلاً وینیر گرافٹنگ (VENEER GRAFTING) بھی انہی سے سیکھتے ہیں۔ حکومت کے موجودہ منصوبوں کے مطابق حیدرآباد ڈویژن میں پچیس ہزار ایکڑ کے رقبے پر بھرائی کیلا، کوٹھ قلات اور دوسرے پہاڑی علاقوں میں پچاس ہزار ایکڑ رقبے پر اعلیٰ قسم کے سیب، بادام، اخروٹ، خوبانی، کشمش اور انار اور ساحلی علاقوں میں ماریل کی کاشت کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک سے بہت سے پھلوں کی اعلیٰ اقسام درآمد کی گئی ہیں مثلاً ہندوستان سے لیچی، فلوریڈا سے پیکان، بیروت سے سیب کی اعلیٰ اقسام منگوائی جا چکی ہیں اور بہت سے پھلوں کی اقسام دنیا کے دور دراز ملکوں سے منگوائی جا رہی ہیں جس سے اندرون ملک پھلوں کی دولت میں بہت اضافہ ہوگا۔

پاکستان میں باغات کی ترقی کے لئے ہمارے ماہرین کی بعض کوششیں نہایت قابل قدر ہیں۔ آموں کی اعلیٰ اقسام کی درآمد اور ترویج، حیدرآباد میں بھرائی کیلا اور کوٹھ میں گوٹون

ڈیلیش سبب اور ترشاوہ پھلوں میں کونو کی وسیع پیمانے پر کاشت میں ہمارے ماہرین کی کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ کونوں کی کاشت نواتنے وسیع پیمانے شروع ہو چکی ہے کہ سنگتوں کی ویسی اقسام قریب قریب ناپید ہو گئی ہیں اور اس سے ہمارے کاشت کاروں کو خاصہ مالی نفع بھی ہوا ہے۔ یہاں تک کہ سرگودھا میں ایک شخص کو کونو کی صرف ایک سال کی فصل سے پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ آمدنی حاصل ہوئی۔ اور اوسطاً آٹھ سو روپیہ فی ایکڑ آمدن تو عام معمول ہے لیکن باغات کی ترقی کے سلسلے میں بھی بہت سے مسائل ایسے ہیں جو ہمارے ماہرین اٹنار کی تحقیقاتی کاوشوں کے محتاج ہیں۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ ملک میں پھلوں کی مصنوعات کے باغخانے لگنے سے پھلوں کی موجودہ اقسام غیر اہم ہو جائیں گی اور ان کے مقابلے میں وہی نئی اقسام اقتصادی اعتبار سے نفع بخش ثابت ہوں گی جو مخصوص صنعتی نفاذوں پر پوری اتریں۔ اس کے لئے ہمارے ماہرین کو ابھی سے تحقیقاتی کام شروع کر دینا چاہیے اس ضمن میں موزوں سٹاک اور موزوں پیوندی پودوں کا انتخاب بہت اہمیت رکھتا ہے اس کے علاوہ کھادوں کے ضمن میں ہر قسم کے پھل دار پودے کے لئے مختلف کھادوں کے ایسے فارمولے دریافت کرنے کی ضرورت ہے جن سے ان پھلوں کی پیداوار بڑھانے میں مدد مل سکے۔

آپاشی کے بارے میں تحقیقات کی بہت ضرورت ہے تاکہ پانی دینے کے صحیح اوقات اور مقدار کا تعین کیا جاسکے۔ ماہرین کے لئے یہ بات توجہ طلب ہے کہ پانی کی مقدار اور آپاشیوں کی کثرت پھلوں کی پیداوار پر کس حد تک اثر انداز ہوتی ہے۔ پھر جو پانی باغات کو دیا جاتا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے باغات میں کس قسم کی فصلوں کی کاشت اقتصادی اعتبار سے زیادہ نفع بخش ہے اور ان فصلوں کو کس ترتیب سے کاشت کرنا زیادہ سود مند ہے۔ ان فصلوں کے مختلف ادوار اور اقتصادیات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح باغات کے ارد گرد باڑیں لگانے کے لئے کون کونسے پودے یا درخت زیادہ مفید اور کارآمد ہیں بحفظ نباتات کے ضمن میں بھی بہت سا کام تحقیق طلب ہے۔ پھلوں کی مکھیوں اور کاڈنگ کا ابھی تک خاطر خواہ تدارک نہیں کیا جاسکا بے شمار بیماریوں کا علاج ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ مثلاً آم کے بٹور اور کبری کرنے (JUNE DROP) ایسے مسائل ہیں جو آم کی کاشت میں منگیاں بنے ہوئے ہیں۔ کھادوں کے بارے میں بھی مزید تحقیقات کی بے حد ضرورت ہے۔

قائم رکھنا ہے تو اس کے لئے قیمتوں میں استحکام پیدا کرنا ناگزیر ہے۔ میرے نزدیک اس صورت حال کا ایک حل تو یہ ہے کہ پھلوں کی مصنوعات سے متعلقہ صنعتوں کی ترویج اور ترقی کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور ایسے صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے جو ہمارے صوبے کے مشہور باغاتی خطوں (ORCHARD ZONE) کے مرکزی شہروں میں اس اہم زرعی صنعت کے کارخانے قائم کریں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ لاہور میں صنعت اٹار کے دو کارخانے لگ گئے ہیں اور تیسرا لگایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ملتان، حیدرآباد اور پشاور میں بھی اس صنعت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ جس سے قیمتوں کا پیچیدہ مسئلہ حل ہونے میں ہی مدد نہیں ملے گی بلکہ ایک نئی صنعت اور تجارت بھی ملک میں فروغ پائے گی۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ خرید و فروخت کے نظام کو بہتر بنایا جائے اور ایسی صورت پیدا کرنی چاہئے کہ کاشت کار یا تو اپنی پیداوار براہ راست خود فروخت کریں یا خرید و فروخت کی کوآپریٹو انجمنیں قائم کر کے ان کے ذریعے اپنا مال فروخت کریں۔ زرعی پیداوار کی فروخت میں زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کے لئے درجہ بندی کا طریقہ رائج کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے دو بڑے فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس طریقے سے یقیناً زیادہ نفع بخش داموں پر مال فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ پاکستانی پھل کی بیرونی تجارت کے بڑھتے ہوئے امکانات کے پیش نظر بھی زمینداروں پر درجہ بندی کی اہمیت اور افادیت واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ جس پر محکمہ زراعت کے توسیعی عملہ کو خاص توجہ دینی چاہئے۔ بالعموم ہمارے توسیعی کارکن اپنے دائرہ کار کو فصلوں کی کاشت کے ترقی دادہ طریقے بتانے تک محدود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زمیندار کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے یہ بات بھی کچھ کم اہم نہیں کہ کاشت کار کو اپنی محنت کا پورا معاوضہ وصول کرنے کے قابل بنایا جائے۔ اس وقت ہمارے ہاں مارکیٹنگ کا نظام اس قدر ناقص اور فرسودہ ہے کہ ایک طرف تو صارفین کو زرعی اشیاء بہت مہنگے داموں وصول ہوتی ہیں اور دوسری طرف بیچارہ زمیندار اپنی محنت کا بہت ہی قلیل معاوضہ پاتا ہے۔ یہ مسئلہ صرف اسی صورت میں سلجھایا جاسکتا ہے کہ زرعی پیداوار کی فروخت کو خود زمیندار زیادہ سے زیادہ کنٹرول کریں۔ پھلوں کی درجہ بندی کر کے ان کی فروخت سے صورت حال کی کافی حد تک اصلاح کی جاسکتی ہے۔ پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے ضمن میں تیسری قابل عمل تجویز یہ ہے کہ باغاتی خطوں میں زیادہ سے زیادہ

سرد خانے قائم کئے جائیں۔ اس وقت خدا کے فضل سے ہمارے ہاں گھریلو اور صنعتی مقاصد کے استعمال کے لئے بجلی کی قوت کی کوئی کمی نہیں اس لئے سرد خانوں کے قیام میں کسی قسم کی دشواری پیش آنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ غذائی عادات کی اصلاح سے بھی پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر پھل کھانے کو امرار کی عیاشی پر محمول کیا جاتا ہے۔ پھلوں کی سب سے زیادہ کھپت شہروں میں ہے اور یہاں بھی متوازن خوراک کے حصول کے ضمن میں پھلوں کی اہمیت سے ہمارے لوگ عموماً نا آشنا ہیں۔ اس لئے روزمرہ خوراک میں پھلوں کے استعمال پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ امرار کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے نزدیک پھلوں کا مصرف بس ہی ہے کہ ان سے ہمالوں کی تواضع کی جائے یا تفریحی مواقع پر پھلوں کا بے دریغ استعمال کیا جائے جیسا کہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ آموں کے موسم میں آم پارٹیاں منعقد کی جاتی ہیں جن میں ہر شخص سیروں آم کھا کر غذائی افادیت حاصل کرنے کی جگہ بھینس، بدھ، معنی یا کسی اور مرض کو دعوت دیتا ہے حالانکہ آم کی یہی مجموعی مقدار اگر روزمرہ خوراک کا جزو بنا کر تھوڑی تھوڑی مقدار میں حاصل کی جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو اپنا معمول بنالیں تو بھی پھلوں کی گرمی ہوئی قیمتوں کو کافی سنبھال لیا جاسکتا ہے۔ پھلوں کی قیمتوں میں استحکام پیدا کرنے کے ضمن میں اندرون ملک یہ تدابیر اختیار کرنے کے علاوہ پھلوں کی کافی مقدار ممالک غیر کو برآمد کی جاسکتی ہے۔ لیکن جہاز رانی کی سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے اس پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاسکتی تھی۔ حال ہی میں محمدی شینگ کمپنی والوں نے ایک ریفریجریشن جہاز پھلوں کی برآمد کے لئے خریدا ہے۔ جس سے پھلوں کی برآمد شروع ہو جائے گی اور انشا اللہ رفتہ رفتہ یہ تجارت مضبوط بنیادوں پر استوار ہوگی۔ اس کے علاوہ نئے پھلوں مثلاً بینگوسٹین، ایو اکیڈو، دریان، پیکان، چیری، کھاجا وغیرہ کو ترویج دے کر نہ صرف پھلوں کی دولت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے بلکہ کاشتکاروں کے لئے اس میدان میں منافع کمانے کی نئی نئی صورتیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ براعظم ایشیا کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں قدرت نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ یہاں کی زمینیں نباتات کی ایک کثیر تعداد کی کاشت کیلئے سازگار ہیں۔ مثال کے طور پر چین میں چھ ہزار سے زائد طبقات انواع نباتات (GENERA SPECIES) پائے جاتے ہیں اور ایک ایک طبقہ سینکڑوں انواع نباتات پر مشتمل ہے۔

اسی طرح باغبانی کے شائقین کاشت کاروں کو یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جب تک وہ اس فن میں عملی نقطہ نظر کو کارفرما نہیں رکھیں گے۔ انہیں کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ باغ لگانا آسان کام نہیں بلکہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر کاشت کار باغات شروع تو کر لیتے ہیں، لیکن بعد میں جب نقصان اٹھاتے ہیں تو بددل ہو جاتے ہیں۔ باغات لگانے کے ضمن میں سب سے اولین اور ضروری بات تو یہ ہے کہ زمین اور آب و ہوا کے مطابق باغ لگانے کے پہلے اس کا مفصل خاکہ ذہن میں تجویز کر لیا جائے اور آمدنی اور خرچ کا تخمینہ لگانے کے بعد اپنے وسائل کا جائزہ لیتا چاہیے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہر جگہ ہر قسم کا باغ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کیلا کے لئے حیدرآباد و دھیرن کا علاقہ ہی موزوں ہے اور اس کے لئے راولپنڈی کی آب و ہوا ہرگز سازگار نہیں۔ نئے پھلدار پودوں کو تجرباتی اغراض کے لئے تو لگایا جاسکتا ہے لیکن باغات کی غرض سے نہیں ہاں البتہ زمین اور آب و ہوا سازگار ہو تو اور بات ہے۔ سب سے بڑی غلطی ہمارے کاشتکار یہ کرتے ہیں کہ باغ لگانے کے لئے نرسری سے پودے حاصل کرتے وقت بچت کے خیال سے اچھے پودے نہیں خریدتے حالانکہ بالآخر یہ کوتاہی انہیں بہت مہنگی پڑتی ہے۔ ایک اور غلطی ہمارے زمیندار یہ کرتے ہیں کہ باغات میں ایسی فصلیں کاشت کرتے ہیں جو زمین کی زرخیزی پر اثر انداز ہو کہ باغات کی کامیابی میں بڑی طرح مزاحم ہوتی ہیں۔ یہ جاننا چاہئے کہ باغ لگانا ایک کام ہے اور فصلیں لگانا دوسرا کام۔ لہذا انہیں اپنے مقاصد ایک دوسرے سے گڈمڈ نہیں کرنے چاہئیں۔ پھر ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں آم اور انار اور لیسے ہی دوسرے قیمتی پھلوں کو ہی باغ کے پودے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعض مقامات ایسے بھی ہو سکتے ہیں جہاں بیر اور اظہار کی زبان میں غرابا کا سیب کہلاتا ہے۔ کا باغ زیادہ آمدنی دے سکتا ہے۔ اسی طرح ملک میں صنعت انڈیا کے قیام سے کئی غیر اہم پھلوں کی اقتصادی اہمیت بہت بڑھ جانے کا امکان ہے مثلاً دیسی لیموں اور پوریکالیمین جن کی کاشت پر ہمارے باغبانوں نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ آئندہ چند سالوں میں اقتصادی اعتبار سے خالص نفع بخش ثابت ہو سکتے ہیں۔ زمینداروں کو یہ بات بھی ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ عملی مشکلات دور کرنے میں ماہرین اور توسیعی کارکن ان کی بہت مدد کر سکتے ہیں۔ اس لئے

ان کے صلاح مشورے سے پورا پورا استفادہ کرنا چاہیے۔ پھر انہیں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ انہیں خود اپنی نگاہ اور علم و شعور کو بھی تربیت یافتہ بنانے کی ضرورت ہے۔ علم صرف وہی نہیں ہے جو ماہرین اور توسیعی کارکنوں کے پاس ہے اور نہ ہی علم کتابوں تک محدود ہے بلکہ انہیں بہت کچھ اپنے عملی تجربات سے سیکھنا ہوگا۔ کتابوں اور ماہرین سے معلومات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں خود بھی ماہر بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان کا اپنا مشاہدہ اتنا گہرا ہونا چاہیے کہ انہیں پودوں کی زندگی سے پوری واقفیت حاصل ہو جائے اور یہ جہی ممکن ہے کہ وہ پودوں کو لخت جگر سمجھ کر پالیں۔ کتابوں سے استفادہ یقیناً بہت مفید ہے لیکن ان کی افادیت بس اسی حد تک ہے جس حد تک ایک ڈاکٹر اپنی کتابوں سے مستفید ہو سکتا ہے اگرچہ وہ اپنے علم اور اپنی کتابوں سے ہی فبضیاب ہوتا ہے لیکن نسخہ تجویز کرتے وقت وہ اپنے مریض کے تمام کوائف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اپنی رائے سے ہی کسی نتیجے پر پہنچتا ہے۔

یہ تحقیقات طلب مسائل تو ایک طرف رہے ہم سے تو ابھی تک اتنا بھی نہیں ہو پایا تھا کہ فن باغبانی پر اردو زبان میں ایک ایسی معیاری کتاب شائع کر دیں جس میں اب تک پھلوں پر جو تحقیقاتی کام ہو چکا ہے اس کے نتائج عام فہم زبان میں باغبانی کے شائقین کے استفادے کی غرض سے پیش کر سکیں۔ پھلوں اور باغوں سے مجھے چونکہ شروع ہی سے لگاؤ رہا ہے اس لئے مجھے ایسی کتاب کی کمی بڑی طرح کھٹکتی رہی ہے اور مجھے ایک مدت سے آرزو تھی کہ اردو زبان میں باغبانی پر ایک معیاری کتاب شائع کی جائے چنانچہ فن باغبانی پر اس پہلی مفصل اور جامع کتاب کی تکمیل پر مجھے جو خوشی ہوئی ہے اس کا اندازہ نہیں لگا یا جا سکتا۔ میرے نزدیک یہ کتاب ادارہ زرعی اطلاعات کی موضوعات زراعت پر معیاری کتب کی اشاعت کے سلسلے کی ایک بڑی کڑی ہے جو صوبہ بھر کے ماہرین ائمہ کی مدد سے سالہ کاوشوں اور عرق ریزیوں کی بدولت معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں جس قدر محنت صرف ہوئی ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے ان مراحل کا ذکر بے محل نہ ہوگا جو اس کتاب کی تصنیف و تدوین کے سلسلے میں طے کرنے پڑے۔ اس کتاب کی تیاری کا منصوبہ ۱۹۶۳ء میں تیار کیا گیا تھا۔ اس سال ماہ جنوری میں ماہرین کی ایک میٹنگ بلانی گئی جس میں اس کتاب کا ایک خاکہ تجویز کیا

گیا۔ مضامین کی ایک فہرست تیار کر کے مختلف موضوعات متعلقہ ماہرین کو دیئے گئے کہ وہ ان پر اپنے علم اور تجربے کا پتھر پیش کریں۔ جب ان ماہرین کے رشتہاتِ قلم یکجا کئے گئے تو معلوم ہوا کہ کچھ ماہرین کی نگارشات اردو میں بعض دوسروں کی انگریزی زبان میں ہیں۔ انگریزی تحریرات کو اردو میں منتقل کرنے اور مصنفین سے ان پر نظر ثانی کروانے میں خاصا وقت صرف ہوا۔ اس کے بعد شووزو اڈا اور شذ مباحث میں کمی بیشی کی ضرورت پیش آئی تاکہ مضامین میں ایک ربط اور نسلس قائم رکھا جاسکے۔ یہ کام بھی ماہرین کی نگرانی میں کروایا گیا۔ اس کے بعد بشیر احمد واپہ اسٹنٹ پبلسٹی آفیسر ملتان نے اس کتاب کو توسیعی نقطہ نظر سے جانچا اور ان کے کام پر ڈاکٹر محمد عبداللہ ڈپٹی ڈائریکٹر ملتان نے نظر ثانی کی لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود اس کتاب کو ذوقِ ثبات کی غرض سے مزید نظر ثانی کے لئے اس کا مسودہ مصاحب الدین خان صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بڑی دقتِ نظر سے اس پر نظر ثانی کی، ترتیب و تدوین میں تبدیلیاں کیں اور بہت سے حصوں کو از سر نو لکھا اور اپنے وسیع تجربے اور عمیق مطالعے کی روشنی میں کتاب کے نظری مباحث کو اپنے مخصوص ملکی حالات پر منطبق کیا ہے۔

اشاعتی مراحل میں محمد مختار اسٹنٹ ایگریکلچرل انفارمیشن آفیسر نے بڑی محنت اور کاوش سے مسودے کی زبان کی اصلاح کی اور ایسے تصویروں اور خاکوں سے آراستہ کیا اور مسٹر اختر جلیس و لیسرچ اسٹنٹ کتابت کی اغلاط درست کیں ذریعہ اطلاعات کے ادارہ کے آفیسر نچارج صادق قریشی نے حسب معمول مستعدی کتاب کو تمام مراحل سے گزار کر مقررہ وقت تک فارمین کے ہاتھوں تک پہنچایا جس میں ان تمام حضرات کا مشکور ہوں کہ ان کی مجموعی کوششوں کی بدولت یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔

مجھے کامل امید ہے کہ یہ کتاب نہ صرف ہمارے کسان بھائیوں کے لئے مفید ثابت ہوگی بلکہ اس سے طلباء اور ہمارے سائنسدان حضرات بھی استفادہ کر سکیں گے اور ہمارے توسیعی کارکنوں کے لئے تو بالخصوص یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔ اس کتاب میں بہت سے ایسے پھلوں پر بھی معلومات ملیں گی جو ہمارے ہاں عام طور پر کاشت نہیں کئے جاتے۔ ان نئے پھلوں پر لکھوانے کا مقصد یہ ہے کہ کل کو جب یہی پھل ہمارے ملک میں رائج ہوں تو لوگوں کو ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ ان تمام باتوں کے پیش نظر کتاب کی افادیت کہیں بڑھ گئی ہے۔

ان مراحل سے گزرنے میں اگرچہ وقت تو کافی صرف ہوا لیکن اس سے کتاب کی افادیت بڑھ

گئی ہے اور اس کتاب کو مغربی پاکستان میں باغبانی پر ایک مکمل کتاب قرار دیا جاسکتا ہے۔
چونکہ یہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہے اس لئے اسے غلطیوں سے مبرا قرار نہیں دیا جاسکتا
ابھی اس میں ترمیم و ترمیمی کی بہت گنجائش ہے۔ دوسرے ایڈیشن کو قارئین کی تجاویز اور
آراء کی روشنی میں بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

آخر میں ایک بار پھر میں ڈاکٹر سعید احمد میاں سید خاں، عبدالحجید خاں، سید احمد پاشا جاگیر دار اور
مصاحب الدین خاں صاحب کاترول سے شکریہ گزار ہوں جن کی قابل قدر قلمی اعانت سے فن باغبانی پر یہ
بلند پایہ کتاب عالم وجود میں آئی ہے۔

خدا بخش

لاہور

۱۹۶۵ جون

”ہمارے پہل“ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اب کئی سال سے
یہ کتاب نایاب تھی۔ اگرچہ شائقین باغبانی کی طرف سے اس کی اشاعت کا مسلسل تقاضا
ہوتا رہا لیکن بوجہ اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی گئی، اب یہ کتاب خان صاحب الدین
خان صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر زرعی ریسرچ کونسل حکومت پاکستان کی نظر ثانی کے بعد
از سر نو شائع کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس کی اشاعت سے باغبانی کے شائقین
حضرات خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے،

مظفر حسین

ادارہ زرعی اطلاعا و مطبوعات محکمہ زراعت پنجاب

پاکستان میں صنعتِ اٹار

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس ملک میں زراعت کی ضرورت نہ صرف ملکی باشندوں کا پیٹ پالنے کے لئے ہے بلکہ پیداوار بڑھا کر برآمد کرنے کے لئے زرمبادلہ کمانا بھی اس میں شامل ہے جس پر ملک کے اقتصادی استحکام کا انحصار ہے۔

قدرت نے پاکستان کو مختلف قسم کی آب و ہوا اور زمین عطا کی ہے جس میں ہر قسم کے پھل پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں آبپاشی کے لئے نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ملک کے اس حصے میں ان تمام بہترین قدرتی وسائل کی وجہ سے صنعت اٹار نے بہت اہمیت حاصل کر لی ہے۔ یہاں ہر سال کروڑوں ٹریپے کا پھل پیدا ہوتا ہے۔ ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا انحصار کافی حد تک صنعت اٹار پر بھی ہے۔

تاریخی پس منظر

مغربی پاکستان میں پھل ہزاروں سال سے کاشت کئے جا رہے ہیں۔ اور یہ ملک بہت سے پھلوں کا آبائی وطن بھی ہے۔ سکندر اعظم نے ۳۲۷ قبل از مسیح وادی سندھ پر حملہ کیا تو اس وقت اس علاقے میں آم کی کاشت رائج تھی۔ برصغیر پاک و ہند کو ترشادہ پھل کی بہت سی اقسام کا اصل وطن کہا جاتا ہے۔

مغل بادشاہوں نے پھلوں کی کاشت میں بہت دلچسپی لی اور انہوں نے کافی تعداد میں پھلدار پودوں کے باغات لگوائے۔ شالامار باغ اور دوسرے مشہور باغات اس بات کے شاہد ہیں کہ ہندوستان کے بادشاہوں کو باغات سے کس قدر نگاؤ اور محبت تھی۔

مغل شہنشاہوں کے بعد یورپ میں سیاحوں نے بھی برصغیر پاک و ہند میں بہت سے پھلوں کا اضافہ کیا۔ اور

پھلی پانچ صدیوں سے پھلوں کی کاشت کے متعلق انہوں نے ہمیں کافی معلومات فراہم کیں۔ اگرچہ باغبانی امیر طبعیت کے لوگوں کے لئے محض ایک مشغلہ ہے، تاہم تفریح کے علاوہ انہیں اچھے پھلوں کی کاشت کا ذوق بھی تھا۔

موجودہ زمانہ میں پھلوں کی کاشت کے متعلق نقطہ نظر بالکل بدل چکا ہے۔ انسانی غذا میں تمام ضروری اجزاء مہیا کرنے کی خاطر آجکل اس کا دوبارہ کو اقتصادی لحاظ سے بہت اہم اور نفع بخش تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لئے اس صنعت کو تجارتی سطح پر اپنانے کا نظریہ باغبانوں کے دلوں میں مٹھوس بنیادوں پر استوار ہو چکا ہے، زرعی ترقی کے لئے راہیں تلاش کرنے کی غرض سے جو سرکاری کمیشن قائم کیا گیا تھا اس نے سفارش کی تھی کہ جہاں مناسب منڈیاں بن سکتی ہوں وہاں کاشت کاروں کی خوشحالی کے لئے دوسری فصلیں کاشت کرنے کی بجائے باغبانی کو ترجیح دی جائے۔

کمیشن کی سفارشات

کو بد نظر رکھتے ہوئے صوبائی اور ریاستی زرعی محکمہ جات کے تعاون سے کئی تجرباتی فارم قائم کئے گئے جہاں باغبانی کے مختلف مسائل پر تحقیقات ہوتی رہی اور ان کے نتائج پھلوں کی ترویج کے لئے آزمائے گئے۔ پھلوں کی ترقی آجکل محکمہ زراعت کے پروگرام کا ایک مٹھوس اور ضروری حصہ ہے۔ ۱۹۲۵-۳۰ء کے دوران میں مختلف صوبوں میں باغبانی کے عملے کی تعیناتی نے پھلوں کی ترقی میں ایک نئے دور کا آغاز کر دیا۔ پھلوں کی کاشت اور پھلوں کو محفوظ کرنے کے متعلق بڑے پیمانے پر تحقیقات کی گئی۔ اس کے نتائج پرچوں، کتابوں اور دوسرے رسالوں کے ذریعے عوام تک پہنچائے گئے۔ جیسے جیسے سائنس ترقی کر کے باغبانی کے مسائل کا مناسب حل تلاش کرتی گئی باغبانی کا کاروبار زیادہ منفعت بخش ہوتا گیا۔ اور پھلدار پودوں کا رقبہ تیزی سے بڑھنے لگا۔

پھلوں کی اہمیت

نسل انسانی کی نشوونما اور بڑو بقاء کے پیش نظر صحت کو برقرار رکھنے اور قوت پیدا کرنے والے عناصر کی کافی مقدار میں ضرورت پڑتی ہے۔ غلہ دار اجناس اگر شکر قندی سے قوت اور سبزیوں اور پھلوں سے معدنی اجزاء اور حیاتین میسر آتے ہیں۔

اگرچہ بعض پھلوں میں نشاستہ، لیمبی و روغنی اجزاء وغیرہ کافی مقدار میں ملتے ہیں تاہم ان کی اصل

قدر و قیمت حیاتین کی وجہ سے ہے۔ حیاتین : ج : جو زیادہ اور کم درجہ حرارت سے بہت جلد ضائع ہو جاتے ہیں پھلوں میں کافی مقدار میں ملتے ہیں۔ یہ حیاتین مختلف مقدار میں تمام پھلوں میں ملتے ہیں۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ترشادہ پھل حیاتین : ج : (۱۰۰ گرام گودے میں ۹ سے ۶۹.۹ ملی گرام تک) پائی جاتی ہے۔ جو روزانہ خوراک میں شامل کرنا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ حیاتین : ج : کی کمی بہت سی بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ ایک جوان آدمی کو حیاتین : ج : کی ضرورت پوری کرنے کے لئے سگترہ مالٹا کا ۸ اونس رس روزانہ اس حیاتین کی ضرورت کا ۱/۲ حصہ مہیا کرتا ہے۔ جب کہ ۸ اونس ٹماٹر کا رس اور ۸ اونس انگور کا رس بالترتیب ۷۷ فی صد اور ۶۷ فی صد مہیا کرتے ہیں۔

آم کا پھل حیاتین (الف) اور ج کی وجہ سے بہت اہم ہے۔ اور حیاتین ب بھی اس پھل میں ملتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ پاک و ہند کے آموں میں حیاتین (الف) اور ج بہت زیادہ مقدار میں ملتے ہیں۔ آم کی الفانسو قسم میں ترشادہ پھلوں کی رس کی نسبت حیاتین (ج) زیادہ ہوتی ہے۔ مثل مشور ہے کہ ایک سیب کے روزانہ استعمال سے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس محاورہ سے سیب کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ بیر اور امرود میں بھی حیاتین : ج : ترشادہ پھلوں کی نسبت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ لائل پور میں تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ امرود میں آم، لیموں اور پیتے کی نسبت تین گنا حیاتین : ج : پائی جاتی ہے۔ اس پھل کے ۱۰۰ گرام میں سے ۱۰.۷ سے ۲۰.۶ ملی گرام تک حیاتین (ج) پائی گئی ہے۔ سفید گودے والے امرود میں، سرخ گودے والے امرود کی نسبت زیادہ حیاتین : ج : پائی ہے۔ اور پیلے رنگ کے گودے والے امرود میں ان دونوں سے زیادہ۔

معالجاتی اہمیت

پھلوں کی طبی اہمیت کا ڈاکٹروں نے بہت حصہ سے پتہ لگالیا تھا۔ کئی ایک پھلوں مثلاً فالسہ انار اور بیٹھا انڈیا ٹھنڈا رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر اردو حکیم لوگ ان پھلوں کے رس کے استعمال کو طیریا اور ٹائیفائیڈ کے مریضوں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے گریپ فرٹ اور جامن کے رس کی عام طور پر سفارش کی جاتی ہے۔

ملین اور دوسری فائدہ مند خصوصیات

پھلوں کے ملین معدہ ہونے کی دو وجوہات ہیں ایک تو یہ ہے کہ پھل میں ۸۰ سے ۹۰ فی صد تک

پانی ہوتا ہے۔ اس لئے نہ صرف پھل بہت جلد مضم ہو جاتے ہیں بلکہ معدے کو صاف بھی کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ غذا کی نالی کو کئی قسم کے خامرہ (ENZYME) مہیا کرتے ہیں۔ جن کی عدم موجودگی میں انسان معدہ اچھی طرح کام نہیں کر سکتا۔ اور غیر تحلیل پذیر غذا کو اچھی طرح مضم نہیں کر سکتا۔ مثال کے طور پر بعض پھلوں میں (PEPTASE) جو ایک (ENZYME) (خامرہ) ہے پایا جاتا ہے۔ جو پروٹین کو سادہ اجزاء میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پھلوں کی ترشی جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتی ہے۔ لہذا پھلوں کی غذائی اہمیت اور طبی موزونیت نے ان کو ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔

پھلوں کی کاشت کا اقتصادی پہلو

پھلوں کی پیداوار

پھلوں کی کاشت یقینی طور پر دوسری فصلوں کی نسبت فائدہ مند ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ باغ لگانے سے آمدنی کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

صوبہ ذیل گوشوارہ سے دوسری فصلوں اور پھل کی آمدنی کا موازنہ ہو جائے گا۔

گوشوارہ

لال پور تحصیل میں مختلف اہم پھلدار درختوں اور دوسری غلہ دار اجناس کی ۱۹۶۰ء میں اوسط آمدنی

کا مقابلہ

آمدنی	فصلیں	آمدنی	پھل
۸۰۰ سے ۱۰۰۰ روپے	کماؤ	۲۲۵۰ روپے	پیرندی آم
" ۱۰۰۰	آلو	" ۸۵۰	تھنی آم
" ۳۰۰	کپاس	" ۸۰۰ سے ۱۰۰۰	ترشادہ پھل
" ۳۰۰	گندم	" ۱۰۰۰	کھجور

اس گوشوارہ سے اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ پھلوں کی کاشت سے فصلوں کی نسبت بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ باغات میں دوسری فصلیں مثلاً شکر قندی، آلو دوسری سبزیاں، برسم اور دیگر چارہ جات وغیرہ بھی بونی جاسکتی ہیں۔ اس طرح کاشت کار کی آمدنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

پودوں کا ذخیرہ کرنا

پھلوں کی کاشت کی ترقی کا انحصار براہ راست قابل اعتماد زسریوں (ذخیروں) پر ہوتا ہے۔ پھلدار پودوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ملک میں زسریوں (ذخیروں) کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے پھلوں کی کاشت کے اس پہلو کی ترقی مستقبل میں بہت روشن ہے۔ اس کے علاوہ زسری کا کاروبار بہت منافع بخش ہے۔ چھوٹے زمیندار جن کے پاس زمین مھوڑی رہ گئی ہو اس میں زسری لگا کر کافی روپیہ کمائے جاسکتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک ایکڑ زسری سے جس میں ترشادہ پھل اور آم کے پودے تیار کئے جاتے ہوں بالترتیب اوسطاً ۷۰۰ روپے اور ۶۰۰ روپے کا منافع حاصل ہو سکتا ہے۔

پھلوں کی کھپت

پاکستان میں مختلف پھلوں کے رقبہ کا تناسب

پاکستان کے مختلف صوبہ جات کو ۱۹۵۶ء میں ایک صوبہ پاکستان میں ضم کر دیا گیا تھا۔ لہذا پاکستان میں ۵۶-۱۹۵۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق پھلوں کے زیرِ کل رقبہ ۶۰۰۹۰۰ ایکڑ تھا اور کل پیداوار ۳۲۱۶۸۰۰ ڈامن تھی۔ پنجاب اور پاکستان کے دیگر علاقہ جات میں مختلف پھلوں کے زیرِ رقبہ کی تفصیل گوشوارہ ۲ اور ۳ میں دی گئی ہے۔

گوشوارہ ۲: پاکستان کے مختلف صوبہ جات میں پھلوں کے زیرِ رقبہ اور پیداوار (۱۹۵۵-۵۶ء)

نمبر شمار	نام علاقہ	رقبہ	پیداوار (ڈامن)
۱	پنجاب	۷۳۹۰۰	۷۴۰۰۰۰ ڈامن
۲	سندھ	۲۹۰۰۰	۷۵۰۰۰ ڈامن
۳	سرحد	۳۰۰۰۰	۱۲۰۰۰ ڈامن
۴	بلوچستان	۸۰۰۰	۱۱۰۰۰ ڈامن
		کل میزان	۳۲۱۶۸۰۰ ڈامن

گوشوارہ ۳۵ :- پاکستان اور پنجاب میں مختلف پھلوں کے زیرِ رقبہ (۱۹۵۵-۵۶ء)

نمبر شمارہ	نام پھل	پنجاب	پاکستان
۱	آم	۱۸۰۰۰ ایکڑ	۵۷۲۰۰ ایکڑ
۲	مالٹا	۱۹۰۰۰	۲۱۲۰۰
۳	سنگترہ	۴۵۰۰	۵۹۰۰
۴	لیموں	۴۰۰۰	۵۲۰۰
۵	لیموں	۲۵۰۰	۳۰۰۰
۶	گریپ فروٹ	۱۰۰۰	۱۳۰۰
۷	کھجور	۲۶۰۰	۴۲۰۰
۸	امروہ	-	۲۱۰۰
۹	سیب	۲۰۰ ایکڑ	۹۵۰ ایکڑ
۱۰	ناشپاتی	۲۰۰	۲۹۰۰
۱۱	آلوچہ	۶۰۰	۲۳۰۰
۱۲	آڑو	۱۰۰۰	۲۱۰۰
۱۳	خرمانی	۱۰۰	۱۳۰۰
۱۴	کیلا	۳۰	۵۳۰
۱۵	انگور	۱۰۰	۳۳۰۰
۱۶	انار	۱۲۰۰	۳۸۲۰
۱۷	فالا	-	۶۰۰
۱۸	متفرق پھل	۱۸۸۷۰	۴۲۶۸۰
	کل میزان	۷۳۹۰۰	۱۰۶۰۹۰۰ - ایکڑ

پاکستان کا صوبہ ۱۹۶۹ء میں ضم کر کے چار صوبہ جات یعنی پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں تقسیم کر دیا گیا۔ اب یہ چاروں صوبہ جات پاکستان میں مشتمل ہیں مختلف صوبوں

میں دس سالہ عرصہ ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء کے دوران مختلف پھلوں کے زیر رقبہ اور پیداوار
گوشوارہ ۵،۴ میں دیئے گئے ہیں جس سے ملک میں صنعتِ اثمار کی ترقی کی رفتار کا اندازہ لگایا
جاسکتا ہے۔

دس سالہ عرصہ یعنی ۶۰-۱۹۵۹ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء کے دوران پاکستان میں پھلوں کے زیر رقبہ
۷۰۰ دہاؤں ایکڑ سے بڑھ کر ۴۰۰ دہاؤں تک پہنچ گیا۔ اسی طرح پیداوار تقریباً ۴ لاکھ ٹن سے
بڑھ کر ۱۵ لاکھ ۸ ہزار ٹن تک پہنچ گئی۔ اس دوران میں سب سے زیادہ رقبہ کیلا کے زیر بڑھا جو کہ
۱۹۶۰ء کے مقابلہ میں ۱۹۷۰ء میں آٹھ گنا زیادہ ہو گیا۔ اس کے بعد ناشپاتی نے ترقی کی جس کے
تحت مذکورہ عرصہ میں پانچ گنا رقبہ بڑھا، آڑو، کھجور، امرود، سیب، آم اور ترشادہ پھل کے تحت
بالترتیب رقبہ قدرے کم بڑھا۔ سب سے کم رقبہ آلوچہ کے تحت بڑھا۔ ان کے برعکس خرمائی اور
انگور کا رقبہ بڑھنے کی بجائے کم ہو گیا۔ تاہم تمام پھلوں میں سب سے زیادہ رقبہ آم کے تحت ہے جو
میں تقریباً ۷۰۰ دہاؤں ایکڑ تھا۔ اس کے بعد ترشادہ پھل اور کھجور کا نمبر آتا ہے جن کے تحت بالترتیب
اور ۵۰۰ دہاؤں ایکڑ رقبہ تھا۔

صوبہ پنجاب میں ۶۰-۱۹۵۹ء سے ۷۰-۱۹۶۹ء کے دس سالہ عرصہ میں رقبہ ۸۰۰ دہاؤں سے
لے کر ۳۰۰ دہاؤں ایکڑ تک بڑھا۔ اس دوران میں کل پیداوار ۲ لاکھ ۸۰ ہزار ٹین ٹن سے لیکر ۷ لاکھ ۵ ہزار
۸۰ سو ٹن تک زیادہ ہوئی۔ پنجاب میں سب سے زیادہ ترقی کھجور نے کی جس کا رقبہ متذکرہ دس سالہ عرصہ
میں ۱۸۲ فیصد بڑھ گیا۔ اس کے بعد امرود کا نمبر آتا ہے جس کے تحت ۷۵ فیصد رقبہ زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح
آم کا رقبہ ۶۶ فیصد اور ترشادہ پھل کا رقبہ گھرف ۲۲ فیصد اضافہ ہوا۔ گوشوارہ نمبر ۶ میں دیئے ہوئے اعداد
شمار کے مطابق پنجاب میں ۷۰-۱۹۷۱ء میں پھلوں کے زیر رقبہ ۸۰۰ دہاؤں ایکڑ تھا جبکہ پیداوار
دس لاکھ کھاسی ہزار ایکڑ سو ٹن تھی۔ پنجاب کا اہم ترین پھل ترشادہ اقسام ہیں جن کا رقبہ ۷۰-۱۹۷۱ء
میں ۳۰۰ دہاؤں ایکڑ تھا۔ آم دوسرے درجہ پر جبکہ امرود اور کھجور پہلے نمبر پر رقبہ تیسرے اور چوتھے درجہ
پر آتے ہیں۔

پاکستان میں پھلوں کی موجودہ پیداوار ملکی ضروریات سے بہت کم ہے۔ عالمی معیار کے مطابق روزانہ
غذا میں چار اونس پھل ہونا لازمی ہے۔ اس معیار کی رو سے ہر نفس کو سال بھر میں ۲۵۰۰ پونڈ پھل
اس انداز سے کے مطابق ملک کی موجودہ آبادی کے مطابق ۲۸ لاکھ ٹن پھل چاہیے۔ جبکہ موجودہ

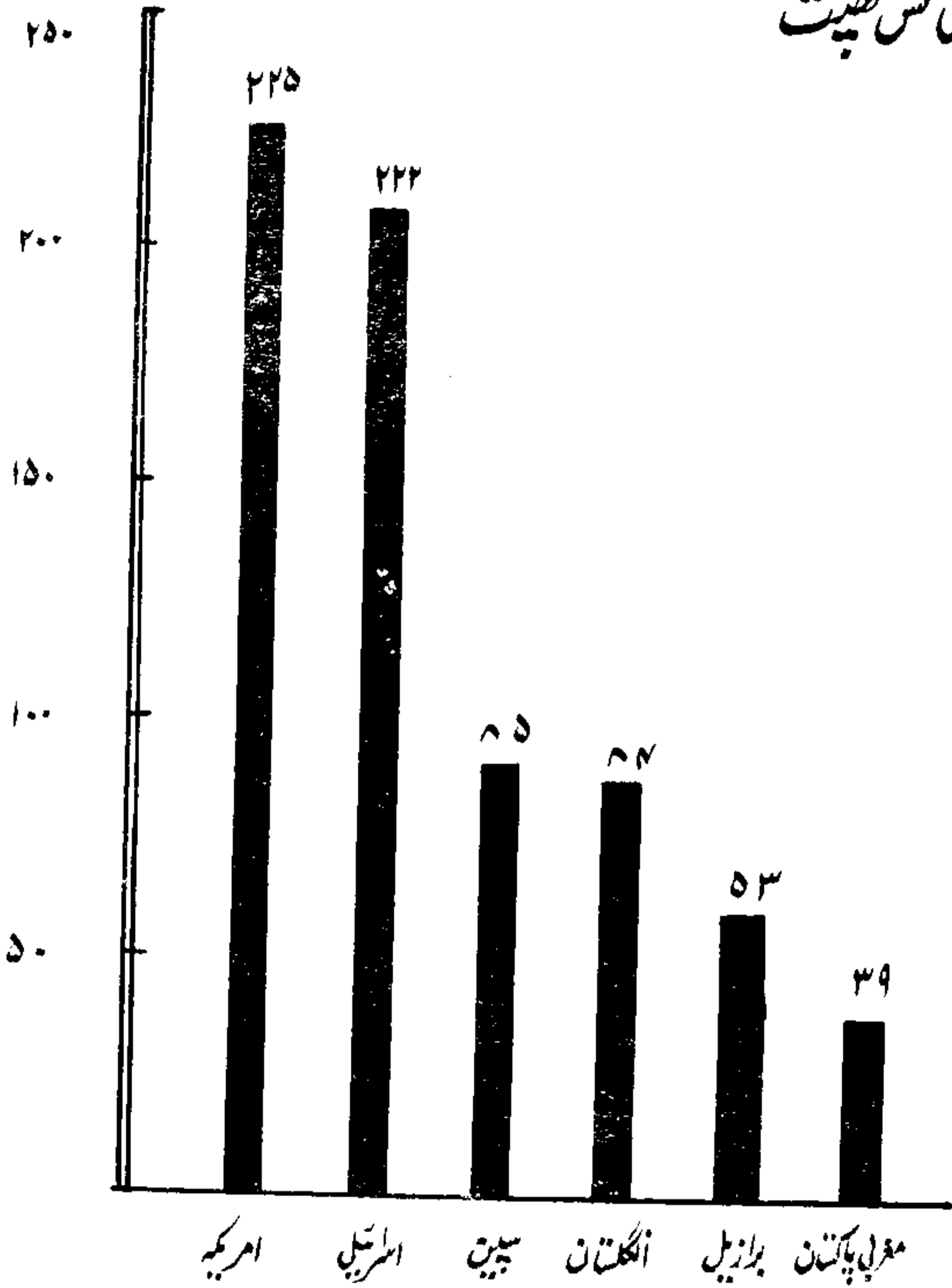
پیداوار تقریباً ۱۶ لاکھ ٹن ہے۔ لہذا موجودہ غذائی ضروریات پورا کرنے کے لئے مزید ۱۲ لاکھ ٹن کا اضافہ ضروری ہے۔ جس کے لئے ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۹۷۰ء کے اعداد و شمار کی روشنی میں تقریباً ۳ لاکھ رقبہ پر مزید باغات لگانے ہوں گے۔

پاکستان میں پھلوں کی موجودہ کھپت بھی دیگر ممالک کے بالمقابل بہت کم ہے۔ ہر نفس کو روزانہ ۳۰۰ حرارے چاہئیں۔ ہمارے ملک میں پھل اور سبزیات سے صرف ۴۴ حرارے حاصل کئے جاتے ہیں۔ جبکہ امریکہ میں ۱۸۳ حرارے۔ ترکی میں ۱۷۷۔ جاپان میں ۱۶۶۔ اور فرانس میں ۱۴۵ حرارے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے اندازے کے مطابق پاکستان میں ایک ایکڑ پھل کا رقبہ ۱۳۹۔ اشخاص کے لئے ہے۔ یہ نسبت دیگر ممالک کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ بعض ممالک یعنی امریکہ کی کیلیفورنیا ریاست میں ایک ایکڑ پھل کا رقبہ ۳۔ اشخاص کے حصہ میں آتا ہے اور یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں پھلوں کے زیر موجودہ رقبہ کل کاشتی رقبہ کا صرف ایک فیصد کے قریب ہے۔ لہذا متذکرہ بالا اعداد و شمار سے یہ بات باہل عیاں ہے کہ ہم کو موجودہ حالات کے مطابق پھلوں کی پیداوار میں تقریباً ۱۲ لاکھ ٹن اضافہ کر کے قومی ضروریات کو پورا کرنا ہوگا۔ لیکن چونکہ ملک کی آبادی ہر سال تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ لہذا ملکی ضروریات میں بھی اضافہ ہونا جائے گا۔ اس لئے پھلوں کے تحت رقبہ میں اضافہ کرنا ایک اہم قومی ضرورت ہے جس کی طرف کما حقہ توجہ نہیں دی جا رہی۔

پاکستان میں پھل پیدا کرنے والے علاقے اور ان کے اہم اضلاع حسب ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام صوبہ	پھل پیدا کرنے والے اہم اضلاع	اہم پھل
۱	پنجاب :-	ملتان، سرگودھا، لائل پور، ساہیوال، لاہور، ترشادہ پھل، آم کھجور، بہاول نگر اور رحیم یار خان	امروہ اور بیر
۲	سندھ	نواب شاہ، حیدر آباد، میرپور خاص، پیٹرلورڈ، آم، ترشادہ پھل، کیلا، اور کراچی	امروہ، کھجور اور چمبو
۳	شمال مغربی سرحدی صوبہ	پشاور، ہزارہ اور مردان	ناشپاتی، آڑو، آلوچہ اور خوبانی
۴	بلوچستان	کوئٹہ، لورالائی، زوب، قلات اور تربت	انگور، سیب، بادام، خوبانی اور کھجور

مختلف ممالک میں پھلوں کی فی کس کھیت



پھلوں کو منڈی میں بھیجنا ،

صنعت اٹار کا مسئلہ صرف پھلوں کی پیداوار بڑھانا ہی نہیں بلکہ پھلوں کو منڈی میں اچھے طریقے سے لیجانے بغیر پھلوں کی پیداوار میں اضافہ کاشت کاروں کو خوشحال نہیں بنا سکتا۔ پیداوار میں اضافہ اور پھل کی خاصیت کو بہتر بنا کر فائدہ حاصل کرنے کے لئے خرید و فروخت کے موجودہ اداروں کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ پھل کے کاشت کاروں کی یہ شکایت کہ منڈی میں پھلوں کی قیمت کا بیشتر حصہ دلال کے پاس جاتا ہے جائز ہے اور درخت کے وسائل کا ناقص ہونا غیر منظم منڈیوں اور بے شمار کمیشن ایجنٹس کا وجود جیسا کہ ایسے واقعات ہیں جو کاشت کاروں کا جائز منافع ہدف کر جاتے ہیں۔

پھلوں کا ضائع ہونا

پھلوں کی تصنیع کا بالکل صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے تاہم ایک اندازہ کے مطابق پاکستان میں پھلوں کی کل پیداوار کا ۲۵ فی صد حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ گرم آب و ہوا پھلوں کو یکدم سخت کر دیتی ہے۔ دافر پھل کو ذخیرہ کرنے کے لئے سرد گوداموں میں اتنی جگہ موجود نہیں ہوتی اس لئے پھل موسم میں افراط سے منڈی میں آتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کم نرخوں پر فروخت ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات منڈیوں میں مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔ بڑی مقدار میں تصنیع کو روکنا بہت ضروری ہے پھل کا فالتو حصہ مثلاً پھلکے وغیرہ کو پھلوں کی مصنوعات مثلاً سنگتہ کا تیل (ORANGEDIL) وغیرہ بنانے کے کام لانا چاہئے تاکہ کاشت کار کو اقتصادی طور پر فائدہ پہنچے۔

پھلوں کو محفوظ کرنا اور سرد گوداموں میں رکھنا

ملک میں پھلوں کی صنعتی ترقی کے لئے ان کو محفوظ کرنے اور ان کے لئے سرد خانوں کی اہمیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ درحقیقت کسی بھی ملک میں سرد خانوں کے قیام اور پھلوں کو محفوظ کئے بغیر اس صنعت کی ترقی ممکن نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اچھے منظم باغ میں بھی ایسا پھل کافی مقدار میں ہوتا ہے جو منڈی میں فروخت کے قابل نہیں ہوتا۔ تاہم یہ پھل مختلف قسم کی مصنوعات اور ضمنی مصنوعات بنانے کے

کام میں لانا اقتصادی طور پر فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ ملک میں سرد خانوں اور محفوظ نہ رکھنے کی سہولت نہ ملنے کی وجہ سے منڈیوں میں موسم پر پھل ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے اور بہت ارزاں قیمت پر بکتا ہے۔ لیکن موسم کے اختتام پر قیمتیں چڑھ جاتی ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر سرد خانوں کا ہونا اور پھلوں کو محفوظ کرنا بہت فائدہ مند ہے۔ منڈی کے فالتو پھل کو سرد خانوں میں رکھ کر خراب ہونے سے بچایا جاتا ہے۔ نیشنل گھٹیا درجے کے پھل کا استعمال بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پھل منڈی میں زیادہ عرصہ تک دستیاب ہوتا ہے۔ پھلوں کو محفوظ کرنے سے نہ صرف ملکی منڈیوں کی توسیع ممکن ہے۔ بلکہ غیر ملکی منڈیوں میں بھی یہاں کے پھلوں کی مانگ بڑھ سکتی ہے۔

پھلوں کو محفوظ کرنے کے سلسلے میں ہمارا ملک ابھی بہت پیچھے ہے۔ اور سرد خانوں کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اندازاً اس وقت تمام پیداوار کا صرف ۰.۳ فی صد پھل محفوظ کیا جاتا ہے۔ اور باقی جڑوں کا تو استعمال ہوتا ہے۔

سبز یوں اور پھلوں کو خراب ہونے سے بچانا ہمارے ملک کے لئے بے حد ضروری ہے۔ تاکہ غذائی قلت کو کم کیا جاسکے۔

حال ہی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ کراچی، ملتان اور لاہور میں پھلوں کا رس نکالنے کے لئے تین کارخانے قائم کئے جائیں۔ ان کارخانوں کے ذریعے ہر سال ترشادہ پھلوں کا رس جیم اور جیلی ۳۶۴۰ ٹن ۱۰ اہم روغنیات (ESSENTIAL OILS) ۴۰۰ ٹن اور مویشیوں کے مقویات ۲۱۴۰ ٹن تیار ہوا کریں گے۔ پھلوں کو محفوظ کرنے کی یہ صنعت بہت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ کیونکہ یہ ہر قسم کے پھل اور سبز یوں کو کارآمد بنائے گی۔ اس طرح پھل کے کاشت کاروں کی مالی حالت بہتر ہو جائے گی۔

صنعت اثمار کا مستقبل

گزشتہ صفحات میں پھلوں کی اقتصادی، طبی اور غذائی اہمیت کو اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے پھلوں کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کا بہت امکان ہے۔ پھلوں کی کاشت کے لئے ہمارے ملک میں اور آب و ہوا کی موزونیت، کم اخراجات، باغات پر مشتمل کم رقبہ اور دوسری ایسی ہی وجوہ باغات کا رقبہ بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

ہماری ضروریات اور فی کس کھپت

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے موجودہ کھپت ہمارے ملک کی تمام آبادی کی ضرورت کے لئے بہت کم ہے ہمارے ملک میں فی کس پھل کی کھپت صرف ۳۹۶۲۵ پونڈ سالانہ ہے جب کہ معیاری ضرورت ۹۱۶۲۵ پونڈ ہے۔ دیہات میں پھلوں کی روزانہ فی کس کھپت ایک اونس سے بھی کم ہے۔ ان حالات کے پیش نظر باغات کے تحت رقبہ بڑھانا ضروری ہے۔

باغات پر مشتمل موجودہ رقبہ

پاکستان میں کل کاشتہ رقبہ کا صرف ۵۔۰ فی صد باغات پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس کیلیفورنیا میں کل رقبہ کا پچاس فی صد حصہ باغات پر مشتمل ہے۔ فلوریڈا میں ۷۰۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ پر صرف ترشادہ پھل کاشت کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح فرانس اور اٹلی میں بالترتیب ۳۵ لاکھ اور ۴۱ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر باغات ہے۔ ہمارے ملک کا دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں باغات کے تحت رقبہ نیچے درج ہے۔

۱۷۷ افراد کے لئے ایک ایکڑ

" " " ۱۶

" " " ۷

مغربی پاکستان

کیلیفورنیا

فلسطین

زمین اور آب و ہوا کی موزونیت

پاکستان کی آب و ہوا اور زمین پھلوں کی کاشت کے لئے کافی موزوں ہے۔ میدانی علاقوں میں آم، ترشادہ پھل، کھجور، امرود، بیر، انار اور دوسرے منطقہ حارہ کے پھل کاشت کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ اور مری کی پہاڑیوں میں سیب، ناشپاتی اور اس قسم کے دوسرے کوہستانی پھل بڑی کامیابی سے کاشت کئے جاسکتے ہیں۔ دامن کوہ کے علاقوں اور بلوچستان میں ناشپاتی، حسہ مان، آلو بھارا بادام اور دوسرے پھل کافی ہوتے ہیں۔ کران کے علاقہ میں بہترین قسم کی کھجور پیدا ہوتی ہے۔ سندھ کا علاقہ جہاں نسبتاً لو کم چلتی ہے۔ اور کورا بھی کم پڑتا ہے کیلئے کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اس علاقہ کے رقبہ کو کیلئے اور پیٹے کی کاشت کے لئے نہایت کامیابی سے کاشت کیا جا رہا ہے

موجودہ قیمتیں،

روز بروز پھلوں کی بڑھتی ہوئی مانگ پیداوار میں اضافے کی موجب ہے۔ اس وقت پھل کی پیداوار

آب و ہوا

پھلدار درختوں کے لئے موزوں آب و ہوا کا انتخاب کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ایک دفعہ پھلدار درخت نصب کرنے کے بعد وہاں کی آب و ہوا کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ عام طور پر مالکان باغات کسی پھلدار پودے کو کسی جگہ کے لئے پسند کر لیتے ہیں اور اپنے یاں گھاننے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایسے حالات میں ناکامی یقینی ہے۔ پشاور جیسے مقام سے اعلیٰ قسم کی ناشپاتی، آڑو اور آلوچہ میدانی علاقوں میں اکثر لوگوں نے لگا کر نقصان اٹھایا ہے۔ اعلیٰ آڑو اور آلوچہ کی اقسام کو خاص سردی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو میدانی علاقہ میں میسر نہیں۔ نتیجتاً پھلدار درختوں کا کسی آب و ہوا کے لئے موزوں انتخاب نہایت ضروری ہے۔

آب و ہوا

سال بھر کے موسمی حالات کے خلاصہ کو آب و ہوا کہا جاتا ہے۔ موسم کچھ عرصہ کے خاص حالات کو کہتے ہیں۔ آب و ہوا کسی جگہ کی سردی، گرمی، بارش، آندھی، ژالہ باری، کھرا اور بلندی پر منحصر ہے۔

درجہ حرارت

درجہ حرارت آب و ہوا کا ایک اہم جزو ہے۔ اور کسی علاقہ میں پھل کے انتخاب میں درجہ حرارت بڑی

اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ آم، کیلا، سنگترو، مالٹا، پائن اپیل وغیرہ ایک خاص علاقہ میں اس لئے نہیں ہو پاتے کہ ان پھلوں کی کامیابی کے لئے ۳۵ ایف سے زائد درجہ حرارت درکار ہوتا ہے۔ اس کے برعکس پیٹری پھلدار پودے مثلاً سیب، ناشپاتی وغیرہ میدانی علاقوں میں کامیاب نہیں اور اگر ایسی جگہ لگا بھی دیتے جائیں تو پھل نہیں دیں گے اور اگر پھل برداشت بھی کریں گے تو نہایت ناقص قسم کا ہوگا۔ کچھ پھل ایسے ہیں جن کی کامیابی کا انحصار کافی عرصہ تک زیادہ درجہ حرارت کے ہونے پر ہے۔ مثلاً کھجور! اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کا سراگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں۔ اسی وجہ سے اس کی بہتات ان علاقوں میں ہوتی ہے جو سخت گرم ہوں اور جہاں آبپاشی بھی میسر ہو۔ بعض اچھی زمینوں میں اس لئے پھل کاشت نہیں کئے جاسکتے کیونکہ ان علاقوں کا درجہ حرارت اتنا کم ہو جاتا ہے کہ پھول اور پھل لگنے کے وقت کہرا نہیں صنایع کر دیتی ہے۔ کم درجہ حرارت بعض دفعہ بیماریوں اور کٹیروں کے بڑھنے پھولنے کے لئے مناسب اور موزوں ہوتا ہے۔ آڑو کے پتوں کا چڑھنا ہو جانا (PEACH LEAF CURL) اور بھوری سڑاند (BROWN ROT) بیماریاں سرد اور سردار موسم میں زیادہ پھیلی ہیں۔ اور پیٹری علاقوں میں آڑو، آلوچہ وغیرہ کی کاشت میں حائل ہوتی ہیں۔

درجہ حرارت پھول، پھل کی خاصیت اور پھل کے پکنے کے وقفہ اور انداز پر اثر پذیر ہوتا ہے۔ اگر موسم بہار میں موسم جلد گرم ہو جائے تو پھول جلد ہی نکل آتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر موسم دیر تک ٹھنڈا رہے تو پھول دیر سے نکلیں گے۔ بعض حالات میں درجہ حرارت پھل کی خاصیت پر خوشگوار اثر ڈالتا ہے۔ سیب کی زیادہ تر اقسام ٹھنڈی آب و ہوا میں بہتر ہوتی ہیں اس کے برعکس آڑو قدرے گرم درجہ حرارت میں میٹھے اور خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ انگور گرم علاقوں میں ترش اور موٹے پھلکے والے ہوتے ہیں۔ مالٹا گرم علاقوں کی نسبت سرد علاقوں میں زیادہ کھٹا ہوتا ہے۔

بارش

بارش کی مقدار اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنا کہ اس کے ہونے کے اوقات۔ ایک وقت میں زیادہ بارش بہت کم فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں سکوڑی سکوڑی بارش سارا سال ضرورت کے مطابق ہو جائے تو نہایت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ پھل لگنے کے وقت بارش نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے زراعت (POLLEN) صنایع ہو جاتے ہیں اور مادہ (STIGMA) کا لعاب پتلا ہو جاتا ہے۔ کئی ایک پھلوں میں مثلاً کھجوروں اور انگوروں کے پکنے کے موقع پر بھی بارش کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے کئی علاقوں

میں ان کی کاشت نفع بخش نہیں ہے۔ کھجور اور انگور کے پکنے کے وقت اگر بارش ہو جائے تو پھل خراب ہو جاتا ہے اور منڈی میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتا۔ مغربی پاکستان میں کھجور اور انگور پکنے کے وقت بارشوں کا ہونا اس کی کاشت میں کافی حد تک حائل ہے۔ برخلاف اس کے کیلیفورنیا میں جہاں موسم گرما میں کوئی بارش نہیں ہوتی اعلیٰ قسم کے انگور کشمش، انجیر اور کھجور پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح بارش آٹو بخارا اور چیری کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ بارش سے آٹو بخارا میں "براؤن رات" سمجوری سٹرانڈ کی بیماری پھیل جاتی ہے۔ اور چیری کا پھل کا پھٹ جاتا ہے۔

دھوپ

سوزج کی شعاعیں پودے میں خوراک بننے کے عمل میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دھوپ میں عمل زیرگی (POLLINATION) بھی بہتر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دھوپ سے زائد پانی بخارات بن کر اڑ جاتا ہے۔ درخت کی لکڑی سخت ہو جاتی ہے۔ اور پھل میں صحیح رنگت اور خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس کی زیادتی سے پھل پر داغ دھبے (SUN-BURN) پڑ جاتے ہیں۔ یہ اثرات زیادہ تر جنوب مغرب کی طرف رونما ہوتے ہیں۔

آندھی

تند و تیز ہوائیں پھل لگنے کے وقت نہایت نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ پھل کھلنے کے وقت گرم ہوائیں مادہ (STIGMA) کے لعاب کو خشک کر دیتی ہیں اور اس طرح عمل زیرگی میں حائل ہوتی ہیں۔ نیز ان ٹیرس مکوڑوں کی حرکت پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں جو عمل زیرگی میں مدد کرتے ہیں۔ لہذا پھل کم لگتا ہے اور پیداوار کم ہو جاتی ہے۔

ہوا تیز چلنے کی بنا پر پھل آپس میں ایک دوسرے سے رگڑا کھا کر خراب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح پھل کی بیرونی حالت خراب ہو جاتی ہے اور منڈی میں اچھی قیمت نہیں پاتا۔

ژالہ باری

ژالہ باری پھل، پھول اور پودے کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان میں مری کے علاقہ میں ژالہ باری ہی خصوصاً پھلوں کی کاشت میں حائل ہوتی ہے۔

نمی

ہو اس میں نمی کی زیادتی مثلاً کھجور کی کاشت میں عالی ہوتی ہے۔ وہ کیڑے اور مکھیاں جو عمل زیرگی میں مدد کرتے ہیں نمی کی زیادتی کی وجہ سے آسانی سے حرکت نہیں کر سکتے لہذا پھل لگنے کے وقت نمی کی زیادتی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ آلو بخارا اور آڑو وغیرہ پھل اور پودوں میں نمی کی قسم کی بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔

سیب میں پتوں کا چڑھنا ہو جانا

(CSCA B) نیز چند پھلوں میں لگی کا لگنا (RUSTING) وغیرہ بھی نمی سے ہوتا ہے۔ بہر حال

زیادہ نمی ترشادہ پھلوں پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتی۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ نمدار علاقوں میں مانے شکرے پھل کا پھلکا پتلا۔ جلد ملائم۔ رس زیادہ اور خاصیت اچھی ہو جاتی ہے۔

کھرب

مغربی پاکستان میں کھرب ماہ دسمبر سے فروری تک کسی وقت بھی پڑ سکتا ہے۔ یہ آم، کیلا اور امرود کے لئے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ترشادہ پھلوں میں اس کا اثر لیموں، گریپ فروٹ، مانٹا اور شکرے پر بھی بالترتیب ہوتا ہے۔ چھوٹے اور جوان پودوں کے تنے پر لانے ٹاٹ سے اس لئے لپیٹ دیئے جاتے ہیں کہ کھرب سے پھال لپٹ نہ جائے۔ جن راتوں میں کھرب پڑنے کا امکان ہو تو باغ میں آبپاشی کر دینا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

زمین کا ڈھلان اور بلندی

پہاڑی علاقے میں باغ کے لئے موزوں زمین کا انتخاب کرتے وقت ڈھلان کے رخ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ چونکہ اس پر ہوا، دھوپ اور درجہ حرارت کا انحصار ہوتا ہے۔ کسی جگہ کی سطح سمندر سے بلندی پھلوں کی کاشت میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ امر کسی جگہ کی آب و ہوا پر اثر پذیر ہوتا ہے۔

سیب کی کاشت کے لئے وہ علاقہ جو ۳۰ درجہ عرض بلد پر واقع ہو زیادہ مناسب ہوتا ہے مری اور کوئٹہ کا عرض بلد ۳۳ ر ۳۴ اور ۳۱ درجہ ہے۔ لیکن بلند ہونے کی وجہ سے ان علاقوں میں سیب کی کاشت کامیاب طریقہ پر کی جاتی ہے۔

ڈھلان کے رخ کا انتخاب کرتے وقت دو سمتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایک شمالی اور دوسری

جنوبی۔ شمالی اطراف میں دھوپ کم پڑتی ہے۔ جس کی وجہ سے درجہ حرارت کم رہتا ہے اور زمین خشک

ہونے نہیں پاتی۔ لہذا پھول بھی دیر سے نکلتے ہیں۔ ایسی جگہ میں پودے میں پھل کم لگتے ہیں۔ اور نباتاتی بڑھوتری زیادہ ہوتی ہے۔ نیز پھل کا رنگ ملکا اور خاصیت ناقص ہوگی۔ اس کے برعکس جنوبی ڈھلان سورج کی شعاعوں سے جلد گرم ہو جاتی ہے۔ لہذا پھول بھی جلد نکلتے ہیں اور پھل بھی جلد تیار ہو جاتا ہے۔ دھوپ سے پھل میں صحیح رنگت آ جاتی ہے۔ ذائقہ اور خاصیت بہتر ہو جاتی ہے۔ ڈھلان زیادہ بے ترتیب نہ ہو۔ چونکہ دادی نما علاقوں میں ہوا کے چلنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں باغ میں کاشتکاری اور دیگر انتظام بھی اچھی طرح سر انجام نہیں دئیے جاسکتے۔ ان پر خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور ایسی ڈھلانیں زمین کے کٹاؤں میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے خطے!

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ساحلی علاقہ

اس خطہ میں بحیرہ عرب کے ساحل پر کراچی سے لے کر حیدرآباد تک کا علاقہ شامل ہے۔ اس علاقہ کی آب و ہوا قدرے معتدل۔ موسم گرما میں دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ نسیم بحری اور نسیم بری رات اور دن کے درجہ حرارت میں تبدیلی کا باعث ہیں۔ اس علاقہ میں کپڑے نہیں پڑتی۔ یہاں کے مشہور پھل ناریل، امرود، کیلا، چکیرہ، ارنڈ، حنظلہ اور آم وغیرہ ہیں۔

میدانی علاقہ

آب و ہوا گرمی میں گرم خشک اور موسم سرما میں کافی سرد ہوتی ہے۔ یہ علاقہ ترشادہ پھل، امرود، بیر، آم اور کھجور کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اس میں سرگودھا، لاہور، ملتان، بہاول پور، خیرپور، ڈیرہ نون کے علاقے شامل ہیں۔

دامن کوہ

اس خطہ میں وہ علاقے شامل ہیں جو ۱۰۰۰... ۳۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہیں۔ اس میں کونٹہ ڈیرہ

کا کچھ حصہ، راولپنڈی، پشاور، کوہستان تک اور سون ویلی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا پہاڑوں کی نسبت گرم لیکن میدانوں کی نسبت سرد ہے۔ اس علاقہ کے مشہور پھل آٹو، آلو بخارا، خرباز،

بادام، لوکاٹ، جاپانی پھل، زیتون اور سٹرابیری ہیں۔

پہاڑی علاقے

اس علاقے میں سخت سردی ہوتی ہے۔ اس خطے میں سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ سے ۷۰۰۰ فٹ تک کی بلندی کے علاقے شامل ہیں۔ موسم سرما میں سخت سردی پڑتی ہے۔ اور نومبر سے مارچ تک برف باری بھی ہوتی ہے۔ اپریل کے مہینے میں بعض جگہوں پر ژالہ باری نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس علاقہ میں مری، کوئٹہ، قرم ایچینی شامل ہیں۔ اس علاقہ کے مشہور پھل سیب، نانشاپاتی، چیری اور اخروٹ وغیرہ ہیں۔

مختلف پھلدار درختوں کے لئے مناسب آب و ہوا

آم
یہ منطقہ حارہ کا پھل ہے ملتان اور منظر گڑھ کے اضلاع میں آم کی کامیابی کارازوریاؤں کا قرب اور گرم خشک آب و ہوا ہے۔ میدانی علاقوں میں قلمی آم کا اگانا نایت کھٹن ہے۔ کیونکہ سردی میں کوسے سے اور گرمی میں دھوپ سے پودوں کو بچانا پڑتا ہے۔ آم کے لئے ایسی آب و ہوا موزوں ہوتی ہے جس میں پھول آنے کے وقت موسم یعنی ماہ فروری مارچ میں بارش اور کبر وغیرہ نہ آئے اور پھول تیز ہواؤں سے محفوظ رہیں یعنی موسم پر سکون ہو اور آبپاشی کی بہتات ہو۔ دراصل آم کے پھول کی ساخت ایسی ہے کہ جس میں مادہ کا سرے والا حصہ (STIGMA) بہت چھوٹا ہوتا ہے اور زرحوں (STAMENS) میں سے صرف ایک ہی کارآمد ہوتا ہے۔ اور باقی ناکارہ ہوتے ہیں۔ عمل زیرگی کے لئے موسم کا پُر سکون ہونا لازمی ہے۔ تاکہ شہد کی مکھیاں اور دوسرے کیڑے اس عمل کو انجام دے سکیں۔

لوکاٹ

ایسی جگہوں پر سب سے زیادہ کارآمد ہوتا ہے جہاں گرمی کے موسم میں سخت گرمی نہ پڑتی ہو۔ اس کے لئے زمین اور ہوا میں کافی نمی درکار ہے۔ زیادہ گرمی یا خشک ہوا میں اس کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اس کی کاشت کے لئے سب سے موزوں جگہ وہ ہے جس کی آب و ہوا قدرے سرد ہو اور بلندی تقریباً ۲۰۰۰ فٹ ہو۔

ترشاوہ اقسام کے پھل

ترشاہ پھلوں مثلاً ناٹا، سنگتہ، میٹھا اور کاغذی لمیوں وغیرہ کے اعلیٰ اہانت مختلف علاقوں

60673

مثلاً پشاور، سرگودھا، لائل پور، ملتان، منگھری، گوجرانوالہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ سنگترہ زیادہ تر دامن کوہ کے اضلاع میں کامیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ گرم علاقوں میں اس کے پھل پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ محکمہ زراعت نے کئی سنگترہ کی دریافت کر کے اس مشکل کو کافی حد تک حل کر دیا ہے اور یہ سنگترہ گرم علاقوں میں بخوبی کاشت کیا جانے لگا ہے۔ اور سورج کی تیز شعاعوں سے محفوظ رہتا ہے۔ دیگر ترشادہ پھل نمری علاقوں میں کامیابی سے کاشت کئے جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقے اس کی کاشت کے لئے موزوں خیال نہیں کئے جاتے۔ البتہ پہاڑ کی تلہٹی میں ان کی کاشت ممکن ہے جہاں پھل دیر سے پکے گا اور ترشی مائل ہوگا۔ زیادہ گرم علاقے اس پھل کے لئے موزوں نہیں۔ موسم سرما میں تھوڑا بہت کہہ اس پھل کی کاشت میں اثر انداز نہیں ہوتا۔ البتہ کاغذی لیموں پر کہہ زیادہ اثر کرتا ہے۔

امروہ

اس کے پھوٹے پودوں کو کورا بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ جب درجہ حرارت ۲۸ فارن ہیٹ تک پہنچ جائے تو بڑے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ امروہ کی اعلیٰ اقسام سابقہ پنجاب کے میدانی علاقے میں اور سندھ میں لاڑکانہ اور جیک آباد کے اضلاع میں کاشت کی جاتی ہیں۔ بشرطیکہ زمین میں نمی کافی ہو۔ اور پھوٹے پودوں کو دو تین سال تک کورے اور سرد ہواؤں سے محفوظ کرنے کی احتیاط کی جائے۔ یہ سیم دالی زمین میں بھی جہاں موسم برسات میں پانی سطح زمین کے قریب آجاتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے۔

کیلا

کیلے کی کاشت کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا، زرخیز زمین، پانی کی اسناد اور کارہے۔ اور کورا غیر موزوں ہے۔ سخت گرمی، سخت سردی اور آندھی اس کے لئے غیر موزوں ہے۔ حیدرآباد اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے علاقوں میں کامیاب ہے۔

بیر

یہ بہت سخت جان ہے اور سخت گرمی اور سخت سردی کو برداشت کر سکتا ہے۔ طویل گرمی کے موسم کو خوب پسند کرتا ہے۔ بارانی علاقوں اور دامن کوہ کے سرد اور مرطوب حصوں میں اچھی طرح کامیاب ہوتا ہے۔ راولپنڈی اور جہلم کی پہاڑیوں پر بھی عموماً خود رو بیریاں ہی پائی جاتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں

کے سوا یہ سب جگہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ پیوندی بیر کی صورت میں ماہ جنوری فروری میں آبپاشی نہ ہونے کی وجہ سے بیشتر بیر جھڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیوندی بیروں کی آبپاشی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

کھجور

مثل مشہور ہے کہ کھجور کا سراگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے لئے نہایت گرم اور خشک آب دہوا اور زمین میں کافی نمی درکار ہے۔ مگر پانی مار زمین میں کھجور کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ کھجور کے درخت ہر قسم کی آب دہوا اور زمین میں نشوونما پاتے ہیں۔ مگر تجارتی نقطہ نگاہ سے ان جگہوں پر کامیاب ہو گی جہاں پھل پکنے کے وقت زیادہ بارش نہ پڑے۔ بارش پڑنے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔

قالہ

یہ بہت سخت جان اور خشکی کو برداشت کرنے والا پودا ہے۔ اور تقریباً ہر قسم کی زمین میں کم آبپاشی سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ پہاڑی علاقوں کے سوا یہ ہر جگہ کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ انتہائی گرمی اور خشک ہواؤں سے پودے یا پھل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ سخت کوڑا پڑنے سے اگر پودے کی اوپر والی شاخیں سوکھ بھی جائیں تو سطح زمین کے قریب سے پھر نئی شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔

تاریخ

یہ ساحلی علاقہ کا پھل ہے۔ اس علاقہ میں بہتر ہوتا ہے جہاں کا درجہ حرارت ۱۰۰° سے کم یعنی اوسط ۷۳-۸۰ فارن ہینٹ ہو۔

لیچی

یہ نازک سدا بہار پودا ہے۔ اور اس کی کامیابی کے لئے خاص حالات درکار ہیں۔ یعنی مرطوب آب دہوا، کثرت بارش یا آبپاشی کی زیادتی۔ کوڑا اس کے لئے ناموافق ہے۔ چونکہ گرم اور خشک ہوائیں اس کے لئے مضر ہیں۔ اس لئے لیچی دامن کوہ کے اضلاع میں تقریباً ۲۰۰۰ فٹ کی بلندی پر زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ گرمیوں میں سخت گرمی سے اور سردیوں میں پودوں کو کورے سے بچانا چاہئے۔ کچھ محفوظ جگہوں میں لاہور۔ ملتان اور منگلوری کے اضلاع میں بھی اس کے پودے اچھا پھل دے رہے ہیں۔

ضرورت سے بہت زیادہ کم ہے۔ پھلوں کی نئی منڈیاں بنانے کی بجائے اگر موجودہ منڈیوں کو بہت سی سہولتیں
 دیا جائیں تو موجودہ پیداوار سے دو تین گنا زیادہ پھل ان منڈیوں میں لاکر بیچا جاسکتا ہے۔ پھلوں کی موجودہ قیمتیں اتنی
 زیادہ ہیں کہ سوائے ان دنوں کے جن دنوں منڈیاں پھل سے بھری ہوئی ہوں عام آدمی پھل نہیں خرید سکتا۔
 پیداوار بڑھنے اور منڈیوں کا نظام درست ہونے سے قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ کاشت کار
 کو تسلی بخش منافع مل سکے گا۔ پیداوار میں اضافے کی وجہ سے وہی منڈیوں کی ترقی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ اس
 وقت تک ممکن نہیں جب تک پھلوں کی قیمتیں کم نہ ہو جائیں یا دیہاتی لوگوں کی قوت خرید بڑھ نہ جائے۔

۱۹۷۲ء کی مردم شماری سے پتہ چلا ہے کہ آبادی میں سالانہ تین فی صد اضافہ ہوتا ہے۔ حالانکہ ۱۹۶۱ء
 کی مردم شماری میں ۳۴ فی صد اضافہ ہوا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حالات ایسے ہی رہے تو چالیس
 سال میں آبادی دو گنی ہو جائے گی۔ اور نتیجتاً "پھلوں کی مانگ میں اضافہ ہوگا۔ ملک کی ترقی کے ساتھ ساتھ معیاً
 زندگی بلند ہو جائے گا۔ اور پھلوں کی مانگ میں اضافہ ہوگا۔

پھلوں کی برآمد کے امکانات

حسب ذیل گوشوارہ سے پاکستان سے برآمد ہونے والے تازہ پھلوں کا ۱۹۶۶ء میں پتہ چلتا ہے۔

پاکستانی پھلوں کی برآمدات						
قیمت (روپوں میں)						
نام پھل	جس ملک کو بھیجا گیا	یونٹ	جون ۱۹۶۶		جولائی ۱۹۶۵ تا جون ۱۹۶۶	
			مقدار	قیمت	مقدار	قیمت
سنگتہ۔ مالٹا	نیدر لینڈ	سی۔ ڈبلیو۔ ٹی	-	-	۱	۴۰
" "	بحرین	"	-	-	۱۰۶۶	۲۸۸۳۰
" "	کویت	"	-	-	۳۹۴	۱۶۱۸۲
" "	مسقط	"	-	-	۵۰	۱۱۰۰
" "	خلیج فارس	"	-	-	۴۲۲۲	۲۲۶۷۲۲
" "	قطر	"	-	-	۲۲	۱۹۸۲
" "	مصر (متحدہ عرب ریاستیں)	"	-	-	۷۸	۳۸۹۳
" "	سعودی عرب	"	-	-	۳۷۴	۱۱۴۶۰

۱۳۳۲۶	۲۹۸	-	-	"	سنگاپور	"	"
۲۸۷۱۱۵۳	۱۳۸۷۹۰	-	-	"	افغانستان	"	"
۲۲۷۵	۲۳	۲۲۸۹۰	۲۱۰۹	"	ہانگ کانگ	"	"
۳۱۹۶۹۶۳	۱۲۵۳۳۸	۲۲۸۹۰	۲۱۰۹	-	میزان		
۲۱۵۰	۱۲۹	-	-	سی ڈبلیو ٹی	افغانستان	نارنگی	
۲۱۵۰	۱۲۹	-	-	"	میزان		
۱۶۲۲۸	۱۲۸	-	-	سی ڈبلیو ٹی	خلیج فارس	سنگڑہ مالٹا وغیرہ	
۷۷۰۰	۱۳۲	-	-	"	افغانستان	"	"
۲۲۱۲۸	۲۶۰	-	-	-	میزان		
۳۰۰	۲	-	-	سی ڈبلیو ٹی	کویت	لیمبول اور کھٹی	
۱۹۲۸۵	۱۳۳	۳۹۵۲	۳۶	"	ایران	"	"
۲۷۰۱۶	۲۶۲	-	-	"	افغانستان	"	"
۲۶۶۰۱	۵۹۹	۳۹۵۲	۳۶	-	میزان		
۱۰	-	-	-	سی ڈبلیو ٹی	سوڈان لینڈ	گریپ فروٹ	
۱۸۰	-	-	-	-	برطانیہ	"	"
۱۹۰	-	-	-	-	میزان		
۱۹۸	۳	-	-	سی ڈبلیو ٹی	بحرین	کینو	
۲۵۰۲۱	۷۷۶	-	-	-	کویت	"	"
۲۲۹۷۰	۱۱۹۰	-	-	-	خلیج فارس	"	"
۱۱۵۰۶۱	۲۵۳۶	-	-	-	قطر	"	"
۸۵۰	۹	-	-	-	سعودی عرب	"	"
۵۰۷۵	۵۶	-	-	-	افغانستان	"	"
۱۹۱۱۸۷	۲۵۷۰	-	-	-	میزان		
۲۵	۱	-	-	سی ڈبلیو ٹی	برطانیہ	ترشاوہ پھل	
۵۷۰۰	۳۸۰	-	-	"	کویت	"	"

۳۳۱۶	۶۹	-	-	"	خلیج فارس	"
۸۸۶۱	۴۵۰	-	-	"	میزان	"
۵۰۴۵	۱۰۰	-	-	سی ڈبلیو ٹی	کویت	کیسلانازہ
۴۹۵۴	۱۴۷	-	-	سی ڈبلیو ٹی	خلیج فارس	"
۴۰۱۳	۱۳۳	-	-	"	ایران	"
۹۲۴۱	۲۵۰	۱۸۶۰	۶۶	"	افغانستان	"
۲۳۴۵۴	۶۰۰	۱۸۶۰	۶۶	"	میزان	"
۶۷۰	۲۳	۶۷۰	۲۳	سی ڈبلیو ٹی	خلیج فارس	انجیر (تازہ)
۶۷۰	۲۳	۶۷۰	۲۳	"	میزان	"
۴۴۸	۱۳	۱۶۸	۴	سی ڈبلیو ٹی	فرانس	آلم (تازہ)
۴۷۲	۹	-	-	"	جرمنی	"
۳۰	۱	-	-	"	اٹلی	"
۱۲	۱	-	-	"	آسٹریا	"
۷۱۰	۱۰	۱۳۰	۱	"	سوئٹزرلینڈ	"
۱۴۸۴۱	۲۸۳	۲۵۷۹	۳۸	"	برطانیہ	"
۴۰۶۰	۴۰	۳۰۶۰	۴۰	"	عدن	"
۲۱۸۹	۴۷	۲۱۸۹	۴۷	"	بحرین	"
۲۳۷۹	۳۶	۱۲۸۸	۲۱	"	کویت	"
۲۰۲۹۰	۴۴۷	۴۶۷۰	۸۹	"	خلیج فارس	"
۱۷۴۴	۳۶	۱۷۴۴	۳۶	"	قطر	"
۵۹	۱	۷۲	-	"	عراق	"
۱۵۴	۳	۸۴	۲	"	ایران	"
۳۵۶	۱۱۰	۴۴	-	"	لبنان	"
۱۱۸۴۰	۱	۱۱۸۰۹	۱۰۹	"	سعودی عرب	"
۴۰	۱۶۶	-	-	"	سپین	"

۴۹۹۶	۱	-	-	سی ڈیلیوریٹی	افغانستان	آم (تازہ)
۶۰	۱۲۰۱	-	-	"	چین	"
۶۳۳۸۰	۲۳۹۶	۲۷۸۰۹	۳۷۷	-	میزران	
۱۷۳۳	۲۱	۱۲۹۱	۱۱	سی ڈیلیوریٹی	جرمنی	امی (تازہ)
۲۸۳۹	۲۳	-	-	"	جمہوریہ کینیا	"
۲۳۳۳	۲۰	-	-	"	ہانگ کانگ	"
۸۳۳	۱۰	۱۲۹۱	۱۱	"	ویت نام	"
۹۷۳۸	۹۲	۲۹۸۲	۲۲	-	میزران	
۹۰۰	۳۵	-	-	سی ڈیلیوریٹی	کویت	ناشیپاتی
۶۵۰۰	۲۵۶	-	-	"	خلیج فارس	"
۱۲۳۲	۱۶۲	-	-	"	افغانستان	"
۸۸۳۲	۲۵۵	-	-	-	میزران	
۲۳۳۵	۲۷	-	-	سی ڈیلیوریٹی	خلیج فارس	آلو بخارا
۲۳۶۵۷	۳۹۰۷۹	-	-	"	بھارت	"
۱۰۲	۱	-	-	"	ملائشیا	"
۸۷۸۷۵	۲۳۲۸	-	-	"	افغانستان	"
۱۱۳۹۸۱	۲۱۲۵۵	-	-	-	میزران	
۳۳۳۷	۸۶	-	-	سی ڈیلیوریٹی	کویت	انار
۹۵۵۹	۲۱۰	-	-	سی ڈیلیوریٹی	خلیج فارس	"
۷۵	۱	-	-	"	جمہوریہ کینیا	"
۲۵۷۹	۲۲۲	-	-	"	بھارت	"
۱۸۰۰	۹۵	-	-	"	افغانستان	"
۱۹۳۵۰	۶۱۲	-	-	-	میزران	
۲۰۲۰	۳۹	-	-	سی ڈیلیوریٹی	خلیج فارس	آلو
۵۸۰	۱۰	-	-	"	افغانستان	"
۲۶۰۰	۳۹	-	-	"	میزران	"

۲۰	۱	۰	-	سی۔ ڈبلیو۔ ٹی	جرمنی	تازہ پھل
۳۰	۱	۰	-	"	سڈن لینڈ	"
۱۸۳۳	۱۴	۵۹۳	۴	"	برطانیہ	"
۱۳۵۶	۲۷	۴۰۰	۴	"	کویت	"
۴۳۲۶۳	۱۲۱۷	۷۸۸۵	۲۸۱	"	خلیج فارس	"
۱۴۴۰	۳۲	۱۴۴۳	۳۳	"	قطر	"
۳۰۷	۴	۶۵۳	۴	"	جمہوریہ کینیا	"
۱۰۴۷۱۷۴	۳۵۹۰۵	۰	۰	"	بھارت	"
۱۷۳۳۸۰	۷۲۸۷	۱۶۷۳۱	۸۶۸	"	افغانستان	"
۱۲۳۸۷۷۶	۴۴۴۹۰	۲۷۷۰۵	۱۱۹۳	۰	میزان	
۱۹۹۳	۳۰	۰	۰	سی۔ ڈبلیو۔ ٹی	برطانیہ	کھجور خشک
۳۲۷۵	۵۰	۸۷۳	۱۲	"	جمہوریہ کینیا	"
۱۴۰	۱	۰	-	"	تنزانیہ	"
۲۶۰	۲	۸۷۳	۱۲	"	موزمبیق	"
۵۶۴۸	۸۳	۱۷۷۶	۲۴	۰	میزان	
۲۵۶۶	۱۴	۰	-	سی۔ ڈبلیو۔ ٹی	موزمبیق	پھل انجیر خشک
۲۵۶۶	۱۴	۰	-	"	میزان	"
۱۱۴۰۰	۱۳۳	۰	۰	سی۔ ڈبلیو۔ ٹی	جرمنی	خوبانی خشک
۱۳۱۴۸	۹۸	۰	۰	"	برطانیہ	"
۳۲۲۲۹	۲۹۰	۰	۰	"	عدن	"
۱۶۳۴۸	۱۴۲	۰	۰	"	بحرین	"
۵۵۰	۶	۰	۰	"	خلیج فارس	"
۱۳۷۶۵	۱۳۷	۲۰۷۴	۲۰	"	جمہوریہ کینیا	"
۲۵۱۱	۲۲	۰	۰	"	تنزانیہ	"
۱۱۰	۱	۰	۰	"	موزمبیق	"

۱۰۶	۱	.	.	"	زنجبار اور پیما	"
۶۳۶۸	۶۸	.	.	"	بھارت	"
۸۶۰۶	۶۶	.	.	"	ملائشیا	"
۱۰۱۳۲۲۳	۸۶۶	۲۲۸۰	۲۵	"	ہانگ کانگ	"
۸۱۳	۱۰	.	.	"	دیت نام	"
۱۱۱۹۱۹۰	۱۸۲۱	۲۵۵۲	۲۵	"	میزان	"
۸۳۰	۲	.	.	سی ڈبلیو ٹی	ملائشیا	محفوظ کئے گئے پھل اور ان کے چھلکے
۸۳۰	۲	.	.	"	میزان	"
۲۶۲۶	۹	.	.	سی ڈبلیو ٹی	برطانیہ	پھلوں کے مرچے
۸۹۶	۲	.	.	"	خلج فارس	"
۵۵۲۳	۱۱	.	.	"	میزان	"
۸۰	.	.	.	سی ڈبلیو ٹی	امریکہ	پھلوں کے رس
۲۲۵	۱	.	.	"	بلجیئم	"
۱۳۲۱۳	۹۸	.	.	"	جرمنی	"
۸۰	.	.	.	"	اطلی	"
۲۵۲۰۰	۱۹۶	۲۵۲۰۰	۱۹۶	"	نیدرلینڈ	"
۸۰	.	.	.	"	سویڈن	"
۵۶۳۳	۲۵	.	.	"	برطانیہ	"
۲۲	.	.	.	"	روس	"
۶۶۱	۱	.	.	"	بحرین	"
۲۰	.	.	.	"	لسان	"
۵۸۸۶	۳۱	.	.	"	ملائشیا	"
۲۰	.	.	.	"	سنگاپور	"
۲۲۱۸	۵	.	.	"	تھائی لینڈ	"
۵۲۰۸۹	۳۵۸	۲۵۲۰۰	۱۹۶	-	میزان	"

گوشوارہ نمبر :- پاکستان کے مختلف صوبوں میں کاروبار ایکڑوں میں سال ۱۹۵۹-۶۰ تا ۱۹۶۹-۷۰

صوبہ	سال	آم	ترشاوہ	کھجور	کیلا	امرو	سیب	ناشپاتی	آڑو	آلویچ	خوبانی	انگور	انار	پیتھا	اناس	میزان
پنجاب	۱۹۵۹-۶۰	۳۵۰۰۰	۶۱۶۰۰	۲۵۰۰	-	۸۲۰۰	۱۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰۰	۳۰۰	-	۱۵۰۰	-	-	۶۰۰
"	۱۹۶۲-۶۵	۲۸۰۰۰	۸۷۹۰۰	۶۲۰۰	-	۳۲۰۰۰	۳۳۰۰۰	۱۷۰۰	۱۸۰۰۰	۱۲۰۰۰	۱۰۰۰۰	۱۰۰	۶۱۰۰	-	-	۵۰۰
"	۱۹۶۹-۷۰	۵۸۰۰۰	۷۷۰۰۰	(۱۲۷۸-۶۹)	-	(۳۱۹۰۰)	(۱۵۰۰)	(۲۰۰)	(۱۳۰۰)	(۳۰۰)	(۱۳۰۰)	-	(۶۸-۶۹)	(۵۸-۵۹)	-	۳۰۰
"	۱۹۵۹-۶۰	۲۲۰۰۰	۲۰۰۰	۶۰۰۰	۱۰۰۰	۷۰۰۰	۱۰۰	-	-	-	-	۱۰۰	۱۱۰۰	(۹۰-۶۹)	-	۱۱۰۰
"	۱۹۶۲-۶۵	۷۸۰۰۰	۷۳۰۰۰	۱۳۸۰۰	۹۰۰	۷۰۰۰	۱۰۰	۲۰۰	-	-	۷۰۰	-	۹۰۰	(۶۸-۶۹)	-	۲۰۰
"	۱۹۶۹-۷۰	۸۲۰۰	۷۹۰۰	۱۳۷۰۰	۱۶۰۰۰	(۷۸-۶۹)	-	-	-	-	۷۰۰	-	۱۰۰	-	-	۲۰۰
صوبہ سرحد	۱۹۵۹-۶۰	-	۳۹۰۰	۳۰۰۰	۱۰۰۰	۷۰۰	۲۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	-	۷۰۰	-	۲۰۰	-	-	۲۰۰
"	۱۹۶۲-۶۵	-	۲۷۰۰	۶۲۰۰	۱۰۰۰	۱۳۰۰	۲۰۰	۲۱۰۰	۱۰۰۰	۷۰۰	۱۰۰۰	۳۰۰	۲۰۰	-	-	۲۰۰
"	۱۹۶۹-۷۰	-	۶۳۰۰	(۳۱۰۰)	۱۰۰۰	(۶۸-۶۹)	۳۳۰۰	۳۲۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۱۰۰	-	۱۱۰۰	-	-	۱۱۰۰
بلوچستان	۱۹۵۹-۶۰	-	-	۲۰۰۰	-	-	۳۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۲۲۰	-	۱۰۰۰	-	-	۱۰۰۰
"	۱۹۶۲-۶۵	۱۰۰۰	۱۰۰	۱۹۲۰	-	-	۲۰۰	۲۰۰	۱۲۰۰	۱۳۰۰	۲۲۰	۵۵۰	۲۵۰	-	-	۲۵۰
"	۱۹۶۹-۷۰	۱۰۰۰	۳۰۰	(۶۸-۶۹)	-	(۲۹۰۰)	۸۶۰۰	۳۰۰	۱۰۰۰	۱۱۰۰	۲۷۰	۵۲۰	۲۵۰	-	-	۲۵۰
پاکستان	۱۹۵۹-۶۰	۷۹۰۰۰	۶۸۵۰۰	۱۵۵۰۰	۲۰۰	۱۲۹۰۰	۲۶۰۰	۱۲۰۰	۱۰۰۰	-	۷۳۰	-	۳۵۰	(۶۸-۵۹)	-	۳۵۰
"	۱۹۶۲-۶۵	۱۲۷۰۰	۱۰۰۰۰	۲۵۶۰۰	۱۰۰۰	۳۳۳۰۰	۹۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۹۹۰	۲۲۰	۵۹۰	۸۲۰	(۶۸-۶۹)	-	۸۲۰
"	۱۹۶۹-۷۰	۱۲۱۰۰۰	۱۰۳۱۰۰	(۶۸-۶۹)	۱۷۰۰۰	(۳۲۵۰۰)	(۱۰۳۰۰)	۷۹۰	۲۸۰۰	۱۰۹۰	۵۲۰	۵۷۰	۵۵۰	-	۳۳۱۰۰	۳۳۱۰۰

گوشوار نمبر :- پاکستان کے مختلف صوبہ جات میں ٹھیلوں کی پیداوار اٹن سال ۱۹۵۹-۶۰ تا ۱۹۶۹-۷۰

پھل	۱۹۶۷-۶۸		۱۹۶۸-۶۹		۱۹۶۹-۷۰		۱۹۷۰-۷۱		۱۹۷۱-۷۲		اوسط پیداوار	
	رتبہ	پیداوار	رتبہ	پیداوار	رتبہ	پیداوار	رتبہ	پیداوار	رتبہ	پیداوار		
کھجور	۲۲۸	۹۲۰	۲۱۰	۸۱۲	۲۲۳	۳۸۷	۲۲۳	۵۲۰	۳۱۵	۳۰۳	۲۱۷	۱۶۸
کھجور	۲۲۳	۱۵۷	۱۲۷	۱۱۳	۱۶۱	۳۵۵	۱۸۷	۵۸۸	۲۲۱	۲۰۳	۲۱۷	۱۶۸
امروہ	۲۲۲	۵۵۶	۲۱۸	۵۹۳	۱۲۲	۶۸۱	۱۸۷	۱۰۵	۱۵۱	۱۵۱	۲۰۳	۱۶۸
آلو	۱۷۸	۷۳۶	۱۷۵	۷۸۲	۱۹۰	۳۶۳	۱۰۵	۵۱۷	۱۹۶	۱۹۶	۲۰۳	۱۶۸
نوجوانی	۱۷۱	۲۳۳	۱۷۱	۲۳۸	۶۲	۹۶	۱۲۳	۱۲۳	۱۹۶	۱۹۶	۲۰۳	۱۶۸
سبب	۸۶۱	۱۵۱	۲۲۲	۲۵۶	۵۲	۱۰۱۰	۵۱۷	۱۲۳	۹۹۶	۹۹۶	۲۰۳	۱۶۸
انگور	۱۷۱	۳۵۶	۱۷۱	۱۵۷	۱۷۸	۳۱۵	۱۰۱۰	۸۳۰	۹۹۶	۹۹۶	۲۰۳	۱۶۸
ناشیانی	۲۰۸	۳۷۸	۲۰۳	۹۹۱	۲۰۰	۲۲۷	۲۲۷	۱۲۳	۲۲۷	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸
آلو	۱۷۱	۹۵۲	۱۷۱	۳۰۹	۳۶۶	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸
ترشاوہ	۱۰۶	۳۲۹	۱۰۷	۱۹۷	۸	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸
فلاں	۲۰۳	۲۳۱	۲۰۳	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸
دیگی	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸
سبز	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۲۲۷	۲۰۳	۱۶۸

شریٹھ

درجہ انجماد سے کم درجہ حرارت اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ۶۰ سے ۹۰ ۰۰۴ کے درجہ حرارت اس کے لئے موزوں ہے۔ (MILD-TROPICAL) لیکن کورانہ پڑے خشک موسم اس کے لئے مفید ہے۔

چیکو

یہ (TROPICAL) آب و ہوا میں کامیاب ہے۔ جہاں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۴۹۰ سے ۶۹۰ ہو۔ یہ ۲۸۶ درجہ حرارت کو بھی برداشت کر سکتا ہے۔ ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر خوب پھلتا پھولتا ہے۔ کورا اس کا دشمن ہے۔ مغربی پاکستان میں یہ کراچی اور حیدرآباد کے اضلاع میں کاشت کیا جاتا ہے۔

جامن

یہ بھی منطقہ حارہ کا پھل ہے۔ اور گرم مرطوب علاقوں میں کامیاب ہے۔ یہ سردی کافی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن پھول نکلنے اور پھل لگنے کے وقت بارش نہ ہو۔

مرطوب پہاڑی ڈھلوانوں پر اگتا ہے۔ جہاں کی بلندی سطح سمندر سے ۳۵۰۰ فٹ ہو۔ خشک علاقوں میں بھی کامیاب ہے۔ اگر پودوں سے گھیری ہوئی محفوظ جگہ ہو اور آبپاشی بھی افراط سے کی جائے۔ مغربی پاکستان میں یہ حیدرآباد میں پایا جاتا ہے۔

زیتون

زیتون کے لئے خشک آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے پھول نکلنے اور پھل بننے کے موقع پر بارش نہایت مفید ہے۔ اس کے پھل کپنے کے لئے گرمی کی ضرورت ہے۔

آملہ

آملہ ویسے تو منطقہ حارہ کا پودا ہے۔ لیکن ایسی جگہ بھی کامیاب ہے جہاں کہہ نہ پڑے۔ اس کی کامیابی کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہے۔

سیب

سیب تمام پھلوں سے زیادہ سردی پسند کرتا ہے۔ اور ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پیدا کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں یہ مری کی پہاڑیوں اور کوئٹہ میں کاشت ہوتا ہے۔ ویسے تو سیب کا پودا ۱۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی لگ جائے گا۔ لیکن پھل ناقص دے گا۔ اور گرمی کی وجہ سے کوالٹی پسندیدہ نہیں ہوگی۔ پھل میں رنگ اور لذت پیدا کرنے کے لئے ۵۰-۷۰ فارن ہیٹ درجہ حرارت مناسب ہوتا ہے۔ سیب کی ایک سخت جان قسم چوٹا گرم میدانی علاقوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر یہ اتنی خوش ذائقہ اور نفیس نہیں ہوتی۔

ناشپاتی

ناشپاتی سطح سمندر سے ۴۰۰۰ سے ۲۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پیدا ہوتی ہے۔ ناشپاتی کی ایک ادنیٰ قسم میدانی علاقوں میں بھی ہوتی ہے۔ اس کا کسی لحاظ سے بھی ایک اعلیٰ قسم پائٹ لیٹ سے متاثر نہیں کیا جاسکتا جو کہ بلند مقامات پر پیدا ہوتی ہے۔

چھیری

چھیری گرمی تو برداشت کر لیتی ہے مگر سخت گرمی سے اس کے تنے کی چھال پھٹ جاتی ہے۔ سیب اور ناشپاتی کی طرح چھیری بھی ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر کامیابی سے کاشت کی جاسکتی ہے۔ یہاں علاقوں میں کامیاب نہیں جہاں پھل پکنے کے وقت بارش ہوتی ہو۔

اخروٹ

اخروٹ کے لئے بھی سرد آب و ہوا کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ فٹ کی بلندی پر کاشت کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں مری کی پہاڑیوں اور پارہ چنار میں اس کی کاشت ہوتی ہے۔

بادام

اس کے لئے سرد اور خشک آب و ہوا زیادہ موزوں ہے۔ آڑو۔ آلچہ اور خوبانی کی نسبت اس کے لئے کم آبپاشی درکار ہے۔ اگرچہ بادام کے پودے سابق پنجاب کے گرم میدانی علاقوں میں بھی کئی جگہ پائے جاتے ہیں۔ مگر وہ پیداوار کم دیتے ہیں۔ اس لئے تجارتی پیمانہ پر گرم میدانوں میں اس کی کاشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ علاقہ سون جہاں مسیحا شاہ وضع جہلم سے لے کر سکسیر تک پھیلے ہوئے

اس کی کاشت کے لئے خاص موزوں ہے۔ اور جہاں کہیں آبپاشی کا ذریعہ موجود ہو یا دام نہایت کامیابی سے کاشت کیا جاتا ہے۔

خوبانی

اس کے لئے تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی درکار ہے۔ بہترین قسم کی خوبانی بہری پور ہزارہ سابق صوبہ سرحد میں کاشت کی جاتی ہے۔ گھٹیا قسم کی خوبانی جس کو ہاڑی کہتے ہیں اس کے درخت مری کی پہاڑیوں کے نچلے حصوں، اضلاع راولپنڈی اور جہلم کے بعض حصوں خصوصاً چوہاسین شاہ اور سلسلہ ہائے کوہ نمک میں کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

آرڈو۔ آلوچہ

اگرچہ میدانی علاقوں میں بھی یہ ہر جگہ کاشت کئے جاتے ہیں۔ مگر بہترین پھل دو۔ تین یا چار ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتا ہے۔ آرڈو کی نسبت آلوچہ کو زیادہ سرد آب و ہوا درکار ہے۔ اچھی قسم کا آرڈو دو ہزار سے چار ہزار فٹ پر ہوتا ہے۔ اور آلوچہ تین سے پانچ ہزار کی بلندی پر کاشت کیا جاتا ہے۔ ان پر دو پھلوں کی بہت سی اقسام میدانی علاقوں میں بھی کامیابی سے کاشت کی جاتی ہیں۔ آلوچہ تیز ہواؤں سے محفوظ جگہوں پر زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔

انگور

یہ ایسا پودا ہے جو مختلف قسم کی آب و ہوا میں نشوونما پا سکتا ہے۔ اور پھل دیتا ہے یعنی گرم میدانی علاقوں سے لے کر ۶۰۰۰ فٹ کی بلندی تک مگر تجارتی پیمانہ پر صرف ان جگہوں پر کامیاب ہوگا جہاں پھول آنے یا پھل کے کپنے کے وقت زیادہ بارشیں پڑے۔ زیادہ گرمی سے دانوں کا پھلکا مٹا ہو جاتا ہے۔ بہری علاقوں میں جہاں بارش عموماً جولائی سے پہلے نہیں پڑتی۔ یہ کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ مگر صرف ایسی اقسام کاشت کرنی چاہئیں جو بارش شروع ہونے سے پہلے پک جائیں۔

دسلی اور دامن کوہ کے اضلاع جہاں بارشیں اگیتی اور زیادہ ہوتی رہیں اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔

انار

یہ تقریباً صوبہ بھر میں پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ قسم کی پھل کوٹھ کے علاقے میں پایا جاتا ہے۔ میدانی قسمیں علی پور ضلع مظفر گڑھ کے کچھ حصہ میں کاشت کی جاتی ہیں۔ جہاں کا موسم کپنے کے وقت گرم و مرطوب

ہو جاتا ہے۔ انار کے لئے مسلسل آبپاشی کی ضرورت ہے۔ پھل کئے پھلنے کی وجوہات گرم خشک ہوا تھیں اور پانی کا ناقص نکاس ہے۔

انجیر

یہ ایسی جگہوں پر کامیاب ہوتا ہے جہاں پھل کے پکنے کے وقت موسم گرم اور خشک رہے۔ اور آبپاشی کی عدم موجودگی کی صورت میں اوسط سالانہ بارش ۵۰ سے زیادہ ہو۔ انجیر کافی سردی کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس لئے نہری اور دامن کرہ کی آب و ہوا اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ پیٹری علاقوں میں گورے اور برف کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مگر پھل پکنے کے وقت بارش ہوجانے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔

سٹرابیری

یہ دامن کرہ کے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ یہاں پر پھل کو صحیح رنگت مل سکتی ہے۔ پاکستان میں سیالکوٹ اور لاہور میں بھی کامیاب ہے۔

پستہ

اس کی آب و ہوا بھی بادام جیسی ہے بلکہ یہ بادام کی نسبت زیادہ خشک سالی کو برداشت کر سکتا ہے جب گہری زمین میں اچھی طرح لگ جائے تو کم آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔

بھی

یہ بلند پیٹری علاقوں میں کامیاب ہے۔

باغ کے لئے موزوں زمین

باغات کے لئے موزوں زمین کا انتخاب اشد ضروری ہے۔ لیکن اگر آب و ہوا ذرائع آبپاشی اور پھل کی فروخت کے لئے موزوں منڈی دستیاب ہو تو صرف کمزوری زمین کو باغ لگانے میں رکاوٹ تصور نہیں کرنا چاہئے۔ کمزور زمینوں کو گوبر کی کھا ڈال کر سبز کھاد دبا کر بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر خوراک کی کمی رہ جائے تو کمیادی کھاد سے پوری کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ہلکی اور بھاری زمینوں کی ساخت کو بھی نباتاتی مادہ کی مقدار کم، زیادہ کر کے درست کیا جاسکتا ہے۔

پھلدار پودوں کی جڑیں عموماً عام فصلوں کی نسبت زمین میں زیادہ گہرائی تک جاتی ہیں۔ اس لئے باغ کے لئے نسبتاً گہری زمین درکار ہوتی ہے اور زیر زمین (SUB SOIL) کا مناسب ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ اس لئے باغ لگانے سے پہلے زیر زمین کا ملاحظہ کر لینا اشد ضروری ہے۔ جہاں زیر زمین خراب ہو وہاں پودے اوائلی عمر میں تو اچھی بڑھوتری کرتے ہیں۔ لیکن جب زیر زمین تک پہنچتے ہیں۔ تو ان کی صحت گرنے لگتی ہے۔

زیر زمین کا معائنہ ۶ سے ۸ فٹ کی گہرائی تک کرنا چاہئے۔ اگر اس گہرائی تک کوئی کنکر کی تہ، ریت کی تہ یا پانی کی موجودگی ہو تو ایسی زمین کا انتخاب کرنا دانشمندی نہ ہوگی۔ اگر زمین کی اوپر والی تہ بہت زرخیز ہو تو ایسی جگہ کم گہری جڑوں والے پودے مثلاً امرود، کیلا، فالسہ اور پیتھ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔

پودے کی جڑوں کے پھیلاؤ تک زمین کا زرخیز ہونا لازمی ہے۔ اگر زمین میں نمی محفوظ رکھنے کی صلاحیت موجود نہ ہو تو جڑیں اچھی طرح نہیں پھیلتیں۔ چونکہ اس طرح نہ صرف پانی بلکہ اس کے ساتھ حل شدہ خورداک بھی اتنی گہرائی تک چلی جاتی ہے جہاں سے پودے اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کے برعکس اگر پودے کی جڑوں میں ہر وقت پانی کھڑا رہے تو پودے پیلے ہو کر مر جائیں گے۔

پودے زیادہ چکنی مٹی میں بھی اچھی طرح نشوونما نہیں پاسکتے۔ کیوں کہ ایسی زمینوں میں پانی کے نکاس کا سلسلہ صحیح نہیں ہوتا۔ لہذا سیم ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

پودوں کی صحیح افزائش کے لئے ہوا ایک نہایت ضروری جزو ہے۔ سیم زدہ علاقوں میں زمین میں مواد ہونے کی وجہ سے پودے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لہذا ایسی زمین کا انتخاب نہیں کرنا چاہئے۔

ایسی زمین جس میں پانی کی سطح مستقل نہ رہے کا انتخاب خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جب پھلدار درخت کی جڑیں گہرائی میں چلی جائیں اور اچانک اس سطح تک پانی آجائے تو پودے مر جائیں گے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر باغ لگانے سے پیشتر جگہ جگہ ۸ تا ۱۰ فٹ گہرے گڑھے کھود کر زمین کا اچھی طرح جائزہ لے لینا چاہئے۔ یہ عمل موسم برسات میں کرنا افضل ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر زمین کے علاوہ دیگر حالات مثلاً آب و ہوا کی موثر نسبت ذرائع آمدورفت، آبپاشی، مزدوری وغیرہ کا مناسب انتظام ہو تو کم گہری زمینوں میں گہری جڑوں والے پودے لگا کر ایسی زمینوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایسی زمینوں میں اچھی طرح کھاڈ ڈال کر ہل چلانا چاہئے اور آبپاشی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

پھلدار پودے ۰.۲ سے ۰.۲۰ فی صد تک سمیاتی اثر (ALKALI) برداشت کر سکتے ہیں۔ سیاہ انکلی سفید انکلی کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ زمین میں سمیاتی اثر کے برداشت

کا تعلق پھل کی جنس اور قسم پر ہوتا ہے۔

پھلدار پودوں کے لئے زمین کے انتخاب میں ٹاک بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کی دو مناسب صورتیں ہیں۔ یا تو زمین ٹاک کے لئے یا ٹاک زمین کے لئے مناسب ہو۔ مثلاً آڑو ٹاک کے لئے ہلکی ریتی زمین بھاری نمدار زمین کی نسبت زیادہ مناسب ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر خرمائی کو آڑو، آلو بخارا اور خرمائی پر پیوند کیا جاسکتا ہے۔ آلو بخارا بھاری زمین میں باسانی اگایا جاسکتا ہے۔ اگر خرمائی کو بھاری زمین میں کاشت کرنا ہو تو اس کے لئے آلو بخارے کا ٹاک استعمال کرنا چاہئے۔ اور اگر ہلکی ریتی زمین ہو تو آڑو کا ٹاک مناسب ہوگا۔

مختلف پھلدار پودوں کے لئے موزوں زمین

آم گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو۔ زیادہ بھاری زمین کا انتخاب اچھا نہ ہوگا۔

جامن

جامن کے لئے گہری میرا زمین جس میں پانی کا مناسب نکاس ہو۔ زیادہ بھاری زمین مناسب نہیں۔

کھجور

کے لئے ریتی سے لے کر سخت تک ہر قسم کی زمین مناسب ہوگی۔ قدرے سمیاتی اثر بھی برداشت کر لیتی ہے۔ بہر حال یہ سمیاتی اثر زمین میں ۵۔۱۰ فی صد سے زائد نہیں ہونا چاہئے۔

ترشاوہ پھل (دانا۔ سنگتہ۔ گریٹ فرٹ اور لیموں وغیرہ۔

زرخیز ہلکی میرا اور گہری زمین مناسب ہوگی۔ زمین میں قدرے چونے کی مقدار بہت موزوں ہوتی ہے۔ ایسی زمین جس میں لکڑی یا پانی کی سطح قریب ہونا مناسب نہیں رہتی۔

امرو

اس کے لئے گہری ہلکی میرا زمین کی ضرورت ہے۔

انار

گہری (CALCARIOS) چٹے والی زمین زیادہ موزوں ہوگی۔

سٹرابیری

ریٹی میرا زمین جس میں نہاتی مادہ کی مناسب مقدار موجود ہو۔

چیسری

گہری ہلکی میرا زمین جس میں نگر یا سخت مٹی کی تہ ہو غیر مناسب ہوگی۔

انگور

ہلکی میرا زمین بہت مناسب ہے۔ زمین زیادہ طاقتور اور نہ کمزور ہو۔ اور جس میں نمی کو دیر تک رکھنے کی صلاحیت موجود ہو۔

لوکاٹ

ہلکی میرا زمین جس میں پانی کا نکاس مناسب ہو۔

ناشپاتی

گہری زمین میں بھی اگائی جاسکتی ہے۔ اگلی کی تھوڑی سی مقدار برداشت کر سکتی ہے۔

سیب

گہری زرخیز، نندا اور اچھے نکاس والی زمین پسند کرتا ہے۔ اس کی جڑیں کچھ گہری جاتی ہیں لہذا اچلی زمین کا اچھا ہونا لازمی ہے۔

حشمانی

خرمانی کے لئے زمین کا انتخاب کرنے کے لئے اس کے ٹاک کے متعلق جاننا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ اس کا پیوند آرد، حشمانی اور آلو بخارے پر کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کا پیوند آرد پر کیا جائے تو ہلکی میرا ریتی اور اگر خرمانی پر ہی پیوند کیا جائے تو بھاری نندا زمین مناسب رہتی ہے۔ باوام کے لئے ہلکی زمین کا انتخاب کرنا چاہئے۔

آرد

آرد کا پیوند آلو بخارے، آرد اور باوام پر کیا جاسکتا ہے۔ آرد کے ٹاک پر آرد کا پیوند مناسب رہتا ہے۔ جب کہ زمین بہت سخت اور نندا نہ ہو۔ ان حالات میں آلو بخارے کا ٹاک مناسب ہوتا ہے

آلو بخارا

آلو بخارے کے لئے آڑو آلو بخارا، خرمائی اور بادام کا ساک استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا زمین کا

انتخاب ساک کے پیش نظر ہوگا

بادام

بادام کے لئے خشک اور ملکی زمین جس کی گہرائی بھی مناسب ہو ٹھیک ہے۔ چونکہ بادام کی جڑیں

گہری جاتی ہیں۔ اس لئے ناقص نکاس والی اور سیم زدہ زمین مناسب نہ ہوگی۔

انجیر

انجیر کے لئے کوئی ایسی زمین جس میں پانی کا نکاس مناسب ہو موزوں ہے۔

زیتون

زیتون ایسی زمینوں میں ہوگا جو انگوروں کے لئے خشک اور دیگر پھلدار پودوں کے لئے

کنکریلی ہوں گی۔ راولپنڈی کے قریب دامن کوہ میں اور کم اونچے پہاڑوں پر بھی اس

کے پودے اگتے دکھائی دیتے ہیں۔ بہر حال اچھی زرخیز زمین پودے کے لئے مناسب ہوگی۔

اخروٹ

نمدار درمیانہ زمین جس میں پانی کا نکاس نہایت مناسب ہو۔ زمین میں نباتاتی مادہ کا ہونا

بھی ضروری ہوتا ہے۔ زمین کی سطحی تہہ کا اچھا ہونا بھی ضروری ہے۔ پانی کی سطح کا قریب ہونا بھی مناسب نہیں۔

ارنڈتھ لوزہ و پینا

ملکی میرا یا میرا زمین۔

کھیرا

زرخیز گہری نمدار زمین جس میں پانی کا نکاس ہو۔

ناریل

اس کے لئے گہری، ہوادار اور ملکی زمین درکار ہے جو کہ ساحلی علاقوں میں مل سکتی ہے۔

لہجی

یہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں اگ سکتا ہے۔ لیکن گہری ملکی میرا زمین زیادہ موزوں رہتی ہے۔

یہ زمین میں ہلکی سی تیزابیت پسند کرتی ہے۔ اگر ایلچی کے پودوں میں پانی وغیرہ بھی کچھ دیر کے لئے کھرا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن سیم زدہ زمین میں کامیابی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ایسی زمین مناسب ہوگی جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو۔

شریف

یہ مختلف اقسام کی زمینوں میں یعنی ریتلی سے لے کر سخت پتھر ملی تک کاشت کیا جاتا ہے۔ اگر زمین میں ۵۰ فی صد چونا بھی ہو تو یہ برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں۔ لہذا گہری زمین کی ضرورت نہیں۔ لیکن زمین میں پانی کا نکاس ٹھیک ہونا چاہئے۔

کھل

زرخیز گہری اور ہوادار زمین۔

چیکو

ویسے تو چیکو کسی قسم کی زمینوں میں اگایا جاسکتا ہے۔ تاہم گہری ہلکی میرا زمین زیادہ موزوں ہوتی ہے۔ یہ سیاہی اثر برداشت کر سکتا ہے۔

آلمہ

ریتلی میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو اور نباتاتی مادہ بھی مناسب مقدار میں موجود ہو۔

پستہ

گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس صحیح ہو۔

بی

زرخیز زمین۔ چونکہ جڑیں گہری جانے کی بجائے سطح زمین پر پھیلتی ہیں۔ اس لئے زمین کا زرخیز ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے زرخیز اور خشک زمین موزوں ہوتی ہے۔

پھلدار پودا اور اس کے حصے

باغبانوں کو پودے کے مختلف حصوں سے واقفیت حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ پودے کے انگ انگ حصوں اور ان کے جداگانہ عمل سے روشناس ہوں۔ پودے کا بڑا حصہ مثلاً جڑ، تنہ اور پتہ اپنی جگہ پودے کی نشوونما کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جڑ زمین سے خوراک حاصل کر کے تنے تک پہنچاتی ہے اور تنوں سے پھر مختلف شاخیں نکلتی ہیں جن پر پہلے پتے اور پھر پھول لگتے ہیں۔ جو بعد میں پھل کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ ایک ایسا باغبان جسے پودے کے مختلف حصوں سے مکمل واقفیت حاصل ہوگی وہ پودے کے مختلف حصوں کی پرورش اور ان کے عمل کو سمجھ سکے گا۔ اور زرعی نقطہ نگاہ سے ان کی صحیح دیکھ بھال اور توانائی کو برقرار رکھے گا۔ نتیجتاً پودا صحت مندر ہے گا اور دیر تک پھل برداشت کرے گا۔ پھلدار پودوں کے مختلف حصوں اور ان کی اہمیت کا بیان ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

• جڑ • تنہ • پتے • پھول • پھل

جڑ (ROOT)

جڑیں زمین سے پودے کے لئے پانی اور حل شدہ مختلف غذائی اجزاء حاصل کرتی ہیں۔ اور

پودے کو زمین میں مضبوطی سے قائم رکھتی ہیں۔

اہمیت

ایک یاغبان پودے کی جڑوں کی قسم اور زمین کی حالت کے مطابق مختلف پھلدار پودوں کی کاشت کا حسب ضرورت انتخاب کر سکتا ہے۔ بعض پودوں مثلاً آم اور چیری وغیرہ کی جڑیں بہت گہرائی تک جاتی ہیں۔ لہذا ایسے پودوں کے لئے بھاری زمین درکار ہے۔ بعض پودوں کی جڑیں زمین کی اوپر والی سطح میں تین چار فٹ تک ہی رہتی ہیں۔ اور زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں۔ ایسے پودے کم گہری زمین میں لگائے جاتے ہیں۔

پودوں میں قلبہ رانی، آبپاشی اور رکھا وغیرہ دینے کے عمل۔ ان کی جڑوں کی اقسام کو مد نظر رکھ کر کرنی چاہئے اس لئے بھی جڑوں کی مختلف اقسام کا مطالعہ ضروری ہے۔ پودے کی جڑیں مختلف حالات میں تبدیلی ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سخت اور بھاری زمینوں کی نسبت ہلکی گہری زمینوں میں بڑھوتری زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے پودے جو خشک زمین میں پرورش پاتے ہیں ان کی جڑیں ندر زمینوں کی بہ نسبت لمبی اور زیادہ گہرائی تک جاتی ہیں۔ جہاں بارش کی اوسط زیادہ ہو وہاں جڑیں کم گہری ہوتی ہیں۔ لیکن کم بارش والے علاقوں میں جڑیں زیادہ لمبی ہوتی ہیں۔ نیز اگر زمین کی نچلی سطحیں اچھی نہ ہوں تو اس صورت میں بھی جڑیں زیادہ گہری نہیں جاتیں۔ جو پودے کئی بار تبدیل کئے گئے ہوں ان کی جڑیں طاقت چھوڑ دیتی ہیں اور کم گہری جاتی ہیں۔ بھاری زمینوں میں ادھر کی ایک فٹ کی مٹی میں جڑیں بہتات سے موجود ہوتی ہیں۔ اور پھیلاؤ بھی کافی زیادہ ہوتا ہے۔

جڑوں کی مختلف اقسام حسب ذیل ہیں۔

موسلا جڑیں

انگریزی زبان میں ان کو ٹیپ روٹس (TAP ROOTS) کہا جاتا ہے۔ بیج کی کاشت کے بعد اگر اسے مناسب نہی۔ ہوا اور درجہ حرارت میسر آئے تو سب سے پیشتر بیج (RADICLE) زمین میں نیچے کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ جسے ابتدائی جڑ بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ ابتدائی جڑ پودے کے ساتھ ہمیشہ ہے تو اسے موسلا جڑ بھی کہتے ہیں۔ جس کی بہترین مثال آم کے پودوں میں پائی جاتی ہے۔

یعنی جڑیں

(SECONDARY OR LATERAL ROOTS)

ابتدائی جڑ کی بڑھوتری کے دوران میں جو شاخیں چاروں طرف اکثر قائمہ الزاویہ بناتی ہوئی نکل

آتی ہیں انہیں بغلی یا ثانوی جڑیں کہتے ہیں۔ یہ جڑیں عموماً سطح زمین کے قریب پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان جڑوں میں سے بعد ازاں مزید چھوٹی چھوٹی جڑیں نکلتی ہیں جنہیں تیسرے درجہ کی جڑیں (TERTIARY) کہتے ہیں

اتفاقی جڑیں (ADVENTITIOUS ROOTS)

بعض جڑیں بیج میں سے نمودار نہیں ہوتیں بلکہ پودے کے کسی دوسرے حصے مثلاً پتے یا تنے وغیرہ میں سے نکل آتی ہیں۔ ایسی جڑوں کو اتفاقی جڑیں کہتے ہیں۔

تنہ (STEM)

بیج کی کاشت کے بعد سب سے پہلے اس جنین (PLUMULE) سے جو شاخ زمین کی سطح پر نمودار ہوتی ہے اسے تنہ (STEM) کہتے ہیں جس پر آنکھیں پھول اور پتیاں نکلتی ہیں۔ جس جگہ تنے پر پتیاں نکلتی ہیں اسے گرہ (NODE) کہتے ہیں۔ دو گرہوں کے درمیانی حصہ کو بین العقیدین (INTER NODE) کہتے ہیں۔

پودے کی نشوونما کے دوران تنہ حسب ذیل کام سرانجام دیتا ہے۔

۱۔ شاخوں اور پتیوں کو سہارا دیتا اور انہیں سوزج کی روشنی میں پھیلانے رکھتا ہے۔

۲۔ پانی اور دیگر مختلف غذائی اجزاء کو پتیوں تک پہنچاتا ہے۔

۳۔ پتیوں میں سے تیار شدہ غذا کو پودے کی جڑوں اور دوسرے حصوں تک پہنچاتا ہے۔

۴۔ شاخوں پر پھول اور بھل برداشت کرتا ہے۔

۵۔ نباتاتی افزائش نسل کے کام آتا ہے مثلاً کھجور کے سکروز

تنے کی اندرونی ساخت

خوردبین میں تنے کے بڑھتی تراشہ کا مشاہدہ کرنے سے مندرجہ ذیل حصے نظر آتے ہیں۔

۱۔ گودا (PITH) یا تنے کا مرکزی حصہ ہے۔ یہ حصہ ایک دانہ (MONOCOTYLEDONOUS) پودوں میں نہیں ہوتا

۲۔ چوبی ریشے (XYLEM VESSELS) اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔

مرکزی چوب

گودے کے چاروں طرف ایک سخت حصہ ہوتا ہے۔ جسے مرکزی چوب کہتے ہیں۔ یہ پودے کی مضبوطی کا

باعث بنتا ہے۔ اس کا رنگ گہرا بھورا ہوتا ہے۔

ریسلی چوب SAP WOOD

مرکزی چوب کے چاروں طرف ہلکے پیسے رنگ کی ایک قسم کی نالی ہوتی ہے جو رسیلی چوب کہلاتی ہے۔ جو جڑوں سے پانی حاصل کر کے تنوں تک پہنچاتی ہے۔

برسا پرت CAMBIUM

چوبی ریشے (XYLEM VESSELS) اور انترچھال (PHLOEM) کے درمیانی حصہ میں برسا پرت (CAMBIUM) پائی جاتی ہے۔ یہ حصہ زندہ خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے تاشوں اور خوب مضبوط ہوتا ہے۔ برسا پرت ایک دائرہ پودوں کے تنوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہ نہایتی افزائش نسل میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کیکڑا پودوں کی نہایتی افزائش نسل نہیں ہو سکتی۔

انترچھال (PHLOEM)

اس حصہ کا کام تنوں کی تیار شدہ غذا کو پودے کی جڑوں اور دیگر مختلف حصوں تک پہنچانا ہے۔

بیرونی چھال (EPIDERMIS)

یہ چھال پودے کے اندرونی حصوں کو دھوپ، ناموافق درجہ حرارت اور جراثیم کے مختلف حملوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کی مدد سے پودوں کی ساخت میں کافی مدد ملتی ہے۔

تنے کی مختلف اقسام !

۱. سخت تنے (AERIAL)

۲. نرم تنے (SOFT)

۳. زیر زمین تنے (UNDERGROUND STEM)

سخت تنوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

پتھر (TREE)

ایسے پودوں کے تنے نہایت مضبوط اور اونچے ہوتے ہیں۔ اور سالہا سال تک زندہ رہتے ہیں۔

جھاڑیاں (SHRUBS)

ایسے پودوں میں درمیانی تنے نہیں ہوتا۔ بلکہ پودا گتے ہی شاخیں زمین کے ساتھ ساتھ نکل آتی ہیں۔

جڑی بوٹیاں (HERBS)

یہ پودے بہت نازک پتے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور ان کا تاج بھی نرم ہوتا ہے۔ جڑی بوٹیاں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

موسمی (ANNUAL HERBS)

ایسے پودے صرف ایک موسم تک زندہ رہتے ہیں اور دوسرا موسم آتے ہی مر جاتے ہیں۔

دو برسہ (BIENNIAL HERBS)

یہ پودے دو موسم تک زندہ رہتے ہیں

سدا بہار (PERENNIAL HERBS)

ایسے پودے کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔

نرم تنے (SOFT STEM)

بعض پودوں کے تنے بہت نرم ہوتے ہیں اور وہ سیدھے اوپر نہیں بڑھ سکتے بلکہ زمین پر ہی پھیلتے ہیں۔

یا کسی قریبی سخت تنے والے پودوں کے سہارے اوپر چڑھتے ہیں۔ مثلاً ساق رواں (RUNNERS)

سٹرابیری (STRAWBERRY) میں۔ ساق بچہ (STOLEN) بلوییری (BLUE BERRIES)

اور تانی جھنڈے (TENBRILS) انگور (GRAPES) میں پائے جاتے ہیں۔

زیر زمین تنے (UNDERGROUD STEMS)

زیر بچہ (SUCKERS) یہ پودے کے زیر زمین حصہ سے نکلتے ہیں۔ مثلاً کھجور اور کیو وغیرہ۔

زمین ساق (RHIZOME)۔ گانٹھ (BULB) اور لصلہ (TUBER) ^{دوہڑی} زیر زمین تنوں کی

مثالیں ہیں۔

تنے کے ضمیمے

تانی کانٹے یا خار (THORNS OR SPINES)

کانٹے تنے کی ایک گھٹی ہوئی مثال ہیں۔ کانٹا جو عام طور پر پتے کی بغل سے نکلتا ہے۔

نوک دار ہوتا ہے۔ کانٹے ترشاوہ خاندان (CITRUS) جنگلی ناشپاتی اور آلوچہ

میں عام پائے جاتے ہیں۔ یہ خار پھلدار پودوں کی اقسام وغیرہ دریافت کرنے میں بہت مدد دیتے ہیں۔ نیز پودوں کو جانوروں کے نقصان وغیرہ سے کافی حد تک محفوظ رکھتے ہیں۔

تسانی حصہ (TENDRILS)

یہ انگور کی بیلوں میں بہت پائی جاتی ہیں۔ اور ترسیم شدہ شاخیں ہوتی ہیں۔ عام طور پر پتے کی لغل میں سے نکلتی ہیں۔ یہ بیلوں کے اوپر چڑھنے میں مدد دیتی ہیں۔

شگوفے یا کلیاں (BUDS)

کلی ایک نامکمل شاخ ہوتی ہے۔ اس کے اندر ایک بہت چھوٹا سنا جس میں چنڈیا بہت سی پتیاں ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہوتی ہیں۔ شگوفے چھوٹ کر شاخیں بنتی ہیں۔ کلی کی تین مختلف اقسام ہوتی ہیں۔

پتے کی کلی (LEAF BUD)

اس پتی کے کھلنے پر صرف پتیاں ہی نکلتی ہیں۔

پھول کی کلی (FLOWER BUD)

اس کلی کے کھلنے پر صرف پھول ہی نکلتے ہیں۔

پھول اور پتی کی کلیاں (MIXED BUDS)

ایسی کلیوں کے کھلنے پر پھول بھی اور پتیاں بھی نکلتی ہیں۔ یہ کلیاں آپس میں کوئی امتیاز نہیں رکھتی۔ لیکن اکثر پھول کی کلی بڑی اور موٹی ہوتی ہے۔ اس قسم کی کلیاں خوابیدہ حالت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو وقت آنے پر ہی پھوٹتی ہیں۔ اگر کلی تنے یا شاخ کے آخر میں ہو تو اسے سرے والی کلی یا شگوفہ کہتے ہیں۔ اور اگر تنے یا شاخ کے بازو پر ہو تو اسے لغل کی کلی یا شگوفہ کہتے ہیں۔ لیکن اگر کلی درخت کے کسی اور حصہ پر نکل آئے تو اس کو اتھاق کلی کہتے ہیں۔

پھلدار و درختوں میں پھلدار کلیوں کی تفریق (یعنی کلی میں سے پتہ نکلنے یا پھول کا وقت بہت اہمیت رکھتا ہے۔ خاص طور پر آم میں اس کی بہت اہمیت ہے۔ بعض زرعی عمل ایسے ہیں جن کے کرنے سے پھول والی کلیاں زیادہ نکلتی ہیں مثلاً چھلا اتارنا۔ زخم دینا یا شاخ کو نیچے جھکانا اور جڑوں کو تنگ کرنا وغیرہ۔

آم کے پودا میں کلیوں کی تفریق کا وقت ماہ اگست سے اکتوبر تک ہے۔ اور ترشاوہ خاندان

(CITRUS) میں کیوں کی تفریق ماہ جنوری اور فروری میں ہوتی ہے۔

پتے (LEAVES)

پتے پودے کے تنے کی بغلی اور چوٹی والی گہروں سے نکلتے ہیں۔ اور ان کی بغلی میں کلیاں ہوتی ہیں۔ پتوں کی ترتیب متبادل ہوتی ہے۔

خصوصی طور پر پتوں کے ذمہ یہ کام ہوتے ہیں۔

۱۔ پتے روشنی اور سبز مادہ (کلوروفل) کی مدد سے خوراک تیار کرتے ہیں۔

۲۔ زائد پانی کو عمل تبخیر کے ذریعہ خارج کرتے ہیں۔

۳۔ بعض اوقات خاص ترمیمات کی وجہ سے خاص مقصد ادا کرتے ہیں۔ اور اکثر صورتوں میں ان سے

بناتی افزائش نسل بھی کی جاتی ہے۔

پتے کے مختلف حصے

ڈنٹھل (PETIOLE)

یہ حصہ گول اور لمبا ہوتا ہے جس کے سہارے پتیاں شانوں یا تنوں سے لگی رہتی ہیں۔ بعض پودوں کے ڈنٹھل کے ساتھ بازو بھی ہوتے ہیں۔ اور بعض میں نہیں ہوتے۔ ڈنٹھل کی لمبائی، رنگ اور بال پودوں کی اقسام وغیرہ معلوم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ کچھ پودوں میں یہ ڈنٹھل بالکل ہی موجود نہیں ہوتا۔

کف برگ (LAMINA)

یہ پتے کا چوڑا اور سبز حصہ ہوتا ہے۔ اوپر کا حصہ ہموار اور گہرے ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔ نیچے کا حصہ غیر ہموار اور ہلکے سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کے درمیان ایک بڑی رگ ہوتی ہے۔ جسے درمیانی رگ کہتے ہیں۔ اور اس میں سے شاخیں نکلتی ہیں۔ ان کی وجہ سے کف برگ پھیلا رہتا ہے۔

پتی کا پینڈا (LEAF BASE)

یہ وہ حصہ ہے جس سے پتی پودے میں لگی رہتی ہے۔

گوشک (STIPULES)

بعض پتوں کے نچلے سرے پر دونوں جانب بغلی پتیاں ہوتی ہیں جنہیں گوشک کہتے ہیں۔

کف برگ کی شکلیں مختلف پودوں میں جدا جدا ہوتی ہیں۔ کنارے اور سرے کی بناوٹ میں بھی بہت فرق ہوتا ہے۔ اپنی خصوصیات کی وجہ سے انہیں آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔

کف برگ کی چند مختلف اشکال !

گاؤوم (LANCEOLATE)

اس صورت میں پتا دونوں طرف سے پتلا ہوتا ہے۔ جیسے بانس اور کھیر وغیرہ

بیضوی (OVATE)

اس صورت میں پتہ نیچے کی طرف سے گول اور اوپر کی طرف سے ترچھا ہوتا ہے۔ مثلاً ناشپاتی،

ترشادہ بھل وغیرہ

لمبوترہ (OBLONG)

عموماً نیچے اور اوپر کی طرف سے گول ہوتا ہے اور جس قدر لمبا اس قدر کم چوڑا ہوتا ہے جیسے بیر وغیرہ۔

دل نما (CORDATE)

جیسے پھل اور پان کے پتوں میں ہوتا ہے۔

گول (ROUND)

اس صورت میں پتہ گول ہوتا ہے جیسا کہ گوزبیری (GOOSE BERRIES) میں۔

اُلٹا بیضوی (OBOVATE)

یہ صورت آلوچہ اور چیری کے پتوں میں پائی جاتی ہے۔

کف برگ کے کناروں کی مختلف اقسام

کناروں کی مختلف قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

برابر (ENTIRE)

اس صورت میں کنارہ بالکل صاف ہوتا ہے۔ جیسے آم اور امرود۔

لہر دار WAVY

یہ قسم پیل کے پودے میں پائی جاتی ہے۔

کٹاؤ دار (DENTATE)

اس قسم میں آری کی طرح دندانے اوپر کی طرف ہوتے ہیں۔ جیسے سنگترہ مانا میں پائے جاتے ہیں۔

پتوں کی مختلف اقسام

پتوں کی عام طور پر دو اقسام ہوتی ہیں۔

سادہ پتے۔ (SIMPLE LEAVES)

اس صورت میں کف برگ مکمل ہوتا ہے۔ اور حصوں میں منقسم نہیں ہوتا۔ ڈنٹھل بھی ایک ہی ہوتا ہے۔

مرکب پتے (COMPOUND LEAVES)

اگر کف برگ کئی چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو۔ اور ہر ایک حصہ کا الگ ڈنٹھل ہو تو اسے

مرکب پتہ بھی کہتے ہیں۔

پتوں کی زندگی

بعض پھلدار پودوں مثلاً آم، مانا اور جامن وغیرہ میں پتے سارا سال موجود رہتے ہیں۔ ایسے پودوں کو صدا بہار (EVERGREEN PLANTS) کہتے ہیں لیکن بعض پودوں کے پتے سردیوں میں گر جاتے ہیں مثلاً سیب، انار اور انگور وغیرہ ان پودوں کو پت جھڑ (DECIDUOUS PLANTS) کہتے ہیں۔

پتوں میں رگوں کی ترتیب (ARRANGEMENT OF VEINS IN LEAVES)

پتوں میں رگوں (VEINS) کی ترتیب مختلف پھلوں میں مختلف ہوتی ہے۔ عام طور پر دو قسم

کی رگیں ہوتی ہیں۔

متوازی ترتیب (PARALLEL)

اس میں تمام رگیں ایک دوسرے کے متوازی ہوتی ہیں۔

جالیدار ترتیب (RETICULATE)

اس صورت میں رگوں کی بائگل کوئی ترتیب نہیں ہوتی۔ اور رگیں (VEINS) ایک جالی سی بنا

لیتی ہیں۔ پھلدار پودوں میں جاویدار ترتیب کی رگیں عام ملتی ہیں۔

ترتیب رگی (PHYLLO TAXY)

ترتیب رگی کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔

متبادل (SPIRAL ALTERNATE)

اس قسم میں ہر گره پر ایک پتی ایک طرف اور دوسری پتی دوسری طرف پہلے سے کچھ بلندی پر ہوتی ہے

متقابل (OPPOSITE)

اس ترتیب میں دو گره سے دو پتیاں آمنے سامنے نکلتی ہیں۔

گچھے دار (WHORLED)

اس قسم میں ہر گره پر دو سے زیادہ پتیاں نکلتی ہیں۔

پھلدار پودوں میں پتیاں یا تو متبادل ہوتی ہیں یا پھر متقابل (OPPOSITE) لیکن گچھے دار نہیں ہوتیں۔

پھول (FLOWER)

پھول ایک ترمیم شدہ کرنیل ہے۔ جس کا کام پھل بنانا اور اس کی نسل برقرار رکھنا ہے۔ پھول کے عام طور پر چار حصے ہوتے ہیں۔ جو ایک چھوٹی سی شاخ یا ڈنٹھل (PEDICEL) پر لگتے ہیں۔ اس کے بالائی سرے پر جسے خانہ رگل (THALAMUS) کہتے ہیں پھول کے چاروں حصے لگے ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

مزدگل (CALYX)

یہ پھول کا سب سے پہلا حصہ ہوتا ہے۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی ہری پتیوں کا مجموعہ ہوتا ہے جسے مزدگل

(SEPAL) کہتے ہیں۔ یہ پھول کے کھلنے سے پہلے باقی حصوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بعض پھولوں میں یہ پتیاں

پھل کی برواشت تک قائم رہتی ہیں۔ اور بعض میں پہلے ہی گر جاتی ہیں۔

چہرہ رگل (COROLLA)

مزدگل کے اندر چہرہ رگل ہوتا ہے۔ یہ حصہ بھی کئی پنکھڑیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اور ہر حصے کو پنکھڑی

(PETAL) کہتے ہیں۔ یہ حصہ اکثر رنگین اور خوشبودار ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے کافی کشش انگیز اور خاص

طور پر کیسے مٹھوڑوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔

اعضائے زمینہ (ANDROECIUM)

چہرہ گل کے بعد اعضائے زمینہ کا حلقہ شروع ہوتا ہے۔ یہ حصہ ایک کئی زرتار (FILAMENTS) کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ہر زرتار کو حامل زر (STAMEN) کہتے ہیں۔ زرتار کا سرا پھولا ہوا ہوتا ہے۔ جسے زردان (ANTHER) کہتے ہیں۔ اس زردان میں زردانے (POLLEN GRAINS) ہوتے ہیں جو پھول کے مادہ سے کی زیرگی کرتے ہیں۔

اعضائے مادہ (GYNAECIUM)

یہ پھول کا چوتھا حصہ ہوتا ہے اور کئی بار ایک بقیچہ مادہ (PISTILS) پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر بقیچہ مادہ کے تین حصے ہوتے ہیں۔

بیضہ دانی (OVARY)

یہ بقیچہ مادہ کا سب سے نچلا حصہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر کافی تعداد میں بیضک یعنی انڈے (OVULES) ہوتے ہیں۔ بعد ازاں پھولوں کا یہی حصہ پھل بنتا ہے۔ زیرگی کے بعد بیضک سے بیج بن جاتے ہیں۔

گردن بقیچہ (STYLE)

بیضہ دانی کے اوپر کے لیے حصہ کو گردن بقیچہ (STYLE) کہتے ہیں اور اس کا سرا سر بقیچہ (STIGMA) کہلاتا ہے۔ جس میں سے رس نکلتا ہے اور اس پر زردانے چپک جاتے ہیں۔ اس طرح زیرگی کا عمل سرا انجام پاتا ہے۔

پھول کے پیلے دو حصے منڈگل اور چہرہ گل غیر ضروری اور باقی تمام اعضائے زمینہ و اعضائے مادہ ضروری حصے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پھول میں یہ دونوں ضروری حصے موجود ہوں تو اسے مکمل پھول کہتے ہیں۔ اور اگر کسی پھول میں ایک حصہ غائب ہو تو اسے نامکمل زریا مادہ پھول کہتے ہیں۔ یعنی جو حصہ موجود ہو۔ اگر زرا اور مادہ حصے ایک ہی پھول یا ایک ہی پودے پر موجود ہوں تو اس کو مشترک صنفی (MONOECIOUS) پودا کہتے ہیں۔ اور اگر یہ حصے الگ الگ پودوں پر ہوں تو انہیں جدا صنفی (DIOECIOUS) پودے کہتے ہیں۔

ترتیب گل (INFLORESCENCE)

بعض پودوں میں پھول الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ گچھوں کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ تاکہ مل کر

نمایاں ہو جاتیں۔ پھولوں کے گچھوں کی ایسی صورت کو ترتیب گل (INFLORESCENCE) کہا جاتا ہے اور ان کی ڈنڈی کو شاخ گل (PEDUNCLE) کہتے ہیں۔

پودوں میں مختلف قسم کی ترتیب گل ملتی ہے۔ خاص خاص ترتیب گل کی قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔
عنقود (RACEME)

اس قسم کی ترتیب گل میں تمام پھولوں کی ایک ہی شاخ گل ہوتی ہے۔ اور ڈنڈھل بھی ایک جیسا ہوتا ہے
مثلاً چیری (CHERRY) وغیرہ
بال (SPIKE)

اس نظام میں عنقود کو پوری طرح پھول لگے ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے پھولوں کی ڈنڈی نہیں ہوتی مثلاً
پانک اور چولائی وغیرہ
آویزہ (CATKIN)

یہ بھی ایک قسم کا بال ہوتا ہے۔ جس کی لمبی شاخ گل پر ایک جیسے پھول لگے ہوتے ہیں مثلاً شہتوت وغیرہ
ظلمہ (SPADIX)

یہ بھی ایک قسم کا بال ہے۔ جس کی شاخ گل موٹی اور بھاری ہوتی ہے۔ اس پر چھوٹے چھوٹے یک
جہنی اور بے ڈنڈھل پھول ہوتے ہیں۔ ان پھولوں کو ایک کنچہ (SPATHE) ڈھانکے رکھتا ہے۔ جیسے
کھجور اور کیلا وغیرہ۔

پالچہ (SPIKE-LET)

یہ ایک چھوٹا بال ہوتا ہے۔ اس کے اندر چند بے ڈنڈھل پھول ہوتے ہیں۔ یہ پھول ورقہ (GLUME)
سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے گنم اور جو میں۔

ہم سطح (CORYMB)

اس میں شاخ گل چھوٹی ہوتی ہے۔ لیکن پھولوں کی ڈنڈی برابر نہیں ہوتی۔ البتہ تمام پھول ایک سطح پر
ہوتے ہیں مثلاً ناشپاتی اور چیری۔

گچھہ جب ترتیب گل کی شاخ گل پر کئی شاخیں نکلیں اور ہر شاخ پر الگ الگ پھول لگیں مثلاً آم
(PANICLE)

سائم (CYME)

ایسی قسم میں ترتیب گل میں شاخ گل کے سرے پر پھول لگتے ہیں۔ اور پھر نیچے کی طرف بغلی پھول لگتے ہیں جیسے سیب۔

انجیر ویش (HYPANTHODIUM)

ایسا ترتیب گل چھوٹے چھوٹے پھولوں کو اپنے اندر بند کر لیتا ہے۔ تو اگر اس کا اندر سے مشاہدہ کیا جائے تو اس میں برا اور مادہ پھول دکھائی دیتے ہیں۔

زیرگی (POLLINATION)

زیرہ دانی (ANTHER) سے زردانہ (POLLEN) کی سر بقیچہ (STIGMA) پر پڑنے کے عمل کو عمل زیرگی (POLLINATION) کہتے ہیں۔ یہ عمل بیج بننے کے لئے ضروری ہے۔

پھلدار پودوں میں عمل زیرگی دو قسم کا ہوتا ہے۔

خود زیرگی (SELF-POLLINATION)

اگر زردانے اپنے ہی پھول یا ایسی ہی قسم کے پھول کے سر بقیچہ کی زیرگی کہیں۔ تو یہ عمل خود زیرگی کہلاتا ہے۔

باہمی زیرگی (CROSS POLLINATION)

اگر زردانے کسی اور پھول کے سر بقیچہ کی زیرگی کریں تو یہ عمل باہمی زیرگی کہلاتا ہے۔

بعض پھلدار پودوں میں ایک ہی قسم کا زردانہ اپنے پھولوں کو بار آور نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسے پھلدار پودوں میں بار آوری کے لئے دوسری اقسام کی ضرورت پڑتی ہے۔

بار آوری (FERTILIZATION)

زردانہ کے بیضک (OVULES) کے مرکروں میں ضم ہو جانے کو بار آوری کا عمل کہتے ہیں۔ بار آوری عمل کے بعد چہرہ گل (COROLLA) سر بقیچہ (STIGMA) اور گردن بقیچہ (STYLE) خشک ہو جاتے ہیں۔ اور اگر گر جاتے ہیں۔ بار آوری کے بعد بیضک (OVULES) بیج بن جاتے ہیں اور بیضہ دانی بڑھ کر پھل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بعض اوقات پھول کی زیرگی یا بار آوری کے بغیر ہی پھل لگ جاتا ہے۔ ایسے پھولوں میں بیج نہیں ہوتا۔ جیسے کیلا۔ دانشنگٹن نیول (مالٹا)، وغیرہ۔

پھل (FRUIT)

بناتی طور پر پھل ایک پکا ہوا بیضہ دان ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات پھول کے دوسرے حصے مثلاً خانہ رگل سے بھی پھل بنتا ہے۔ (سیب اور ناشپاتی وغیرہ) ایسے پھلوں کو مجازی پھل بھی کہتے ہیں۔
پھلوں کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

مفرد پھل (SIMPLE FRUIT)

ایسا پھل ایک پھول سے بنتا ہے۔ اس میں یا تو صرف ایک بقیہ مادہ ہوتا ہے یا پھر کئی بقیہ مادے ہوتے ہیں۔ جو عموماً سب مل جاتے ہیں مثلاً آم اور مالٹا۔

مجموع پھل (AGGREGATE FRUIT)

یہ بھی ایک پھول سے بنتا ہے مگر اس میں بہت سے بقیہ مادے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے جدا جدا ہوتے ہیں۔ حقیقت میں اس قسم کا پھل کئی چھوٹے چھوٹے پھلوں کا مجموعہ ہوتا ہے مثلاً سٹرابیری (STRAWBERRY) رس بیری اور شریفیہ۔

مکب پھل (COMPOSITE FRUIT)

اس قسم کا پھل بہت سے پھولوں سے مل کر بنتا ہے۔ مثلاً شہترت، انجیر، اناس۔
مفرد پھل دو قسم کے ہوتے ہیں۔

گودے دار پھل (FLESHY FRUIT)

خشک پھل (DRY FRUIT)

گودے دار پھل کی مزید تین اقسام ہیں۔

گٹھلی دار پھل (DRUPE)

ایسے پھل جن میں درمیانی تہ گودے دار اور اندرونی تہ سخت گٹھلی بناتی ہے۔ انہیں گٹھلی دار پھل

کہتے ہیں۔ مثلاً آم، بیر، آڑو، آلوچہ، خرمائی اور ناریل۔

بیری (BERRY)

ایسے پھلوں میں اندرونی تہ سخت گٹھلی والی نہیں ہوتی بلکہ بیج گودے سے گھرے ہوئے ہوتے

ہیں مثلاً کیلا، مالٹا اور امرود وغیرہ۔

پوم (POME)

ایسے پھل مجازی پھل ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے کھانے والا حصہ بیضہ دانی نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا گود اور اصل خانہ رگل (THALAMUS) سے حاصل ہوتا ہے مثلاً سیب، ناشپاتی اور لوکاٹ وغیرہ ایک پھل کی بناتی لحاظ سے تین تہیں ہوتی ہیں۔

بیرونی پھلکا (EPICARP)

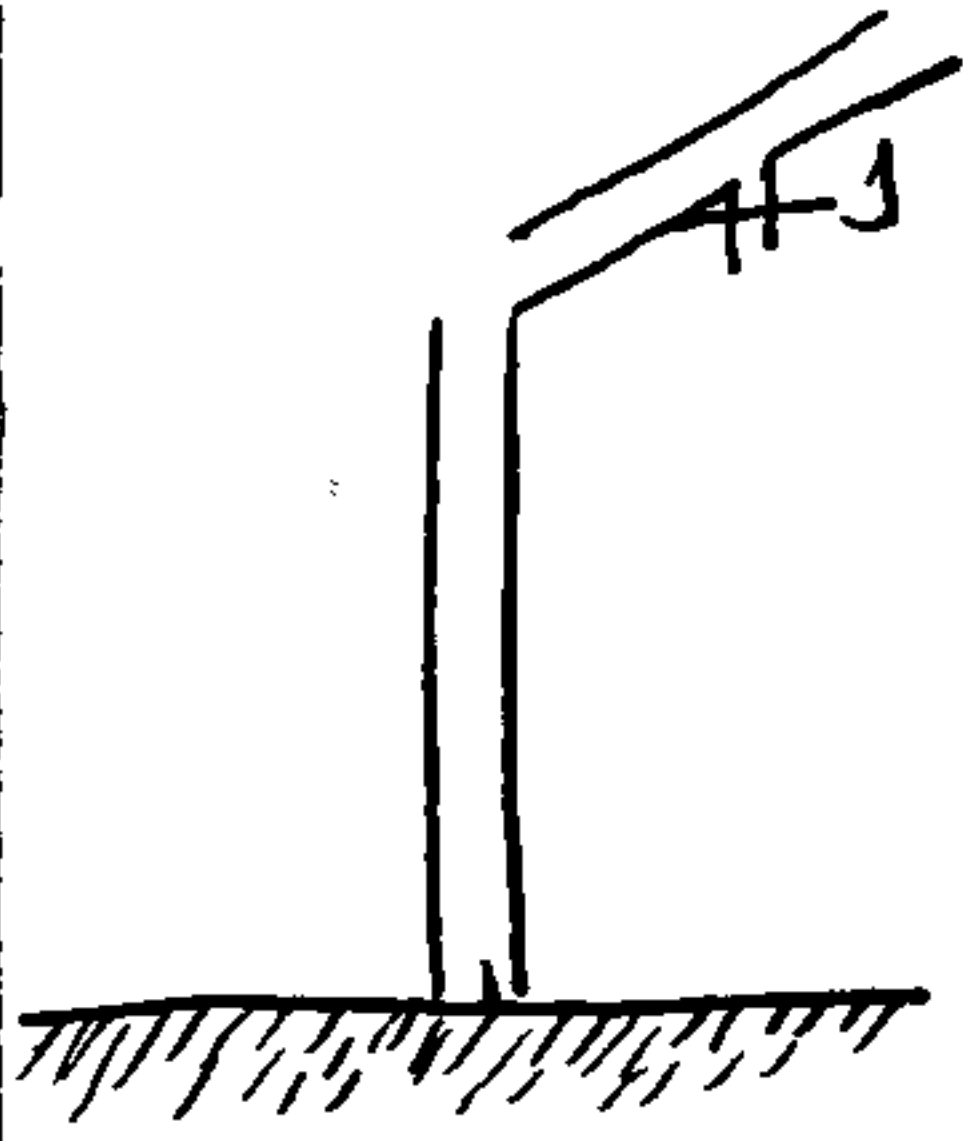
پھل کی باہر کی سطح کو بیرونی پھلکا کہا جاتا ہے۔

درمیانی تہ (MESOCARP)

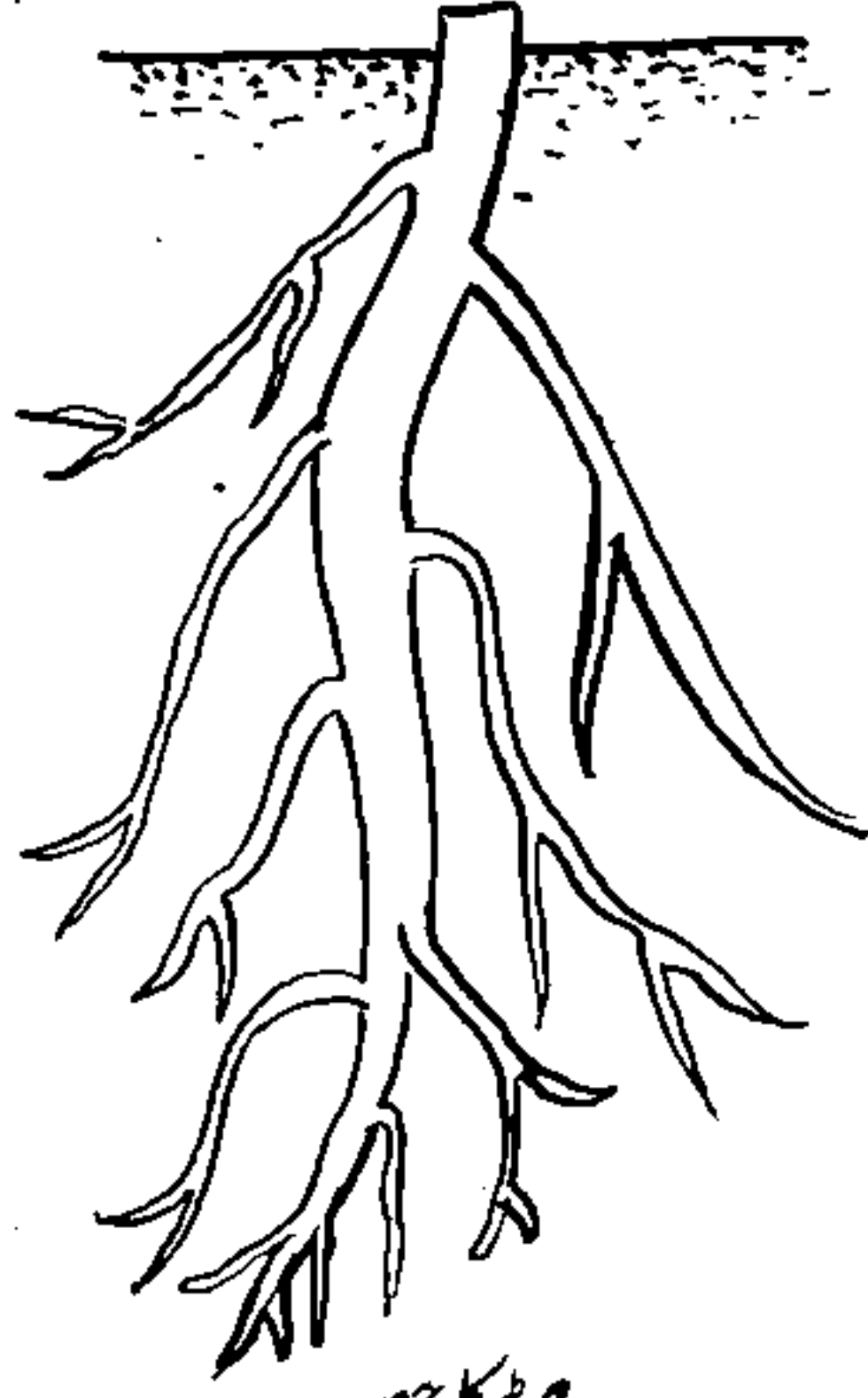
یہ اکثر پھل کا گودا ہوتا ہے۔

اندرونی تہ (ENDO CARP)

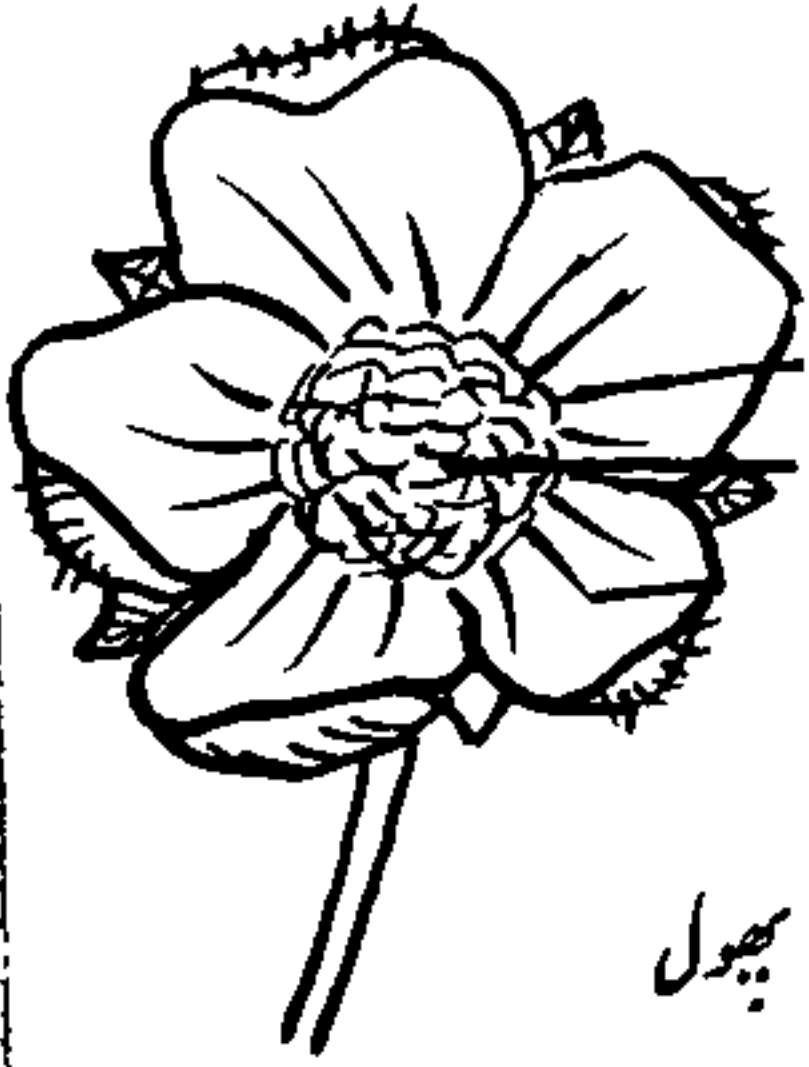
یہ عموماً سخت گٹھلی کی صورت میں ہوتی ہے۔



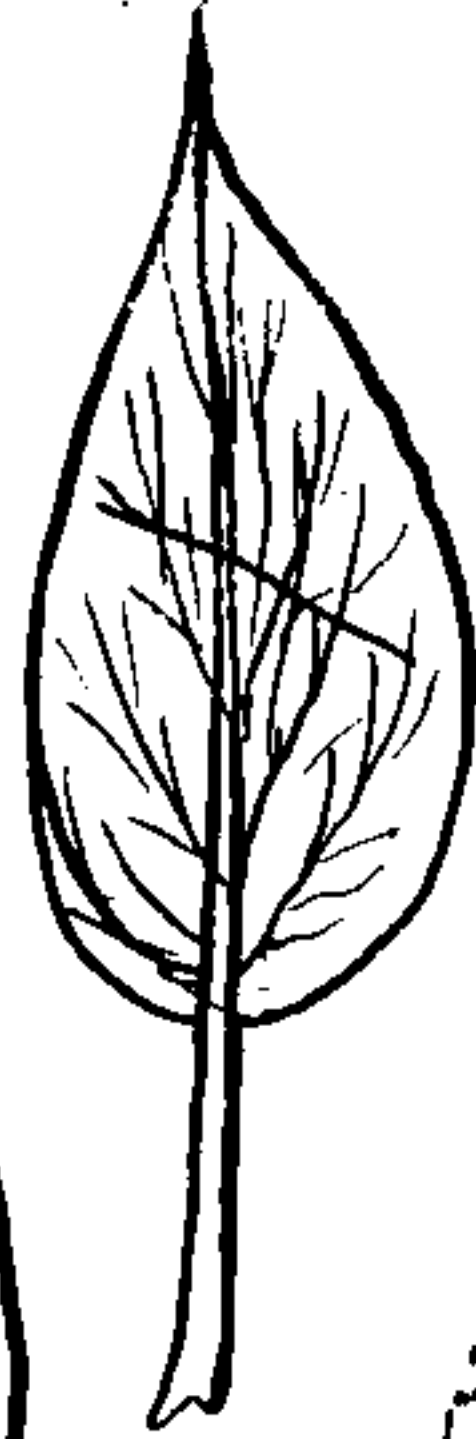
تہ



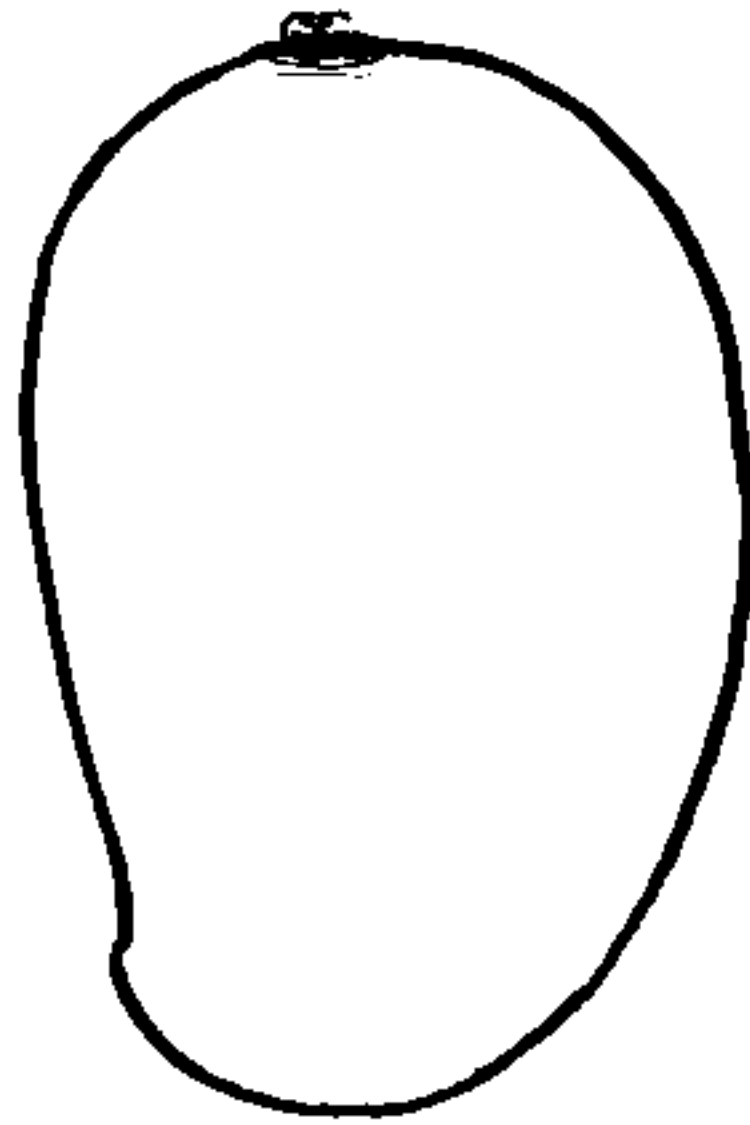
جڑ کا حصہ



پھول



پتی



بجلی

باغ لگانا

پودوں کا انتخاب

فن باغبانی میں پودوں کا صحیح انتخاب ہی کامیابی کا راز ہے۔ اپنے آس پاس کے باغبانوں، پودے فروخت کرنے والوں اور آرٹھیوں کے ساتھ صلاح مشورہ کے بعد ایسی قسم انتخاب کرو جو تمہارے علاقے میں مفید ثابت ہو۔ اور آمدنی بھی معقول دیتی ہو۔ اس امر پر محکمہ زراعت کے افسروں سے بھی مشورہ لیا جاسکتا ہے۔

پودوں کی کوئی قسم صرف اس لئے انتخاب نہیں کر لینی چاہئے کہ وہ کسی دوسرے علاقے میں اچھی ہوتی ہے۔ ممکن ہے وہاں کے حالات جہاں باغ لگانا ہے مختلف ہوں۔ اور جو قسم دوسری جگہ اچھی پیداوار دیتی ہے۔ نئے حالات میں کامیاب ثابت نہ ہو۔

اگر کسی دوسری جگہ سے پودے منگوانے مقصود ہوں تو وہ ایسی جگہ سے منگوانے چاہئیں جس جگہ کے حالات یعنی آب و ہوا مقامی حالات سے ملتے جلتے ہوں۔ کیونکہ ان حالات میں کامیابی کا زیادہ امکان ہے۔ پھلدار درختوں کی اقسام انتخاب کرتے وقت باغ لگانے والوں کو یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ انہیں یہ کس

مطلب کے لئے درکار ہیں۔ یعنی نجی استعمال کے لئے یا تجارت کے لئے۔ اور اگر تجارت کے لئے ہیں۔ تو آیا ان کی فروخت مقامی منڈی میں کی جائے یا دساور میں بھیجے جائیں گے۔ گھر پر استعمال کے لئے بہت اقسام تھوڑے تھوڑے رقبے پر بوئی جاتی ہیں۔ لیکن تجارت کے لئے ضروری ہے۔ کہ صرف چند ضروری اقسام ہی بوئی جائیں۔ مقامی منڈی کے لئے جلدی گل سڑ جانے والے پھل مثلاً اس بھری۔ سٹرابیری اور آٹو وغیرہ بھی کاشت کئے جاتے ہیں۔ لیکن دساور کی منڈیوں کے لئے ایسے پھلوں کو ترجیح دینی چاہئے۔ جو کافی دیر تک خراب نہ ہوں مثلاً سنگرسہ، ناشپاتی، سیب، انخوٹ اور بادام وغیرہ

سب سے ضروری یہ ہے کہ پودے ایسے شخص سے خریدنے چاہئیں جو قابل اعتبار ہو۔ اور جس کی شہرت اچھی ہو۔ جہاں تک ممکن ہو پودے نزدیک سے لینے چاہئیں۔ پودے صرف اسی بنا پر منتخب نہیں کرنے چاہئیں کہ وہ سستے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ آخر میں بہت منگے ثابت ہوں۔

بعض دفعہ درخت پھل نہیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی افزائش نسل مجنث درختوں سے کی گئی ہے۔ خریداروں کو اس بات کی تصدیق کر لینی چاہئے۔ کہ آنکھیں اور قلمیں جن سے پودوں کی افزائش نسل کی گئی ہے متواتر پھل دینے والے درختوں سے لی گئی ہیں۔

پھونڈی پودے خریدتے وقت سٹاک کی دینی جس قسم کے پودوں پر پھونڈی لگتی ہے، پوری پوری طاقت بھی ضروری ہے۔ کئی سٹاک خاص خاص زمینوں کے لئے موزوں ہوتے ہیں اور کئی درختوں کو قد میں چھوٹا کر دیتے ہیں۔ کئی سٹاک بیماری کو زیادہ برداشت کرتے ہیں۔ اور کئی جلدی بیماریوں کا شکار بنتے ہیں۔ اور بعض سٹاک ایسے بھی ہیں جن پر پھونڈ کرنے سے درخت کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے پودے خریدتے وقت وہ پھونڈی پودے خریدنے چاہئیں جو مناسب سٹاک پر پھونڈ کئے گئے ہوں۔

مثلاً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مالٹے کا پھونڈ کھٹے پھونڈ سے کامیٹھے پر نہایت موزوں ہے۔ خرمانی کا چشمہ آٹو، خرمانی، آلوچہ اور بادام پر چڑھایا جاسکتا ہے۔ آٹو کے درخت کے لئے ہلکی سی گرم زمین بہتر خیال کی جاتی ہے۔ اور آلوچہ کے لئے بھاری نمدار زمین۔ اس لئے اگر باغبان بھاری نمدار زمین میں خرمانی لگانا چاہتا ہے تو اسے خرمانی کے وہ درخت لگانے چاہئیں جن کا چشمہ آلوچہ پر چڑھایا گیا ہو۔ یعنی آلوچہ بطور سٹاک استعمال کیا

گیا ہو۔ سٹاک پھونڈ پودے کے نچلے حصے کا نام ہے۔ جس پر پھونڈ لگتی ہے۔ مثلاً مالٹے کی پھونڈ کھٹے۔ میٹھے

اور موکڑی وغیرہ پر ہو سکتی ہے۔ اس حالت میں ماٹے کو سائن کہا جاتا ہے اور کھٹے، میٹھے، موکڑی کو سٹاک
اسی طرح خرمائی کی پیوند اگر آڑ پر کی گئی ہو تو خرمائی کو سائن اور آڑ کو سٹاک کہا جائے گا۔

یہ مان لینا سراسر غلطی ہے کہ فن باغبانی میں بڑے اور پرانے درخت لگانے سے کوئی بہت زیادہ وقت
کی بچت ہو جاتی ہے۔ اس بات کا انحصار کہ درخت کس قسم کے لگانے چاہئیں ان کی قلموں پر ہے۔ عام
طور پر ایک سال کے پودے لگانا مناسب ہوتا ہے۔ پیئری یعنی ذخیرہ، میں لگے ہوئے پودے کی
نشوونما کو دیکھ لینا چاہئے نہ کہ اس کی عمر کو۔ کیونکہ باقی تمام حالات اگر یکساں ہوں تو جس پودے کی پیئری
کے کھیت میں نشوونما اچھی اور تسلی بخش ہوگی وہی پودا باغ میں جا کر اپنی بڑھوتری قائم رکھ سکے گا۔ جو پودے
پیئری کے کھیت میں کمزور ہوں گے۔ ان کی بڑھوتری عام طور پر باغ میں تسلی بخش نہیں ہوگی۔

درختوں کا قدر میانہ۔ شکل باقاعدہ۔ چھکامات۔ جڑیں بکثرت چوٹی پر بڑھوتری اچھی اور شاخیں پہلووں
پر باقاعدہ چاروں طرف پھیلی ہوئی ہونی چاہئیں۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ درخت کی شاخیں تنے
کے ایک طرف کو زیادہ بڑھی ہوئی ہوں وہ اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ بعد میں اس کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔
جس درخت پر چشمہ یا پیوند بہت نیچے یا بہت اونچا چڑھا ہوا ہو۔ وہ بھی اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔
درختوں پر عام طور پر چشمہ زمین سے تقریباً بارہ انچ کے فاصلہ پر چڑھانا چاہئے۔

پہل دار درختوں کا لگانا!

باغ کے لئے مناسب زمین انتخاب کرنے کے بعد داغ بیل لگانے سے پہلے اس کی جوتائی اچھی طرح
کرنی چاہئے نیز اسے اچھی طرح ہموار کر لینا چاہئے۔

پودوں کے آپس میں درمیانی فاصلے کا انحصار پھل کی قسم، زمین کی خاصیت اور شاخ تراشی کے
طریقے پر جو اختیار کرنا ہو، ہوتا ہے۔ اگر درختوں سے اچھی پیداوار لینی ہو۔ تو ان کے درمیان فاصلہ کافی
ہونا چاہئے۔ پنجاب کے بہت سے باغوں کی ناکامیابی کی یہی وجہ ہے۔ کہ پودے بہت نزدیک نزدیک
لگائے جاتے ہیں۔ پودوں کے درمیان اس لئے فاصلہ مناسب ہونا چاہئے۔ جو اس باب میں آگے چل کر
دیا گیا ہے۔

گرٹھے کھودنا اور بھرنا

گرٹھے گہرے اور چوڑے ہونے چاہئیں تاکہ جڑیں باسانی پھیل سکیں۔ بہت سے پھلدار درختوں کے لئے گرٹھ تین فٹ چوڑا، تین فٹ لمبا اور تین فٹ گہرا کھودا جاتا ہے۔ لیکن عام اصول یہ ہے کہ جتنی زمین زیادہ سخت ہوتا ہے گرٹھا بڑا ہونا چاہئے۔ صرف گرٹھے پر قناعت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ تمام زمین کو اچھی طرح جوت لینا چاہئے۔ گرٹھے پودا لگانے سے کم از کم ایک ماہ پیشتر کھودنے چاہئیں۔ ان گرٹھوں کو $\frac{1}{2}$ حصہ گلی سٹری کھاد، $\frac{1}{4}$ حصہ نہر کی باریک مٹی، $\frac{1}{4}$ حصہ مٹی اور ایک حصہ مٹی اچھی طرح ملانے کے بعد بھر دینا چاہئے۔ گرٹھے بھرنے کے فوراً بعد پانی دے دینا چاہئے۔

پنیری میں سے پودے تمام جڑوں سمیت اکھاڑنے چاہئیں اور پھر جتنی جلدی ہو سکے باغ میں لگا دینے چاہئیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو بہتر یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فٹ گہری کھائی کھود کر پودوں کو اندر زمین میں اسی طرح ٹیڑھا کر کے رکھ دیا جائے کہ چوٹی کا جھکاؤ زمین کی طرف رہے۔

چونکہ اب بیماریاں زیادہ بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور پودے فروخت کرنے والوں کو بیمار پودے فروخت کرنے سے روکنے کے لئے کوئی خاص قانون نہیں ہے۔ نیز یہ بھی از حد ضروری ہے کہ باغ کو بیماریوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہوگا۔ کہ لگانے سے پہلے پودوں پر چونے اور گندھک کا سلوشن (SOLUTION) چھڑک دیا جائے۔ یہ عام طور پر اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ تین سیر گندھک کے سفوف کو بیس سیر ابلتے ہوئے پانی میں ملا لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں ڈیڑھ سیر ان بھجا چونا ڈال دیا جاتا ہے۔ اب تمام دوائی کو ۴۵ منٹ تک کھولاؤ اور اکثر ملاتے رہو۔ اور پھر سلوشن (SOLUTION) کو ایک موٹے کپڑے سے چھان لو۔ اور اس میں اتنا پانی ڈالو کہ یہ سلوشن (SOLUTION) سیر کے قیب ہو جائے۔

تمام ٹوٹی ہوئی اور لمبی جڑوں کو کاٹ دینا چاہئے۔

پودوں کو تقریباً اس گہرائی پر لگانا چاہئے جس گہرائی پر وہ پنیری پر لگے ہوتے تھے۔ یا ایک دو انچ سے گہرے لگا دو۔ گرم علاقوں میں پودوں کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے ان کی چوٹی کا جھکاؤ قد سے جنوب مغرب کی طرف رکھنا بہتر خیال کیا جاتا ہے۔ اور جہاں آندھی بکثرت چلتی ہے۔ پودوں کا جھکاؤ ان طرف ہونا چاہئے جس طرف سے ہوا آتی ہو۔

پودے لگاتے وقت ان کی جڑوں کو ان کی اصلی حالت میں پھیلا دینا چاہئے۔ گرٹھوں کو اور پودوں کی مٹی سے

بھر کر خوب دبا دینا چاہئے۔ تاکہ جڑوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے۔ اس وقت کی احتیاط سے بہت سے پودے مرنے سے بچ جائیں گے۔

پودے کے ارد گرد زمین قدرے اونچی رکھنی چاہئے۔ تاکہ پانی پودے کے تنے کو نہ چھو سکے۔
پودے لگانے کے فوراً ہی بعد پانی دے دینا چاہئے۔

پودے لگانے کا وقت

ایسے پودے جن کے پتے سال بہ سال جھڑ جاتے ہیں مثلاً آردو، آلوچہ، انگور وغیرہ جنوری سے لے کر مارچ تک لگائے جاتے ہیں۔ اور ہمیشہ سبز رہنے والے درخت آم، مالٹا، سنگترہ وغیرہ ان مہینوں میں بھی لگائے جاسکتے ہیں۔ اور جولائی سے لے کر ستمبر تک بھی یعنی برسات میں۔

اگر پودے بچنے والے نے ایسا نہ کیا ہو تو آردو، آلوچہ، خرمائی، بادام، سیب، ناشپاتی اور انڈرٹ وغیرہ کے پودوں کو پنییری سے نکالتے وقت نیچے ۱۸ سے ۲۴ انچ چھوڑ کر کاٹ دینا چاہئے۔ اور انگور کو صرف چھ ۶، ۷، ۸ انچ۔ اس سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔ جو جڑوں کے ٹوٹنے سے پیدا ہوتی تھی۔ اور پودے کی شکل شروع ہی سے اچھی ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے تنے کے نچلے حصے سے شاخیں نکل آئیں گی۔ جن میں سے درخت کا ڈھانچہ بنانے کے لئے چار یا پانچ منتخب کر لینی چاہئیں۔ اور باقی کاٹ دینی چاہئیں۔ اس سے درخت قد میں چھوٹا اور کھپلاؤ میں زیادہ ہوگا۔ اور پنجاب میں یہی نہایت موزوں ہے۔ چھوٹے درختوں کے تنوں پر سفیدی کر کے گرمی سے بچانا چاہئے۔ سفیدی تیار کرنے کا نسخہ درج ذیل ہے۔

سفیدی تیار کرنے کا نسخہ

۴۰ پونڈ بھرا چونا لے کر ۱۲ گیلن گرم پانی میں ملاؤ۔ اور اس کو ٹھنڈے پانی سے اتنا پتلا کر دو کہ بخوبی بہ سکے۔ اس طرح سفیدی تیار ہو جاتی ہے۔

اس عمل کے بعد اس سفیدی کو چھوٹے درختوں کے تنوں پر برس سے پھیر دیا جائے۔ اس سے چھوٹے درخت سورج کی گرمی سے محفوظ رہتے ہیں۔

پھلدار درختوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے کی اہمیت

باغ لگانے والوں کو چاہئے۔ کہ شروع میں ہی ہر ایک غلطی کے امکان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ایک دفعہ کے لگائے ہوئے پھل دار پودے سالہا سال تک زندہ رہتے ہیں۔ اس لئے باغ لگاتے وقت اگر غلطی ہو جائے تو اس کی درستی آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایسے پودے باغ میں رہتے ہیں تاکہ کو اس غلطی کا افسوس رہتا ہے۔ باغ کی داغ بیل کے موقع پر ایک بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ پودے ایک دوسرے کے بہت نزدیک لگا دیئے جاتے ہیں۔ اس ملک کے بہت سے باغوں کی یہی حالت ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کا تو یہ حال ہے کہ پودوں کے ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہونے کی وجہ سے باغ ایسے گھنے جنگل سے دکھائی دیتے ہیں۔ جس میں سے گزرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ کئی جگہ گھٹلی سے پیداشدہ آم کے درخت دس دس فٹ کے فاصلہ پر لگے ہوئے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کی بہت سی ٹہنیاں خشک ہو جاتی ہیں۔ اور یہ خود اسی طرح مر جھائے اور پر مردہ سے نظر آتے ہیں۔ گویا کہ بمشکل زندہ ہیں۔ ان کو پھل بھی مھوڑا لگتا ہے۔ اس لئے مالک کو آمدنی قلیل ہوتی ہے۔ ایسے باغات میں پودوں کی بیماریوں کے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ باغات لگانے والوں کو مفصلہ ذیل امور اچھی طرح ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔

زردیک نزدیک پودے لگانے کے نقصانات

پودوں کی نشرو نما کے لئے ہوا اور روشنی کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ اپنے ارد گرد مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی شاخیں اچھی طرح نہیں پھیل سکتیں۔ لیکن اوپر کی طرف روشنی ملنے کی وجہ سے وہ لمبے ہوتے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسرے کے نزدیک لگائے ہوئے آم کے پودے سیدھے اوپر کی طرف بڑھتے جاتے ہیں۔ لیکن جن پودوں کے ارد گرد کافی جگہ خالی ہوتی ہے۔ وہ ادھر ادھر خوب پھیلتے ہیں۔ اور ان کی عام شکل سلامی دار ہوتی ہے۔ ایک ایسے پھیلے ہوئے پودے پر اچھے لمبے اور کمزور پودوں سے زیادہ پھل لگتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لمبے پودوں کی محض چوٹی پر ہی اوپر کے رخ روشنی پڑتی ہے۔ اس لئے اس پر پھل صرف وہیں لگتا ہے۔ اس کے علاوہ پھل کپنے کے لئے بھی ہوا اور روشنی کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئی مھوڑا بہت پھل ان پودوں کی پھل والی شاخوں پر لگتا بھی ہے۔ تو وہ نہ تو زیادہ موٹا ہوتا ہے اور نہ ٹھیک

طور سے پکتا ہے۔ باغوں کے مالکوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ جتنے زیادہ درخت ہوں اتنا ہی زیادہ پھل حاصل ہوتا ہے۔ گھنے درختوں سے واقعی تھوڑا پھل حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسے باغوں کی عمر بھی کم ہوتی ہے۔ چھوٹے قد کے درختوں کی نسبت لمبے درخت اس وجہ سے بھی نیکے خیال کئے جاتے ہیں۔ کہ آندھیوں کی وجہ سے انہیں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے درختوں سے پھل اتارنے میں دقت بھی ہوتی ہے۔ اور لاگت بھی زیادہ آتی ہے۔ ان کی شاخ تراشی بھی زیادہ آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر ان کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو تو مذکورہ بالا امور آسانی سے انجام پاتے ہیں۔ یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پتے درحقیقت پودے کے لئے خوراک تیار کرنے کے کارخانے ہیں جہاں روشنی اور ہوا کی مدد سے خوراک تیار ہوتی ہے۔ چونکہ خوراک صرف پتے ہی ہوا اور روشنی کی موجودگی میں تیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ ظاہر ہے۔ کہ جتنی شاخیں زیادہ ہوں گی پتے اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ اور خوراک اتنی ہی زیادہ تیار ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ گھنے درخت مرلی سے نظر آتے ہیں۔ اور تھوڑا عرصہ زندہ رہتے ہیں۔ جس طرح کمزور آدمی ہر طرح کی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے۔ اسی طرح کمزور اور مرلی پودوں کو بھی کئی قسم کی بیماریاں تباہ کر دیتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بیماریوں کی روک تھام کے لئے دوائی وغیرہ چھڑکنے کے عمل مفید ہیں۔ لیکن دنیا بھر کے باغبانوں کا خیال ہے کہ بیماریوں کے روکنے کا آسان اور سستا طریقہ یہ ہے کہ پودے کے ماحول۔ ایسے ہی جہاں ان کی نشوونما اچھی طرح ہو سکے۔ جس وجہ سے وہ خود بخود بیماری کی مدافعت کر سکے۔ یہ مدعا پودوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنے سے کسی حد تک پورا ہو سکتا ہے۔ اگر بیمار پودوں کی ٹہنیاں تندرست پودوں کے اوپر نیچے لگتی رہیں تو ان کو بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ یہ ایک مسئلہ امر ہے۔ کہ ہوا اور روشنی بیماریوں کے جراثیم مارنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ جس باغ کے پودے نہایت گھنے ہوں وہاں ہوا اور روشنی آسانی سے نہیں پہنچ سکتی ادویات آسانی سے نہیں چھڑکی جاسکتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں جراثیم بہت جلدی پرورش پا کر تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ باغوں میں نمی قائم رکھنے اور بڑی بوٹیوں کی بیج کئی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر آبپاشی کے بعد ہیر پھیر دی جائے۔ اگر درخت مناسب فاصلے پر لگائے گئے ہوں تو ہیر و بیلوں کے ذریعے سستے داموں کی جاسکتی ہے۔ گھنے ہوں تو بیلوں کے ذریعے ہیر وغیرہ پھیرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اور ویسے گوڑی وغیرہ بہت ہنسی پڑتی ہے۔ اس لئے گھاس بھوس بہت آگ آتی ہے۔ جو زمین کی زرخیزی اور نمی کو کم کر دیتی ہے۔ ان حالات میں

درختوں کے تنوں کے ارد گرد سال میں ایک دفعہ کبھی یا کسی سے گڑھی کی جاتی ہے جو بالکل ناکافی ہوتی ہے۔
جس کی وجہ سے باغ تباہ ہو جاتا ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ :-

۱۔ موجودہ عام باغات نہایت گھنے ہیں

۲۔ گھنے درخت ادھر ادھر پھیلنے کے بجائے لمبے اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے آندھیوں سے انہیں زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ علاوہ ازیں اونچے درختوں سے پھل اتارنے اور ادویات چھڑکنے کا خرچ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۳۔ گھنے درختوں پر پھل مٹھوڑا لگتا ہے۔ اور گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

۴۔ ایسے گھنے درخت کمزور اور مرلی ہوتے ہیں اور ان کو بیماریاں جلد لگتی ہیں۔

۵۔ گھنے درختوں میں بیوں سے قلبہ رانی نہیں ہو سکتی۔ اور مانتھ سے گڑھی وغیرہ کرنے کا خرچ زیادہ پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھاس پھوس بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور درختوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔
اور پودے جلدی جلدی تباہ ہونے لگ جاتے ہیں۔

باغ کی داغ بیل

باغ کی دائمی نفاست اور محل کاشت کی سہولت کے لئے یہ ضروری ہے کہ پودے سیدھی قطاروں میں لگائے جائیں۔ باغ کی داغ بیل کے تین عام طریقے ہیں

۱۔ مربع یا مستطیل ۲۔ محسّس طریقہ ۳۔ مساوی الاضلاع مششس پہلو طریقہ۔

مربع یا مستطیل طریقہ

اس طریقہ میں ہر ایک قطار دوسری قطار سے زاویہ قائمہ بناتی ہے۔ یہ طریقہ آسان ترین ہے

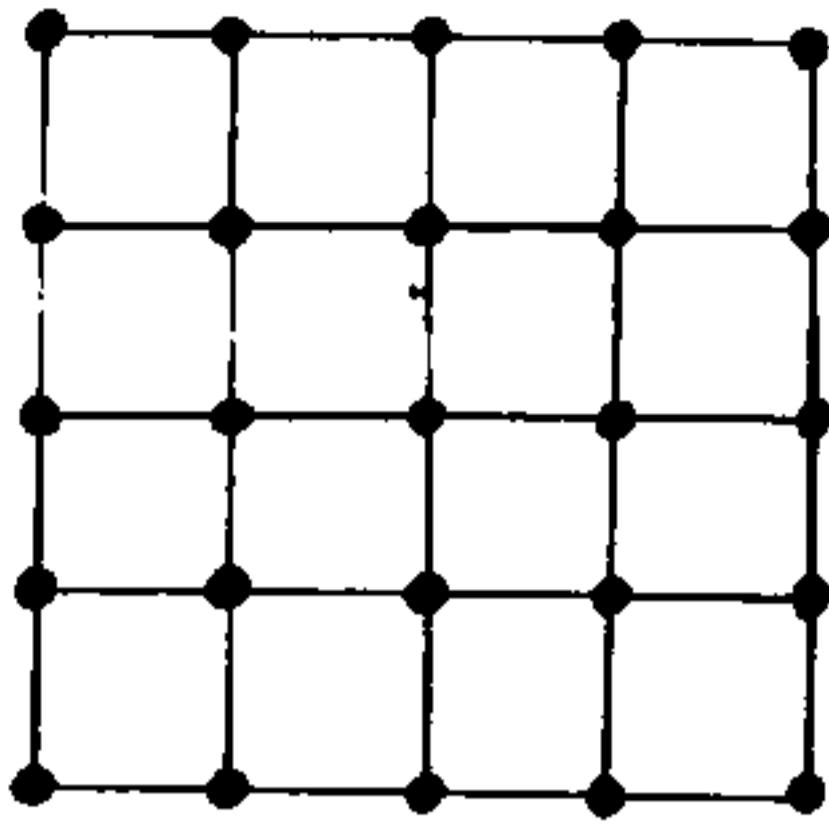
اور بالعموم اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ چونکہ تمام درخت ایک دوسرے سے یکساں فاصلے پر نہیں ہوتے اس

لئے مربع کے درمیان مٹھوڑی سی جگہ خالی رہ جاتی ہے۔

مربع یا مستطیل شکل

(یہ درخت بائیس بائیس فٹ کے فاصلے پر ہیں)

نقشہ مربع طریقہ



لائن سے لائن و
پودے سے پودے
کا فاصلہ برابر ہے

مساوی الاضلاع شش پہلو طریقہ

اس کی داغ بیل مذکورہ بالا ہر دو طریقے سے ذرا مشکل ہوتی ہے۔ اس میں محض طریقہ کی طرح کے عارضی پودے بھی نہیں لگائے جاسکتے۔ پھر بھی اس میں کئی فائدے ہیں۔ پودے ہر سمت میں ایک دوسرے سے مساوی فاصلے پر ہوتے ہیں۔ اور کاشت مختلف سمتوں سے ہو سکتی ہے اور مستطیل طریقے کی نسبت اس میں پندرہ فی صدی زیادہ پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل گوشوارہ سے ظاہر ہے۔

قطاروں کا درمیانی فاصلہ فٹوں میں مستقل طریقے سے ایک ایکڑ میں دختوں کی تعداد شش پہلو میں ایک ایکڑ میں دختوں کی تعداد

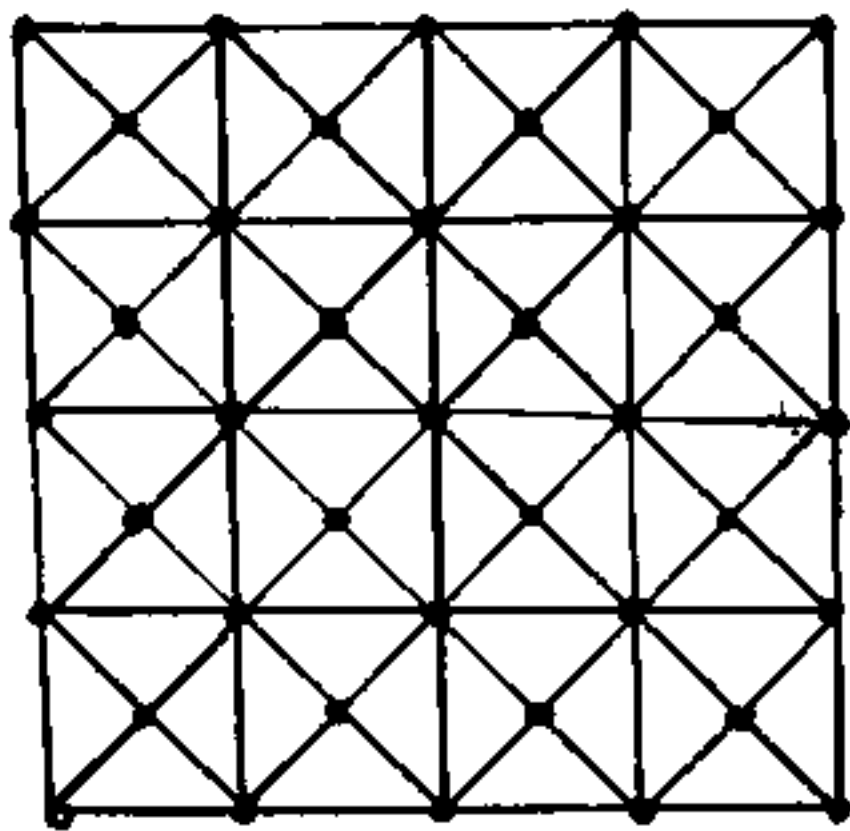
۵۰۰	۴۳۵	۱۰
۳۷۶	۳۰۲	۱۲
۲۲۲	۱۹۳	۱۵
۱۵۴	۱۳۴	۱۸
۱۲۵	۱۰۹	۲۰
۱۰۳	۹۰	۲۲
۸۰	۶۹	۲۵
۵۴	۴۸	۳۰
۴۰	۳۵	۳۵
۳۱	۲۷	۴۰

مکڑی یا تار کے ایک مثلث مساوی الاضلاع کی مدد سے شش پہلو طریقہ کی داغ بیل بڑی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ درختوں کے درمیان جتنا فاصلہ رکھنا ہو۔ مثلث کے اضلاع اتنے لمبے ہونے چاہئیں اور اٹھانے میں آسانی کے لئے اس کے کونوں پر چھلے لگا دینے چاہئیں۔ کھیت کے ایک کنارے کے ساتھ بنیادی لائن بنا دی جاتی ہے۔ اور اس پر پودوں کے مقامات ظاہر کرنے کے لئے مکڑی کی کلیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ پھر اس مثلث کے دو چھلوں کے درمیان دونوں کیلیوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ تیسرا پھلا جہاں پڑتا ہے وہ دوسری قطعہ والے درخت کے موقع کو ظاہر کرتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوسری لائن سے تیسری لائن کے درختوں کے پگانے کے موقع معلوم کئے جاتے ہیں۔ کھیت کے کنارے کے ساتھ پہلی لائن کا فاصلہ بالعموم درمیانی

مخمس طریقہ

مستطیل طریقہ میں جو نقص خالی رہ جانے کی وجہ سے رہ جاتا ہے۔ اس کو اس طرح رفع کیا جاتا ہے کہ ایک پودا مرکز میں لگا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے مستطیل طریقہ کی نسبت دو چھ درخت لگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن درختوں کا درمیانی فاصلہ صرف نصف رہ جاتا ہے۔ اس طریقہ کو مخمس طریقہ کہتے ہیں۔ یہ طریقہ ان مقامات کے لئے مناسب خیال کیا جاتا ہے جہاں لمبی عمر والے اور ویران درختوں کے درمیان عارضی اور متبادل چند سالوں کے بعد مرجانے والے پودوں کا لگانا مطلوب ہو۔ ایسے عارضی پودے جب مستطیل پودوں کی نشوونما میں مغل ہوں تو ان کو اکھاڑ دینا چاہئے۔ یہ طریقہ اسی وقت استعمال ہوتا ہے جب مستطیل درختوں کا درمیانی فاصلہ پچیس یا تیس فٹ سے زیادہ ہو۔ یا مستطیل درخت بہت آہستہ بڑھنے والے ہوں ورنہ بہتر یہ ہے کہ درمیانی جگہ میں سبزیات یا پھلی دار اجناس کاشت کی جائیں۔

گوشوارہ میں مخمس طریقہ و داغ بیل دکھائی گئی ہے۔ ان میں وہ قطاریں جن میں نمبر ۳-۵-۷-۹ ہیں۔ ان میں مستقل درخت ہیں اور جن کے نمبر ۲-۴-۶-۸ ہیں ان کے درخت عارضی ہیں۔

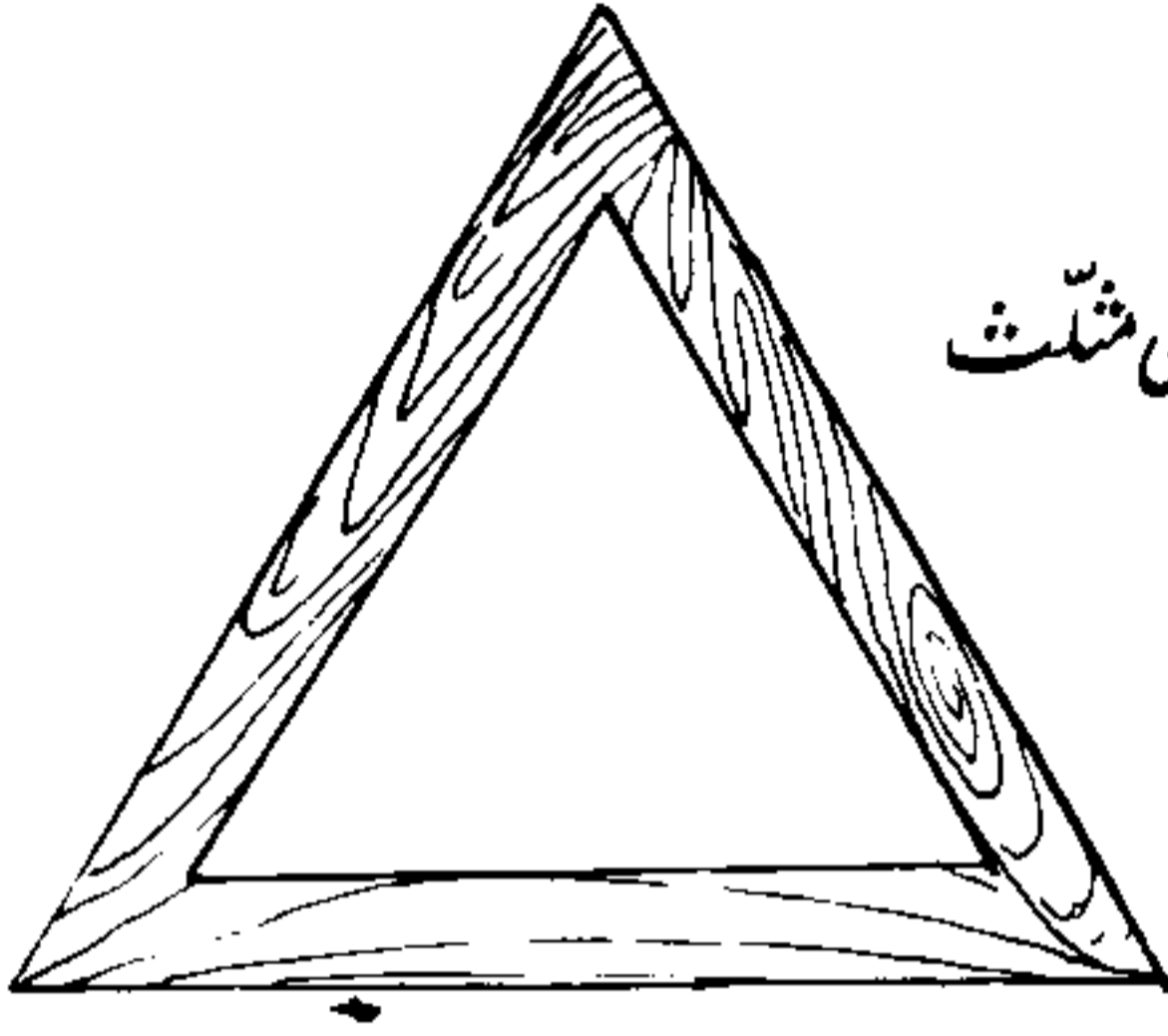
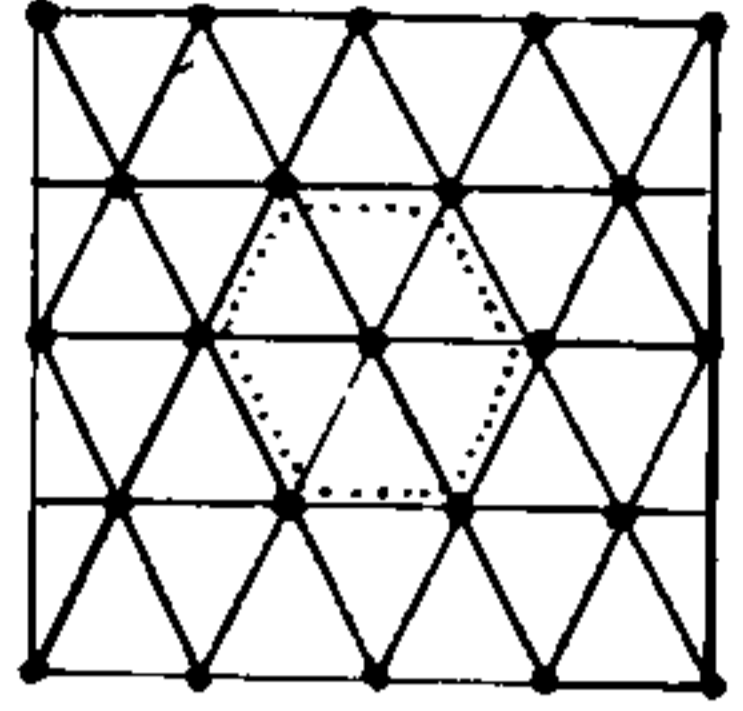


مخمس طریقہ شکل

- ← مستقل پودے
- ← عارضی پودے
- ← مستقل پودے

فاصلہ کا نصف ہوتا ہے۔

مساوی الاضلاع شش پہلو شکل



شجر کاری کی مثلث

ایک ایکڑ میں درختوں کی تعداد معلوم کرنا

ایک ایکڑ میں ۴۳۵۶۰ مربع فٹ ہوتے ہیں۔ ایک درخت کے لئے کل رقبہ دو قطاروں کے درمیان فاصلہ کو دو درختوں کے درمیانی فاصلہ کے ساتھ ضرب دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ درختوں کی کل تعداد ۴۳۵۶۰ مربع فٹ کو ایک درخت کے کل رقبہ پر تقسیم کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر آڑو کے لئے دو قطاروں کا درمیانی فاصلہ بیس فٹ ہو تو ایک درخت کے لئے کل رقبہ $۲۰ \times ۲۰ = ۴۰۰$ مربع فٹ ہوگا اور ایک ایکڑ میں درختوں کی کل تعداد $\frac{۴۳۵۶۰}{۴۰۰} = ۱۰۸۹$ کے قریب ہوگی۔ محض طریقہ میں مستطیل طریقہ کی نسبت تقریباً دو گنی تعداد درختوں کی لگائی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ رقبہ زیادہ ہو۔ لیکن شش پہلو طریقہ میں مستطیل کی نسبت تقریباً ۱۵ فی صدی زیادہ درخت لگائے جاتے ہیں۔

درختوں کا درمیانی فاصلہ

میرہ دار درختوں کے درمیانی فاصلہ کا انحصار آب و ہوا، زمین، پھل کی نوعیت اور شاخ تراشی کے طریق پر ہوا کرتا ہے۔ ایک ہی میرہ دار درخت کی مختلف اقسام جب مختلف قسم کے درختوں پر پیوند

کئے جائیں۔ تو ان کے قد و قامت میں فرق آجاتا ہے۔ مثلاً اگر مالٹا کا پیوند میٹھے پر کیا جائے تو پودا چھوٹے قد کا ہوگا۔ لیکن اگر یہی پیوند کھٹے پر کر دیا جائے تو پودا بڑے قد کا ہو جاتا ہے۔ اس لئے باغ لگاتے وقت ان امور کو ضرور مد نظر رکھنا چاہئے۔ اگر زمین زرخیز ہو تو پودوں کی نشوونما خوب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ بڑے بڑے قد کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کا درمیانی فاصلہ زیادہ رکھنا پڑتا ہے۔ علی بنہ القیاس بعض ملاحقوں کی آب و ہوا ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہاں پودے خوب بڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کا درمیانی فاصلہ رتا زیادہ رکھنا پڑتا ہے۔ بعض طریقوں کی شاخ تراشی کی وجہ سے بھی فاصلہ کم و بیش کرنا پڑتا ہے۔ شاخ تراشی کا علم باغات کی کامیابی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ افسوس ہے نہ تو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی کبھی اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایسا فن ہے جس کا بیان علیحدہ مضمون میں کریں گے۔ مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہے کہ ہر ایک میوے دار درخت کا صحیح درمیانی فاصلہ ہر ایک جگہ کے لئے بڑا مشکل ہے۔ اس لئے باغات کے لگانے والوں کو مقامی حالات و واقعات کے مطابق یہ فاصلہ مقرر کرنا پڑے گا تاہم مفصلہ ذیل مشہور مشہور درختوں کے لئے چند تجاویز درج کی جاتی ہیں جو پنجاب کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

موزوں فاصلہ

نام پھلدار درخت

← {	آم - جامن - بیر - آملہ - انجیر
← {	اندرٹ
← {	امرود - شہتوت - لوکاٹ
← {	لیچی - زیتون
← {	مالٹا - سنگترہ - لمین کاغذی - لیموں
← {	گریپ فروٹ - میٹھا - چکو ترا
← {	آرؤ - آلوچہ - خرمائی - بادام - ناشپاتی
← {	سیب - چیری - انار
← {	کھجور
← {	پسیا (ارنڈی - خربوزہ) - انگور
← {	قالہ - کیلا

افزائش نسل

پھلوں کی افزائش نسل عام طور پر مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

۱۔ بذریعہ بیج یا تخم ۲۔ نباتاتی طریقے سے

افزائش بذریعہ بیج

تخم سے حاصل شدہ پودے عام طور پر صحیح نسل نہیں ہوتے۔ کیونکہ تخم اختلاط نسلی سے پیدا ہوتا ہے۔ باغبانی میں یہ طریقہ عام طور پر روٹ ٹاک تیار کرنے یا نئی اقسام حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

مزید برآں تخمی پودے مضبوط اور لمبی عمر والے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں صحیح نسل نہ ہونے کے علاوہ دوسرے نقائص مثلاً ویر سے پھل لانا، لمبے قد کا ہو جانا، گھٹیا قسم کا پھل لانا وغیرہ ہوتے ہیں۔ جس سے عام طور پر باغبان کو بہت ہی کم آمدنی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ طریقہ عام طور پر روٹ ٹاک تیار کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

نباتاتی طریقہ

اس طریقے میں پہلے طریقے کی نسبت کافی فوائد ہوتے ہیں۔ اس طریقے سے تیار شدہ پودے

ہمیشہ صحیح لہل ہوتے ہیں۔ اس لئے گھٹیا درجہ کے پھل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پودے پھل جلدی ہی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پودا چھوٹے قد کا ہونے کی وجہ سے پھل توڑنا، سپرے کرنا وغیرہ آسان ہو جاتا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر اس طریقہ سے تیار شدہ پودے باغبان کو جلدی اور زیادہ آمدنی دیتے ہیں۔ اس لئے باغبانی کی صنعت میں یہ عام طور پر پھلدار پودے بنانے کی طریقے مثلاً بذریعہ قلم، داب یا پیوند وغیرہ سے تیار کئے جاتے ہیں۔

افزائش بذریعہ بیج ،

سجائی کے لئے تخم کی تیاری

سدا بہار پودوں مثلاً آم، ترشاوہ پھل، امرود، فالسہ، جامن وغیرہ میں تازہ بیج استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ جتنا بیج پرانا ہو جاتا ہے اتنی ہی اس کے اگنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ بعض بیج مثلاً امرود وغیرہ کا اوپر والا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے جس سے بیج بہت دیر بعد اگتا ہے۔ اس لئے ایسے بیجوں کو بیجنے سے پہلے نرم کر لینا چاہئے۔

اس سلسلہ میں جو طریقے استعمال ہوتے ہیں درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ بیج کو تین چار روز کے لئے پانی میں بھگو کر رکھنا چاہئے مثلاً ٹوت، سپن وغیرہ
- ۲۔ بیج کو تھوڑے وقفہ کے لئے گندھک کے تیزاب یا سوڈا کاسٹک میں بھگو کر رکھنا مثلاً

سٹرابیری۔

۳۔ چنڈ منٹ کے لئے بیج کو ابلتے پانی میں ڈالنا مثلاً امرود۔

۴۔ پھلکے کا کسی چیز سے زخمی کرنا مثلاً زیتون۔

اگر یہ طریقے استعمال میں لائے جائیں تو سخت بیج جلدی اگتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کی اگنے

کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

پت جھڑ قسم کے پودوں کا تخم سخت ہونے کی وجہ سے مشکل سے پھوٹتا ہے۔ تخم نرم کرنے

کے لئے ٹکڑی کے ٹکسوں میں ریت کے ساتھ تہہ بہ تہہ جما دیا جاتا ہے۔ مناسب رطوبت پیدا

کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً فارے کی مدد سے پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ مکبوں کے نیچے سوراخ ہوتے ہیں تاکہ زائد پانی کا نکاس ہو سکے۔ تخم کو اس طرح بہ اعتبار موسم و حالات چند ہفتوں تک مرطوب رکھا جاتا ہے۔ اگر موسم سرما شدید نہ ہو تو تخم کو سرد خانوں میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔ سرد خانوں میں تخم محفوظ رکھنے کے لئے ۳۲ - ۴۰ درجہ فارن ہیٹ درکار ہوتا ہے۔ اس درجہ حرارت پر تخم کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ لائل پورا اور ترناب فارم میں کئے گئے تجربات شاہد ہیں کہ تخم کی اس طرح تیاری کرنے سے پھوٹنے کی شرح ۶۰ - ۵۰ فی صد بڑھ جاتی ہے۔ اور تیار شدہ تخم عام تخم سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے پھوٹ پڑتا ہے۔ سرد خانوں میں محفوظ کئے ہوئے تخم کی پھوٹنے کی شرح ۳۵ فی صد ہوتی ہے بشرطیکہ ان کی بجائی جنوری میں کی گئی ہو۔ برعکس اس کے غیر محفوظ شدہ تخم کی شرح صرف ۶ فی صد ہوتی ہے۔

تخم کی ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ میں بیج کا اچھی حالت میں قائم رہنا۔ پانی، ہوا، اور تپش پر ہے۔ اگر ذخیرہ میں رطوبت کا تناسب زیادہ ہوگا تخم تیزی سے خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ رطوبت سے تخم میں محفوظ شدہ غذا پانی میں حل ہو جاتی ہے۔ یہ ایک کیمیائی عمل ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ گرمی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بیج خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ذخیرہ میں رطوبت ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور اس مقصد کے لئے برتن ہی ایسے استعمال کرنے چاہئیں جن میں رطوبت کا گزر نہ ہو سکے۔ زیادہ مدت تک تخم کو ذخیرے میں رکھنے کے لئے کم از کم ۴۰ یا ۵۰ فی صد رطوبت درکار ہے۔

تخم کی جانچ

ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ زرسری میں پودوں کی تعداد یکساں ہو۔ اگر تخم کے پھوٹنے کی شرح زیادہ ہو تو پودوں کی مناسب اور یکساں تعداد حاصل کرنے کے لئے پودے اکھاڑنے پڑتے ہیں۔ اور اگر زرسری میں پودوں کی تعداد کم ہو جائے جب بھی نقصان دہ ہوتا ہے۔ زرسری میں پودوں کی غیر سموزوں تعداد سے لاگت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے زرسری کی لاگت

کو گھٹانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ زرسری میں تخم کی کاشت کرنے سے پہلے ریت یا جاذب کاغذ پر تخم کے پھوٹنے کی جانچ پڑتال کر لی جائے اور تخم کے پھوٹنے کی شرح کے لحاظ سے زرسری میں تخم کو کاشت کر لیا جائے۔

تخم کی بیماریوں کا انسداد

پھلدار پودوں کی چند ایک ایسی بیماریاں ہیں جو تخم کے ذریعے پھیلتی ہیں۔ بعض ایسی بیماریاں ہیں جو زمین میں موجود بیماریوں کے عضوں سے پھیلتی ہیں۔ اس لئے ان کے انسداد کے لئے کاشت کرنے سے پہلے تخم کو اراسان (ARASAN) کپٹن (CAPTAN) فرمیٹ (FERMATE) پارزیٹ (PERZATE) سماسان (SEMASAN) اور کارپورکلوآڈ (COPPER-CHLORIDE) جیسی دوائیں لگائی جائیں۔

سدا بہار پودوں کے تخم نسبتاً جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں زیادہ عرصہ تک قابل کاشت نہیں رکھا جاسکتا۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ پھل کو پودوں پر زیادہ عرصہ تک رہنے دیا جائے۔ سدا بہار پودوں کے تخم کو اگر ایک لمبے عرصے تک قابل کاشت رکھنا ہو تو انہیں پھل سے نکالنے کے بعد فوری طور پر کپڑے یا کاغذ پر پھیلا کر کسی سایہ دار جگہ پر رکھ دیا جائے حتیٰ کہ اس کی سطح رطوبت خشک ہو جائے۔ اس طرح خشک شدہ تخم کو مومی تھیلیوں (POLY-ETHENE-BAGS) میں ڈال کر ان پر کسی فطری کش دوائی کا چھڑکاؤ کر لیا جائے۔ تاکہ نہ صرف بیماریوں سے محفوظ رہے بلکہ ان میں بیماریوں کا حملہ برداشت کرنے کے لئے قوت مدافعت پیدا ہو سکے۔

ترناب فارم میں کئے ہوئے تجربات سے پتہ چلا ہے کہ مومی تھیلیوں میں کمرے کے درجہ حرارت پر محفوظ شدہ کھٹی کا تخم تین ماہ تک قابل کاشت رکھا جاسکتا ہے۔ اگر تخم کو مناسب درجہ حرارت پر محفوظ رکھا جائے تو تخم تقریباً ۱۵ ماہ تک خراب نہیں ہونے پاتا۔ ایک پونڈ تخم میں مختلف پھلوں کی تخم کی تعداد درج ذیل ہے۔

تعداد تخم فی پونڈ	نام پھل
۳۰۰۰ سے ۳۵۰۰ تک	۱۔ کھٹی

۱۶۵ سے ۱۷۵ تک	۲۔ آڑو
۱۷۵ سے ۲۵۰ تک	۳۔ بادام
۳۸۰ سے ۴۰۰ تک	۴۔ خوبانی

تخم کا انتخاب

بجائی کے لئے تخم کا انتخاب صحت مند اور توانا درختوں سے کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان سے حاصل شدہ زرسری بیماریوں سے پاک ہو۔ اس امر کے لئے زیادہ تر کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ صحت مند اور موزوں درختوں کا ریکارڈ رکھا جائے۔ تاکہ وقت پر ان سے تخم حاصل کیا جاسکے۔ کامیاب باغبان ہمیشہ تخم کے لئے درختوں کا صحیح انتخاب کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سبزیوں اور پھلوں کی نئی نئی اقسام میں اسی طریقہ انتخاب سے اضافہ ہوا ہے۔ اس طریقہ انتخاب سے دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے حاصل شدہ زرسری اس خاص مقام کے لئے موزوں ثابت ہوتی ہے جہاں سے تخم حاصل کیا گیا ہو۔

روٹ سٹاک کے پودے تیار کرنا

پھلدار پودوں کی بجائی کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ ذخیرہ میں تخم کو براہ راست تیار کرنا اور اسی جگہ ران پر چشمہ چڑھا دینا۔ یہ طریقہ ”راست طریقہ“ کہلاتا ہے۔

۲۔ دوسرے طریقے میں تخم چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں کاشت کر دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس پود کو ذخیرہ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پودوں کی منتقلی کا کام خزاں یا بہار کے اوائل میں کیا جاتا ہے ان دونوں طریقوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ بجائی فروری یا مارچ کے اوائل میں کی جائے۔ پت جھڑ قسم کے پھلدار پودوں کے تخم کی بجائی نومبر کے اخیر میں کی جاتی ہے۔ ذخیرہ میں کاشت شدہ تخم موسم سرما میں پڑے رہنے کے بعد اپنی خوابیدہ حالت کا دور ختم کر لیتا ہے۔ ریت میں دبائے ہوئے خوبانی، آڑو، بادام، اخروٹ، مالوچہ اور چیرنی کے تخم سٹاک کے لئے صحیح طور پر زرسری

میں مناسب قطاروں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ ان قطاروں کی چوڑائی $2\frac{1}{2}$ فٹ ہوتی ہے۔ اور سر قطار میں تخم سے تخم کا فاصلہ ۴ اینچ رکھا جاتا ہے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ اور تخم سے تخم کے فاصلہ کو تخم کی جسامت کے اعتبار سے گھٹایا یا بڑھایا جاسکتا ہے۔

تجربات کی روشنی میں حسب ذیل فاصلے مختلف پھلوں کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔

نام پھل	قطار سے قطار کا فاصلہ	تخم سے تخم کا فاصلہ
۱۔ اخروٹ	$2\frac{1}{2}$ فٹ	۵-۶ اینچ
۲۔ بادام	" "	" ۳
۳۔ آرد	" "	" ۳
۴۔ آلوچہ	" "	" ۳

بجائی کے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بیج بھاری زمینوں میں ہلکی زمینوں کے مقابلہ میں کم گہرائی پر دبایا جائے۔ اگر باافراط ہو تو زیادہ گہرائی میں تخم دبانا ضروری نہیں۔

سیب اور املوک تخم سے اگا کر ایک سال کے بعد ذخیرے میں منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔

کھٹی کاسٹک تیار کرنا

بیج نکالنا

اگست کے مہینہ میں جب کہ کھٹی کاسٹک کا پھل ابھی پوری طرح پکا نہیں ہوتا لیکن بیج اگنے کے قابل ہوتا ہے اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ پھل کے پھلکے کو درمیان سے چاقو سے کاٹ کر پھل کو ہاتھ سے دھسے کر کے بیج نچوڑ کر نکال لیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے بیج کو کسی قسم کا زخم نہیں پہنچتا۔

بیج نکالنے کے بعد اسے اچھی طرح دھو لیا جاتا ہے تاکہ چکناہٹ دور ہو جائے۔ اس طرح دھونے سے تمام بیمار کمزور اور دہ بیج جو پانی میں تیرنا شروع کر دیں ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ عام طور پر بیج کو نکالنے کے فوراً بعد ہی بو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اگر بیج خشک ہو جائے تو اس میں اگنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اگر بیج کو کچھ عرصہ کے لئے محفوظ کرنا ہو تو اسے ریت میں رکھنا چاہئے۔

بیج بونا

بیج دوسروں میں بویا جاتا ہے۔

(الف) اگست، ستمبر

(ب) فروری، مارچ

اگر تھوڑی تعداد میں پودے درکار ہوں تو بیج کو گٹلوں یا کبسوں میں بونا چاہئے۔ اور اگر زیادہ تعداد میں پودے درکار ہوں تو درمیانہ سائز کی پٹریوں پر جو کہ نہایت عمدہ تیار کی گئی ہوں۔ لائنوں میں چھ چھ اینچ کے فاصلے پر نصف اینچ گہرا بوکریٹ کی معمولی سی اتھ بچھا دی جی چاہئے۔ اور پھر باقاعدگی سے شام کے وقت فوارے سے پانی ڈالنا چاہئے۔ بیج تقریباً بیس اکیس روز تک اگنا شروع ہو جاتا ہے۔ بیج اگنے کے بعد پٹریوں کو گھاس پھوس گھاس رکھنا چاہئے۔

آم کا سٹاک تیار کرنا

بذریعہ گٹھلی

گٹھلی کے ذریعے پودوں کے حصوں کا طریقہ یہ ہے کہ جولائی اور اگست کے مہینوں میں خوب پکے ہوئے رس دار آموں کی گٹھلیاں جمع کر لی جاتی ہیں۔ اور بونے کے وقت تک انہیں ایسے مقام پر رکھتے ہیں جہاں کہ ان کی نمی قائم رہ سکے۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ڈیڑھ اینچ سے لے کر دو اینچ تک گہرائی میں ایسی زمین میں بوتے ہیں جس کو اس مقصد کے لئے اچھی طرح تیار کیا گیا ہو۔ اور اس میں کافی مقدار میں کھاد ملائی گئی ہو۔

۱۔ حصول افزائش میں کیا نیت کی خاطر گٹھلیاں زمین پر نزدیک نزدیک بکھیر دیتے ہیں۔ اور ان کو اچھی طرح تیار شدہ کھاد سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ اس طریقہ پر عمل کرنے کے لئے گٹھلیوں کی کثیر تعداد درکار ہوتی ہے۔

۲۔ گٹھلیاں قطار در قطار بوتے ہیں۔ اور ایک قطار سے دوسری قطار کا فاصلہ ایک فٹ اور ایک گٹھلی سے دوسری گٹھلی کا فاصلہ نو اینچ رکھتے ہیں۔

گٹھلیاں بونے کے بعد زمین کو پانی دینا چاہئے۔ کیونکہ گٹھلیاں اگر خشک رہ جائیں تو بہت

کم اگتی ہیں۔ بہترینے، برنزا اور پریاگ کے کئے ہوئے تجربات کے حوالہ سے بتایا ہے۔ کہ جمع کرنے کے ایک ماہ کے اندر اندر بوئی ہوئی گٹھلیوں میں سے ۸۸ فی صد ۳۸ دن بعد بوئی جانے والی گٹھلیوں میں سے بارہ (۱۲) فی صد اگیں۔ اس نتیجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گٹھلیوں کو پھل سے نکانے کے بعد جلد سے جلد بودینا سود مند ہے۔

ناٹک نے گٹھلیاں بونے پر ایک تجربے کے دوران گٹھلیاں بونے سے پہلے ان کے پوست احتیاط کے ساتھ اتار لئے تھے۔ جس کے نتیجہ میں کلمے جلد ہی نمودار ہو گئے اور ان کے تنے اور جڑیں بھی سیدھی پائی گئیں۔ مگر اس نے اس طریقہ کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس طریقہ سے خراج زیادہ آتا ہے۔ اور اگنے کا فی صد گھٹ جاتا ہے۔ اپنے تجربہ کے دوران اس نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ جو گٹھلیاں معہ اکھوٹے کے بوئی گئیں ان کے بخوروں کی نمی برقرار رہی۔

اسٹیفنز نے بتایا ہے۔ کہ اگر گٹھلیاں سچتے یا لوہے کے فرش پر آٹھ انچ ریت کی تہ بچھا کر ان کا منہ اوپر کی جانب کر کے بوئی جائیں تو اس سے ریشہ دار جڑوں کی افزائش میں مدد ملتی ہے۔ اور اصل جڑ جو گہرائی تک جاتی ہے، کی افزائش میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ تخمی پودوں کو دوسری جگہ لگانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بجرا اکھاڑتے وقت اصل جڑ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ فلپائن، انڈونیشیا، چین، برما اور جزیرہ ہوائی میں اگائے جانے والے تخمی پودوں کی نسلیں عام طور پر کثیر جنینی ہوتی ہیں۔ اور ان سے اصل نسل کے مطابق پودے حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہماری موجودہ معلومات کے مطابق پاکستان میں پیدا ہونے والے آموں کی اقسام میں سے کوئی بھی کثیر جنینی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے آموں کی پاکستان میں پسندیدہ اقسام کی خصوصیات بناتی افزائش کے ذریعہ برقرار رکھنے کا طریقہ مروج ہے۔

آڑو، آلوچہ، خوبانی اور بادام کا سٹاک تیار کرنا،

جنگلی آڑو جو خصوصاً پہاڑی علاقوں میں کافی تعداد میں خود رو حالت میں پائے جاتے ہیں پیوند کرنے کے لئے بہترین ہوتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں اگر ایسے آڑو میسر نہ ہوں تو چھوٹی قسم کا پودا سخت جان ہو اور جس کو کسی قسم کی بیماری نہ ہو۔ اس کام کے لئے انتخاب کیا جاوے۔

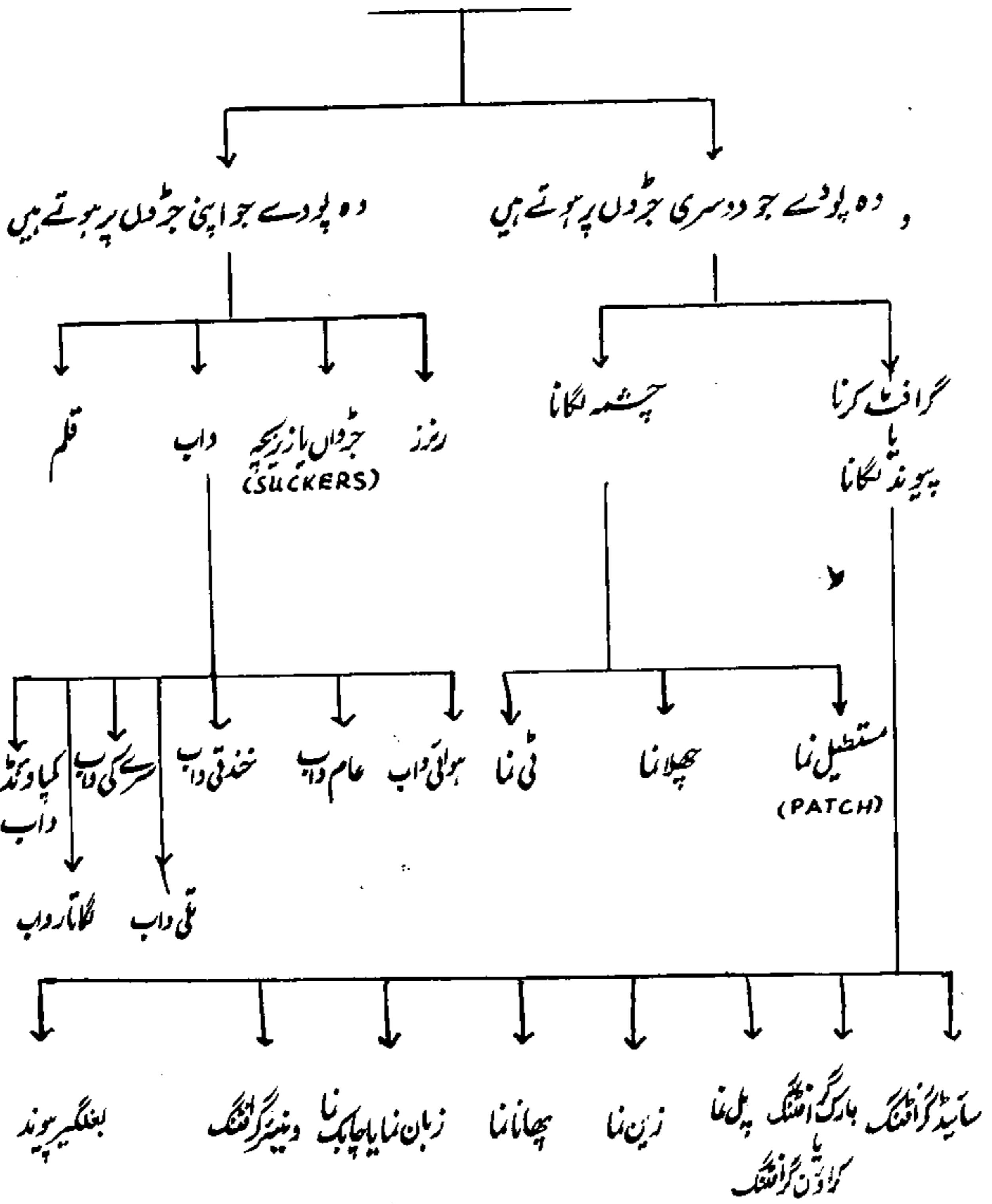
ایسے درختوں سے آڑوں کے بیج ماہ جون اور جولائی میں اکٹھے کر کے کسی سایہ دار جگہ میں بحفاظت رکھے جائیں۔ اور ماہ اکتوبر یا شروع ماہ نومبر میں ان کو مندرجہ ذیل طریقوں سے ذخیرہ میں لگایا جاسکتا ہے۔

۱۔ کیاریوں میں اچھی طرح ہل چلا کر زمین کو کافی گہرائی تک نرم اور باریک اور سوراگہ چلا کر ہموار کر دیا جائے۔ ایسی کیاریوں میں آڑوں کے بیج قطاروں میں جن کا درمیانی فاصلہ ۱۰ فٹ سے ۲ فٹ تک ہو چھ اینچ سے نو اینچ کے فاصلے پر لگادیتے جائیں۔ بیج تقریباً ۳ اینچ گہرا سونا چائے بعد کاشت اگر موسم زیادہ سرد نہ ہو تو بیج عموماً ۲۰ فروری کے قریب بھوٹنے شروع ہو جاتے ہیں اور وسط مارچ تک سب کے سب جو اگنے کے قابل ہوتے ہیں نکل آتے ہیں۔ اس دوران میں کیاریوں کو ہر دس پندرہ روز کے بعد پانی دیا جاتا ہے اور گاہے گاہے نلانی اور نکائی بھی کی جاتی ہے۔ اگرچہ مندرجہ بالا طریقہ آسان اور سادہ ہے۔ مگر چونکہ آڑوں اخیر اکتوبر یا شروع نومبر میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ اور آخر فروری میں نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے اس دوران میں پانی دینے اور نلانی و نکائی کرنے پر کافی خرچ آتا ہے۔ نیز زمین بھی کئی ماہ پہلے سے رک جاتی ہے۔ پھر چونکہ سب بیج پیدا نہیں ہوتے اس لئے زسری میں بہت سی جگہیں خالی رہ جاتی ہیں۔ ان سب نقص کو رفع کرنے اور زسری میں یکساں پودے پیدا کرنے کے لئے آڑوں کے بیجوں کو سیاہا کیاری میں لگانے کی بجائے یہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھود کر اس میں چھ اینچ موٹی ریت کی تہ بچھا کر اوپر آڑوں کے بیجوں کی اکھری تہ بچھا دی جاتی ہے۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے ریت اور آڑوں کی تہیں لگادی جاتی ہیں حتیٰ کہ گڑھا بھر کر زمین کے برابر ہو جائے۔ اس گڑھے کو گاہے گاہے بذریعہ فوارہ پانی پھڑک کر یا ویسے ہی پانی دے کر مرطوب رکھا جاتا ہے۔ شروع ماہ فروری میں آڑوں بھوٹ کر اگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جو بیج بھوٹ چکے ہوں ان کو مذکورہ بالا طریقہ سے اچھی طرح تیار کی ہوئی کیاریوں میں لگادیا جاتا ہے چونکہ صرف وہی بیج لگائے جاتے ہیں جو بھوٹ چکے ہوں یا جن کا بھوٹنا یقینی ہو۔ اس لئے کیاریوں میں لگانے کے بعد سب کے سب بیج نکل آتے ہیں اور قطاروں میں کوئی جگہ خالی نظر نہیں آتی۔

افزائش نسل کا نباتاتی طریقہ

تخم کے مقابلہ میں پھل اور پودوں کی عموماً نباتاتی طریقہ سے افزائش کی جاتی ہے۔
 نباتاتی افزائش نسل مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے۔

نباتاتی افزائش نسل



قلمی افزائش میں تین قسم کی شاخیں استعمال ہوتی ہیں!

۱۔ سخت شاخ ۲۔ نیم سخت شاخ ۳۔ نرم شاخ

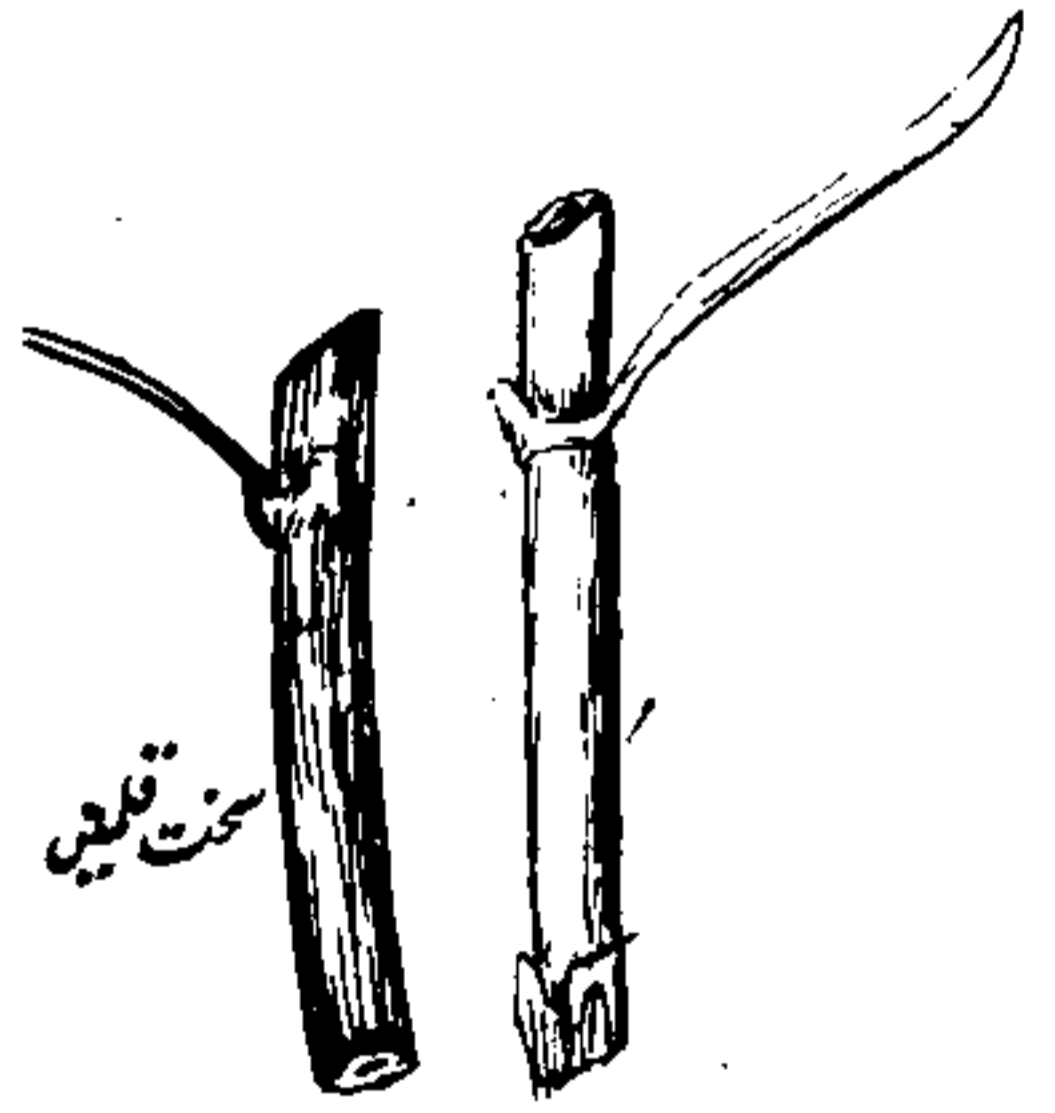
سخت شاخ سے قلم لگانا

اس طریقے میں قلمیں سال گذشتہ کی شاخوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں عموماً ایک سالہ شاخ کی قلمیں کاٹی جاتی ہیں۔ لیکن زیتون اور انجیر کی قلمیں دو سالہ یا سہ سالہ شاخوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ پتے بھر قسم کے پودوں کی قلمیں اس وقت تک حاصل نہ کی جائیں جب تک کہ وہ مکمل طور پر خوابیدہ نہ ہو جائیں۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ خزاں کے آخری موسم سے لے کر ابتدائے بہار تک قلمیں کاٹی جائیں۔ پودوں کی اقسام کے اعتبار سے قلموں کی لمبائی ۱۲-۱۵ انچ ہونی چاہئے۔ ہر ایک قلم میں کم از کم تین گانٹھیں (NODS) ہوں۔ جڑیں سنبلی گانٹھ سے نکلتی ہیں۔ اور اوپر والی گانٹھ سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔ قلم کی کٹی سنبلی گانٹھ کے قریب سے کرنی چاہئے۔ اور اوپر والی گانٹھ سے تقریباً ایک انچ کے فاصلے پر اوپر والا کٹ ذرا ترچھا ہو۔ اور نیچے والا ذرا



نرم قلمیں

SOFT CUTTING

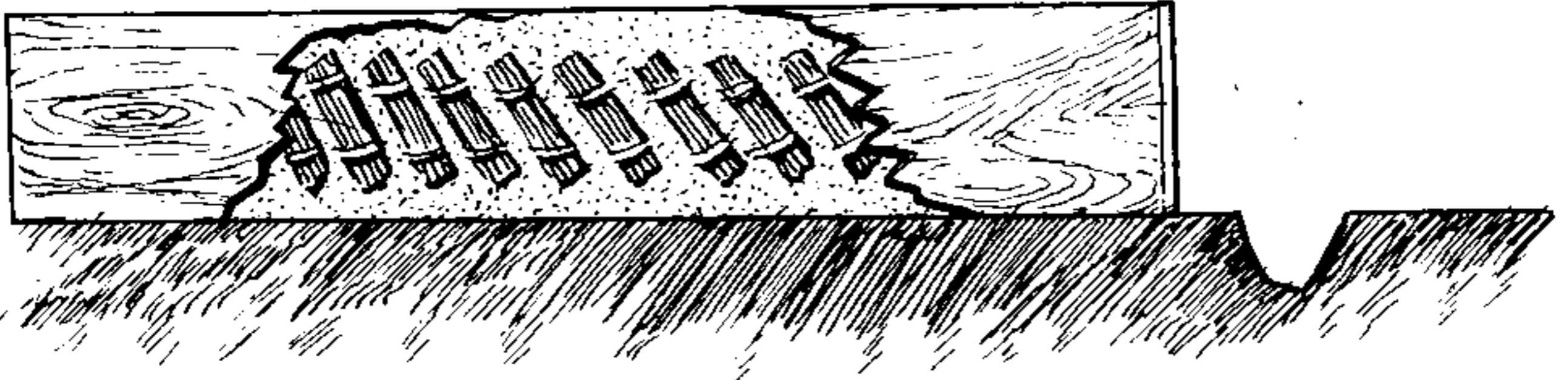


سخت قلمیں

HARD CUTTING

گول۔ بہت سے روٹ سٹاک مثلاً ویسی آلوچہ، انگور، بھی اور چند ایک سیب کے روٹ سٹاک قلموں سے تیار کئے جاتے ہیں۔ قلموں کی افزائش بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ عموماً پنسل کے برابر موٹائی کی قلمیں مناسب رہتی ہیں۔

قلپیں اور آئل سرما میں اور پالا پڑنے سے پہلے اٹھی کر لی جاتی ہیں۔ اس کے بعد قلموں کے ان بندلوں کو کسی مرطوب زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔ ان قلموں کو بہار کی ابتداء میں مرطوب زمین سے نکال کر زسری میں مناسب قطاروں میں کاشت کر دیا جاتا ہے۔ قلموں کے ذخیرہ کرنے کے لئے مناسب درجہ حرارت ۴۰ سے ۶۰ فارن ہیٹ ہے۔ قلموں کو زمین میں ذخیرہ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عموماً کھڑی ہوں اور ان کی گانٹھیں اوپر کی طرف ہوں۔ ان بندلوں کو زمین کے اندر سختی سے نہیں دبانا چاہئے۔ قلموں کو الٹ کر ذخیرہ کرنے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اوپر والے چشمے پھوٹنے نہیں پاتے۔ اس عمل کو کیلوسنگ (CALLUSING) کہتے ہیں۔ جس وقت ان قلموں کی خوابیہ حالت ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے انہیں فوری طور پر



پرووں کی قلموں کو محفوظ کرنا
CALLUSING

پر زسری میں منتقل کر دینا چاہئے۔ قلموں کو پھوٹنے سے پہلے سیدھا کیا رلیوں میں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ قلموں کو زمین میں لگاتے وقت دو تہائی حصہ زمین میں اور ایک تہائی حصہ باہر ہونا چاہئے۔ اور اس کو شمال کی طرف ترجیحاً لگانے سے زیادہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

نیم سخت شاخ سے قلمیں لگانا

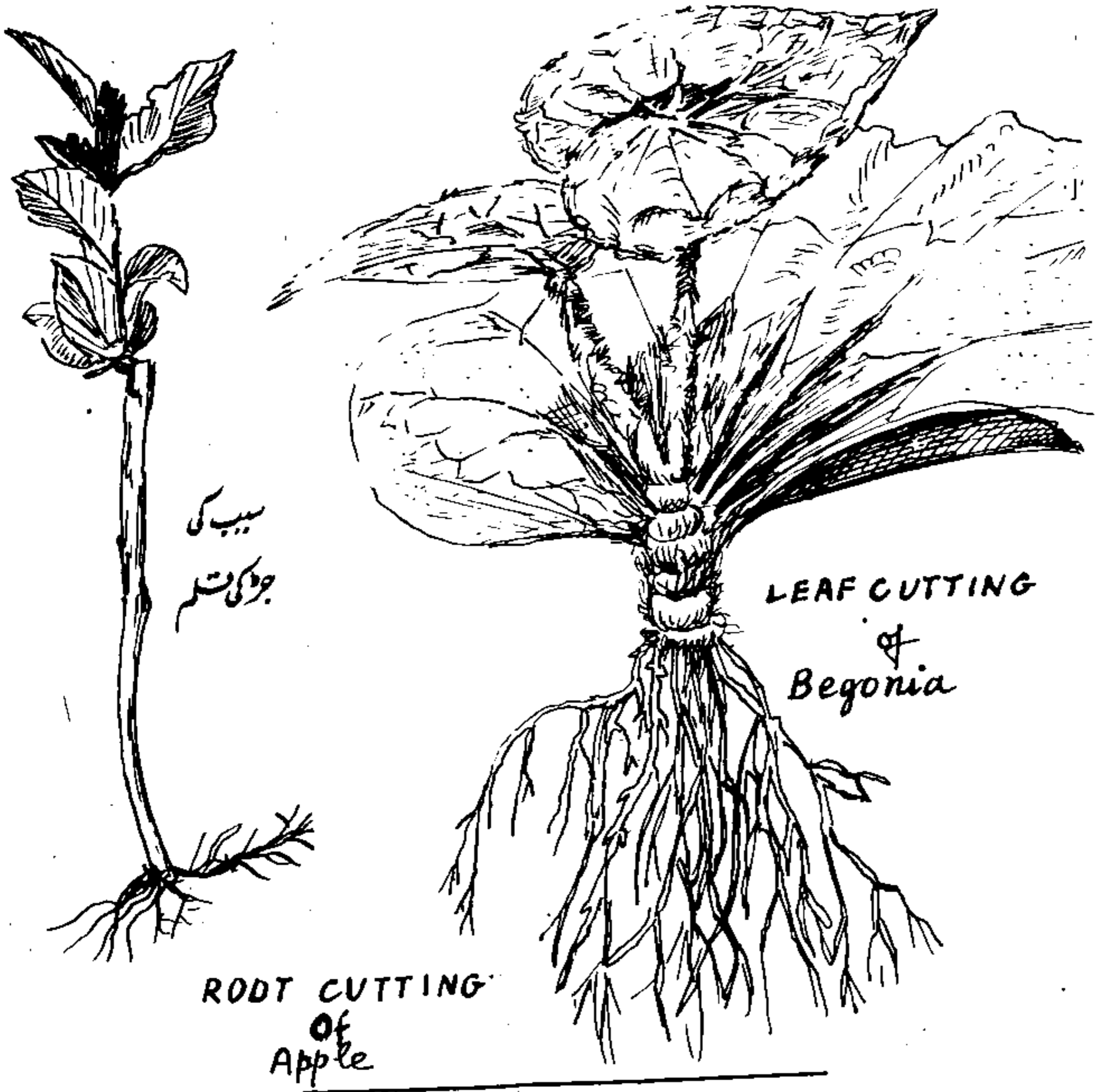
یہ چوڑے پتوں والے اور سدا بہار درختوں کی افزائش عموماً نیم سخت قلموں سے کی جاتی ہے۔ زیتون کی افزائش کا تجارتی طور پر جو طریقہ رائج ہے۔ اس میں بھی نیم سخت قلمیں استعمال ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں نیم سخت قلموں کے ذریعے میٹھے میں بھی کامیاب ہوتی ہے۔ یہ قلمیں سال میں کسی وقت بھی جب کہ انہیں مناسب رطوبت مل جاتے جڑیں پیدا کر سکتی ہیں۔ قلموں پر اگر پتے موجود ہوں تو عموماً قلمیں سوکھ جاتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات پتوں میں موجود

ہارمونز (HORMONES) جڑیں پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اگر جرنیم (GERNIUM) کے قلموں پر کم از کم تین پتے چھوڑے جائیں تو اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ اگر اس پر چار، دو یا ایک پتے چھوڑا جائے تو جڑیں کم چھوٹی ہیں۔

نرم شاخوں سے قلمیں تیار کرنا (SOFT WOOD CUTTINGS)
نرم قلموں کے ذریعے افزائش صرف چند ایک پھلوں مثلاً آرد، آلوچہ، ناشپاتی، سیب اور خربانی کی حد تک محدود ہے۔ نرم قلموں کی مدد سے افزائش تجارتی پیمانے پر کامیاب نہ ہو سکی۔ اس طریقہ افزائش میں بھی قلموں کو زرسری میں مسلسل اور متوازن رطوبت کی ضرورت پڑتی ہے۔

جڑوں کی قلمیں (ROOT CUTTINGS)
بسا اوقات بجائے شاخوں کے جڑوں سے بھی قلمیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ایسے پوسے جن کی جڑوں کی نبل سے زیر پچھے (SUCKERS) نکلتے ہیں ان کی جڑوں سے قلمیں حاصل کرنا افزائش کے لئے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس طریقہ تولید کی مثال امرود، بلیک بیر، ہی، آرد اور چند سیب کے روٹ سٹاک میں ملتی ہے۔ جڑوں سے اگر قلمیں حاصل کرنا ہوں تو ۲-۴ اینچ سے زیادہ لمبی قلمیں حاصل نہیں کی جاتی ہیں۔ اور انہیں زمین کے متوازی دو اینچ گہرائی میں دبا دیا جاتا ہے۔ جڑ کی قلمیں حاصل کرنے کا مناسب وقت موسم سرما یا ابتدائی بار ہے۔ جب کہ ان میں رس پوری طرح نہ چلا ہو۔

چشمی قلمیں (LEAF BUD CUTTINGS)
ایک سالہ شاخوں سے ایسی چھوٹی چھوٹی قلمیں کاٹی جاتی ہیں جن پر ایک ایک چشمہ ہوتا ہے۔ اور ان چھوٹی چھوٹی قلموں کو سیراڈیکس (SERADIX 7X30) لگا کر خالص ریت میں لگا دیا جاتا ہے۔ تراب فارم میں اس طریقہ افزائش کا میٹھے لمبوں پر تجربہ کرنے سے تقریباً ۶۰ فی صد کامیاب مشاہدے کئے گئے۔



جڑیں نکالنے کے عمل کو تیز کرنا

۱۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ قلموں کا جڑیں نکالنا ان کی اندرونی طاقت پر منحصر ہے۔ اس لئے اگر قلموں پر کچھ ادویات مثلاً انڈول ایٹک ایسڈ، انڈول بیوٹرک ایسڈ، شکر، شکر وغیرہ لگا دی جائے تو جڑیں نکالنے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ انڈول ایٹک ایسڈ، انڈول بیوٹرک ایسڈ، شکر، شکر، گاجن گائے کا پیشاب سیراڈیکس اے وغیرہ کی مختلف طاقتیں جڑیں پیدا کرنے میں کافی فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں۔ (SERADAX - A) کے حل میں بھگو کر لگانے سے میٹھے اور مالٹے کی قلمیں زیادہ چلتی ہیں۔ انگور کی قلمیں شکر کے محلول میں بھگو کر لگانے سے جلدی پھوٹی ہیں۔

قلموں کا منتخب کرنا

قلموں کی کامیابی کا انحصار قلموں کے منتخب کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ بعض پودوں میں دوسالہ لکڑی کی تمیں زیادہ کامیابی سے چلتی ہیں اور بعض میں یک سالہ کامیاب۔ اور کچھ پودوں میں تو چھ ماہ پرانی لکڑی کی قلمیں کامیاب رہتی ہیں۔ لائل پور کے تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ میٹھے میں یکسالہ لکڑی کی قلمیں نسبتاً دوسری عمر کی قلموں سے زیادہ کامیاب رہی ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ قلمیں تندرست پودوں کی یک سالہ پرانی شاخوں سے منتخب کی جائیں اور شاخ ہر قسم کی بیماری وغیرہ سے متبرا ہو۔

قلموں کے لئے زمین

قلموں کی کامیابی کا انحصار اس زمین پر بھی ہے جس میں قلمیں لگائی جاتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بھاری زمین میں زیادہ قلمیں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اس لئے زمین اگر بھاری ہو تو اس میں کافی پھل اور پتوں کی کھاد ملا لینی چاہئے۔ تاکہ زمین نرم ہو جائے اور جو بڑیں نکلیں وہ بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے زمین میں بڑھ سکیں

آبپاشی

قلموں کی آبپاشی ہفتہ وار ضروری ہے۔ کیوں کہ اگر زمین خشک ہو جائے تو قلمیں بڑیں نہیں دیتیں اور ساتھ ہی زمین میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے قلموں اور مٹی کے درمیان ہوا حامل ہو جاتی ہے۔ جس سے بڑیں نہیں نکلتیں اور ساتھ ہی قلموں میں رطوبت ختم ہو جاتی ہے۔

گوڈی کرنا

شروع شروع میں یعنی کم از کم دو تین ماہ تک قلموں کو کوئی گوڈی وغیرہ نہیں کرنی چاہئے۔ کیوں کہ اس سے وہ ہل جاتی ہے۔ اور بڑیں نہیں نکالتیں۔ اور ساتھ ہی گھاس پھوس بھی نہیں نکالنا چاہئے۔ کیوں کہ وہ گرمی کی شدت سے نئے شگرفوں کی حفاظت کرتا ہے

داب لگانا

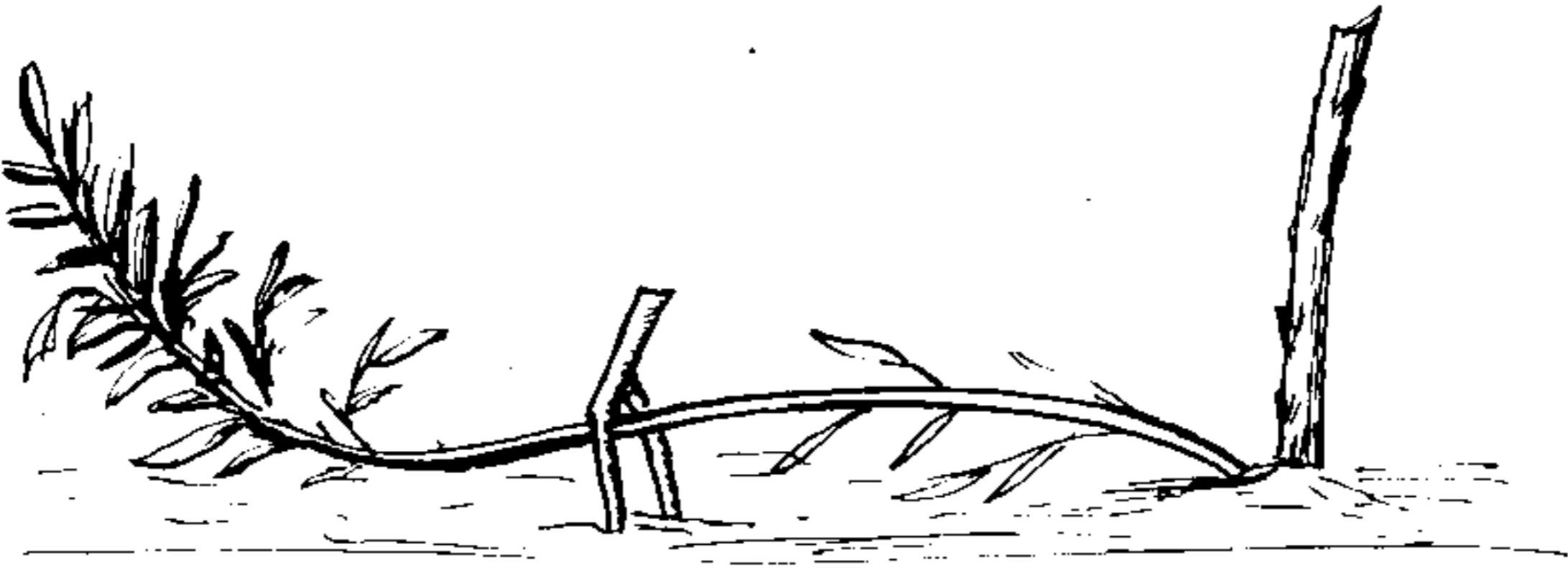
داب اور قلم میں فرق یہ ہے کہ قلم کی صورت میں شاخ اپنے مورث اعلیٰ سے کاٹ

لی جاتی ہے۔ مگر داب میں شاخ کا حصہ اصل پودے سے جڑ نکلنے تک کاٹا نہیں جاتا۔

طریقے

عام داب

داب لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ سطح زمین کے قریب مٹی یا گنے میں درخت کی شاخ کو اس کی گانٹھ (NODE) کے قریب مرطوب مٹی سے مضبوطی سے دبا دیا جاتا ہے۔ شاخ سے جڑیں نکلنے تک اسے مسلسل رطوبت مہیا کی جاتی ہے۔ اور جب اس پر جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔



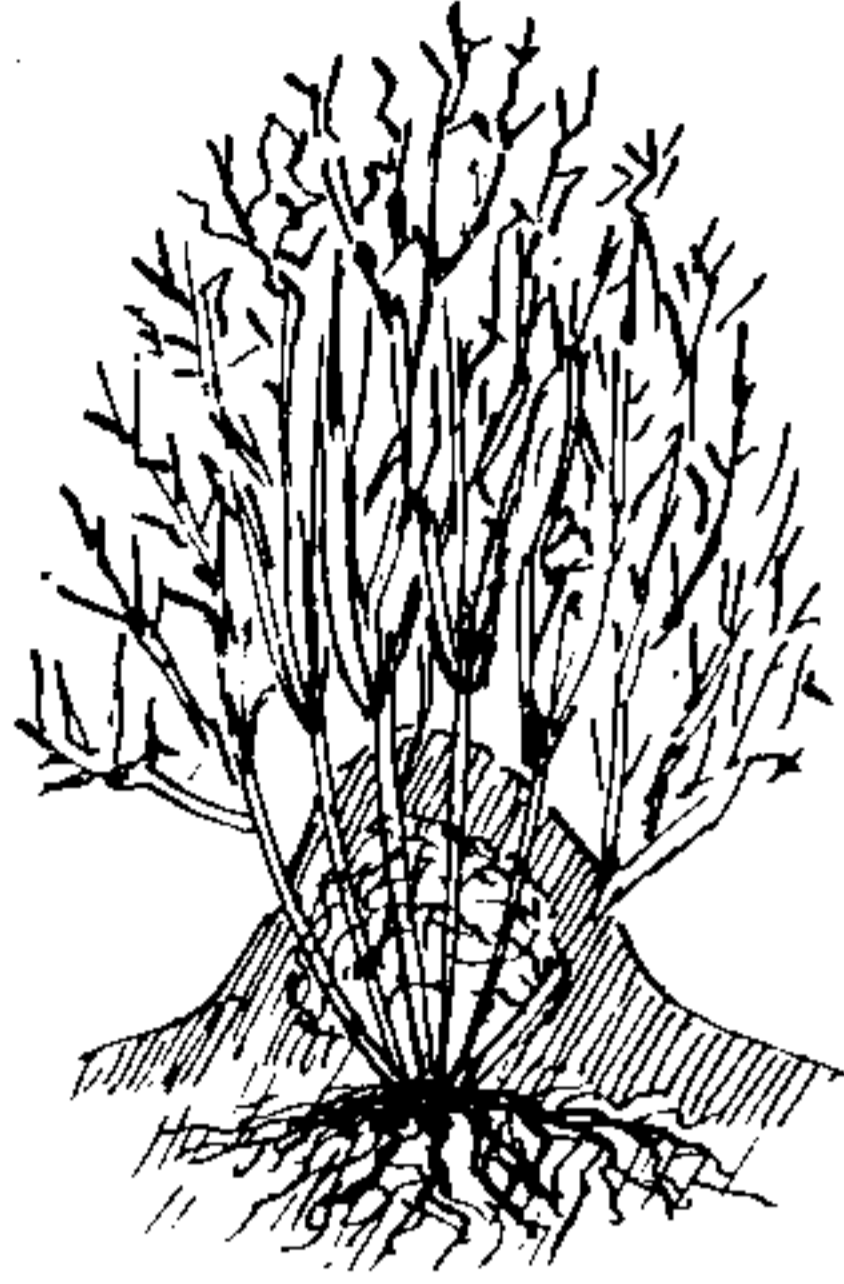
COMMON LAYERING

عام داب

تو اسے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جڑوں کی پیدائش کی تعداد کو داب میں تیز کرنے کے لئے چشمہ کے نیچے معمولی سائشر لگا دیا جاتا ہے۔ جڑوں کی پیدائش کی رفتار کو بڑھانے کے لئے چند ایک معادن سے مدد لی جاتی ہے۔ مثلاً انڈول ایسک ایسڈ (I.A.A) انڈول سپورک ایسڈ (I.B.A) اور نیفیلین ایسک ایسڈ (N.A.A) سے ملائی جاتی ہے۔

علی داب

داب کا یہ طریقہ سادہ داب سے کچھ مختلف ہے۔ اس طریقے کے داب میں شاخ کو زمین کے قریب جھکا کر مٹی میں دبا دیا جاتا ہے اور جب دبائی ہوئی شاخ سے نئی شاخیں پھوٹتی ہیں تو ان شاخوں کی اطراف میں معمولی سی مٹی چڑھائی جاتی ہے۔ اور زمین کے قریب شاخوں پر پتھر یا سارخم دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں کے پیدا ہونے میں سہولت پیدا ہو جائے۔ داب کا یہ طریقہ سیب اور آڑو کے روٹ سٹاک میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور موتیا میں بھی یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔



MOUND LAYERING

فلی داب

خندقی داب

یہ طریقہ بھی سادہ داب سے مختلف نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پودے یا شاخ کو سادہ طریقے سے دبانے کی بجائے معمولی سی خندق بنا کر شاخ کو دبایا جاتا ہے اور پھر اس کے اوپر مٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ تاکہ اس سے دبائے ہوئے ہر چشمہ سے جڑیں اور شاخیں پھوٹ سکیں۔ اور ایک داب سے ایک سے زیادہ پودے حاصل کئے جاسکیں۔

لگاتار داب

اس طریقے سے پودے کی پوری شاخ کو تین چار اینچ گہرا زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور اس کے سرے کو نٹکار کھا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے شاخ کا سر چشمہ نئے نئے ٹکڑے اور جڑیں نکالنا شروع کر دیتا ہے۔ جب ہر نئی شاخ کی جڑیں کافی ہو جائیں تو ان کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ پوسے کی شکل میں لگا دیا جاتا ہے۔



CONTINUOUS LAYERING

لگاتار داب

صرف ان پودوں کی شاخوں کو اس طریقے سے دبانا چاہئے جو آسانی سے جڑیں
دیتی ہوں۔

کیاؤنڈ داب

اس طریقے سے پودے کی شاخ کے چیموں کو اس طریقے سے دبایا جاتا ہے کہ ایک



COMPOUND LAYERING

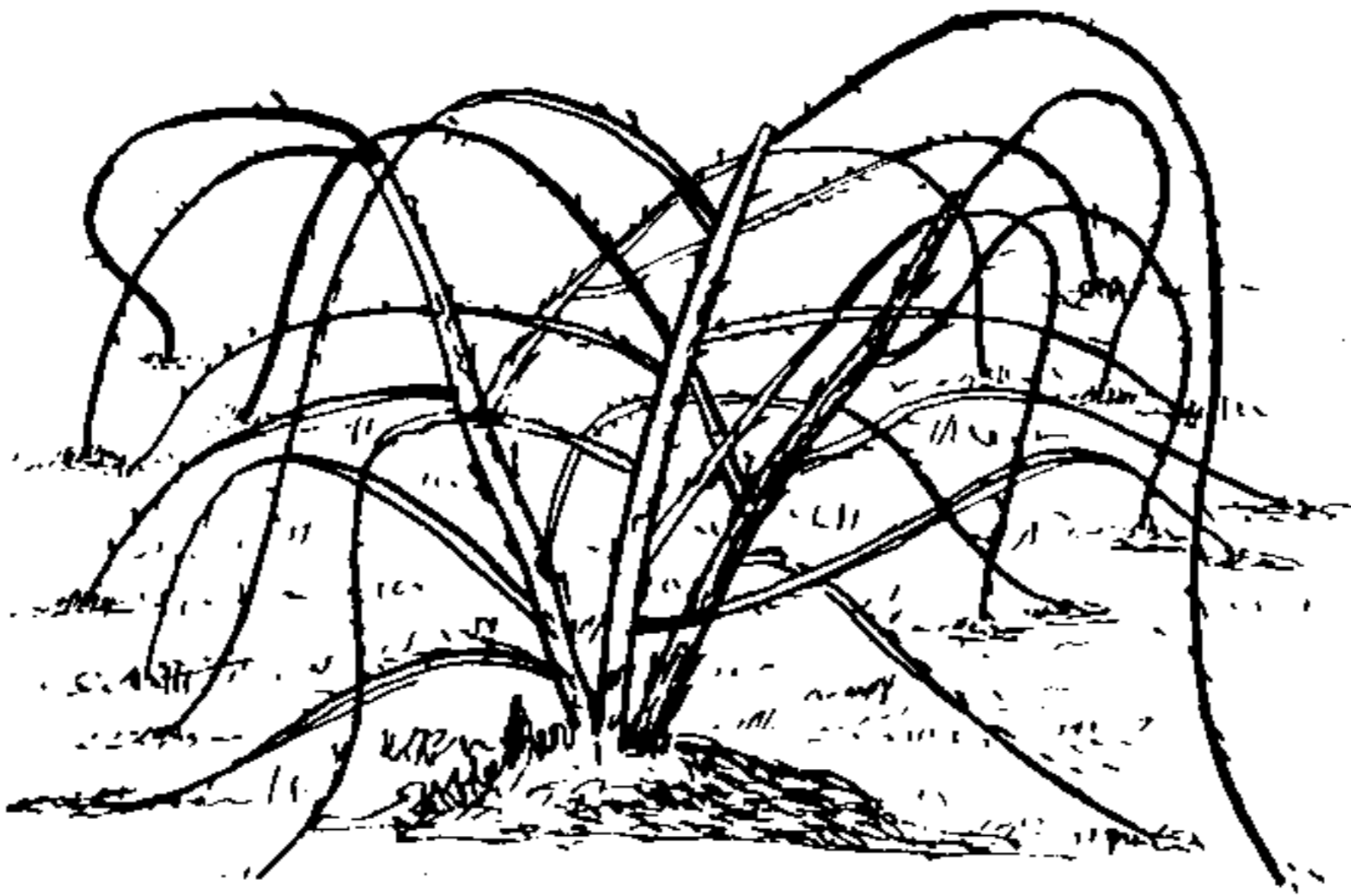
کیاؤنڈ داب

چشمہ زمین میں دبا رہے اور دوسرا ننگا۔ نئی شاخ اور جڑیں نکل آئیں تو ان کو اس طریقے سے
کاٹیں کہ ہر نئی شاخ کے ساتھ جڑیں بھی آجائیں۔ ہر حصے کو علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا

جاسکتا ہے۔

سرے کی داب

یہ ایک عام طریقہ ہے۔ اس طریقے سے شاخ کے سرے والا چشمہ کو زمین کے ساتھ
لایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس جگہ سے نئی جڑیں نکل آتی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس شاخ کو کاٹ کر



TIP LAYERING

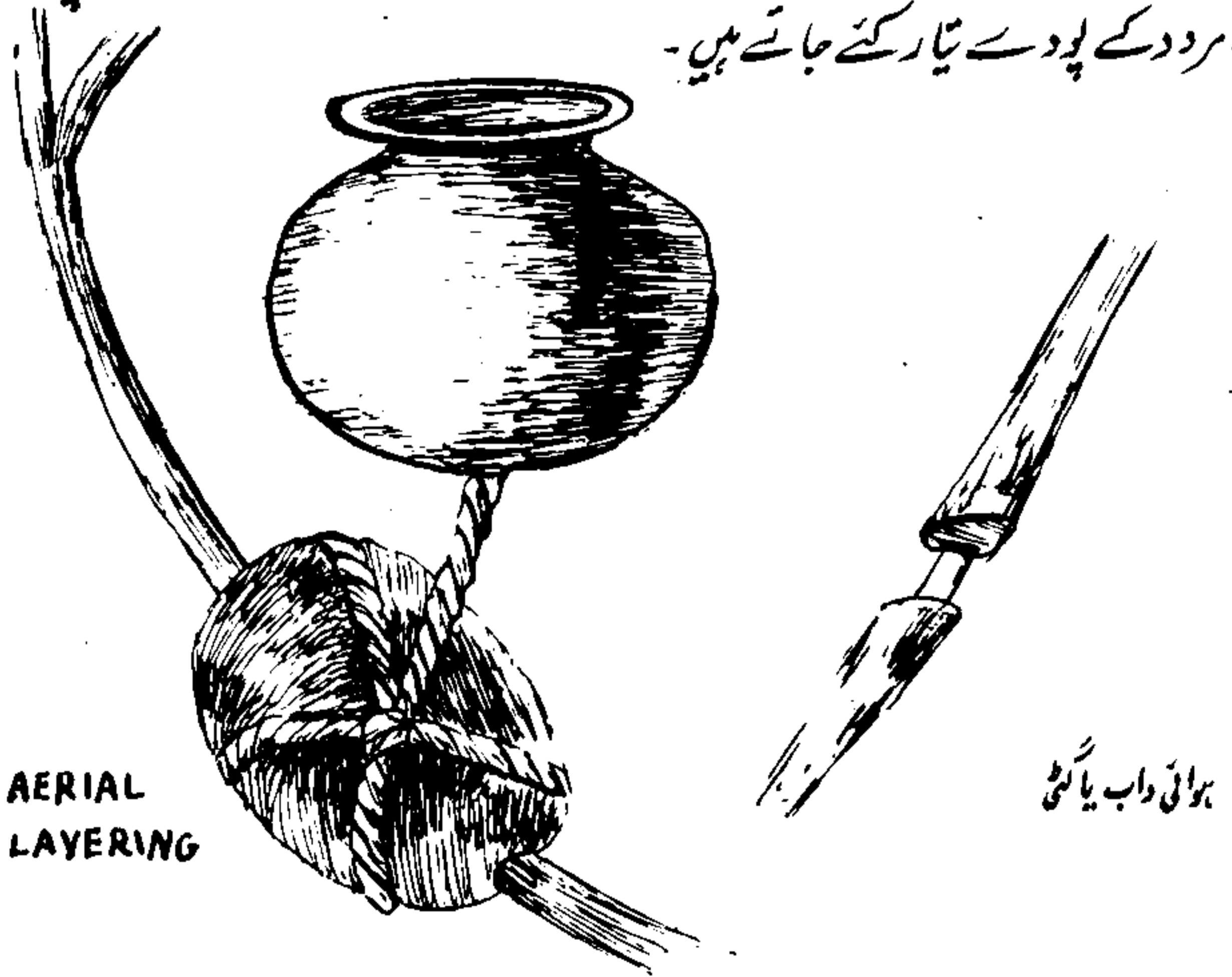
سرے کی داب

علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا جاسکتا ہے۔ اس طریقے سے عام طور پر بلیک بیر کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔

ہوائی داب یا گٹی

داب کا یہ طریقہ سادہ داب سے بہت مختلف ہے۔ اس طریقے میں بجائے شاخ کو سطح زمین پر مٹی میں دبانے کے مٹی کو گلوں میں ڈال کر مناسب شاخ کے قریب رکھ لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس شاخ کو گلوں میں دبا دیا جاتا ہے۔ مٹی کو گلوں کی بجائے کسی ٹاٹ کے ٹکڑے میں بھی شاخ کے گرد لپیٹا جاسکتا ہے۔

اس طریقے میں داب کو مسلسل رطوبت پہنچانا بہت اہم ہے۔ رطوبت مہیا کرنے کے لئے مٹی کے برتن میں پانی ڈال کر اس کی تہ میں باریک سوراخ کر کے داب کے اوپر لٹکا دیا جاتا ہے اور اس سوراخ میں ایک سوتری یا پٹ سن کے ریشوں سے دھاگہ بنا کر داب سے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس طرح داب اور پانی کا برتن ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ پانی رس رس کر داب کو مرطوب رکھتا ہے۔ دن میں ایک یا دو بار موسم کے لحاظ سے برتن میں پانی بھر کر دینا ضروری ہے۔ داب کے اس طریقے سے لہجی اور ارد کے پودے تیار کئے جاتے ہیں۔



ہوائی داب میں رطوبت قائم رکھنے کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ مٹی کی بجائے مرطوب لکڑی کا برادہ یا سیفٹنم گھاس (SEPHGHAGNUM MOSS) شاخ کے گرد مومی کاغذ کے ذریعے لپیٹ دیا جائے۔ مومی کاغذ (POLYTHENE SHEET) آج کل ہمارے ملک میں دستیاب ہونے لگا ہے۔ اس کاغذ میں خوبی یہ ہے کہ اس کے اندر سے ہوا کی آمد و رفت ہوتی رہتی ہے۔ مگر رطوبت کا اخراج نہیں ہو سکتا۔ ہوائی داب میں استعمال شدہ شاخ پر یا تو معمولی سائٹزر لگایا جائے یا چھدکا نما آدھا اینچ چوڑا چھلکا اتار لیا جائے۔ تاکہ جڑوں کو جلد چھوٹنے میں مدد مل سکے۔ مومی کاغذ میں سے جب جڑیں نظر آنے لگیں تو داب کو کاٹ کر لگا دیا جائے۔ اس طریقے سے امرد کی افزائش نسل میں ۹۰ فی صد تک کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ آم کی افزائش نسل بھی ہو سکتی ہے۔

داب لگانے کا موسم

اس طریقے سے پودوں کی افزائش نسل دونوں موسموں میں یعنی موسم بہار (مارچ۔ اپریل) اور موسم برسات (جولائی۔ اگست) میں ہو سکتی ہے۔ تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ موسم برسات میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ ایک موسم کی داب میں دوسرے موسم تک عام طور پر جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس شاخ کو اگلے موسم میں پودے لگانے کے وقت بڑے پودے سے مختلف دفعوں پر علیحدہ کر لینا چاہئے۔

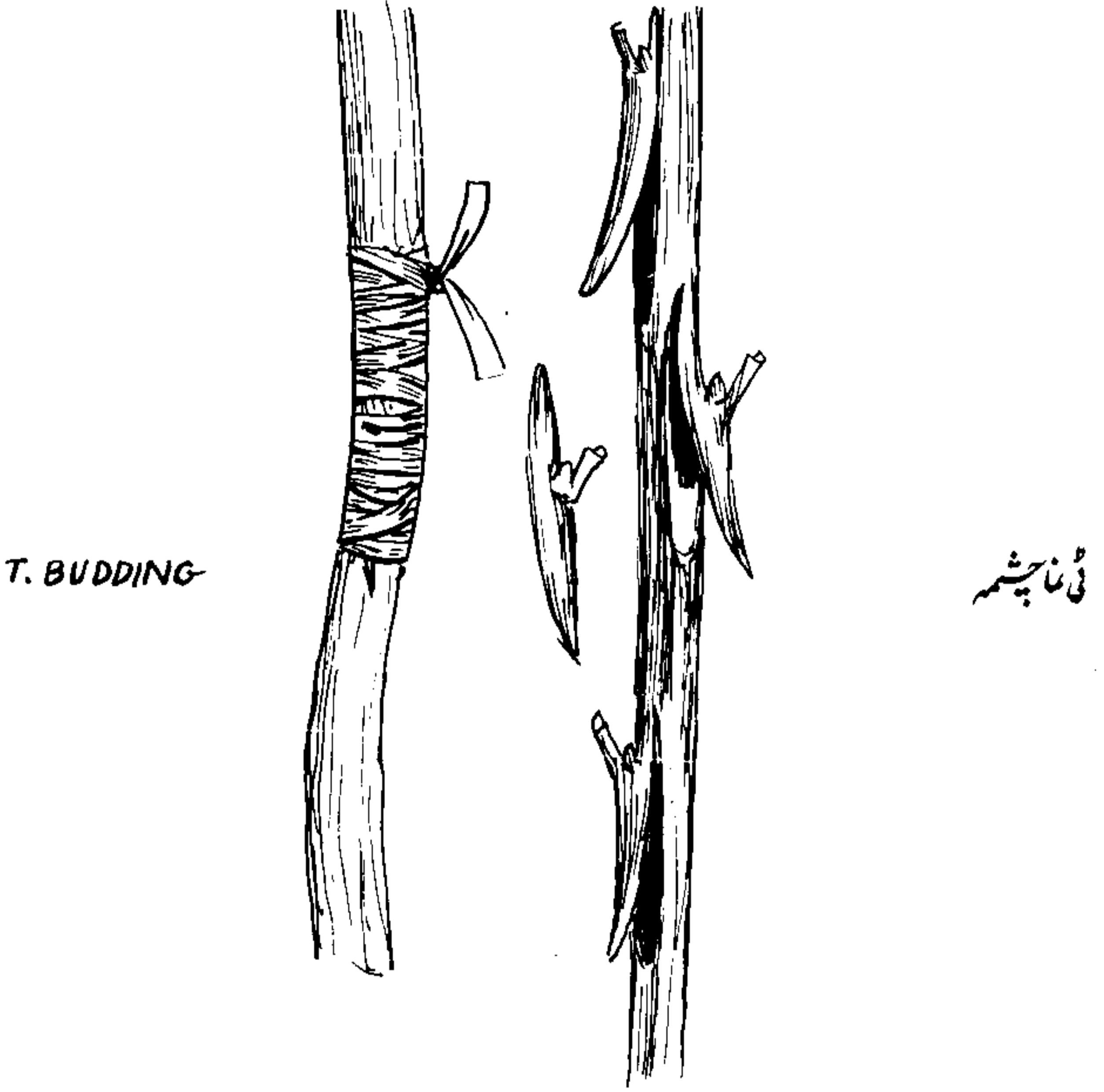
اس طریقے کے لئے عام طور پر ایک سال کی پرانی ٹہنی مناسب اور موزوں رہتی ہے

چشمہ لگانا

اس طریقہ افزائش میں منتخب اقسام کے درختوں سے چشمے حاصل کر کے روٹ سٹاک پر جبکہ اس کا رس چل رہا ہو لگائے جاتے ہیں۔ چشمے لگانے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان طریقوں کے مطابق ان کو نام دیے گئے ہیں۔ مثلاً پھلانا۔ ٹی ٹا اور ٹکڑا نا وغیرہ (PATCH) جن

کی تفصیل درج ذیل ہے۔
ٹی ناچشمہ

"T" نا طریقے سے چشمہ لگانے کا عمل پھلدار درختوں کی افزائش میں بہت عام ہے۔ چشمے کو شاخ سے تراشنے کے بعد اسے لکڑی سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ لکڑی الگ کرنے سے چشمہ چھال کے ساتھ آجاتا ہے۔ اور لکڑی الگ ہو جاتی ہے۔ لیکن گریپ فروٹ، کانغزی لیموں اور میٹھا۔ لیموں وغیرہ کے چشموں سے لکڑی علیحدہ نہیں کی جاتی۔ روٹ سٹاک کی چھال پر "T" نا نشان چاقو



کی مدد سے لگا دیا جاتا ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً ایک تا ڈیڑھ انچ ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد اس کی درزوں کو کھول کر چشمے کو چھال کے نیچے داخل کر کے احتیاط کے ساتھ لکڑی کے ساتھ جما دیا جاتا ہے۔ تاکہ چشمے اور روٹ سٹاک کے کمبیم (CAMBIUM) آپس میں اچھی طرح پیوست ہو جائیں۔

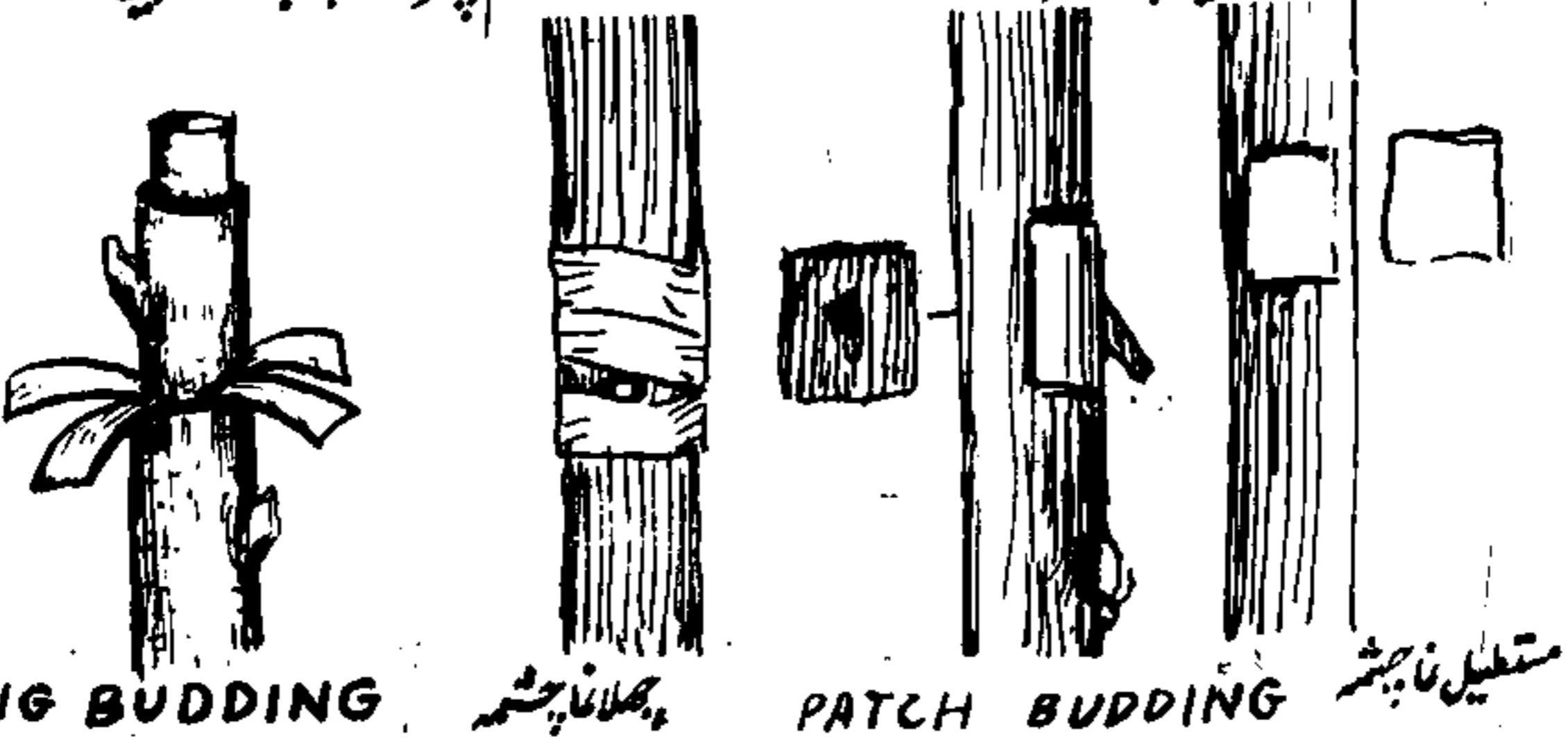
اور ان کے درمیان ذرہ برابر بھی ہوا موجود نہ رہے۔ چشمے کو چھال کے نیچے داخل کرنے کے بعد سن۔ سوتری یا ربرڈ وغیرہ سے لپیٹ کر باندھ دیا جاتا ہے۔ روٹ سٹاک پر "T" نشان سطح زمین سے ۶-۸ انچ اونچائی پر کرنا چاہئے۔

چشموں کی کامیابی کا انحصار صحت مند چشموں کے انتخاب، وقت پر اور ٹھیک طریقے سے چشمہ لگانے اور اس کی صحیح طور پر نگہداشت پر ہوتا ہے۔ چشمہ لگانے کے بعد دو ہفتوں تک اگر چشمہ برقرار رہے تو یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ چشمہ بالکل کامیاب طور پر لگایا گیا ہے۔

بعض اوقات "T" نشان روٹ سٹاک پر لگایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ان نشان برسات میں چشمہ لگاتے وقت کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات چشمہ لگانے کے لئے روٹ سٹاک پر صرف ایک سے ڈیڑھ انچ لمبا نشان ہی لگادینا کافی ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں ترچھا ٹیڑھا کر کے چشمے کو روٹ سٹاک کے کیبیم (CAMBIUM) کے ساتھ پیوست کیا جاتا ہے۔

چھلانا چشمہ (RING BUDDING)

چھلانا چشمہ آرد، آلوچہ، بیر اور شہتوت وغیرہ میں لگائے جاتے ہیں۔ چونکہ ان میں رس زیادہ مقدار میں ہوتا ہے۔ اس لئے یہ عمل عموماً ماہ اپریل میں سرانجام پاتا ہے۔ پسندیدہ اقسام کے چشمہ والے چھلے نکال کر انہیں پانی میں اکٹھا کر لیا جاتا ہے اور روٹ سٹاک کے سرے کٹوا کر چھلکا ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس حد تک کہ وہ کسی مقام پر فٹ ہو جاتے ہیں۔



RING BUDDING

چھلانا چشمہ

PATCH BUDDING

مستطیل نا چشمہ

مستطیل نا چشمہ (PATCH BUDDING)

مستطیل طریقے سے چشمے لگانا "T" نا چشمے سے بڑی حد تک مماثل ہے۔ اس میں فرق

یہ ہے کہ اس میں چشمے کا انتخاب کرنے کے بعد اس کو مستطیل شکل میں اتار لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسی شکل اور سائز کا نشان روٹ ساک پر بنا کر چھپکا اتارنے کے بعد چشمے کو احتیاط کے ساتھ پیوست کر کے بانڈھ دیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے موٹی چھال والے درخت مثلاً بیرو، اخروٹ اور آم کی افزائش کی جاتی ہے۔

چشمے والی شاخ کا انتخاب

موسم خزاں میں چشمہ لگانے کے لئے پیوندی لکڑی اس سال میں پیدا شدہ شاخوں سے منتخب کی جاتی ہے۔ لیکن موسم بہار میں چشمہ لگانے کے لئے خوابیہ شاخوں سے چشمے منتخب کئے جاتے ہیں۔ شاخوں پر مختلف قسم کے چشمے ہوتے ہیں۔ مثلاً پتہ پیدا کرنے والے، پھول پیدا کرنے والے چشمے وغیرہ۔ اس لئے ایسے چشمے والی شاخوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ جن سے صرف پتے پیدا ہوتے ہیں۔ چشمے والی شاخوں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کہ یہ بیماریوں سے پاک صاف ہوں اور یہ ان درختوں سے ہوں جن کی پھلوں کی پیداوار زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور ساتھ ہی وہ شاخ بھی بار آور ہوتی ہو۔

ترشادہ پھلوں (CITRUS) میں دیکھا گیا ہے کہ وہ شاخیں جو گول ہوں اور ان پر سفید دھاریاں ہوں بہتر چشمے دیتی ہیں۔ اس لئے کچی لکڑی اور زاویہ دار شاخیں اس مطلب کے لئے کبھی بھی منتخب نہیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسی لکڑی سے پیوند شدہ پودے پھل کم دیتے ہیں اور بڑھوتری زیادہ کرتے ہیں۔

چشمے والی شاخوں کی ذخیرہ اندوزی

چونکہ ملک میں ذخیرہ کرنے کے ذرائع محدود ہیں۔ اس لئے چشمہ والی شاخیں اس وقت کاٹی جاتی ہیں جب کہ چشمہ لگانے کے وقت شروع ہو جاتا ہے۔ چشمے والی شاخوں کی کٹائی کرنے کے بعد اس سے پتے علیحدہ کر دینے چاہئیں اور اس کے بعد اسے مناسب لمبائی میں کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لئے جائیں۔ اگر ان شاخوں سے چشمے فوری طور پر پھینکے جائیں تو ان کی ذخیرہ اندوزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر چشمہ لگانے کا مناسب وقت نہ ہو اور ان شاخوں کی ذخیرہ اندوزی ضروری ہو تو بہتر ہے کہ ان شاخوں کو مومی تھیلیوں میں ۴۰

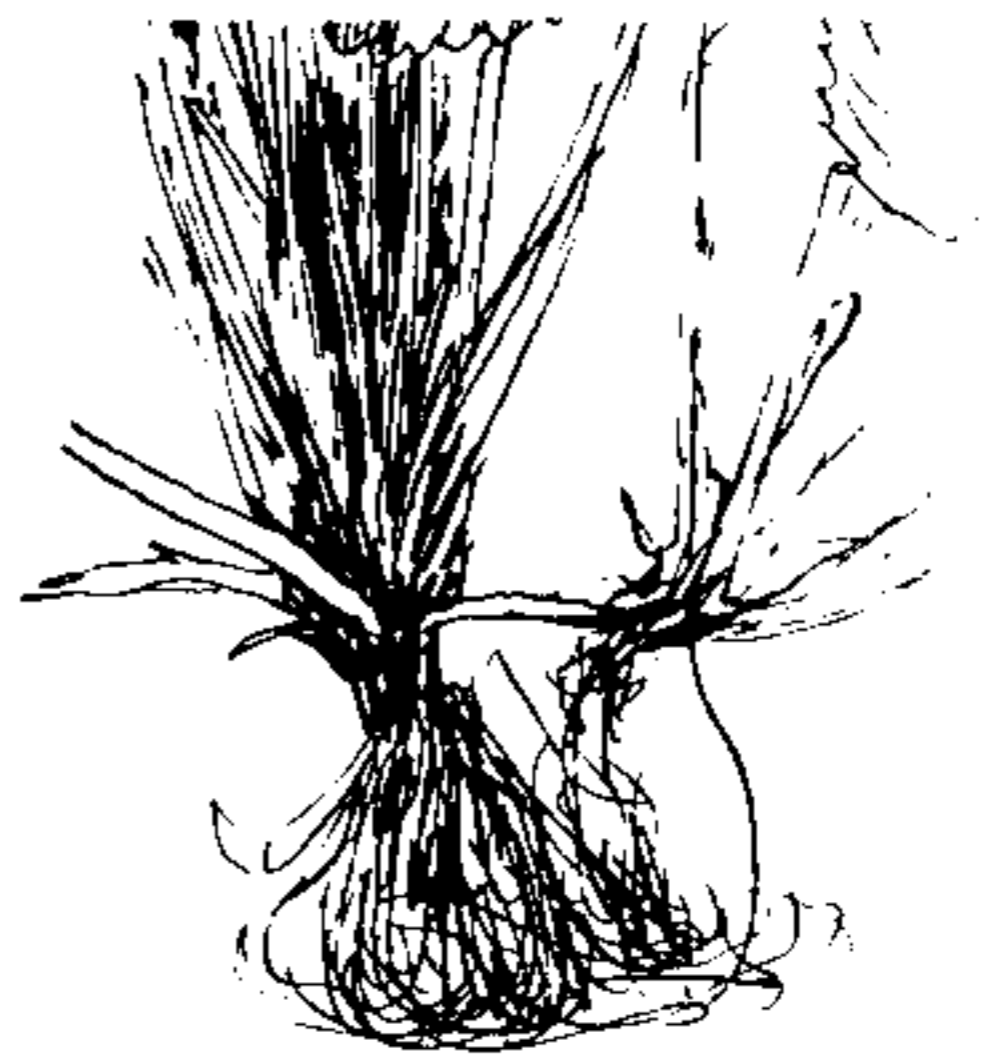
فارن ہیٹ میں ذخیرہ کر دیا جاتے۔ تاکہ ان شاخوں میں چھٹے خشک ہونے نہ پائیں۔ ترناب فارم میں کتے کتے تجربات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ سٹرس (CITRUS) قسم کی شاخوں کو اس طریقے سے تین ماہ تک بغیر کسی خرابی یا نقصان کے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر مندرجہ بالا سہولتیں حاصل نہ ہوں تو مرطوب ریت میں بھی چھٹے والی شاخوں کو چند دنوں کے لئے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

جر وایا زیر بچہ (SUCKERS)

اس طریقے سے عام طور پر کھجور، کیلا اور سیب ذخیرہ کے روٹ سٹاک کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ نئی پودے سے بڑے پودے کے کسی حصہ مثلاً تاج یا جڑوں سے پیدا ہو جاتے



BANANA
SUCKER



STRAWBERRY RUNNER

ہیں۔ اور اگر انہیں مناسب زمین، پانی وغیرہ میسر ہو جاتے تو وہ اپنی جڑیں پیدا کر لیتے ہیں۔ جب وہ اپنی جگہ پیدا کر لیں تو ان کو وہاں سے نکال کر باغ میں اصل جگہ پر لگایا جاسکتا ہے۔ اس طریقے سے بھی تیار شدہ پودے صحیح نسل ہوتے ہیں۔

رنرز (RUNNERS)

باغبانی میں افزائش نسل کا یہ طریقہ بہت عام نہیں ہے۔ صرف سٹرابیری میں یہ رنرز پیدا ہوتے ہیں۔ موسم ہر سات میں سٹرابیری کے پودے سے نئی شاخیں نکلتی ہیں۔

اور وہ ایسی گره (NODE) پر جہاں کہ زمین نرم اور نمدار ہو اپنی اپنی جڑیں نکال لیتی ہیں۔ جب وہ جڑیں نکل آئیں تو ان شاخوں کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ پودے کی صورت میں لگایا جاسکتا ہے۔

چشمے لگانے سے متعلق عام نکات

۱۔ چشمہ خواہ کسی طریقہ سے لگ جاتے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مورٹ جس سے چشمہ اتارا جائے اور روٹ سٹاک جس پر چشمہ چڑھانا مقصود ہو دونوں میں رس کی فراوانی نہ ہے۔ پشاور کے علاقہ میں ترشادہ بھلوں پر چشمے لگانے کا مناسب وقت اپریل اور اگست کے مہینے ہوتے ہیں۔ میدانی علاقوں میں مناسب موسم فروری، مارچ، اگست اور ستمبر ہوتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں پت بھر ڈرختوں میں چشمہ لگانے کا مناسب وقت مئی اور جولائی کے مہینے ہوتے ہیں۔

۲۔ چشمہ لگانے کے لئے سٹاک کی موٹائی پنسل یا چھوٹی انگلی جتنی ہونی چاہئے۔ کیوں کہ دوسری صورتوں میں چشمہ مناسب جگہ پر نہیں لگایا جاسکتا۔

۳۔ چشموں کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ صیحت مند اور تیزی سے نشوونما پانے والے ہوں۔ ایسے چشمے جو اپنی نشوونما شروع کر چکے ہوں افزائش کے لئے منتخب نہیں کرنے چاہئیں۔

۴۔ چشمے والی شاخوں کو انتخاب کرنے کے بعد مرطوب جگہ میں لکڑی کے برادے یا گیلے لپڑے میں ذخیرہ کر لیجئے تاکہ خشک نہ ہونے پائیں۔

۵۔ چشمہ لگانے کے دو ہفتے بعد اور جب کہ چشمے اپنی حالت کو برقرار رکھے ہوتے ہوں اور ابھی نشوونما شروع نہ کر لی ہو روٹ سٹاک کے راس کو چشمے پر سے تین چار انچ ادھر کاٹ دیا جائے۔ اس طرح روٹ سٹاک کی کٹائی سے چشموں کو خوراک تیزی سے ملتی ہے۔ اور پھر یہ اپنی نشوونما بھی تیز تر کر دیتے ہیں۔

۶۔ چشمہ چاہے کسی طریقہ سے بھی لگایا جائے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ چشمہ اور روٹ سٹاک کی چشمے کے مقام پر کمیہم (CAMBIUM) کی پرتیں آپس میں مضبوطی کے ساتھ

یک جان ہو جاتیں۔

۷۔ وہ پودے جن پر کانٹے ہوتے ہیں ان کے چشموں کے ساتھ والی لکڑی نہیں اتارنی چاہئے۔ کیوں کہ اس سے چشمے زخمی ہو جاتے ہیں اور نہیں پھوٹتے۔

(GRAFTING)

پیوند لگانا

باغبانی میں پھلدار پودوں کی افزائش نسل کے لئے بھی پیوند لگانا مقبول ہے۔ پیوند اور چشمہ لگانے میں فرق یہ ہے۔ کہ پیوند کی صورت میں چشمہ کی بجائے مطلوبہ پودے (SCION) کی ایک شاخ کا تنا استعمال کیا جاتا ہے۔ افزائش کے اس طریقے کی جماعت بندی روٹ سٹاک کی موٹائی پر موقوف ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

زبان نما یا چابک نما (TONGUE OR WHIP GRAFTING)

یہ طریقہ عام طور پر پت بھڑ پودوں مثلاً سیب، ناشپاتی، آلوچہ وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے اس کے لئے سٹاک اور سائن (SCION) کی موٹائی برابر ہونی چاہئے۔ پیوند لگانے کا عمل ہمیشہ اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ پودے خوابیہ حالت میں ہوں۔ اس طریقے سے جڑوں پر بھی پیوند لگایا جاسکتا ہے۔



TONGUE OR WHIP
GRAFTING

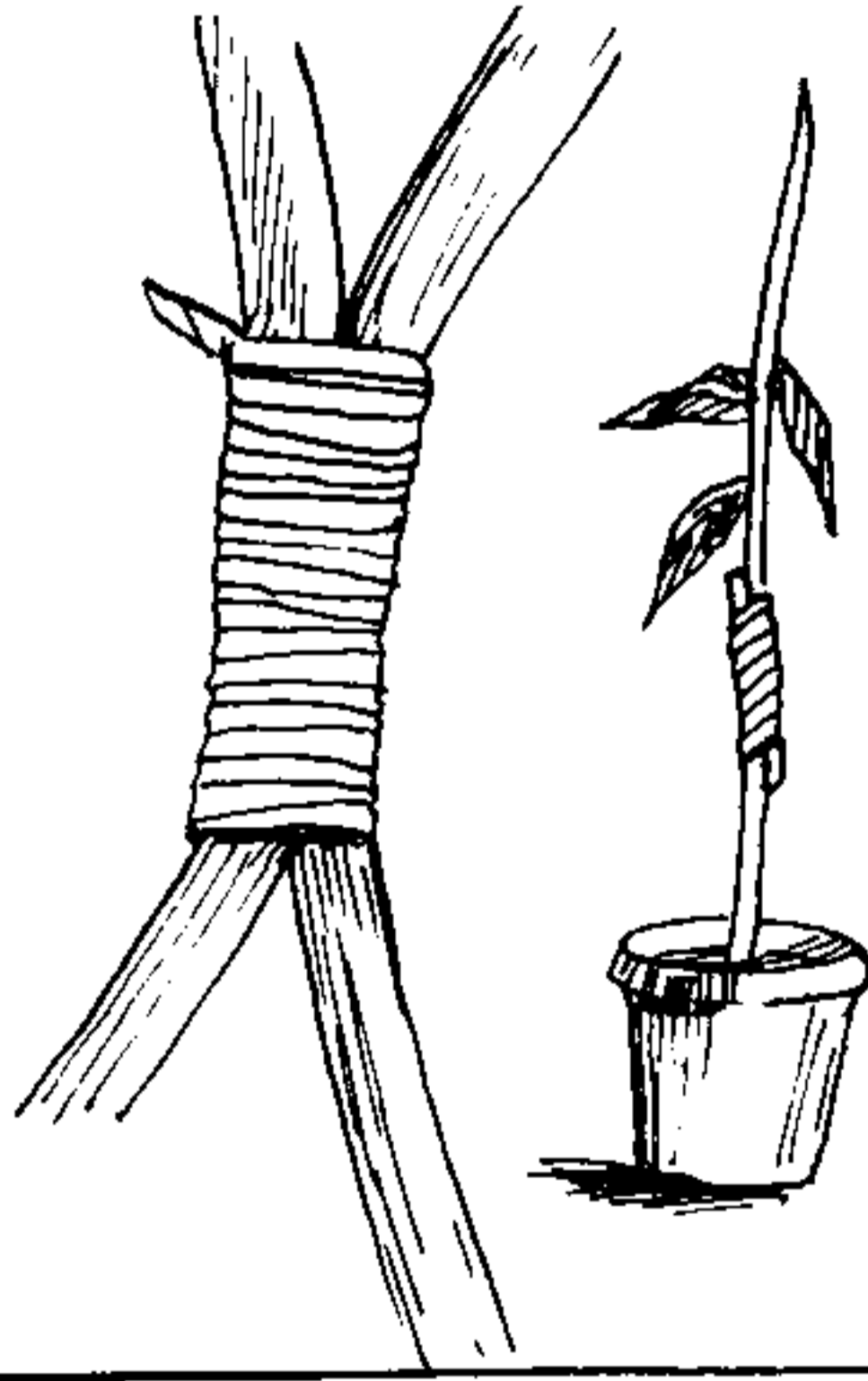
زبان نما یا چابک نما

اس طریقے میں سائن کی شاخ کو $\frac{1}{4}$ تا $\frac{1}{2}$ انچ ترچھا کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور اس کے نچلے حصے میں ایک نشتر لگایا جاتا ہے۔ اس طریقے اور لبائی کے زخم روٹ سٹاک پر زمین سے

کچھ اوپر لگانے جاتے ہیں۔ اس کے بعد شاک اور سائن کو ایک دوسرے میں پھنسا دیا جاتا ہے اس کے بعد جوڑ کو کسی رسی وغیرہ سے باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ جوڑ آسانی سے لگ جائے۔ اگر موسم دستیاب ہو جائے تو زخموں پر لگا دینا چاہئے۔ تاکہ کٹیرے اور بیماریاں حملہ نہ کر سکیں۔ اور مزید زخموں سے پانی بھی خارج نہیں ہوتا۔ اگر موسم دستیاب نہ ہو سکے تو پیوند والی جگہ کو مٹی سے ڈھانپ دینا چاہئے۔

موسم بہار میں سائن (SCION) چھوٹا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے خیال رکھنا چاہئے کہ شاک سے اور کسی قسم کے شگوفے نہ پھوٹیں۔ تاکہ مطلوبہ شاخ کے بڑھنے میں آسانی ہو۔

بغلیکیر پیوند (INARCHING)
اس طریقے سے شاک کے پودے کو سائن پودے کے قریب لایا جاتا ہے۔ اور پھر



سائن کے پودے میں سے شاک جتنی موٹی شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ پھر دونوں ٹہنیوں کا ایک دوسرے سے ۱/۲ انچ موٹا اور دو تین انچ لمبا چھدکا اتارا جاتا ہے۔ اس کے بعد دونوں زخم خوردہ شاخوں کو آپس میں اچھی طرح سے سوتری یا سن سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد

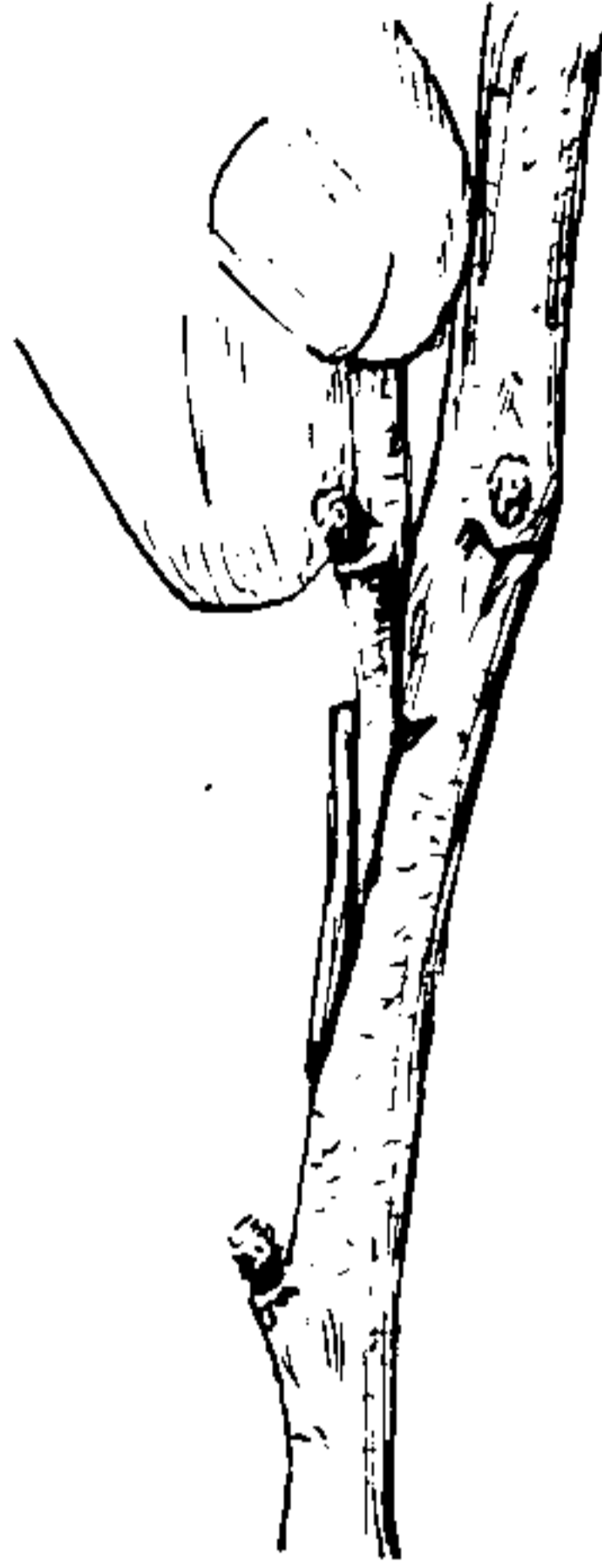
اس جگہ پر جس میں گوبر اور بوری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوں مٹی لگادی جاتی ہے۔ یہ عمل کرنے سے زخمی حصہ میں پانی، ہوا اور جراثیم منظرہ داخل نہیں ہو سکتے۔ سٹاک کے پودے جو کہ عموماً گٹلوں میں ہوتے ہیں ان کی روزانہ آبپاشی کرنی چاہئے۔ تین ماہ کے بعد یہ جوڑ عموماً مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سائن کی شاخ کو جوڑ کے نیچے سے اور سٹاک کو جوڑ سے اوپر مختلف وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ پودا باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ میں سٹاک کی موٹائی انگلی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ اور جوڑ نو دس اینچ اوپر ہونا چاہئے۔

اس طریقہ سے آم، امرود، لوکاٹ وغیرہ کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ اور عمل اس وقت کرنا چاہئے جب کہ دونوں پودوں میں رس چل رہا ہو۔ پیوند لگانے کا اچھا موسم یعنی برسات، اگست ستمبر ہوتا ہے۔ ویسے موسم بہار یعنی مارچ اپریل میں بھی اس طریقے سے پودے تیار کئے جاتے ہیں۔

وینیر گرافٹنگ VENEER GRAFTING

بغل گیر پیوند کی طرح یہ طریقہ بھی آم وغیرہ کی افزائش نسل میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا وقت بھی وہی ہے جب کہ پودوں میں رس چل رہا ہو۔ اس لئے دونوں موسموں میں کیا جاسکتا ہے۔ موسم بہار میں اس سے زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ یہ طریقہ آم میں عام طور پر پرانے تنگی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب سٹاک کے پودے میں رس چل رہا ہو تو اس کی چند شاخیں انگلی جتنی موٹی منتخب کر لینی چاہئیں۔ ان شاخوں پر کسی مناسب جگہ پر ۱/۲ - ۱ اینچ لمبا اور شاخ سے ایک چوتھائی گہرا چھلکا اتارنا چاہئے۔ چھلکے کو نیچے سے اس طرح سے کاٹنا چاہئے۔ کہ " V " کا نشان بن جائے۔ تاکہ اس پر سائن آسانی سے ٹھہر سکے۔ پھر سائن کی چار پانچ اینچ لمبی شاخ لے کر اس میں بھی ایک ایسا ہی زخم لگانا چاہئے۔ پھر ان دونوں جگہوں کو آپس میں مومی فیٹہ سے اچھی طرح باندھ دینا چاہئے۔ اور پھر اس سارے حصہ کو پالی تھین (POLY-THENE) سے ڈھانپ دیا جائے۔ تاکہ اس جگہ پر موسم کا کوئی خراب اثر نہ



VENEER GRAFTING

دینیز گرافٹنگ

ہو سکے۔ پندرہ بیس روز کے بعد سائن سے نئے شاخوں نے نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ اس وقت سٹاک کو اوپر سے کاٹ دینا چاہئے۔ تاکہ سائن جلدی جلدی آگ سکے اور ساتھ ہی پالی بھین کو بھی ڈھیلا کر دینا چاہئے۔ تاکہ شاخوں کے بڑھنے میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ دوسری تمام غیر ضروری شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔

لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ آم کی اس طریقہ سے افزائش نسل کرنے سے تقریباً ۷۰-۸۰ فی صدی کامیابی ہوتی ہے۔

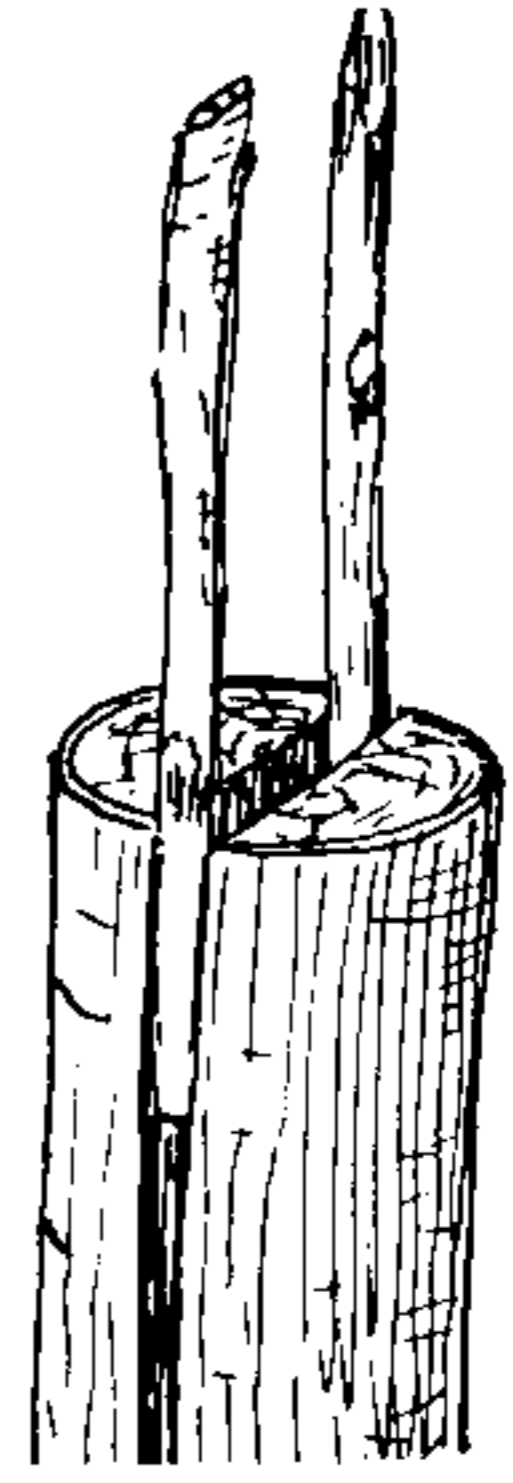
پھانا (CLEFT GRAFTING)

یہ طریقہ عام طور پر پرانے گھٹیا قسم کے پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پت جھڑ پودوں پر عموماً یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سائن کی ایک شاخ جو کہ پانچ چھ انچ لمبی اور جس پر عموماً چار پانچ چھتے ہوں۔ اس کا نیچے سے ایک پھانا بنانا چاہئے۔ اس کے بعد روٹ سٹاک کو درمیان سے چیر کر پھانا کو اس میں پھنسا دیا جاتا ہے۔ اگر روٹ سٹاک زیادہ موٹا ہو تو اس پر دو پھانے لگانے چاہئیں۔ پھانا لگاتے وقت یہ خیال رکھیں



CLEFT GRAFTING

پھانسا

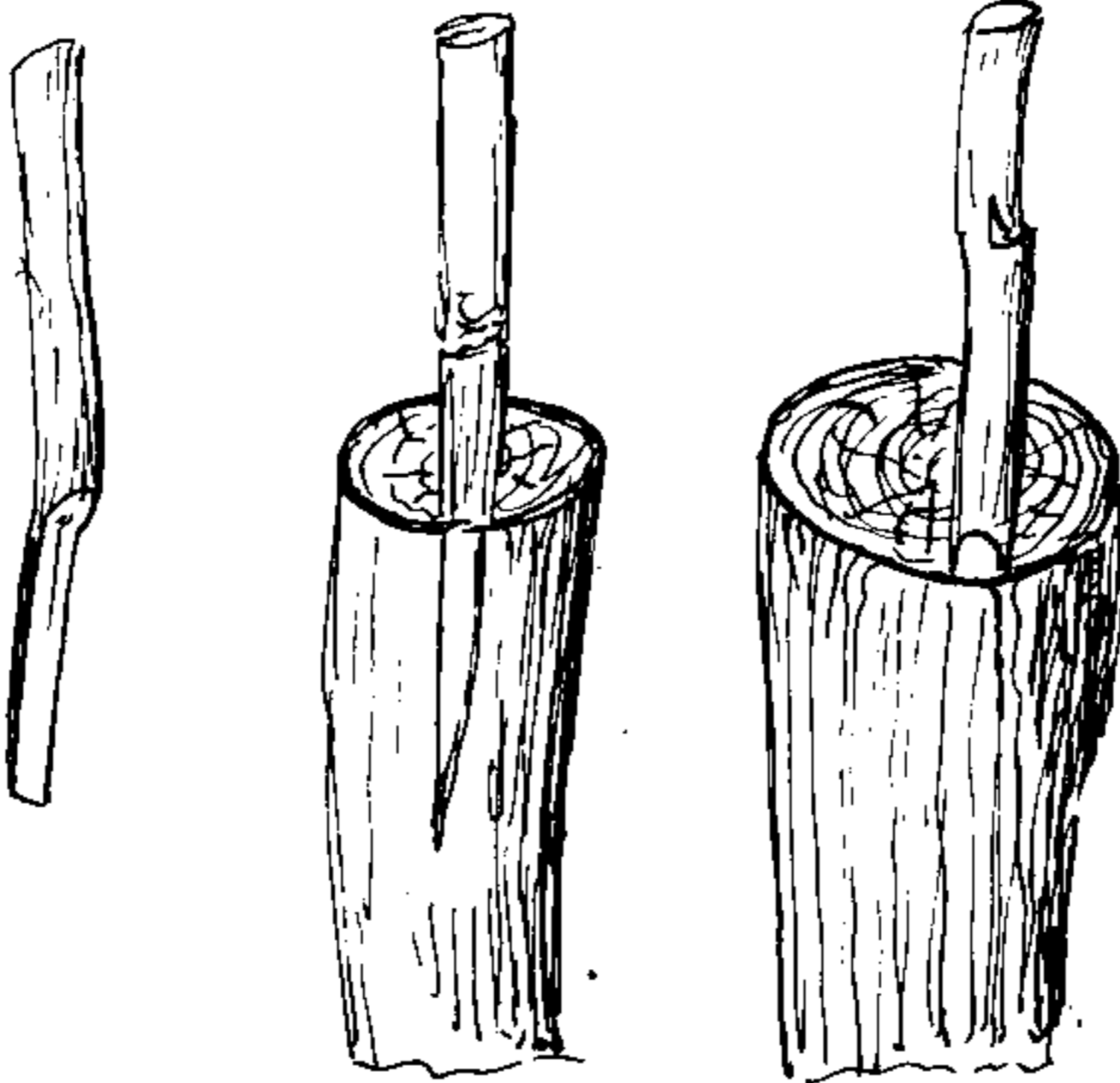


کہ کیمبیم (CAMBIUM) آپس میں اچھی طرح مل جائیں۔ پھانسنے کو پھانسنے کے بعد جوڑ پر موم لگا دی جاتی ہے۔ تاکہ بیماری کے جراثیم یا کیڑے حملہ نہ کر سکیں۔

(BARK GRAFTING)

بارک گرافٹنگ

یہ طریقہ بھی پرانے تجنی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس طریقہ میں درخت کی چھال کے اندر سائن کی شاخ کو پھنسا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد پیوند والی جگہ کو اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ دونوں آپس میں مل جائیں۔ اور جوڑ کا پ



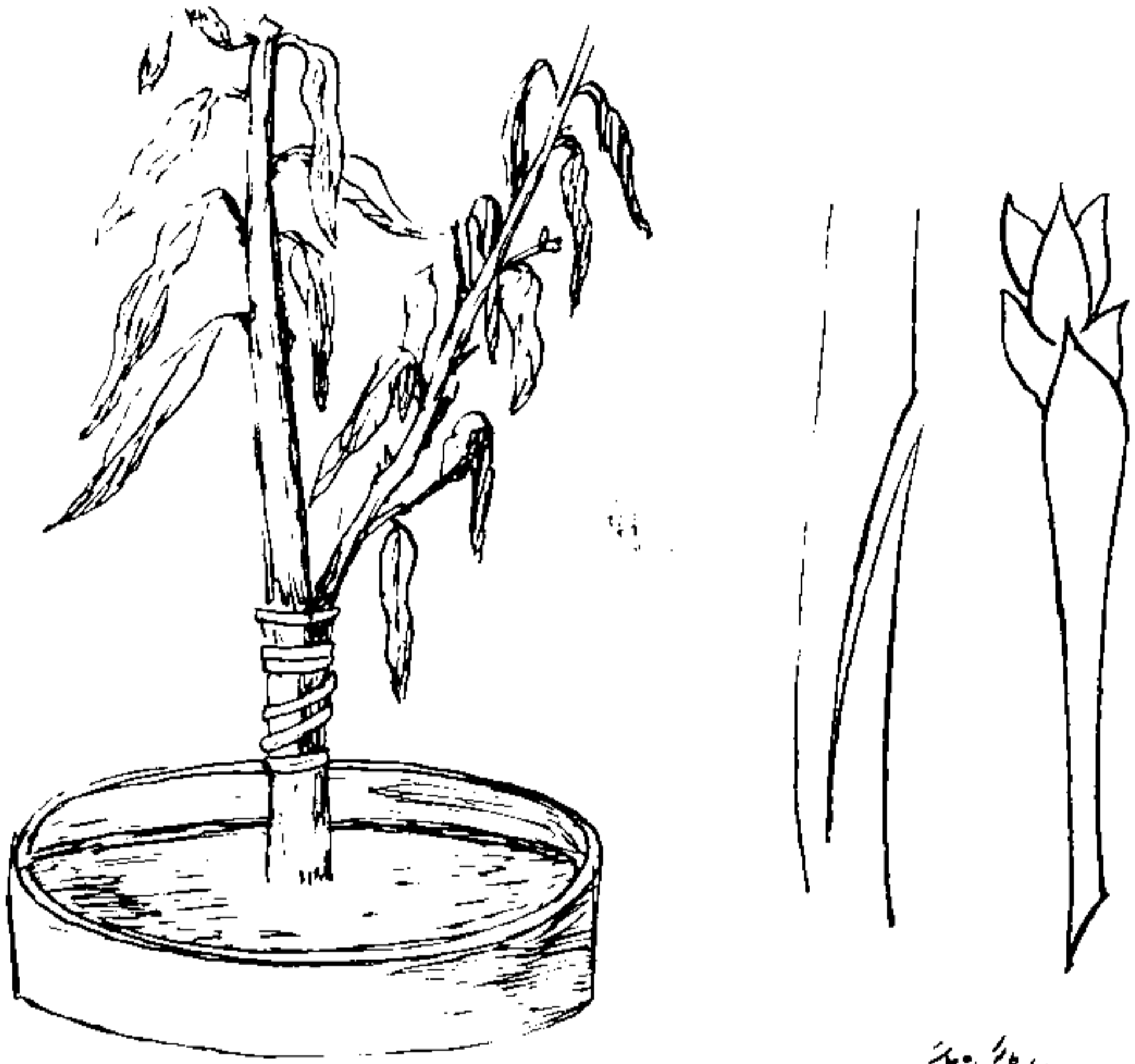
BARK GRAFTING

بارک گرافٹنگ

ہو جاتے۔ اور تمام ننگے حصوں پر جوڑ لگا دینا چاہیے۔ اس طریقہ کو کراؤن گرافٹنگ بھی

کہتے ہیں۔
سائیڈ گرافٹنگ (SIDE GRAFTING)

یہ طریقہ بھی پرانے تختی پودوں کو اچھی اقسام میں تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سدا بہار پودے بھی اس طریقہ سے پیوند کئے جاسکتے ہیں۔ اس طریقے میں پودے کی شاخ کی ایک طرف دو تین انچ لمبا اور تقریباً ایک چوتھائی گہرا زخم لگایا جاتا ہے۔ پھر اس زخم میں



سائیڈ گرافٹنگ

SIDE GRAFTING

ساتن کے نیچے سے تراشی ہوئی شاخ پھینادی جاتی ہے۔ اور جوڑ کو اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔

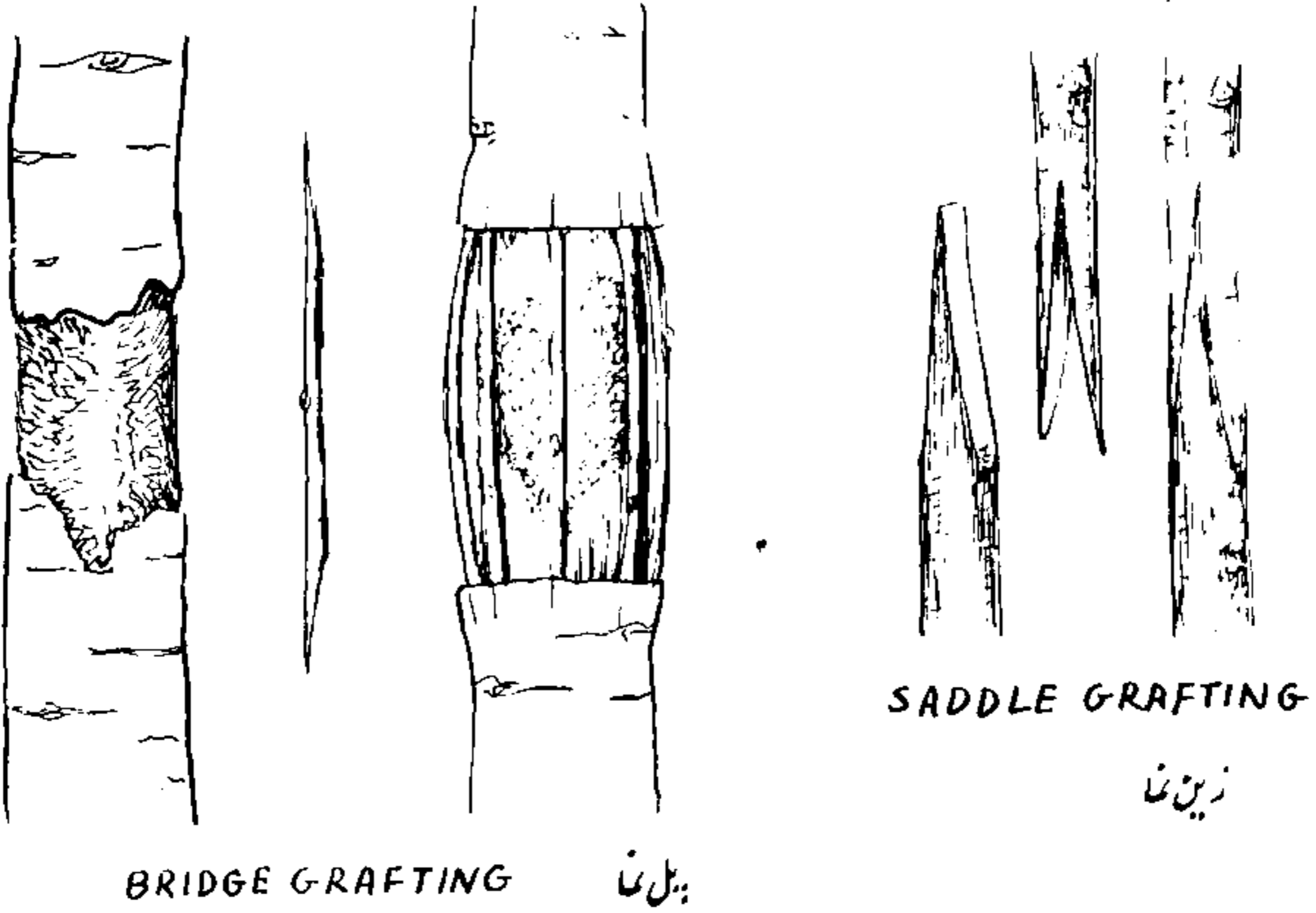
زین نما (SADDLE GRAFTING)

اس طریقے سے عام طور پر نازک پودوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ ساتن کی شاخ کو نیچے سے اوپر کی طرف ایک چھوٹا سا زخم لگایا جاتا ہے اور سٹاک کے سرے کو ایک پھانسی کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ساتن کو سٹاک کے اوپر پھینسا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جوڑ کو

آپس میں اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔

پل بنا (BRIDGE GRAFTING)

یہ طریقہ پودوں کی افزائش میں استعمال نہیں ہوتا۔ اگر کسی پودے کی چھال یا تن کسی بیماری یا چوہے وغیرہ کے حملے سے خراب ہو جاتے تو اس کو مندرجہ ذیل طریقے سے ٹھیک کیا جاتا ہے۔ زخمی حصے سے اوپر اور نیچے سائید گرائٹنگ کی طرح ایسے پودے کی مناسب شاخوں کو لگا دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے زخمی حصہ پر ایک پل سی بن جاتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد ان کا جوڑ لگ جاتا ہے۔ اور خوراک کی آمدورفت پودے میں شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے پودا صحت مند ہو جاتا ہے۔



BRIDGE GRAFTING پل بنا

SADDLE GRAFTING

زین بنا

پیوند سے متعلق اہم نکات

- ۱۔ افزائش کی ناکامی کا سدباب کرنے کے لئے مندرجہ ذیل احتیاطیں لازمی ہیں۔
- ۱۔ چشمہ یا پیوند کو سٹاک کے ساتھ صحیح طریقے سے باندھا جائے۔
- ۲۔ تندرست شاخ کا انتخاب کرنا چاہئے۔
- ۳۔ ہوا اور آندھی سے پیوندی پودے کی مناسب حفاظت کی جائے۔
- ۴۔ روٹ سٹاک اور پیوندی شاخ ایک ہی موٹائی کی منتخب کی جائیں۔

۵۔ بیماریوں سے پاک روٹ سٹاک اور مادری شاخ کا انتخاب کرنا چاہئے۔ اور صاف سھترے اور اردوں سے پیوند لگانا چاہئے۔

موم کا استعمال

پیوند کرنے کے عمل میں موم کا استعمال بہت کارآمد ہے۔ پیوند کے مقام پر جب موم لگادی جاتی ہے تو کاربن اور آکسیجن عمل تنفس میں کوئی فرق نہیں ہونے پاتا۔
سخت موم

سخت موم تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خالص شہد کی مکھیوں کا موم دو حصے لے کر اس میں چار حصے گندہ بروزہ اور ایک حصہ چرنی اور ایک حصہ تارپین کا تیل ملا دیا جائے گندہ بروزہ کو موم میں ملانے سے پیشتر گھلانا ضروری ہے۔ یہ دونوں جب گھل جائیں تو آگ سے دور کر کے تارپین کا تیل ملا کر اچھی طرح ملائیے۔ عمدہ موم کی ساخت یہ ہے کہ یہ معمولی تپش پر نہیں گھلتی اور نہ جھننے پر ٹھکتی ہے۔ موم خالص ہونے کے علاوہ زہریلے اثرات سے بھی پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پیوند کے مقام پر بافتیں (TISSUE) بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔

مورث شاخ اور روٹ سٹاک کا رد عمل (SCION)

یہ تو ایک مانی ہوئی بات ہے کہ روٹ سٹاک مورث شاخ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اسی طرح مورث شاخ روٹ سٹاک پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے پیوند کے لئے ایسے روٹ سٹاک اور مورث شاخیں منتخب کرنی چاہئیں۔ جن کا جوڑا آپس میں بڑی جلدی اور مضبوطی سے لگ جائے۔ کیوں کہ اگر جوڑا اچھی طرح نہ لگے تو پوری بڑھوتری نہیں ہوتی۔ کیونکہ روٹ سٹاک مورث شاخ کو زمین سے پانی اور ضروری اجزاء مہیا کرتا ہے۔ جس سے پودے کی بڑھوتری ہوتی ہے۔ اسی طرح مورث شاخ جڑوں کو غذا جو کہ پتوں میں بنتی ہے بذریعہ تنا مہیا کرتی ہے اور جڑوں کی نشوونما پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر اس کا جوڑا اس میں اچھی طرح

نہ لگے تو غذا اس جگہ پر رک جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے سٹاک اور مورٹ شاخ کی موٹائی میں جوڑ پر فرق آجاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں پودا کمزور، چھوٹے قد، گھٹیا پھل اور کم عمر والا ہوتا ہے دوسرے ممالک میں اس مسئلہ پر بہت کام ہوا ہے۔ ان ممالک نے اپنے پھلوں کے لئے اچھے اچھے روٹ سٹاک بھی معلوم کر لئے ہیں۔ لیکن ان نتائج سے ہمارے ملک میں فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہاں کی آب و ہوا، زمین اور اقسام مختلف ہیں۔

ترشاوہ پھلوں کے لئے مناسب روٹ سٹاک معلوم کرنے کے لئے ننگمیری میں ایک تجرباتی باغ لگایا گیا ہے۔ جس میں کئی پھلوں کے لئے مختلف روٹ سٹاک استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ان سے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ جن سے پودے کی صحت، عمر اور پھل کے خواص پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔

پاکستان میں مختلف پھلوں کیلئے مناسب روٹ سٹاک مندرجہ ذیل ہیں

نام پھل	نام روٹ سٹاک	کیفیت
۱۔ آم	تختی آم	
۲۔ بیہ	تختی بیہ	
۳۔ عام مالٹا (COMMON MALTA)	نس زن	کھڑا کھٹا
۴۔ عام سنگترہ (COMMON SANGTRA)	نس زن اور	کھڑا کھٹا

۵۔ مالٹا بلڈ ریڈ جی کھٹی کھڑا کھٹا پر یہ قسم بالکل کامیاب نہیں ہے۔
 ۶۔ مالٹا کی دوسری اقسام جمیری، جی کھٹی جی کھٹی کاروٹ سٹاک ان زمینوں کے لئے بہتر ہے جن میں پانی کے نکاس کا انتظام اور کھٹا ہے لیکن کھٹا کاروٹ سٹاک جباری اور

مطلوب زمینوں کے لئے بہتر ثابت ہوتا ہے
 اس لئے یہ سٹاک پشاور کے علاقہ میں بہت
 ہی مقبول ہے۔ اس میں مرنے والوں کے لئے
 دیکھو، بلکہ پیاروں کے لئے بہت ہی موثر
 ہوتا ہے۔

سنگی جو مٹی اور عمارت	۱۔ کریپ ڈیزل
میٹھا جو مٹی	۲۔ میٹھا
جی مٹی، عمارت	۳۔ سنگی
تو	۴۔ تو
عمر	۵۔ پیپر
روٹ	۶۔ روٹ

پت جھروٹے بڑھانے

کیفیت

نام سٹاک

چھنا سب

مٹی یا مٹی

تو چھ

بڑی

تو

تو

تو

تو

تو

۱۔ سب

۲۔ ناشپاتی

۳۔ آلوچ

۴۔ خرمانی

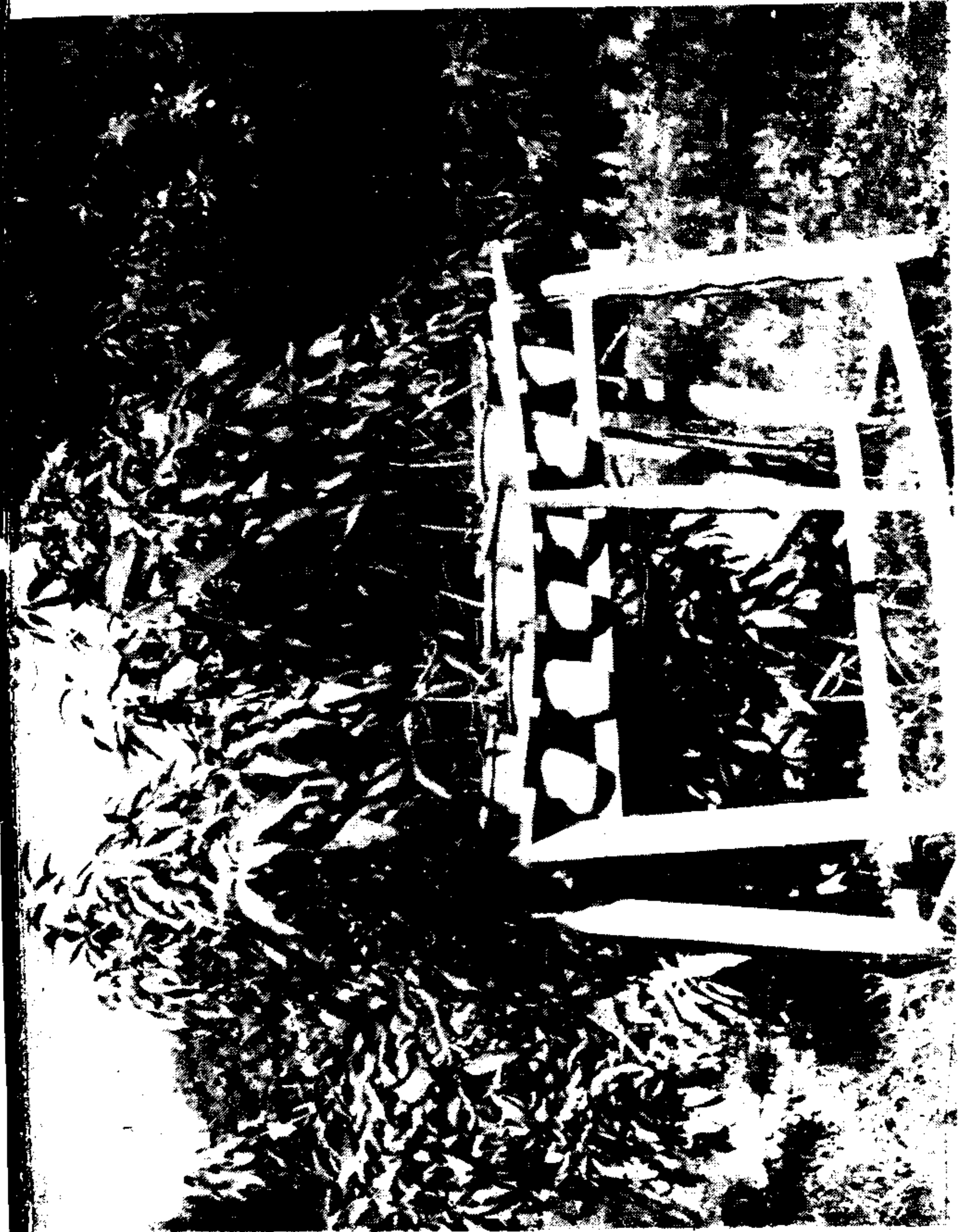
۵۔ تو

۶۔ بادام

۷۔ انڈوت

۸۔ پکسی

یہ چاروں قسم کیک دوسے پر پوینڈی
 جا سکتی ہیں۔ ان پودوں میں مناسب سٹاک
 استعمال کرنے کے لئے زمین کی نوعیت کو
 مدنظر رکھا جاتا ہے۔ گز زمین بھی موزوں
 ہے۔ اس میں پانی فاسس نہ ہو تو موزوں ہے۔ کوچ
 و سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ یہ زمین کی
 و خشک ہو تو بادام استعمال کیا جاتا ہے۔ زمین کی
 زمین پر عموماً آٹو و سٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔



آبپاشی

پودوں کی نشوونما کے لئے پانی اشد ضروری ہے۔ اور پودے کے مختلف حصوں کا ایک اہم جزو ہے۔ اس کے بغیر پودا زندہ نہیں رہ سکتا۔ پتوں اور شاخوں میں پانی کی مقدار ۵۰ سے ۷۵ فی صد تک ہوتی ہے۔ جڑوں میں ۶۰ سے ۸۵ فی صد اور اکثر پھلوں میں پانی کی مقدار ۸۵ فی صد ہوتی ہے۔ پودوں میں خوراک کی جڑوں سے پتوں تک اور دیگر حصوں تک رسل و رسائل اسی کے ذریعے ہوتی ہے۔ پانی پودوں کے مساتما میں سے خارج ہو کر پودے کو ٹھنڈا اور مناسب درجہ حرارت رکھتا ہے۔

اپنی ضروریات کے لئے پودے زمین سے پانی حاصل کرتے ہیں۔ پودے جو پانی براہ راست پتوں وغیرہ کے ذریعے اور اوس سے جذب کرتے ہیں۔ اس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ پودوں کی پانی کی ضروریات کا دار و مدار ان کی عمر، نشوونما، اقسام، درمیانی فاصلہ، آب و ہوا، زمین کی خاصیت اور طرز کاشت پر مبنی ہے۔ اگر زمین گہری ہو تو اہم جیسے درختوں کی جڑیں بہتیں پچیس فٹ تک گہری جا سکتی ہیں۔ مگر عموماً پھلدار درختوں کی ۹۵ فی صد جڑیں زمین کی بالائی چار فٹ گہرائی تک محدود ہوتی ہیں جن میں سے صرف تقریباً دس فی صد جڑیں زمین کی بالائی چھ انچ سطح میں ہوتی ہیں۔ اس لئے آبپاشی کے وقت پانی کی اس مقدار کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جو زمین کی چار فٹ گہرائی تک اثر پذیر ہو۔ اس لئے پھلدار درختوں کو تین ایکڑ اسی پانی سے آبیاشی پر دینا مناسب ہوتا ہے۔

عام طور پر درختوں کی جڑوں کا پھیلاؤ اتنا ہوتا ہے جتنا کہ اس کی شاخوں کا۔ اس لئے درختوں کے پھیلاؤ تک باغ کی زمین کو سیراب کرنا ضروری ہے۔

مختلف اقسام کی زمینوں میں پانی کی ضرورت

پانی کی جو مقدار مختلف پودوں کے لئے درکار ہوتی ہے۔

پودوں کی عمر، زمین کی خاصیت اور آب و ہوا پر مبنی ہوتی ہے۔ میرا قسم کی زمینیں ریتلی زمینوں کی نسبت کم پانی جذب کرتی ہیں۔ لیکن جذب شدہ پانی کا زیادہ حصہ پودوں کے لئے محفوظ رکھتی ہیں۔ اس لئے ایسی زمینوں میں پانی کی مقدار آب و ہوا کے مطابق مناسب وقفوں کے بعد دینی چاہئے۔ چکنی مٹی میں پانی کے جذب کرنے کی رفتار بہت کم ہوتی ہے۔ اور اس میں پانی زیادہ دیر تک ٹھہر رہتا ہے۔ اس لئے ایسی زمین میں پانی دیر کے بعد دینا چاہئے۔ اگر پانی کی ایک مقررہ مقدار مثلاً تین ایکڑ اسی پانی میں پانی کی زمینوں کو دیا جائے تو ریت میں پانی زیادہ گہرائی تک اثر پذیر ہوگا۔ میرا زمین میں اس سے کم اور چکنی مٹی میں سب سے کم۔ چونکہ ریتلی زمین میں جاذبیت زیادہ اور جذب شدہ پانی کو محفوظ رکھنے کی قوت کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس قسم کی زمین کو کم وقفہ کے بعد لیکن ہلکی آبیاشی کرنی چاہئے۔

آب پاشی کے وقت

موسم بہار میں آبیاشی

موسم بہار میں زمین میں زیادہ گہرائی تک نمی کا ہونا مفید ہوتا ہے۔ اگر بارشوں کی وجہ سے یہ نمی موجود ہو تو آبیاشی کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔ پھول نکلنے سے پہلے اگر باغ کو سیراب کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مگر پھول نکلنے کے ایام میں آبیاشی سے گریز کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے قوت نمو کا بار آدھری پر فوقیت حاصل کر لینے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے۔ پھول نکلنے کے ایام میں اگر بارش ہو جائے تو بھی پھل کم لگتا ہے۔ کیونکہ زیرہ (POLLEN) کا اکثر حصہ بارش کے پانی میں بہ جاتا ہے اور باقی ماندہ گھیا ہونے کی وجہ سے مکھیوں کے پاؤں اور پروں سے نہیں چپکتا۔ اور نہ ہوا سے اڑتا ہے۔ لہذا زیرگی اس

سے متاثر ہو جاتی ہے۔ کپڑے ایام میں آبپاشی

پانی کی حدت مخصوصہ (THERMAL HEAT) زمین کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے درجہ حرارت میں تبدیلی کا اثر زمین پر پانی کے مقابلہ میں جلدی ہوتا ہے۔ کپڑے یا پانی کے دوران زمین جلدی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودوں کی جڑوں میں زمین سے نمی جذب کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہیں اور خلیوں میں نمی کربن بن جاتی ہے۔ ان حالات میں پتے عضویاتی خشک سالی (PHYSIOLOGICAL DROUGHT) کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر اس وقت زمین میں نمی موجود ہو یا آبپاشی کر دی جاتے تو زمین کا درجہ حرارت درجہ انجماد تک نہیں گرتا۔ جس کی وجہ سے پودوں کی جڑوں میں زمین سے پانی جذب کرتی رہتی ہیں۔ اور یہ پانی خلیوں میں نمی کربن بننے سے کسی حد تک روکے رکھتا ہے۔ لہذا پودا کپڑے کے ضرر رساں اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔

موسم گرما میں آبپاشی

موسم گرما میں درختوں، شاخوں، پتوں اور پھل کی نشرو نما کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ پتوں کی سطح سے پانی بخارات کی صورت میں بھی زیادہ ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے اس موسم میں پتوں کی آبی ضروریات بڑھ جاتی ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ پھلدار درختوں کو مناسب آبپاشی کی جائے۔ مٹی کے مہینوں میں خاص طور پر گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ اس لئے ان دنوں میں ماٹا، سنگترہ اور آم جیسے درختوں کو دس بارہ دن کے وقفہ کے بعد پانی دینا چاہئے۔ ان باغات میں جو عمر رسیدہ ہوں اور انہوں نے درختوں کے پھیلاؤ سے زمین کو ڈھانپ رکھا ہو یا وہ باغات جن میں متضاد سبزیات یا لوسرن، برسیم وغیرہ بھی کاشت کی جاتی ہوں زمین کی سطح سے عمل تبخیر کی وجہ سے پانی کم ضائع ہوتا ہے۔ لیکن سبزہ کے کل پتوں کی تعداد اور حجم زیادہ کرنے کی وجہ سے ان کی سطح سے نمی کا ضیاع بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے عموماً انہیں آبپاشی کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اگرچہ قد اور پودے جڑوں کا نظام مکمل اور مضبوط کرنے کے باعث قدرے خشک سالی کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ گرم، خشک اور ریتی زمین میں جلد پانی دینا چاہئے۔ معتدل اور مرطوب علاقوں میں میرا اور چکنی زمینوں میں نسبتاً دیر کے بعد پانی دینے کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ چکنی زمین جس میں نباتاتی مادہ کی کمی ہو پودوں کی مسلسل نشرو نما کے لئے جلد آبپاشی چاہتی ہے۔

آبیاشی اور پھلوں کی نشوونما

پھلوں کی بہتر نشوونما کے لئے باقاعدہ آبیاشی کی ضرورت ہے۔ پھل لگنے کے بعد پودوں کو ضرور پانی دینا چاہئے۔ تاکہ پھل اچھی طرح نشوونما پاسکے۔ بعد ازاں مناسب وقفوں کے بعد پانی دینا چاہئے۔

موسم خزاں میں آبیاشی

جب تک درختوں پر پتے موجود رہتے ہیں انہیں باقاعدہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر خزاں میں پتے جھڑ درختوں کو اس موسم میں آبیاشی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان ایام میں پانی روک لیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ نوخیز شاخوں اور کونپلوں کو مناسب تربیت کا موقع مل جاتا ہے۔ سدا بہار درختوں کو اس موسم میں تین چار ہفتوں کے بعد پانی دے دینا چاہئے۔

موسم سرما میں آبیاشی

موسم سرما میں پتے جھڑ درخت خوابیدہ ہوتے ہیں اور انہیں پانی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن درختوں کی جڑوں کے گرد زمینی رطوبت کی موجودگی پودوں کی حیات و بقا کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان ایام میں بارش نہ ہو تو باغ کو پانی دے دینا چاہئے۔ عام زمیندار اپنے باغات کو کثرت سے پانی دیتے ہیں۔ تاکہ زمین میں مناسب نمی موجود رہے۔ درخت مکمل صحت میں ہوں اور موسم بہار آنے پر درخت اچھی طرح پھوٹ سکیں۔ لیکن زمین میں ایک حد تک پانی جاسکتا ہے۔ اور پانی ڈھلان کی طرف بہہ جاتا ہے۔ جن مقامات پر پانی کھڑا ہوتا ہے وہاں درختوں کی جڑوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے موسم سرما میں کثرت آبیاشی سے گریز کرنا چاہئے۔

آبیاشی اور کھاد

جب باغ میں پودوں کو کھاد دی جائے۔ تو اس کے فوراً بعد زیادہ مقدار میں پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ تمام سطح زمین پوری طرح گیلی ہو جائے اور کھاد کے اثرات پوری طرح پودوں کو حاصل ہو سکیں۔

آبیاشی کے طریقے

درختوں کی جڑوں کا پھیلاؤ ان کے بیرونی حصے کی شاخوں کے پھیلاؤ سے کم نہیں ہوتا۔ بلکہ عموماً شاخوں کے پھیلاؤ کے برابر ہوتا ہے۔ درختوں کی بیشتر جڑیں سطح زمین سے چار فٹ گہرائی تک پائی جاتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ درختوں کو اس طرح سے پانی دیا جائے کہ ان شاخوں کے پھیلاؤ اور

زمین کی کم از کم چار فٹ گہرائی تک پانی پہنچ سکے۔ باغات میں آبپاشی کے طریقے حسب ذیل ہیں۔
نالیوں کے ذریعے پانی دینا

چھوٹے پودوں کی جڑیں بہت پھیلی ہوئی نہیں ہوتیں۔ اس لئے نئے لگائے ہوئے پودوں کو ایک لائن میں پانی دینے کے لئے نالیاں بنائی جاتی ہیں تاکہ پانی صرف پودوں کو دیا جاسکے۔ اس قسم کی نالیوں سے دو تین سال تک کے لئے پانی دینا مناسب ہوگا۔

مگر اس میں حسب ذیل نقائص پائے جاتے ہیں۔

۱۔ پانی براہ راست پودے کے تنے کو چھوتا رہتا ہے جس سے پودے کی چھال کے گلنے کا

احتمال ہے۔

۲۔ اس طریقے سے پانی پودے کی بہت تھوڑی سی جگہ کو سیراب کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے پودے

کی جڑیں پھیلنے نہیں پاتیں اور اکثر بہت سی پھوٹی والی بیماریاں (FUNGAL DISEASES) لاحق

ہو جاتی ہیں جس میں کالر رات (COLLAR ROT) ایک عام مثال ہے۔

۳۔ کھا د اور پانی پودوں کو حسب نشار مقدار میں نہیں دیتے جاسکتے

۴۔ ایک پودے کی بیماری سے دوسرے پودے بھی بیماری کی زد میں آجاتے ہیں۔



NO.-1, CHANNEL SYSTEM

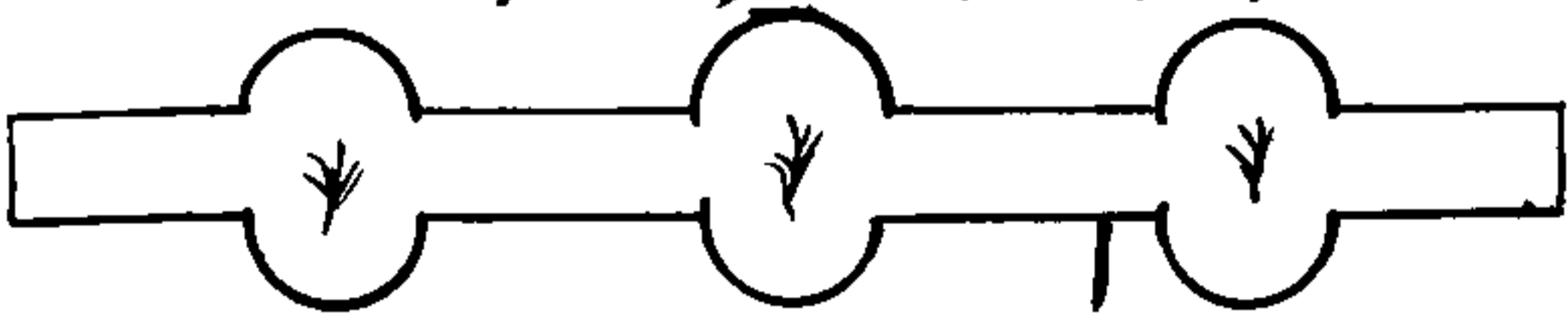
دور سسٹم

اس سسٹم میں پودوں کے قد کے مطابق ان کے گرد دور بنائے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں پودے

بڑے ہوتے جاتے ہیں دوروں کو بھی کشادہ کیا جاتا ہے۔ پودوں کے گرد تنے کے نچلے حصے کے ساتھ

بھی چڑھائی جاسکتی ہے۔ تاکہ پانی دیتے وقت درخت کے تنے کے ساتھ نہ ٹکرائے۔ اس طریقے کی

اس وقت سفارش کی جاتی ہے جب پودوں کی عمر چھوٹی ہو اور پودے بھی تھوڑے رقبہ میں ہوں۔



NO.-2, BASIN SYSTEM

اس طریقہ آبپاشی میں بھی وہی تقانس پائے جاتے ہیں۔ جو ناکی سسٹم میں ہیں۔

ترمیم شدہ دور سسٹم

اس سسٹم میں پودوں کی دو قطاروں کے درمیان ایک لمبی نالی بنائی جاتی ہے۔ اور ہر پودے کے گرد اس کے پھیلاؤ کے مطابق دور بنائے جاتے ہیں۔ پھر ہر پودے کو اس نالی سے ملا دیا جاتا ہے۔ جو پودوں کی قطاروں کے درمیان سے گزرتی ہے۔ شکل نمبر ۳

اس طریقہ آبپاشی میں کافی فوائد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

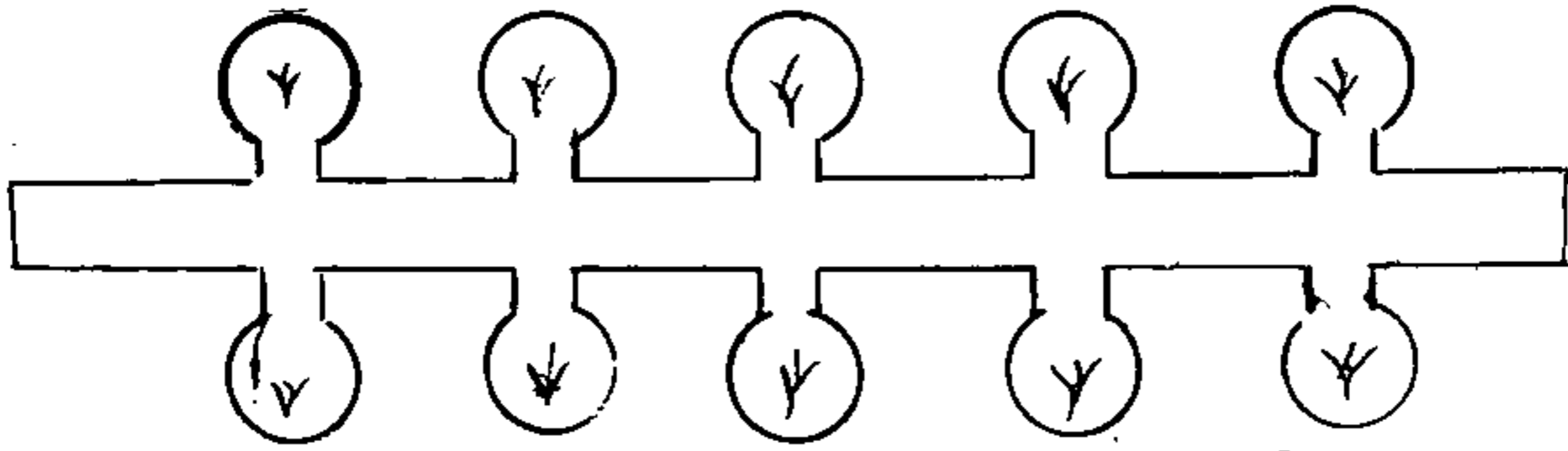
۱۔ دوروں کا سائز پودوں کے پھیلاؤ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور جڑیں سہل آسانی سے پھیل سکتی ہیں۔

۲۔ پودے سخت جان ہو جاتے ہیں اور خشک سالی کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ تنے پر مٹی چڑھائی جاسکتی ہے۔ اور اس سے پانی سے گلنے اور بیمار و خ بیماریوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

۴۔ پھلدار پودوں کو مناسب وقفوں اور ان کی ضرورت کے مطابق پانی دیا جاسکتا ہے۔

اس طریقہ میں خرابی یہ ہے۔ کہ قلبہ زانی کے وقت نالیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور فصلوں کی کاشت میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔



NO. 3, MODIFIED BASIN SYSTEM

کھلا پانی دینا

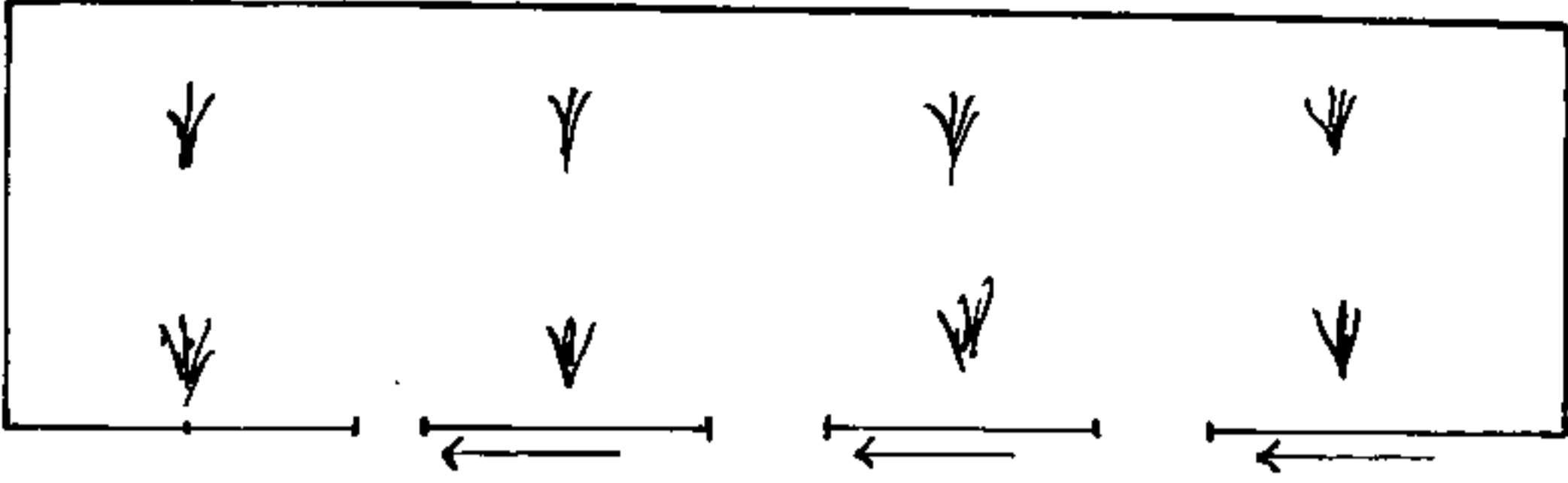
بڑے درختوں کی باتا عدہ نشوونما کے لئے ان کو کھلا پانی دینا بہتر ہے۔ اس طریقہ سے پانی دینے کے لئے باغ کی زمین کو ہموار کر کے مختلف حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اور دو کھیتوں کے درمیان کھال سے پانی دیا جاتا ہے۔ پلاٹ اتنے حصے کا ہونا چاہئے جس میں پانی بخوبی لگ سکے

علاوہ ازیں جب باغ میں فصلیں یا سبزیاں کاشت کرنی ہوں تو یہ طریقہ زیادہ سود مند ہے۔ شکل نمبر ۳

اس طریقہ میں کاشتی عمل مثلاً ہل چلانا، گودھی کرنا، کھا دینا، کاٹ پھانٹ اور پودوں پر دوائی پھیرنا

Fig-4

FLOOD SYSTEM



دغیرہ آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بڑی اور چھوٹی جڑوں کے پھیلنے کے لئے کافی جگہ ہوتی ہے جس سے پودہ بہتر نشوونما پاتا ہے۔

پودوں کے اوپر سے پانی دینا

اس طریقہ میں پائپ نالیوں کے ذریعے پودوں کے اوپر پانی لیجایا جاتا ہے اور پھر فوراً

کی صورت میں پتوں اور شاخوں پر پانی دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ آبپاشی میں پانی کی کافی بچت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پانی پوری مقدار میں دیا جاتا ہے اور دوسرے طریقوں کی طرح زمین کے نیچے بہ نہیں جاتا۔

یہ طریقہ پاکستان میں رائج نہیں۔ کیونکہ پائپ نالیاں بچھانے پر اتنا خرچ آتا ہے جو زمیندار کی بساط

باہر ہے۔

کثرت آبپاشی کے نقصانات

پودوں کی نشوونما کے لئے زمین میں ہوا اور پانی دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب زمین کو پانی

دیا جاتا ہے۔ تو اس سے ہوا خارج ہو جاتی ہے۔ بالخصوص آکسیجن جو ہوا میں موجود ہوتی ہے۔ اس کی

موجودگی جڑوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر یہ مہیا نہ ہو تو جڑیں مرنا اور خشک ہونا شروع ہو جاتی

ہیں۔ اس لئے اگر زمین میں بار بار زیادہ پانی دینے یا قدرتی طور پر پانی موجود رہنے سے ہوا خارج اور پودوں

کی جڑوں کی نشوونما بند ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پودے مر جاتے ہیں۔

زمین میں کئی قسم کے مفید بکٹیریا ہوتے ہیں۔ جن کی نشوونما کے لئے بھی آکسیجن کا زمین میں ہونا ضروری ہے۔

مگر کثرت آبپاشی اور آکسیجن کی قلت کے باعث اس کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔

زمین میں مفید کیمیائی غذائیں اور جن وغیرہ جو پانی میں باسانی حل ہو جاتی ہیں۔ اور کثرت آبپاشی سے نیچے کی

طرت بہ جاتی ہیں۔ پودے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

کثرت آبپاشی سے پھل کے پکنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ اور پھل کی خاصیت (QUALITY)

سبھی خراب ہو جاتی ہے۔

کثرت آبپاشی سے درختوں پر بہت زیادہ بڑھوتری ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کم لگتا ہے
کم آبپاشی

کم آبپاشی سے پھل چھوٹا اور اچھا رس، ذائقہ اور رنگ پیدا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔
مذکورہ بالا امور کو مد نظر رکھتے ہوئے آبپاشی مناسب وقفوں کے بعد کرنی چاہئے۔ عام طور پر دو
آبپاشیوں کے درمیان اتنا وقفہ ضرور ہو کہ زمین چند دن خشک رہے تاکہ ہوا اس میں سرایت کر سکے۔

کھاد

اہمیت

پودوں کی صحیح پرورش کے لئے پانی، حدت روشنی اور ہوا کے علاوہ زمین میں خوراک کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کھاد کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ پودے کو زندہ رہنے کے لئے خوراک میں قریباً ۱۵ عناصر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن میں آکسیجن، ہائیڈروجن، نائٹروجن اور کاربن پودے کو ہوا میں سے ہیلا ہو جاتے ہیں۔ مگر نائٹروجن کی جو مقدار ہوا سے ہیلا ہوتی ہے بہت کم ہے۔ اس لئے نائٹروجن کی کمی پوری کرنے کے لئے کھاد دی جاتی ہے۔

پودے کے لئے نائٹروجن (NITROGEN) نائٹروجن (PHOSPHOROUS) پٹاش (POTASH) تین بڑے عناصر ہیں جن کی پودے کو خاصی مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ پودے کی صحت بحال رکھنے کے لئے گندھک (SULPHUR) چونا اور میگنیشیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ لوہا (IRON) جست (ZINC) مینگانیز (MANGANESE) تانبا (COPPER) بوران (BORON) اور مالبڈینیم (MOLYBDINUM) کی پودوں کو بہت مھوڑی مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ اور ان کی عدم

موجودگی میں کئی قسم کی کمزوریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کی کمی پودے کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔

مغربی پاکستان کی زمینوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں فاسفورس اور پوٹاش کی خاصی مقدار موجود ہے۔ لیکن ان میں خاص طور پر نائٹروجن اور نباتاتی مادہ (ORGANIC MATTER) کی کمی ہے۔ زمین کی پی۔ ایچ (PH) زیادہ تر ۵ سے ۸ تک ہے اور اسی وجہ سے زمینیں زیادہ تر قلوئی (ALKALINE) قسم کی ہیں۔ اور اس قسم کی زمین بعض عناصر سے بھی پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ جو زمین میں خاصی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

پھلدار پودے دوسری فصلوں کی نسبت زیادہ مقدار میں نائٹروجن استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں صحیح مقدار اور مناسب وقت پر کھاد ڈالنی چاہئے۔ جو باغات تجارتی پیمانہ پر لگائے جاتے ہیں۔ ان سے اسی صورت میں فائدہ ہو سکتا ہے کہ پودوں کو کھاد نہیں کی جائے۔ عام طور پر لوگ خیال کرتے ہیں کہ کھاد پر کافی اخراجات آتے ہیں۔ مگر کھاد ڈالنے کے بعد باغبان جب اچھے صحت مند پودوں اور گہے فصل پر نگاہ ڈالتا ہے۔ تو اس کو خراج کا احساس نہیں رہتا۔ بلکہ اسے زیادہ مسرت ہوتی ہے۔ اور نتیجتاً فائدہ بھی زیادہ پہنچتا ہے۔ کھاد ڈالنے سے پودے صرف اعلیٰ قسم کا زیادہ تعداد میں پھل ہی نہیں دیتے۔ بلکہ ان کی عمر دراز بھی کرتے ہیں۔

بڑے (MAJOR) اور چھوٹے (MINOR) عناصر جو کہ پودے کی زندگی میں ایک اہم اور مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کا ذکر ضروری ہے۔ تاکہ ہر باغ کا مالک اس حقیقت سے پوری طرح آشنا ہو جائے اور پوری طرح استفادہ کر سکے۔ لہذا ان عناصر کی انفرادی اہمیت، کردار، بیان اور ان کی کمی کے اثرات حسب ذیل ہیں۔

نائٹروجن

پروٹین (PROTEIN) اور پروٹوپلازم (PROTOPLASM) کا اہم جزو ہے۔ پتوں کی سبز رنگت اور پودوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ نائٹروجن کی موجودگی میں پتے بڑے اور سیاہی مائل سبز رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور پودوں کی صحت اور طاقت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ مگر اس کی زیادتی بھی پودوں کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیادتی کی وجہ سے پھل محض اگتا ہے اور دیر سے پکتا ہے۔ خشک سالی

کے مقابلہ کی قوت کم ہو جاتی ہے۔

کمی کی علامات

نائٹروجن کی کمی کی وجہ سے پتوں کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ ایسے درخت جن میں نائٹروجن کی کمی مسلسل چلی آتی ہو شکل میں غیر متوازن اور ان کی بڑھوتری بہت کم اور بے قاعدہ ہوتی ہے۔ پتوں کی کمی نائٹروجن کی کمی کی واضح علامت ہے۔ چھوٹی شاخیں مرجاتی ہیں اور پودا جھاڑی کی مانند دکھائی دینے لگتا ہے۔ کمزور شاخوں کی بڑھوتری اور زردی مائل سبز پتے نائٹروجن کی کمی کا بین ثبوت ہیں۔ پتوں کی لکیروں اور رگوں کا رنگ مدہکا پڑ جاتا ہے اور پتے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھولوں کا بے حد کم ہو جانا اور پھل کا نہ بننا بھی اس کی ایک علامت ہے۔

فاسفورس

یہ بھی ایک پروٹوپلازم کے بنیوالا ایک اہم جزو ہے۔ اور خوراک کو تقسیم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی موجودگی میں پھل جلد پکتا اور جڑیں اچھی طرح نشوونما پاتی ہیں۔ مفید بیکٹریا (USEFUL BACTERIA) کی افزائش میں بھی مدد دیتا ہے۔

کمی کی علامات

نائٹروجن کی طرح فاسفورس کی کمی بھی کم بڑھوتری اور حقوڑی شاخوں کی نمایاں نشانیاں ہیں۔ نوخیز اور درمیانی عمر کے پتے سیاہی مائل سبز ہو جاتے ہیں مگر پرانے پتوں کا رنگ تانبے کی طرح یا زردی مائل سبز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک زردی مائل دھبے پڑ جاتے ہیں۔ مگر پتوں کی رگوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا ہے۔ جوں جوں کمی زیادہ واقع ہوتی ہے۔ نئی شاخیں کمزور اور باریک ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر ترشادہ پھل اس کی کمی کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔ اور چھید کا موٹا اور کھردرا ہو جاتا ہے اور پھل میں کھٹاس بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

پوٹاش

پودوں کو پوٹاش بہت زیادہ مقدار میں درکار ہوتی ہے۔ پوٹاش پودوں میں شکر اور نشاستہ کی تعمیر اور ان کی پودے کے مختلف حصوں میں حرکت۔ پروٹین لحمی مادہ، کی تیاری۔ خلیوں کی تقسیم اور بڑھوتری۔ تیزابی مادہ کے اثرات کو زائل کرنے اور دیگر مختلف عنصریاتی تبدیلیوں کے لئے ضروری ہے۔ اس

کا خاصہ یہ ہے کہ پودوں کے تیزی سے بڑھتے ہوئے حصوں میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اگر زمین میں پوٹاش کی کمی ہو تو پرانے پتوں میں جمع شدہ پوٹاش نئے پتوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ پوٹاشیم پھل کے اندر مٹھاس پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

کمی کی علامات

پوٹاشیم کی کمی سب سے پہلے پرانے یا نچلے پتوں پر زرد بد رنگ دھبوں یا زرد پتوں کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے۔ ان آثار کے علاوہ اکثر پتوں کے کنارے بھی جلے ہوتے ہیں یا ان پر جلے ہوئے دھبوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شاخیں عموماً کمزور اور باریک رہتی ہیں۔ پھل چھوٹا اور باریک چھلکے والا ہوتا ہے۔

گدھک

اس کی عدم موجودگی پودے کی نشوونما اور بار آوری میں مایع ہوتی ہے۔ گدھک کی موجودگی پھلوں میں خوشبو اور اچھا ذائقہ پیدا کرنے کے نقطہ نگاہ سے بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔

کمی کی علامات

اس کی کمی سے نو عمر پودوں میں نوخیز بڑھوتری والے پتے پیسے ہو جاتے ہیں اور پرانے پتے ہرے رہتے ہیں۔ پھل کارنگ ہلکا رہتا ہے۔

چونا

یہ پودے کی رگوں میں خلیوں کی دیوار (CELL WALL) بنانے میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور خلیوں میں کیلشیم آگزلیٹ (CALCIUM OXALATE) اور کیلشیم پیکٹیٹ (CALCIUM PECTATE) کی حالت میں پایا جاتا ہے۔ پوٹاشیم کی نسبت نئے بڑھنے والے حصوں میں چونا (CALCIUM) زیادہ ہوتا ہے۔ لہذا یہ پودے کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔

کمی کی علامات

پتوں کی رگوں اور کناروں پر سبز پن کی عدم موجودگی کیلشیم کی کمی کی علامت ہے۔ شاخیں سروں سے تنے کی طرف مڑنا شروع کر دیتی ہیں۔ جن پودوں میں چونے کی کمی واقع ہو جائے ان کی جڑوں کے سروں پر بھی پڑمردگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ پھل بد شکل، سائز میں چھوٹا رہ جاتا ہے اور رس والی تریاں سکر جاتی ہیں

میگنیشیم

یہ پتوں میں سبز پن پیدا کرنے کے لئے اہم جزو ہے اور پودوں میں اجزائے لحمیا (PROTIEN) کا ایک اہم حصہ ہے۔ تیل جیسی اجزاء کی پیدائش کے لئے ضروری ہے۔

کمی کی علامات

میگنیشیم کمی کمی دوسرے عناصر کی کمی کی طرح پودے کو کمزور کر دیتی ہے۔ امراض کے آثار بڑے پتوں پر بادامی رنگ کے خشک داغوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ مگر اس کا اثر زیادہ تر گرمی کے اختتام پر یا جب فصل پک رہی ہو نمودار ہوتا ہے۔

لوبا

پودوں کی ہریاد دل اور صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس کی کمی سے پتے زرد پڑ جاتے ہیں اور بعد ازاں پودے کی شاخیں خشک ہو جاتی ہیں۔

کمی کی علامات

لوہے کی کمی کی علامات عموماً جست (ZINC) میگنیشیم اور میگنیشیم کی کمی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ ترشادہ پھل کے پودے خاص کر گریپ فروٹ میں پتے چھوٹے ہوتے ہیں اور پرانے پتوں کا رنگ بھورا پڑ جاتا ہے۔ بلکہ سفیدی مائل ہو جاتا ہے۔

جست

پودے کی خوراک بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور پتوں میں ہریاد دل پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے استعمال سے بعض بیماریوں کی روک تھام ہو جاتی ہے۔

کمی کی علامات

بڑے پتوں پر اس کی کمی کی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ پتے نہ صرف چھوٹے رہ جاتے ہیں بلکہ پتوں کے سرے ٹر جاتے ہیں۔ پتے پر زرد دھبے پڑ جاتے ہیں۔ مگر درمیانی رگیں سبز ہی رہتی ہیں۔ بعض متاثرہ شاخیں مرجاتی ہیں۔ جب اس کی کمی شدید صورت اختیار کرتے تو پودے کی بڑھوتری عام طور پر سست پڑ جاتی ہے۔

تانبہ

خلیے کی دیوار (CELL WALL) کی بناوٹ کے لئے اس عنصر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ سبز پن

پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مگر اس کی ضرورت دوسرے عناصر کے مقابلے میں کم ہوتی ہے
کمی کی علامات

اس کی کمی سے پتوں، شاخوں اور پھل پر بھورے رنگ کی گوند سی جم جاتی ہے۔ اور شدید کمی کی صورت میں پتے چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ اور جلد گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھل میں کھٹاس زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور رس بھی کم ہوتا ہے۔ بعض اوقات چھال اور تنے کی لکڑی کے جوڑ پر گوند نکلا شروع ہو جاتی ہے۔
مینگانیسز

پودے میں سبز پیدا کرنے کا لازم و ملزوم جزو ہے۔
کمی کی علامات

اس کی کمی سے پتوں پر بڑی اور چھوٹی رگوں کے ساتھ ساتھ گہرے سبز دھبے اور ان کے درمیان والا حصہ ہلکا سبز یا زردی مائل ہو جاتا ہے۔ شدید کمی کی صورت میں ترشادہ درختوں کے پتوں کی درمیانی رگوں پر بہت سے سفید دھبے پڑ جاتے ہیں جو سورج کی طرف والے حصے میں زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔
بوران

پودے میں شاخوں کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے۔ پتوں پر کمی کی علامات تو ظاہر نہیں ہوتیں۔ بلکہ اس کی کمی دوسری اور کئی قسم کی بیماریاں پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔
کمی کی علامات

اس کی کمی سے نوخیز پتے جلد گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پتوں کے کنارے زرد ہو جاتے ہیں۔ پھل بھی پرورش پانے سے پہلے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے اندر کمی قسم کے داغ پڑ جاتے ہیں۔ اور بڑے سائز کے پھلوں کی شکل بھی خراب ہو جاتی ہے۔ پتے کی پگھلی طرف اور پھل کے اندرونی حصہ میں گوند بھی پیدا ہو جاتی ہے جو پھل کو خراب بھی کر دیتی ہے۔

کھاد کی اقسام

کھاد کی حسب ذیل تین قسمیں ہیں۔

قدرتی کھاد

اس میں گوبر کی کھاد، شہروں کا کچرا، انسانوں کا فضلہ، بھٹی بکری کی مستکیناں اور مختلف قسم کی کھلیوں

کی کھادیں شامل ہیں۔

کیمیائی کھاد

ان میں نائٹروجن مہیا کرنے والی کیمیائی کھاد، فاسفورس اور پوٹاشیم مہیا کرنے والی کھادیں شامل ہیں۔

سبز کھاد

اس میں شنتل، سینجی، لوسرن، برسیم، اربر، گوارا اور جنترو وغیرہ شامل ہیں۔

قدرتی کھاد

قدرتی کھادوں میں سب سے ضروری گوبر کی کھاد ہے۔ اور یہ سب سے بہتر کھاد تصور کی جاتی ہے

کیونکہ اس میں نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاشیم تینوں بڑے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جو پودوں کی پرورش کے

لئے نہایت اہم ہیں۔ یہ کھاد سخت زمینوں کو نرم اور بھر بھرا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے زمین میں ہوا اور

پانی اچھی طرح جذب ہو سکتے ہیں اور زمین میں دیر تک نمی قائم رہتی ہے۔ مفید اقسام کے بکٹیریا اس میں

خوب پرورش پاتے ہیں۔ گوبر کی کھاد بھاری اور ٹکی دونوں زمینوں کو سدھارنے کے لئے بہت مفید ہے۔

نازہ گوبر کو کھاد کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ گوبر کو محفوظ رکھنے کے لئے کافی احتیاط کی

ضرورت ہے۔ تاکہ اس کے غذائی عناصر ضائع نہ ہوں۔ بکٹیریا وغیرہ گوبر میں کئی قسم کی تبدیلیاں اور حرارت

پیدا کرتے ہیں۔ گوبر میں نمی کی مناسب مقدار ان جراثیموں کے عمل کو تیز کر دیتی ہے۔ اس لئے اگر کھاد خشک

ہو جائے تو اسے نندا کرتے رہنا چاہئے۔ اور گوبر کو گڑھوں میں اس وقت تک رکھا جائے جب تک وہ

پوری طرح گل سڑنے جائے۔ گوبر کی کھاد کے علاوہ بنولہ، اسی، سرسوں اور ارزنڈ وغیرہ کی کھلی بطور کھاد کے

استعمال کی جاتی ہیں

کیمیائی کھاد

نائٹروجن مہیا کرنے والی کھادوں میں امیونیم سلفیٹ، امیونیم فاسفیٹ اور امیونیم نائٹریٹ عموماً

استعمال کی جاتی ہیں۔

فاسفورس مہیا کرنے والی کیمیائی کھادوں میں سپر فاسفیٹ، معدنی فاسفیٹ، امیونیم فاسفیٹ

بیک سیگ، مچھلی کا کچرا اور مڈلیوں کا کچرا وغیرہ شامل ہیں۔

پوٹاشیم ہیا کرنے والی کھادوں میں سلفیٹ آف پوٹاش، کلورائیڈ آف پوٹاش اور پوٹاشیم ہائیڈروکسائیڈ شامل ہیں۔

سبز کھاد

چونکہ ہمارے ملک میں گوبر اور دوسری کھادوں کی بہت کمی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جہاں بارش یا نہر کا پانی میسر ہو وہاں پھلدار پودوں کو سبز کھادیں دی جاسکتی ہیں۔ سبز کھادوں میں برسیم، شفٹل، سینچی، گوارا، ڈھانچہ جنترا، ارہ اور ماش وغیرہ زمین میں پیدا کر کے دبائی جاسکتی ہیں۔

برسیم اور شفٹل وغیرہ ستمبر اکتوبر میں بونی جاتی ہیں۔ اور ان سے دو تین کٹائی لینے کے بعد ماہ فروری کے آخر میں جب ان کی اونچائی ایک فٹ سے ۱/۲ فٹ ہو راجہ ل کے ذریعے در زمین میں دبا دینا چاہئے۔ اور

بعد میں پانی دینا چاہئے۔ تاکہ وہ پوری طرح گل سڑ کر کھاد بن جائے اور پودوں کو خوراک باسانی مہیا ہو سکے۔ گوارا، ڈھانچہ، ارہ اور جنترا وغیرہ کی کاشت ماہ مئی جون میں کی جاتی ہے اور پھول آنے سے پیشتر

جب ان کا پھیلاؤ کافی ہو جائے تو زمین میں دبا دینا چاہئے۔ اور بعد میں پانی دینا ضروری ہے تاکہ وہ گل سڑ کر کھاد بن جائے۔ کھاد کو دبانے کا عمل عام طور پر ماہ اگست اور ستمبر میں کیا جاتا ہے۔

نوٹ:-

اگر گوبر کی کھاد تمام باغ کے لئے میسر نہ ہو تو مناسب ہوگا۔ کہ باغ کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک حصہ میں گوبر کی کھاد، دوسرے حصہ میں کیمیائی کھاد، تیسرے حصہ میں سبز کھاد ڈال دی جائے اور اگلے سالوں میں اس ترتیب کو بدل دیا جائے۔ تاکہ تین سالوں کے خاتمہ پر باغ کے ہر حصہ کو متوازن خوراک مل سکے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے باغ کی خوراک کی ضروریات تسلی بخش حد تک پوری کی جاسکتی ہیں۔

ذیل کے گوشوارہ میں مختلف اقسام کے پودوں کے لئے ان کی عمر کے لحاظ سے کھاد کی مقدار دی جاتی ہے۔

نام پودا	پودے کی عمر	گوبر کی کھاد	مصنوعی کھاد (برسیم سلفیٹ)
ترشادہ	۱-۳ سال	۱۰-۲۰ سیر	۱/۲ - ۱ پونڈ
امرود، سیب، آڑو			

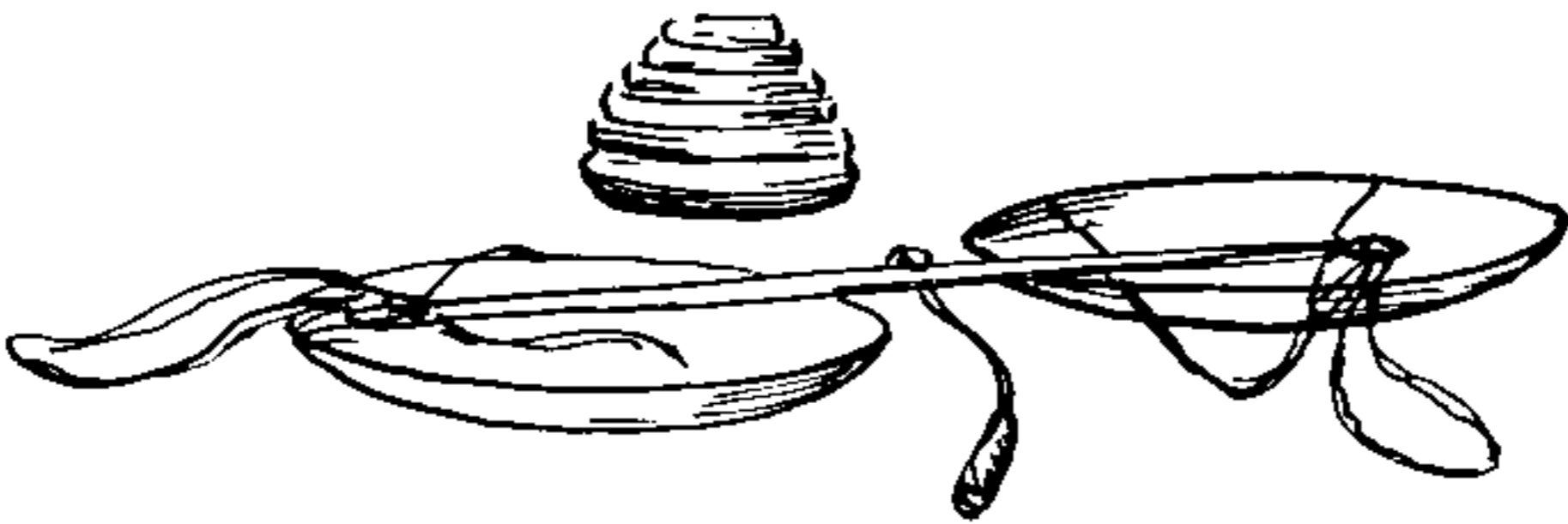
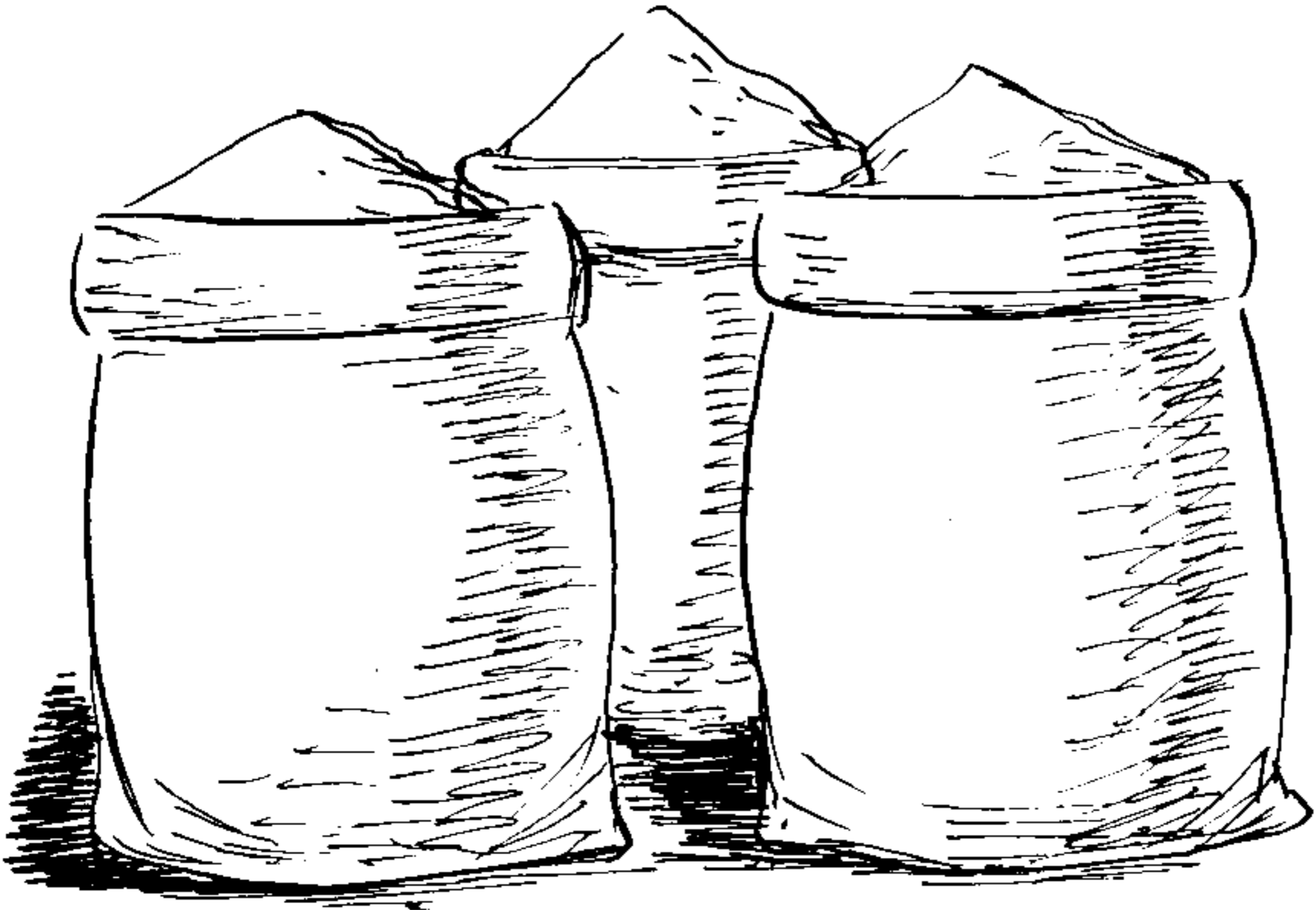
۲ ۱/۲ سے ۳ پونڈ	۳۰-۴۰ سیر	۴ سال سے زائد	فی پودا
۱/۲ - ۱ پونڈ	۱۰-۲۵ سیر	۱ تا ۴ سال	آم (فی پودا)
۲ ۱/۲ سے ۳ پونڈ	۳۰-۴۰ سیر	۴ سے ۸ سال	
۵ پونڈ	۱/۲ سے ۲ من	۸ سال سے زائد	
۱/۲ - ۱ پونڈ	۱۰-۲۰ سیر	۱ تا ۴ سال	کھجور (فی پودا)
۲ - ۲ ۱/۲ پونڈ	۲۰-۳۰ سیر	۴ سال سے زائد	
۱/۲ پونڈ	۲۰ سیر	-	پیتا - کیلا (فی پودا)
۱/۲ پونڈ	۱۰-۱۵ سیر		فالسہ - انگور (فی پودا)
			کھا دوینے کا وقت

قدرتی کھا دوں کے غذائی عناصر پانی میں جلد مل نہیں ہوتے اور پودے ان سے فوراً فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس لئے قدرتی کھاویں مثلاً گوبر کی کھا دوں کو پھول آنے سے سات یا آٹھ ہفتے پیشتر دے دینی چاہئے۔ عام طور پر پھیلاؤ درختوں کو ماہ دسمبر اور جنوری میں کھا دی جاتی ہے۔ کیمیائی کھاؤ کا نصف حصہ پھول آنے سے پیشتر اور نصف حصہ پھل بننے کے بعد دی جاتی ہے۔ یعنی نصف حصہ ماہ فروری کے آخر میں اور باقی نصف حصہ ماہ اپریل کے آخر یا مئی کے شروع دنوں میں ڈالی جاتی ہے۔

کھا دوینے کا طریقہ

درخت کے پھیلنے کے مطابق گودھی کر کے تنے کے ارد گرد ۱/۲ فٹ تک مٹی چڑھائی جائے۔ اور گلی سڑی گوبر کی کھاؤ گودھی کتے ہوتے حصے میں یکساں طور پر پھیلا دی جائے اور دوبارہ گودھی کر کے پانی دے دیا جائے۔

کیمیائی کھاؤ درختوں میں ملا کر درختوں کے نیچے کبھی دینی چاہئے اور بعد میں فوراً پانی دینا بہت ضروری ہے۔ اس میں بھی تنے کے ارد گرد ۱/۲ فٹ مٹی چڑھائی جائے۔



باغات میں فصلوں کی کاشت

عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ باغ لگانے کے چار پانچ سالوں تک کوئی آمدنی حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نظریہ کافی حد تک باغات کی ترقی میں حائل ہوتا رہا ہے۔ اور چھوٹے زمینداروں نے اسی وجہ سے باغات کی کاشت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

اگر اداکل عمر میں باغات میں مناسب فصلات اور سبزیوں کی کاشت صحیح طریقوں سے کی جائے تو یقیناً چھوٹے اور بڑے زمیندار اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور زمین سے اتنی ہی آمدنی حاصل کر سکتے ہیں جتنی عموماً کاشت کرنے سے ہوتی ہے۔ نیز باغات میں فصلات کی کاشت کرنے سے پودے تندرست و توانا رہتے ہیں۔ اور کھیت جڑی بوٹیوں سے صاف رہتا ہے۔ پودوں کے چاروں طرف کافی جگہ چھوڑی جائے اور جوں جوں پودے پھیلتے جائیں یہ جگہ بھی اسی نسبت سے بڑھاتی جائے۔

باغات میں جب سبزیاں کاشت کی جائیں گی تو کھاد کی کافی مقدار اور پانی انہیں دیا جائے گا۔ اس سے پھلدار پودے بھی مستفید ہوں گے۔ شہر کے نزدیک والے باغوں میں سبزیات کی کاشت اور زیادہ موزوں ہے۔ چونکہ پیدائش شدہ سبزیات شہر میں آسانی سے فروخت کی جاسکتی ہیں۔ آلو کی اتمش قسم اگر

کاشت کی جائے تو اس کی رزیم اور خرید کی فصل مل کر ایک ہزار (۱۰۰۰) سے دو ہزار (۲۰۰۰) روپے سالانہ آمدنی فی ایکڑ دے سکتی ہے اور ہدی پانچ سو روپے سے ایک ہزار روپے سالانہ دے سکتی ہے۔ بانات میں مٹر، نخود، برسیم وغیرہ جیسی فصلات کی کاشت بہت موزوں ہے۔ چونکہ ان سے زمین کو ناسروگن ملتی ہے۔ برسیم ایک لحاظ سے موزوں تر ہے۔ چونکہ یہ سائے میں بھی زندہ رہتی ہے، اور خوب پھٹی پھوٹی ہے وہاں، مکئی، جوار، باجرہ، گن، کالی توری، توری، تارامیرا، رایا، السی، سورج مکھی، مک چری، ہاتھی گھاس، کنگنی اور گندم جیسی فصلوں کی کاشت مضر ہے۔ چونکہ یہ چھوٹے پھلدار پودوں کی نشوونما کو روک دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ زمین کو بہت کمزور کر دیتی ہیں۔

مندرجہ ذیل فصلات، سبزیاں موسم رزیم اور خرید میں کاشت کی جاسکتی ہیں۔

موسم رزیم

دوسری فصلات	سبزیاں
سیبجی	مٹر
شفتل	شلغم
نخود	پھول گو بھی
برسیم	بند گو بھی، گانٹھ گو بھی، ٹٹار، آلو

ان کے علاوہ موسم رزیم کی دوسری کم اہم سبزیاں مثلاً موری، گاجر، پاک و غیرہ بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔

موسم خرید

دوسری فصلات	سبزیاں
مونگ	ٹنڈہ
باشس	کدو
موٹھ	کریلا
کاؤ پیز	پیاز، مریج، بھنڈی توری

اس کے علاوہ دوسری بیدار سبزیاں بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔

پھلدار درختوں کا گرمی کی شدت سے بچاؤ

مالٹا اور سنگترہ وغیرہ کے باغات میں درختوں کی پھال عام طور پر پھٹ جاتی ہے۔ اور پھل بھی داغ دار ہو جاتے ہیں۔ جو عموماً شدید گرمی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔
گرمی سے زیادہ متاثر ہونے والے حصے

تنا:-

گرمی کی شدت کا سب سے زیادہ اثر درخت کے تنوں پر ہوتا ہے۔ نتیجتاً پھال سوکھ کر لمبے پھلکوں کی صورت میں اترنے لگتی ہے۔ اور درخت مرجھانے لگتا ہے۔ تنے کے جنوبی اور جنوب مغربی حصہ کی طرف جہاں سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

پھل

بعض اوقات سنگترہ، لیموں اور دوسرے ترشاوہ خاندان کے پھلوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ جن پودوں پر شعاعیں براہ راست پڑتی ہیں۔ ان کے پھلوں پر عام طور پر بیمار پھلوں کا گمان ہونے لگتا ہے۔ پھل کا وہ حصہ جس پر سورج کی شعاعیں براہ راست پڑتی ہیں باقی حصے کی نسبت کم بڑھتا ہے جس کی وجہ سے

پھل خراب ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ تو پھل کا پھلکا بھی سوکھ جاتا ہے جس پر سیاہ سا نشان پڑ جاتا ہے۔
شعبۂ اثمار

لائل پور میں کتے گئے مختلف تجربات کے مشاہدات سے ثابت ہوا ہے کہ جو پھل جنوب مغرب کی طرف لگا ہوا ہو اس کو سورج کی تیز شعاعوں سے سب سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ دوپہر کے بعد کی گرمی ہی زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ سنگترے کے درختوں کے پاس جنوب مغرب کی طرف جنتر جیسی جلد بڑھتے والی بار لگا دینی چاہئے۔ جس سے پھلوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ماٹھے کے درختوں کے جنوب مغرب کی طرف جنتر کے سایہ سے پھل کو ۵ فی صد کم نقصان پہنچتا ہے۔

نقصان کی وجوہات

۱۔ اگرچہ سورج کی گرمی کا اثر ہر عمر کے درختوں پر ہوتا ہے۔ لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ چھوٹے کمزور اور ایسے درخت جن کو پانی کم ملتا ہو اس سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

۲۔ جن درختوں پر پیوند بہت اونچا کیا ہوا ہو اور تنے پر کافی اونچائی تک کوئی شاخ نہ ہو۔ ان پر بھی گرمی کافی اثر کرتی ہے۔

۳۔ جن درختوں کا گرمی کی شدت سے محفوظ رکھنے کے لئے مناسب انتظام نہ کیا جائے۔ ان پر گرمی خوب اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

۴۔ ایسے لمبے درخت جن کی کٹائی چھکائی مناسب طور پر نہ کی جائے۔ ان پر گرمی اثر انداز ہوتی ہے۔

۵۔ نرم چھال والے درختوں کو زیادہ نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۶۔ جن درختوں کا جھکاؤ شمال مشرق کی طرف ہو۔ انہیں گرمی سے کافی نقصان پہنچتا ہے

۷۔ جو درخت سرد علاقے سے لائے گئے ہوں انہیں موسم موافق نہ آنے کی وجہ سے گرمی کا کافی اثر پڑتا ہے

بچاؤ

۱۔ جو پودے پنییری سے اکھاڑ کر باغ میں لگائے جائیں ان کے تنوں کے گرد گتے، سرکنڈا یا پانی بوری

لپیٹ دیں۔ ان چیزوں کی اس وقت تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک کہ درخت پر کافی پتے نہ نکل آئیں۔

اور ان کا سایہ تنوں پر نہ پڑے لگے۔

۲۔ درخت لگاتے وقت ان کا جھکاؤ قدرے جنوب مغرب کی طرف رکھنا چاہئے۔ اور کانٹ چھانٹ

کے وقت یہ خیال رکھیں کہ جنوب اور جنوب مغربی شاخوں کا سایہ تنے پر پڑے۔

۳۔ جب کبھی بھی کسی پنیری سے پودے منتخب کرنے ہوں تو ایسے پودے لینے چاہئیں جن پر سوزید یا چمٹہ

نیچے لگا ہو۔

۴۔ پھلدار درختوں کی اندرونی شاخوں کی تراش باقاعدہ کرنی چاہئے۔ تاکہ پھل اندر کی طرف لگیں۔ ایسے

پھل ہمیشہ خوش نما ہوتے ہیں۔ اور گرمی کی شدت سے محفوظ رہتے ہیں۔

۵۔ درخت کے جنوب مغرب کی طرف جلد بڑھنے والے جنتر جیسے پودے لگا دینے چاہئیں۔ تاکہ پھل

پر سایہ رہے۔ اور سورج کی سیدھی شعاعوں کے نقصان سے بچاؤ دے۔

۶۔ خاص طور پر گرمی کے موسم میں باغ کو آبپاشی کریں۔

۷۔ سب سے اچھا اور آسان طریقہ نئے اور پرانے درختوں کو دھوپ سے بچانے کا یہ ہے کہ ان کے تنے

پر سفیدی کر دی جائے۔ اس طریقے سے خراج کم پڑتا ہے۔ اور فائدہ کافی ہوتا ہے۔

سفیدی کرنے کا طریقہ

۱۔ ایک خالی ڈرم میں ۳۰ سیران بھجا چونا لے کر ۶۰ سیر پانی میں بھجائیں (۲:۱)

۲۔ دو سکریٹن میں ایک سیرنک آدھ سیر حبت اور زنک سلفیٹ (ZINC SULPHATE)

۳ گیلن دپٹین، ابلتے ہوئے پانی میں حل کر لیں۔ پھر اس کو چرنے والے برتن میں آہستہ آہستہ ڈال دیں۔

۳۔ ایک ٹین پانی میں دو سیر آٹا ابا لیں۔ پھر اسے تمام چرنے والے مرکب کے ڈرم میں ڈال دیں سفیدی

کو استعمال کرنے سے پہلے تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ملا لینا چاہئے۔ یہ سفیدی زیادہ متاثر ہونے کے علاوہ زیادہ

دیر درختوں پر بھی رہتی ہے۔

بعض لوگ سفیدی کی بجائے چونے اور گندھک کا مرکب بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ مرکب تنے

کو صرف سفید ہی نہیں کرتا۔ بلکہ کئی ایک جراثیموں کو بھی ہلاک کر دالتا ہے۔ جو چھوٹے پودے پنیری سے

اکھاڑ کر باغ میں لگائے جائیں ان پر اس کا استعمال کٹیروں اور دیگر مختلف بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے

سفید ثابت ہوگا۔ یہ طریقہ عام طور پر چھوٹے پودوں کے لئے کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

چونے اور گندھک کا مرکب

۸ سیر گندھک کا برادہ ۱/۲ ٹین ابلتے ہوئے پانی میں آہستہ آہستہ ڈال دیں۔ پھر ۴ سیران بھجا

چونا ڈال دیں۔ اور سب کو آدھ گھنٹہ تک ایالیں۔ اس دوران میں محلول کو خوب ہلاتے رہیں۔ پھر کسی کھدے کے کپڑے میں چھان لیں۔ اور پھر اتنا پانی ڈالیں کہ کل مرکب ۸ ٹین ہو جائے۔ مندرجہ بالا تین طریقوں میں سے حالات کے مطابق کوئی بھی طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پھلدار درختوں کا کہر سے نقصان اور بچاؤ

کہر کی وجہ سے ہر سال پھلدار درختوں کو خاص طور پر وسطی اضلاع میں کافی نقصان پہنچتا ہے۔ اور مالکان باغات کے لئے یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے پودے خصوصاً سدا بہار پودے جیسے آم، امرود، جامن وغیرہ تو با اوقات بالکل ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ ترشادہ خاندان کے پودوں کو بھی زیادہ کہر پڑنے کی صورت میں نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں بڑے درختوں پر بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ کیلا، پیتا، آم وغیرہ کے بڑے درخت بھی اس سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

پچھلے سال ۱۹۶۴ء میں کہر بڑے شدت سے پڑا۔ اور آموں کے بڑے بڑے درخت صناع ہونے کی وجہ سے مالکان باغات کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ترشادہ خاندان کے درختوں پر کہر کے اثر سے پھلوں کا رس خشک ہو گیا۔ اور قابل فروخت نہیں رہا۔

کہر پڑنے کی وجوہات

ہوا، نمی اور مطلع کا بادلوں اور گرد و غبار سے صاف ہونا کہر پڑنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ راتوں میں اور پر کی سطح سے بہت ٹھنڈی ہوا زمین کی طرف آتی ہے اور بعض پہاڑی علاقوں میں یہ سرد ہوائیں

پودوں کو بالکل تلف کر دینے کا سبب بنتی ہیں
مطلع صاف ہونا

مطلع صاف ہونے کی وجہ سے زمین اور درخت سے جو حرارت خارج ہوتی ہے وہ فضا میں چلی جاتی ہے۔ جس سے زمین اور پودے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

ہوا

خشک ہوا کی وجہ سے پودے اور زمین میں نمی کی کمی ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پودے پر کبر کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔
ساکن راتیں

ایسی راتوں میں زمین کے اوپر کی سطح کی زیادہ ٹھنڈی ہوا وزنی ہونے کی وجہ سے زمین پر پہنچ کر جھننے لگتی ہے جس کی وجہ سے پودے کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

شمال مغربی سرد ہوائیں

موسم سرما میں ایسی ہوائیں اکثر چلتی ہیں۔ اور پودوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

سردی سے پھلدار پودوں کو کس طرح نقصان پہنچتا ہے

پھلدار پودوں کا سردی سے متاثر ہونا، پودے کی ساخت، کبر پڑنے کا وقفہ اور درجہ حرارت کے اچانک گرنے پر منحصر ہے۔ کبر کی وجہ سے پودوں کے متاثر ہونے کے متعلق تین مختلف نظریے ہیں۔
۱۔ کبر پڑنے کی وجہ سے خلیوں کی نخرمایہ (PROTOPLASM) سے پانی خارج ہو جاتا ہے جس سے اس کے کیمیائی اجزاء خراب ہو جاتے ہیں۔ اور پودے کا وہ حصہ مرجھاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب نخرمایہ میں کیمیائی اجزاء زیادہ ہوں تو پودا زیادہ متاثر نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نازک شاخیں کبر سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

جب زیادہ سردی پڑنی شروع ہو جاتی ہے تو نخرمایہ کا پانی جم کر چھوٹے چھوٹے برن بنا کر پڑے (CRYSTALS) بن جاتے ہیں۔ اگر یہ ٹکڑے خلیوں کی پردہ (CELL WALL) کو نقصان نہ پہنچائیں۔ تو گرمی پڑنے پر یہ ٹکڑے گھل کر نخرمایہ میں حل ہو جاتے ہیں۔ اور پودے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

اگر درجہ حرارت یک لخت گرجائے تو خلیوں کی درمیانی جگہ پر چھوٹے برنٹا کڑے بن جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نخرمایہ کا پانی خارج ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ کڑے خلیوں کو بھی زخمی کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ حصہ دوبارہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

مختلف قسم کے نقصانات جو کہہ سے ہوتے ہیں

مختلف قسم کے نقصانات جو پودے کو سردی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا

سکتا ہے۔

۱. چشمے کا نقصان

۲. تنے کا نقصان

۳. جڑوں کا نقصان

چشمے کا نقصان

سردی سے پودے کے مرجانے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ لیکن جن حالات میں چشمے کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ تین قسم کے ہیں۔

۱. چشمے جب غیر سخت ہوں اور درجہ حرارت گرجائے تو نیم پختہ چشموں پر معمولی سردی بھی اثر انداز ہوتی ہے

۲. پختہ چشمے جب کافی دیر تک کبر کی زد میں رہیں تو وہ مرجاتے ہیں۔

۳. موسم بہار میں کبر کے پڑنے سے پھوٹنے والے چشمے مرجاتے ہیں۔

تنے کا نقصان

اگرچہ پھول کے چشمے کا سردی سے اثر انداز ہونا مالی لحاظ سے بہت نقصان دہ ہے۔ لیکن درخت

کا بذات خود کبر سے متاثر ہونا زیادہ تباہ کن ہے۔ اس طرح پودے کو مندرجہ ذیل نقصانات ہوتے ہیں

شاخ کے سرے کا مرجانا

شدید سردی میں پھلدار پودوں کو یہ نقصان اکثر پہنچتا ہے۔ یہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے۔ جب

بڑھوتری دیر تک ہوتی رہی ہو۔ اور وہ کٹری بھی سخت نہ ہوئی ہو۔

درخت کے تنے پر بہت سے حصوں کا مرجانا

یہ نقصان بھی پھلدار درختوں پر عام ہوتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے تنے کی متاثرہ جگہ پر گلابی یا سیاہ رنگ کا نشان پڑ جاتا ہے۔ اور عام طور پر یہ سوکھ کر پھٹ جاتا ہے۔ جب اس جگہ پر کوئی چیز مار کر آواز پیدا کی جائے تو صحت مند حصے کے مقابلے میں یہ آواز مختلف ہوتی ہے۔

تنے کے جوڑ کا متاثر ہونا

اس قسم کا نقصان چھوٹی اور بڑی شاخوں کے درمیانی جوڑ کے درمیانی حصوں کے مرجانے سے ہوتا ہے۔

چھال کا پھٹنا

یہ عمل سردی کی وجہ سے عام ہوتا ہے۔ چھال پیچھے کی طرف خم کھا کر زخم کو بڑھا دیتی ہے۔ اور تنا بھی

درمیان سے پھٹ جاتا ہے۔

پھل کا گر جانا

یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ کبر پڑنے کی وجہ سے ترشادہ پودوں کا پھل گر جاتا ہے۔ اور ان کا رس بھی خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ سنڈی میں فروخت کے قابل نہیں رہتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کبر کا آئندہ فصل پر بھی کافی اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ متاثرہ شاخیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور اگر وہ پھل برداشت کریں تو وہ بھی اس کمزوری کی وجہ سے گر جاتا ہے۔

جڑوں کا مرجانا

جب زمین پر برف پڑی ہو تو اس وقت یہ نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ ڈھانپنی ہوئی زمین کی نسبت بغیر ڈھانپنی ہوئی زمین زیادہ گہرائی تک متاثر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ جڑیں سردی کا زیادہ سے زیادہ مقابلہ کر سکتی ہیں۔

کبر کے نقصان سے بچو

کبر سے محفوظ جگہ کا انتخاب

زمین کی جغرافیائی خصوصیت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ جب ادنیٰ بھائی بغیر روک ٹوک کے دادی کی طرف آتی ہے۔ تو پھلدار درختوں کو اس ہوا کے راستے میں کاشت نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے برعکس جب

ان ہواؤں کا رخ پہاڑوں کی وجہ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ یا کسی وجہ سے ہوا میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی جگہوں پر پھلدار درختوں کو کہہ سے کم نقصان پہنچتا ہے۔ یہ انی علاقوں میں نازک درخت ایسی جگہوں میں کاشت کرنے چاہئیں جو سرد ہواؤں کی زد سے باہر ہوں۔

کہہ کا مقابلہ کرنے والی اقسام کی کاشت

اگر باغبان کو کہہ کی زد سے محفوظ جگہ نہ مل سکے تو ایسے پودے لگانے چاہئیں جو کہہ کا مقابلہ کر سکیں۔ ترشادہ پھل سخت جانی میں بالترتیب ہیں۔ سہ برگہ، کھٹہ، سنگترہ، مکھاٹ، مانا، چکوترا، موکڑی، یورپین لمین اور کاغذی لمیوں۔ اگرچہ آم پر کہہ کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے پھر بھی اس کی بہت سی اقسام مثلاً ڈاکٹرنگ، بیسے گرین، فخری جلاں، سنکڑا، ہردوئی اور مالہ دوسری اقسام کی نسبت کہہ کا مقابلہ کافی حد تک کر سکتی ہیں۔

ہوا توڑ باڑیں

ہوا توڑ باڑیں سرد ہواؤں سے بچانے کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ شیشم، شسترت، اور تخمی آموں کو ہوا توڑ باڑ کے طور پر پھلدار پودوں کو کہہ سے بچانے کے لئے باغ کے ارد گرد لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ عارضی طور پر بچاؤ کے لئے جستر کی باڑ بھی لگائی جاسکتی ہے۔

درختوں کو کہہ کے مقابلہ کے لئے تیار کرنا

غیر پختہ ٹکڑی کو سردی سے بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ درختوں کو کاشتی عمل، کیرے کوڑے اور بیماریوں سے بچا کر تندرست اور محفوظ رکھیں۔ تاکہ کوڑا پڑنے سے پہلے ہی پھوٹ پختہ ہو جائے۔

دوسرے مصنوعی طریقے

گرچہ محفوظ کرنے کے لئے مختلف قسم کے پھل استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ زیادہ کہہ پڑنے والے موسم میں چھوٹے پودوں کو بچانے کے لئے یہ طریقے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ پھل ڈالنے چاہئیں جو پوسے کہہ سے بچائے رکھیں اور سورج کی شعاعوں کو بھی نہ روکیں۔

پودوں کو انفرادی طور پر کہہ سے بچانا

پرانے درختوں کی نسبت نئے پودوں پر کہہ کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ پہلے ایک یا دو موسموں میں ان کو

سرکڑے یا پالی سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ کہہ رپنے کے فوراً بعد سرکڑے کو جلدی نہیں کھونا چاہئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے پودے کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

باغ کی آبپاشی کرنا

آبپاشی کرنے سے دو سے چار درجے تک درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے باغات کی آبپاشی نقصان سے بچانے میں مدد ثابت ہوتی ہے۔

پودوں کو براہ راست حرارت پہنچانا

باغات میں لکڑی کا کوئلہ وغیرہ اور چولہوں کو جلا کر ہر درخت کو حرارت دی جاسکتی ہے۔ اور اس کے لئے سستا ایندھن جلا کر کافی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ امریکہ کے شہر کیلیفورنیا میں چربی جلا کر درختوں کو حرارت دی جاتی ہے۔ وہاں پرتیل کافی سستا ہوتا ہے۔ اور اب تو تقریباً تمام تر شادہ پھل پیدا کرنے والے حصوں میں یہ طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ تیل سے جلنے والے اچھے چولہے خاص حرارت پہنچاتے ہیں۔ اور دھواں بھی نہیں دیتے۔

کہہ رپنے کی بروقت اطلاع ملنا

باغبان کو کہہ رپنے کا بروقت علم ہونا چاہئے۔ تاکہ وہ کہہ کے بچاؤ کے لئے بندوبست کر سکے۔ اس سلسلے میں محکمہ موسمیات کاشت کاروں کی کافی مدد کر سکتا ہے۔ وہ کہہ رپنے کی بروقت اطلاع دے سکتا ہے۔ تاہم تھرمامیٹر باغ میں کسی اچھی اور کھلی جگہ پر نصب کرنا چاہئے۔ جب درجہ حرارت ۳۲ درجے فارن ہیت تک گر جائے۔ تو کہہ کے بچاؤ کا بندوبست کر لینا چاہئے۔ یا ایک تھرمامیٹر درجہ حرارت معلوم کرنے کے لئے باغ کے اندر چھوڑ دیں۔ نیز ایک چھوٹی پرات جس میں تقریباً ایک اینج کہہ رپانی ہو باہر رکھ چھوڑنی چاہئے۔ تاکہ پتہ لگ جائے کہ یہاں کس وقت جہنا شروع ہوتا ہے یعنی کہہ رپنے کا وقت کب آتا ہے، جب درجہ حرارت ۳۲ فارن ہیت تک گر جائے تو عین اس وقت کہہ رپنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا حفاظت کے لئے مناسب کارروائی کرنی چاہئے۔

کہہ سے متاثرہ پھل اور درختوں کا علاج

کورے کے اثر سے پھل کی خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔ اور جلد ہی پھل خشک ہو کر ناقابل استعمال ہو جاتا ہے۔ شروع میں پھل کی خوشبو کچھ ناخوشگوار سی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد مٹھاس اور کھٹائی میں بھی

کمی نمودار ہونے لگتی ہے۔ متاثرہ پھل اچھے پھل کی نسبت بہت گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو علیحدہ توڑ لینا چاہئے۔ اور پھل میں نہیں ملانا چاہئے۔ کھر سے متاثرہ درختوں کو اچھی طرح پھل پھل جاسکتا ہے جب موسم بہار کی بڑھوتری ہو رہی ہو سو کھی شاخیں کاٹ دینی چاہئیں اور تمام درختوں پر یورڈوپسٹ لگا دیں۔ اگر درخت کی چھال اتر جائے تو اس کے ساتھ بورڈوپسٹ لگا دیں۔ لیکن جب کھر پڑنے کے بعد چھال کے اتر جانے کا اندیشہ ہو تو چھال کو کسی چیز کے ساتھ باندھ دینا چاہئے۔

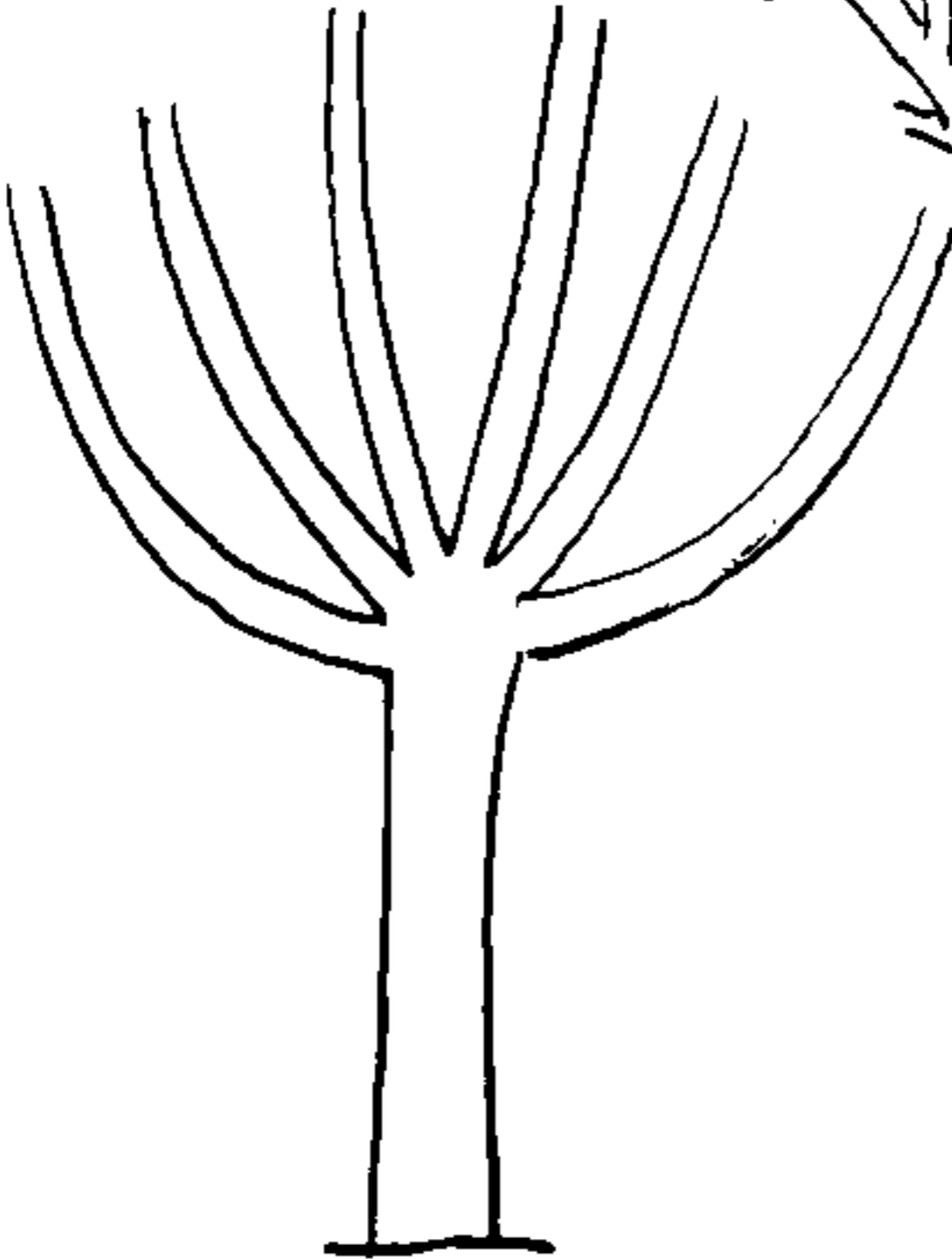
بورڈوپسٹ مندرجہ ذیل طریقے سے تیار کی جاتی ہے

ایک پونڈ نیلے مٹھو مٹھے کو کسی لکڑی یا مٹی کے برتن میں چار پانچ سیر پانی میں حل کریں۔ کسی دوسرے برتن میں دو پونڈ چوڑے کو دو اڑھائی سیر پانی میں بھجائیں۔ جب چونا بچھ کر مٹھنڈا ہو جائے تو دونوں حل شدہ چوڑے اور نیلے مٹھو مٹھے کو ملا دیں۔ یہ ایک ہلکے رنگ کی ملاوٹ سی بن جائے گی۔ جو برش یا کڑھی سے استعمال کی جاسکتی ہے۔ شاخ کاٹتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کا کوئی ٹھنڈے کے ساتھ نہ رہ جائے۔ اس کو اچھی طرح جڑ سے کاٹ دینا چاہئے۔ صاف اور اچھی طرح کاٹنے سے کمی ہوتی ہے جگہ جگہ ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یعنی زخموں جلدی بھر جاتا ہے۔



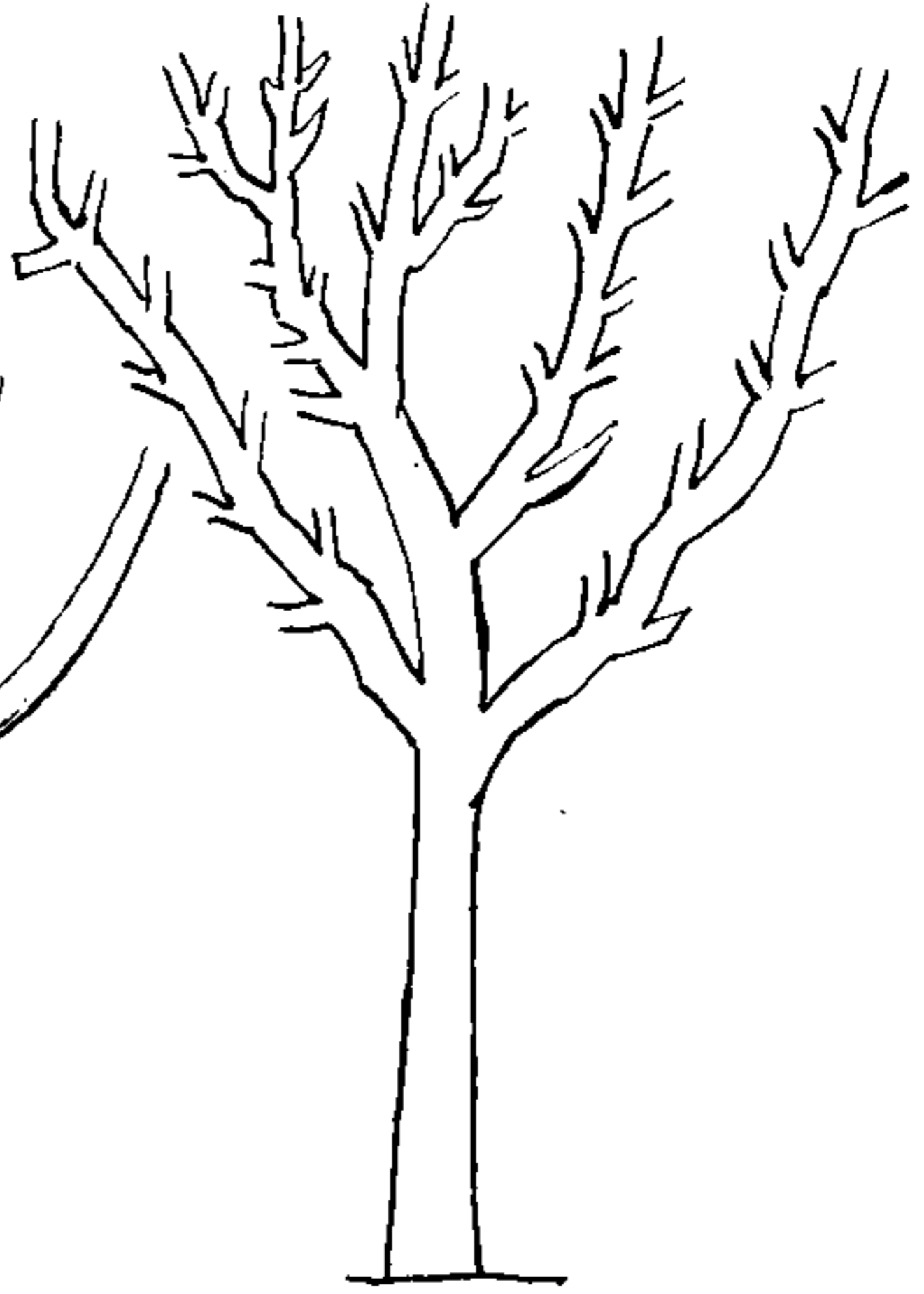
سنگول لیدر سسٹم

(CENTRAL LEADER
SYSTEM



اوپن سنٹر سسٹم

OPEN CENTRE
SYSTEM



موڈیفائیڈ سنٹرل سسٹم

MODIFIED CENTRAL
SYSTEM

پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی

دنیا کے تمام باغبانوں میں پھلدار درختوں کی شاخ تراشی پرانی تنظیم اور باقاعدہ مشق ہے۔ شاخ تراشی سے ہمارا مطلب درخت کے کچھ زائد حصوں کو کاٹنا ہے۔ تاکہ درخت کی شکل و صورت، پھل دینے کی عادت اور پھل کی خصوصیات کو بہتر کیا جاسکے۔ یعنی بیمار اور غیر ضروری حصوں کو درخت سے کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ شاخ تراشی کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد درخت کو ایسے طریقے سے تربیت دینا ہے کہ وہ دل فریب، اور کشش انگیز نظر آئے۔ درختوں کو اس مقصد کے پیش نظر تربیت دی جاتی ہے۔ مثلاً کارڈن، ابلک کارڈن، جینانا، پنکھانا، گنبدنا، بیضوی اور قوس نما وغیرہ تربیت کی ان اقسام کے تحت مقصد صرف درخت کی خوبصورتی ہوتا ہے۔ پھل کو درخت کی اس تربیت سے سائنسی تحقیقات سے صحیح ثابت کیا جا چکا ہے۔ بعض دفعہ معاشی اہمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے کچھ پھلدار درختوں کو ان طریقوں سے گھروں کی دیواروں، زیباشی باغات یا پبلک پارکوں اور سڑکوں کے کناروں کے ساتھ ساتھ تربیت دی جاتی ہے۔

بصورت دیگر درختوں کی شاخ تراشی کا مقصد مندرجہ بالا مقصد سے بالکل جدا ہوتا ہے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر درختوں کی معاشی اہمیت ہوتی ہے۔ جس سے ہمارا خاص تعلق ہے۔ یہاں ہمارا مقصد

درخت کی اس طرح شاخ تراشی کرنا ہے کہ وہ مناسب شکل و صورت اور تنے کے ساتھ والے کھلے زاویوں مضبوط جوڑ بنائیں تاکہ بغیر کسی خطرہ کے پھل کی کافی مقدار کو ان کی بچگی تک پہنچا سکیں۔ دوسرے لفظوں میں درخت پر اتنا صحت مند ہو کہ وہ بہترین خصوصیات کا پھل تجارتی لحاظ سے پیدا کر سکے۔ پھلدار درختوں کی شاخ تراشی اس لئے بھی ضروری ہے کہ درختوں کے اندر مناسب ہوا اور شعاعوں کا گزر آسانی سے ہو سکے۔ تاکہ پھل کی نشوونما اپنی پوری خصوصیات کے ساتھ اور مکمل طور پر ہو سکے۔ اس عمل سے باغات میں مختلف کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں سے حملہ شدہ درختوں پر آسانی سے زہر پاشی کی جاسکتی ہے۔ نیز بل چلانے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ شاخ تراشی اگر ہوشیاری سے صحیح طریقے سے کی جائے تو درخت کی توانائی بڑھے گی۔ اور نتیجتاً درخت کی عمر اور پھل دینے کی استطاعت بھی بڑھے گی۔ جو یقیناً باغبانی کے لئے سود مند ثابت ہوگی۔ شاخ تراشی عموماً درخت کے باقاعدگی سے پھل دینے کی عادت کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ یعنی ایسے درخت جو ایک سال تو زیادہ مقدار میں پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال بہت کم یا بالکل ہی پھل پیدا نہیں کرتے۔ پت بھڑکے کئی درختوں میں بعض اوقات شاخ تراشی ناگزیر ہوتی ہے۔ کیونکہ شاخ تراشی سے نئے صحت مند غنچے حاصل کئے جاتے ہیں۔ جو پھل پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

پھلدار درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی کرنے والا نہایت ہوشیار اور تجربہ کار ہونا چاہئے۔ اور یہ باغبانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ کہ وہ شاخ تراشی سے پہلے اس کے اصولوں سے پوری طرح واقف ہو۔ وہ اپنے مقصد میں صاف اور اپنے باغ کی خاص خاص ضروریات کا پورا علم رکھتا ہو۔ ان کے اصولوں سے کسی قسم کا انحراف باغبانوں کو فائدے کی بجائے الٹا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہذا باغبانوں کو چاہئے کہ وہ بغیر ہوشیاری اور تجربہ کے شاخ تراشی نہ کریں۔ ہو سکتا ہے غلط طریقے سے شاخ تراشی کرنے سے درختوں کو زیادہ نقصان پہنچے۔

چھوٹے پودوں کی تربیت

پھلدار درختوں کی شاخ تراشی دو حصوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ پہلی سٹیج ان چھوٹے درختوں کی شاخ تراشی کرنا ہے جن کی عمر ۴ اور ۵ سال سے زیادہ نہ ہو۔ اور ان پر پھل لگانا شروع نہ ہوا ہو یا بہت ہی جلد پھل لینا شروع کیا ہو۔ ایسی شاخ تراشی کو تربیت کا نام دیا جاتا ہے۔ شاخ تراشی کی دوسری سٹیج جوان اور عمر رسیدہ درختوں کی شاخ تراشی ہے۔ کافی حالات میں تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ درختوں کی چھوٹی عمر میں مناسب شاخ تراشی آئندہ کے لئے شاخ تراشی کے شدید عمل کو کم کر دیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پھلدار درخت کی شدید شاخ تراشی درست

کی بڑھوتری کو زیادہ کرے گی۔ اور نتیجتاً آئندہ آنے والے کئی سالوں تک پیداوار کم ہو جائے گی۔ بعد کی شدید شاخ تراشی سے پھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اولین ضرورت ہے کہ درخت کو چھوٹی عمر میں جب کہ اس نے پھل دیا شروع نہ کیا ہو اس کی مناسب شکل و صورت کے لئے تربیت دینی چاہئے۔ تربیت کا خاص مقصد یہ ہے کہ درخت کو مضبوط شکل دے کر اس پر ایسے متوازن اور توانا جوڑ بنانے چاہئیں جو ٹٹنے کے بغیر پھل کی زیادہ مقدار کا بوجھ برداشت کر سکیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے درخت سے ہمیشہ اتنی لکڑی کاٹنی چاہئے جتنی کہ ممکن ہو۔ تاکہ پھولوں کے آنے پر غیر ضروری نہ ہو جائے۔ درخت کی قدرتی بڑھوتری کے رجحان سے بھی واقفیت ہونا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر آڑو اور زرد آلوچے کے درختوں کی بڑھوتری کا رجحان اوپن سنٹر (OPEN CENTRE) طریقے سے زیادہ ہے۔ جب کہ سیب، ناشپاتی اور چیری کے درختوں کی بڑھوتری کا رجحان تریٹ کے سنٹرل لیڈر (CENTRAL LEADER) یا ترمیم شدہ سنٹرل لیڈر (MODIFIED CENTRAL LEADER) کے طریقے سے زیادہ ہے۔

چھوٹے درختوں کی تربیت کے تین عام طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

● اوپن سنٹر طریقہ ● سنٹرل لیڈر طریقہ ● ماڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر طریقہ یا ماڈی فائیڈ اوپن سنٹر طریقہ

تربیت کے ان طریقوں میں سے ہر ایک طریقہ اپنے اندر مختلف فوائد اور نقصانات رکھتا ہے۔ لیکن ماڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر طریقے میں دو سے طریقوں کی نسبت کم نقصانات ہیں۔

چھوٹی عمر کے پھلدار درخت کی تربیت اس کی عمر کے لحاظ سے عموماً زسری یا اس کی دائمی جگہ پر منتقلی کے وقت شروع کی جاتی ہے۔ لیکن مندرجہ بالا تربیت کے تینوں طریقوں میں ایک چیز مشترک ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ تنے کو زمین کے اوپر کچھ اونچائی تک مثلاً ۱۸ اینچ سے ۲۴ اینچ تک بڑھنے دیا جاتا ہے۔ جہاں پر درخت کی دائمی شکل و صورت کے لئے پہلا جوڑ نکلتا ہے۔ پہلے جوڑ کے نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ چند ایک باغبانوں میں درخت کے تنے کو کافی اونچائی پر جانے اور پہلے جوڑ کو زمین سے ۴ یا ۵ فٹ کی بلندی پر یا اس سے بھی اونچا چھوڑنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ تاکہ باغ میں سیوں وغیرہ سے ہل چلانے میں سہولت ہے۔ لیکن اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس طرح درخت کافی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور پھر شاخ تراشی، پھل توڑنے اور دوا پاشی کرنے میں مشکل ہو جاتی ہے۔ اور باغبان کو یہ عمل مہنگے پڑتے ہیں۔ علاوہ ازیں کافی سے زیادہ تعداد میں شاخوں کی درخت سے علیحدگی کا اثر درخت کو کمزور بناتا ہے۔ بعد میں پھل کی پیداوار پر بھی برا اثر

پڑتا ہے۔ اس لئے اس بات کی ہمیشہ ہدایت کی جاتی ہے کہ درخت پر پہلا جوڑ زمین سے ۱۸ اینچ سے ۲۴ اینچ کی اونچائی پر واقع ہو۔

درخت کو حسب منشا شکل و صورت دینے سے پہلے ایک اور بات کا خاص خیال رکھنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ درخت کی بڑھوتری کی عادت سے واقف ہونا چاہئے۔ کچھ درخت کافی اونچائی تک اگتے ہیں اور کم بلندی پر کوئی شاخ پیدا نہیں کرتے اور اس طرح باغبان کو پہلا مضبوط جوڑ درخت کو صحیح شکل و صورت دینے کے لئے نہیں ملے گا۔ ایسے حالات میں درخت کو منتقلی کے وقت اس طرح کاٹ دینا چاہئے کہ کاٹنے کے بعد کے نیچے کے چشمے چھوٹ پڑیں۔ اور شاخیں پیدا کریں اور ان میں سے پہلی یا دوسری شاخ پہلے جوڑ کے قریب منتخب کر لینی چاہئے۔ سب سے اوپر والے چشمے کی بڑھوتری سے سنٹرل لیڈر یا خاص تنا پیدا ہوتا ہے بعض درختوں میں زمین سے کم بلندی پر شاخیں دینے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں پہلے مضبوط جوڑ کے انتخاب میں سہولت رہتی ہے اور درخت کو حسب منشا تربیت دی جاسکتی ہے۔

پہلی تربیت کا مقصد درخت کو ۵ سے ۷ مضبوط جوڑوں کے ساتھ جو کہ تنے سے ایک دوسرے سے ۶ اینچ سے ۹ اینچ کے فاصلے پر مخالف سمتوں میں اگتے ہیں تو انائی دیتا ہے۔ اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے کہ تنے سے جوڑوں کا زاویہ مناسب طور پر کھلا ہونا چاہئے۔ ورنہ شاخ کے ٹوٹنے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ اس پر بھاری مقدار میں پھل ہوگا جس کا سبب ہو جائے گا۔

سنٹرل لیڈر سسٹم

تربیت کے اس طریقے کے تحت درختوں کے خاص تنے کو سیدھا اوپر کی طرف بڑھنے دیا جاتا ہے۔ اور جوڑ خاص تنے کے ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مخالف سمتوں میں اوپر کی طرف اگتے ہیں۔ اور پہلا خاص جوڑ زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر واقع ہوتا ہے۔ اس طریقے کے تحت شاخوں کو تنے سے زیادہ لمبائی پر نہیں اگنے دیا جاتا۔ اور جب شاخیں بڑھنا شروع ہوتی ہیں تو انہیں بتدریج کاٹ دیا جاتا ہے۔ منتقلی کے بعد تمام شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے ماسوائے ان شاخوں کے جو کہ درکار ہوتی ہیں۔ دوسرے موسم میں سب سے اوپر والا چشمہ اپنی بڑھوتری سے تباہ کرے گا۔ جو کہ سیدھا اگے گا۔ اور تنے سے نکلنے والی دیگر منتخب شاخوں پر فائق ہوگا۔ عمر کے ساتھ ساتھ درخت کے دیگر جوڑ حسب منشا متذکرہ الصدد طریقے سے منتخب کرنے چاہئیں یعنی خاص تنے کو دیگر شاخوں سے فائق رکھنا چاہئے۔ غیر ضروری شاخوں کو ہمیشہ درخت سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

درخت کی شاخوں کو اس طرح سے کاٹنا چاہئے کہ درخت متوازن رہیں۔ اگر منتخب کردہ شاخوں میں سے کوئی شاخ زیادہ بڑھ جائے تو اسے کاٹ کر درخت کا توازن برقرار رکھنا چاہئے۔ پس درخت کی دائمی شکل اس طریقے کے تحت ۴ یا ۵ سالوں میں تکمیل پذیر ہوگی۔ بعد ازاں درخت کی شاخ تراشی اس کے پھل دینے کی عادت کے مطابق کرنی چاہئے۔ کچھ پھلدار درخت مثلاً سوئیٹ چیری اور ناشپاتی اس طریقے کا قدرتی رجحان رکھتے ہیں۔ جب کہ سیب کا درخت بھی اس طریقے کے تحت سیدھا کیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ تربیت کے اس طریقے کے تحت درخت مناسب شکل و صورت والا، مضبوط اور خاصی پیداوار دیتا ہے۔ مگر اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں۔ درخت اس طریقے سے کافی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور پھل توڑنے، شاخ تراشی کرنے اور داپاشی وغیرہ کا عمل مشکل اور مہنگا ہو جاتا ہے۔ نیچے کی شاخوں پر جو سائے میں رہتی ہیں ان کا پھل صحیح طریقے سے نشوونما نہیں پاتا اور نہ ہی اس کی رنگت مناسب ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا نقائص اور تکالیف کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے ملک کے باغوں میں اس قسم کی تربیت جاری نہیں کی جاسکی۔

اوپن سنٹر سسٹم

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ایسے طریقہ تربیت میں شاخیں کم دبیش ایک ہی نقطہ سے نکلتی اور پھلتی ہیں جس سے درخت کی صورت ویز (VASE) جیسی دکھائی دیتی ہے۔ اور درخت کا مرکزی حصہ کھلا رہتا ہے۔ اس طریقے میں پودا لگاتے وقت اس کا اوپر کا حصہ کاٹ دیا جاتا ہے اور صرف ۲۴ یا ۳۰ اینج تناڑ بنے دیا جاتا ہے۔ شاخ تراشی کے آئندہ موسم میں ۲ یا ۳ شاخوں کو منتخب کر لیا جاتا ہے۔ ان منتخب شدہ شاخوں میں ذیلی شاخوں کو زمین سے ۱۸ اینج کے فاصلہ پر تنا سے آندھوں کے رخ پر نکلنا چاہئے۔ یہ منتخب شاخیں تنے کے ساتھ وسیع زاویے پر ہونی چاہئیں۔ اور ان کے سرے بھی اس طرح کاٹ دینے چاہئیں۔ تاکہ درخت ایک (VASE) مانند دکھائی دے۔ ایسی زائد شاخیں جو دوسری شاخوں کی بڑھوتری کو کم کر دیں کاٹ دینا چاہئے۔ اگلے سال پھر دو یا تین شاخیں منتخب کر لینی چاہئیں۔ باقی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اوپر کی شاخوں کی بڑھوتری کو ہمیشہ کم کرنا چاہئے۔ خاص طور پر پاؤں اور سیب کے درختوں کی۔ تاکہ درخت کی صورت ایسی بنائی جاسکے۔ اس کے بعد پھل دینے کی عادت کے مطابق شاخ تراشی کی جائے۔

اس قسم کی تربیت میں یہ خوبی ہے۔ کہ شاخوں کے کافی پھیلاؤ کی وجہ سے درخت کے اندرونی حصہ میں سورج کی روشنی اور ہوا کافی مقدار میں پہنچ سکتی ہے جس سے پھل اچھی طرح سے نشوونما پاسکتا ہے۔ خاص

طور پر پہاڑی اور سرد علاقوں میں ساتھ ہی دواپاشی، شاخ تراشی اور پھل توڑنے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ اس کے برعکس اس سسٹم میں چند ایک خامیاں بھی ہیں۔ مثلاً شاخوں کے تنے پر سے ایک ہی ساتھ ایک لفظ سے نکلنا اور تنے کے ساتھ کمزور زادیے کا ہونا ایک دائمی بنیادی کمزوری ہے۔ جس سے اکثر شاخیں ^{مڑتی} یومی رہتی ہیں۔ نیز یہ کہ درخت کی شکل کو برقرار رکھنے کے لئے سخت قسم کی شاخ تراشی کرنا ضروری ہوتی ہے جو خود ایک خامی ہے۔ گرم مقامات پر سورج کی براہ راست شعاعوں سے پھل کے پھٹ جانے اور ٹرنے کا بھی کافی اندیشہ رہتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام خامیوں کے باوجود یہ طریقہ بہت چھڑوانے پھل دار درختوں میں عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص کر سیب، زردالو، آرد، بادام اور آلو بخارا وغیرہ ہیں۔

مادیفائیڈ سنٹرل لیڈر سسٹم یا مادیفائیڈ اوپن سنٹر سسٹم
مندرجہ بالا دونوں طریقوں کی درمیانی صورت ہے۔ جس میں ان دونوں کی خوبیاں یک جا کی گئی ہیں۔ اس سسٹم میں پودے کو اپنی مستقل جگہ پر لگانے کے بعد نمایاں شاخ کو ۶ سے ۸ فٹ تک بڑھنے دیا جاتا ہے جیسا کہ سنٹرل لیڈر سسٹم میں بیان کیا گیا ہے۔ اس شاخ یعنی سنٹرل لیڈر کو بعد میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ جب بنیادی شاخیں یا سکیفولڈ شاخیں اچھی طرح نشوونما پا چکی ہوں تو اس کے بعد درخت کی شاخ تراشی اوپن سنٹر کے طرز پر کی جاتی ہے۔

اس سسٹم میں درخت کی شاخوں کے زاویے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور درخت بنیادی طور پر لازماً مضبوط ہوتا ہے۔ زاویوں کی مضبوطی کی وجہ ضمنی شاخوں کی غیر مناسب نشوونما ہے۔ سکیفولڈ یا بنیادی شاخوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ رکھا جاتا ہے۔ جس سے درخت نشوونما پانے کے بعد اوپن سنٹر سے مقابلتا اونچا اور سنٹرل لیڈر سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس سسٹم میں بھی سنٹرل لیڈر سسٹم قائم رکھنے کے لئے جھینسی شاخوں کے سروں کو بھی پہلے چند موسموں میں اچھی طرح کاٹ دینا چاہئے۔ درخت کو مثالی صورت دینا ضروری ہے۔ تاکہ بنیادی شاخوں و سنٹرل اور لیڈر کی بڑھوتری غیر مناسب ہو۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ بنیادی شاخیں غیر مساوی لمبائی کی صورت میں کاٹی جائیں۔ تاکہ نشوونما پانے کے بعد ان کا نصف قطر بھی غیر مساوی ہو۔ بعض حالات میں اگر منتخب شدہ لیڈر اپنی رہنمائی کو قائم نہ رکھ سکے تو اس کی جگہ کوئی اور تبادل شاخ چنی جاسکتی ہے۔ لیڈر کے سرے کو عموماً ۴ یا ۵ سال کے بعد کاٹ دیا جاتا ہے۔ خاص طور پر سیب اور آرد کے لئے

اس سے کم مقدار درکار ہے۔ ثانوی ضمنی شاخوں کو جو کہ بنیادی شاخوں پر سے نکلتی ہیں گھنا نہ ہونے دیا جائے اور عموماً ۲ سے ۳ ایسی شاخیں ہر بنیادی شاخ پر ہنے دی جائیں اور سارے درخت پر ۱۰ سے ۱۲ ثانوی ضمنی شاخیں ہونی چاہئیں۔ اس سہم کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طریقے سے بنیادی طور پر پورا مضبوط اور پھیلاؤ دار ہوتا ہے۔ درخت میں مناسب ہوا اور سورج کی شعاعوں کا گزر رہتا ہے۔ اور اس طرح پھل کے رنگ اور نشوونما کو تقویت پہنچتی ہے۔ تربیت کے دو سہ طریقوں کی نسبت اس طریقے میں کم شاخ تراشی کرنا پڑتی ہے۔ مستقل شاخ تراشی کی وجہ سے پھل توڑنے اور دوا پاشی کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے

مذکورہ بالا تربیت کے تمام طریقوں کی اہمیت کو شاید باغبان محسوس نہ کر سکے۔ لیکن آخر میں نصف سے زیادہ حد تک عاقلانہ شاخ تراشی کرنے سے اس کی نوعیت کا علم ہو جائے گا۔ محتاط شاخ تراشی درخت کو سنٹرل لیڈر قسم بنا سکتی ہے۔ اور اس کو ایسا مناسب ڈھانچہ دے دیتی ہے۔ کہ باغبان اس سے پورا فائدہ اٹھائے۔ لیکن ادین سنٹر درخت کی شاخ تراشی میں کوتاہی درخت کو گھنا بنا دیتی ہے۔ اور اس طرح باغبان گھٹے میں رہتا ہے۔ بصورت دیگر ادین سنٹر درخت بہ نسبت سنٹرل لیڈر درخت کے اقسام کے تحت کھلے اور مضبوط جوڑوں والا ہوتا ہے۔ البتہ عام حالات میں کوشش یہ ہونی چاہئے کہ درخت کی بڑھوتری اور پھل دینے کی عادت کے پیش نظر درخت کو حسب نشار ڈھانچہ دیا جائے۔ تربیت کے زیر بحث طریقے تمام درختوں کے لئے کارآمد ہیں۔ ماسوائے انگوڑے جس کی تربیت کے طریقے پر علیحدہ بحث کی گئی ہے۔

شاخ تراشی کے اصول

اب تک شاخ تراشی کے اہم فوائد اور چھوٹی عمر کے پودوں کی تربیت کے مختلف طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہم شاخ تراشی کے خاص خاص اصولوں پر بحث کریں گے۔ ان اصولوں کو شاخ تراشی کے عمل سے پہلے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ تاکہ ہماری شاخ تراشی اور تربیت کے عمل کا معیار ہمارے مقصد کے عین مطابق ہو۔

درخت کی عمر

درخت کی تنومندی اور آیا کہ وہ پھل دے رہا ہے یا نہیں۔ یہ کچھ ایسے بنیادی اسباب ہیں جنہیں شاخ تراشی کے عمل سے پہلے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ پہلے چند سالوں میں درخت کی شاخ تراشی کا مقصد اس کو مناسب تربیت دینا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ مضبوط اور توانا رہے لیکن جب درخت پوری طرح جوان ہو جاتا ہے تو شاخ تراشی کا مقصد تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے کہ درخت سے اعلیٰ

خصوصیات کی زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکے اور ساتھ ہی عرصہ دراز تک اس کی صحت اور توانائی برقرار رہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پھلدار درختوں کی شاخ تراشی اور خاص کر پت بھڑوائے درختوں کی شاخ تراشی ایک نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ اعلیٰ کامیابی کے لئے اور بہترین شاخ تراشی کرنے کے لئے شاخ تراشی کے چند اہم اصولوں کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

بڑھوتری پر شاخ تراشی کا اثر

بہت سے تجرباتی مشاہدات سے یہ بھی اسی طرح سے ظاہر ہے کہ شاخ تراشی کا اثر درخت کو کوٹا ہ قد بنا دیتا ہے۔ اگرچہ شاخ تراشی کا فوری نتیجہ شاخوں اور پتوں کی لمبائی ہے۔ لیکن اس درخت کی بڑھوتری جس کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو اس درخت سے زیادہ ہوتی ہے جس کی شاخ تراشی خواہ وہ کسی قسم کی بھی کیوں نہ کی گئی ہو۔ دوسرے الفاظ میں شاخ تراشی سے الگ کردہ مگرڑی کی مقدار شاخ تراشی کے اثر کی بڑھوتری سے زیادہ ہوتی ہے۔ تجربات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ اس درخت کا جس کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہوتے وغیرہ کا قطر، اس درخت جس کی شاخ تراشی کی گئی ہو زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس طرح پہلے درخت کا وزن دوسرے درخت سے زیادہ ہوتا ہے۔ شدید شاخ تراشی درخت کی جڑوں کی بڑھوتری پر بھی اپنا اثر دکھاتی ہے۔ چونکہ شدید شاخ تراشی سے پتوں کی تعداد خاصی کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر جڑوں کی تعداد اور بڑھوتری بھی کم ہو جائے گی۔ کیونکہ انہیں کم مقدار میں غذا مہیا کرنا ہوگی۔ اس لئے درخت کی بڑھوتری کی کمی شاخ تراشی کی قسم کے عین مطابق ہے۔ ان تمام مشاہدات کے باوجود درخت کی شاخ تراشی فائدہ مند خیال کی جاتی ہے۔ کیونکہ پتوں کی جسامت میں اضافہ اور درخت کا غیر صحت مند عناصر سے تھپکارا درخت کی کوتاہی اور پتوں کی تعداد میں کمی کا مداوا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر شاخ تراشی بہت ہی شدید ہو تو یہ عناصر اس کا مداوا ثابت نہیں ہوں گے۔ اس لئے ہمیشہ ہدایت کی جاتی ہے کہ جوان اور متوازن پھل دینے والے درختوں کی معتدل شاخ تراشی کی جائے۔ شدید شاخ تراشی کی ضرورت صرف اس وقت تک پیش آئے گی جب کہ زیادہ عمر والے اور کمزور درختوں کو از سر نو ٹھیک کرنا مقصود ہو۔

شاخ تراشی کا مقامی اثر

شاخ تراشی کا اثر مقامی حالت میں نمایاں ہوتا ہے۔ مثلاً شاخیں، تنہا اور پتے وغیرہ جو کٹائی کے مقام کے قریب ہوتے ہیں اپنی بڑھوتری میں اضافہ دکھاتے ہیں۔ بڑھوتری کا یہ اثر کٹائی کے مقام سے دوری

پر کم ہوتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ پانی اور غذا کی مقدار کٹنی والے مقام پر نسبت دیگر حصوں کے زیادہ ہوتی ہے۔ شدید شاخ تراشی کے بعد کٹنی کے مقام کے ارد گرد خرابی نمودار ہو جاتی ہے۔ جو کہ درکار نہیں ہوتے۔ معتدل اور محتاط شاخ تراشی ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دیتی۔ بڑی اور غیر ضروری شاخوں کو ایک دم نہیں کاٹنا چاہئے بلکہ رفتہ رفتہ اس غیر ضروری بڑی شاخ کو کم کرنا چاہئے۔ اس لئے شاخ تراشی کے عمل کو پورے درخت پر تقسیم کر دینا چاہئے۔

پیداوار پر شاخ تراشی کا اثر

تجرباتی مشاہدات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاخ تراشی اپنی قسم کے تحت ایک درخت کی پیداوار کو کم کر دیتی ہے۔ شدید شاخ تراشی سے پیداوار اتنی کم ہو جاتی ہے کہ پھل کے حجم اور خاصیت میں اضافہ بھی اس نقصان کو پورا نہیں کر سکتا۔ پھر بھی شاخ تراشی کی ضرورت ہے تاکہ پیداوار پر کوئی اثر ڈالے بغیر قابل فروخت پھل حاصل کئے جاسکیں۔ یہ کافی حد تک شاخ تراشی کے وقت درخت کی حالت پر منحصر ہوتا ہے اگر درخت بہت زیادہ گھنا ہو تو اس کی خفیف یا معتدل شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ تاکہ قابل فروخت پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔ بصورت دیگر اگر درخت کی تربیت کی جا چکی ہو اور پچھلے سالوں میں اس کی باقاعدگی سے شاخ تراشی کی جا چکی ہو تو اس وقت خفیف شاخ تراشی کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے پیداوار میں غیر ضروری کمی واقع ہو جائے گی۔

پھل کے حجم، رنگ اور خاصیت پر شاخ تراشی کا اثر

یہ امر ثابت کیا جا چکا ہے کہ پھل کے حجم، رنگ اور خصوصیات پر شاخ تراشی کا اثر موافق ہوتا ہے۔ پھلدار درخت جو گھنے ہوں اور جن کی شاخ تراشی نہ کی گئی ہو۔ اگرچہ پھل زیادہ مقدار میں ہوں گے۔ لیکن پھلوں کا حجم، رنگ اور خصوصیات اچھی نہ ہوں گی۔ کیونکہ اس صورت میں نائٹروجن اور نشاستے کا تناسب متوازن نہیں ہوگا۔ خفیف اور معتدل شاخ تراشی سے پھل کے حجم، رنگ اور خصوصیات پر نمایاں تبدیلی ظاہر ہوگی۔ کیونکہ اس سے ہوا اور سورج کی شعاعیں درخت میں اچھی طرح سے جذب ہوں گی۔ ایسی صورت درخت کی نوعیت اور حجم پر منحصر ہوتی ہے۔ پھلوں کے حجم، رنگ اور خصوصیات میں یہ اضافہ شاخ تراشی سے درخت کی بڑھوتری کا نقصان پورا کر دیتا ہے۔ اور ان خصوصیات کو حاصل کرنے کے لئے درخت کی خفیف اور معتدل شاخ تراشی کرنی چاہئے۔

آبپاشی پر شاخ تراشی کا اثر

شاخ تراشی کا خاص اثر جڑوں اور پتوں کے درمیانی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر نائٹروجن والی کھادوں کا زیادہ استعمال، پتوں کے ان حصوں کو جہاں سے بخارات نکلتے ہیں بڑھا دے گا اور اس طرح جڑوں کا ان سے توازن غیر متوازن ہو جائے گا۔ شاخ تراشی سے یہ توازن قائم رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ پتوں کی تعداد میں کمی سے یہ توازن مناسب ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی اس سے پھل کا حجم بھی بڑھ جاتا ہے جیسا کہ امریکہ میں تجربہ سے ظاہر ہو چکا ہے۔

طاقتور جوڑ حاصل کرنے کے لئے شاخ تراشی کا اثر

شاخ تراشی سے ان شاخوں کو جن کا زاویہ تنگ ہو ہمیشہ کاٹ دیا جاتا ہے اور ان شاخوں کو منتخب کیا جاتا ہے۔ جن کا زاویہ کھلا اور مضبوط ہو۔ وہ شاخیں جن کے زاویے تنگ ہوتے ہیں عموماً پھل کے بوجھ سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ مضبوط جوڑ بنانے کے لئے ایک اور ضروری عنصر یہ ہے کہ وہ دو شاخیں جو کہ آپس میں کھلا زاویہ بنا رہی ہوں وہ قطر میں ایک دوسرے سے مختلف ہونی چاہئیں کیونکہ اگر ان کا قطر برابر ہوگا تو ان کے بھی ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ درخت کی مناسب تربیت سے اس خطرے کا سدباب کیا جاسکتا ہے۔

پھولوں کے لگنے پر شاخ تراشی کا اثر

شاخ تراشی نے پھولوں کے لگنے پر موافق اثر دکھایا ہے۔ اور یہ پھول صرف پھوٹنے والے مقامات کو کم کر دینے سے اور دیگر مقامات پر بلا واسطہ پانی اور نائٹروجن کے اضافہ سے پھولوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شاخ تراشی کے اس اثر کو نائٹروجن دینے کے لحاظ سے عموماً خاص اثر نہیں ہوگا۔ یہ صرف بعض اقسام میں ہے جہاں پھل لگنے کے لئے نائٹروجن دینا اتنا موثر نہیں ہوتا جتنا کہ شاخ تراشی سے۔

پھولوں کے چشموں پر شاخ تراشی کا اثر

بغیر کسی شک و شبہ کے یہ امر مسلمہ ہے کہ چھٹی عمر میں درختوں کی شاخ تراشی پھولوں کے چشموں کی تفریق میں دیر کا باعث ہوتی ہے۔ اس عمر میں شدید شاخ تراشی پھل کے آنے کے وقت میں بہ نسبت خفیف شاخ تراشی کے زیادہ دیر کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کی خاص وجہ شاخ تراشی کے بعد غیر جنسی بڑھوتری میں اضافہ ہے اور اس طرح جمع شدہ مواد کو پتوں کا غیر جنسی بڑھوتری میں استعمال کرنا ہے۔ جیسا کہ عام حالت میں پھولوں

کے چپٹے پیدا کرنے کا کام آتا ہے۔ اسی وجہ سے شاخوں کو اطرافی شاخوں میں کم کرنے کی نہ کہ بالائی حصے کو کاٹنے سے غیر جھنسی بڑھوتری اور زیادہ ہو جاتی ہے بلکہ پھولوں کے چپٹے کے اظہار میں دیر کا موجب ہوتی ہے پھولوں کے چپٹے اگر ایک بار پھل دینے والے جوان درختوں میں ظاہر ہو جائیں تو پھر وہ کم نہیں ہوتے۔ جب تک کہ شدید شاخ تراشی نہ کی جائے۔ پھر بھی شاخ تراشی سے پھول پیدا کرنے والے چپٹوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اور اس طرح پھل دینے کے رقبہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ان جوان درختوں کو جو پہلے سے صحت مند اور توانا ہوں شاخ تراشی سے توانائی اثر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

دوسری صورت میں شاخ تراشی کے توانائی اثر کی عمر رسیدہ اور کافی مقدار میں پھل دینے کی وجہ سے کمزور درختوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ نئی اطرافی شاخوں اور غنچوں کی موجودگی ان عمر رسیدہ درختوں میں مناسب پیداوار کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور یہ مقصد شدید شاخ تراشی سے کیا جاسکتا ہے۔

شاخ تراشی کے چند عام اصول

شاخ تراشی کے لئے استعمال میں آنے والے اوزار ابھی طرح سے تیز ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ شاخوں کو کیانیت سے بغیر کسی نقصان کے کاٹ سکیں۔ کند اوزاروں کے استعمال سے صحیح تراشی کی بجائے شاخ کے پھلکے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور شاخ میں معمولی زخم سے زیادہ زخم پیدا ہو جاتا ہے۔ شاخ کو بغیر کسی غیر ضروری حصے کے چھوڑنے کے اچھی طرح سے کاٹ دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ غیر ضروری حصہ گل سٹرک اور بیماری پھیلاتے یا ان میں جراثیم گھس کر مزید نقصان کریں۔ بڑی شاخوں کو کاٹتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس کے بوجھ سے پھلکے میں شگاف پیدا نہ ہو جائے۔ ایسے حالات میں پہلے اصل مقام سے ۸ یا ۱۰ انچ کے فاصلے پر تراش دینی چاہئے اور بعد میں باقی حصے کو علیحدہ کر دیا جائے۔ شاخ تراشی کے چھوٹے زخم خود بخود مہر جاتے ہیں۔ اور بڑے درختوں پر ہمیشہ تار کول یا دیکس وغیرہ لگا دینی چاہئے۔ شاخوں کو ان کی توانائی کے لحاظ سے کاٹنا چاہئے۔ یعنی توانا شاخ کو کم اور کمزور کو زیادہ کاٹنا چاہئے۔ تراش ہمیشہ تھوڑی سی ترھی ہونی چاہئے۔ ان شاخوں کو جو نیچے کی طرف لٹک رہی ہوں کاٹ دینا چاہئے اور سیدھی اونچائی کی طرف جانے والی شاخ چھوڑ دینی چاہئے۔ درخت کے اوپر والے سرے کو شدید طور پر نہیں کاٹنا چاہئے۔ بلکہ خفیف کٹائی کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اطرافی شاخ یا چپٹے کی کرنی چاہئے۔ ایک ہی مقام سے اٹھنے والی تمام شاخوں کو سواتے ایک کے کاٹ دینا چاہئے اور ایک دوسرے پر چڑھنے اور خلط ملط ہونے والی شاخوں کو بھی کاٹ دینا چاہئے۔ بیمار اور خشک شاخوں

کو بھی کاٹ دینا چاہئے۔ ان اوزاروں کو جن سے بیمار شاخیں کاٹی گئی ہوں بغیر صاف کئے صحت مند شاخوں کو کاٹنے کے کام میں نہیں لانا چاہئے۔ تاکہ بیماری کے جو اثر صحت مند شاخوں پر اثر انداز نہ ہوں۔

پھلدار درختوں کی بڑھوتری اور پھولنے کی عادت کا شاخ تراشی سے تعلق

مختلف پھولوں اور ان کی اقسام کے پھول دینے اور بڑھوتری کی عادت کا علم نہایت ضروری ہے۔ تاکہ شاخ تراشی سے عمدہ نتائج برآمد ہوں۔ کیونکہ ان کی عادات میں فرق ہے۔ بعض اقسام کے درخت اوپر کی طرف اور بعض اطراف میں پھیلتے ہیں۔ ایسے درختوں میں جو اوپر کی طرف زیادہ بڑھتے ہیں شاخ تراشی اس طرح کی جائے کہ تمام شاخیں بلندی کی طرف مائل ہوں اور شاخیں آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔ اطراف میں پھیلنے والے درختوں کی شاخ تراشی ایسی کی جائے کہ دوپااشی، پھل اتارنے اور شاخ تراشی میں آسانی رہے۔ اس کے علاوہ بعض اقسام کی چھوٹی چھوٹی شاخیں اندر کی طرف بڑھتی ہیں جب کہ دیگر اقسام میں ایسی شاخیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے شاخ تراشی اس طرح کی جائے کہ درخت کے بڑھنے کی خاصیت کے مد نظر ایسی شاخیں نہ تو بہت زیادہ اور نہ ہی بہت کم کٹ جائیں۔ اس طرح مختلف پودوں کے پھول دینے کی عادت اور پھل پیدا کرنے والے پھلوں کی جگہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ کچھ درخت یا ان کی قسموں میں پھل والے چشٹے ٹہنیوں پر ہوتے ہیں اور کچھ میں سروں پر جب کہ کسی دیگر اقسام میں ہر دو طرح ہوتے ہیں۔ چنانچہ شاخ تراشی کا عمل اس طرح کرنا چاہئے کہ کسی مخصوص حصہ سے پھول والے چشٹے زیادہ تعداد میں نہ کاٹے جائیں۔ بعض اقسام میں پھل والے چشٹے درخت کی باہر والی شاخوں پر پیدا ہوتے ہیں اور انہیں کافی دھوپ میسر آتی ہے۔ ایسی شاخ تراشی جس سے درخت کا اندرونی حصہ زیادہ کھلا رہ جائے کم فائدہ مند ہے۔ بہت سے دوسرے پھلوں مثلاً انگور میں یہ انتہائی اہم ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ کون سے چشٹے پھول اور پھل والی شاخیں پیدا کریں گے۔ چنانچہ شاخ تراشی اسی مناسبت سے کی جائے۔ اور صرف وہی چشٹے چھوڑے جائیں جو پھل پیدا کرنے والی شاخوں کو جنم دے سکتے ہوں۔

مختلف پھلدار اقسام کی پھول دینے کی عادت کے مطابق شاخ تراشی کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ پھلدار درختوں کی شاخ تراشی ان کے پھول دینے کی عادت کے مطابق

کرنی چاہئے۔ یہاں اس پر باغبان کی عام اطلاع کے لئے بحث کی گئی ہے۔

خالص پھول کے چشٹے والے پھلدار درختوں کی اقسام

سرے پر پھول کے چشٹے لوکاٹ، آم اور اس گرمہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھول دینے والے چشٹے

نئی شاخوں کے سروں پر جو کہ پھلے موسم میں بڑھتی ہیں پائے جاتے ہیں۔ اطرائی چشمے نئی بڑھوتری کے فمردار ہوتے ہیں ان میں سے کچھ پھول دار چشمے اپنے سر پر پیدا کرتی ہیں۔

چشموں کی تفریق پھلے موسم کی شاخوں پر ہوتی ہے۔ اس لئے ایسے درختوں کی شاخ تراشی کی سفارش نہیں کی جاتی ماسوائے اس کے کہ خشک شاخوں اور درخت کے اندر کی طرف جانے والی شاخوں کو درخت کو گھنا ہونے سے بچانے کے لئے کاٹ دیا جائے۔

پھول کے اطرائی چشمے

اس گروہ میں آرڈو، زرد آلو، چیری، بادام، انڈرٹ، پی کان اور پیتا شامل ہوتے ہیں۔ آرڈو میں پھول پھلے سال کی شاخ کی اطراف پر پیدا ہوتے ہیں عموماً تین چشمے پھوٹتے ہیں۔ درمیانی چشمے پتے پیدا کرتے ہیں۔ اور اطرائی چشمے پھول نکالتے ہیں۔ بعض اوقات صرف پھول دینے والے چشمے پائے جاتے ہیں۔ ہر سال پھولوں کے چشمے کی تسلی بخش افزائش کے لئے نئی توانا شاخوں کی برقراری ضروری ہے۔ اس صورت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آرڈو کے پودے کی کاٹ پھانٹ کے وقت پر نئی شاخ کا قریباً ایک تہائی یا نصف حصہ کاٹ دینا چاہئے۔ تاکہ وہ ہر سال بار آور بھی ہو اور شاخیں بھی نکالے جن پر کہ آئندہ فصل کا انحصار ہوتا ہے۔ کاٹ پھانٹ کے وقت غیر موزوں شاخوں کو بھی کاٹ دینا چاہئے۔

چیری اور آلوچہ کی چند اقسام میں پھل چھوٹے پھلدار سپر (SPUR) پر لگتا ہے۔ شاخ تراشی اس طرح سے کی جاتی ہے کہ نئے "سپر" کی افزائش میں مدد ملے۔ اگر سپر (SPUR) بہت ہی زیادہ مقدار میں ہوں تو چند شاخوں کے ساتھ ان کو کم کر دینا چاہئے تاکہ ہوا اور شعاعوں کا گزر آسانی سے ہو سکے۔

بادام، زرد آلو اور دیگر جاپانی اور امریکی آلوچہ اور چیری وغیرہ میں پھول ایک سال پرانی شاخ پر پیدا شدہ سپر (SPUR) اطراف میں لگتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان درختوں کی پھل دینے کی عادت آرڈو اور سویٹ چیری کے مطابق ہے۔ اس حالت میں بھی شاخ تراشی اس طرح کرنی چاہئے کہ (SPURS) اور نئی شاخوں کو نکلنے میں مدد ملے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پھلے سال کی شاخوں کی خفیف شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ نیز پرانی اور گھنی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔

مرکب چشمے پیدا کرنے والے درختوں کی قسمیں

پہلو کے چشمے

سیب، ناشپاتی، ہی پی کان (PECAN) اور اخروٹ کے مادہ پھول وغیرہ اس گروپ میں آتے ہیں۔ چھوٹی شاخوں یعنی غنچوں کے کناروں پر پھول پیدا ہوتے ہیں۔ یہ غنچے پھلے سال والے پتوں کے ساتھ اطرائی چشمے پیدا کرتے ہیں جن سے کناروں پر شاخیں پھوٹی ہیں اور ایسے غنچے ایک سال بڑھتے اور دوسرے سال پھل دیتے ہیں۔ مسلسل مدارج یہ ہیں۔ پہلے موسم میں اطرائی چشمے دوسرے میں چھوٹے غنچے اور تیسرے میں پھل پیدا کرنے والے غنچے۔ یہ غنچے بعد میں کم ہی بڑھتے ہیں۔ مگر کئی سالوں تک پھل دیتے ہیں۔ عام طور پر ان درختوں کو ہر سال متوازن پھل دینا چاہئے۔ لیکن بعض اوقات کچھ غنچے دوسرے سال پھل نہیں دیتے۔ بلکہ ایک سال دیر سے ان غنچوں کے ساتھ پھل لگتے ہیں۔ جو کہ دوسرے سال میں پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسی لئے درخت ہر دوسرے سال پھل دینے کی عادت پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ حالت بعض اوقات پالے سے پھولوں کو نقصان کی وجہ سے بھی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں غنچوں کی کمزوری مائل توانائی اس حالت کے پیدا کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ان درختوں کی اس طرح شاخ تراشی کی جائے کہ ہر سال نئے صحت مند غنچے پیدا ہوتے رہیں۔ پرانی اور غیر ضروری لکڑی کو کاٹ دینا چاہئے۔ شدید شاخ تراشی سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ غنچوں کی بجائے شاخوں کی بڑھوتری میں اضافے کا باعث بنے گی۔

شاخوں کے سروں پر اطرائی چشمے

اس گروہ میں انگور، انار، امرود، جامن، زیتون (COLIVE) رس بھری، سبز بیری اور سیاہ بیری وغیرہ شامل ہیں۔ انگور، رس بیری اور سیاہ بیری وغیرہ میں چشمے پھلے سال والی شاخ پر نمودار ہوتے ہیں۔ بیریز میں پرانی لکڑی ہر سال کاٹ دی جاتی ہے۔ اور نئی شاخیں اگلے سال پیدائے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ جو کہ پھل دینے والا چشمہ بناتی ہیں۔ اسی طرح انگور میں شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ اور صرف ایک یا دو چشمے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل الگ انگور کے عنوان کے تحت کی جا چکی ہے۔

انار، امرود، جامن وغیرہ میں جب چشمے پھوٹتے ہیں تو شاخ پیدا کرتے ہیں جن پر پتے ہوتے ہیں۔ اور ان پتوں کے پیدائے سے پھول یا پھول کی شاخ پیدا ہوتی ہے۔ پھل دینے والے چشمے یا تو چھوٹی چھوٹی شاخوں پر یا پھیر غنچوں پر پیدا ہوتے ہیں۔ شاخ تراشی کے وقت زائد خشک اور بیمار شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔

سدا بہار درختوں کی شاخ تراشی

شاخ تراشی صرف پت جھڑوانے درختوں کے لئے ہی مخصوص ہے اور اسے سدا بہار درختوں کے لئے ضروری خیال نہیں کیا جاتا۔ پت جھڑ درختوں کے برعکس سدا بہار درختوں کی شاخیں شاخ تراشی کرنے سے اتنا اثر نہیں لیتیں۔ اسی لئے اصول کے مطابق سدا بہار درختوں کی شاخ تراشی کم کرنی چاہئے۔ شاخ تراشی درخت کی تربیت کے دوران میں بہت ہی ضروری ہے۔ خاص کر منتقلی کے وقت چھوٹے پودوں کو زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور ان پر ۳ سے ۱۵ اچھے زاویوں والی شاخیں بننے دی جاتی ہیں۔ چھوٹے پودوں کو تین فٹ سے کم فاصلے پر نہیں کاٹنا چاہئے۔ تاکہ وہ ہوا کے ضرر اور پھلنے سے بچ جائیں۔ درخت کو اوپر سے کاٹنے سے نئی اور اچھی شاخیں پیدا ہوں گی۔ اور انہیں اچھے جوڑوں کے لحاظ سے چن لیا جاتا ہے۔ باقی ماندہ شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ منتخب شدہ شاخیں ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر ہوں اور ایک ہی جگہ پر دو شاخیں ہرگز نہیں ہونی چاہئیں۔

ہر سدا بہار درخت مثلاً سنگترہ اور مالٹا کے اندر دنی حصے میں گھنی بڑھوتری ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اندر دنی شاخیں مر جھا جاتی ہیں۔ اسی لئے ایک دوسرے پر چڑھنے والی زائد شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

کچا گلا (WATER SPROUT) خاص کر سیمین میں عام ہوتا ہے۔ اس کو باقاعدگی سے اور خاص کر جب تے سے نکل رہے ہوں کاٹ دینا چاہئے۔ پالے سے مر جھائی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اور شاخ تراشی کے وقت غیر ضروری شاخوں کو بھی دخت پر قطعاً نہیں رہنے دیا جاتا۔ اسی لئے تمام شاخوں کو اطرافی سمتوں سے کاٹا جاتا ہے۔

پھلدار درختوں کی موسم گرما میں شاخ تراشی

تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ درختوں کی موسم گرما میں شاخ تراشی موسم سرما کی شاخ تراشی کی نسبت درخت کو زیادہ کوتاہ قد بنا دیتی ہے۔ موسم گرما میں ان پتوں کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے جو درخت کے دوسرے حصوں کی غذائی قوت کو بیکار ختم کر رہے ہوتے ہیں۔ پتوں کا موسم گرما میں الگ کرنا جڑوں کی بڑھوتری پر بھی برا اثر ڈالتا ہے۔ ان وجوہات کی بنا پر پھلدار درختوں میں موسم گرما میں شاخ تراشی کی سفارش نہیں کی جاتی۔ سرد مقامات پر موسم گرما کی شاخ تراشی ایک اور نقصان پہنچاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ بڑھوتری میں غیر ضروری دیر

ہو جاتی ہے۔ اور درختوں کو کم درجہ حرارت کی وجہ سے سردیوں میں نقصان پہنچتا ہے۔ نیز درخت اپنے اندر نشاستے کو جمع کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ البتہ موسم گرما میں خورد و غیرہ کو علیحدہ کرتے ہیں اور ایسا کرنا بھی چلینے انگور میں موسم گرما کی شاخ تراشی کو ایک باقاعدہ کارروائی سمجھا جائے تاکہ پھلوں کی نشوونما مناسب طریقے پر ہو اور سوزج کی کرکوں اور ہوا کا گزر ان تک ہوتا رہے۔ موسم گرما میں انگور کی غیر ضروری شاخوں کو کاٹنا ایک عام مشق ہے۔

شاخ تراشی کا وقت

پت جھڑو اے درختوں کی شاخ تراشی عموماً سردی کے شروع میں پتوں کے گرنے کے وقت سے موسم بہار کے شروع تک چشمے وغیرہ نکلنے تک کی جاتی ہے۔ سردیوں کے شروع میں درختوں کی شاخ تراشی سے احتراز کرنا چاہئے۔ کیونکہ سخت سرد موسم میں درختوں کو سردی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ عموماً درختوں کی شاخ تراشی وسط جنوری سے شروع فروری تک بڑھوتری کے شروع ہونے سے پہلے کرنی چاہئے۔ علاوہ ازیں سردیوں کے ادائل میں شاخ تراشی سے چشمے موسم بہار کے شروع میں پھول پیدا کریں گے اور ان پھولوں کو پالنے سے نقصان کا سخت خطرہ ہے۔ خشکی میں شاخ تراشی سے درختوں سے غذائی مادے کے بننے کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ ایک اور عنصر جو کہ خشکی میں شاخ تراشی کرنے کے حق میں ہے وہ یہ ہے کہ خشکی کے وقت غذائی مادہ اوپر سے نیچے شاخوں وغیرہ کو جاتا ہے اور چشمے پھوٹنے کے وقت نیچے سے اوپر کو جاتا ہے۔ اس لئے اس وقت کی شاخ تراشی سے غذائی نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔

باغات کے ناکام ہونے کی وجوہ

پاکستان کے معرطن وجود میں آنے سے قبل اس علاقہ میں باغبانی کو محض ایک مشغلہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے تجارتی پیمانے پر باغات کی کاشت نہیں ہوتی تھی۔ جہاں کہیں بھی کچھ باغات تھے۔ وہ کوئی خاص پیداوار نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ مالکان باغات عام طور پر خسارہ میں رہتے تھے۔ لیکن اب صورت حال بالکل تبدیل ہو گئی ہے۔ زمینداروں نے وسیع رقبہ جات پر باغات لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ لیکن باوجود صحت مند ہونے کے بسا اوقات پورے پوری آمدنی نہیں دیتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس شعبہ کی ترقی اور زمینداروں کے فائدے کے لئے وہ تمام امور درج کر دیئے جائیں جو کامیاب باغبانی میں حائل ہوتے ہیں۔ تاکہ باغبان ان سے پوری طرح باخبر ہوں۔ اور کسی وقت بھی کوئی مالی نقصان نہ اٹھائیں۔

- ان اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
- بیرونی وسائل جو پھلدار پودوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔
- وہ نقص جو پودے ہی میں موجود ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے بیرونی امور کی تفصیل دی جاتی ہے۔

آب و ہوا

باغبانی میں آب و ہوا کی بہت ہی اہمیت ہے۔ کیونکہ مختلف آب و ہوا میں مختلف پھلدار پودوں کی کاشت کی جاتی ہے۔ پودے کی دوسری ضروریات مثلاً زمین، کھاد، آبپاشی وغیرہ انسان حتی الامکان مہیا کر سکتا ہے۔ لیکن آب و ہوا کو تبدیل کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ آب و ہوا کئی چیزوں مثلاً درجہ حرارت، بارش، کبر، روشنی وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک عنصر پودے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کی مختصراً تفصیل دی جاتی ہے۔

درجہ حرارت

ہر پھلدار پودے کے مختلف حصوں مثلاً شاخوں کی بڑھوتری، پھول نکلنا، پھل کا پکنا اور اس کی نشوونما کے لئے مختلف درجہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مختلف پھلدار پودوں کے لئے مختلف درجہ حرارت ضروری ہے۔

جب موسم بہار میں حدت جلد شروع ہو جائے تو ترشادہ اور آرام کے پھول جلد نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن سرد موسم میں اس عمل میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ پت بھڑ پودوں میں ناشپاتی، آرد کی نسبت کم درجہ حرارت پر پھول لاتی ہے۔ سرد آب و ہوا میں پھولوں مثلاً سیب، انگور وغیرہ کی خاصیت (QUALITY) اچھی ہو جاتی ہے۔ سیب کو جب گرم آب و ہوا میں کاشت کیا جائے تو اس میں کھٹاس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس سال درجہ حرارت اوسط سے کم ہو جائے۔ تو ماٹ کا پھل سائز میں چھوٹا، کھٹاس اور مٹھاس (T.S.S) میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ لیکن گرم آب و ہوا میں پھل بالکل ہی گھٹیا درجے کا ہوتا ہے۔ اور اسے زیادہ دیر تک رکھا بھی نہیں جاسکتا۔ کالی مرتح کی کاشت جب درجہ حرارت ۶۰-۸۰ فارن ہیٹ ہو تو پھولوں سے پھل بن جاتا ہے۔ لیکن زیادہ درجہ حرارت میں پھول گر جاتے ہیں۔

بارش

پھولوں کے کھلنے کے وقت بارش بڑی نقصان دہ ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا۔ پھول کے زرا اور مادہ حصے صنایع ہو جاتے ہیں۔ نیز برابر آلودایام میں پھول نہیں کھلتے۔

اس لئے آب و ہوا میں بارش بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض پھلوں مثلاً انگور، کھجور وغیرہ میں پھل پکتے وقت بارش کا ہونا بہت ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ پھل عموماً پھٹ کر خراب ہو جاتا ہے۔
دھوپ (روشنی)

پودے کی صحیح نشوونما کے لئے روشنی بہت ہی ضروری ہے۔ کیوں کہ اس کی مدد سے پتوں میں خوراک ملتی ہے۔ اگر پودوں کو مناسب خوراک نہ ملے تو بہت ہی کمزور رہتے ہیں۔ اس لئے بار آوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض پودوں مثلاً سیب وغیرہ میں تو پھل لگنے کا دار و مدار روشنی کی مقدار پر ہوتا ہے۔

ہوا

وہ پودے مثلاً اخروٹ، کھجور جن میں عمل زیرگی ہوا کی مدد سے ہوتی ہے سے اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے ہوا کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن تیز ہوا بڑی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ کیڑے جن کی مدد سے بعض پودوں میں عمل زیرگی ہوتا ہے بالکل بیکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پودے کی شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور پتوں اور پھول کے مادہ حصے سے پانی کا اخراج زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے وہ خشک ہو جاتے ہیں۔

کھہر

کھہر بعض پودوں مثلاً کدو، پیپا، آم وغیرہ کی کاشت میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں جہاں اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ پھلدار پودے کاشت نہیں کئے جاسکتے۔ وہاں صرف پت جھڑ پودے ہی زیادہ کامیاب رہے ہیں۔ کیوں کہ بعض حالتوں میں یہ پودے بڑوں تک مرجاتے ہیں اور زمیندار کو بہت ہی نقصان پہنچاتا ہے۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ ژالہ باری، دھند، رطوبت وغیرہ بھی ہیں جو پھلدار پودوں کی کاشت میں کافی حائل ہو سکتے ہیں۔

زمین

ہر وہ زمین جس میں عام فصلات کی کاشت بڑی اچھی ہو رہی ہو باغوں کے لئے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ سطحی زمین (SUB SOIL) کا جانچنا بہت ہی ضروری ہوتا ہے۔ کیوں کہ پودوں کی جڑیں

بہت ہی گہری چلی جاتی ہے۔ اس مطلب کے لئے ۶ سے ۸ فٹ گہرا گڑھا کھود کر دیکھنا چاہئے کہ اس میں لکڑی، موٹی ریت یا سخت زمین کی تہ تو نہیں ہے۔ کیونکہ سخت زمین سے پانی نیچے نہیں جاسکے گا۔ اور ریتی زمین میں سے خوراک اور پانی نیچے چلا جائے گا۔ جو کہ جڑوں کی پیچ سے باہر ہوگا۔

ایسی زمین جس میں چار فٹ کی گہرائی تک مندرجہ بالا نقصان میں سے کوئی بھی نقص ہو چھوٹی جڑوں والے پودے مثلاً انگور، کیلا، فالسہ وغیرہ کاشت کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن آم اور ترشادہ پھلوں کے لئے کم از کم آٹھ فٹ کی گہرائی تک کوئی نقصان نہیں ہونا چاہئے۔

ریتی سخت و بھاری۔ کھلاٹھی یا دہ زمین جس میں پانی کی سطح اوپر نیچے ہوتی ہے۔ باغ کے لئے موزوں نہیں ہے۔ زمین کی موزونیت روٹ سٹاک پر بھی منحصر ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ مالٹا کے پودے جو کہ کھٹے پر پیوند کئے گئے ہوں ان کو کھٹھی کی نسبت بھاری زمین میں بھی کاشت کیا جاسکتا ہے۔

واغ بیل

پرانے باغات کے ناکام ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پودوں کو مناسب فاصلہ نہیں لگایا گیا۔ یہ پودے بڑے ہو کر ایک دوسرے میں بھسن جاتے ہیں۔ نتیجتاً پودے کو مناسب روشنی اور ہوا نہیں مل سکتی جو کہ پودے کی بڑھوتری کے لئے بہت ہی ضروری ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان پودوں میں گودی اور ہل وغیرہ نہیں چل سکتے۔ اور ساتھ بیماریوں اور کٹیروں سے بچاؤ کے لئے مناسب سپرے نہیں ہو سکتی۔ اس وجہ سے وہ پودے کمزور ہو جاتے ہیں۔ ہوا اور روشنی کی عدم موجودگی میں پودے اونچے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے مچل بھی اونچائی پر لگتا ہے جس کے توڑنے وغیرہ پر بھی زیادہ خرچ آتا ہے۔

کھاد

پودوں کو اپنی زندگی میں دو کام یعنی بڑھوتری اور مچل پیدا کرنا ہوتے ہیں۔ اس نرضی کے لئے ان کو خوراک کی کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہماری زمینوں میں اتنی خوراک نہیں پائی جاتی۔ اس لئے اس کمی کو مصنوعی طریقہ سے پورا کرنا ضروری ہے۔ مالٹے کے جو ان پودے کی بڑھوتری اور بارآوری کے لئے بیس سیر گوبر کی کھاد اور ۲ پونڈ ایمونیم سلفیٹ سالانہ ضروری ہے۔ کھاد کی مقدار اگر اس

سے بڑھادی جاتے تو پودے کی بڑھوتری زیادہ اور بار آوری کم ہو جائے گی۔

آبپاشی

پودے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے آبپاشی ضروری ہے۔ کیونکہ صرف پانی ہی کی وجہ سے خوراک کے اجزاء پودے کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پودے کی بقا کے لئے بھی ضروری ہے۔ اور پودے کو سخت گرمی اور سردی سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کچھ عرصہ کے لئے باغ کی آبپاشی نہ کی جائے تو پودے بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی بڑھوتری رک جاتی ہے۔ پھولوں کے ایام میں اگر آبپاشی زیادہ کر دی جائے تو تمام پھول گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس طرح پھل لگنے کے بعد اگر آبپاشی روک دی جائے تو تمام پھل گر جاتا ہے۔ اس لئے باغ کے پودوں کو صحت مند رکھنے کے لئے ان کی عمر اور موسم کے مطابق پوری آبپاشی کرنی چاہئے۔

یہ بتانا غیر موزوں نہ ہو گا۔ کہ آبپاشی کے متعلق اپنے حالات میں ابھی بہت کم تجربات کئے گئے ہیں۔ تاہم مذکورہ بالا احتیاط لازمی ہے۔ جن زمینوں میں پانی کی سطح کافی بلند ہو گئی ہو اور چار فٹ تک زمین میں نمی رہتی ہو۔ ایسی زمینوں کی آبپاشی کم کرنی چاہئے۔ اگر حالات اجازت دیں تو درمیانی جگہوں میں صرف ایک فصل موسم رزیم یا خریف میں کاشت کی جائے۔ اگر درمیانی جگہوں میں فصلیں کاشت کرنا ضروری ہو تو ایسی فصلیں مثلاً موٹھ، سینجی وغیرہ کا انتخاب کیا جائے۔ جن کو پانی کم درکار ہو۔ وسیع پیمانے پر مشاہدات کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بہت سے باغات کی زمین میں چار فٹ اور اس کے اوپر تک نمی ہے۔ اور باغات زیادہ آبپاشی کی وجہ سے پھلوں کی پیداوار کم کر دیتے ہیں۔

روٹ سٹاک

روٹ سٹاک پودے کی عمر، پیداوار اور پھل کی خاصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ منگمری کے تجربات سے ثابت ہوا ہے۔ کہ کھانا کھانا بلڈ ریڈ کے لئے بالکل ہی موزوں نہیں ہے۔ لیکن یہی روٹ سٹاک مارش سیڈس، ڈگریپ، فروٹ، اور مالٹا لوکل کے لئے بہت اچھا ہے۔ روٹ سٹاک کی کچھ اقسام اوائل عمر میں بہت ہی صحت مند پودے پیدا کرتی ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی بڑھوتری

رک جاتی ہے۔ اور وہ پودے بھی مرجاتے ہیں۔ موکڑی اور کھٹے کو بدیں وجہ بطور روٹ ٹاک استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

روٹ ٹاک مختلف بیماریوں اور کیڑوں کے انسداد کے لئے ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اور زمین کی موزونیت کے اعتبار سے موزوں ٹاک منتخب کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ بالا امور کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے۔ کہ مناسب روٹ ٹاک استعمال کئے جائیں۔

ساتن (SCION)

باغ لگانے کا مقصد یہ ہے کہ اس قطعہ زمین سے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کی جائے۔ اس سلسلہ میں ساتن کی بہت ہی اہمیت ہے۔ اگر اس سلسلہ میں ناقص استعمال کی گئی ہوں تو آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے۔

باغات میں فصلوں کی کاشت

جب پڑے پھولے عمر کے ہوں تو ان سے آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اس لئے اس حالت میں اس زمین سے مناسب آمدنی حاصل کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں پودوں کی درمیانی جگہ میں فصلوں کی کاشت کرنی چاہئے۔ ان کی کاشت کرنے سے ایک تو زمیندار کو آمدنی ہوتی ہے۔ دوسرے جڑی بوٹیاں تنف ہو جاتی ہیں۔ اگر باغ میں پھلدار اجناس مثلاً "مونگ، موٹھ، گوارا، چنے، سنبھی، برسیم وغیرہ کاشت کئے جائیں تو باغ کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اگر کھاد وغیرہ کی سہولت میسر ہو تو باغ میں سبزیات بھی کاشت کی جاسکتی ہیں۔

پھاڑی علاقوں میں جہاں بارشوں کی وجہ سے زمین کا کٹاؤ ہوتا رہتا ہے باغات میں فصلوں کی کاشت اس کو روکنے میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

پودوں کا مخلوط لگانا

بسا اوقات مالکان باغات اس چیز کے بڑے شوقین ہوتے ہیں کہ ان کے باغ میں ہر قسم کا پھل موجود ہو۔ اس لئے وہ ہر قسم کے پودے ایک ہی جگہ لگا دیتے ہیں۔ مختلف پودوں کی ضروریات مثلاً "آبپاشی، زبروں کا چھڑکانا وغیرہ مختلف ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ پودے مناسب پیداوار نہیں دیتے۔ مزید برآں مختلف پودے مختلف وقت میں پھل دیتے ہیں۔ اس لئے اس باغ کی سارا سال ہی نگہداشت کرنا پڑتی ہے۔ اس

لئے پھل کی پیداوار بہت ہنگامی پڑتی ہے۔

کاٹ چھانٹ

کاٹ چھانٹ کا مقصد ہوتا ہے کہ پودے سے غیر ضروری اور بیمار شاخیں کاٹ کر پودے کو تندرست رکھا جائے۔ کاٹ چھانٹ پودے کی بار آوری کے لئے بھی بہت ہی ضروری ہے۔ آڑو، انگور، فالسہ وغیرہ کے پودوں میں اگر مناسب کاٹ چھانٹ نہ کی جائے تو پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور اگر سیب، آم وغیرہ میں کاٹ چھانٹ کی جائے تو پیداوار بہت ہی کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ عمل پودے پر پھل لگنے کی عادت کے مطابق کرنا چاہئے۔ کاٹ چھانٹ سے متعلق کچھ ایسے امور مثلاً پھل کا چھدرا کرنا۔ درخت کا پھیلا کرنا۔ جڑوں کی کاٹ چھانٹ وغیرہ بھی ہیں۔ جو کہ پھل کے پشموں کی تفریق میں کافی مدد ثابت ہوتے ہیں۔ جس سے یہ اگلے سال کی فصل کی مقدار پر اثر پڑتا ہے۔

بیماریاں اور کیڑے

باغبانی میں پودوں کی صحت کو برقرار رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ کیڑے اور بیماریوں سے پودے بہت کمزور ہو جاتے ہیں اور باقاعدگی سے پھل نہیں دیتے۔

دوائیوں اور زہروں کا چھڑکنا

کیڑوں اور بیماریوں پر قابو پانے کے لئے زہروں وغیرہ کا چھڑکنا بہت ہی ضروری ہے۔ لیکن جب وہ عمل پھولوں کے ایام میں کیا جائے تو تمام پھول ضائع ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات زیادہ طاقت کا زہر استعمال کرنے سے درخت کے پتے وغیرہ بھی جل جاتے ہیں۔ جس سے پودا پھل نہیں لے سکتا۔

وہ نقلی جو پودے میں موجود ہوتے ہیں

بار آوری کے لئے درختوں کا صحت مند اور توانا ہونا بے حد ضروری ہے۔ لیکن درخت اگر ضرورت سے زیادہ توانا ہوں اور ان سے نباتاتی بڑھوتری زیادہ ہو جائے تو بار آوری کی شرح گھٹ جاتی ہے۔ بعض دفعہ پھل لگتا ہی نہیں۔ نباتاتی نشوونما پر نائٹروجن براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ نائٹروجن سے نشاستہ کی قدرے زیادہ مقدار بار آوری کا موجب بنتی ہے۔ اس لئے باغبانوں کو کاشتی امور مثلاً کھاد دینا، کاٹ چھانٹ کرنا، پھل کا چھدرا کرنا وغیرہ کے ذریعے کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ پودوں میں نشاستہ اور نائٹروجن کا یہ تناسب قائم رہے۔ بعض اوقات نشاستہ کی زیادتی کی وجہ

سے درخت کی نشوونما کی رفتار بہت سُست ہوتی ہے۔ اور ان میں پھل دینے والے شگوفے کافی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن پھل بہت کم لگتا ہے۔ اس صورت میں کیمیاوی کھادوں کا خصوصاً نائٹروجن مہیا کرنے والی کھاد کے استعمال سے اور باغ کی باقاعدہ نگہداشت سے اس نقص پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ ایسے درخت جن میں بناتی نشوونما بہت زیادہ ہو بار آوری معمول سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان درختوں کو چھلا تار کر بڑتراشی کے ذریعہ بار آور بنایا جاسکتا ہے۔ جن کی تفصیل آخر میں درج ہے۔ اندرونی امور میں اس کے علاوہ جتنے بھی نقص پاتے جاتے ہیں وہ عام طور پر پھول میں ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا اور جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

نامکمل پھول (IMPERFECT FLOWERS)

بعض درختوں میں زراور مادہ پھول مختلف پودوں پر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عمل زیرگی میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ ایسی مثال کھجور اور پیتا کے پودے میں پائی جاتی ہے۔ ان درختوں میں زراور مادہ پودوں کے پھول مختلف پودوں پر ہوتے ہیں اور اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے مصنوعی طور پر عمل زیرگی کرنا پڑتا ہے۔

حامل زراور مادہ کے قدوں میں تغاوت (HETROSTYLE) بعض پھولوں میں زرحہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور بعض میں زرحہ مادہ سے اونچا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا۔

پھول کے زراور مادہ حصول کا بالغ ہونا (DICHOGAMY)

بعض درختوں کے پھول مثلاً ایواکئیڈ میں زراور مادہ پھول مختلف اوقات میں بالغ ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا۔ آم کے پھولوں میں مادہ زرحہ سے پہلے زیرگی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر موسمی حالات موافق نہ ہوں تو پھول کی پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے۔

پھول کے ناقص نسلی حصے (ABORTIVE FLOWERS)

پھلدار پودوں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کچھ پودوں میں پھول کے تمام حصے معیاری نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے پھل نہیں لگ سکتا۔ پکین نٹ اور کیلا میں زیادہ گھے کے آخری پھول ناقص کی وجہ سے پھل پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح آم اور انگور کی کچھ اقسام کے پھولوں میں دیکھا گیا ہے کہ ان کے زرحہ میں زیرہ تیار نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہو سکتا۔

نر اور مادہ پھولوں کا ملاپ (INCOMPATIBILITY)

پت جھڑ پودوں میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ان کے پھول گوپوری طرح مکمل ہوتے ہیں لیکن ان کا زہد مادہ سے جھنٹی نہیں کھاتا جس کی وجہ سے عمل زیرگی نہیں ہوتا۔ اور پھل نہیں بنتا۔ لیکن یہی پھول جب کسی دوسری قسم سے ملاپ کھاتے ہیں ان میں اس وقت کوئی نقص ظاہر نہیں ہوتا۔ ان تمام نقائص میں سے اگر کوئی نقص بھی پودے میں پایا جائے تو پودا بار آور نہیں ہو سکتا۔ سب سے آخر میں باغبانوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس صنعت میں داخل ہونے سے قبل وہ پوری طرح سوچ بچار کر لیں۔ سب سے پہلے باغ کے لئے وہ زمین اور آب و ہوا کے مطابق مناسبت محل وقوع تلاش کریں۔ ترقی دادہ اقسام کے اچھے پودے لے کر ان کو مناسب فاصلہ پر کاشت کریں تاکہ کاشتی عمل مثلاً کھاڈ ڈالنا، آبپاشی کرنا، دوائی چھڑکا، پھل توڑنا، گروڈی اولہ نلانی کرنا اور فصلات کی کاشت کرنا وغیرہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ عمل زیرگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے پھولوں کی مناسب اقسام پسند کرنے کے بعد ان کو اکٹھا کاشت کرنا چاہئے تاکہ ان کے نر اور مادہ ایک دوسرے سے جھنٹی کھا جائیں۔ اور پودے باقاعدگی سے بار آور ہوں۔

جڑ تراشی (ROOT PRUNING)

ایسے پودے جن کی نباتاتی بڑھوتری ضرورت سے زیادہ ہو جڑ تراشی سے پھل دینے پر مائل کئے جاسکتے ہیں۔ عام طور پر یہ عمل پھول نکلنے سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے کیا جاتا ہے۔ تنے کے ارد گرد ایک فٹ جگہ چھوڑ کر چار فٹ کے دائرے میں نو اسخ گہرائی تک زمین کھودی جاتی ہے۔ اور باریک جڑیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ جڑوں کو تراشنے کا مقصد یہ ہے کہ درخت کے غذائی اور فعلیاتی نظام میں توازن پیدا ہو جائے اور درخت بار آور پر مائل ہو جائے۔ جڑ تراشی سے درختوں کی جڑوں سے مہیا ہونے والی غذاؤں خاص طور سے نائٹروجن کی کمی ہو جاتی ہے۔ اور پتوں میں نشاستے کی مقدار نائٹروجن کے مقابلہ میں بڑھنی شروع ہو جاتی اور درخت بار آور کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ جڑ تراشی ایک سخت اور نازک عمل ہے۔ عام حالات میں اس کی سفارش نہیں کی جاتی۔ اگر نباتاتی نشوونما کو روکنا مقصود ہو تو آبپاشی کم کر کے خشک حالات

پیدا کرنے چاہئیں۔ اگر ایسا کرنے سے کامیابی نہ ہو تو پھر ٹروں کی کانٹ چھانٹ کرنا چاہئے۔
پھلا اتارنا (RINGING)

یہ عمل بھی پردوں کی بڑھوتری کو روکنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس سے نشاستہ جڑوں کی طرف نہیں جاتا اور پتوں میں اس کی زیادتی ہو جاتی ہے جس سے پودا بار آور ہو جاتا ہے۔
 پھلا اتارنے کے حسب ذیل طریقے ہیں۔

- درخت کے تنے کے ارد گرد ۵۔۷ سنٹی میٹر چوڑے پھلکے کا پھلا اتارنا۔
- درخت کے تنے کے ارد گرد ۵۔۷ سنٹی میٹر چوڑے پھلکے کے دو نصف پھلے دو مختلف سمتوں میں اتارنا۔

• تیز چاقو سے پھال میں تنے کے ارد گرد ایک چیرا دینا۔
 ان تمام طریقوں میں سے پہلے طریقے نے اچھے نتائج دیئے ہیں۔ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ چاقو سے درخت کی پھال کے اندر والی لکڑی زخمی نہ ہو۔ کیونکہ اس سے پانی وغیرہ اور پر نہیں جاسکے گا۔ نیز پھلے والی جگہ پر کوئی چیز مثلاً موم یا مومی فیتہ باندھ دینا چاہئے تاکہ پودے کوئی براہیم حملہ نہ کر دے۔

پھلا اتارنے کا مناسب وقت پھول آنے سے ایک یا ڈیڑھ ماہ پہلے ہے۔ برشادہ پھلا درختوں میں یہ عمل وسط جنوری سے آخر جنوری تک کیا جاسکتا ہے۔

پھل کا چھدرا کرنا (THINNING)

اس عمل میں پھل کو درخت سے کم کر دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے پودے کے پھل پکنے پر کم خوراک خرچ کرتی ہے جس کی وجہ سے پودے ہر سال باقاعدگی سے بار آور ہوتے ہیں۔ اور حاصل ہونے والا پھل رنگ، خوشبو اور جسامت میں اچھا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر فصل زیادہ ہو تو پھل پکنے کے بعد پودا بالکل ہی کمزور ہو جاتا ہے اور اگلے سال بار آور نہیں ہو سکتا اور ساتھ ہی اس کی شاخوں وغیرہ کے ٹوٹنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور پھل بھی ناقص ہوتا ہے۔

پھل کو چھدرا مختلف اوقات پر مثلاً پھولوں کے دوران، پھل کے شروع ایام میں یا

پھل پکنے سے کچھ دن پیسٹر کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک پھل کا دوسرے پھل سے مناسب فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ جس سے اس کی بڑھوتری، رنگت اور خاصیت اچھی ہو جاتی ہے۔ یہ عمل پھل بننے کے فوراً بعد بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ بسا اوقات تمام پھل گر جاتا ہے۔ پودے کی غلط جگہوں پر پھل لگا رہتا ہے۔ یا بیمار پھل بھی موجود ہوتا ہے اور اس طرح سے باغ کی آمدنی بہت کم رہ جاتی ہے۔ اس لئے اس عمل سے مناسب فائدہ اٹھانے کے لئے بستر ہے کہ جب پھل اچھی قد و قامت کا ہو جائے تو اس کو چھرا کرنا چاہئے تاکہ باقی پھل سے مناسب آمدنی حاصل کی جاسکے اور آئندہ فصل بھی اچھی ہو۔

بار آوری میں تسلسل (ALTERNATE BEARING)

بعض پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال کم۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ایسی مثالیں سیب اور آم کی اقسام میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس خرابی کو دور کرنے اور بار آوری میں تسلسل قائم کرنے کے لئے حسب ذیل اقدامات مفید ثابت ہوئے ہیں۔

(ا) ٹائڈ جن مہیا کرنے والی کھاد اور اوسط شرح سے شاخ تراشی کی صورت میں نباتاتی نشوونما بڑھ جاتی ہے اور پھل پیدا کرنے والے شگوفے کم پیدا ہوتے ہیں۔

(ب) ایسی شاخوں میں جن میں بار آور شگوفوں کی تعداد زیادہ ہو شاخ تراشی کے ذریعے توازن قائم کر دیا جائے تاکہ ضرورت سے زیادہ پھل پیدا نہ ہو۔

(ج) جس سال پھل بہت زیادہ آگیا ہو اس سال پھلوں کو چھرا کر کے پودے کی بار آوری میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔



پھلوں کی چنبائی فروخت اور ذخیرہ افزائی

ہمارے ملک کی کثیر آبادی مناسب مقدار میں پھلوں کی صحت بخش غذائیت سے محروم رہتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں پھلوں کا رقبہ مختصر ہے۔ اور ان کی فی ایکڑ پیداوار بھی کم ہے۔ علاوہ ازیں جو کچھ پھلوں کی پیداوار حاصل ہوتی ہے اس کا ایک کثیر حصہ غیر منظم تقسیم کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔ پھلوں کی صنعت اس وقت تک یقیناً ادھوری رہے گی جب تک عوام اس کے استعمال سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ ظاہر ہے کہ پھلوں کی اس غیر منظم تقسیم سے مالکان باغات نہ صرف مالی خسارہ میں رہتے ہیں بلکہ معاشرہ میں اپنے فرض کو پورا نہ کرنے کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ سوئے اتفاق سے ہمارے ملک میں باغات کے مالک پھلوں کی تقسیم میں خاص دلچسپی نہیں رکھتے۔ بلکہ بالعموم وہ اپنے باغات ٹھیکیداروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ اس لئے پھلوں کو صحیح وقت پر توڑنے، کرٹوں میں بند کرنے اور انہیں منڈیوں میں بیچنے کی تمام تر ذمہ داری ٹھیکیداروں یا منڈیوں کے اہلیوں پر عائد ہوتی ہے۔

پھلوں کی تقسیم کا آغاز پھلوں کے باغ سے توڑنے سے ہو جاتا ہے اور انہیں مناسب طور پر منڈی سے لئے تیار کرنے، منڈی میں بیچانے اور فروخت کرنے کے تمام مراحل طے کرنے پر ختم ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ باغات کے مالک اس سلسلہ تقسیم میں جس قدر زیادہ حصہ لیں گے انہیں آمدنی میں اسی قدر زیادہ اضافہ ہوگا۔ پھل کو در دراز مقامات تک بھیجنے کے لئے پھل کو صحیح طریقے اور ٹھیک وقت پر توڑنا نہایت ضروری ہے۔ بلاشبہ وہ پھل جو پودوں پر صحیح کپتے تک رہنے دیا جائے توڑنے کے فوراً بعد کھایا جائے تو نہایت ہی لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگا۔ لیکن جلد ہی بہت زیادہ نرم ہو جانے کی وجہ سے در دراز منڈیوں تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ پھل ایسی حالت میں توڑا جائے کہ وہ دوران نقل و حمل اپنی ٹھیک حالت قائم رکھ سکے اور گلنے سڑنے سے بچ جائے۔ البتہ ایسے پھل مثلاً ماٹا جو سلسلہ تقسیم کے مراحل میں بالعموم خراب ہونے نہیں پاتے نچتہ حالت میں توڑے جاسکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر پھل بالکل خام اور کچی حالت میں توڑے جائیں تو گامک پہلی بار تو اس دھوکے میں آجاتے ہیں اور یہ مالک کے لئے نفع بخش تجارت ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ طریق کار مالک کے لئے خسارے کا موجب ہوگا۔

پھل صحیح حالت میں توڑنے کے لئے مالک کو باغ کا گہرا مشاہدہ اور وسیع تجربہ ہونا چاہئے۔ پھل کے توڑنے کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ گامک تک صحیح حالت میں پہنچ جائے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ پھل توڑتے وقت زمین پر نہ گرے۔ کیونکہ اس طرح وہ داغدار ہو جائے گا۔ پھل توڑنے سے پہلے یہ سامان موجود ہونا ضروری ہے۔ (۱) پھل توڑنے کی سیرٹھی (۲) ٹوکریاں (۳) کریٹ (۴) کیل (۵) خشک گھاس پھونس (۶) پھل کے کریٹوں کے اندر رکھنے کے لئے کاغذ (۷) کریٹ باندھنے کے لئے ڈوری، رسی، بان یا تار وغیرہ۔

بنیادی سے پہلے مزدوروں کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔ پھل توڑتے وقت پھل کی صحیح پختگی کے علاوہ کچھ اور ضروری نکات بھی پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ مثلاً اگر ایک ہی قسم کے پھل کا زیر کاشت رقبہ زیادہ ہو تو باغبان پھل کو توڑنے کی صحیح حالت کا انتظار نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدرے پہلے توڑنا پڑے گا تاکہ سارا پھل بردقت توڑا جاسکے۔ البتہ اگر ایک ہی پھل کی ایسی مختلف اقسام ہوں جو یکے بعد دیگرے کپتی ہوں تو پھل کو توڑنا اور سنبھالنا آسان ہوتا ہے۔ پھل توڑتے وقت منڈی کے بھاد کو بھی مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے وہ پھل جو منڈی میں موسم کے اوائل یا اواخر میں بھیجا جائے زیادہ دھول پر یکے کا جب پھل کا موسم شباب پر ہوگا تو وہ منڈی میں کم داموں فروخت ہوگا۔ موسم گرما کے پھلوں کی اقسام بالعموم اس وقت توڑ لینی چاہئیں جب کہ ان کا سبز اور رنگ مناسب ہونے لگے اور منڈی میں

پھل کا بھاد بھی اچھا ہو۔

پھل کی چنائی

پھل کو صحیح حالت میں اور ٹھیک طریقہ سے توڑنا محنت طلب اور نازک مسئلہ ہے۔ اس کے لئے تجربہ اور تربیت درکار ہے۔ آرڈو اور آلوچ جیسے نازک پھل توڑنے کے لئے احتیاط اور سنجگی کی صحیح رنگت کا اندازہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ پھل مقامی منڈی کے لئے تو زرم اور سچتہ حالت میں توڑا جاتا ہے، لیکن دوردراز مقامات میں بھیجنے کے لئے پھل مناسب جسامت، سنجگی اور رنگت کی حالت میں توڑنا چاہئے۔ اسی لئے آرڈو کی چنائی ۴-۵ بار یوں میں ختم کرنی چاہئے۔

ترشادہ اقسام کے پھل بھی پوری احتیاط سے توڑنے چاہئیں۔ کیونکہ پھل کا پھلکا زخمی ہو جانے سے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کے گلنے سڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ بلاشبہ بعض پھلدار پودوں کا پھل کھینچ کر توڑنے سے خراب نہیں ہوتا۔ لیکن سٹرس قسم کے پھل کو کھینچ کر صحیح حالت میں نہیں توڑا جاسکتا۔ پھل کو کھینچ کر توڑنے کے علاوہ دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ شاخ کا کچھ حصہ بھی کاٹا جائے۔ لیکن اس میں نقص یہ ہے کہ یہ شاخیں کریٹوں میں ساتھ والے پھلوں کو زخمی کر دیتی ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ پھل کو شاخ کی ڈنڈی کے قریب سے خاص قینچروں (CLIPPERS WITH CURVED BLADES) سے توڑا جائے۔ ایسی صورت میں جہاں پھل ہاتھ کی رسائی سے دور ہو درخت کو ہلا کر یا چھری مار کر پھل کا گرانہ مناسبت نہیں ہوتا۔ درخت پر چڑھ کر بھی پھل کا توڑنا اتارنے والے اور درخت کے لئے خطرناک ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ شاخ تراشی والی ڈبل سٹریٹھیاں استعمال کی جائیں۔ عام گھریلو سٹریٹھی بھی جو درخت کے ساتھ سہارا لے مناسب نہیں۔

پھل کو پیلے نچلی شاخوں سے توڑنا شروع کیجئے اور اوپر کی طرف بڑھتے جائیے۔ تاکہ پھل نہ گرے پھل توڑتے وقت ناخٹوں سے بھی زخمی نہ ہونے سے اوپر سے ٹوکروں وغیرہ میں گرایا جائے۔ پھل کو توڑنے کے لئے پیسے سے اوپر کو حرکت دے کر پھر پھل سے ٹھکادیں خیال رہے کہ پھل ایسی حالت میں توڑیں جب وہ خشک ہو گیا پھل توڑنے سے اسے کریٹوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔

پھل توڑ کر ٹوکریوں میں ڈالا جاتا ہے۔ پھل توڑنے والا یہ ٹوکری اپنے کندھے کے ساتھ لٹکالیتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے پھل توڑتا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک آدمی پھل توڑتا ہے تو دوسرا ٹوکری ساتھ

سنجھاتا ہے اور اس میں پھل ڈالتا جاتا ہے۔ پھل توڑ کر اس طرح ٹوکریوں میں ڈالنے سے ایک نقص یہ ہے کہ جب پھل سے بھری ہوئی ٹوکریاں پکنگ شیڈ (PACKING SHED) میں جا کر انڈلی جاتی ہیں تو پھل پر خراشیں آجاتی ہیں۔ بالخصوص آٹو تو اس طرح ڈالنے سے اندرونی طور پر اس قدر زخمی ہو جاتے ہیں کہ دور دراز کی منڈیوں میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ٹوکریوں یا لکڑی کے بلکے پھکے ڈبوں کے پیڑوں میں خشک گھاس پھوس رکھ کر ان میں صرف پھل کی ایک ہی تہ لگائی جائے۔ سٹرس کا پھل توڑ کر کینوس کے تھیلوں (CANVAS BAGS) میں ڈالا جاتا ہے جنہیں نیچے سے کھول کر پھل نکال دیا جاتا ہے۔

مقامی منڈی کے لئے پھل عام ٹوکریوں میں ڈال کر لے جایا جاسکتا ہے۔ لیکن دور دراز کی منڈیوں اور برآمد کے لئے پھل کی درجہ بندی کی جانی چاہئے اور پھر احتیاط سے انہیں کریٹوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔

پھل کی سنجھائی کا امتحان

ترقی یافتہ ممالک میں پھل کی سنجھائی کا امتحان قانوناً کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ کچا پھل منڈیوں میں نہ آنے پائے اور عوام کا اچھے پھل پر اعتماد قائم رہے۔ اصولی طور پر کچا پھل اچھے نتائج پیدا نہیں کرتا بلکہ جلد ہی عوام اس سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً پھل کی تجارت میں خسارہ ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ پھل کی سنجھائی کی پابندی سے باغوں کے مالکوں ہی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پھل کی سنجھائی کا امتحان کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔ جن کا انحصار پھل کی خوشبو، ذائقہ، سائز، رنگت، تیزابی مقدار، پھل کی سنجھائی کا دورہ شکر اور تیزاب کے تناسب وغیرہ پر ہوتا ہے۔ اب جب کہ ہم نے پھل کی برآمد شروع کی ہے قدرتی طور پر ایسے قوانین وجود میں آنے چاہئیں۔

پھل کی درجہ بندی

پھل کی درجہ بندی سے مقصد یہ ہے کہ ایسے زخم خوردہ اور زیادہ سنجھ پھل جن کے خریداروں تک پہنچنے سے پہلے پہلے گننے ٹرنے کا امکان ہو الگ کر لئے جائیں۔ ایسے پھل دوسرے اچھے پھلوں کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچے، بد شکل اور بہت چھوٹے چھوٹے پھل بھی الگ کر دیئے جلتے ہیں۔ جن سے سارے پھل کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ درجہ بندی کے دوران الگ شدہ پھل مقامی منڈی میں

بھیجا جاسکتا ہے۔ درجہ بندی کرتے وقت اچھا پھل بلحاظ جسامت الگ الگ کیا جاتا ہے۔ درجہ بندی میں یہ مروج طریقہ ہے۔ کہ کریٹ یا ٹوکری میں سب سے اوپر والی تہ بہترین ہوتی ہے اور اعلیٰ سائز کے پھل سے مرتب کی جاتی ہے۔ کریٹوں میں پھل کی مناسب چھان بین، محتاط درجہ بندی اور نفیس ترتیب زیادہ سے زیادہ منافع دیتی ہے۔

ہمارے ہاں درجہ بندی ہاتھ ہی سے کی جاتی ہے۔ ایک تجربہ کار باغبان یہ کام بخوبی سرانجام دے سکتا ہے۔ مشین سے درجہ بندی کے لئے گول اور سخت پھل زیادہ موزوں ہیں۔ ترشادہ اور سیب کے پھل منڈیوں میں متعدد درجات پڑتال میں بہت کے لئے بہتر ہے۔ کہ درجہ بندی میاری طریقہ پر کی جائے۔ درجہ بندی لکڑی کے گریڈر سے کی جانی چاہئے جس کا خاکہ دیا گیا ہے۔ سابقہ صوبہ سرحد میں آرڈر کے لئے درجہ بندی کے معیار یہ ہیں۔

درجہ اول	۳ اینچ قطر سے زیادہ والا پھل
درجہ دوم	۲.۷۵ تا ۳.۰۰ اینچ تک قطر والا پھل
درجہ سوم	۲.۵۰ تا ۲.۷۵ " " " "

حکومت پاکستان کی وزارت خوراک و زراعت نے ۱۹۶۱ء میں ماٹے کی درجہ بندی اور تجارت کے لئے کچھ قوانین مرتب کئے ہیں۔ ان کے تحت کریٹوں پر کاغذ کے سیل یا رنگین پرچی سے پھل کے درجے کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ درجہ خاص کے سیل کا رنگ سفید، درجہ اول کے لئے سرخ، درجہ دوم کے لئے نیلا اور درجہ سوم کے لئے زرد ہوتا ہے۔ یہ رنگین سیل کمپوں پر مضبوطی سے چسپاں کئے جاتے ہیں۔ اور ہر مندرجہ ذیل مزید معلومات بھی درج کی جاتی ہیں۔

- ۱۔ نمبر شمار
- ۲۔ پھل کی قسم
- ۳۔ پھل کا درجہ
- ۴۔ پھل کا وزن یا تعداد
- ۵۔ پھل بھجے جانے والی جگہ کا نام
- ۶۔ کریٹ میں پھل بند کرنے کی تاریخ

گھریلو استعمال کے لئے پھل کو کریٹوں میں بند کرنا

۱. کریٹ صاف ستھرے ہوں اور اچھی طرح بند کئے جاتیں۔
۲. کریٹوں کے اندر پھل کو بند کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والی گھاس کا خشک ہونا ضروری ہے۔
- ۳۔ ماٹے کا پھل کریٹ کے اندر ایک ہی قسم اور درجے کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں پھل کی اوپر والی تہ میں اسی قسم اور درجے کا پھل ہونا لازمی ہے جو قسم اور درجہ کا پھل سارے کریٹ میں بند کیا گیا ہو۔ بالفاظ دیگر اوپر والی تہ کا پھل ہر طرح سے کریٹ کے اندر دینی پھل کے سائز، رنگت، پختگی اور شکل وغیرہ کی نمائندگی کرے۔ پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترسیوں کے نقشے تعداد پھل وغیرہ خاکوں میں دیئے گئے ہیں۔

۴۔ بلڈ ریڈ قسم کا مالٹا عام یا سفید قسم کے مالٹوں سے الگ کریٹ میں بند کرنا چاہئے۔
برآمد کے لئے مالٹے کا پھل

۱۔ پھل صاف ستھرے لٹری کے کریٹوں میں بند کیا جانا چاہئے۔ کریٹوں کی پیمائش یہ ہے۔

لمبائی — ۱۲۴ پنچ

چوڑائی — ۱۱ ۱/۲

گہرائی — ۱۱ ۱/۲

- ۲۔ پھل مومی کاغذ (TISSUE PAPER) میں بند کر کے کریٹوں میں تہ بہ تہ ترتیب دیا جائے۔
- ۳۔ مالٹا کا پھل ایک کریٹ میں ایک ہی قسم اور درجہ کا ہونا لازم ہے۔ اور اوپر والی تہ کا پھل کریٹ کی باقی پھل کی ہر لحاظ سے مثلاً سائز، رنگت، پختگی، شکل اور نقائص بیماریوں سے پاکیزگی وغیرہ کی نمائندگی کرے۔

۴۔ بلڈ ریڈ یعنی سرخ رنگت والا مالٹا اور سفید مالٹا الگ الگ کریٹوں میں بند کئے جانے چاہئیں۔

مالٹے کے درجوں کا معیار :

درجہ	پھل کا قطر	عام کوائف
اول	۵۔۳۰ پنچ	۱۔ پھل مضبوط ہوا اور عام کوائف
دوم	۰۔۳۰ پنچ	پختگی کی ایسی حالت

میں ہو کہ نقل و حمل

۵-۲

سوم

کے مراحل طے کر کے خریداری تک پہنچنے کے وقت مکمل اور صحیح طور پر پیک چکا ہو۔

۲۔ کوئی پھل بائگل سبز نہ ہو اور سب پھل یکساں رنگت کے ہوں

۳۔ پھل کی عام شکل اس کی مخصوص قسم کے مطابق ہو۔

۴۔ پھل داغدار اور زخم خوردہ نہ ہو۔ اور بیماریوں اور دیگر نقائص سے پاک صاف ہو۔

نوٹ :-

درجہ بندی میں احتیاط کے باوجود غلطیوں کے لئے ۱۰ فی صد تک رعایت ہوتی ہے۔

پھل کے لئے کریٹ

مقامی منڈی کے لئے خشک شاخوں یا فری کی دکھجور کی قسم، ٹوکریاں اور دور دراز کی منڈیوں کے

لئے لکڑی کے کریٹ استعمال کئے جاتے ہیں۔ معیاری ٹوکریوں میں ۱۵ سیر پھل آتا ہے۔

پھل کے کریٹ ہلکے ہونے کے علاوہ کافی مضبوط ہونے چاہئیں۔ جو ایک دوسرے کے اوپر

ڈھیر لگانے سے نہ ٹوٹیں۔ کریٹوں میں پھل بند کرنے کے لئے خشک گھاس تہوں کے درمیان استعمال کی جاتی

ہے۔ البتہ لکڑی یا کاغذ کا باریک تراشا اس مقصد کے لئے اگر میسر ہو تو بہتر ہے۔ کریٹ بند کرتے وقت

خیال رکھئے کہ موٹی آمدورفت کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ نیز پھل کریٹ کے اندر اس طرح سے بند کرنا چاہئے

کہ دوران حمل و نقل بائگل نہ ہلنے پائے۔ اور ایک دوسرے سے رگڑ کر پھل زخمی نہ ہوں۔ کریٹوں سے کوئی

کیل وغیرہ باہر نہ نکلا ہو۔ کیونکہ اس سے پھل زخمی ہو جاتے ہیں۔ ماٹے کی برآمد کے لئے حکومت پاکستان کے

قانون درجہ بندی ۱۹۶۱ء کے تحت کریٹوں کی پیمائش ۲۴ x ۱۱ x ۱۱" مقرر کی گئی ہے۔

ذرائع حمل و نقل

پھل ریل یا ٹرکوں ہی کے ذریعے دوسرے مقامات تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ اور فی زمانہ یہ

دونوں ذرائع کافی گراں ہیں۔ ہمارے ہاں نہ تو بر فانی ڈبوں والی گاڑیوں کا انتظام ہے اور نہ کوئی

ایسی تنظیم ہی ہے جو پھل کی نقل و حمل کا بندوبست کرے۔ ریل کے ذریعہ پھل بھجوانا مہنگا پڑتا ہے۔ اس

کے مقابلہ میں آجکل ٹرکوں (TRUCKS) کے ذریعہ پھل کی نقل و حرکت مقبول عام ہو رہی ہے۔ کیونکہ

یہ سستے پرنے کے علاوہ باغات کے اندر لے جا کر لدوائے جاسکتے ہیں اور منڈی میں مال جائے

مقصود ہمک سہولت پہنچاتے ہیں۔

پھل کی فروخت

ایسے بہت کم باغبان ہوں گے جو پھل براہ راست منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں۔ عام مرد جو طریقہ جو نہایت ناقص بھی ہے یہ ہے کہ پھل کچی حالت میں ایک سال یا بعض صورتوں میں کئی سال کے لئے نیلام کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹھیکہ دار باغ کے مالک کی ہنگامے لیتے ہیں۔ اور بیچارے مالک کو اپنی محنت کا پورا صلہ نہیں ملتا۔ ٹھیکہ دار باغ کی کل رقم قسط وار ادا کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات جب کہ باغ میں پھل کم پیدا ہو یا قدرتی طور پر نقصان ہو جائے تو پوری ادائیگی بھی نہیں کرتے۔ بعض باغبان باغات کا پھل منڈیوں میں کمیشن ایجنٹ یا آرٹسٹ کے ذریعہ فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقہ میں بھی اگر ذاتی طور پر کاوش نہ کی جائے تو بددیانتی ہو جاتی ہے۔ آرٹسٹ یا تو پھل خود خرید لیتے ہیں یا بعض وجوہ کی بنا پر اصل قیمت فروخت سے کم بتاتے ہیں۔ اس صورت میں اصلاح اس وقت ممکن ہے جب پھل کے روزانہ نرخ بانامہ دگی سے چھپیں اور ریڈیو سے نشر کئے جائیں اور آرٹسٹوں کے لئے تھوک یا پرچون تجارت کرنا قانون ممنوع قرار دیا جائے۔ پھل فروخت کرنے کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ مالکان باغات امداد باہمی کے اصولوں پر پھل کی فروخت کی کا بندوبست کریں۔ کڑیوں میں پھل بند کرتے وقت ناپسندیدہ پھل الگ کر لئے جائیں۔ درجہ بندی کی جائے اور کڑیوں میں پھل قرینے اور نفاست سے ترتیب دے کر بند کیا جائے۔ حاصل یہ ہے کہ پھل سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لئے ضروری ہے کہ دلالوں کو پھل کی فروخت میں حائل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ذرائع نقل و حرکت کی بھی اصلاح کی جائے۔

پھل کو سرد خانوں میں محفوظ کرنا ؟

سرد خانے صنعت اٹار کی ترقی کے لئے بہت زیادہ مدد و معاون ہیں۔ کیونکہ جن ایام میں پھل کی بہتات ہو تو پھلوں کی زائد مقدار کو سرد خانے میں رکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح پھل محفوظ ہو کر ہر وقت دستیاب ہو سکتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر سرد خانے پھلوں کے موسم کو بڑھا دیتے ہیں۔ ایک جانب یہ فائدہ ہے تو دوسری جانب اس خسارے سے کاشت کار بچ جاتا ہے جو بازار میں بیک وقت پھل کے زیادہ مقدار میں آنے سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے اور اس طرح انہیں فائدہ پہنچتا ہے۔

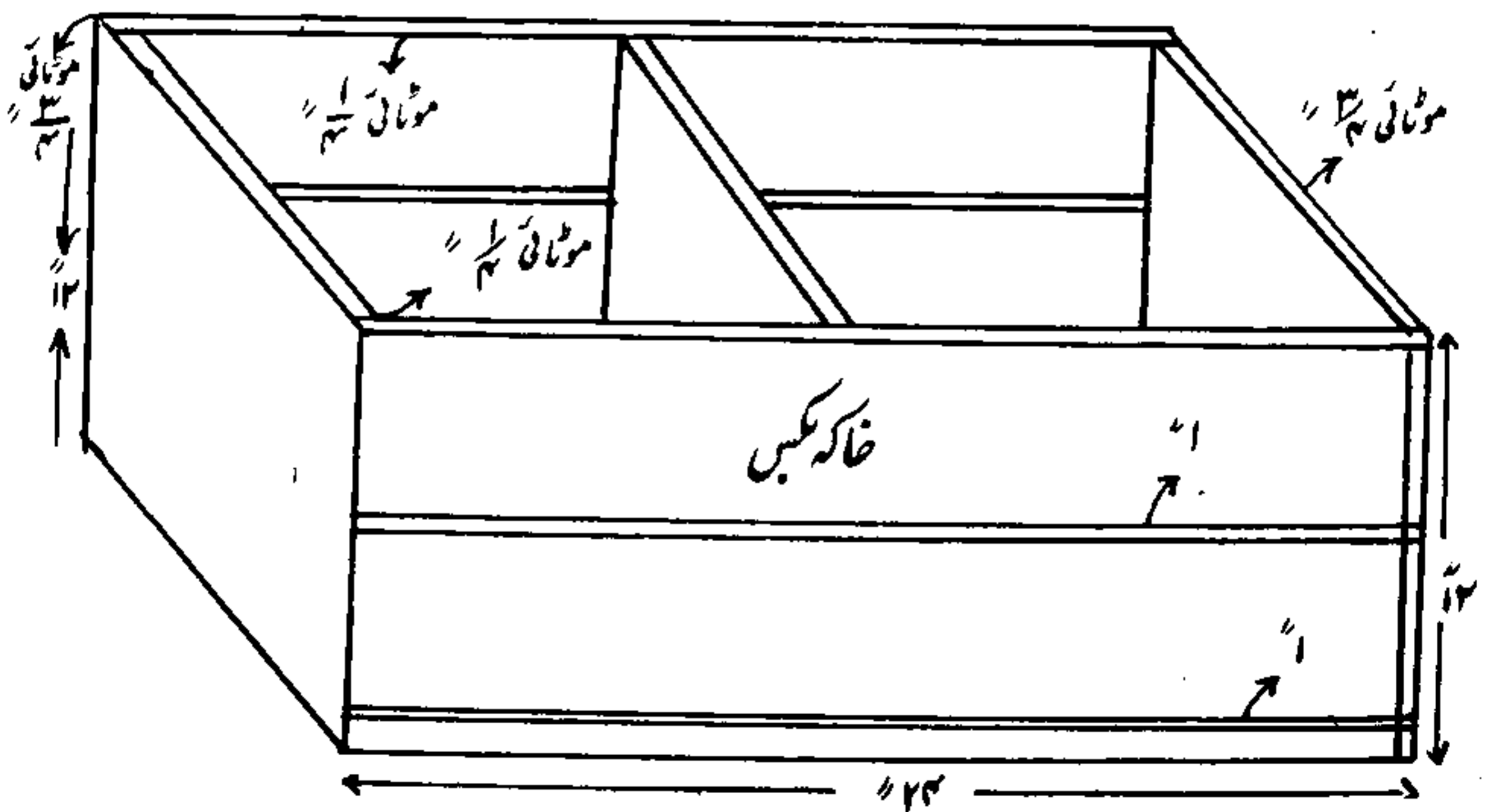
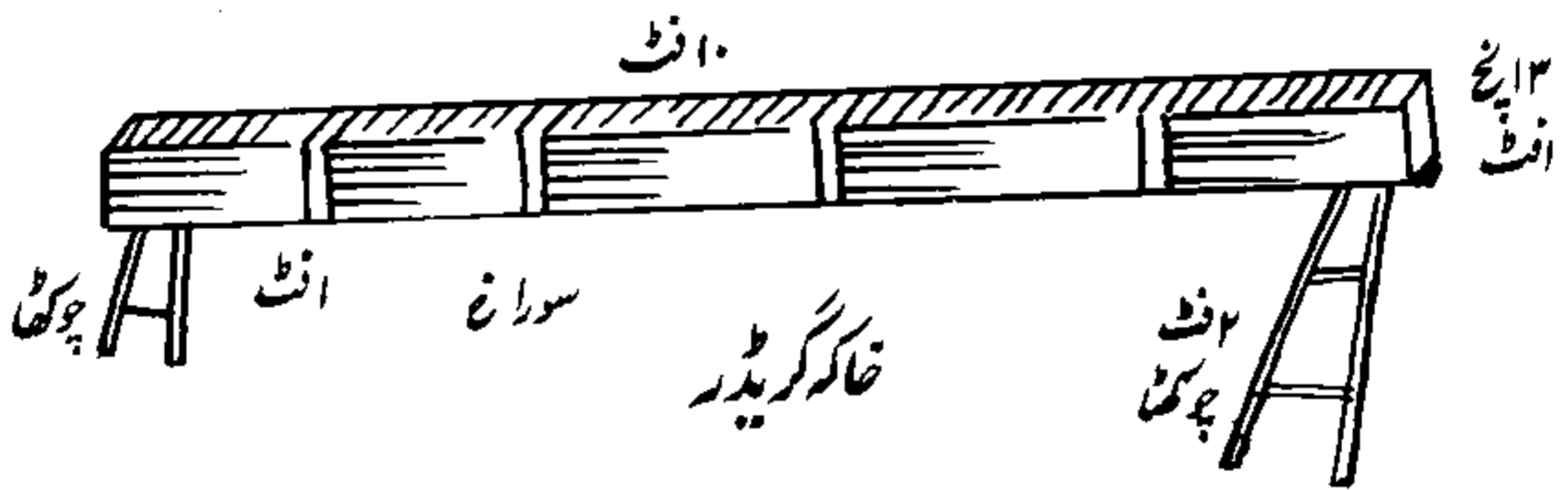
پھل نازک اور زندہ چیز ہے۔ اس کی حیات درخت سے توڑے جانے کے بعد بھی ایک محدود وقت تک باقی رہتی ہے۔ پھل جاندار زندہ اقسام کی طرح آکسیجن جذب اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے رہتے ہیں۔ انہیں پھپھوندی اور جراثیم نقصان دیتے ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ سرد خانے میں جس قدر درجہ حرارت زیادہ ہوگا۔ اسی قدر پھل اور جراثیم کے حیاتیاتی عمل بھی تیز تر ہوں گے۔ نتیجتاً پھل جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس درجہ حرارت جس قدر کم ہوگا پھل اسی قدر دیر تک رکھا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نقطہ انجماد سے کچھ اوپر کا درجہ حرارت ذخیرہ کے لئے موزوں ہے۔ جو عام پھلوں کے لئے بلاشبہ درست ہے۔ البتہ سٹرس کی اکثر اقسام کے لئے زیادہ درجہ حرارت درکار ہے۔ درجہ حرارت کے علاوہ پھلوں کی عرصہ حیات کا انحصار دوسری باتوں پر بھی ہے۔ یعنی پھل کی قسم، سچنگی کی حالت وغیرہ۔ سرد خانوں میں پھل کی ہمیشہ پڑا ل کرتے رہا کریں اور جب پھل پر ذرا بھی گلنے سڑنے کے آثار نظر آئیں اسے نکال دیں۔ سرد خانے میں پھل کو زیادہ عرصہ تک رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ صحیح حالت میں توڑا گیا ہو، زخم خوردہ اور داغدار نہ ہو۔ بیماری یا گلنے سڑنے کے آثار سے پاک ہو۔ کچا پھل صحیح طرح سچتہ پھل کے مقابلے میں اچھی طرح محفوظ نہیں رہ سکتا۔ بالخصوص وہ پھل جن میں شکر کی مقدار کم ہو۔ مثلاً آٹو۔ اسی طرح زیادہ سچتہ پھل بھی جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اور محفوظ نہیں رہ سکتا۔

پھل درختوں سے توڑنے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو سرد خانے میں منتقل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ تاخیر ذخیرہ کی طوالت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ نقطہ ان اقسام کے لئے زیادہ قابل توجہ ہے۔ جن میں ذخیرہ اندوزی کی صلاحیت کم ہو۔ پھل کریٹوں میں اچھی طرح بند کر کے رکھنا چاہئے۔ اور ان میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے گنجائش ہو۔ مناسب ہوا کی آمد و رفت سرد خانے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کا ایک فی صد سے کم ارتکاز اور مناسب رطوبت کا اہتمام پھل کی دیر پا ذخیرہ اندوزی کے لئے لازمی ہے۔ مطلوبہ رطوبت ۸۵ - ۹۰ فی صد ہونی چاہئے اور عام سرد خانوں میں اس قدر رطوبت ضرور پائی جاتی ہے۔ جب پھل کو سرد خانوں سے باہر نکالا جائے اسے ہوا دار جگہ میں رکھا جائے ورنہ وہ جلد کن شروع کر دے گا۔ کیونکہ ذخیرہ اندوزی کے دوران میں پھل کے اندر محمد پانی ہوا دار جگہ میں بخارات بن جاتا ہے۔ ہاں اگر کم ہوسے کے لئے پھل کو ذخیرہ کرنا مقصود ہو تو اسے قدر سے

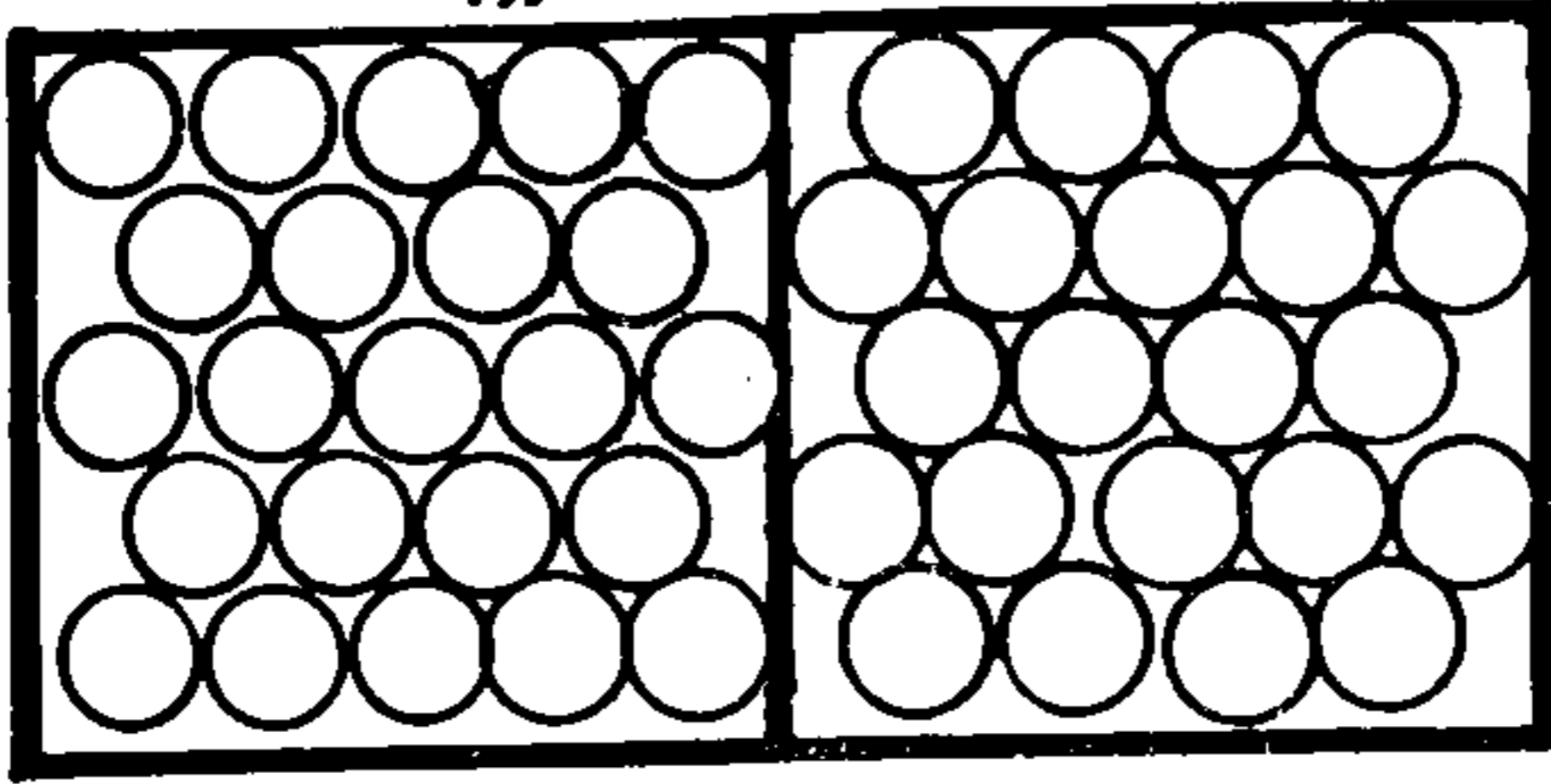
زیادہ درجہ حرارت پر رکھا جائے تاکہ اس پر پانی منجمد نہ ہونے پائے۔
 زراعتی کالچ لائل پور میں کئے گئے تجربوں کے مطابق بعض اہم پھلوں کی مدت ذخیرہ اندوزی
 اور اس کی مناسب درجہ ہائے حرارت مندرجہ ذیل ہیں۔

نام پھل	موزوں درجہ حرارت	سرد خانے میں پھلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے عرصہ جب تک پھل محفوظ رکھا جاسکتا ہے
سیب	۳۲ - ۳۵ فارن ہیٹ	-
وائن سیب	" " "	۲۶ ہفتے
بیلڈون	" " "	" ۲۴
امری	" " "	" ۲۱
سٹیپ فورڈ پیپ	" " "	" ۲۱
نام پھل	موزوں درجہ حرارت	سرد خانے میں پھلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے عرصہ جب تک پھل محفوظ رکھا جاسکتا ہے
ناشپاتی	۳۲ - ۳۵ فارن ہیٹ	-
بارٹلیٹ	" " "	۲۲ ہفتے
الیزبیر	" " "	" ۲۱
ڈچس آف بورڈو	" " "	" ۱۷
مری لوکل	" " "	" ۲۱
آرد البرٹا	" " "	" ۴
انگور	" " "	-
ہیٹھا	" " "	" ۷
کشمش	" " "	" ۶
انار د علی پور	" " "	" ۱۹
مالا اورنج	" ۳۶ - ۳۹	-

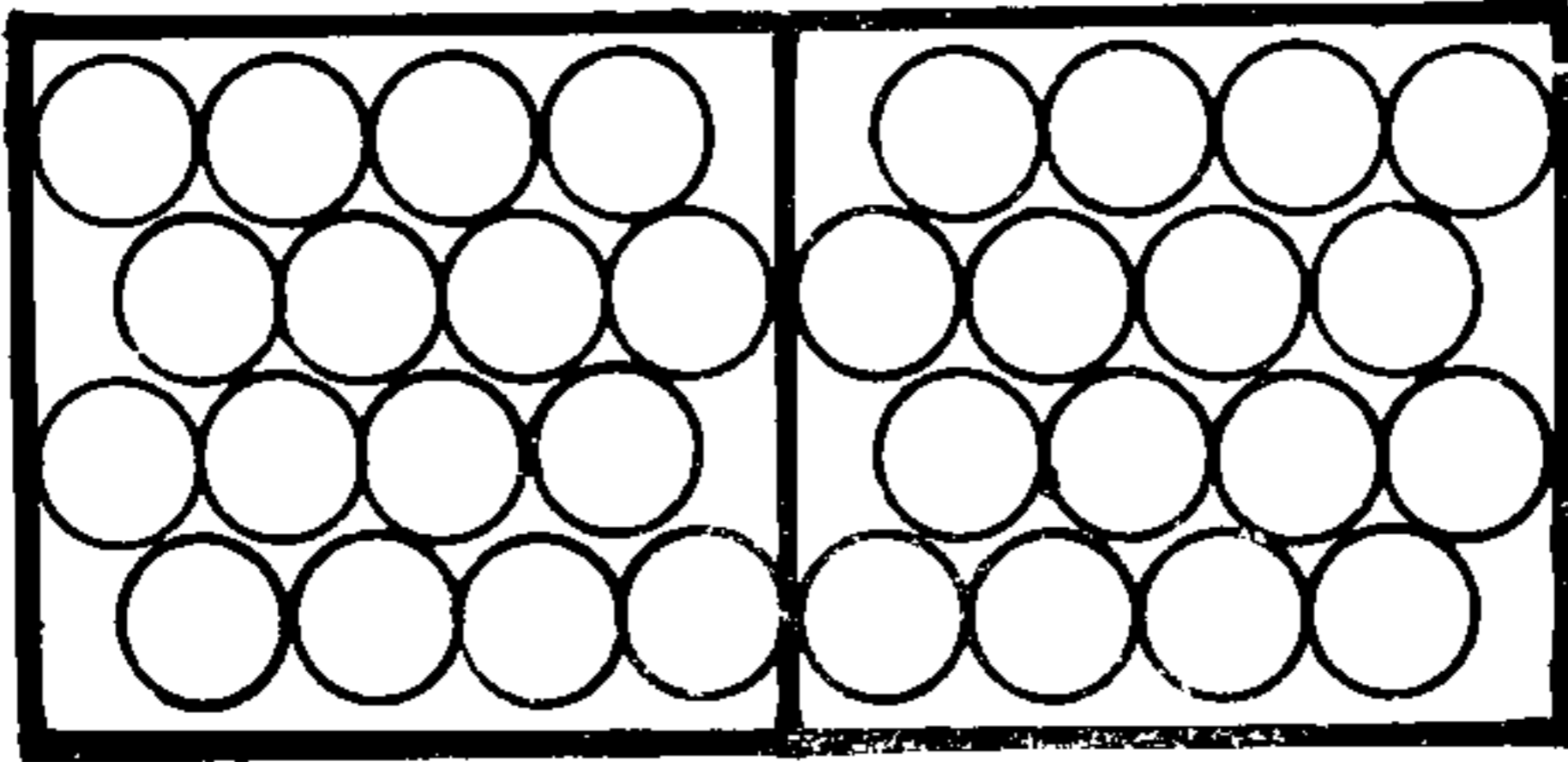
"	۱۹	"	"	"	دیشیا نیت
"	۱۷	"	"	"	عام مالٹا
"	۱۳	"	"	"	بلڈ ریڈ
"	۱۳	"	"	"	سیربی
"	-	"	"	"	نگترہ
"	۵	"	"	"	پنجاب
"	۱۷	"	"	"	ناگ پوری
"	۹	"	"	"	لسمین پور پین
"	۱۳	"	۴۸	۴۵	گریپ فروٹ (مارش سیڈس)
"	۵	"	۴۸	۴۵	آم سنگرہ



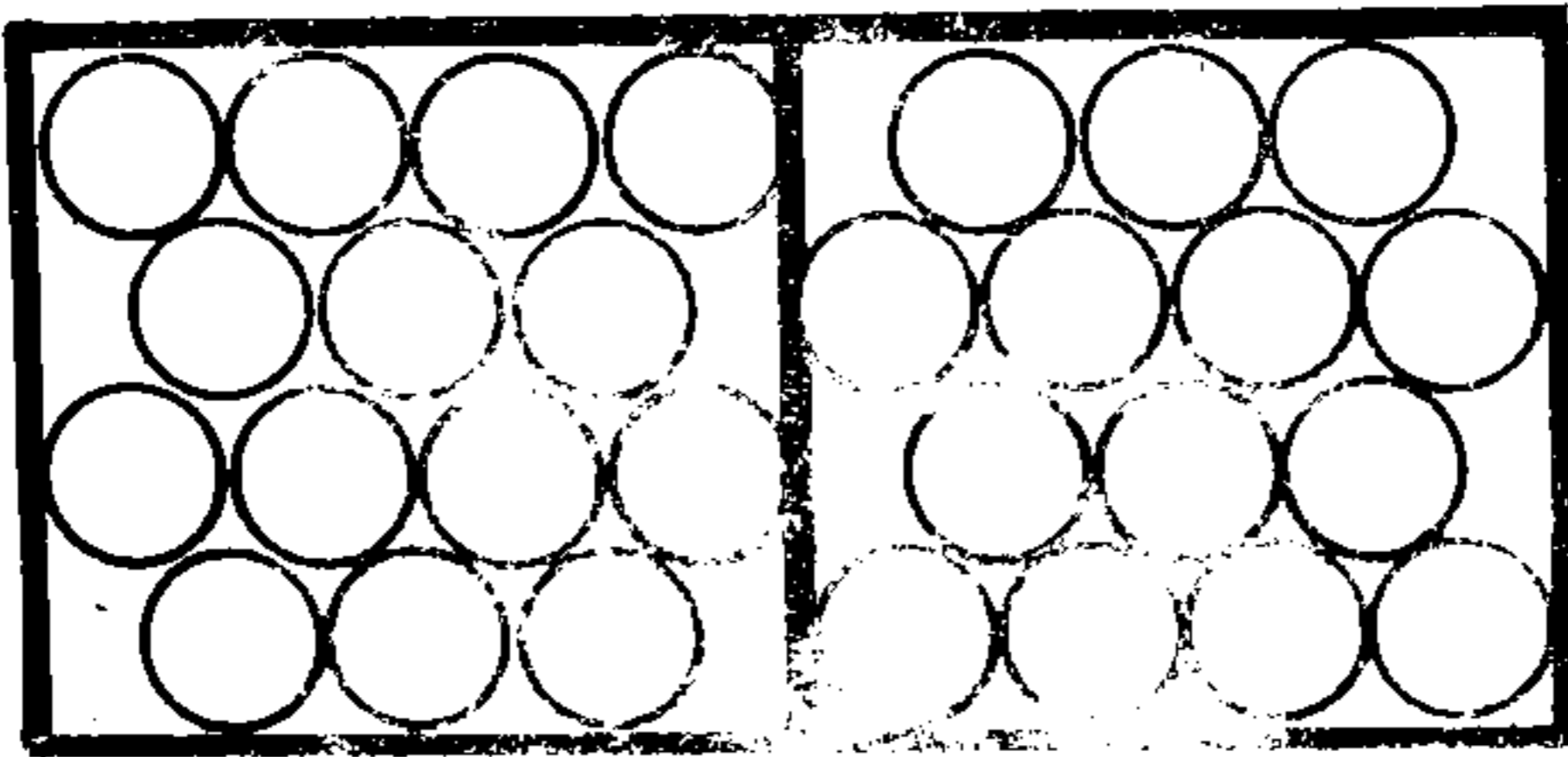
پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے



تعداد پھل = ۲۲.۹ قطر = $۲\frac{۱}{۲}$ انچ تعداد تہہ = ۵



تعداد پھل = ۲۰۰ قطر = $۲\frac{۳}{۴}$ انچ تعداد تہہ = ۵



تعداد پھل = ۱۱ قطر = $۲\frac{۱}{۲}$ انچ تعداد تہہ = ۴

حصہ دوم دن



منطقہ خاڑ اور اُس کے قریب جوار کے پھل

۱۸۰

آم

سائنس دان حضرات اپنی اصطلاحی زبان میں آم کو (MANGIFERA INDICA) کہتے ہیں۔ ایسی اصطلاحیں بین الاقوامی سطح پر طے پاتی ہیں اور دنیا بھر میں استعمال ہوتی ہیں۔ خاندانی نسبت کے لحاظ سے یہ اپنا کارڈوسی (ANACARDIACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ آم کا آبائی وطن ملایا ہے۔ پوپینو (POPENOE) کا خیال ہے کہ آم مشرق ہندوستان، آسام، برما بلکہ اس سے بھی آگے ملایا کے خطے سے شروع ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ آم مشرق بعید کے علاقوں سے ہندوستان میں لایا گیا ہو۔ لیکن اس پھل کی سب سے زیادہ ترویج و ترقی ہندوپاک میں ہوئی۔ آم برصغیر ہندوپاک میں کئی سو سال پہلے سے کاشت ہوتا رہا ہے۔ عام خیال کے مطابق گوا میں پرتگال کے لوگوں نے اس نسل کی افزائش پیوندی طریقے سے شروع کی۔ غرضیکہ آم کی اعلیٰ اقسام ہندوپاک ہی میں سب سے پہلے پیدا کی گئیں اور پھر یہاں سے تمام ممالک میں پھیلیں۔ اس پھل کی کاشت ان تمام ممالک میں ہوتی ہے جو خطِ جدی اور خطِ سرطان کے درمیان واقع ہیں۔ مثلاً ملایا، فلپائن، برما، سیلون، ہندوستان، کمبوڈیا، مصر، جنوبی امریکہ،

جزائر غرب الہند اور تھوڑی تعداد میں فلوریڈا میں بھی اگایا جاتا ہے۔ کیلیفورنیا میں اس کی کاشت کچھ اچھی ثابت نہیں ہوئی۔ آم کی کاشت کو صرف ہندوپاک ہی میں اقتصادی نقطہ نظر سے اہمیت حاصل ہے۔ شاہان مغلیہ آم کے دلدادہ تھے۔ اکبر بادشاہ اس کو اتنا پسند کرتا تھا کہ اس نے ایک لاکھ پودوں کا ایک باغ درجننگہ میں لگوایا اور اس کا نام "لاکھ باغ" رکھا۔ مغربی پاکستان بلکہ پنجاب بھر میں اس کی کاشت اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ اس کا تمدن کیونکہ شالیماں باغ کے آم کے پودے جن کو شاہجہان بادشاہ نے لگوایا تھا اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ مغربی پاکستان میں ۱۱۲۶۳۱ ایکڑ رقبہ پر آم کاشت کیا جا رہا ہے اور رقبہ کے لحاظ سے پھلوں میں اول درجہ پر ہے۔

مغربی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر حیدرآباد، ملتان، بہاول پور اور خیبر پور ڈوئین تک محدود ہے۔ لاہور، سرگودھا اور راولپنڈی ڈوئینوں میں اس کی کاشت بہت کم ہے۔ مشرقی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر راجشاہی، جلیسور، کشتیا، فریدپور، ڈھاکہ، کھٹا، باقرگنج اور دیناچ پور کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ اس میں سے ہر ایک ضلع میں آم کا زیر کاشت رقبہ پانچ ہزار ایکڑ سے زائد ہے۔ اور باقی اضلاع میں اس کی کاشت تھوڑی اور کہیں کہیں کی جاتی ہے۔ مغربی پاکستان کے خیبر پور اور حیدرآباد ڈوئینوں میں اضلاع مہر پارکر، نواب شاہ، حیدرآباد، سکھر اور خیبر پور خاص طور پر قابل ذکر ہیں یعنی یہاں آم کی کاشت بہت ہوتی ہے۔ ملتان، سرگودھا، بہاول پور اور لاہور ڈوئینوں میں اس کی کاشت زیادہ تر ملتان، لائل پور، منگھری، بہاول پور، رحیم یار خان، مظفر گڑھ، سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں کی جاتی ہے۔ اور باقی ضلعوں میں اقتصادی نقطہ نظر سے اس کی خاص اہمیت نہیں۔

مستقبل

آم ایک خوش ذائقہ پھل ہے جسے امیر و غریب تقریباً سب پسند کرتے ہیں۔ اس پھل کی غذائی اہمیت اور حیاتیات کے بیش قیمت خزانہ کی بنا پر حکمرانوں نے بھی اسے ایک افضل پھل تسلیم کیا ہے۔ سائنس دان تحقیق اور تجربے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ درحقیقت آم تمام پھلوں کا بادشاہ ہے۔ جہاں تک حیاتیات "ج" کا تعلق ہے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ الفانسو

آم میں تمام تر شاوہ پھلوں سے تین گنا زیادہ وٹامن "ج" پائے جاتے ہیں۔ سختفظ اٹار کی تجربہ گاہ شعبہ اٹار لائل پور میں جو تجربات ہوئے ہیں ان سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آم کے ایک سو گرام رس میں دو سو سے چار سو ملی گرام تک حیاتین "ج" پائے جاتے ہیں۔ باوجود پھلوں کا سترج ہونے کے اس کی کاشت پر کما حقہ توجہ نہیں دی گئی۔ شائقین اور فنی ماہرین کو مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی ہے۔

- ۱۔ افزائش نسل
- ۲۔ پودوں کا لگانا اور پر دان چڑھانا
- ۳۔ زیرگی اور بار آوری
- ۴۔ کاشتی امور کی واقفیت
- ۵۔ پودے کا بے قاعدگی سے پھل دینا
- ۶۔ آم کا بیج
- ۷۔ دوسری بیماریوں اور کٹیروں کا انسداد

ان اسباب کی بنا پر اس صنعت کی ترقی کی رفتار معیاری تصور نہیں کی جاتی۔ اگرچہ آم کے زیر کاشت کافی رقبہ ہے مگر بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس وقت مغربی پاکستان کی آبادی ۶۸۰۰۰۰۰۰ نفوس ہے جب کہ صوبہ بھجریں پھل کی کل پیداوار ۱۹۹۲۷۵۵۵ من ہے۔ پاکستان کے لوگوں کی خوراک میں پھل کا استعمال ۷۱ اونس فی کس یومیہ ہے جو متوازن خوراک سے بہت کم ہے۔ اچھی صحت برقرار رکھنے کے لئے تین اونس پھل یومیہ استعمال کرنا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے صوبے کو تقریباً ۲۰۳۱۷۴۲۰ من پھل کی سالانہ ضرورت ہے۔ چونکہ آم تمام معدنیاتی اجزاء اور حیاتین سے بھرپور ہے۔ ان اجزاء کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اس پھل کی کاشت زیادہ کرنی چاہئے۔ اس پھل کی کاشت جو سیالکوٹ، لاہور، لائل پور، منگھری، ملتان، مظفر گڑھ کے اضلاع اور بہاول پور، خیرپور، حیدرآباد ڈیرہ میں جہاں کی زمین اور آب و ہوا موزوں ہے اور آبپاشی کے لئے بھی سہولتیں موجود ہیں، بڑھائی جاسکتی ہے۔

اس بات کو آئندہ ضرور مد نظر رکھنا چاہئے کہ باغات لگاتے وقت اعلیٰ اور بہت پھل دینے والی اقسام لگانی چاہئیں۔ موجودہ ناکارہ باغ بھی نئے سرے سے اچھی اقسام سے آراستہ کرنے چاہئیں۔ صوبہ میں آم کی کاشت کا مستقبل درخشندہ نظر آتا ہے۔ تمام پھلوں اور فصلوں کے مقابلہ میں

آم کی فصل سب سے زیادہ آمدنی دیتی ہے۔ اس لئے اس کی کاشت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حکومت کے موجودہ شردار پودوں کے ذخیرے کافی تعداد میں پودے ہیا کر کے دن بدن بڑھتی ہوئی مانگ کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں۔ اس طرح اچھی اقسام کی افزائش ترقی پذیر ہے اور دن بدن فروغ پا رہی ہے۔

حال ہی میں حکومت پاکستان کی وزارت تجارت نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ آم کے تازہ پھل اور ان سے تیار شدہ مرہمات اور دیگر مصنوعات کی برآمد کے امکانات وسیع ہیں۔ اس سے آم کی کاشت میں اور بھی اضافے کی توقع ہے۔ چونکہ پیداوار فی الحال ملکی ضرورت سے بہت کم ہے اس لئے آم کے رقبہ کے اضافہ میں کسی قسم کا خدشہ نظر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ برآمد کے بھی کافی امکانات ہیں۔ اور یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ پھلوں کو محفوظ کرنے اور مزید دیکھانے میں جانے سے تجارت پر ناسا اثر پڑے گا۔ اور اس کی کاشت مالکان کے لئے کافی منافع بخش ثابت ہوگی۔

پودے کی شکل شبابہت اور بار آوری کی عادات

آم ایک سدا بہار درخت ہے۔ تنخی پودے کافی قدر آدر ہوتے ہیں۔ عموماً آم کا درخت ۴۵ سے ۵۰ فٹ تک اونچا ہوتا ہے اور مناسب حالات میں سو سال سے بھی زیادہ عمر پاتا ہے۔ پیوندی پودوں کی شکل صورت مختلف ہوتی ہے۔ نہری علاقہ میں آم کا درخت عام طور پر خوبصورت اور گھٹنا ہوتا ہے جس کی شاخیں زمین کی طرف جھکی ہوتی ہیں۔ اقسام کے لحاظ سے پتوں کا سائز بھی مختلف ہوتا ہے۔ پھول گچھوں میں لگتے ہیں۔ جو چھوٹے اور عام طور پر زردی مائل ہوتے ہیں۔ تاہم پھولوں کی رنگت اقسام پر بھی مبنی ہے۔ چند اقسام میں پھولوں کی رنگت زردی مائل سفید اور کچھ اقسام میں گلابی ہوتی ہے۔ بعض اقسام کے گچھوں میں ایک ہزار سے بھی زائد پھول ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نامکمل ہوتے ہیں۔ مکمل پھولوں کی شرح فی صد مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے موسمی حالات کے مطابق پھول کھلنے کا وقت فروری کے آخر سے دس تا اپریل تک ہے تاہم پھول لانے والے پتوں کی نشاندہی اگست اکتوبر تک ہو جاتی ہے۔ آم کے درخت کی نشرونا ایک خاص ترتیب سے ہوتی ہے۔ موسمی حالات کے مطابق ایک سال میں چار سے چھ دفعہ نباتاتی افزائش کا مکمل مشاہدہ میں آیا ہے۔

پھل کا سائز، گٹھلی کا رنگ، گٹھلی اور دوسرے خواص اقسام کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔ عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہے کہ آم ایک سال زیادہ پھل دیتا ہے اور دوسرے سال کم۔ شعبۂ اثمار لائل پور میں تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ آم کے درخت کی جس شاخ کو ایک سال پھل آتا ہے دوسرے سال اس میں نباتاتی نشوونما ہوتی ہے اور پھل نہیں آتا۔ کیونکہ اس کا پھول شاخ کے سرے پر آتا ہے۔ اگر درخت ہر سال باقاعدگی سے نشوونما کرتا رہے اور پتے مناسب مقدار میں درخت پر موجود رہیں تو ان پر ہر سال مناسب مقدار میں پھل لگتا رہے گا۔ تاہم قدرتی طور پر کسی کسی سال پھولوں کے ایام میں خراب موسم، اولے، آندھی اور طوفان وغیرہ کی وجہ سے پھول ضائع ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ثمر دار شاخوں کو اسی نباتاتی نشوونما کا موقع مل جاتا ہے اور اگلے سال پھول اور پھل دینے کے لئے کافی خوراک جمع کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس سال بہت سی شاخیں پھول اور پھل لاتی ہیں جس کی وجہ سے تناسب خراب ہو جاتا ہے۔ اس طرح باقاعدگی سے پھل لانے کا آغاز ہو جاتا ہے جو بہتر کثرت کاری سے مزید درست کیا جاسکتا ہے۔ لائل پور میں تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ زیادہ پھل دینے والے سال میں کچھ پھول کم کر دینے سے دوسرے سال بھی بار آوری ہو جاتی ہے۔ اس عادت کو درست کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنا چاہئے۔

۱۔ جس سال پھول زیادہ ہوں تو شروع موسم میں پھل کم کر دیں تاکہ شاخوں کو نباتاتی نشوونما کے ذریعے کافی مقدار میں کیمیائی اجزاء جمع کر لیں اور پھولوں کی ڈوڈیاں بننے سے پہلے خوراک کا ذخیرہ مہیا ہو جائے۔

۲۔ پھل دینے والے سال میں پھول آنے سے پہلے اور پھل توڑنے کے بعد نباتاتی افزائش کے لئے زیادہ مقدار میں کھاد دیں۔

۳۔ پھل لگنے کے بعد خوب آبپاشی کریں تاکہ پودا نباتاتی نشوونما بھی کرتا رہے۔

۴۔ پودوں کو مختلف بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے تحفظ نباتات کے مناسب طریقے بروئے کار لائے جائیں۔

آب و ہوا

آم ایک ایسا پھل ہے جو سطح سمندر سے لے کر پانچ ہزار (۵۰۰۰) فٹ بلندی تک

لگایا جاسکتا ہے۔ چونکہ یہ سخت سردی کو برداشت نہیں کر سکتا اس لئے اس کی کاشت زیادہ گرم مرطوب علاقے تک محدود ہے۔ ان علاقوں میں بارش کی کثرت جو عموماً موسم گرما میں ہوتی ہے آم کی کاشت کے لئے بہت مفید رہی ہے۔

ایسے علاقہ میں جہاں بارش اسی (۸۰) پنچ سالانہ سے کم ہو وہاں مصنوعی آبیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پھول نکلنے کے موسم میں بارش بادل اور کمر ہو جائے تو عمل زیری پر برا اثر پڑتا ہے۔ زیادہ بارش آم کی فصل کے لئے نقصان دہ ہے۔ جہاں پھول نکلنے وقت موسم خشک ہو وہاں اچھی فصل کی امید کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح پھول نکلنے کے موقع پر موسم کی خرابی آم میں ایک سال پھل لگنا اور دوسرے سال نہ لگنے کی عادت کا باعث بن جاتی ہے۔ کورے کا اثر پودے کی عمر اور صحت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اس لئے چھوٹے پودوں کو جن کی عمر چار پنچ سال تک ہو کرے اور لڑ سے بچانا چاہئے۔ چھوٹے پودوں کی نشوونما کم درجہ حرارت (۲۹-۳۰) درجے فارن ہیت سے متاثر ہوتی ہے۔ کورے کے خطرے سے پہلے پودے کے تنے کو خشک گھاس یا پرانی بورلیوں سے ڈھانپ دینا چاہئے اور جب خطرہ دور ہو جائے تو تنوں کو کھول دینا چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ آب و ہوا پھل پر ہی نہیں بلکہ سارے پودے پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن مختلف علاقوں میں اس کے مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ ہینز کی ۱۹۵۳ کی تحقیقات کے مطابق آم پکنے کا موسم مئی سے جولائی ہے۔ لیکن کچھیتی اقسام جولائی سے نومبر تک تیار ہوتی ہیں۔ آم کے پھول دسمبر سے مارچ تک نکلتے ہیں۔ کچھ اقسام ایسی بھی ہیں جن کے پھول نکلنے کا کوئی موسم نہیں ان میں پھول سارا سال نکلتے رہتے ہیں۔ فلوریڈا (امریکہ) جہاں اوسط درجہ کی سردی پڑتی ہے میں کئی ایک اقسام میں پھول دسمبر اور جنوری میں بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ سندھ کے علاقہ میں آم کا موسم مئی سے شروع ہو کر جولائی میں ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال پھل کی بہتات جون سے جولائی کے آخر تک ہوتی ہے۔ لیکن کئی ایک اقسام ایسی ہیں جو اگست اور ستمبر میں پکتی ہیں۔ پھل پکنے کے دوران لگاتار گرمی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

زمین

آم اپنی سیدھی بڑکی وجہ سے گہری اور زرخیز زمین پسند کرتا ہے۔ ویسے یہ مختلف اقسام

کی زمینوں میں اچھی کامیابی سے کاشت کیا جاسکتا ہے۔ ساحلی علاقوں میں جہاں زمین ریتی اور گہری میرا ہے۔ آم کے پودے بڑے ہو جاتے ہیں۔ مختصر طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آم ایسی گہری سیلابی زمین کو پسند کرتا ہے جس میں پانی کا نکاس بہتر ہوتا ہے محض ریتی زمینوں میں پودا کمزور ہو جاتا ہے اور پھل کی جسامت اور اچھے اوصاف متاثر ہو جاتے ہیں۔

پاکستان، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مختلف مقامات کی مشہور اقسام یہ ہیں۔

نمبر شمار	ملک	علاقہ	اقسام
۱-	پاکستان	(۱) بنگلہ دیش	گوپال مہوگ، ننگرا، فضل، گیلہ، کان پہاری، موہن مہوگ اور کھیر ساپتی
		(۲) مغربی پاکستان	ننگرا، آمن دسہری، شربشت چونسہ، شربشت رام پور، نیشنل زون (سابقہ صوبہ پنجاب) انور رٹول، مالہ اور فجری کلاں، سوہجے والی ٹنگ، غلام محمد پور، مہا واپور
		لاہور (سابقہ سندھ)	سندھڑی، بگین پالی، سوار ناریکا، خاصہ، کلکٹر، نیلم اور الفانسو
۲-	بھارت	(۱) اتر پردیش	ننگرا، آمن دسہری، بھینچی، الفانسو، شربشت چونسہ، فضل اور سفید نمبرا
		(۲) بہار	آمن ابراہیم پور، آمن دسہری، خاص الفانسو، تیموریا، شربشت چونسہ اور برہما ٹرخہ۔
		(۳) ممبئی	الفانسو، پیری
		(۴) مدراس	کھجی ٹیل، بنگلورا، نیلم، سوار ناریکا، بگین پالی اور پٹی
۳-	ریاستہائے متحدہ امریکہ	فلوریڈا	ڈیرس ہیڈن، بروکس، اینڈرسن، کبوتھی آنا، نزل، اردن
۴-	فلپائن		کارا باؤ، پکیو اور پاہوتن
۵-	کولمبیا		کبوتھی آنا

چند مشہور اقسام کے خواص

سنگڑا

شکل ، بعضی لمبوتر

سائز ، ۴ ر ۹ × ۵ ر ۷ × ۵ ر ۱ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھپکا ، ہلکا سبز اور چمکا ، بے حد باریک اور نفیس گوشے کے ساتھ نرمی سے چپٹا ہوا۔

گودا ، سرخی مائل زرد ، خستہ ، بے حد عمدہ اور شیریں ، رس دار اور کم ریشہ دار۔

گٹھلی ، پتی اور لمبوتری ۳ ر ۷ × ۴ ر ۳ × ۷ ر ۷ سینٹی میٹر کم ریشہ دار۔

پکنے کا وقت ، وسط جون سے وسط جولائی تک۔

پیداوار ، اوسط ۲ من سے ۳ من فی پودا۔

کوالٹی ، بہتر۔

امن و سہری

شکل ، لمبوتری

سائز ، ۴ ر ۹ × ۵ ر ۹ × ۵ ر ۳ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھپکا ، خوبانی کے رنگ سا ، چمکا ، باریک اور عمدہ ، گوشے کے ساتھ اچھی طرح چپٹا ہوا۔

گودا ، گہرا زرد ، خستہ نرم ، ذائقہ دار ، خوشبودار اور بہت شیریں ، رس درمیانہ ، کم ریشہ دار۔

گٹھلی ، تیلی لمبی اور باریک بہت ہی کم ریشہ دار

پکنے کا وقت ، جولائی کا پورا مہینہ

پیداوار ، اوسط ۱ من فی درخت

خاصیت ، بہترین ، باقاعدگی سے پھل دینے والی قسم ہے۔

شربت چونس

شکل ، قدرے لمبوتر

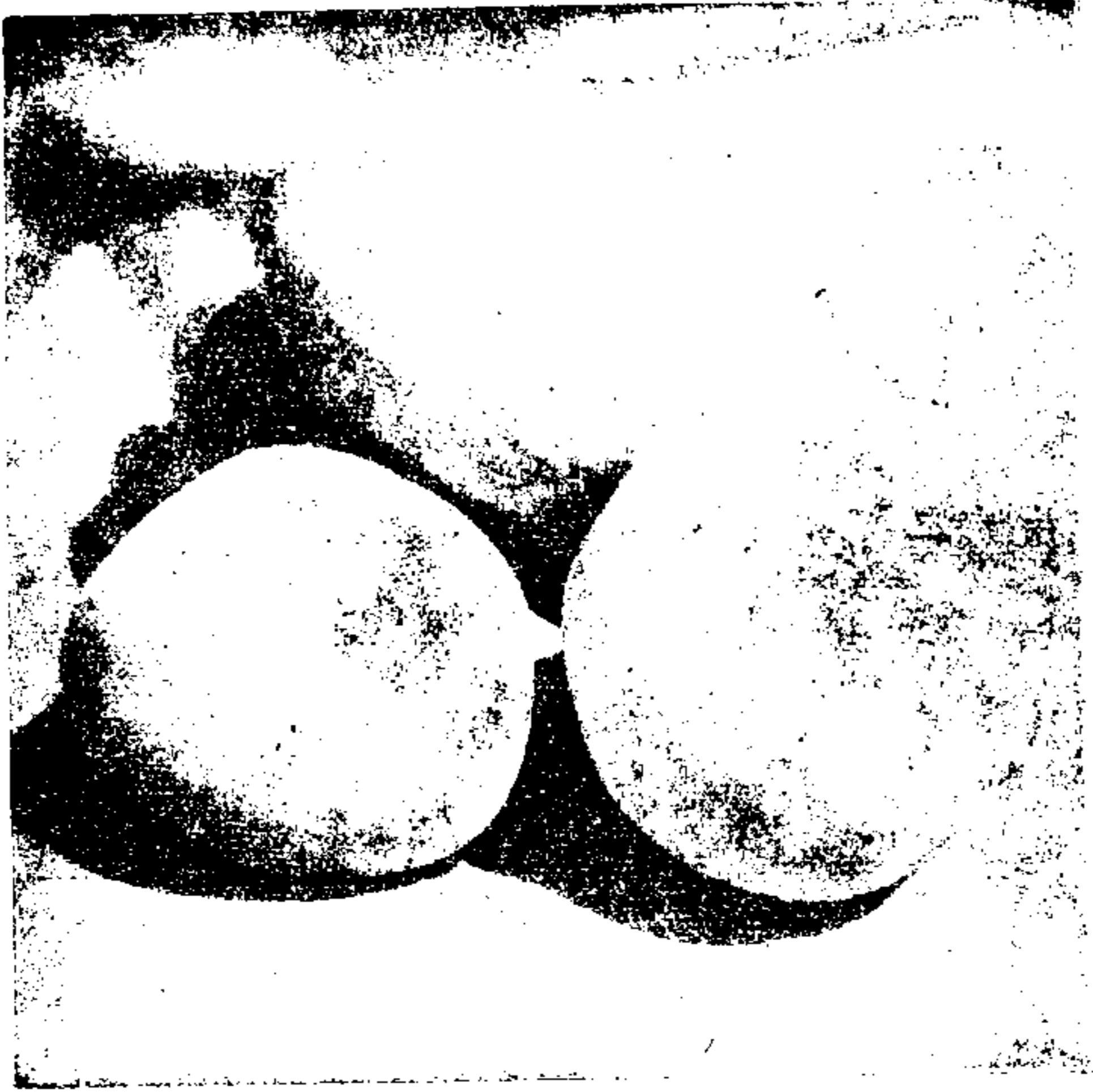
سائز ، ۴ ر ۹ × ۵ ر ۹ × ۵ ر ۲ سینٹی میٹر



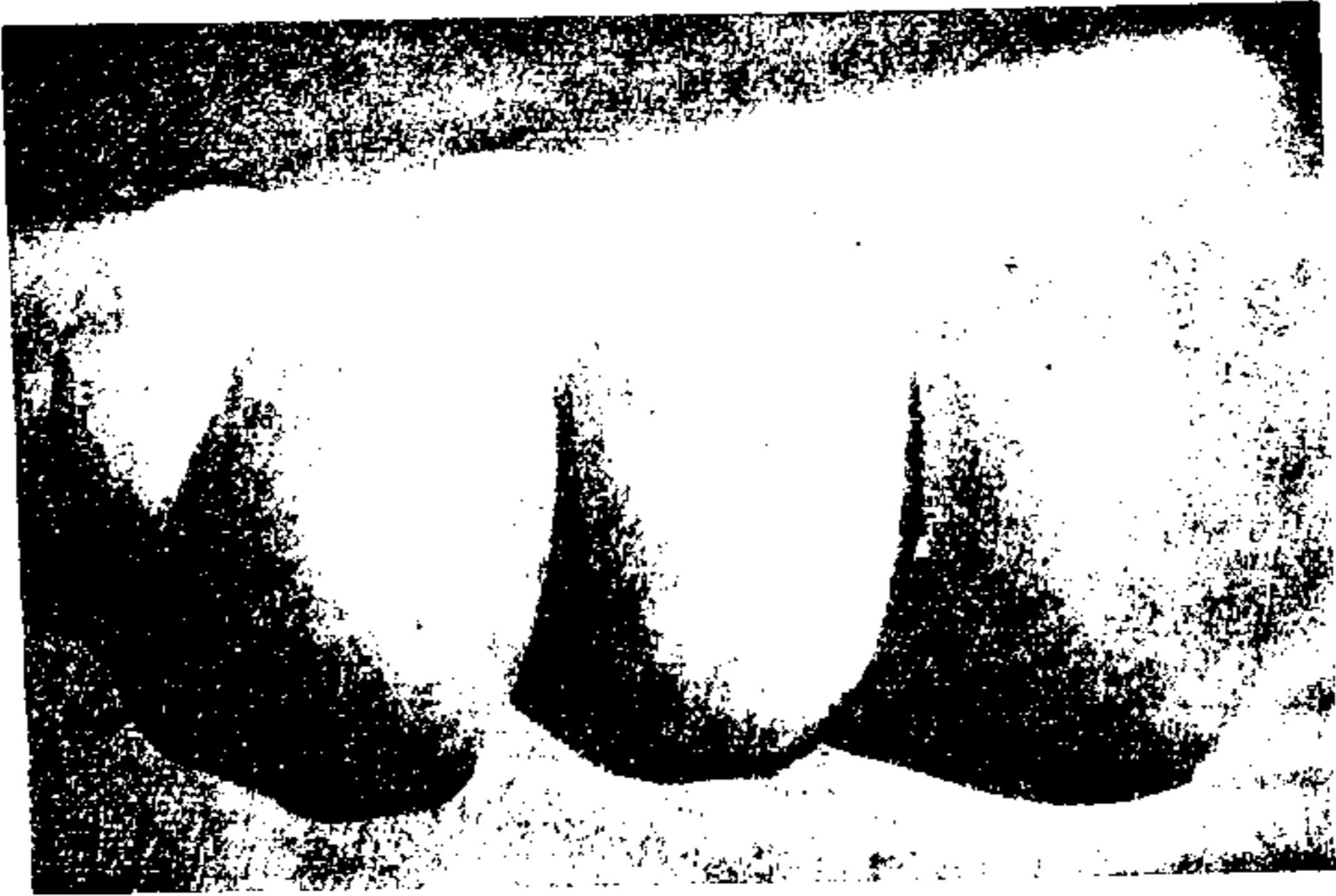
زیتون



نمر بهشت چولسی



19-2-2011



19-2-2011

شانے ، نمایاں ڈھلتے ہوئے
 چھلکا ، درمیانی موٹائی والا ملائم ، رنگت سلی۔
 گودا ، گہرا زرد ، نہایت عمدہ خستہ ، خوشبودار ، نہایت میٹھارس دار ، ریشہ کم۔
 گٹھلی ، پتلی ، لمبوتری ، سائز بڑا اور ریشہ کم ہوتا ہے۔
 پکنے کا وقت ، جولائی کے آخر سے جولائی کے وسط تک
 پیداوار ، ۲ من فی درخت

بعض علاقوں میں اسے کجراتی یا کھجری کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

شرہشت رام پور

شکل ، تقریباً گول

سائز ، چھوٹا

شانے ، یکساں

چھلکا ، باریک چکن موٹائی میں درمیانہ رنگ سبز
 گودا ، نرم ، برائے نام ریشے دار ، سفیدی مائل زرد ، خوشبودار ، درمیانہ رس دار
 یعنی قدرے سرخی مائل
 گٹھلی ، درمیانہ اور نرم ریشے والی
 پکنے کا وقت ، جولائی کے آخر سے اگست کے وسط تک
 پیداوار ، تین من فی درخت
 کوالٹی ، عمدہ

فجری کلاں

شکل ، مچھل شکل میں بیضی ، لمبوتر اور کلاں

سائز ، ۲-۹ x ۲-۶ x ۶-۵ سینٹی میٹر

شانے ، نمایاں

چھلکا ، زردی مائل سرخ ، سطح برائے نام کھردری ، چھلکا موٹا اور نفیس گودے کے ساتھ

کمزوری سے چمٹا ہوا۔

گودا، زردی مائل سرخ، بے ذائقہ، کافی رس دار، ریشہ برائے نام۔

گٹھلی، موٹی اور لمبوتری، کچھ ریشہ دار۔

پکنے کا وقت، اگست کے آخر تک

پیداوار، تین من فی درخت

الفالسو

شکل، بیضوی گول

سائز، درمیانہ

شانے، نمایاں

چھلکا، زردی مائل سرخ

گودا، خرمائی کے رنگ جیسا، نرم ذائقہ دار، خوشبودار بے حد میٹھا، کافی رس دار ریشہ برائے نام

گٹھلی، بڑی موٹی بیضوی، کم ریشہ والی، گٹھلی کے نچلے حصہ پر قلیل ریشہ پائے جاتے ہیں۔

پکنے کا وقت، جولائی

پیداوار، تین من

کراچی، عماد اچھی پیداوار دینے والی قسم ہے۔

انور رول

شکل، بیضہ نا

سائز، درمیانہ

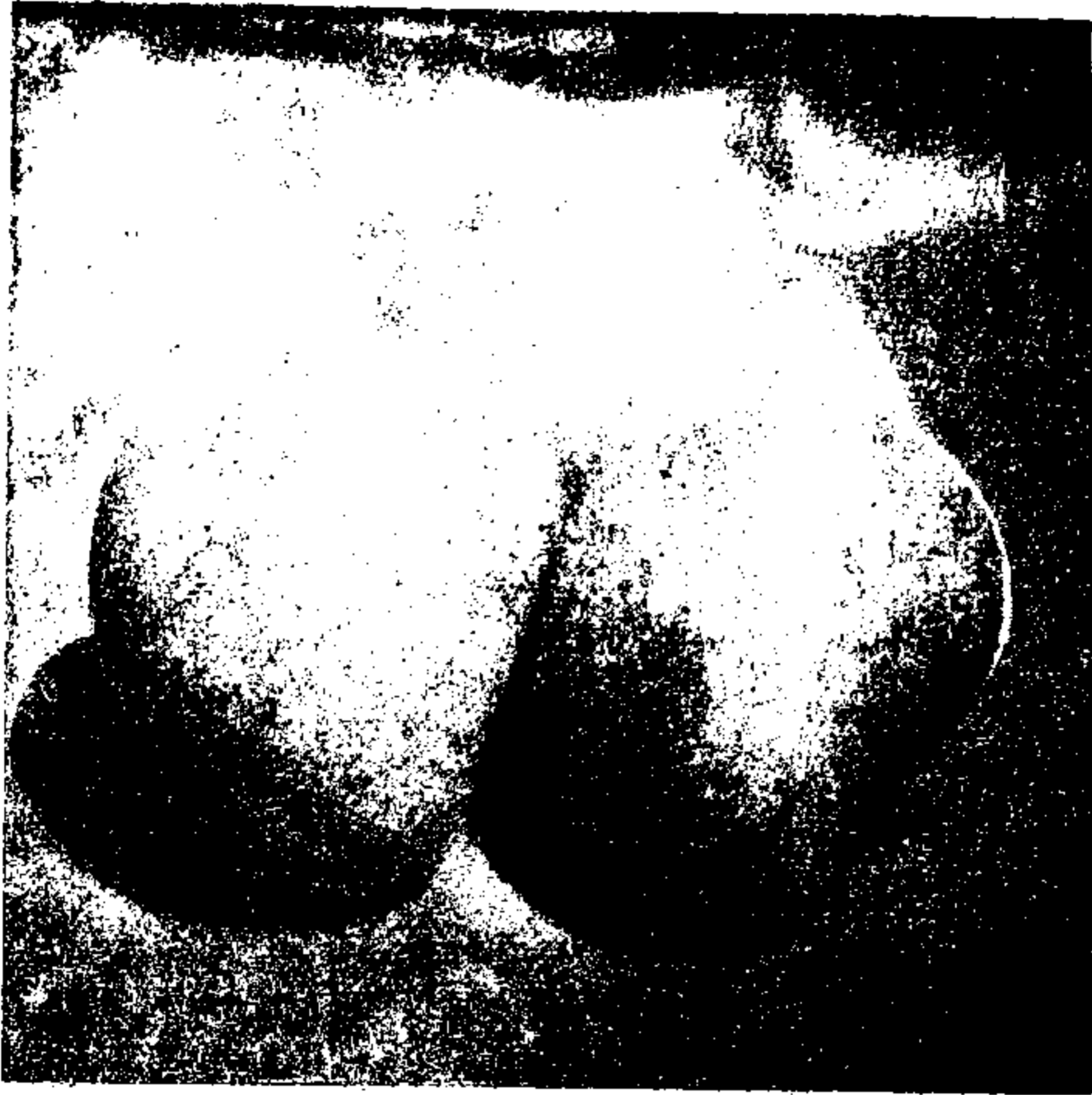
شانے، یکساں اور گول

چھلکا، درمیانہ موٹا، چمکا، سبزی مائل زرد

گودا، بے ریشہ، مضبوط، سرخی مائل زرد، نہایت شیریں، خوشبودار، رس درمیانہ

گٹھلی، سائز درمیانہ، بیضوی، چھوٹے، درمیانہ نرم ریشوں سے ڈھکی ہوئی۔

پکنے کا وقت، جولائی



سیب



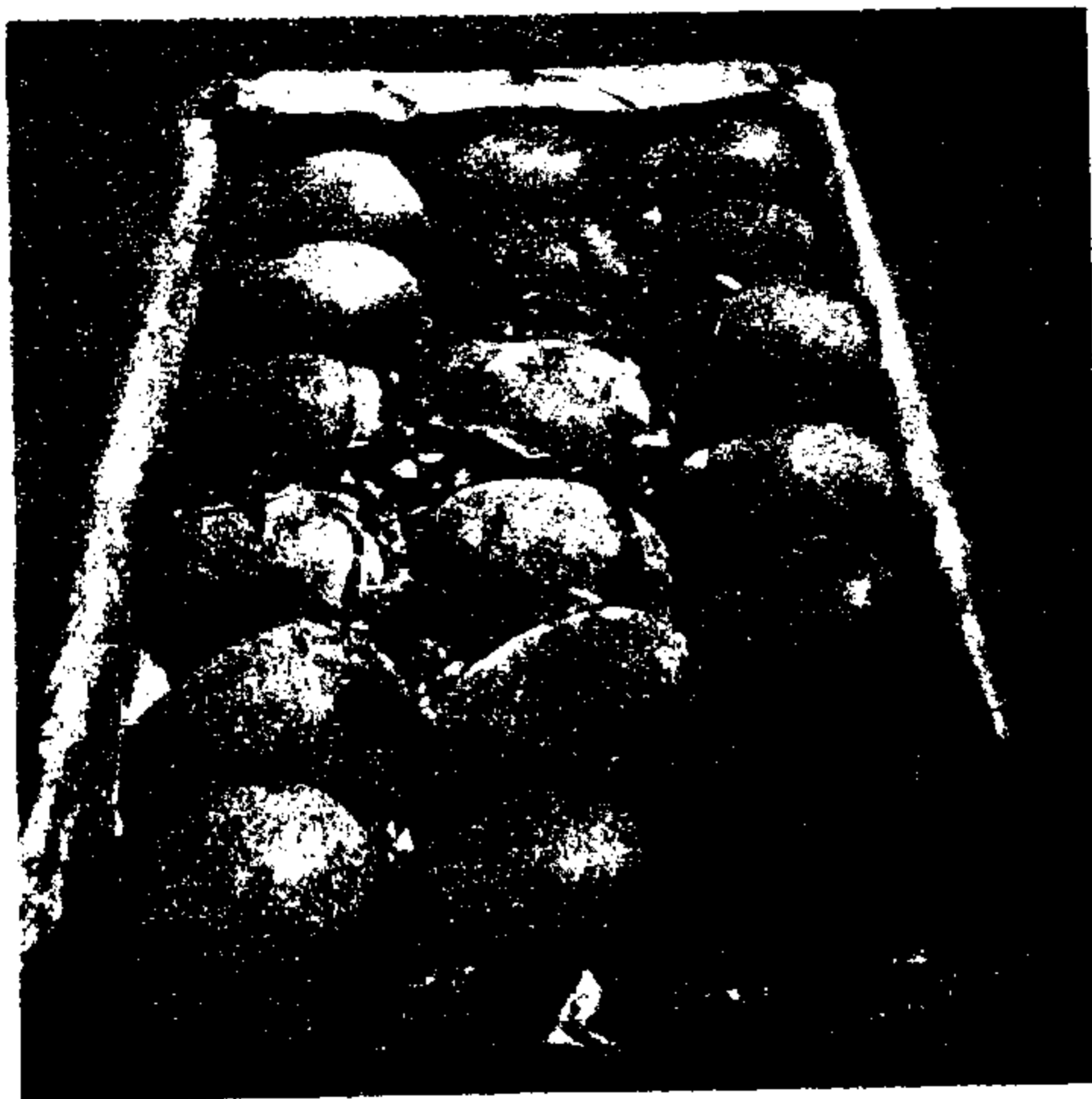
لیمو

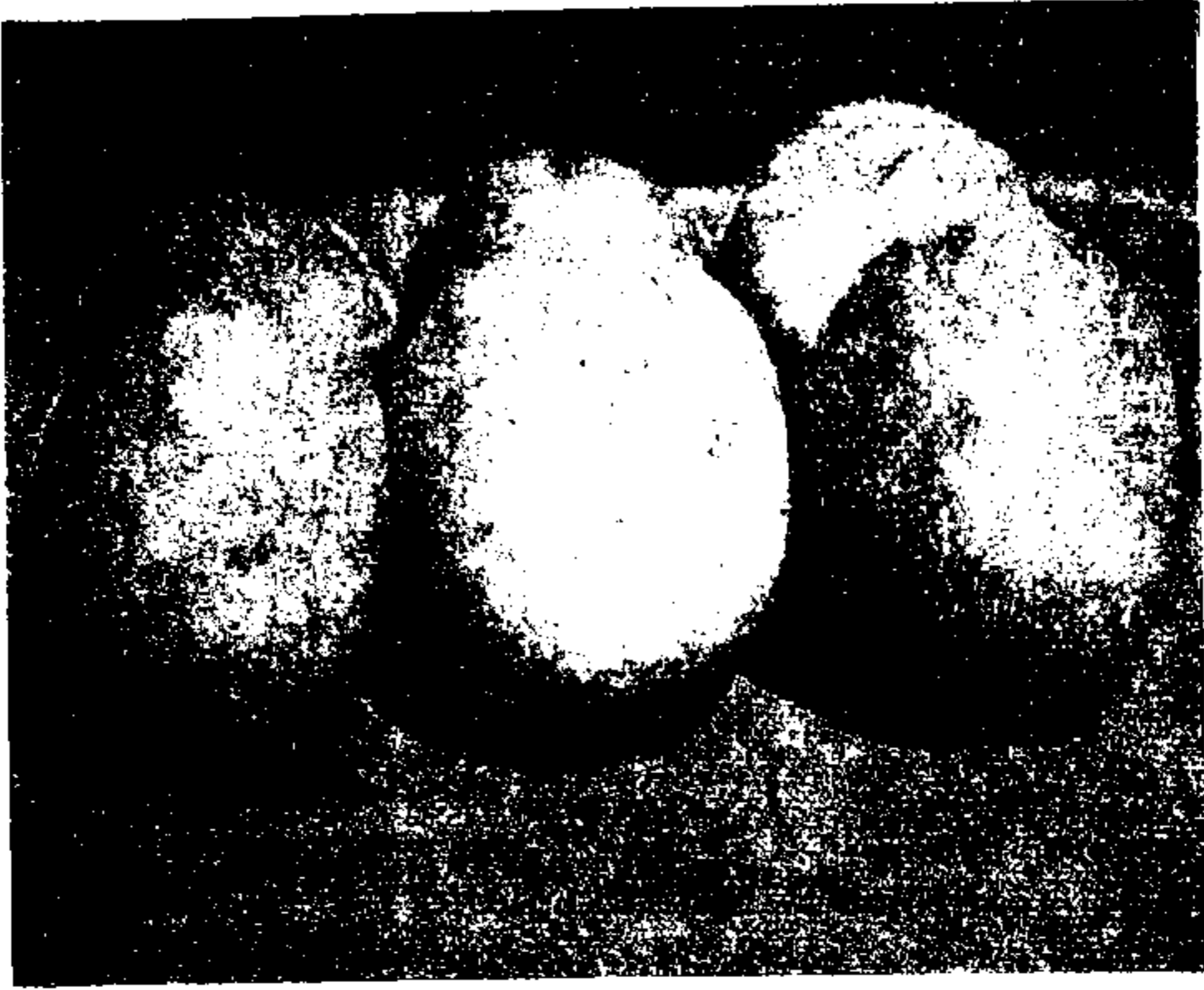


گلاب خاص

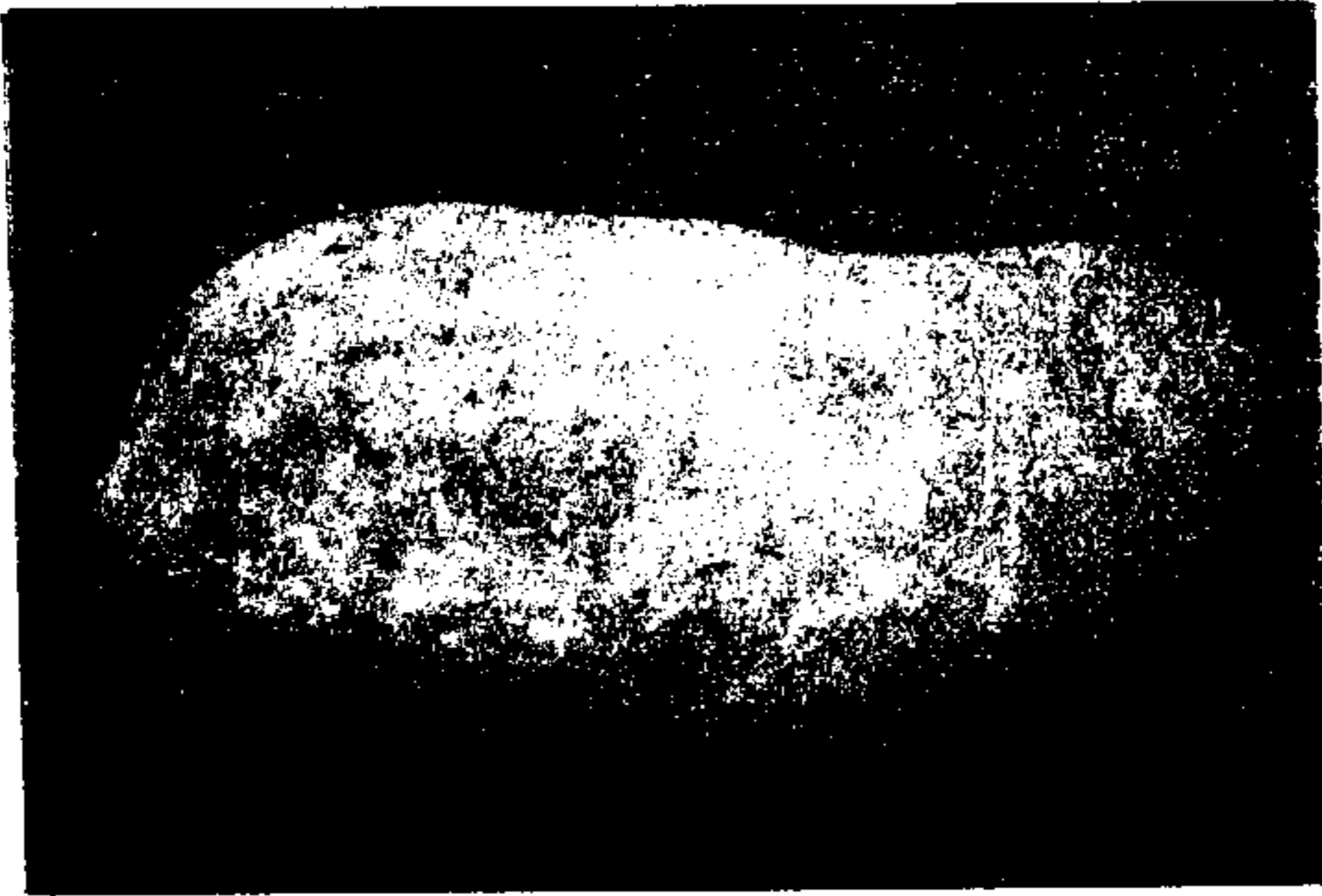


برما سرخ





مخڑا



سندھواری

پیداوار ، ڈیڑھ من فی درخت
 کوالٹی ، قسم بہت اعلیٰ ہے۔ منڈی میں فروخت کرنے کے لئے باقی اقسام کے مقابلہ
 میں زیادہ دلوں تک رکھی جاسکتی ہے۔

سندھری

شکل ، لمبوتری اور بیضوی

سائز ، بڑا

شانے ، نمایاں سخی طرف سے اٹھے ہوتے۔

چھلکا ، بہت زرد، چکنا ، باریک ، نہایت نفیس ، گودے کے ساتھ اچھی طرح چمٹا ہوا۔
 گودا ، نہایت زرد رنگ کا خستہ ، شیریں اور نہایت نفیس ، کافی رسدار ، کم ریشہ دار
 گٹھلی ، لمبی اور موٹی

پکنے کا وقت ، جون اور جولائی

اوسط پیداوار ، چھ من (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، بہترین

شکل ، بیضوی لمبوتری بیگن پالی

سائز ، بڑا

شانے ، نمایاں ، ڈھلتے ہوتے۔

چھلکا ، زرد ، سبزی مائل ، کچھ کھردرا ، باریک اور پتلا گودے کے ساتھ اچھی طرح چمٹا ہوا۔
 گودا ، زردی مائل ، خستہ ، شیریں ، کافی رسدار ، کم ریشہ دار
 گٹھلی ، پتی

پکنے کا وقت ، جولائی

اوسط پیداوار ، ۱۲ ۱/۲ من (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، عمدہ ، حیدرآباد ڈویژن کی بہترین قسم ہے۔

سوار ناریکا

شکل ، بیضوی

سائز ، بڑا

شانے ، نمایاں ڈھلتے ہوتے

چھکا ، گہرا زرد ، چکن ، پتلا اور نفیس ، گودے کے ساتھ گاہے مضبوطی گاہے کمزوری سے چمٹا ہوا۔

گودا ، خوبانی کے رنگ کا ، خستہ ، ذائقے دار ، کھٹا میٹھا ، رس درمیانہ ، کم ریشے دار۔

گٹھلی ، پتلی اور لمبوتری ، رگیں نمایاں ، کم ریشے دار۔

پکنے کا وقت ، اگست کے شروع میں۔

اوسط پیداوار ، پھمن (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، درمیانہ

خاص

شکل ، بیضوی

سائز ، درمیانہ

شانے ، نمایاں

چھکا ، خوبانی کے رنگ سا جس پر سرخ دھبے ہوتے ہیں ، برائے نام کھردرا ، باریک

اور گودے سے اچھی طرح چمٹا ہوا۔

گودا ، سرخی مائل زرد ، خستہ ، بہت میٹھا ، رس کم ہوتا ہے۔

گٹھلی ، موٹی اور لمبی

پکنے کا وقت ، جولائی

پیداوار ، ۴ من (حیدرآباد ڈویژن میں)

کوالٹی ، عمدہ

افزائش نسل

ہمارے صوبہ میں آم کے پودے زیادہ تربیوند لگا کر حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس کی بڑی

درج یہ ہے کہ دوسرے آسان اور نباتاتی افزائش کے طریقوں سے آم کے پودے اتنی کامیابی سے حاصل نہیں ہوتے۔ ہمارے ملک میں افزائش نسل کا یہ طریقہ آم کی صنعت کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں بہت حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ موجودہ دور میں تمام عمدہ اقسام کی افزائش نسل تختی پودوں پر پیوند لگا کر کی جاتی ہے۔

تختی پودے تیار کرنے کا طریقہ

جون اور جولائی کے مہینوں میں اچھے پکے ہوئے رس دار آموں کی گھٹیاں جمع کر لی جاتی ہیں۔ اور بجائی کے وقت تک انہیں ایسے مقام پر رکھتے ہیں جہاں ان کی نمی قائم رہ سکے۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ۱/۱۱ پنچ سے ۱/۱۲ پنچ گہرائی تک ایسی زمین میں بڑتے ہیں جسے اس مقصد کے لئے اچھی طرح تیار کیا گیا ہو۔ اور اس میں کافی مقدار میں کھاد ملائی گئی ہو۔

پہلا طریقہ

۱۔ گھٹیاں زمین پر نزدیک نزدیک بکھیر جاتی ہیں ان کو اچھی طرح تیار شدہ کھاد سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ اس طریقہ پر عمل کرنے کے لئے گھٹیوں کی کثیر تعداد درکار ہوتی ہے تاکہ وہ تمام آگ آئیں۔

دوسرا طریقہ

۲۔ گھٹیاں قطار در قطار بڑتے اور ایک قطار سے دوسری قطار کا فاصلہ ایک فٹ اور ایک گھٹلی سے دوسری گھٹلی کا فاصلہ ۱۹ پنچ رکھتے ہیں۔ گھٹیاں بونے کے بعد زمین کو پانی دیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ گھٹیاں خشک ہو جائیں تو بہت کم آگتی ہیں۔ ہیزرنے (BURNS) کے (PRAYAG) کے کئے ہوئے تجربات کے حوالہ سے بتایا ہے کہ جمع کرنے کے ایک ماہ کے اندر اندر بڑی جانے والی گھٹیوں میں سے ۸۸ فی صد، ۳۸ دن بعد بڑی جانے والی گھٹیوں میں سے ۴۸ فی صد اور ۷۱ روز بعد بڑی جانے والی گھٹیوں میں سے صرف ۱۲ فی صد گھٹیاں آگیں۔ اس نتیجے سے ظاہر ہے کہ گھٹیوں کو پھل سے نکالنے کے بعد جلد سے جلد بڑی زیادہ سوڈن سے نائیک (NAIK) نے گھٹیاں بونے پر ایک تجربہ کے دوران گھٹیاں بونے سے پہلے ان کے پھلکے احتیاط کے ساتھ اتار لئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گھٹیاں جلد آگ آئیں۔ اور

ان کے تنے اور جڑیں بھی سیدھی پائی گئیں۔ مگر اس نے اس طریقہ کی سفارش اس لئے نہیں کی۔ کہ اس طریقہ سے خرچ زیادہ آتا ہے۔ اور گرمی ٹوٹ جانے سے اگاؤ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ (STEVENS) اسٹیفنز نے بتایا ہے کہ اگر گٹھلیاں پختہ یا لوبہ کے فرش پر آٹھ اپنچ ریت کی تہ بچھا کر تر بھی بوئی جائیں تو اس سے ریشہ دار جڑوں کی پیدائش میں مدد ملتی ہے اور لمبی جڑ کی نشوونما رک جاتی ہے۔ یہ طریقہ تخمی پودوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ تخمی پودوں کی بہت سی اقسام میں کثیر جنینی ہوتی ہیں۔ اور ان سے صحیح النسل پودے حاصل ہو جاتے ہیں مگر ہماری موجودہ معلومات کے مطابق پاکستان میں پیدا ہونے والے آموں کی اقسام میں سے کوئی بھی کثیر جنینی نہیں۔ اسی وجہ سے پاکستان میں آموں کی پسندیدہ اقسام کی افزائش نباتاتی طریقہ سے کی جاتی ہے۔ اس صورت میں آم کی نباتاتی افزائش عام طور پر بغل گیر پیوند کے ذریعے کی جاتی ہے۔ پودوں کو کورے سے بچانے کے لئے سرکڈے وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہئے۔

نباتی طریقے

بغل گیر پیوند

ایک سال عمر کے تندرست تخمی پودوں کو عام طور پر مٹی کے ۱۲۔ اپنچ کے گلوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ آم کے پودوں کی جڑیں موصلی نا ہوتی ہیں۔ اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ منتقلی کے وقت اس جڑ کو نقصان نہ پہنچے۔ گلوں میں پودے لگانے سے قبل نیچے چھوٹی سی کنکری ضرور رکھنی چاہئے۔ تخمی پودوں کو مٹی کی گچی سمیت بحفاظت گلوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اور گلوں کی باقی ماندہ خالی جگہ کو عمدہ کھاد اور بھل سے پُر کر کے اس مٹی اور کھاد کو اچھی طرح دبا دیا جاتا ہے۔ گلوں کو باقاعدگی سے پانی دینا چاہئے۔ عام طور پر بغل گیر پیوند سے تقریباً ایک ماہ پیشتر یعنی فروری مارچ اور جولائی اگست میں، پودوں کو گلوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے پودوں کو گلوں میں جڑیں قائم کرنے کے لئے کافی وقفہ مل جاتا ہے۔

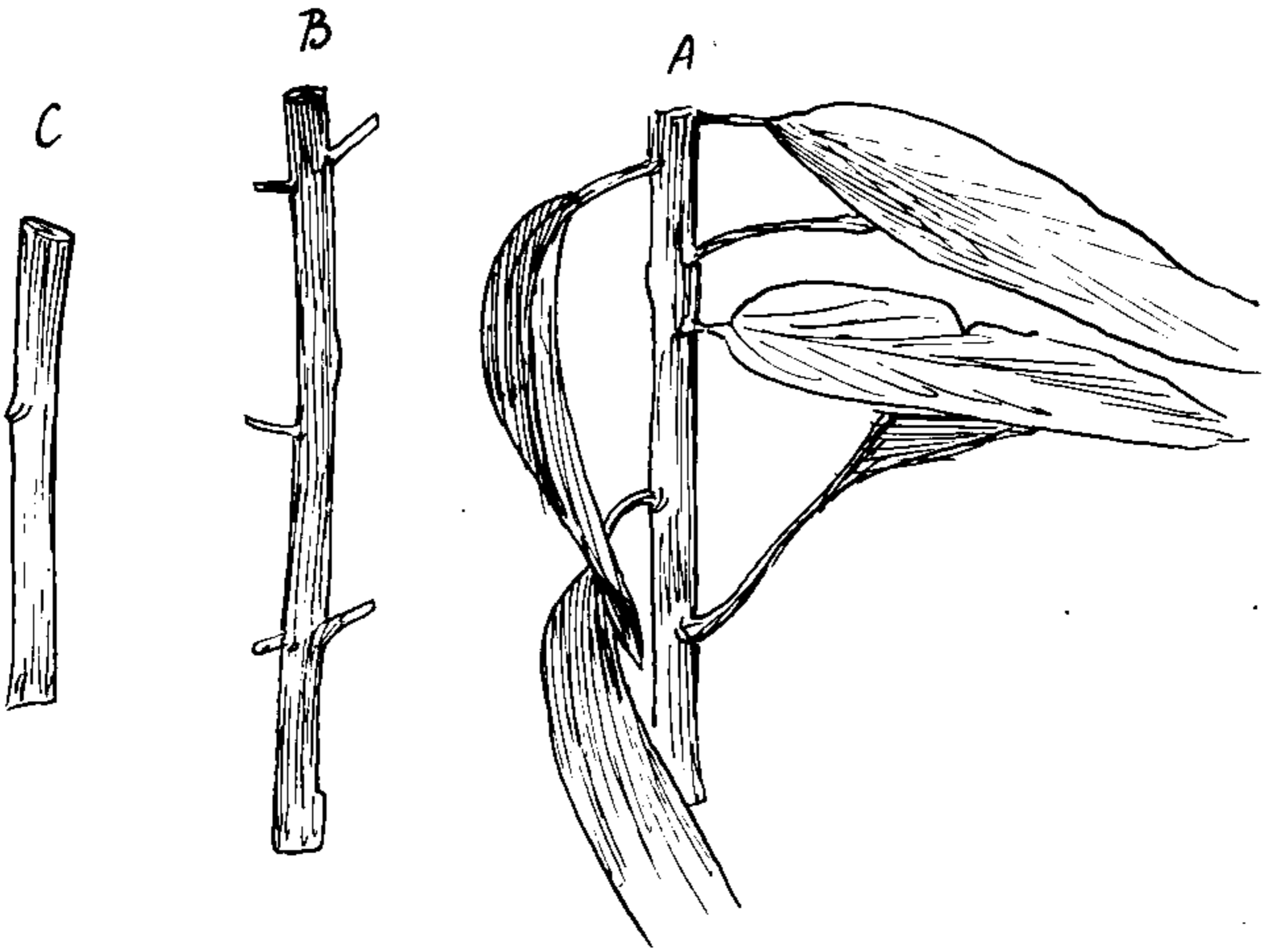
ساتھ صوبہ پنجاب اور ریاست بہاول پور میں بغلگیر پیوند کا عمل موسم بہار کے مہینوں میں یا موسم برسات یعنی اگست ستمبر میں کیا جاسکتا ہے۔ اگست ستمبر کے مہینوں کو بہار کے مہینوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ بہار کے مہینوں میں کی ہوئی بغلگیر پیوند کی کامیابی پر موسم گرما کے اوائل میں چلنے والی آندھیاں اور ٹوہیں بہت بڑا اثر ڈالتی ہیں۔ یہ ہوا میں گلوں کو ہلا دیتی ہیں جس کے نتیجے میں پیوند کا جوڑ ہل جاتا ہے۔

گلوں میں منتقل شدہ تخمی پودوں کو بغلگیر پیوند کے لئے چونکہ مورث درختوں کے پاس لانا پڑتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو پیوند بذریعہ رسائی بھی کہتے ہیں۔ حصول پیوند کے لئے استعمال ہونے والے درخت کی مطلوبہ شاخیں زمین کے قریب ہوں تو گلوں کو زمین پر رکھ کر ہی بغلگیر پیوند کا عمل مکمل کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر مطلوبہ شاخیں زمین سے بلندی پر واقع ہوں تو گلوں کو ان کے قریب رکھنے کے لئے اونچی مچائیں بنانا پڑتی ہیں۔

تخمی پودے اور پیوند کے لئے شاخ چننے میں بڑی احتیاط برتنی چاہئے۔ ان دونوں کی موٹائی میں یکسانیت بہت ضروری ہے۔ تخمی پودے پر پیوند لگانے کے لئے چھ سے نو انچ کی بلندی پر دو انچ لمبا اور ۱/۲ انچ گہرا تراشا جاتا ہے۔ ایسا کرتے وقت لکڑی کا کچھ حصہ بھی ساتھ کٹ جاتا ہے۔ اسی طرح پیوند ہونے والی شاخ کو اتنا ہی تراشا پڑتا ہے پھر دونوں تراشے ہوئے مقامات کو آپس میں اس طرح ملاتے ہیں کہ دونوں مل کر ایک شاخ بن جائیں اور ان میں ہوا تک کا گزر نہ ہو سکے۔ اس جوڑ پر سن کی رسی مضبوطی سے باندھ دیتے ہیں اور اس پر ایک حصہ مٹی اور ایک حصہ گوبر ملا کر لیب کر دیتے ہیں تاکہ موسمی خرابی اس جوڑ پر اثر انداز نہ ہو۔ موسم بہار میں یہ جوڑ تین ماہ کے بعد مکمل ہوتا ہے اور زخم بھر جاتے ہیں۔ اس وقت تخمی پودے کو جوڑ سے ۳ انچ اوپر اور سائے کی شاخ کو جوڑ سے ۳ انچ نیچے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس کاٹے ہوئے پودے کو باغ میں تقریباً ایک ماہ رکھنا چاہئے۔ موسم خزاں میں پیوند شدہ پودوں کو ماہ جنوری کے اخیر میں جب کہ کورسے وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، کاٹنا چاہئے۔ تخمی پودوں کو گلوں میں بھرنے کے بعد سے باغ میں لگاتے وقت تک روزانہ پانی دیتے رہنا چاہئے تاکہ خشک نہ ہونے پائیں۔

موقع پر چشمہ چڑھانا

آم کی افزائش نسل بعلگیر پیوند کے ذریعے عام طور پر رائج ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ طریقہ دشوار بھی ہے۔ اور خرچ زیادہ آنے کے علاوہ عرصہ بھی زیادہ درکار ہوتا ہے۔ محکمہ زراعت لائل پور شعبہ تحقیقات اثمار میں اس امر کی ہر ممکن کوشش کی گئی کہ آم کی افزائش کا کوئی آسان طریقہ دریافت کیا جائے۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں ایک طریقہ دریافت ہوا جسے موقع پر چشمہ لگانا کہتے ہیں۔ یہ طریقہ کم خرچ اور آسان ہونے کے باعث بہت سی خوبیوں کا حامل ہے۔



چشمہ چڑھانے کی ترکیب جو ذیل میں درج ہے۔

تختی پودے کو ایک سال کے بعد باغ میں اصل جگہ پر لگایا جاتا ہے اور گودئی پانی اور کھاد وغیرہ دی جاتی ہے۔ تاکہ پودے کی نشوونما بخوبی ہو سکے نیز جب پودا دو تین سال کی عمر کا ہو جائے اور اس پر کم از کم تین شاخیں پھیل کی موٹائی کے برابر ہو جائیں تو ان پر کسی جی قسم (مثلاً لنگڑا، امن دسہری وغیرہ) کا پیوند کر دیا جاتا ہے۔ پیوند کی لکڑی کو آٹھ دس

روز پہلے تیار کیا جاتا ہے۔ آم کا پیوندی چشمہ لگایا جاتا ہے اور اس صورت میں چشمہ سے لکڑی کا حصہ جو نیچے ہوتا ہے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ چشمہ لگانے کے بعد اس کو مومی فیٹہ سے اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ ہوا اور پانی داخل نہ ہو سکے۔ اپریل میں پیوند کرنے کے دس پندرہ روز بعد چشمہ سبز رہے تو پیوند کی جگہ سے چار اینچ اور چاقو سے پھیلا اتار دینا چاہئے۔ اور مزید پندرہ روز بعد ٹہنی کا چشمہ سے اوپر والا حصہ کاٹ دینا چاہئے۔ لیکن ستمبر اکتوبر میں کی ہوئی پیوندی ٹہنی کو مارچ میں کاٹنا چاہئے۔

جب چشمہ پھوٹ جائے تو نئے شگوفوں کو ٹہنیوں سے ڈھیلے باندھ کر سہارا دینا چاہئے۔ تاکہ تیز ہوا یا پرندوں کے بیٹھنے سے یہ نئی شاخیں ٹوٹ نہ جائیں۔ چشمہ کے علاوہ کسی دوسری شاخ کو فوراً نکلتے ہی توڑ دینا چاہئے۔ اگر تختی سٹاک کی پھوٹ بھی ساتھ بڑھتی رہے تو پیوند شدہ شاخ کی بڑھوتری پر اثر انداز ہوگی۔

موقع پر چشمہ چڑھانے کا مناسب موسم سال کے ان ذیل مہینوں میں ہوتا ہے۔

موسم بہار ، اپریل مئی
موسم خزاں ، ستمبر

گرافٹنگ I

اس ضمنی میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہ عمل ایسے وقت کرنا چاہیے جب پودوں میں رس چل رہا ہو۔ مناسب موٹائی کی قریباً پانچ چھ اینچ لمبی پیوند کی لکڑی لے کر اس کے نچلی طرف کو دو اڑھائی اینچ قلم کی طرح لمبا کاٹنا چاہئے۔ چپ کے نیچے شکل میں (ب) میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس عمل کے بعد شاخ پر چار پانچ چشمے رہنے ضروری ہیں۔ سائن کی لکڑی کے لئے پختہ لکڑی استعمال کی جاتی ہے۔ پیوند چڑھانے سے قبل چھ اینچ تک پتے کاٹ کر لکڑی اسی وقت استعمال کر لی جاتی ہے۔ اس طرح دس پندرہ روز کی بچت ہو جاتی ہے۔ جب سائن کی لکڑی تیار ہو جائے تو سٹاک پر پھیال میں ٹی نما زخم دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو شکل (ا) اور اس میں پیوندی لکڑی داخل کر لے اچھی طرح پھنسا دی جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو شکل (ج) سٹاک (نخعی پودوں) کی عمر ایک سال سے زائد ہو اور ان پر انگلی کی موٹائی کی دو تین شاخیں ہوں تو بیوند کے قابل تصور کی جاتی ہیں قبل روٹ سٹاک صحت مند اور طاقت ور ہونا چاہئے بیوند ہی لکڑی کو سٹاک میں داخل کرنے کے بعد دونوں میں سیبہ سن یا مومی فینٹ سے اچھی طرح بانڈ پالی تھین سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو شکل (د) جب بیوندی لکڑی پھوٹ آئے تو پالی تھین اتار لی جاتی ہے اور سٹاک کو بیوند سے چار اینچ اوپر دو وقتوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے آم کی افزائش نسل مارچ سے اکتوبر تک کامیابی کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ بدیں وجہ اس طریقے کو دوسرے طریقوں پر فوقیت حاصل ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح سے کامیابی نوے فیصد تک بھی حاصل ہو جاتی ہے اور یہ کامیابی عام طریقوں سے زیادہ ہے۔

یہ عمل ماہ مارچ سے اکتوبر تک کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس موسم میں پودے میں رس چل رہا ہوتا ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ موسم بہار (اپریل، مئی) میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔ موسم برسات (اگست، ستمبر) میں سردی جلد آنے کی وجہ سے کامیابی کم ہوتی ہے!

کاشت کا عمل ،

پاکستان میں آم کے بیشتر باغات بے قاعدگی اور بغیر کسی سوچی سمجھی تدبیر کے لگے ہوئے ہیں۔ باغات میں عمل کشت کاری نہیں ہو سکتا اور گوڈی اور کھاد بھی آسانی سے نہیں دی جاسکتی۔ نتیجتاً پودے کمزور دکھائی دیتے ہیں اور پھل کم اور ناقص برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ آمدنی بہت کم دیتے ہیں۔

عموماً باغات میں مندرجہ ذیل تمام نقائص ہوتے ہیں۔

- ۱۔ پودوں کے درمیان نامناسب فاصلہ۔
- ۲۔ غیر موزوں زمین اور اقسام کا انتخاب
- ۳۔ شروع میں کمزور اور بیمار پودوں کا انتخاب
- ۴۔ کھاد کی کمیابی اور اس کا عدم استعمال
- ۵۔ آبیاری اور کاشت کے غلط طریقے

۶۔ تحفظ نباتات کے نامناسب اقدامات
 آم کے باغات کی پرورش اور نگہداشت کے مختلف طریقوں کا صحیح علم اور عمل اس
 اہم پھل کی کامیاب کاشت کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

باغ کی واسع نبل

پودے لگانے کے لئے شش پہلو یا مربع طریقہ استعمال کرنا چاہئے۔ اگر شش پہلو
 طریقے سے پندرہ فی صد سے زائد پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن بیشتر کاشت کار
 مربع طریقہ ہی اختیار کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے لگائے ہوئے باغ میں ہل چلانے اور
 کاشت کے دوسرے امور میں سہولت رہتی ہے۔ زمین مقامی حالات اور آم کی قسم کو
 مد نظر رکھتے ہوئے پودوں کا درمیانی فاصلہ ۳۵ سے ۵۰ فٹ تک رکھا جاتا ہے۔ امین دہری
 جیسی اقسام کے پودوں کے لئے ۳۵ فٹ کا فاصلہ درکار ہوتا ہے جب کہ لنگڑے کے
 پودے کسی صورت میں بھی ۲۰ سے ۲۵ فٹ سے کم فاصلہ پر نہیں لگانے چاہئیں۔

باغ میں اگیتی، درمیانی اور کھچپتی اقسام کے پودے مناسب قطعات میں لگانے چاہئیں۔
 تاکہ پھلوں کی فراہمی زیادہ عرصہ تک برقرار رکھی جاسکے۔ اگیتی اور کھچپتی اقسام سے خاصی آمدنی
 ہوتی ہے۔ اقسام ایسی منتخب کرنی چاہئیں جن کی منڈی میں پہلے سے مانگ ہو اور منڈی میں پہنچتے
 ہی بک جائیں۔ وہ جلد خراب ہونے والی نہ ہوں۔ اعلیٰ اقسام کے تندرست و توانا
 پودوں کا انتخاب کر کے باغ کو ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنا چاہئے۔

پودا لگانے کا طریقہ

کھیت میں پودے لگانے سے پہلے ۳ x ۳ x ۳ فٹ کے گڑھے مقرر فاصلہ پر
 کھود لئے جاتے ہیں۔ انہیں تقریباً ایک ماہ تک کھلا رکھا جاتا ہے ان گڑھوں میں خوب
 گلی سڑی گوبر کی کھاد بھل اور زمین کی بالائی ایک فٹ والی مٹی ماسادی مقدار میں ڈال دی
 جاتی ہے۔ جن زمینوں میں چکنی مٹی کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں اور کنکر بھی ایسی زمینوں میں پانی
 جذب کرنے کی مناسب صلاحیت موجود نہیں ہوتی۔ ایسی زمینوں میں گڑھوں کا ساڑھ بڑھانا
 چاہئے۔ مغربی پاکستان میں آم کے پودوں کو کھیتوں میں منتقل کرنے کا مناسب موسم فروری تا

یا اگست ستمبر ہے۔

پودے اسی علاقہ میں کسی قابل اعتماد زرسری سے حاصل کرنے چاہئیں۔ پیوندی پودے مضبوط جوڑ والے سیدھے، بیماریوں سے مبرا ہونے چاہئیں۔ اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ پودے اسی موسم میں لگائے جاتیں۔ پودوں کو سیدھی قطاروں میں لگانے کے لئے پلانٹنگ بورڈر تختہ مشجر کاری کا استعمال بہتر رہتا ہے۔ پودا گرہے میں اس طرح رکھا جائے کہ پودے کا تنا گرہے کے عین درمیان آئے۔ گاچی کو اس طرح رکھا جائے کہ پودا سیدھا رہے۔ پھر گاچی کے چاروں طرف باریک مٹی اچھی طرح ڈال دی جائے۔ مگر خیال رہے کہ گاچی نہ ٹوٹے۔ پودے کو باتیں ہاتھ سے پکڑ کر داتیں ہاتھ سے جڑوں کے درمیان بڑی احتیاط سے مٹی ڈال دی جائے۔ تاکہ تمام سوراخ بند ہو جائیں۔ گرہا پر کرنے کے بعد مٹی کو خوب دبا دینا چاہئے۔ پودا لگانے کے بعد تنے کے ساتھ مٹی چڑھا دی جائے تاکہ پانی تنے کے ساتھ نہ چھونے پائے۔ پودا لگانے کے فوراً بعد پانی دینا بہت ضروری ہے۔

آبیاشی

پہلے تین چار سالوں میں پودوں کو بہت سے پانی دیتے رہنا چاہئے۔ خصوصاً گرم خشک موسم میں بعض ماہرین پہلے خشک وقفے کے دوران ہر دو تین دن بعد آبیاشی کی سفارش کرتے ہیں۔ چھوٹے اور بار آور درختوں کی آبی ضروریات مختلف ہیں۔ نو عمر درختوں کو موسم اور زمین کی نمی کے مطابق پانی دینا چاہئے۔ عام طور پر ۱۰، ۱۵ دن بعد پانی دینا کافی ہے۔ البتہ مٹی اور جون کے گرم خشک مہینوں میں اس وقفے میں کمی کرنی چاہئے۔ پھول آنے کے وقت تھوڑا تھوڑا پانی دینا چاہئے۔

بعض ماہرین پھل اتار لینے کے بعد آبیاشی مکمل طور پر بند کر دینے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس طریق کار کا بڑا مقصد بنانا تانی نشوونما کا کم کرنا اور بور کے چشموں کے بننے میں اضافہ کرنا ہے۔ پھل بننے کے بعد زیادہ اور وقتاً فوقتاً آبیاشی سے پھل کا سائز بڑھنے میں مدد ملتی ہے اور کچے پھل کا ٹوٹ کر گرنا کم ہو جاتا ہے۔

کھاو دینا

درخت کے بار آور ہونے سے پہلے ایسے حالات ہیا کریں کہ پودوں کی نشوونما تیزی سے ہو لیکن بڑے درختوں کی زیادہ نشوونما ان کے پھل دینے کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ ایسے گڑھے جن میں پودے لگانے مقصود ہوں ان میں کھاو ڈالی جاتی ہے تاکہ چھوٹے پودوں کی نشوونما تیزی سے ہو

برنزا اور پریگ (BURNS AND PARAYAG) نے سفارش کی ہے کہ باغ لگانے سے پہلے سال میں ہر پودے کو دس سیر گوبر کی کھاو دی جائے۔ جس میں ہر سال پانچ سیر کا اضافہ کرتے ہوتے اڑھائی من تک لیجا یا جائے۔ اسی طرح ہڈیوں کا چوراڑھائی سیر سے ساٹھ سات سیر تک بڑھایا جائے اور راکھ پانچ سیر سے پندرہ سیر تک۔

زمانہ بحال کے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پوٹاشیم کی کھاو بڑی سود مند ہے۔ کیوبا اور فلوریڈا میں ملگو با اقسام کے درختوں کو جب کثیر مقدار میں پوٹاش کی کھاو ڈالی گئی تو انہوں نے نسبتاً زیادہ پیداوار دی۔

مکمل بار آور پودوں کو حسب ذیل کھاو دینی چاہئے۔

نائٹروجن ۶،۵ فی صد

فاسفورک ایسڈ ۹،۷

پوٹاش ۱۱،۹

زیادہ نائٹروجن رکھنے والی مصنوعی کھاووں کا استعمال مناسب نہیں کیونکہ اس سے پوٹاشیم کی کمی ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے اور آم کے لئے پوٹاش کی کمی نہایت مضر ہے اس لئے نائٹروجن اور پوٹاش کے درمیان توازن قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔ پودے کو پوٹاش کی نسبت فاسفیٹ کی کم ضرورت ہے۔

جب تک آم کا پودا پھل دیتا رہے گا اسے کھاو کی ضرورت پڑتی رہے گی۔ مصنوعی کھاووں کے استعمال کا وقت اور ان کی مقدار کا تعین اس انداز سے ہونا چاہئے کہ درخت ہر

سال اچھی فصل دیا رہے۔ اس بات پر سب متفق ہیں کہ زیادہ عمر کے درختوں میں بہت زیادہ نشوونما ان کے پھل دینے کے عمل میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔ پوپینو (POPEÑO) کے خیال کے مطابق بار آور درختوں کے لئے گوبر کی کھاد موزوں نہیں تاہم سین (SEN) اور رائے (RAI) نے بہار میں تجربات کی بنا پر نتیجہ نکالا کہ نائٹروجن کا مہیا ہونا ضروری ہے انہوں نے معلوم کیا کہ یہ نباتاتی نشوونما کا باعث ہے اور فاسفورک ایسڈ اور پوٹاش کے حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

عام اصول یہ ہے کہ پودوں کو دسمبر میں کھاد دیتے ہیں۔ مصنوعی کھاد، انفرائش اور پور شروع ہونے سے دو تین ہفتے پہلے اور گوبر کی کھاد پانچ پھر ہفتے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ کھاد لکساں طور پر ڈالی جانی چاہئے۔ درخت کے پھیلاؤ کے نیچے تنے کے ارد گرد ایک سے دو فٹ جگہ خالی چھوڑ دینی چاہئے۔ اس کے بعد گوبر کی کھاد زمین میں کھاد خوب اچھی طرح ملا دینی چاہئے۔

شاخ تراشی

پھیٹے اور بڑے پودوں کی شاخ تراشی بہت کم کی جاتی ہے۔ پودے کی ابتدائی زندگی میں کاٹ پھانٹ اس لئے کی جاتی ہے کہ ان کی شکل اچھی ہو اور ان کا ڈھانچہ مضبوط بن جائے۔ بڑے تنے پر سے ۲ فٹ تک جو شاخیں نکلیں انہیں تراش دینا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ درخت کم اونچا رہے اور اس کے تنے پر براہ راست دھوپ نہ پڑے۔

آم پیدا کرنے والے علاقوں میں عام طور پر آندھیاں چلتی ہیں اور پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بعض سالوں میں فصل کا ۵۰ سے ۸۰ فی صد حصہ سچنگلی کی حالت تک پہنچنے سے پہلے بھڑ جاتا ہے۔ چھوٹے قد کے درختوں پر لمبے درختوں کی نسبت کم اثر ہوتا ہے۔

درخت کے بڑھنے کے ساتھ اس کا بالائی حصہ گنجان ہو جاتا ہے۔ اس لئے دھوپ کا گزر ممکن بنانے کے لئے اس میں ذرا کاٹ چھانٹ کر نا ضروری ہے جو ان درختوں کو عام طور پر کسی شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس کی شکستہ، بیمار یا سوکھی ہوئی شاخوں کو کاٹ دیا جائے۔

بعض اوقات شاختراشی آم کے بے قاعدگی سے پھل لانے کی عادت رکھنے کے لئے کی جاتی ہے۔

برداشت اور فروخت

پاکستان میں اکثر باغات تخمی پودوں کے ہیں حال ہی میں لوگوں میں پیوندی آموں کا شوق پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ پیوندی آموں میں اچھے اوصاف ہونے کی بنا پر منڈی میں زیادہ قیمت ملتی ہے۔ تخمی آم آٹھ نو سال بعد بار آور ہوتے ہیں حالانکہ پیوندی آم باغ میں لگانے کے چار پانچ سال بعد ہی پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اوائل عمر میں جب پودا بار آور ہوتا ہے تو پھل کم لگتا ہے۔ جو پنی پودا بارہ پندرہ سال کا ہو جاتا ہے تو خوب بار آور ہوتا ہے اور چالیس سال بعد پیداوار میں کمی ہوئی شروع ہو جاتی ہے۔

پھول آنے کے بعد ۴، ۵ ماہ کے عرصے میں پھل پک جاتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں تخمی اقسام اپریل میں پکنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور پیوندی اقسام ماہ جولائی تک تیار ہو جاتی ہیں۔ مئی سے جون تک پھل کی بہتات رہتی ہے۔ مشرقی پاکستان میں کچھ پھپتی اقسام بھی ہیں جو وسط اگست میں تیار ہوتی ہیں۔

پاکستان کے سندھ کے علاقہ میں آم مئی میں پکنا شروع ہو جاتا ہے۔ سابقہ پنجاب اور بہاولپور کے علاقہ میں پھل جون سے ستمبر تک چلتا رہتا ہے۔ سندھ میں پھل کی کثرت جون سے جولائی تک ہے۔ جب کہ پنجاب اور بہاولپور میں جولائی سے اگست تک پھل کی بہتات ہوتی ہے۔ تخمی آم پیوندی آموں کی نسبت قد و قامت میں بڑے ہوتے ہیں۔ عمر زیادہ پاتے ہیں اور پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے نیز کوسے کی شدت کا بھی کافی حد تک مقابلہ کر لیتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پیوندی آموں کی اوسط پیداوار ایک سے تین من تک اور تخمی آموں کی عموماً تین من سے زائد ہوتی ہے۔ پاکستان سے مارکننگ کی رپورٹ کے مطابق خیرپور کے علاقہ میں فی ایکڑ زیادہ سے زیادہ پیداوار ۲۴ من تک حاصل ہوتی ہے جبکہ سابقہ پنجاب میں تقریباً ۱۳۰ من تک ہے۔ صوبہ سرحد اور بہاولپور کے علاقہ میں ۱۲۰ من فی ایکڑ حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں تخمی اقسام کی پیداوار ۱۵۰ من فی ایکڑ تک ہے۔

آم کا پھل جب مکمل ہو جائے تو اسے سچلگی سے پہلے ہی توڑ لیا جاتا ہے۔ جب ٹپکا شروع ہو جاتے تو تمام پھل توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس سارے پھل کو خشک گھاس کی ہتھ میں رکھ

کر لو کروں میں رکھ دیا جاتا ہے تاکہ پھل پختگی کے ضروری مراحل طے کر پاتے۔ رنگ کا تبدیل ہو کر سبز سے زرد ہو جانا، پھلکے کا نرم ہونا صحیح پختگی کی مکمل نشانیوں میں۔ زیادہ نرم پھل دیر پا نہیں ہوتا۔ ایسے پھل کا دور دراز کی منڈیوں میں بھیجا بھی مشکل ہوتا ہے۔ پھل کو درخت پر مکمل طور پر پکتے نہیں دیا جاتا کیونکہ اولاً تو پرندے ہی ایسے پھل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ثانیاً ذخیرہ اندوزی اور بار بار زری میں ایسے پھل کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔

دلیسی اقسام جو ملتان اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں بکثرت کاشت کی جاتی ہیں ان کے پھل کو عموماً درختوں پر ہی رہنے دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اچھی طرح پک جاتی ہیں۔ لیکن پیوندی اقسام میں پھل کے پکانے کا طریقہ وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ ریاست فلوریڈا میں بھی جہاں آم شجارتی نقطہ نگاہ سے کاشت کیا جاتا ہے ابھی تک پھل پکانے کا کوئی معیاری طریقہ مقرر نہیں کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھل کو کچی حالت میں توڑ لیا جاتا ہے اور اسی حالت میں جب منڈی پہنچ جاتا ہے تو کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ انہی اسباب کی بنا پر ریاست فلوریڈا کا آم بدنام ہو چکا ہے۔ وہاں بھی اسی بنا پر جیسا کہ پاکستان میں عام طریقہ ہے، جب پھل کی رنگت سبز سے زردی مائل ہو جاتے تو آم توڑ لیا جاتا ہے۔ لہذا آم کے پھل کو ہفتہ میں دو تین بار توڑا جاتا ہے۔ مکمل طور پر پھل کی برداشت ۱۲ سے ۱۸ بار ہوتی ہے۔

آم ایک نرم و نازک پھل ہے۔ درخت سے توڑتے وقت نہایت احتیاط برتنی چاہئے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں یا گروام تک لے جانے میں پھل کو احتیاط سے رکھا جائے۔ آم کے پیوندی پودے اور سچائی میں عموماً چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان میں اکثر اقسام پھیلاؤ والی ہیں۔ پھل توڑتے وقت پھلدار ٹہنی کو ہاتھ میں لے لیا جاتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے پھل کو جدا کر لیا جاتا ہے یا جو پھل توڑنا ہو اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پھل کے ساتھ چھوٹی سی ڈنڈی رکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد ڈنڈی کو اس قدر کم کر دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی رگڑ سے پھل زخمی نہ ہو جائے۔ جن پھلوں تک ہاتھ نہ پہنچ سکے ان کو توڑنے کے لئے آدمی درخت پر چڑھ جاتا ہے اور پھل کو اپنے ہتھیلے میں ڈالتا جاتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ٹسکا ہوتا ہے اور اسے اسی کے ذریعے

نیچے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھل کو ویسے زمین پر پھینک دیا جاتے تو پھل زخمی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب آم کا پھلکا پھٹ جاتے تو یہ بہت جلدی سڑنا شروع ہو جاتا ہے (POPENOE) پوپینو اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ آم کو انڈوں کی طرح احتیاط سے ہلانا چاہیے۔ جوشاخیں درخت پر چڑھنے کے باوجود بھی پیسج سے باہر ہوں اس صورت میں پھل کو بڑے بانس کی مدد سے توڑ لیا جاتا ہے۔ پھل کو پھلکے کی مدد سے بھی توڑتے ہیں۔

روہیلے اور سیٹن نے فلوریڈا میں بھی ایسا ہی تجویز کیا کہ جو پھل ہاتھ کی رسائی سے باہر ہوں انہیں بانسوں کی مدد سے توڑا جائے ایسے بانسوں کے اخیر میں ایک تیز دھاڑ چاقو لگا ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ کینوس کا تھیلیا لگا ہوتا ہے جس میں پھل کٹ کر گر جاتا ہے اس کے بعد پھل کو ٹوکروں میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور پھر ٹوکروں سے کرسیوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ فلوریڈا میں بہت اونچے درختوں سے پھل توڑنے کے لئے مشینری استعمال کی جاتی ہے۔ مقامی منڈیوں کے لئے پھلوں کو پتوں کی ایک موٹی یا خشک گھاس کی تہ پر ہوا دار کرے میں بچھا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پرالی یا خشک گھاس یا گندم کے بھوسے میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پیل ڈالنے کے لئے دھان کی پرالی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں رنگ اچھا ہوتا ہے اور پھل یکساں طور پر پک جاتا ہے۔ ہر تہ تین اونچ سے چار اونچ تک موٹی ہوتی ہے۔ پھل کو یا تو ایک ہی تہ میں رکھا جاتا ہے یا تین چار تہیں ایک دوسرے کے اوپر لگا دی جاتی ہیں۔ پھل کو اس کی پختگی کی حالت اور قسم کے مطابق عموماً ہم سے ۷ دن تک پیل میں رکھا جاتا ہے۔

پھل کو دور دراز منڈیوں میں بھیجا مقصود ہو تو اس صورت میں مقابلاً قدرے سبز اور سخت آم توڑنے کے فوراً بعد ٹوکروں میں گھاس کی تہوں میں رکھ کر بند کر دیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں عام طور پر آموں کو بند کرنے کے لئے کھلے منہ والی ٹوکریاں جو شہتوت کی شاخوں یا پھچی کی شاخوں سے بنی ہوئی استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی شکل گول یا لمبوتری ہوتی ہے۔ جس میں تقریباً بیس سیر پھل آجاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں دوسرے پھلوں کی طرح آم کے پھل کو لکڑی کے کرسیوں میں بند کرنے کا رواج بہت کم ہے۔ مشرقی پاکستان میں چوڑے اور تنگ منہ

کی ٹوکریاں جو بانس کی بنی ہوتی ہیں عام استعمال ہوتی ہیں۔ ان ٹوکریوں میں پھل کو بند کرنے وقت زیادہ تھوں میں نہیں رکھنا چاہئے۔ کیوں کہ اس طرح رکھنے سے پھل خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جگہ اتنی ہونی چاہئے کہ پھل بخوبی رکھا جاسکے تاکہ آپس میں رگڑنے کھائے اس لئے ٹوکروں کے اندر گھاس پھوس کی نہیں اچھی طرح لگا دینی چاہئیں۔ فلوریڈا میں پھل کو ٹکڑی یا ہارڈ بورڈ کے کرٹیوں میں بند کر کے برآمد کیا جاتا ہے۔

اوصاف اور قدومت کے لحاظ سے آم کی درجہ بندی کا رواج نہ ابھی پاکستان میں ہے۔ نہ پھل کو خاص قسم کی ٹوکریوں یا کرٹیوں میں بند کر کے منڈی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ تختی آموں کی پیداوار قلمی آموں کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اس کی قسمیں بھی لاتعداد ہیں۔ اس لئے تختی آموں کی صحیح صحیح درجہ بندی مشکل ہے۔ کیونکہ معیاری گریڈ اختیار کرنا مشکل ہے۔ البتہ پیوندی آموں کی درجہ بندی کا مغربی پاکستان میں کافی امکان ہے۔ جیسا کہ ملتان میں مشہور تجارتی اقسام انور ٹول کو عام طور پر ٹکڑی کے کرٹیوں میں، جن کی پیمائش ۲ × ۱ × ۱ فٹ ہوتی ہے، اندرون ملک بھیجنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کرٹیوں میں بیس سیر آم ڈالے جاتے ہیں۔ پاکستان میں درجہ بندی کے لحاظ سے پھلوں کو بند نہیں کیا جاتا بلکہ بلحاظ وزن کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں لنگڑا اور مشرقی پاکستان میں فضلی آم کی اقسام میں محکمہ مارکنگ نے یہ درجہ بندی کی ہے۔

لنگڑا

ضروری خواص	کم از کم وزن تولوں میں	ترتیب درجہ بندی
پھل سخت ہو اور اس میں کوئی داغ یا بدنا دھبے نہ ہوں	۲۰	I - ۱
پھل کارنگ سبز ہو اور بند کرتے وقت زرد رنگ ظاہر نہ ہوا ہو۔	{ ۱۵ ۲۰	II

فضلی آم

ترتیب و درجہ بندی کم از کم وزن تولوں میں ضروری خواص

۲ - I ۳۰ پھل سخت ہو اور اس میں کوئی داغ
یا دھبے نہ ہوں۔

II ۴۰
[۶۰
پھل رنگ میں سبزی نائل ہو اور بند
کرتے وقت زرد رنگ کے دھبے موجود ہوں

آم کا پھل جلدی خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دیر تک ذخیرہ اندوزی نہیں ہو سکتی۔
محکمہ زراعت لائل پور میں تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ سبز اور سخت حالت میں لنگڑا کی قسم
کو ۴۵ درجہ فارن ہیت میں ۴۰ دن تک محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ لیکن جب آم پک جائے تو
صرف ایک ہفتہ تک رکھا جاسکتا ہے۔

آم کی مصنوعات

باغ میں فصل کی برداشت کے بہترین انتظام ہونے کے باوجود پھل کی کافی مقدار
ایسی ہوتی ہے جس پر توڑتے وقت خراشیں سی آجاتی ہیں یا پھل مچھٹ کر داغدار ہو جاتا ہے
ایسا پھل اچھا ہونے کے باوجود ظاہری طور پر خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے منڈی میں کم
قیمت پاتا ہے۔ یہی صنائع شدہ پھل کئی ایک مصنوعات مثلاً سکولش، جیم، جیلی، مرہ،
اچار وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے تحفظ اثمار کو ہمیشہ سے صنعت
اثار کا محافظ خیال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں تحفظ کے ذرائع محدود ہیں۔ اس لئے پھل کی
کثیر مقدار صنائع ہو جانے کا امکان ہوتا ہے۔ مزید برآں درجہ بندی، پکنگ اور برناتی
گوداموں کی کمی کے باعث پھل کی کثیر مقدار منڈی میں بری طرح سے زخمی اور داغدار حالت
میں پہنچتی ہے۔ اس لئے ایسے پھل کا اقتصادی طور پر صحیح استعمال کرنے کے لئے ملک میں
تحفظ اثمار کی صنعت کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس صنعت کو
گھریلو ہیجان پر بھی شروع کیا جاسکتا ہے۔ آم ایک ایسا پھل ہے جس سے بہت سی لذیذ
اور مرغوب مصنوعات تیار کی جاسکتی ہیں۔ جس طرح آم کو پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح
اس کی مصنوعات بھی خوشبو، ذائقہ اور لطافت میں بے نظیر ہوتی ہیں اور ان کا استعمال

طبعیت کو فرحت دیتا ہے۔

آم کا پھل تمام حالتوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کچے آم، انجور، چینی، اچار، کینڈی، عیم بنانے اور ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

کچے پھل سے تیار ہونے والی مصنوعات

آم کا اچار

کچے لیکن پوسے تیار تھی آموں کو اس مقصد کے لئے منتخب کرنا چاہئے۔ پھل کو دھونے اور پھیننے کے بعد اس کی قاشیں کاٹ لیں اور گٹھلی جدا کر دیں۔ پھر اس نسخہ کے مطابق مصالحہ جات کو تول کر اچھی طرح ملا لیں۔

آم کی قاشیں	=	۳ پونڈ ایک سیرا
نمک	=	۱/۲ سے ۳ چھٹانک
ہدی	=	۱/۲ چھٹانک
میتھرے	=	" ۱
کلونجی	=	" ۱/۲
سولف	=	" ۱/۲
سیاہ مرزح	=	" ۱/۲
سرخ مرزح	=	" ۱/۲
سرسوں کا تیل	=	" ۴

تیل کے علاوہ باقی مصالحہ جات کو مچھانکوں میں اچھی طرح ملا کر مٹی یا پتھر کے مرتبان میں ڈال کر رکھ دیں اور دو تین روز کے لئے دھوپ میں رکھیں اور گاہے گاہے ہلاتے رہیں۔ اس کے بعد تیل ملا کر پھر دوبارہ تین چار روز کے لئے دھوپ میں رکھیں اچار تیار ہو جائے گا۔

آم کی چینی

اس کے لئے بھی آم کے اچار جیسا پھل انتخاب کر لیا جاتے۔ پھیننے کے بعد پھل کو

نین فی صد نیک کے محلول میں ڈبو دیں تاکہ پھیلا ہوا پھل سیاہ رنگت اختیار نہ کر جائے۔ اس کے بعد کدکشی کریں۔ اور گٹھلیاں نکال دیں اور مندرجہ ذیل اشیاء کو اس فہرست کے مطابق اس میں ملا دیں۔

پھل دکدکشی کیا ہوا،	=	۱	اسیر
نیک	:	۱	چھانک
چینی	=	۱	اسیر
مصالحہ جات	:	۱	چھانک
سرخ مزج	=	۱	"
لسن (دکتر اہوا)	=	۱	"
پیا (دکتر اہوا)	=	۲	"
سرکہ	=	۲	"

کدکشی کئے ہوئے پھل میں چینی اور نیک ملا کر نصف گھنٹے تک رکھا رہنے دیں۔ مصالحہ جات کو مٹل کے کپڑے میں ڈھیلا باندھ کر مرکب میں ڈالیں اور آگ پر پکنے کے لئے رکھ دیں۔ اور گرم کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ محلول گاڑھا ہو جائے اور پھر اس میں سرکہ ملا دیں اور دوبارہ حسب ضرورت پکائیں۔ مصالحے والی پڑلی کو نکال دیں اور گرم گرم جاروں میں بھریں اور جاروں کا منہ اچھی طرح سے بند کر دیں۔

اچھور

اچھور تیار کرنے کا گھریلو طریقہ یہ ہے کہ کچے آموں کو پھیل کر اس کے ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں انہیں دھوپ میں خشک کر لیا جاتا ہے۔ ظاہر طور پر یہ طریقہ ناقص ہے اور اس سے گردوغبار سے پاک اچھور حاصل کرنا ممکن نہیں اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آم پھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور انہیں ۵ منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر نرم کر لیں۔ پھر انہیں خشک کرنے والی مشین جسے ڈی ہائیڈریٹر (DEHYDRATOR) کہتے ہیں سکھایا جاتا ہے اس میں درجہ حرارت اور رطوبت حسب ضرورت رکھی جاسکتی ہے۔

کچے لیکن پورے تیار شدہ آم اس مقصد کے لئے منتخب کر لیں۔ پھلوں کو دھونے کے بعد پھیلیں اور پھر ابال لیں تاکہ نرم ہو جائیں۔ پھر نرم کئے ہوئے پھل کو موٹے کپڑے میں سے رگڑ کر نکال لیں تاکہ گٹھلیاں اور ریشہ وغیرہ الگ ہو جائے اور خالص گودا نکل آتے۔ پھر گودے میں اس کے ہم وزن چینی ملا دی جاتے اور اسے ۲۲۱ درجے فارن ہیٹ تک پکالیں یہاں تک کہ شیرے کی تار بن جائے۔ گرم ابلتے ہوئے جام کو سٹریلائزڈ (STERILIZED) جاروں میں ڈال دینا چاہئے۔ جب جام ٹھنڈا ہو جائے تو اس کی اوپر کی سطح کو گچھلی ہوئی موم سے ڈھانپ دینا چاہئے۔ اور پھر جاروں کو بند کر دینا چاہئے۔

آم کی جلی

پورے سائز کے نیم سچتہ پھل منتخب کریں اور انہیں پھیل کر قاشیں کاٹ لیں اور گٹھلیاں نکال دیں۔ قاشوں کو دگچی میں ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ قاشیں پانی سے ڈھک جائیں۔ آگ پر رکھ کر تقریباً ادھ گھنٹہ کے لئے ابال لیں۔ اس دوران میں لکڑی کی ڈوٹی سے پھل کو کبھی کبھی دباتے رہیں۔ پھر کسی مائل کے موٹے کپڑے میں چھان لیں۔ اس پنچوڑ کو رات بھر پڑبسنے دیں۔ تاکہ گدلا مادہ نیچے بیٹھ جائے۔ صبح کو صاف رس الگ کر لیں۔ ایک چمچ پنچوڑے ہونے رس کالے کر اس میں تین چمچے میٹھیڈ سپرٹ ملائیں۔ اگر ان کے ملنے سے ایک تودہ بن جائے تو اس میں پوری پکٹین (PECTIN) ہوتی ہے۔ دو یا تین تودے دھنکیاں بنیں تو درمیانی پکٹین ہوتی ہے اور زیادہ دھنکیاں بن جائیں تو بہت سختوری پکٹین ہوتی ہے۔ شفاف رس کے ایک حصے میں ایک حصہ چینی ملا دیں (خواہ پکٹین زیادہ ہو یا درمیانی)۔ اگر پکٹین کم ہے تو اتنا پکائیں کہ درمیانی مقدار پکٹین پیدا ہو جائے۔ اب اس قوام کو ۲۲۲ درجہ فارن ہیٹ پر پکایا جائے۔ یا اس وقت تک جب ڈوٹی پر ٹھنڈا کرنے سے چادرسی بن کر گرے۔ اس مرکب کو صاف اور خشک مرتبائوں میں بند کر لیں اور اس کے ٹھنڈا ہونے پر موم ڈال دیں پھر اسے ٹھنڈی جگہ رکھیں۔

آم کا مربہ

مربہ کے لئے پورے تیار شدہ مگر نیم سچتہ آموں کا انتخاب کریں۔ آموں کو دھو کر پھیلیں۔

اور پھیننے کے بعد ۳ فی صد تک کے محلول میں ڈبوئیں۔ پھر حسب منشا قاشوں کاٹ لیں۔ قاشوں کو زرم کرنے کے لئے انہیں پانچ منٹ تک ابلتے پانی میں رکھیں اور اس کے بعد مٹل کے کپڑے پر پھیلا دیں تاکہ فالتو پانی نکل جائے پھر اس طریقے سے قوام بنائیں۔ پھل کے وزن کے برابر کھانڈ لیں اور اس میں کھانڈ کا ۱/۲ حصہ پانی ڈال کر پکائیں۔ پھر ایک گرام سٹریک ایسڈ آدھ سیر کھانڈ کے حساب سے قوام میں ڈال دیں۔

ان اشیا کو اتنا گرم کریں کہ چینی پانی میں حل ہو جائے اور اس کو مٹل کے کپڑے سے چھان لیں پھر اس قوام کو دوبارہ ۲۲۴ درجہ فارن ہیت تک پکائیں۔ اس موقع پر قاشوں کو بھی اس قوام میں ڈال دیں اور ۲۲۵-۲۲۴ درجے فارن ہیت تک پکائیں۔ ابلتے وقت قوام کے اوپر سے جھاگ اتارتے رہیں پھر اس کو اتار لیں۔ رات بھر الیسا پڑا رہنے دیں۔ صبح اس کو دوبارہ گرم کریں اور اس کے بعد سٹریلائزڈ (STERILIZED) جاروں یا مٹی کے مرتبازوں میں ڈال دیں۔

آموں کا سکولیشن

سکولیشن بنانے کے لئے اچھی طرح سے پکے ہوئے رس دار تخمی آموں کا انتخاب کریں۔ آموں کو پھیل کر موٹی اور صاف پھلنی پر رکھیں اور گٹھلیوں کو نکال دیں۔ گودے کو ریشے سے صاف کرنے کے لئے اس کو مٹل کے کپڑے میں سے چھان لیں۔ اس فارمولے کے مطابق گودے کو استعمال کریں۔

گودا یا رس : اپونڈ آدھ سیرا

پانی : اپونڈ آدھ سیرا

چینی : ۱/۲ اپونڈ

سٹریک ایسڈ : ۱/۲ اونس

پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ : ۱ گرام

پانی، چینی اور سٹریک ایسڈ ملا کر ۱۳۰ درجے سے ۱۴۰ درجے فارن ہیت تک گرم کریں۔ شربت میں سے گودے کو نکالنے کے لئے اس کو مٹل کے کپڑے سے چھان لیں۔ شربت کو ٹھنڈا کرنے کے بعد گودے میں ملا دیں۔ اس کے بعد پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ کو پانی میں حل کر کے ملا

دیں۔ اب سکولیش کو سٹریلائزڈ (STERILIZED) بوتلوں میں ڈال دیں۔ بوتلوں کی اچھی طرح سے سوا بند کر دیں۔ سکولیش کا اچھا رنگ حاصل کرنے کے لئے نارنجی رنگ ملا یا جاسکتا ہے۔

آم کا گودا

پکے ہوئے اور چوسنے والے آم اس مقصد کے لئے منتخب کریں۔ اور اچھی طرح دھونے کے بعد آم کی گٹھلی علیحدہ کر کے گودا نکال لیں۔ ریشہ نکالنے کے لئے گودے کو ایک ٹمل کے کپڑے میں سے پھان لیں پھر حاصل شدہ گودے کو ۵، ۷، ۸ سے ۱۰ فارن ہیت پر گرم کریں۔ اس گودے کو پھر سٹریلائزڈ (STERILIZED) بوتلوں یا جاروں میں ڈال دیں اور ان کو بند کر دیں۔ سیل شدہ بوتلوں کو پھر گرم پانی میں پگھلنے تک پاستورائز (PASTEURIZE) کریں یا اس میں ۱۰۰ فی صد یوٹائسیم میٹا بائی سلفائیٹ ڈال دیں۔

آموں کو ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنا

آموں کو بوتلوں میں بند کرنے کے لئے آم کی ایسی اقسام مثلاً دسہری مالده اور لنگرا وغیرہ بہت ہی موزوں ہیں۔ اچھی طرح پکے ہوئے سمحت اور تراشے والے آم منتخب کریں۔ ان کو دھو کر پھلیں اور ماشیں کاٹ لیں۔ ان ٹکڑوں کو (STERILIZED) سٹریلائزڈ جاروں یا ڈبوں میں ڈال دیں اور ۲۵ فی صد گرم پانی کا مشربت جاروں میں بھر دیں۔ جاراؤں پر سے تھوڑے تھوڑے سے خالی رکھیں۔ ڈھکنوں کو اچھی طرح سے بند کریں اور جاروں کو گرم پانی میں پانچ منٹ تک رکھیں۔ اس کے بعد جاروں کو فوراً سوا بند سیل کر دیں اور پھر دوبارہ ابلتے ہوئے پانی میں تقریباً بیس منٹ تک رکھیں تاکہ یہ سٹریلائزڈ (STERILIZED) ہو جائیں پھر جاروں کو نکال لیں اور ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھیں۔

آم پاؤں

ہمارے ملک میں آم پاؤں قدیم زمانے سے تیار کیا جاتا ہے مگر جو آم پاؤں بازار میں فروخت ہوتا ہے وہ حفظان صحت کے اصولوں سے تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے مہذب اشخاص اسے خریدنے سے اکثر گریز کرتے ہیں۔ آم پاؤں بہت آسانی سے اور سستے داموں آم کے موسم میں پرنے والی اقسام سے اس طریقہ کے مطابق تیار کیا جاسکتا ہے۔

چوسنے والی اقسام کے آم جن کا رس گاڑھا ہو منتخب کر لیں۔ پھل کو اچھی طرح دھولیں اور
 تمام گلے سڑے اور زیادہ پکے ہونے سے آم علیحدہ کر دیں ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر آموں
 سے رس نکال لیں اور ان کو تیلی تہہ میں باریک مومی کاغذ یا لکڑی کے چھالوں میں پھیلا دیں۔
 جن پر چربی ملی ہوتی ہو یا مومی کاغذ ہی پھیلا دیں ان چھالوں کو دھوپ میں سکھالیں۔ ان کو
 ۱۴۰-۱۴۵ فارن ہیت پر کسی خشک کرنے والی گھریلو مشین میں بھی خشک کیا جاسکتا ہے۔
 جب اس کی پہلی تہہ خشک ہو جائے تو اس پر اور رس سچوڑ کر ایک تہہ اور لگادیں۔ پہلے
 بیان کئے ہوئے کسی ایک طریقہ سے رس کو خشک کر لیں۔ یہ عمل جاری رکھا جائے۔ یہاں
 تک پلے سے پلے موٹا پاڑ تیار ہو جائے۔ اگر پاڑ کو ۱۲-۲۴ گھنٹے تک گندھک کی دھونی ہی
 جائے تو پاڑ کا رنگ کافی عرصہ تک دلکش اور خوبصورت رہتا ہے۔

ضرر رساں کیڑے مکوڑے

مختلف پھلوں کی مکھیاں۔ آم کے تیلے اور گدھڑیاں جیسے نامراد ضرر رساں کیڑوں ہی کی
 وجہ سے آم کے درختوں اور پھل کو صوبہ بھر میں زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ ڈیکس فیرو، ڈیکس فوٹیسٹ
 اور ڈیکس ڈیورس مختلف پھلوں کی مکھیاں ہیں۔ آم کے پھل پر بھی حملہ آور ہوتی ہیں۔ نقصان
 زیادہ تر مادہ مکھی ہی پہنچاتی ہے۔ جو پھل میں چھید کر کے انڈے دے دیتی ہے۔ انڈوں سے
 بغیر ٹانگوں اور سر والی سفید رنگ کی کیڑیاں بنتی ہیں جو پھر گودے میں داخل ہو کر خوراک
 حاصل کرتی ہیں۔ اور پھل کو خراب کر دیتی ہیں۔ جو ان کیڑے پھل میں چھید کر کے باہر نکل
 آتے ہیں۔ یہ سوڈیاں اسے ۱۳ پنچ گہرائی تک زمین میں داخل ہو جاتی ہیں جو نقصان زدہ
 درخت کے نیچے ہی پیوپا (PUPA) کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ کو یا کاخول (PUAPARIUM) لمبوتر
 اور رنگت میں بادامی یا زردی مائل ہوتا ہے۔ اسی سے بعد میں مکھی بنتی ہے جو نکل کر اڑ جاتی ہے
 اس پر قابو پانے کے لئے گراہو تمام پھل اکٹھا کرنے کے بعد زمین میں ۴ سے ۵ فٹ گہرا
 دبا دیں۔ پیوپا کا خاتمہ کرنے کے لئے نقصان زدہ درختوں کی نچلی زمین کو الٹ پلٹ کرنے کے لئے
 ہل چلانا اور گودے کرنے کا عمل کرتے رہنا چاہئے۔ کیمیائی طریقہ سے قابو پانے کے لئے آم

کے باغات پر آم کا پھل کھنے سے فہی ہی اینڈرین، ڈوائی اینڈرین، ڈسٹرکیس اور ڈائزینون کی سپرے کرنا چاہتے۔ پھلوں کی مکھیوں کے حملہ سے بچاؤ کے لئے پندرہ دن کے وقفہ میں سپرے کرنا زیادہ کامیاب ہے۔ اینڈرین، ڈوائی اینڈرین، ڈسٹرکیس اور ڈائزینون سپرے کے لئے ۱۰۰ گلیں پانی میں ملا کر بالترتیب بشرح ۱/۴ پونڈ، ۱/۴ پونڈ اور ۱/۴ پونڈ استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہ محلول ایک ایکڑ میں سپرے کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ یہ سب زہریلی دوائیں ہیں لہذا سپرے کرانے کے لئے عملہ تحفظ نباتات کی خدمات حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

آم کا تیلہ

یہ آم کے درختوں کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچانے والا کٹیرا ہے۔ اور یہ تقریباً ہر جگہ جہاں آم کے درخت ہوں پایا جاتا ہے۔ یہ کٹیرا بہت چست ہوتا ہے اور سائز میں تقریباً مچھر کے برابر ہوتا ہے۔ یہ مہمولی سے آہٹ سے بھی چونک پڑتا ہے۔ اس کی سرسراہٹ ہی آم کے پیروں پر اس کی موجودگی کی غماز ہے۔

عبداللہ اور محمد اکمل ان کے نقصانات اور انسداد کی بابت لکھتے ہیں کہ بچے اور پردار کٹیرے پھل کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ لیکن بچے جو نسل کشی کے موسم میں بڑی بھاری تعداد میں موجود ہوتے ہیں، زیادہ تباہی مچاتے ہیں۔ یہ کٹیرے پتوں اور پھولوں کی کونپلوں سے رس چوس چوس کر پودوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے پھل بہت کم لگتا ہے بشرطہ حملے کی صورت میں تو پھل بالکل ہی نہیں لگتا۔ پودوں کا رس چوسنے کے علاوہ یہ کٹیرے پتوں پر مواد بھی خارج کرتے ہیں جس پر پھپھوندی لگ جاتی ہے۔ یہ تہ پتوں کے عمل انہضام کو روک دیتی ہے جس کی وجہ سے پودوں کی نشوونما پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

انسداد

مندرجہ ذیل حفاظتی تدابیر اور کیمیائی ادویہ استعمال کرنے سے پودوں کو اس کٹیرے کے نقصان سے بچایا جاسکتا ہے۔

حفاظتی تدابیر

سورج کی روشنی ان کٹیروں کے لئے موزوں نہیں ہوتی اس لئے گھنے بانجوں میں سے

فالٹو پودے نکال دیتے جاتے ہیں تاکہ سورج کی روشنی ہر پودے پر اچھی طرح پڑے اس کے علاوہ سوکھی ہوئی شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ کٹیروں کو سردی اور گرمی میں پناہ دیتی ہیں۔

کیمیائی زہروں کا استعمال

حملہ شدہ پودوں پر نصف پونڈ میلا متھیان یا ڈایازینان یا ۱/۲ پونڈ ڈی۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی۔ ایک سو گیلن پانی میں ملا کر چھڑکنی چاہئے۔ اگر یہ زہر میں نہ ملیں تو گندے روزے کا مرکب یا گندے روزے کا سا بن پودوں پر چھڑکا جاسکتا ہے۔ گندے روزے کا تیار کردہ معیاری محلول سردیوں میں ۵ سے ۶ حصے تک پانی میں اور گرمیوں میں ۷ سے ۱۰ حصے تک پانی میں حل کر کے تیار شدہ درختوں پر چھڑکنا چاہئے۔ گندے روزے کا سا بن چھڑکنے کے لئے ۴ حصے پانی میں حل کرنا چاہئے۔

زہریلی دوائیں چھڑکنے کا نہایت موزوں موسم نصف دسمبر سے فروری تک ہے کیونکہ اس وقت ابھی پھول نہیں نکلے ہوتے۔ دوائی چھڑکنے کا کام صبح کے وقت کیا جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت یہ کٹیروں کی وجہ سے سست ہوتے ہیں خاص طور پر روزن کیا وڈ یا روزن سوپ چھڑکتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

آم کی سفوف آلودگی طہری

مغربی پاکستان میں یہ آم کے کٹیروں میں سے ایک ہے۔ اس کے نچے اور پروار مادہ پتنگے دونوں ہی درختوں کے لئے نقصان دہ ہیں۔ پورے قد کی مادہ تقریباً ۱۳ اینچ لمبی ہوتی ہے۔ اس کے پر نہیں ہوتے۔ جسم چمپا اور سفید رنگ کے سفوف سے ڈھکا ہوا ہوتا ہے۔

آمر کا گڑ ووات

MANGO BORER

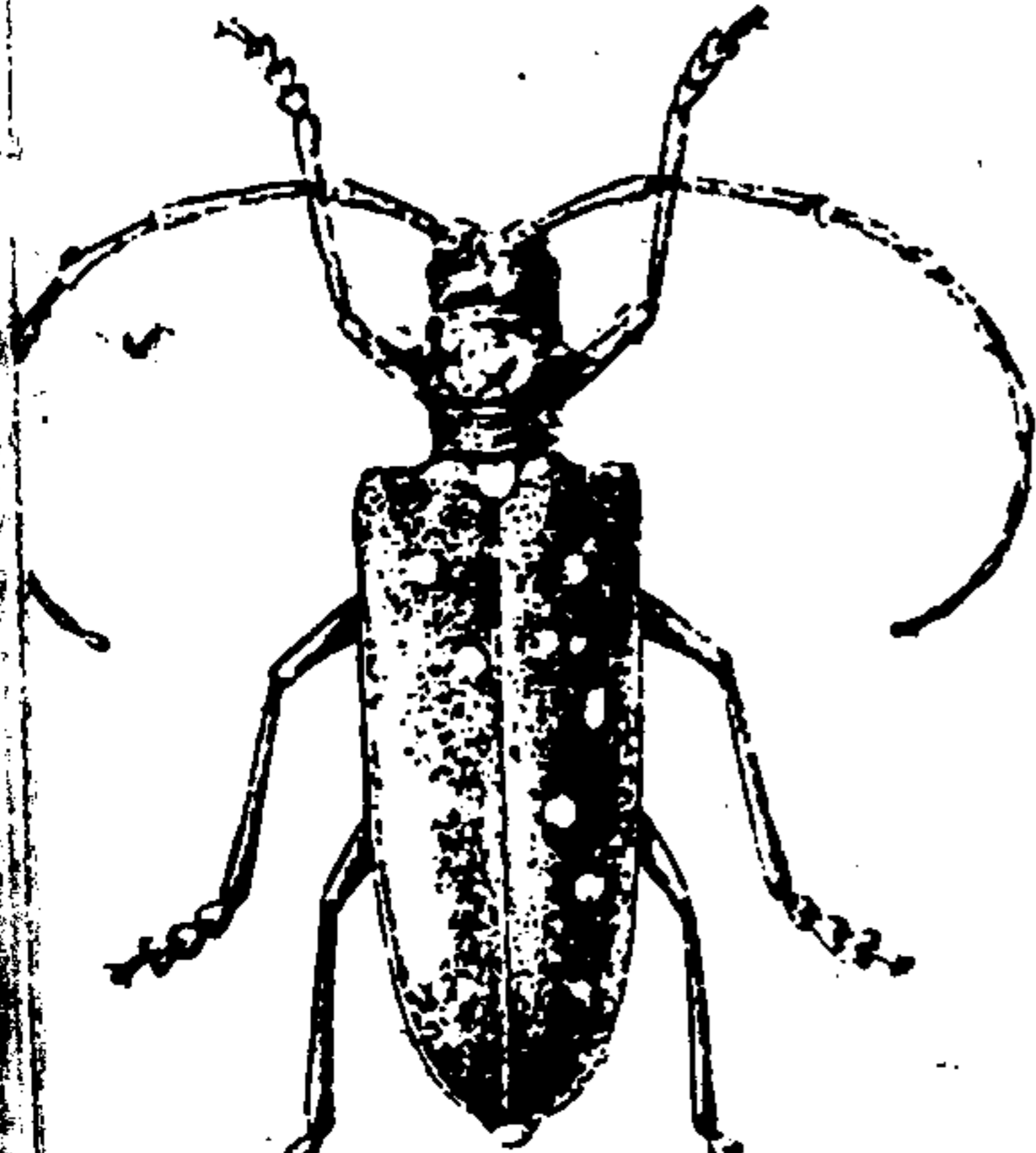
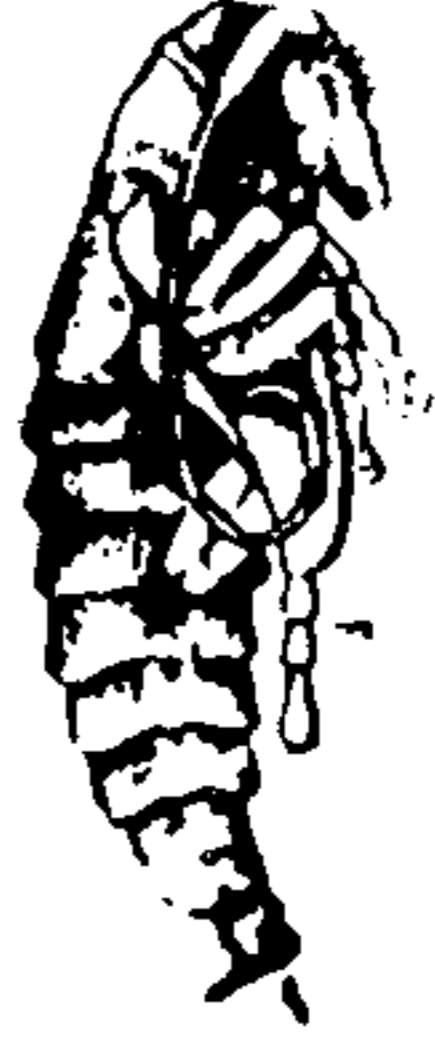
(*Batocera rufomaculata* De Geer)



Grubs of different stages
(2nd instar to full-grown)
سندھیوں کی مختلف حالتیں



EGG
انڈہ



پردار بھونڈی
ADULT BEETLE



Injection of kerosene oil in the tunnel to kill the grubs

سندھیوں کو مارنے کے لیے سرنگ کے اندر
مٹی کے تیل کا ٹیکہ لگایا جا رہا ہے۔

آمرکی سفوف آلودگدھری

MANGO MEALY BUG
(*Drosicha stebbingi* Green)

مادہ پتے پر
کویا کی کینچلی



Cast skins of Nymphs
(on leaf)



Adult Female
(on leaf)



مادہ کی انڈوں والی کھیلی
Female with Ovisac



انڈے
Females Laying Eggs



کویا
Pupa



Adult Male
نوجوان مادہ



Nymphs on Twig
پتے پر کویا

کے پتوں پر سے رنگتا ہوا ان کے سردوں کی شاخوں پر پہنچ کر جم کر رہ جاتا ہے اور اس
چوستار مہتا ہے۔ اس طرح پودے کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کے پھل کی پیداوار میں بہت
سی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ شدید حملہ کی صورت میں پودے کو قطعاً پھل نہیں لگتا۔ یہ کٹیرا
ایک لیس دار مادہ بھی خارج کرتا ہے جس پر پھپھوندی لگ جاتی ہے۔

انداد

دو، اس گدھڑی پر قابو پانے کے لئے ماہ جون سے دسمبر تک انڈوں کو سینے سے قبل ہی
ختم کر دیں۔ درختوں سے نیچے والی زمین کی گودی کر کے الٹ پلٹ کرتے رہنا چاہئے۔
اس طرح سے انڈے موسمی اثرات کی بدولت ہی ختم ہو جائیں گے۔

(ب) پھسلانے والے، پھالنے والے اور چپکانے والے بند گدھڑی کو درختوں پر چڑھنے
سے روکنے کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ یہ بند درختوں کے تنے پر زمین سے ۲
سے ۳ فٹ کی بلندی پر لگانے چاہئیں۔ چپکانے والے مختلف بندی چوڑائی ۳ سے ۴
انچ تک ہوتی ہے۔

(ج) جنوری اور فروری کے مہینوں میں جب گدھڑی ابھی چھوٹے ہوتے ہیں ڈی۔ ڈی۔ ٹی
۵۔۵۔۵ فی صد یا فولیڈال ۱۔۰۔۰ فی صد کی سپرے سے ختم کئے جاسکتے ہیں۔

بیماریاں

ہمارے صوبہ میں آم مختلف امراض اور کٹیروں کا شکار ہوتا ہے۔ بیماریوں میں سے
آم کے بور کا بور، سفوفی پھپھوند اور پھل کا سٹرننا خاص خاص ہیں۔
آم کا سوکا یا منہ بند کھاؤ

جب یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے تو سب سے زیادہ نقصان ہی پہنچاتی ہے۔ اس بیماری
کی علامات پتوں پر دھبے یا نشان، تازہ شاخوں کا سیاہ پڑنا، پھلوں پر سیاہ دھبے اور
پھلوں کا گلنا سٹرننا وغیرہ ہیں۔ بیماری کے موسم میں بارش، کورا، ہوا میں نمی کی زیادتی بیماری

میں اضافہ کر دیتی ہے۔ کرلیٹوٹرائیکم گلور کو سپوریلوڈائز (COLLETOTRICHUM GLOCOSPORIODIES)

نمدار اور مرطوب موسم میں بیماری کے بڑھنے اور پھیلنے میں بہت مدد دیتا ہے جس سے سال بیماری زیادہ ہو نتیجتاً پھول گر جاتے ہیں، پھل کم گنتا ہے اور کچے پھل گر جاتے ہیں۔ پھول آنے سے پھل کی کچی حالت تک بیماری زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اس وقت کیمیائی زہروں کے استعمال (چھڑکاؤ) سے پھل کو اس بیماری کے اثر سے بچایا جاسکتا ہے۔ پھل کو اتارنے کے بعد گروام میں رکھنے یا نقل و حرکت کے دوران گنا سٹرناسٹروم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ پھل کی ابتدائی نشرو نما میں بیماری کا اثر ہوتا ہے۔ پھل کے گلنے سٹرنے سے اس کا اثر پھل کے پکنے کے قریب اور پھل کے اتارنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔

فنگس (FUNGUS) کی بیماریوں کے لئے بورڈوکسچرٹراؤٹیفید ہے۔ فلوریڈا میں اس پر ڈگرام کے تحت سپرے کیا جاتا ہے۔

۱۔ پہلا سپرے اس وقت کیا جاتا ہے جب پہلا گچھا ہی کھلے۔ لیکن انگ انگ پھول کھلنے سے پہلے۔

۲۔ دوسرا سپرے پہلی کے سات دن بعد پھول کھلنے کے عرصہ کے دوران مزید چھڑکاؤ کی ہر سات دن کے بعد کے حساب سے سفارش کی جاتی ہے۔

۳۔ تیسرا سپرے پہلی کے چار ہفتے بعد بشرطیکہ دوسرے سپرے کے بعد مزید چھڑکاؤ نہیں کیا گیا۔

۴۔ تیسرے سپرے کے تین سے چار ہفتوں کے بعد چوتھا سپرے کرنا۔

۵۔ پانچواں چھڑکاؤ چوتھے سپرے کے ایک ماہ بعد کریں۔

بورڈوکسچر جو چونا اور نیلا مٹھو مٹھا اور پانی کا مرکب ہے ۶:۶:۶۰۰ سے تیار کر کے پودوں پر دوپاشی کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

آموں کی سفوفی پھپھوند

یہ بیماری اوڈیم مینجیفیرا (FUNGUS OIDIUM MANGIFERAE) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس بیماری میں بکھرے ہوئے اور بے ڈھنگی شکل کے دھبے جن کے سائز آدھ انچ سے ایک انچ یا اس سے زیادہ ہوتا ہے نباتاتی ہے۔ جب پتے اور شاخوں پر بیماری

سے متاثر ہوتے ہیں، تو پھول بننے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں یا پورا پھل بننے سے پہلے ہی گر جاتے ہیں۔

اس بیماری پر قابو پانے کے لئے جب پھول خوب نکل رہے ہوں، اس کے پندرہ دن بعد بھی بورڈو مکسچر ۵:۵:۵ کا پھڑکاؤ بڑا مفید ہے۔
بد نما دھبے

یہ بیماری ایلسینڈ مینجیفیر نامی پھپھوند سے پھیلتی ہے جو پتوں، شاخوں، پھولوں کے گھول اور پھلوں پر دھبے ڈال دیتی ہے۔ بعض اوقات سخت جسم والے اور پھپھوند کی علامتوں میں پہچان کرنا جس سے آم کا سوکا ہوتا ہے بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ریبلے جو فلوریڈا میں اس بیماری کی تحقیق کر رہے ہیں اس بیماری کی علامات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "آم کے سوکے کی نسبت اس کے دھبے پتوں پر چھوٹے ہوتے ہیں۔ ننھے پتوں پر اس بیماری سے متاثرہ سطح بادامی یا سیاہی مائل ہوتی ہے۔ اور نیچے کی طرف سے بڑی نرم و نازک ہوتی ہے۔ بیماری کے زیادہ حملہ کی وجہ سے پتے چڑخڑ ہو جاتے ہیں۔ پرانے پتوں پر دھبے قدرے بڑے ہوتے ہیں جو رنگ میں مھورے ہوتے ہیں۔ ان دھبوں کے ارد گرد باریک سیاہی مائل دائرہ ہوتا ہے اور اکثر درمیان سے خشک ہو کر بے ڈھب پھید ہی رہ جاتا ہے۔ مھورے رنگ کے بے ڈھب ساڑھنے کی چھال پر بن جاتے ہیں۔ ننھے پھلوں پر اس بیماری کے دھبے مھورے یا بادامی رنگ کے ہوتے ہیں جن کے گرد سیاہ نشان ہوتا ہے۔ جیسے جیسے پھل بڑا ہوتا ہے دھبے بھی بڑے ہو جاتے ہیں۔ جو درمیان سے ابھر کر خشک اور سخت ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے پکنے پر پھپھوندی سے بیماری کے ذرات (SPORES) بنتے ہیں۔ نمئی کے موسم میں پھلوں کے اوپر نرم بادامی رنگ والے یا گلابی (PINK) رنگ کے ذرات کی تہ بن جاتی ہے۔

بورڈو مکسچر یا دیگر کارپ سے پھپھوندی کے خلاف پھڑکاؤ آم کے دھبوں والی بیماری کے لئے مفید ہیں۔
پھل کا سڑنا

آم کے پھل کا ذخیرہ کرنے یا اس کے لانے اور لے جانے میں خراب ہونا متفرق

بیماریوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جنیبا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اکثر اوقات بچے ہونے
پھل کا خراب ہونا آم کے سوکے کی بیماری کے پہلے سے موجود ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے
بورڈو کے سپرے سے آم کے سوکے کی بیماری سے نقصان جو پھل توڑنے کے بعد
گلنے سے ہوتا ہے، کافی حد تک کم ہو جاتا ہے۔

پھل کا استعمال

اس میں مختلف طبی فائدے بھی ہیں۔ اعضائے رقیبہ، آلات تنفس، گردے اور مثانے
کو قوت پہنچاتا ہے۔ اور مقوی باہ بھی ہے۔ چہرے کے رنگ کو کھوتا، منہ کھوتا اور گندہ
ذہنی کا دافع ہے۔ ٹی اور پیشاب بہ فراغت آتا ہے۔ کچے آم کی کنیری پھل جلدائی ہوتی
کھلانا لو کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ اس کی شاخوں اور پھولوں کے جو شانڈہ کا غرغزہ کرنا مسو
کو مضبوط کرتا اور درخت کی چھال کو جلا کر چھڑکن خون بند کرتا ہے اور اس کے پتوں کو چلم میں
تبا کر کے طور پر پینے سے پھکیاں رک جاتی ہیں۔

آم کی کاشت میں مشکلات اور ان کا حل !

آم کی کاشت کے سلسلے میں ہمارے علاقے کے اندر جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے
وہ بار آوری میں بے قاعدگی، آم کا بثور اور کچے پھل کا گرنا وغیرہ ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔
بار آوری میں بے قاعدگی

صوبہ کے اس حصہ میں آم کے پودے بے قاعدگی سے پھل دیتے ہیں اور دوسرے
سال کم۔ یہ شکایت عام طور پر پودوں کی صحیح نگہداشت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے بعض
اوقات پھولوں یا پھل گرنے کے ایام میں موسم کی خرابی کی وجہ سے پھل نہیں لگتا اور دوسرے
سال پودے پر زیادہ فصل آجاتی ہے اس سے یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

یہ بے قاعدگی دور کرنے کے لئے زمینداروں کو چاہئے کہ پودے کو شروع ہی سے
باقاعدگی کے ساتھ کھا دیتے رہیں۔ تاکہ پودے کمزور نہ ہو جائیں۔ لائل پور کے تجربات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ آم کے پودے ایک سال پھل نکالتے ہیں اور اچھی فصل دیتے ہیں۔

لیکن دوسرے سال صرف نشرونا کرتے ہیں اور پھول نہیں نکالتے ایسی کوئی تدبیر جس سے یہ دونوں عمل یکساں طور پر پودے میں واقع ہوں فائدہ مند رہ سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں زیادہ فصل والے سال میں اگر پھل کو چھڑا کر دیا جاتے تو وہ بھی مفید رہتا ہے۔ اگر پودے زیادہ نشرونا کی طرف مائل ہوں اور پھل نہ دیتے ہوں تو انہیں بار آور کرنے کے لئے جڑوں کی کاٹ چھانٹ کرنی چاہئے یا پھرتے کا پھلکا اتارنا چاہئے۔

آم کا بھور

آم کی کاشت میں یہ ایک بڑی رکاوٹ ہے کہ پھول بہر سال ناقص ہو جاتے ہیں اور پھل نہیں بناتے۔ کچھ عرصہ بعد پھول ایک سیاہ رنگ کا گچھا معلوم ہوتے ہیں۔ اس خرابی کا سدباب کرنے کے لئے مختلف تجربات ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک یہ ثابت نہ ہو سکا کہ اس خرابی کی بنیادی وجہ کیا ہے۔

اس بیماری کا مختلف اقسام پر مقابلہ اثر قبول کرنے کے لئے سابقہ طور پر پنجاب میں ان اقسام کا جائزہ لیا گیا جس سے یہ پتہ چلا کہ لنگڑا، نیلم، کیشن بھوگ اور کرپلا اقسام میں مدافعت کی سب سے زیادہ صلاحیت موجود ہے اسی وجہ سے ان کی کاشت وسیع پیمانہ پر کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ پودوں کو طاقت ور رکھنے کے لئے ان کو ہر سال باقاعدگی سے کھاد ڈالنی چاہئے اور بیمار گچھوں کو موسم کے شروع ہی میں کاٹ کر جلا دینا چاہئے یا پھر گہرے گڑھے میں دبا دینا مفید ہے تاکہ بیماری نہ پھیل سکے۔

آم کے پھل کا قبل از وقت گرنا

بعض اوقات آم کا پھل کچا ہونے کی صورت میں گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نقص عموماً لنگڑا قسم کے آموں میں پایا جاتا ہے۔ دسہری قسم میں یہ نقص نہیں ہوتا۔ لائل پور کے تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ جب اس پھل پر ایلفا نیفیٹیلین ایٹک ایسڈ (ALPHA NAPHTHELENE) ^{۱۵۔ پی۔ پی۔ ایم} کا سپرے کیا جائے تو پھل کم گرتا ہے۔

ترشاوہ پھل

تاریخی پس منظر اور علاقہ وار تقسیم

ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، سنگتہ، گریپ فروٹ، میٹھا، کاغذی لیموں، یورپین لیموں وغیرہ منطقہ حارہ کے نواحی علاقوں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ ان کی کاشت سطح سمندر سے دو ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی تک ممکن ہے۔ اس سے زیادہ اونچائی پر چونکہ سردی زیادہ ہوتی ہے اس لئے ترشاوہ خاندان کے پھل اس سے زیادہ بلندی پر کاشت نہیں کئے جاسکتے۔ یہ پھل چین، جاپان، آسٹریلیا، ملائیا، ہندوستان، پاکستان، اسرائیل، لبنان، مصر، اٹلی، سپین، برطش، جنوبی امریکہ، برازیل اور ریاستہائے متحدہ کی فلوریڈا اور کیلیفورنیا کی ریاستوں میں بکثرت پیدا کئے جا رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ پھل آسام اور کھاسیہ کی پہاڑیوں چین اور کوچین کے نواحی علاقوں میں پایا گیا۔ ان علاقوں سے یہ پھل عرب اور پرتگالی تاجروں کی وساطت سے مشرق وسطیٰ، افریقہ اور امریکہ تک پہنچا۔ رقبہ اور پیداوار کے لحاظ سے ریاستہائے متحدہ امریکہ دنیا میں صفت اول میں شمار ہوتا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ، سپین، اٹلی، آسٹریلیا اور اسرائیل کے لوگ یہ پھل اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ پیدا کر رہے ہیں۔ اور دوسرے ممالک کو

برآمد کر رہے ہیں۔

دیے تو پاکستان میں ان پھلوں کی کاشت زمانہ قدیم سے ہوتی ہے۔ لیکن تجارتی پیمانے پر کاشت موجودہ صدی کے شروع سے کی گئی اور اس وقت سے ان پھلوں کا زبردستی رقبہ تدریج بڑھ رہا ہے۔ اس وقت ان پھلوں کی کاشت وسیع رقبہ میں ہو رہی ہے۔ رقبہ اور پیداوار کے لحاظ سے تشرناوہ پھل آم کے بعد آتے ہیں۔ تشرناوہ پھلوں کی کاشت پچھلے سالوں میں زمینداروں کی حالت سدھانے میں مدد و معاون ہوئی ہے۔ ایک ایکڑ مالٹا کے پودے ڈیڑھ دو ہزار تک آمدنی دیتے ہیں۔ سنگترہ، کنوٹ اور فیوٹریل اریلی سے آمدنی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ زمینداروں نے ان اقسام کے ایک ایکڑ سے چار سے پانچ ہزار روپے تک آمدنی حاصل کی۔

تشرناوہ پھل کو غذائیت کے لحاظ سے ایک اہم درجہ حاصل ہے کیونکہ اس میں جینین ج کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جینین الف اور ب بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو متعدد بیماریوں کو دور کرتے ہیں جینین ج کی کمی کے باعث مسوڑھوں سے خون نکلنا ہے۔ دانت کمزور ہو جاتے ہیں اور جوڑوں میں درد ظاہر ہوتا ہے تشرناوہ پھلوں کے رس اور ان کی مصنوعات استعمال کرنے سے یہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ جینین ج، ب اور الف کے علاوہ ان میں چونا، فولاد اور فاسفورس بھی پایا جاتا ہے۔ ان پھلوں سے بیشتر مصنوعات مثلاً سکونش، جیلی، مارلیڈ، کینڈی، اچار، خوشبودار تیل اور لیموں کا سٹ (CITRIC ACID) تیار کئے جاتے ہیں جو ایک خاصی آمدنی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

رقبہ اور پیداوار

پاکستان میں تشرناوہ پھلوں کی کاشت اس وقت تقریباً ۸۵۲۲۲ ایکڑ رقبہ میں ہو رہی ہے جو زیادہ تر سرگودھا، لاہور، ملتان، بہاول پور، راولپنڈی، خیبر پور اور پشاور ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔ آم کے بعد سب سے زیادہ رقبہ انہی پھلوں کے تحت ہے۔

مختلف ڈویژنوں میں پھلوں کے تحت رقبہ اور پیداوار حسب ذیل ہے۔

نام ڈویژن	رقبہ (ایکڑوں میں)	پیداوار (منوں میں)
۱۔ لاہور	۶۲۷۸	۵۲۷۲۲۱
۲۔ سرگودھا	۲۷۲۷۹	۲۸۱۲۹۹۸

۲۳۲۳۲۸۰	۲۲۶۷۳	۳ - مکتان
۸۹۳۸۲۰	۱۱۲۰۸	۴ - بہاولپور
۷۲۹۲۰۲	۷۷۹۰	۵ - راولپنڈی
۲۳۶۹۵۰	۲۷۱۷	۶ - پشاور
۱۷۹۲۶۳	۲۲۸۷	۷ - خیبر پور
۸۱۹۸۸	۱۶۶۸	۸ - حیدرآباد
۹۷۱۶	۱۲۳	۹ - ڈیرہ اسماعیل خاں
۱۹۱۷۹۰	۱۳۲۳	۱۰ - قبائلی علاقہ

پیداوار :- ۱۹۰۲۵۰-۱۰ من

کل رقبہ :- ۸۵۲۲۲

ترقی کے امکانات

جوں جوں تڑشادہ پھلوں کی کاشت ترقی پذیر ہے توں توں پھل ارزاں ہوتا جا رہا ہے۔ مگر یہ کمی چند دنوں کے لئے ہوتی ہے۔ جب ضرورت سے زیادہ پھل منڈیوں میں آجاتا ہے۔ اگر یہی حالت پھل ٹھنڈے گوداموں میں رکھا جائے اور بعد میں موقع کے مطابق منڈیوں میں لاکر فروخت کیا جائے تو کاشت کار اور خریدار دونوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ کاشت کار کو اس کے پھل کی معقول قیمت مل سکے گی۔ اور خریدار کو واجب قیمت پر پھل دستیاب ہو سکے گا۔ اسی طرح بہت سا پھل ضائع ہونے سے بھی بچ جائے گا۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں مالٹا وغیرہ کی بڑھی منڈیاں ہیں، ٹھنڈے گودام قائم کئے جائیں۔

تڑشادہ پھل کافی عرصہ تک رکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے ان کی برآمد پاکستان کے ملحقہ ممالک کو جہاں اس کی مانگ ہے، کرنی چاہیے۔ اس طرح نہ صرف ملک کی اقتصادی حالت بہتر ہوگی بلکہ ملکی زر مبادلہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ پھلوں کی مصنوعات بھی برآمد کی جاسکتی ہیں۔

آب و ہوا

تڑشادہ پھل منطقہ عارہ کے ارد گرد کے علاقوں میں کاشت کئے جاسکتے ہیں ان کی کاشت سطح سمندر سے ۲۵۰۰ فٹ کی بلندی تک ممکن ہے۔ ان علاقوں میں جہاں پھل پکنے کے دوران بارش نہ ہو، اعلیٰ درجہ کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ ان پھلوں کی کاشت کے لئے ایسے علاقے جہاں کا درجہ حرارت ۸۰ درجہ ف سے

۱۰۰ درجہ فہرے زیادہ موزوں ہوتے ہیں۔

سنگترہ مالٹے کی نسبت معتدل آب و ہوا چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے پھل کو گرمی اور تیز ہواؤں سے بچانا چاہیے۔ سنگترہ کی نئی قسم مثلاً کنوٹ اور فیوٹرل املی گرم علاقوں میں بڑی کامیابی سے کاشت کی جا رہی ہیں۔ گرمی کے موسم میں اگر درجہ حرارت ۱۵ درجہ فہرے سے بڑھ جائے تو پودوں اور پھل کی نشوونما رک جاتی پتے اور پھل خشک ہو جاتے ہیں۔ گرم آب و ہوا میں مالٹا کا پھل قد و قامت میں بڑا پھلکا موٹا اور خاصیت میں گھٹیا ہو جاتا ہے۔ ایسے پھل کو زیادہ دیر رکھا بھی نہیں جا سکتا۔

موسم سرما میں جوان پودوں کو سردی اس وقت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے جب درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر جائے اور یہ حالت کافی دیر تک رہے۔ ترشادہ پھلوں میں کاغذی لیموں پر کمر کا سب سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ کمر کا مقابلہ سنگترہ مالٹا، گریپ فروٹ، چکونزہ اور عیٹھا علی الترتیب کر سکتے ہیں۔ پودے کی کمر کا مقابلہ کرنے کی اہلیت کا دار و مدار اس کی صحت پر منحصر ہے۔ اس سلسلہ میں ٹاک کاموزوں انتخاب بھی کافی مہذب ثابت ہو سکتا ہے۔ سہ برگہ جو ایک ترشادہ پت جھڑ پودا ہے، کمر کا بڑی اچھی طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔ سرد آب و ہوا میں ترشادہ پھلوں کا سائز چھوٹا، پھلکا نرم اور باریک، کھٹاس اور مٹھاس (T.S.S) میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مالٹا بلڈریڈ میں سرخی اس وقت تک نہیں آتی جب تک شدت کی سردی نہ پڑے۔

تیز ہوا میں بھی ترشادہ پھلوں کی کاشت میں کافی رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ کیونکہ اس سے درختوں کی شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں اور پودا کمزور ہو جاتا ہے۔

زمین

ترشادہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ مگر بہترین زمین وہ ہے جو زیادہ بھاری نہ ہو، میرا قسم کی زمین جس میں مخوڑی مقدار میں چوتابھی ہو بہتر تصور کی جاتی ہے۔ زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے زمین قدرے تیزابی ہو یعنی اس کی تیزابی قلعوی (pH VALUE) 5.5 سے 6.0 ہوتی چاہیے۔ ریتلی کنکر والی اور کھراہٹی زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں نہیں۔ باغات لگانے سے کم از کم ۶ فٹ سے ۸ فٹ کی گہرائی تک زمین کی نچلی تہ کا معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اگر زمین کے نچلے حصہ میں کنکر موٹی یا باریک ریت یا چکیتی مٹی موجود نہ ہو تو زمین زیادہ موزوں ہوگی

زمین کے بالائی ۲ فٹ کا مشاہدہ بست ضروری ہے۔ کیونکہ زمین سے خوراک حاصل کرنے والی درختوں کی جڑیں اسی حصہ زمین میں ہوتی ہیں اور یہ حصہ زمین بھی مذکورہ بالا نقلص سے پاک ہونی چاہیے۔ لائل پور میں ترشاوہ پھل کے ایک درخت (جانندھری کھٹی) کی جڑوں کا مطالعہ کیا گیا اور حسب ذیل نتائج اخذ کئے گئے۔

- ۱۔ اصل جڑ کا کوئی مخصوص نظام نہیں ہوتا۔ سرف دو یا تین جڑیں مشکل سے چھ فٹ کی گہرائی تک پہنچتی ہیں۔
- ۲۔ ترشاوہ پھل کے درخت کی جڑوں کے زیادہ سے زیادہ موثر حصے کا پھیلاؤ تنے کے اطراف ۱۲ فٹ کے نیم قطر میں اور زمین کے اندر دو فٹ کی گہرائی تک ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بے شمار جڑیں اور جڑ بال اس حصے میں مرکوز ہوتے ہیں۔

۳۔ تانوی جڑیں اور چھوٹی چھوٹی جڑیں چمکدار اور لکچدار پائی گئیں۔ اور ایک خلیہ جاتی جڑیں اور جڑ بال چھوٹک تھے اور زمین کی کھدائی میں بالکل مزاحم نہیں ہوتے۔

۴۔ چونکہ زیادہ تر جڑیں زمین سے دو فٹ اندر تک ہوتی ہیں اس لئے درخت کے اطراف ۱۲ فٹ کے نیم قطر میں گڑائی کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بہانہ تک آبپاشی کی گہرائی کا تعلق ہے، تین یا چار اینچ پانی جیسا کہ بالعموم دیا جاتا ہے۔ کما دہمیشہ بارہ فٹ کے نیم قطر میں دینی چاہیے۔ ایک پودے اور دوسرے پودے میں زیادہ سے زیادہ فاصلہ ۲۴ فٹ کا ہونا چاہیے۔

زمین کا انحصار اُس روٹ سٹاک پودے کا زیریں حصہ پر بھی ہے جس پر پودے پیوند کئے گئے ہوں مثلاً جٹی کھٹی روٹ سٹاک برتنی میرا زمین پسند کرتا ہے جبکہ کھٹا بھاری گیلی زمینوں میں کامیاب ہے۔

افزائش نسل

ترشاوہ پھلوں کے پودے کی افزائش نسل بیج، قلم آداب اور چشمہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ لیکن چشمے کا طریقہ زیادہ ندرایج ہے۔ بیج سے پودے تیار کرنا آسان ہے۔ مگر پودے صحیح النسل نہیں ہوتے جن پھلوں میں خاصیت کو زیادہ فوقیت حاصل نہیں۔ انہیں عام طور پر بیج ہی کے ذریعے پیدا کیا جاتا ہے۔ اس خاندان میں کاغذی لمیوں بیج سے پیدا کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح بہت سے روٹ سٹاک بذریعہ بیج ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔

میٹھے اور لمبن کی افزائش نسل بذریعہ قلم ہوتی ہے مگر بذریعہ چشمہ پیدا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ بذریعہ چشمہ پودا تیار کرنے کے لئے صحیح روٹ سٹاک کا استعمال بہت ضروری ہے۔ کیونکہ کسی ثمر دار درخت کا انحصار کافی حد تک اس کے روٹ سٹاک پر ہوتا ہے۔ جس پر وہ پیوند کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں چند ایک روٹ سٹاک کا ذکر ضروری سمجھا جاتا ہے۔

جھٹی کھٹی

یہ سٹاک ترشاوہ خاندان کے تمام پھلوں کے لئے خاص طور پر مالٹا بلڈ ریڈ کے لئے اچھا تصور کیا جاتا ہے اس پر پیوند کئے ہوئے پودے کافی حد تک خشک سالی اور بیماریوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور پودے جلدی قد اور ہوجاتے ہیں۔ اور پھل بھی اچھا ہوتا ہے۔ یہ سٹاک گیلی اور بھاری زمین میں کامیاب نہیں ہے۔

کھرنا کھٹا

یہ سٹاک ذخیرہ میں بہت جلد بڑھتا ہے۔ اور جلدی پیوند کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ مالٹا وینٹیا ہیٹ اور گریپ فروٹ مارش سیڈس پر اس کے نتائج اچھے برآمد ہوتے ہیں۔ مالٹا بلڈ ریڈ کے لئے یہ سٹاک بالکل ناموزن کھٹا

یہ سٹاک امریکہ میں بہت مستعمل ہے۔ یہ گیلی اور بھاری زمینوں میں کامیاب رہتا ہے۔ ہلکی رتیلی زمینوں میں اس کی بڑھوتری آہستہ ہوتی ہے۔ اس پر پیوند شدہ پودوں کا پھل اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ مگر مغربی پاکستان میں یہ صرف پشاور کے علاقہ میں بطور روٹ سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ میدانی علاقوں میں یہ روٹ سٹاک کامیاب نہیں کیونکہ اس پر پیوند کئے پودے کچھ سال کے بعد ایک بیماری (TRISTIZA) کی وجہ سے مرنا شروع ہوجاتے ہیں۔

بیج نکالنا

ذخیرہ سٹاک کے لئے بیج بونے سے چار پانچ روز پیشتر نکالنے چاہئیں۔ اگر بیج نکالنے کے بعد انہیں جلدی کاشت نہ کیا جائے تو یہ خشک ہوجاتے ہیں اور قوت روئیدگی کم ہوجاتی ہے اور کامیابی کم ہوتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ بیج نکالنے کے چار پانچ روز بعد کاشت کئے جائیں۔ اگر ان کو کچھ دیر کے لئے محفوظ رکھنا ہو تو پھل ریت یا پسے ہوئے کوئلہ میں رکھا جائے۔

نہری علاقوں میں روٹ سٹاک کے بیج ماہ اگست اور ستمبر میں بونے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ پھل سے بیج کو نکال کر رکھ کی مدد سے دھونا چاہیے اور سائے میں خشک کر کے بجائی کرنی چاہیے۔

بیج پٹریوں پر کاشت کرنے چاہئیں اور روزانہ فوارے سے پانی دینا چاہیے۔ بیس ایکس روز کے بعد بیج اگنا شروع کر دیتے ہیں۔

پودوں کا تبدیل کرنا

جب پودے چھ اینچ کے ہو جائیں تو وہ تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ تبدیل کرتے وقت کمزور پودوں کو ضائع کر دینا چاہیے۔ صحت مند پودوں کے قند کے مطابق درجے بنالینے چاہئیں اور پھر پورے کو کچھ اوپر سے کچھ بڑی جڑ کو نیچے سے کاٹ دینا چاہیے تاکہ پودے کی جڑ اور کے حصے کا تناسب قائم رہے پودے نکالنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پٹیوں کو اچھی طرح پانی دیدیا جائے تاکہ پودے آسانی سے اکھاڑے جاسکیں۔ جس پلاٹ میں یہ پود تبدیل کرنی ہو اس میں گوبر کی کھا دکافی مقدار میں ڈالنی چاہیے۔ اور پود کو لائنوں میں مندرجہ ذیل فاصلے کے مطابق تبدیل کرنا چاہیے۔

پودے سے پودے کا فاصلہ ۹ - اینچ

قطار کا قطار سے فاصلہ ایک فٹ اور دو فٹ

چھوٹی پود کو اکتوبر یا فروری یا مارچ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ کھٹی تبدیل کرنے کے بعد پلاٹ کو فوراً پانی دے دینا چاہیے۔ اور جب پودے جڑ پکڑ جائیں تو پلاٹ کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھنا چاہیے۔ یہ پودے تقریباً ایک سال کے بعد پیوند کے قابل ہو جاتے ہیں۔

پیوند کرنا

جب یہ پود پنسل کی موٹائی کے برابر ہو جائے تو یہ پیوند کے قابل ہو جاتی ہے۔ فروری، مارچ یا اگست، ستمبر میں جبکہ پودوں کا رس چل رہا ہو پیوند کرنا چاہیے۔ اس عمل کے لئے ایسے درختوں سے چشمہ لینا چاہیے جو کہ پھسل کے لحاظ سے اچھے ہوں اور چشمہ ایسی شاخوں سے لینا چاہیے جو تندرست، گول ہوں اور ان پر سفید دھاریاں نمایاں ہوں چشمہ کسی حالت میں بھی نئی پھوٹ سے نہیں لینا چاہیے۔

چشمہ بذریعہ T (ٹی) طریقہ ٹاک پر زمین سے ۹ اینچ کی اونچائی پر چڑھایا جاتا ہے۔ ٹاک کے چھلکے کو چاقو سے اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ چونکہ چشمہ خود ہی اپنی جگہ بنا لیتا ہے۔ اس کے بعد چشمہ کو سن یا رقیہ لگا س سے باندھ دیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد پیوند شدہ پودوں کو دوبارہ دیکھنا چاہیے۔ اگر چشمہ سبز ہو تو اس سے دو اینچ اوپر ٹاک کو کاٹ دینا چاہیے۔ جب چشمہ پھوٹ جائے تو سن وغیرہ کو کھول دینا چاہیے۔ فالٹو پھوٹ اچھی طرح اتارنی چاہیے تاکہ پود اچھی طرح بڑھ سکے۔ پیوند کے ایک سال بعد پودے باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر چشمہ کے ساتھ کاٹنا پیوست ہو تو چشمہ کے نیچے سے لکڑی نہیں اتارنی چاہیے۔ کیونکہ چشمہ زخمی ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسری صورت میں لکڑی اتار دینی چاہیے۔

بذر لعیہ قلم

ترشاوہ پھلوں میں بہت کم پودوں کی افزائش نسل بذریعہ قلم کی جاتی ہے۔ عیٹھے اور یورپین لیمین کی قلمیں فروری مارچ میں لگائی جاتی ہیں۔ قلم ۹ سے ۱۲ اینچ ایک سالہ لکڑی سے کاٹنی چاہیے۔ اس میں احتیاط یہ ملحوظ رکھنی چاہیے کہ قلم کا نچلہ حصہ چشمہ کے بالکل قریب سے گولائی کی صورت میں کاٹا گیا ہو اور اوپر کا حصہ آنکھ سے ایک سے ڈیڑھ اینچ کے فاصلہ پر کاٹا جائے۔ پھر ان قلموں کو تیار شدہ زمین میں سوراخ کر کے $\frac{1}{3}$ حصہ زمین کے اندر دبا دینا چاہیے۔

افزائش بذریعہ داب

اس طریقے سے کاغذی لیموں اور یورپین لیمین کے درختوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ انگلی خنبی موٹی شاخ جو کہ عموماً ایک سالہ ہوتی ہے منتخب کرنی چاہیے۔ اس موٹائی پر نصف اینچ چوڑا اچھلا اتارا جانا ہے یا پھر شاخ کو موٹائی کے نصف تک چیرا دے کہ اس میں ایک کنگر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس حصہ کو گیلیٹی میں دبا دیا جاتا ہے۔ شاخ کے دونوں طرف کھونٹے لگا دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ شاخ اوپر نہ اٹھے دو تا اڑھائی ماہ کے بعد اس حصہ میں سے جڑیں نکل آئیں گی۔ اس وقت درخت کی طرف سے شاخ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور پودے کو ذخیرے میں لگا دیا جاتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے نزدیک بیسر نہ ہوں تو یہ عمل گلموں میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

داع بیل

باع لگانے کے لئے موزوں جگہ اور موقع محل تلاش کرنے کے بعد زمین پر ہل اور سہاگہ وغیرہ چلا کر تیار کر لی جائے۔ اور پھر مربع یا مستطیل طریقے سے داع بیل کی جائے۔ ترشاوہ پھل دار درختوں کے درمیان عموماً ۲۲ سے ۲۵ فٹ فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ اور اس فاصلے کے حساب سے ایک ایکڑ میں مربع طریقے سے علی الترتیب ۶۹، ۹۰ اور شش پہلو طریقے سے ۱۰۳ اور ۷۹ پودے لگتے ہیں۔ پودے فروری، مارچ اور ستمبر اکتوبر میں لگائے جاتے ہیں۔

پودے لگانے سے ایک ماہ پیشتر باغ کی داع بیل کر کے $3 \times 3 \times 3$ فٹ کے گڑھے کھود

لینے چاہئیں۔ اور ان کی اوپر والی ایک فٹ حصہ کی مٹی ایک طرف اور باقی دوسری طرف علیحدہ رکھی جائے۔ یہ گڑھے پلانٹنگ بورڈ (PLANTING BOARD) تختہ نشتر کاری کی مدد سے کھودنے چاہئیں۔ پلانٹنگ بورڈ ایک لکڑی کا تختہ ہوتا ہے۔ جس کی لمبائی ساڑھے تین فٹ اور چوڑائی چار اینچ ہوتی ہوتی ہے۔ اس کے درمیان میں ایک سوراخ ہوتا ہے۔ اور سردوں پر تھون سی بنی ہوتی ہے۔ درمیانے سوراخ میں داغ پیل کی کیلی لگا کر بیرونی سردوں پر دو کیلیاں گاڑ دی جاتی ہیں۔ اور درمیان کی کیلی اکھاڑ لی جاتی ہے۔ گڑھا کھودتے وقت یہ احتیاط بھی رکھنی ضروری ہے کہ یہ دو کیلیاں نشانوں پر قائم رہیں۔

یہ گڑھے ۱۵ سے ۲۰ دن تک کھلے رہنے چاہئیں اور پھر گڑھوں کو ایک حصہ گوبر کی گلی سسڑی کھاد ایک حصہ بھل اور ایک حصہ اوپر والے حصہ کی مٹی اچھی طرح ملا کر بھر دینا چاہیے۔ گڑھے کی مٹی کی سطح زمین سے ۶۔ اینچ اونچے ہونے چاہئیں اس کے بعد پانی دے دینا چاہیے۔ وٹر آنے پر پلانٹنگ بورڈ کی مدد سے پودوں کی اصل جگہ جہاں کہ درمیان سوراخ کی جگہ موجود ہو گا چچی کے مطابق گڑھے کھود کر پودے کو اس میں رکھ کر چاروں طرف مٹی ڈال کر اچھی طرح سے دبا دیا جائے اور پودے کے تنے کے ارد گرد مٹی چڑھا دی جائے اور آبپاشی کی جائے۔

پودے کو اسی اونچائی میں لگانا چاہیے جتنا کہ وہ ذخیرہ میں لگا ہوا تھا۔ اگر سردی سے پودا لانے وقت اس کی چوٹی نہ کاٹی گئی ہو تو اس وقت کاٹ دینی چاہیے۔ چھوٹے پودوں کو گرمی اور سردی سے بچانا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسے پودوں پر گرمی اور سردی کا اثر زیادہ اور جلدی ہوتا ہے۔ اور پودے تھوڑی سی بے احتیاطی سے مرجاتے ہیں۔ ان کا بچاؤ مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ پودوں پر سایہ کرنا۔
- ۲۔ پودوں کے تنوں پر بوری وغیرہ لپیٹنا۔
- ۳۔ پودوں کے تنوں پر سفیدی کرنا۔
- ۴۔ پودوں کی آبپاشی کا خاص خیال رکھنا۔
- ۵۔ پودوں کے جنوب مغرب میں جنتر کی باڑ لگانا۔

کاشت کی عمل

پودے کو لگانے کے بعد ان کی نشوونما کے لئے زمین میں گوڑی کرنا، ہل چلانا، جڑی بوٹیوں کا

نلف کرنا، وقت پر پانی دینا، کھاد دینا، فصلوں کی کاشت اور پودوں کی کاٹ چھانٹ نہایت ضروری ہے اس لئے ان کا ذکر یہاں تفصیل سے کیا جاتا ہے

آبیاشی

پاکستان میں سال کے کافی حصہ میں موسم گرم رہتا ہے اور اسی دوران پھل پودوں پر لگا ہوتا ہے۔ اس لئے ترشاوہ پودوں کی آبیاشی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ گرمیوں میں دس بارہ دن اور سردیوں میں تین چار ہفتے کا وقفہ کافی ہے۔ زیادہ آبیاشی بھی نقصان دہ ہے۔ پھول آنے کے موسم میں آبیاشی کم کر دینی چاہیے۔ لیکن جونہی پھل لگ جائے آبیاشی شروع کر دینی چاہیے۔ ہر بار کھاد دینے کے بعد آبیاشی ضروری ہے۔

آبیاشی کرتے وقت یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ پانی درخت کے تنے سے نہ چھوئے۔ اس منسد کے لئے درخت کے تنے کے چاروں طرف ایک فٹ کی اونچائی تک مٹی چھڑھا دینی چاہیے۔

کھاد

خردار درخت لمبی عمر ہونے کی وجہ سے زمین سے مسلسل خوراک حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کی صحت و طاقت بحال رکھنے کے لئے ان کو باقاعدہ کھاد ڈالی جائے۔ تجربات سے ظاہر ہوا ہے کہ ہماری زمینوں میں زیادہ تر نائٹروجن کی کمی ہے۔ اس لئے صرف ایسی کھادوں کا استعمال کیا جائے جن میں نائٹروجن موجود ہو۔ گوبر کی کھاد سب سے بہتر تصور کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں نائٹروجن کے علاوہ دوسرے اجزاء بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کا اثر دیر پا ہوتا ہے۔ سبز کھاد کا اثر تمام زمینوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اگر گوبر کی کھاد پوری مقدار میں نہ مل سکے تو کیمیادی کھادوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کیمیادی کھادیں زیادہ عرصے تک استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ ورنہ پتے جلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کی زمینوں میں شور (NPK 8.85) زیادہ ہونے کی وجہ سے بعض عناصر مثلاً لوہا اور حبت درختوں کو حاصل نہیں ہوتے۔ نیز بہت سے ترشاوہ خاندان کے باغات میں ان کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ اس لئے ان اجزاء کو بجائے زمین میں ڈالنے کے پتوں پر چھڑکا جاتا ہے۔

عام طور پر لوہے کی کمی کے لئے آئرن سلفیٹ اور حبت کی کمی کے لئے زنک سلفیٹ کا چھڑکاؤ کرنا چاہیے۔

کھا دینے کا گوشوارہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

درخت کی عمر	گوبر کی کھاد	ایمونیٹ سلفیٹ	گوبر کی کھاد + ایمونیٹ سلفیٹ
۱ سے ۳ سال	۱۰-۲۰ سیر	۱/۲ پونڈ آدھ سیر	۵-۱۰ سیر + ۱/۲ پونڈ دو چھٹانک
۴ سال سے زائد	۳۰ سے ۴۰ سیر	۱/۲ سے ۲ پونڈ دسواتا	۲۰ + ۱/۲ پونڈ ریون سیر ڈیڑھ سیر

کھا دینے کا وقت

گوبر کی کھا دھپول آنے سے ڈیڑھ دو ماہ پہلے یعنی دسمبر جنوری میں دینی چاہیے اور کیمیاوی کھادیں دو حصوں میں یعنی نصف پھول نکلنے سے تین ہفتے پہلے ماہ فروری میں اور دوسری نصف پھل بن جانے کے بعد ماہ اپریل میں دینی چاہیے۔

کھا ڈالنے کا طریقہ

پہلے درخت کے تنے کے ارد گرد ۱/۲ فٹ تک مٹی چڑھا دی جاتی ہے اور پھر درخت کے پھیلاؤ تک گودی کر کے کھا د بکھیر دی جاتی ہے۔ اور پھر دوبارہ گودی کر کے پانی لگا دیا جاتا ہے۔ کیمیاوی کھا دوں کی مقدار چونکہ کم ہوتی ہے اس لئے ان میں ہم وزن مٹی ملا کر چھٹا دینا چاہیے۔

قلبہ رانی اور فصلوں کی کاشت

ترشاوہ مژدار درختوں کی باریک جڑیں زیادہ تر سطح زمین کے قریب رہتی ہیں۔ اور اکثر ہل چلانے میں ضائع ہو جاتی ہیں۔ لیکن نمی قائم رکھنے اور جڑی بوٹیوں کو ضائع کرنے کے لئے قلوبہ رانی ضروری ہے۔

خالی زمینوں میں تقریباً ایک ماہ بعد قلوبہ رانی کرنی چاہیے اگر باغ میں فصلوں کی کاشت کی گئی ہو تو پودوں کے نیچے ہر مہینے کسی کے ساتھ گودی کرنی چاہیے تاکہ جڑی بوٹیاں تلف ہو جائیں اور پودوں کی جڑوں کو ہوا بستر آسکے۔ باغات میں فصلیں کاشت کرنے سے نہ صرف زمیندار کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ زمین کی اندرونی حالت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ نیز جڑی بوٹیاں تلف ہو جاتی ہیں۔ یہ فصلیں درختوں کی قطاروں کے درمیان اگانی چاہئیں۔ احتیاط یہ رکھی جائے کہ درخت کے نیچے کافی جگہ خالی رہے تاکہ فصلیں درخت کی خوراک نہ استعمال کر لیں۔

فصلوں میں کھاد، پانی اور گودھی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ بڑے شہروں کے نزدیک سبزیاں برسیم اور شفتل وغیرہ بہترین فصلیں ہیں۔ ذیل میں ربیع، خریف کی فصلیں جو باغات میں کاشت کی جاسکتی ہیں، دی جاتی ہیں۔

موسم ربیع

مٹر، شلغم، ٹماٹر، آلو، گوبھی، برسیم، لوسرن، شفتل، چنے

موسم خریف

ٹینڈا، کدو، کرپلا، پیاز، لسن، مرنج، بھنڈی، مونگ، ماش، موٹھ، روانہ، گوارا۔

کاٹ چھانٹ کرنا

ترشادہ خاندان کے پھلدار درختوں پر پھل نئی اور پرانی دونوں شاخوں پر لگتا ہے۔ ترشادہ خاندان کے پھلدار درختوں کی کاٹ چھانٹ کو تین مدارج میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ پہلے کاٹ چھانٹ درخت کو باغ میں لگانے کے فوراً بعد کی جاتی ہے۔ جبکہ پودے کا ۱/۴ حصہ چوٹی پر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں اور پودے میں ایک خاص تناسب قائم ہو جائے۔ کیونکہ ذخیرہ سے پودا نکالتے وقت کافی جڑیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور اگر چوٹی نہ کاٹی جائے تو پودے کے مرجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری کاٹ چھانٹ پودے کے پھل لانے کے وقت تک کی جاتی ہے۔ اس کاٹ چھانٹ کا مقصد درخت کی مناسب تشکیل ہے۔ شاخیں تینے کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہونی چاہئیں۔ گرم علاقوں میں شاخیں زمین سے دو سے تین فٹ کے فاصلہ پر لگانا شروع ہونی چاہئیں تاکہ تنا شاخوں سے چھپا رہے۔ درند گرمی کی وجہ سے چھال پھٹنے اور اترنے کا خدشہ ہے۔ اس لئے پہلے دو تین سال درخت کا ڈھانچہ بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اور اسی تناسب سے کاٹ چھانٹ کرتے رہنا چاہیے۔

۳۔ کاٹ چھانٹ کا تیسرا درجہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب درخت پھل دینا شروع کر دے ترشادہ خاندان کے درختوں کی کاٹ چھانٹ صرف اتنی ہونی چاہیے کہ جنوری کے مہینے میں پرانی، بیمار، خشک اور ایسی شاخیں جو آپس میں الجھی ہوئی ہوں، نکال دی جائیں۔ پکے گئے

(WATER-SPROUTS) بھی نکالتے رہنا چاہیے۔

لیموں کے درختوں کی کاٹ چھانٹ کچھ زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایسے درختوں کی کاٹ چھانٹ نہ کی جائے تو درخت بہت اونچے ہو جاتے ہیں اور پھل توڑنے میں دقت پیش آتی ہے۔ کاٹ چھانٹ والی قینچی تیز مہنی چاہیے اور ایک اینچ سے موٹی کاٹی جانے والی شاخ پر بورڈ ویسٹ لگا دینی چاہیے۔

پھول اور پھل

ترشاوہ خاندان کے درختوں میں پھول ضروری کے آخر اور مارچ کے شروع میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ پھول جب درخت چار پانچ سال کی عمر کا ہوتا ہے، آنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس خاندان کے درختوں پر پھل لگنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ پھول مکمل ہوتا ہے۔ سوائے میٹھے کے جس پر بہت بڑی تعداد میں صرف نہ پھول ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پھل کم لگتا ہے زیرگی کا عمل مکھیاں، کیرے وغیرہ انجام دیتے ہیں۔ اپریل تک پھل لگنے کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔

ترشاوہ پھولوں کی اقسام

ماٹے کی اقسام
موسمبھی

اس کا پھل گول اور چھلکا کھردرا ہوتا ہے اور رنگ نارنجی زرد۔ یہ ایک اگیتی قسم ہے اور اس کا پھل نومبر دسمبر میں پک جاتا ہے۔ اس پھل میں ترشی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کے پینڈے میں ایک گول دائرہ ہوتا ہے اور اس پر لمبائی کے رخ دھاریاں ہوتی ہیں اس میں مٹھاس ۱۰۶۴ اور ترشی ۰۶۲۹ فی صد ہے۔ پیداوار ۳۵۰ پھل فی درخت ہے۔

پائٹن اپیل

اس کا پھل گول، رنگ گہرا نارنجی، چھلکا پتلا اور چھکیلا ہوتا ہے۔ نیز ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔ اس کے پھل میں بیج کافی تقریباً ۲۰ بیج فی پھل ہوتے ہیں۔ مٹھاس ۱۱۶۳ فی صد اور ترشی ۰۶۶۸ فی صد ہوتی ہے پیداوار بہت یعنی ۵۰۰ پھل فی درخت۔ یہ وسط موسم میں پکتا ہے۔

جاقا

یہ بھی ایک عمدہ قسم ہے۔ اس کا پھل تقریباً لمبوتر، چھلکا ہموار اور درمیانی موٹا ہوتا ہے۔ رنگ نارنجی۔ یہ قسم تمام اقسام سے زیادہ پیداوار دیتی ہے تقریباً ۵۵ پھل فی درخت اس میں ۱۴۶۸ فی صد مٹھاس اور ترشی ۰۶۶۶ فی صد ہوتی ہے۔ یہ بھی وسط موسم میں پکنے والی قسم ہے۔

بلڈ ریڈ

یہ قسم وسط موسم میں پکنے والی ہے۔ اس کے پھلکے کا رنگ گہرا نارنجی ہوتا ہے جس پر سرخ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں۔ اس کا چھلکا پیلا اور گودا سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پھل میں بیج کافی ہوجیں (یعنی ۱۶ بیج فی پھل) اس میں مٹھاس ۹۶۹۰ فی صد اور ترشی ۰۶۶۱ فی صد ہے۔ پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت ہے۔

ویٹشیا لیت

اس کی جسامت درمیانی سے بڑی اور چھلکا چھوٹا ہوتا ہے۔ اس میں بیج کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی۔ رنگ نارنجی ہوتا ہے۔ یہ ایک بھپتی قسم ہے اور مارچ میں پکتی ہے۔ اس میں بیج بہت کم ہوتے ہیں۔ اس میں مٹھاس ۸۶۸ فیصد اور ترشی ۰۶۸۴ فی صد ہوتی ہے۔ پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت ہے۔

واشنگٹن نیول

یہ امریکہ کی ایک نہایت مشہور قسم ہے۔ اس میں بیج نہیں ہوتے۔ مغربی پاکستان میں یہ قسم پشاور ڈویژن میں کامیاب ہے۔ میدانی اضلاع میں اس کے پھل کی خاصیت اچھی نہیں رہتی۔ پھل کا چھلکا موٹا اور جسامت بہت بڑھ جاتی ہے۔

روپی بلڈ

یہ بھی پشاور ڈویژن کی ایک عمدہ قسم ہے۔ اس کی جسامت چھوٹی ہوتی ہے۔ چھلکا ہموار اور رنگ گہرا نارنجی ہوتا ہے۔ اس پر سرخ رنگ کے دھبے پائے جاتے ہیں۔ خوشبودار اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔ مٹھاس ۹۶۲ اور ترشی ۰۶۴۶ فی صد ہوتی ہے۔

سنگترے کی اقسام

کنو

اس کا پھل گول چٹا ہوتا ہے۔ سطح بہت ہموار اور چکدار ہوتی ہے۔ جسامت درمیانی سے بڑی۔ چھلکا درمیانی بڑا، رنگ گہرا زرد، گودا بہت مزیدار اور گھٹنے والا، بہت رسدار۔ یہ ایک پھیتی قسم ہے۔ جو ماہ فروری میں پکتی ہے۔ مٹھاس ۱۴۶۰ فی صد اور ترشٹی ۱۶۱ فی صد ہوتی ہے۔ پیداوار ۵۰۰ پھل فی درخت ہے۔

فیوٹرزاری

اس کا پھل گول چٹا، جسامت درمیانی، سطح ہموار اور رنگ سرخی مائل ہوتا ہے، چھلکا پتلا ہوتا ہے۔ یہ ایک اگیتی قسم ہے۔ پیداوار کافی تقریباً ۵۰۰ پھل فی درخت ہے۔ اس میں مٹھاس ۱۲۶۵ فی صد اور ترشٹی ۰۶۲۹ فی صد ہوتی ہے۔

گریپ فروٹ کی اقسام

مارش سیدلس

یہ گریپ فروٹ کی اچھی قسموں میں سے ایک ہے۔ اس کے اندر یا نویج بالکل نہیں ہوتے یا بہت کم ہوتے ہیں۔ رنگ ہلکا زرد، شکل کرہ نما، جسامت درمیانی۔ یہ قسم دسمبر اور جنوری میں پکتی ہے۔ پیداوار ۲۰۰ پھل فی درخت ہے۔

فاسٹر

اس کی شکل گول، رنگ زرد اور جسامت درمیانی، اس کے گودے کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ اچھلکے پر بھی گلابی رنگ کے دھبے ملتے ہیں۔ اس کے اندر بیج بہت ہوتے ہیں۔ تقریباً پچاس فی پھل پیداوار تقریباً ۲۵۰ پھل فی درخت ہے۔

ڈنکن

رنگ ہلکا زرد، سطح ہموار، شکل کرہ نما، جسامت درمیانی سے بڑی، بہت رس دار، بہت

عمدہ ، بیج ۴۰ فی پھل ، پیداوار ۳۰۰ پھل فی درخت۔ یہ قسم نومبر سے فروری تک پکتی ہے۔

لبیمن کی اقسام

یوریکا

پھل کا رنگ زرد ، سطح کچھ کھردری ، جس پر لمبی لمبی انبھری ہوئی دھاریاں ہوتی ہیں۔ شکل لمبوتری ، جسامت درمیانی ، بہت رس دار ، بیج ۵۰۔۵۵ عدد فی پھل ، پیداوار ۱/۲ من فی درخت مٹھاس ۰.۶۸ فی صد اور ترشی ۴۸٪ فی صد ہوتی ہے۔

لنرین

پھل کا رنگ زرد ، پھلکا سموار اور تپلا ، شکل لمبوتری جس کے سرے پر بڑی اور نمایاں گھنڈی ہوتی ہے۔ جسامت درمیانی ، بہت رس دار ، مٹھاس ۰.۶۰ فیصد اور ترشی ۶۰ فیصد ہوتی ہے۔

ولامزکا

یہ قسم یوریکا لیبمن سے بہت ملتی جلتی ہے۔

میتر

رنگ ہلکا نارنجی ، سطح بہت سموار ، بعض دفعہ ہلکی دھاریاں ہوتی ہیں ، شکل لمبوتری ، جسامت درمیانی اس کے سرے پر ایک چھوٹی سی گھنڈی ہوتی ہے۔ رس کافی مٹھا ہے ، ترشی درمیانی۔

ترشاوہ پھلوں کا توڑنا ، بکسوں میں بند کرنا اور فروخت کرنا

قیام پاکستان کے وقت مغربی پاکستان میں پھلوں کے زیر کاشت رقبہ قلیل تھا جو کہ ہماری اپنی ضروریات کے لئے بہت ہی ناکافی تھا۔ ان دنوں مالکان باغات عام طور پر پھل پکنے سے پہلے درخت کے پکے پھل کو ہی ٹھیکہ دار کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ یہ طریق باغات کے مالک اور ٹھیکہ دار دونوں کے لئے بہت ہی قابل اطمینان ثابت ہوتا رہا۔ اس لئے کہ انفرادی طور پر باغات کا رقبہ قلیل تھا۔ اور مالکان باغات اس کام کو اپنے کاروبار کا ضمنی شعبہ خیال کرتے تھے۔ محکمہ زراعت کی انتھک کوششوں

کے باعث ترشادہ پھلوں کی کاشت عام ہو گئی ہے اور گزشتہ چند سالوں میں نہری علاقوں میں ترشادہ پھلوں کا رقبہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اب تجارتی نقطہ نگاہ کے پیش نظر وسیع و عریض رقبوں پر ترشادہ پھلوں کے باغات لگائے جاتے ہیں۔ مالکان باغات اگر یہ پھل ٹھیکیدار کے ذریعہ فروخت کریں تو ان کو منافع کم ملتا ہے کیونکہ ٹھیکیدار بھی منافع میں شریک ہوتا ہے۔ مالکان باغات کو براہ راست پھل منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ پھلوں کو غلط طریقے سے توڑنا۔
- ۲۔ مختلف اقسام کا آپس میں ملا دینا۔
- ۳۔ پھلوں کی صفائی اور درجہ بندی نہ کرنا۔
- ۴۔ پھلوں کو بوریوں یا بڑے ٹوکروں میں بند کرنا۔
- ۵۔ ذرائع رسل و رسائل کی کمی۔

ان تمام نقائص کو دور کرنے کے لئے مالکان باغات کو مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

پھلوں کا توڑنا

اہم ترین بات جسے یاد رکھنا چاہیے یہ ہے کہ پھل کی اچھی حالت کا دارومدار زیادہ تر اس امر پر ہے کہ یہ کس طرح توڑا اور رکھا جاتا ہے۔ جو پھل بے احتیاطی سے توڑا جائے اور اسے سلیقہ یا سفائی سے نہ رکھا جائے تو یہ چند ہی دنوں میں سڑنا شروع ہو جائے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ پھل کو قینچی کے فریک درخت سے کاٹا جائے۔ اور ڈنڈی پھل کے برابر کاٹی جائے۔ تاکہ وہ دوسرے پھلوں کو زخمی نہ کر دے۔ پھل اتارنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اونچائی سے زمین پر نہ گرے کیونکہ وہ زخمی ہو جاتا ہے۔ اس لئے پھل کو سیرعی کی مدد سے کپڑے کی تھیلیوں میں رکھ کر نیچے اتارنا چاہیے۔ اس طرح اگر اس کے توڑنے اور رکھنے میں سلیقہ سے کام لیا جائے تو یہ کئی ہفتوں تک عمدہ حالت میں رہ سکتا ہے۔ فضا جراثیم سے معمور ہوتی ہے اور اگر یہ جراثیم پھل میں داخل ہو جائیں تو گلنے اور سڑنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر پھل کا چھلکا اچھی حالت میں رہے اور زخمی نہ ہو تو یہ جراثیم پھل کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے

یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ پھل کو توڑنے کے عمل سے لے کر منڈی میں نیچے تک کسی قسم کا زخم یا ضرب نہ پہنچے ورنہ پھل خراب ہو جائے گا۔

مختلف اقسام کا آپس میں ملا دینا

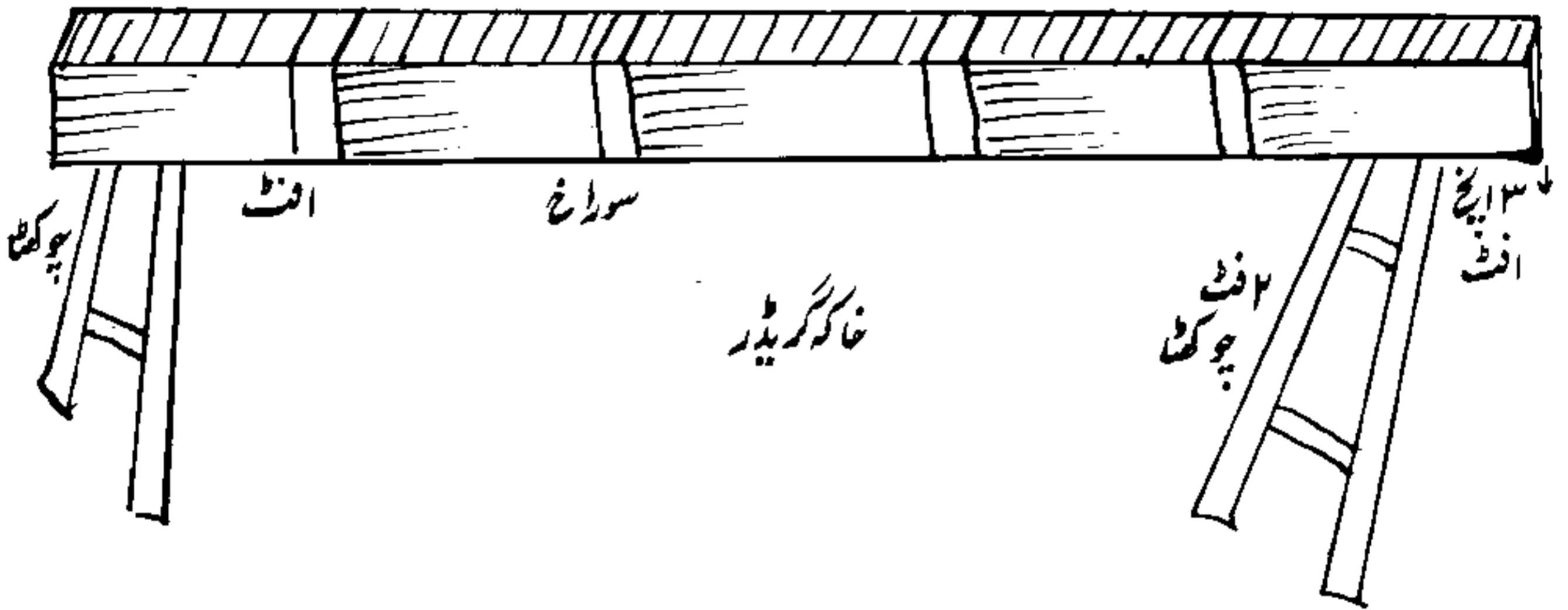
مختلف اقسام مختلف اوقات میں بچتی ہیں۔ اگر ان کے پھل کو ایک ہی وقت میں توڑا جائے تو ان میں بعض پھل کچے ہوں گے اور بعض پکے۔ اس لئے یہ پھل سستے داموں فروخت ہوں گے۔ مزید برآں ان پھلوں کی صحیح طور پر درجہ بندی بھی نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے ان کو بکسوں میں بند کرنے میں بڑی دقت ہوگی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیے کہ کسی قیمت پر مختلف اقسام کا پھل آپس میں نہ ملے۔

پھلوں کی صفائی اور درجہ بندی کرنا

اگر پھل گرد آلود ہو تو اسے خوشنما بنانے کے لئے کسی نرم کپڑے سے صاف کر لینا چاہیے اور اگر پھلکے پر سیاہ یا خاکی رنگ کے متعدد داغ نظر آئیں (جیسا کہ بعض باغوں میں متعدی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں) تو پھر پھل کو کسی ایسے حوض میں دھونا چاہئے جس میں پانی کے سوگین (مٹی کے تیل واسے قریباً پچیس کنسٹر) ہوں اور اس میں پوٹاشیم پرمنگانیٹ ڈیڑھ اونس ڈالا گیا ہو یہ دوائی ہراگریزی دوا فردش سے میٹر آسکتی ہے) پھل سے کسی نرم برش سے دھونے کے بعد اچھی طرح خشک کر لینا چاہیے۔ یہ عمل کرنے کے بعد پھل کی درجہ بندی کرنی چاہیے اور ہر درجہ کے پھل کو علیحدہ علیحدہ بکسوں یا ٹوکریوں میں بند کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح پھل کی زیادہ قیمت ملتی ہے۔ اس لئے مختلف جسامت کے پھلوں کو کبھی اکٹھا نہیں بند کرنا چاہیے۔ پھلوں کی درجہ بندی کرنے کے لئے لکڑی کا گرڈر (WOODEN GRADER) استعمال کرنا چاہیے۔ اس میں مختلف سائز کے سوراخ ہوتے ہیں اور چھوٹے سوراخ کی طرف سے پھل کو بڑے سوراخ کی طرف چلایا جاتا ہے۔ ہر پھل اپنے اپنے سائز کے مطابق سوراخوں سے گزرتا جاتا ہے۔ ہر سوراخ کے نیچے لکڑی کے بکس یا ٹوکریاں رکھ دی جاتی ہیں۔ تاکہ پھل ان میں گرتا رہے۔ جو پھل بہت بڑی جسامت کا ہو وہ کسی سوراخ میں نہیں گزرتا اور وہ دوسری طرف سے باہر آجاتا ہے۔ ایسا پھل منڈی میں فروخت کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ناقص ہوتا ہے۔ اور اس کی اچھی قیمت نہیں ملتی۔ ایسے پھل کو رس نکالنے یا سٹربت بنانے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ گرڈر بڑی آسانی سے بنایا جاسکتا ہے۔ اس میں

نیچے ایک لکڑی کا تختہ لگا ہوتا ہے۔ جس میں مناسب چوڑائی کے مختلف سوراخ کر دیئے جاتے ہیں تاکہ مختلف جسامتوں کے پھلوں کی درجہ بندی ہو سکے۔ اس تختے کے دونوں طرف دو چھوٹے پھوٹے تختے لگا دیئے جاتے ہیں تاکہ پھل باہر نہ گر جائے۔ ان تینوں تختوں کو دونوں طرف سے لکڑی کے چوکھٹے سے سہارا دیا جاتا ہے۔ تاکہ اسے استعمال کرتے وقت نیچے بکس باٹو کریاں رکھی جاسکیں۔ احتیاط یہ رکھیں کہ بڑے سوراخوں کی طرف کا چوکھٹا اونچائی میں چھوٹا ہونا کہ پھل آسانی سے چلایا جاسکے۔ یہ گریڈر پندرہ روپے میں بڑی آسانی سے بنوایا جاسکتا ہے۔ اس کی شکل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰ فٹ

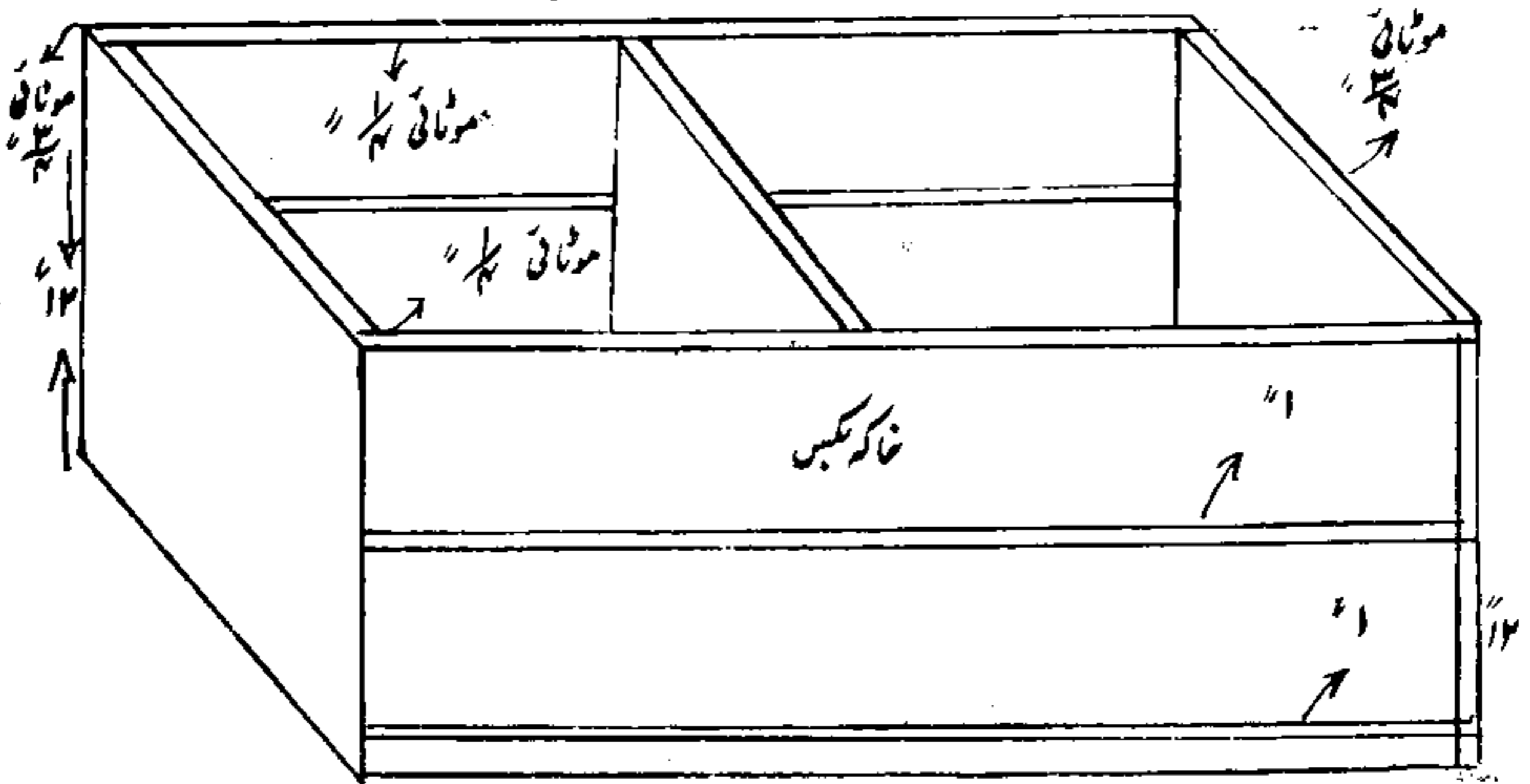


چھوٹا پھل عام طور پر بہت ہی کم قیمت پر بکتا ہے۔ اس لئے اسے علیحدہ علیحدہ پینا چاہیے یا اسے رس وغیرہ حاصل کرنے کے لئے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ پھل اوپر سے نیچے کی طرف لٹھکایا جاتا ہے۔ سب سے چھوٹا پھل پہلے سوراخ میں سے گرتا ہے اور سب سے بڑا پھل آخری سوراخ میں سے۔ جسامت کے مطابق اس پھل کی درجہ بندی کرنے کے بعد ہر درجے کے پھل کی مزید رنگت کے مطابق درجہ بندی کرنی چاہیے۔ رنگت میں اچھے چمکدار پھل کو علیحدہ درجہ دینا چاہیے۔ اور پھر اس سے ہلکے رنگ کو دوسرا درجہ۔ جب پھلوں کی درجہ بندی مکمل ہو جائے تو ہر درجے کے پھل کے سردانے کو علیحدہ کاغذ میں لپیٹنا چاہیے۔ اس عمل کی بدولت پھل دیر تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہتا ہے۔ پھل کو بکس میں بھر دینے کے بعد اگر کوئی دانہ سسڑنا شروع ہو جائے۔ تو دوسرے پھل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس مقصد کے لئے معمولی پتنگ کا کاغذ بہترین ثابت ہوا ہے۔

پھل کو بکسوں میں بند کرنا

پھل کو بڑے بڑے ٹوکروں یا بوریوں میں بند کر کے بڑی بڑی منڈلیوں میں بھیجنے والا طریقہ بڑا ہی نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس سے نیچے والا پھل کافی خراب ہو جاتا ہے اور چوری ہو جانے کے بھی کافی امکانات ہوتے ہیں۔ اس لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے مضبوط اور ہلکے بکسوں میں بند کر کے بھیجنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے پھل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ پھل کو توڑنے کے فوراً بعد ہی بکسوں میں بند کر کے نہیں بھیج دینا چاہیے۔ بلکہ اسے دو تین دن کے بعد بند کرنا چاہیے یہ احتیاط اس لئے ہے کہ تازہ ٹوٹے ہوئے پھل کا چھلکا پانی سے بھرا ہوتا ہے اور اس کی سطح کے مسام (CELLS) اس قدر چھوٹے اور ابھرے ہوتے ہیں کہ ذرا سا دباؤ یا بے احتیاطی سے چھلکے کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اگر پھل کو دو تین دن کے لئے گودام میں رکھ لیا جائے تو چھلکے میں رطوبت بہت کم رہ جاتی ہے۔ اور چھلکا کسی قدر چمڑے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور راستے میں اسے آسانی سے ضرر نہیں پہنچتا۔

پھل کو کاغذ میں پیٹنے کے بعد مناسب بکسوں جن کی لمبائی دو فٹ، چوڑائی ایک فٹ اور اونچائی ایک فٹ ہو اور اس بکس کے درمیان سے عارضی طور پر مضبوطی کے لئے دو حصے کئے جوتے ہوں، بند کر دینا چاہیے۔ احتیاط یہ رکھیں کہ بکس کے اندر کوئی کیل یا زائد لکڑی نہ ہو جس سے پھل کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔



یہ بکس معمولی قسم کی مکڑی سے تیار کیا جاتا ہے اور تقریباً دو روپے کی لاگت آتی ہے۔ اس کی تصویر نیچے دی جاتی ہے۔

نوٹ۔ سنگنزہ کے لئے بکس کی اونچائی ۹ انچ ہونی چاہیے۔

اس بکس کے چاروں طرف ایک انچ چوڑا سوراخ دھری رکھا جاتا ہے تاکہ پھل کو ہوا لگتی رہے۔ اور پھل خراب نہ ہو جائے۔ بکس میں مختلف جسامتوں کے پھلوں کی تعداد اور تہیں درج ذیل ہیں۔

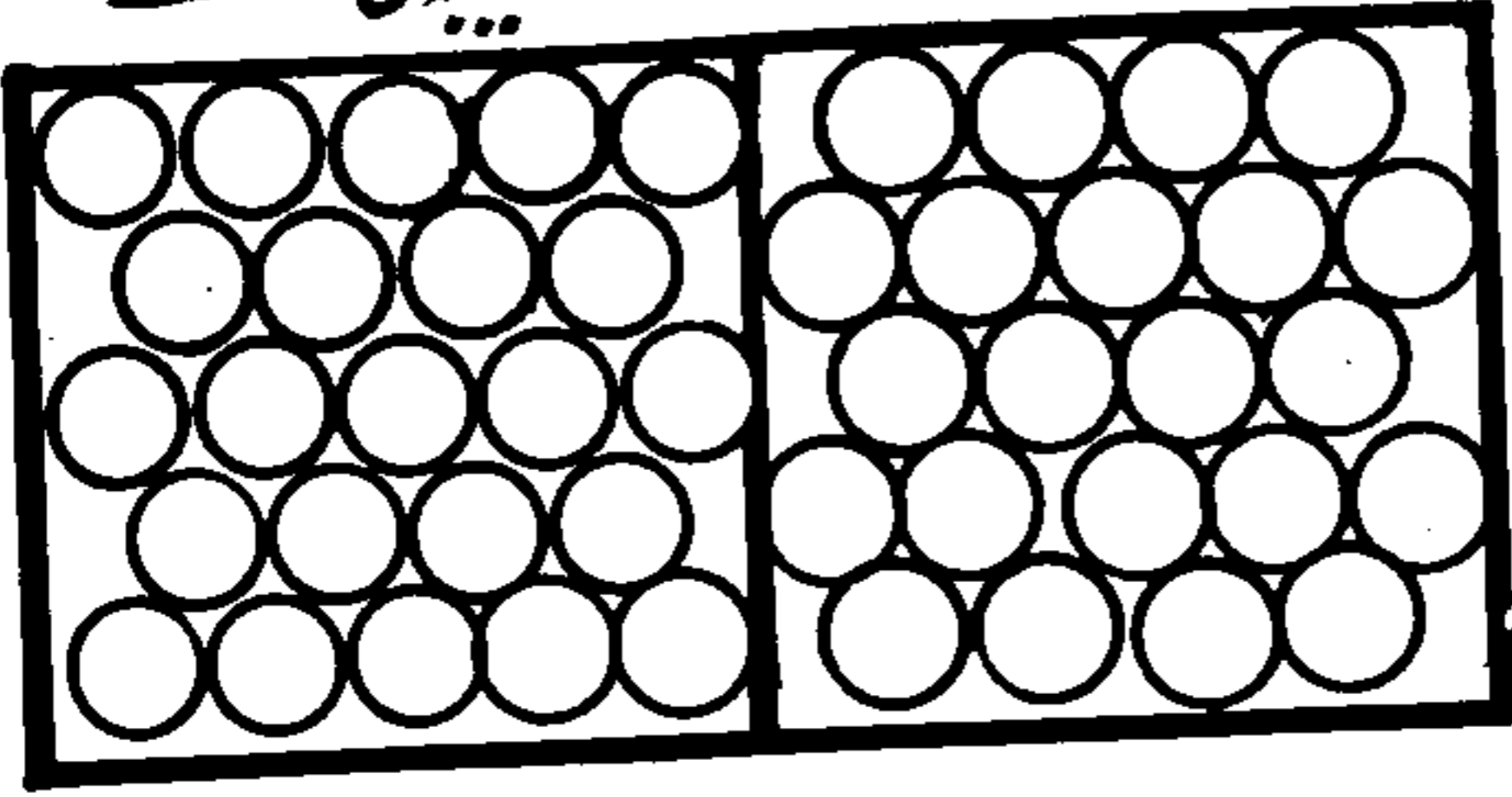
پھل کا قطر	پھل کی تعداد	تہوں کی تعداد	پھل بند کرنے کا طریقہ
۳/۴ انچ	۱۱۲	۴	تہ نمبر ۱ و ۳ میں ۴ پھل، تہ نمبر ۲، ۴ میں ۴ پھل
۲/۳ انچ	۲۰۰	۵	تہ نمبر ۱، ۳، ۵ میں ۲۰ پھل، تہ نمبر ۲، ۴ میں ۲۰ پھل
۲/۲ انچ	۲۲۶	۵	تہ نمبر ۱، ۳، ۵ میں ۲۳ پھل
			تہ نمبر ۲، ۴ میں ۲۲ پھل

پھل کو کاغذ میں لپیٹنے کے بعد اس کو بکس میں باقاعدہ تہوں میں رکھنا چاہیے۔ پھل کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کی دو تہیں جو کہ بکس میں نیچے رکھی جائیں گی اس طریقے سے رکھنی چاہیں کہ کاغذ کے سرے اوپر کی طرف آئیں۔ اور باقی والی تہوں کے کاغذ کے سرے نیچے کی طرف ہوں۔ پھل کو بکس سے ایک دو انچ اوپر تک بھر دینا چاہیے۔ جو کہ بعد میں خود بخود بکس کی سطح کے برابر ہو جائیگا۔ پھل کو اس طرح رکھیں کہ وہ آسانی سے ہلنے نہ پائے۔

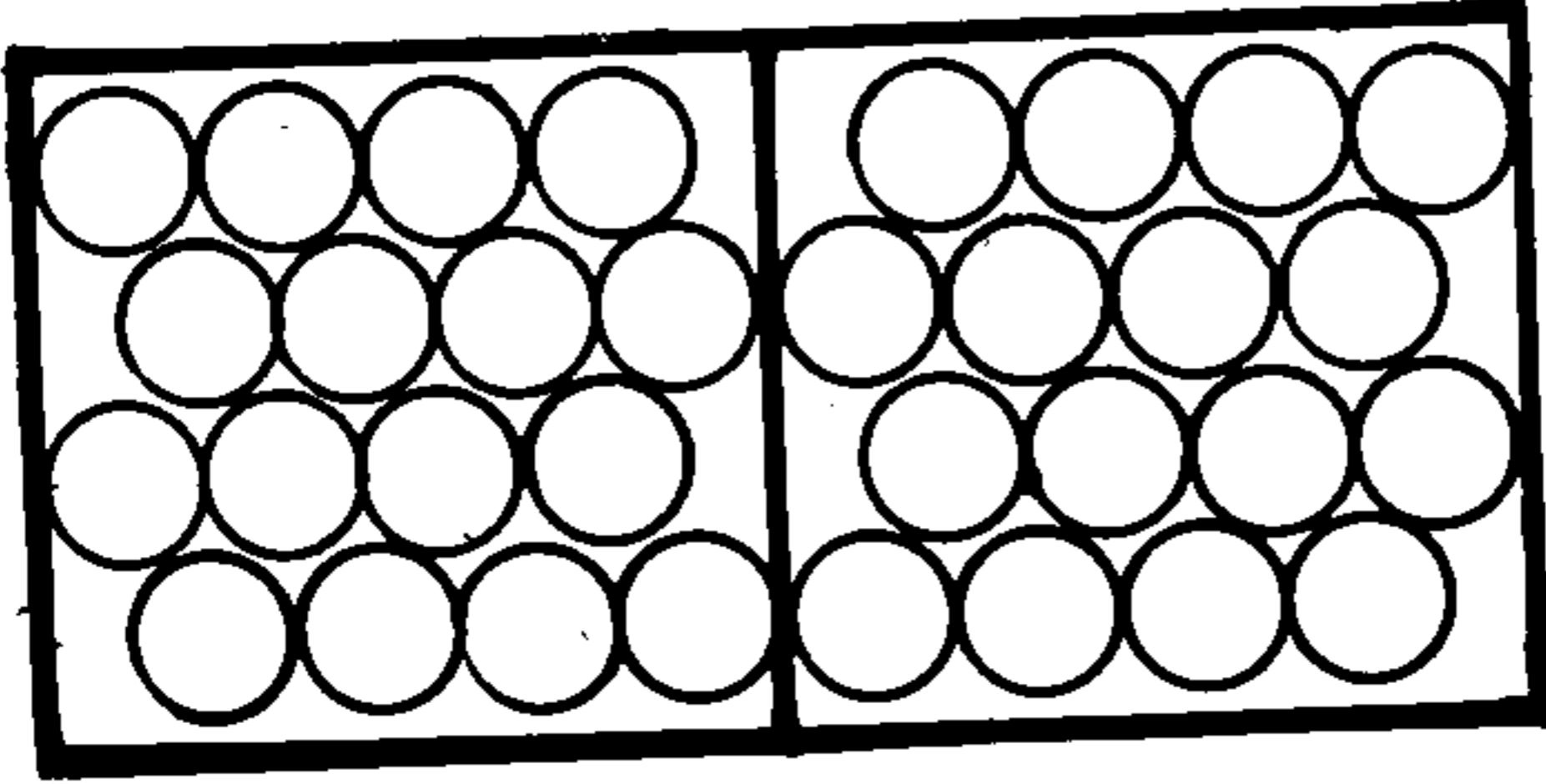
پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

بکس میں مناسب ترتیب سے پھل بند کرنے کے بعد اس پر اس قسم کا نام لکھ دینا چاہیے بانات۔ اگر اپنی شہرت کو قائم رکھنا اور گاہکوں کے دلوں میں اپنے اعتبار کا سکھ جانے چاہتے ہوں تو بکس میں صحیح جسامت اور رنگت کا پھل جو کہ ہر قسم کی بیماری وغیرہ سے پاک ہو، ڈالنا چاہیے۔ اور ہر بکس پر ان کا نام و پتہ، پھل کا درجہ اور تعداد لکھنی چاہیے اور یہ احتیاط ہے کہ پیکنگ اور لیبیل لگانے کے معاملہ میں لاپرواہی نہ برتی جائے۔

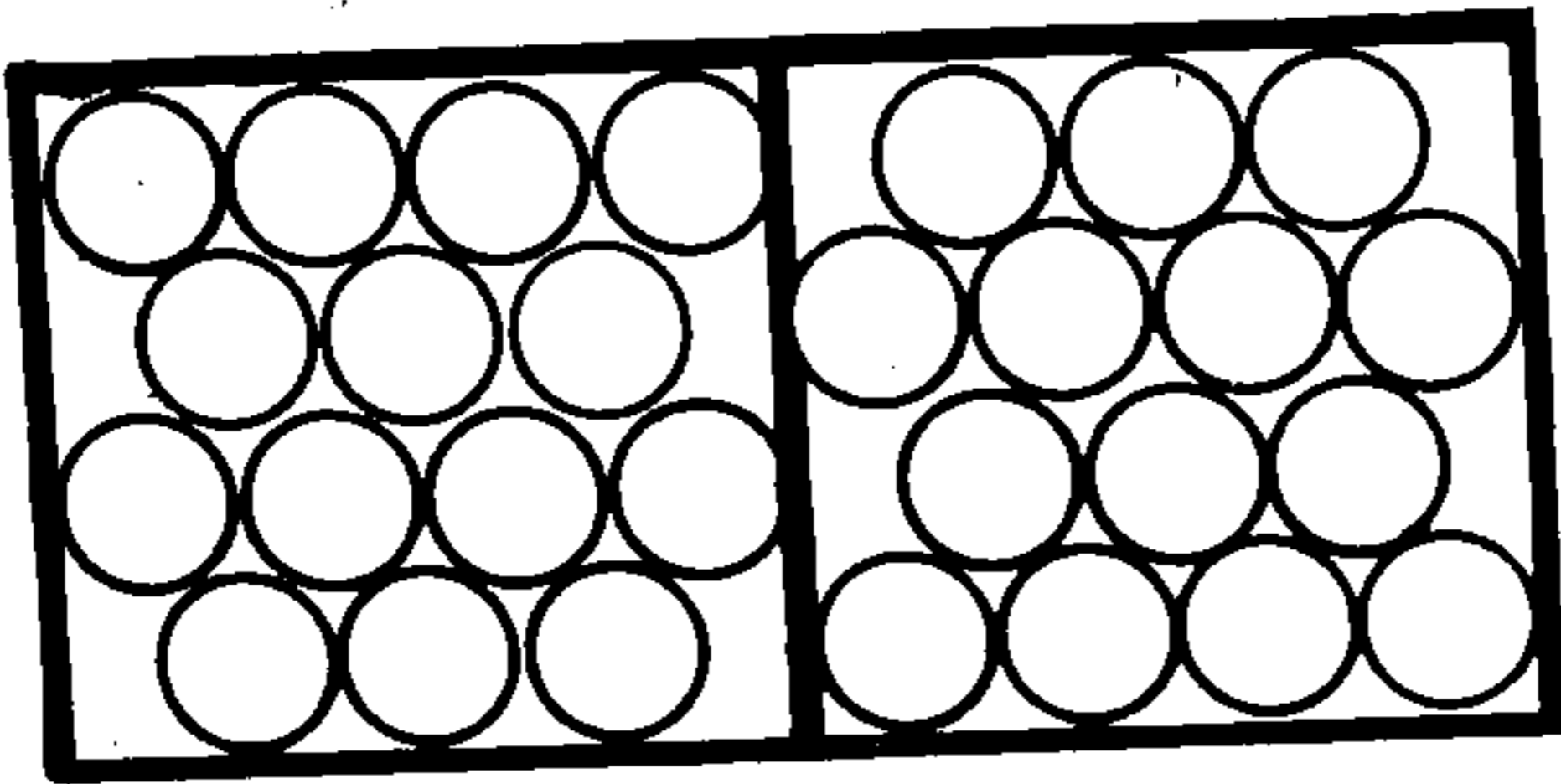
پھل کے قطر کے مطابق مختلف ترتیبوں کے نقشے



تعداد پھل = ۲۰ قطر = $2\frac{1}{2}$ انچ تعداد تہہ = ۵



تعداد پھل = ۱۶ قطر = $2\frac{3}{4}$ انچ تعداد تہہ = ۵



تعداد پھل = ۱۶ قطر = $3\frac{1}{4}$ انچ تعداد تہہ = ۴

ہمارے صوبے مغربی پاکستان میں ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، گریپ فروٹ اور لیموں وغیرہ کافی مقدار میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ملکی ترقی اور زر مبادلہ کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس پھل کو بیرونی ممالک میں برآمد کریں۔ اس لئے ہمیں اعلیٰ اقسام کا عمدہ پھل باہر کے ممالک میں اچھے بکسوں میں اچھی طرح سے بند کر کے بھیجنا چاہیے۔

مختلف ممالک مثلاً انگلینڈ، ہانگ کانگ، ملایا، سنگاپور، سبیلون، نیوزی لینڈ، سعودی عرب لبنان، عراق، ایران، بحرین وغیرہ میں ہمارے ترشاوہ پھل کی کافی مانگ ہے۔ اس لئے ہمیں اپنا پھل ان ممالک میں بھیجنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

ترشاوہ پھلوں کی مصنوعات

ہمارے ملک میں موسم سرما میں ترشاوہ پھل مثلاً مالٹا، سنگترہ، گریپ فروٹ، لیموں وغیرہ کثرت سے ہوتا ہے اور بہت ارزاں دستیاب ہو جاتا ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنی بساط کے مطابق ان پھلوں سے مستفید ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا استعمال موسم گرما میں بھی کیا جائے جبکہ ان کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی ہے اور وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے۔ ویسے بھی پھلوں کی مصنوعات تیار کر کے انہیں فروخت کیا جائے تو ایک منافع بخش کاروبار کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے ان پھلوں سے نبی ہونی اشیا بلحاظ خوراک نہایت اہم ہیں اور کسی ایک جہانی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اس بنا پر ترشاوہ پھلوں سے بہت سی مصنوعات تیار کی جاتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

مالٹے کا سکوش

تندرست اور رسدار مالٹے لیکر خواہ وہ ترش ہی ہوں صاف پانی سے دھولیں اور ان کے اوپر سے چھکا اتار کر رس نکالنے والی مشین کے ذریعے رس نکال کر عمل کے موٹے ٹکڑے سے چھان لیجئے اور گودہ پھینک دیجئے اور مندرجہ ذیل فارمولے کے حساب سے اشیا رے کر سکوش تیار کر لیجئے۔

تجارتی پیمانہ پر

گھریلو پیمانہ پر

۱۰۰ پونڈ

۱۰ پونڈ ۵ سیر

۱- رس

۱۲۵ پونڈ

۷ پونڈ ۳/۴ سیر

۲- کھانڈ

۷۵ پونڈ

۳- پانی

۵۲/۴ اولنس

۳ اولنس ۱/۲ چھٹانک

۴- سٹرک ایسٹ

۳ اولنس

۵ گرام

۵- پوٹاشیم ٹیٹا بائی سلفائیٹ

حسب ضرورت

حسب ضرورت

۶ مائٹے کا رنگ راورنج

بنانے کا طریقہ

کھانڈ کو رس میں ملا لیجئے اور ساتھ ہی سٹرک ایسٹ شامل کر کے اچھی طرح سے حل کر لیجئے تجارتی پیمانہ میں پانی بھی ڈال دیجئے۔ اور پھر دوبارہ ملل کے کپڑے سے چھان کر مجوزہ مقدار پوٹاشیم ٹیٹا بائی سلفائیٹ جو اوپر دی گئی ہے۔ صاف بوتل میں ڈال کر پانی ڈال لیجئے اور بوتل کو کارک لگا کر اچھی طرح حل کر کے تیار شدہ سکولش میں ڈال دیجئے۔ اب اس کو اس طرح ہلا لیجئے کہ وہ اس میں اچھی طرح مل جائے۔ اب مائٹے کا رنگ پانی میں حل کر کے حسب خواہش اس میں ڈال کر سارے سکولش میں ملا دیجئے۔ تاکہ تمام سکولش کا رنگ ایک جیسا ہو جائے۔ اب سکولش کو صاف اور خشک بوتلوں میں اتنا بھر دیجئے کہ سکولش منہ اور گردن کے درمیان رہے۔ اس کے بعد صاف اور لچھے کارک لگا کر موم بگھلا کر بوتلوں کے منہ کے اوپر لگا دیجئے تاکہ اس میں ہوا داخل نہ ہو سکے۔ اب بوتلوں کو ٹھنڈی مگر خشک جگہ پر ذخیرہ کر لیجئے۔

بیمین سکولش

موسم سرما میں پکے ہوئے بیمین لے کر ان سے رس نکالنے والی مشین سے رس نکال لیجئے اور ملل کے کپڑے یا ایلو مینیم سے بنی ہوئی چھلنی سے چھان لیجئے اور مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق تیار کر لیجئے۔

ایک پونڈ آدھ سیر
۱/۴ پونڈ دس چھٹانک

رس

کھانڈ

پانی
پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ
۳/۴ پونڈ
۱ گرام
چھ چھٹانک

رس کھانڈ اور پانی کو اینیلڈ بالٹی یا ایئر ٹیم کے برتن میں ڈال کر اچھی طرح ملا لیجئے۔ تاکہ
کھانڈ اچھی طرح سے حل ہو جائے۔ اب ایک گرام پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ (محفوظ کرنے والی دوا)
تقریباً ایک اولس پانی میں حل کر کے سکولٹن میں ڈال کر اچھی طرح سے ملا دیجئے۔ اس کے
بعد صاف اور جراثیم سے پاک بوتلوں میں دماٹے کے سکولٹن کی طرح (سکولٹن کو بھر کر کارک
وغیرہ لگا کر محفوظ کر لیجئے۔
لیمن بار لے سکولٹن

جس طرح مؤخر الذکر میں رس نکالا گیا تھا۔ رس حاصل کر کے مندرجہ ذیل نسخہ کے مطابق
سکولٹن تیار کر لیجئے۔

۱۔ رس
۲۔ کھانڈ
۳۔ جو کا پانی
۴۔ پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ
اپونڈ آدھ سیر
۲/۴ پونڈ ۱/۴ سیر
اپونڈ آدھ سیر
۱ گرام

بنانے کا طریقہ

جو کا ایک پونڈ پانی تیار کرنے کے لئے ۸ گرام جو کا آٹا یا دبار لے پوڈر) لے کر تھوڑے
تھوڑے سے پانی میں لسی سی بنا لیجئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر ایک پونڈ پورا کر لیجئے۔
اب جو والے پانی کو آگ پر رکھ کر گرم کر لیجئے۔ اور آہستہ آہستہ ہلاتے بھی رہیے تاکہ
جو کا آٹا قبیلے کی نجلی تہہ پر نہ لگ جائے۔ جب پانی دس منٹ سوں سوں کرتا رہے۔
تو آگ سے اتار کر چھان لیں اور ٹھنڈا کر کے کھانڈ کو اس میں ڈال کر اچھی طرح سے حل کر کے تل
کے کپڑے میں سے چھان لیجئے۔ اور ایک گرام مندرجہ بالا فارمولہ کے مطابق پوٹاشیم میٹابائی سلفائیٹ
تقریباً ایک اولس پانی حل کر کے اچھی طرح سے ملا دیجئے عاف اور خشک بوتلوں میں بھر کر کارک
لگا کر موسم کی تہہ جماد لیجئے۔

کاغذی لیموں کا صاف شفاف شربت ریمن کارڈیل

کاغذی لیموں یا لیموں سے رس نکال کر مل کے موٹے کپڑے سے چھان لیجئے اور ایک اونس پوٹاشیم بیٹابائی سلفائیٹ فی صد پونڈ رس کے حساب سے ملا کر تھینے کے کاربائے CARBOY میں ڈال کر منہ پر کارک اس طرح لگائیے کہ اس میں سے ہوا نہ خارج ہو سکے۔ اب رس کو تقریباً ایک ماہ تک پڑا رہنے دیجئے تاکہ گاڑھا حصہ نیچے بیٹھ جائے۔ ایک ماہ کے بعد صاف رس کو ریز کی نالی کے ذریعے نتھار لیجئے اور منہ رجبہ ذیل نسخہ کے مطابق سکولٹن بنا لیجئے۔

زیادہ کھانڈ والا کارڈیل

درمیانہ کھانڈ والا کارڈیل

اپونڈ آدھ سیر	اپونڈ آدھ سیر	۱۔ رس
۲/۴ پونڈ سواسیر	۱/۴ پونڈ دس چھٹانک	۲۔ کھانڈ
۳ اونس	اپونڈ آدھ سیر	۳۔ پانی
۱ گرام	۱ گرام	۴۔ پوٹاشیم بیٹابائی سلفائیٹ

بنانے کا طریقہ

کھانڈ کو رس اور پانی میں حل کر کے پوٹاشیم بیٹابائی سلفائیٹ رجبہ طرح کہ پہلے سکولٹن میں ڈالی گئی تھی، ڈال کر بوتلوں میں بھر کر مضبوطی کے ساتھ کارک لگا کر اور موم گرم کر کے جمادیجئے اور ٹھنڈی مگر خشک جگہ پر رکھ دیجئے۔

لیموں کا اچار

۱۔ اچھے، پختہ اور پیاریوں سے سبز لیموں لے کر صاف پانی سے دھو لیجئے اور دھوئوں میں تقسیم کر لیجئے۔

۲۔ نصف پھل کو دھوئوں میں کاٹ کر مرتبان میں ڈال دیجئے اور باقی نصف پھل کا رس پھل کے مرتبان میں ڈالتے جائیے۔ اس کے بعد پھل کے ہوتے ٹکڑے بھی اس میں ڈال دیجئے۔

۳۔ اب ۲ سے ۴ چھٹانک نمک فی سیر پھل کے حساب سے پس کر اور مرتبان میں ڈال کر چار، پانچ روز کے لئے دھوپ میں رکھئے اور کبھی کبھی مرتبان کو ہلاتے بھی رہیے۔

مالٹے کا مارلیڈ

مارلیڈ بنانے کے لئے دو حصہ مالٹوں میں ایک حصہ کھٹے بھی استعمال کئے جاتے ہیں کیونکہ کھٹے میں پیکٹین زیادہ ہوتی ہے اور مارلیڈ جلدی سیٹ ہو جاتا ہے بلکہ اعلیٰ قسم کا بھی ہوتا ہے۔ اس لئے دو حصوں میں مالٹے اور ایک حصہ کھٹے کا پھل لے کر کپڑے سے صاف کر کے اوپر سے چھلکا اس طرح اتار دیجئے کہ اس کے ساتھ سفید حصہ نہ اترنے پائے یہ عمل کرنے کے بعد پھل کو بڑے بڑے ٹکڑوں میں کاٹ کر ایسے پیلیہ یا دیگیچہ میں رکھئے جس کا اثر پھانکوں میں شامل نہ ہونے پائے۔

ٹکڑوں میں پانی اس طرح ڈالئے کہ جس میں وہ ڈوب جائیں۔ اسے آگ پر رکھ کر تقریباً ۴۵ منٹ کے لئے پکنے دیجئے۔ کبھی کبھی لکڑی کی ڈون سے ہلاتے بھی رہیے تاکہ وہ دیگیچہ کی تہ پر نہ لگ جائے۔ اب آگ سے نکال کر موٹے کپڑے یا چلی بیگ سے حل شدہ مادہ ان سے خود بخود نکلنے دیجئے۔ دبانے سے گذرہ مادہ نیچے آ جاتا ہے۔ اور مارلیڈ اعلیٰ قسم کا نہیں بنتا۔ اب اس کو رات بھر پڑا رہنے دیجئے۔

دوسرے دن اس کو نتھار لیجئے اور مندرجہ ذیل طریقہ سے اس کی پیکٹن معلوم کیجئے۔ ٹیسٹ ٹیوب میں ایک حصہ نتھار سے ہوئے رس کا لے کر دو حصے مینھیڈ سپرٹ ڈال کر پیکٹن کا ٹیسٹ کیجئے۔ اگر ٹیسٹ ٹیوب میں ایک لومحترابے تو اس میں برابر کی کھانڈ اور اگر دو یا تین لومحترابے نہیں تو ہم ۳ حصہ کھانڈ ڈال کر آگ پر رکھ کر پہلے کھانڈ کو اچھی طرح حل کر لیئے تاکہ وہ دیگیچے کی سخی تہ پر نہ لگ جائے۔

قوام کو تیز آگ پر اس وقت تک پکنے دیجئے جب تک کہ اس کا درجہ حرارت ۲۱۸ °F نہ ہو جائے۔ اس دوران اگر جھاگ وغیرہ اوپر آجائے تو اسے نکالتے جائیے۔ اور یا ایک باریک کاٹی ہوئی چھلکے کی قاش اس درجہ حرارت پر ڈال دیجئے۔ اس سے پہلے ان قاشوں کو دس منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں بچایا جاتا ہے۔ تاکہ کڑوا پن دور ہو جائے۔

جب پکتے پکتے درجہ حرارت ۲۲۲ °F ہو جائے یا ڈون میں پکتے ہوئے قوام کو ٹھنڈا کر کے نیچے گرائیں تو وہ ایک ٹیسٹ کی صورت میں نیچے گرے تو اس وقت آئسنگ سے اتار لیجئے۔ جب اس کا درجہ حرارت ۴۱۸ °F ہو جائے تو شیشے کے صاف اور خشک مرتانوں یا جاردوں میں بھر دیجئے

اور ٹھنڈا ہونے پر ڈھکنے دے کر ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کیجئے۔
مالٹے سنگتے کے چھلکوں سے خشک مرہ پتیا کرنا

۱۔ مالٹے وغیرہ کو دھسوں میں کاٹ کر رس نکال لیجئے اور رس کو سکولش بنانے میں استعمال کر لیجئے۔

۲۔ چھلکوں کے اندرونی ریشے نکال کر دھو لیجئے اور دو فیصد نمکین پانی میں رکھیئے۔

۳۔ نمک کے پانی کی طاقت پر چوبیس گھنٹے کے بعد دو فیصد بڑھاتے جائیے حتیٰ کہ اس کی طاقت

آٹھ فی صد ہو جائے۔

۴۔ چھلکوں کو اس نمک کے محلول میں سے نکال لیجئے اور تازہ ۸ فیصد نمک والا پانی تیار کر کے

لکڑی کے برتن میں جس میں ۵۶۲ فیصد پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ بھی موجود ہو، سر مبر کر کے ایک ماہ کے لئے پڑا رہنے دیجئے۔

۵۔ ایک ماہ کے بعد چھلکوں کو اس میں سے نکال کر دو تین مرتبہ صاف پانی سے دھو لیجئے اور پھر

۵ سے ۷ منٹ تک پانی میں اُبالیئے۔ اب ان چھلکوں پر ۳۰ فیصد والا شربت ڈالئے یہاں تک کہ تمام پھلکے ڈوب جائیں۔

۶۔ اس شربت میں ایک اونس لیموں کاسٹ (CITRIC ACID) ۲۵ پونڈ چھلکوں

کے لئے ڈالئے۔

۷۔ ہر چوبیس گھنٹوں کے بعد کھانڈ کا شیرہ نکال کر اس میں ۵ فیصد کھانڈ کی کثافت بڑھا کر اور

اُبال کر چھلکوں میں ڈالتے جائیئے۔

۸۔ جب ۸ سے ۱۰ روز کے بعد کھانڈ کی کثافت ۷۰ سے ۷۵ فیصد ہو جائے تو اس وقت مزید

کھانڈ نہ ڈالئے اور چھلکوں کو ایک ہفتے تک اس میں پڑا رہنے دیجئے۔

۹۔ چھلکوں کو گاڑھے شیرے میں سے نکال لیجئے اور زائد شیرہ بہ جانے دیجئے۔ جب تمام

شیرہ نکل جائے تو اس وقت ان چھلکوں کو سائے میں خشک کر لیجئے۔

گریپ فروٹ کو ڈبوں میں بند کرنا

۱۔ اعلیٰ قسم کا پھل خواہ اس کا سائز کیسا ہی ہو منتخب کریں۔

۲۔ اس پھل کو گرم پانی میں جس کا درجہ حرارت ۲۰۰ درجے فارن ہیٹ پر ۴ سے ۵ منٹ تک

رکھئے۔

۳۔ پھل کو چھیل کر اس کی پھانکیں علیحدہ کر لیں اور پھانچوں کے اوپر کا پتلا چھلکا ایک خاص قسم کے چاقو کی مدد سے علیحدہ کر دیجئے۔

۴۔ ان پھلی ہرنی پھانکوں کو سفید ڈبوں میں بھر لیجئے اور اس میں اُبتا ہوا ۴۰ فیصد والا کھانڈ کا ثرب ڈالئے اور اوپر سے ڈبے کا ۱/۸ حصہ خالی رہنے دیجئے۔

۵۔ ان ڈبوں کو اُبتتے ہوئے پانی میں ۵ سے ۷ منٹ تک رکھ کر ہوا خارج کیجئے۔

۶۔ اب ان ڈبوں کے اوپر ڈھکنے پھیل کر کے اُبتتے ہوئے پانی میں نصف گھنٹہ تک پائپرائز

(PASTEURIZE) کیجئے۔
درجہ حرارت اور مدت جسمیں نر شاوہ پھل ٹھنڈے گوداموں کے اندر صحیح صوت میں رہ سکتا ہے

پھل کا نام	قسم	درجہ حرارت (ف)	ٹھنڈے گوداموں میں رکھنے کی مدت
مالٹا	بلڈ ریڈ	۳۶ - ۳۹ (ف)	۱۳ ہفتے
"	ویٹشیا لیبٹ	" - " (ف)	۱۹ ہفتے
"	دیسی	" - " (ف)	۱۷ ہفتے
سنگترہ	ڈھیلے چھلکے والی اقسام	" - " (ف)	۵ ہفتے
"	کے ہوئے چھلکے والی اقسام	" - " (ف)	۱۹ ہفتے
بیمن	یورپین	۴۱ (ف)	۹ ہفتے
گریپ فروٹ	مارش پیڈلیس	۴۸ - ۴۵ (ف)	۱۳ ہفتے

نر شاوہ پھلوں کے نقصان رساں کیرٹے اور بیماریاں
اور ان کا انداد

چترمی

یہ کیرٹے پتوں سے چوس کر اس کو اپنے جسم سے گزارنے کے بعد تیل کی شکل میں پودے

پر ڈال دیتے ہیں جس کا رنگ بعد میں سیاہی مائل ہوجاتا ہے اس کا انداد ۴م ۶۔ پونڈ ڈائزینان (Dian -

ZINAN) ۰۶۳۶ پونڈ انڈرین (ENDRIN) (جزو موثر ۲۰ فیصد) کو اگیلین پانی میں گھول کر پودوں

پر سپرے کرنے سے ہو سکتا ہے۔ یہ خیال رکھا جائے کہ جب پودوں پر پھول ہوں تو سپرے نہ کیا جائے۔
سنگرزے مالٹے کا تیل

یہ کیڑا پودوں کا رس چڑتا ہے جس کی وجہ سے تازہ کوئپلس اور پھول سوکھ جاتے ہیں۔ اس کیڑے کی روک تھام کے لئے ۱۰۰ اگیلن پانی میں ۳۶۲ اونس انڈین یا ۸ اونس ڈائیزینان ڈال کر پودے پر سپرے کیجئے۔ یہ سپرے کرنے کا موزوں وقت موسم بہار میں پھل لگنے کے بعد ہے

لیف مائنر

یہ کیڑا پتوں پر حملہ کرتا ہے جس کی وجہ سے پتے چڑھ کر خشک ہو جاتے ہیں۔ اس کی سوڈیاں پتوں اور نازک شاخوں میں سفید رنگ کی لکیری سی بنا دیتی ہیں۔ اس کے علاج کے لئے ۰۶۵ پونڈ بیٹا سٹاکس یا ۰۶۵ پونڈ انڈین ۱۰۰ اگیلن پانی میں ملا کر سپرے کیجئے۔ یہ احتیاط رکھی جائے کہ پھولوں کے موسم میں سپرے نہ کیا جائے۔

ملٹے کا سرطان

یہ بیماری پتوں، ٹہنیوں اور پھل پر حملہ کرتی ہے۔ حملہ شدہ حصوں پر زرد نشانات نظر آتے ہیں اور پھل کی شکل خراب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاج کے لئے بورڈو مکسچر ۵:۵:۵ یا دو پونڈ پیری ناکس ۱۰۰ اگیلن پانی میں ملا کر سپرے کریں۔ سپرے کا مناسب وقت جنوری، مئی اور ستمبر کے مہینے ہیں۔

ملٹے کا سوکا

پہلے پودوں کی اوپر کی ٹہنیاں سوکھنی شروع ہو جاتی ہیں اور بعد میں ان پر کالے سے نشانات نظر آتے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے پہلے سوکھی ٹہنیاں کاٹ دیجئے۔ بعد میں بورڈو مکسچر سے سپرے کیجئے۔ سپرے کے لئے مناسب وقت جنوری، مئی اور ستمبر ہے۔

پنیری کا مرجھاؤ

اس بیماری سے پنیری کے پودے سوکھ جاتے ہیں۔ سب سے پہلے چھوٹے پودے سوکھتے ہیں۔ اس بیماری سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین کو کاشت کرنے سے پہلے فارم لین ڈال کر جراثیم سے پاک کر لیجئے اور بیج بونے سے پہلے بیج پر ڈائی ایڈرین بحساب ۲ اونس نی پونڈ بیج لگائیے۔

مالٹے کا بیلابین

پودا بڑھنا بند ہو جاتا ہے اور پتوں پر زرد نشانات رونما ہوتے ہیں۔ اس سے نجات پانے کے لئے گوبر کی کھاد ڈالنا اور زنک سلفیٹ اور فیرس سلفیٹ کا سپرے بھجنا ۲ پونڈ ۱۰۰ گیلن پانی میں ڈال کر نامیڈ ہے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں سپرے کرنا مناسب ہوگا۔ کھاد دسمبر اور جنوری میں ڈالی جانی چاہیے۔

ترشاوہ پھلوں کی کاشت کا ماہانہ پروگرام

جنوری

پودے لگانے کے لئے زمین تیار کیجئے۔ باغ کی داغ بیل ڈالئے۔ دیسی کھاد ڈالئے۔ روٹ ٹاک تیار کرنے کے لئے زمین تیار کر لیجئے۔ روٹ ٹاک کا پھل بیج نکالنے کے لئے توڑ بیئے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔ سوکھی بیمار اور مردہ شاخوں کو کاٹئے۔ مالٹے کے تیلے، مالٹے شکر تے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

فروری

گڑھوں کو بھریئے، پودوں کو باغ میں لگائیئے۔ ایمونیم سلفیٹ کی نصف مقدار ڈالئے۔ روٹ ٹاک کے بیج بونے کے لئے کھیریاں تیار کیجئے۔ روٹ ٹاک کے بیج بویئے۔ مٹھے کی قلمیں تیار کیجئے۔ کھٹی کی پیڑی کو زسری میں منتقل کیجئے۔ روٹ ٹاک کے پودوں پر چشمہ چڑھائیئے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔ ستمبر اور اکتوبر میں پیوند کئے ہوئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹئے۔ برسیم کو باغ میں دبائیئے۔ کاغذی لیموں اور بوریوں میں لیموں کی داب تیار کیجئے ترشاوہ پھلوں کے تیلے، سوکھا اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

مارچ

پہلے عشرہ میں پودوں کو باغ میں لگائیئے۔ مٹھے کی قلمیں لگائیئے۔ روٹ ٹاک کے چھوٹے پودوں کو زسری میں منتقل کیجئے۔ روٹ ٹاک کے پودوں پر ٹی (۲) ناچٹم چڑھائیئے پھپھتی اقسام کی برداشت کیجئے۔

اپریل

پیوندی پودوں پر سے پھوٹ توڑتیے۔ حتم پر باندھے ہوئے دھاگے کو ڈھیلا کیجئے۔ پیوندی پودوں کو پیوندی جگہ سے تین اینچ اوپر سے کاٹیئے۔ پھپھنی اقسام کی برداشت کیجئے۔ ایونیم سلفیٹ کی دوسری مقدار ڈالئے۔ پودوں کو گرمی سے بچانے کے لئے انتظام کیجئے۔ پودوں کے تنوں پر سفیدی کیجئے۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔

مئی

گرمی سے حفاظت کے لئے پودوں کے تنوں پر سفیدی کیجئے۔ آبپاشی کا خاص خیال رکھئے کامیاب پیوندی پودوں کے تنگونی توڑتے رہئے۔ سبز کھا دوالی فصلیں کاشت کیجئے۔

جون

پیوندی پودوں کے تنگونی توڑتے رہئے۔ آبپاشی، ملائی اور جڑی بوٹی کی تلفی کا خاص خیال رکھئے مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔ کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کیجئے۔

جولائی

کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کیجئے۔ کاغذی لیموں کی فصل برداشت کیجئے۔ پھل کی مکھیوں اور سٹرس لیف مائٹز کے خلاف سپرے کیجئے۔

اگست

باع لگانے کے لئے زمین تیار کیجئے، باع کی داغیل ڈالئے اور گڑھے کھودئے۔ کاغذی لیموں کی داہیں لگائیئے۔ مٹھے اور کاغذی لیموں کی فصل برداشت کیجئے۔ روٹ سٹاک پر حتمہ چڑھائیئے روٹ سٹاک کے بیج بویئے۔

ستمبر

روٹ سٹاک کے بیج بویئے۔ روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باع میں منتقل کیجئے۔ مٹھے کی فصل برداشت کیجئے۔ روٹ سٹاک پر حتمہ چڑھائیئے۔ باع میں پودے لگائیئے۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاف سپرے کیجئے۔ سبز کھا د کے لئے بریم اور دوسری پھل دار فصلیں کاشت کیجئے۔

اکتوبر

میٹھے کی فصل کی برداشت کیجئے۔ پہلے عشرہ میں روٹ ٹاک پر چشمہ چڑھائیے، پھل دار فصل بوئیے۔

نومبر

چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کیجئے۔ اگیتی اور درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے

دسمبر

نرسری کے چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کیجئے پودوں کو گوبر کی کھاد دیکئے درمیانی اقسام کی برداشت کیجئے۔



کیلا

تاریخ

مشہور ہے کہ کیلا پہلے پہل جزیرہ ملائیا یا اس کے آس پاس بنگلہ دیش کے مرطوب جنگلوں میں خورد و پروے کی صورت میں پایا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی افزائش دنیا کے دوسرے گرم مرطوب علاقوں میں کی گئی۔ اب کیلے کی کاشت دنیا کے دوسرے ملکوں میں فروغ پا چکی ہے۔ جن میں میکسیکو، گوتے مالا، برازیل، کوسٹاریکا، برٹش ہندو اس، ویٹ انڈیز، انڈونیشیا، ویت نام، ہندوستان، ملایا، جنوبی اور مشرقی افریقہ، نیوزی لینڈ، سپین، اٹلی اور پرتگال قابل ذکر ہیں۔

گوتے مالا میں یونائیٹڈ فروٹ کمپنی کے زیر اہتمام کیلے کی کاشت بڑے وسیع پیمانے پر ہوتی ہے اس کمپنی کے تحت ایک لاکھ پچیس ہزار ایکڑ رقبہ پر کیلا لگایا گیا ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی کیلا کاشت کرنے والی کمپنی ہے جس کی اپنی ریل کیلے کے بانعات میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کے پاس ہوائی جہازوں کا ایک ایسا بیڑا ہے جو کیلے کی درآمد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

رقبہ اور پیداوار

پاکستان کے پھلوں میں کیلا کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔ ایک اندازے کے مطابق

پاکستان میں ابھی یہ پھل بہت کمیاب ہے۔ پاکستان میں رقبہ اور پیداوار کا تخمینہ درج ہے:-

علاقہ	رقبہ ایکڑوں میں	پیداوار منوں میں
پاکستان	۷۲۱۹	۲۶۶۸۷۰۳

پاکستان میں بھرائی (مہری پھال) کیلا، جنوبی مغربی سندھ مثلاً حیدرآباد، میرپور خاص اور خیبر پورٹورٹی میں کامیابی کے ساتھ کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ متفرق دیسی اقسام بھی کاشت کی جاتی ہیں۔ ہندوستان (HONDURAS) گوٹے مالا (GUATEMALA) کوستاریکا (COSTA RICA) میکسیکو (MEXICO) نکاراگوا (NICARAGUA) اور کیوبا (CUBA) دنیا کے سب سے بڑے کیلے کی درآمد کرنے والے ملک ہیں۔ حالانکہ ان ملکوں میں دنیا کی سب سے زیادہ پیداوار نہیں ہوتی۔ دنیا کے دوسرے کیلا پیدا کرنے والے ممالک پانامہ (PANAMA) برازیل (BRAZIL) ڈومینیکن ریپبلک (DOMINICAN REPUBLIC) ہیٹی (HAITI) جمیکا (JAMAICA) کولمبیا (COLUMBIA) ایکواڈور (EQUADOR) اور کینیڈا (CANARY) جزیرے ہیں۔ استوائی افریقہ میں بھی کیلا پیدا ہوتا ہے۔ ایشیا میں فارموسا تجارت کامرکز ہے۔ آسٹریلیا میں کوئینزلینڈ کے علاقے میں وسیع پیمانے پر کیلے کی کاشت ہوتی ہے۔

مشرقی پاکستان میں کیلے کی پیداوار مندرجہ ذیل ہے:-

نام ضلع	رقبہ ایکڑوں میں	پیداوار منوں میں
ڈھاکہ	۱۱۸۵۰	۵۵۲۵۰۰۰
میں سنگھ	۸۸۰۰	۴۴۰۰۰۰۰
فرید پور	۵۵۰۰	۲۷۵۰۰۰۰
باری سال	۴۴۰۰	۲۲۰۰۰۰۰
چٹاگانگ میدانی علاقہ	۲۲۰۰	۱۱۰۰۰۰۰
پٹاری علاقہ	۱۱۰۰	۵۵۰۰۰۰۰
نراکھلی	۸۸۰	۴۴۰۰۰۰۰

۱۶۵۰۰۰۰	۴۴۰۰	پتیراہ
۳۸۵۰۰۰۰	۷۷۰۰	راجشاہی
۴۴۰۰۰۰۰	۸۸۰۰	زنگ پور
۲۷۵۰۰۰۰	۵۵۰۰	دیناچ پور
۳۵۰۰۰۰۰	۷۰۰۰	پینہ
۲۲۰۰۰۰۰	۴۴۰۰	بوگرا
۲۲۰۰۰۰۰	۴۴۰۰	جیسور
۳۸۵۰۰۰۰	۷۷۰۰	کھٹنا

اس وقت پاکستان کے علاقہ جات حیدرآباد - میرپور خاص اور خیبر پور میں اعلیٰ قسم کا کیلا پیدا کیا جا رہا ہے۔ جو کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں مندرجہ ذیل علاقوں سے اس کے علاوہ دوسری ویسی اقسام صوبہ سندھ کے دوسرے اضلاع، پنجاب اور سرحدی علاقہ میں بہت مقحورے پیمانے پر کاشت کی جاتی ہیں۔

مغربی پاکستان میں کیلے کے زیر کاشت رقبہ ۷۲۱۹ ایکڑ ہے اور اس سے ۲۶۶۸۷۰۳ من کیلا سالانہ پیدا ہوتا ہے۔

آب و ہوا

کیلے کی افزائش کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا نہایت موزوں ہے۔ اور ایسا موسم سارا سال رہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ پودا ایسی آب و ہوا میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ اور یہ آب و ہوا خط استوا کے دونوں طرف منطقہ حارہ کے خطوں میں موجود ہے۔ اسی لئے کیلا منطقہ حارہ کے خطوں اور اس کے نزدیک علاقوں میں بکثرت ہوتا ہے۔

اس قسم کی آب و ہوا سندھ کے جنوب مشرقی علاقہ حیدرآباد اور میرپور خاص کے علاقہ میں ملتی ہے جو کہ کیلے کی کاشت کے لئے کافی موزوں ہے۔ مگر مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں کی آب و ہوا سخت گرم یا سخت سرد ہونے کے باعث کیلے کی صحیح پرورش کے لئے موزوں نہیں ہے۔ جنوبی علاقوں میں تیز اور گرم ہوا میں چلتی رہتی ہیں۔ جو کیلے کی افزائش کے لئے

ماہوروں میں۔ دریائے سندھ کے میداؤں میں گرمی کے موسم میں تیز چلتی ہے جس کی وجہ سے اس کے پتے پھٹ کر سوکھ جاتے ہیں۔ موسم سرما میں درجہ حرارت اتنا گر جاتا ہے کہ فصل کی نشوونما رک جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پھل اور پتے خشک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بھلس گئے ہیں۔

بھیرائی کیلے کی کاشت کا مستقبل مغربی پاکستان میں درخشاں ہے۔ اس کے اندر ایک خاص خوبی یہ ہے کہ ایسے علاقوں میں جہاں بارش کم ہوتی ہے اور موسم معتدل رہتا ہے پھوڑی سی توجہ سے کامیابی کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔

مغربی پاکستان کے دوسرے حصوں میں دریاؤں کے کنارے جہاں کورا نہیں پڑتا بھیرائی کیلے کی کاشت ہو سکتی ہے۔

زمین

کیلا زرخیز، درمیانی اور رطوبت والی زمین میں خوب پھیلتا ہے۔ گہرے پانی کو محفوظ رکھنے والی خاصیت اور اچھے نکاس والی مٹی اس کی کاشت کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ پودوں کی جڑیں عموماً ڈیڑھ فٹ تک زمین میں ہوتی ہیں۔ دریاؤں کے کنارے کی لکی زمین گہری دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی کی زمین یا ڈیلٹے کا حصہ کیلے کی کاشت کے لئے انتہائی مناسب ہوتا ہے۔ گہری میٹرائیٹ زمین جو کہ مرطوب پاڑی علاقوں میں پائی جاتی ہے کیلے کے واسطے اچھی ہوتی ہے۔ ریتلی درمیانی زمین چکنی بھاری مٹی کے مقابلہ میں بہتر ہے۔ کیونکہ بھاری اور خراب نکاس والی زمینوں میں پودوں کو لگانے سے ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کو پانامہ (PANAMA) (CMA DISEASE) کہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پتھر ملی زمینیں جن کی گہرائی ایک یا ڈیڑھ فٹ تک ہوتی ہے کیلے کی کاشت کے لئے نامناسب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان زمینوں میں کھاد اور غذا ٹھہرنے نہیں پاتی اور جڑوں کی نشوونما ٹھیک طرح سے نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ شورہ قسم کی زمینیں جن میں قلوئی مادہ ۰.۵ فی صد سے زائد ہو کیلے کی کاشت کے واسطے نامناسب ہیں۔

افزائش

تمام دنیا میں کیلے کی افزائش اس کی جڑوں سے نکلے ہوئے زیرہ پھول (SUCKERS) سے کی

جاتی ہے اور یہ زیر نیچے یا سکر و قسم کے ہوتے ہیں ایک تلوار نما اور دوسرے چوڑی پتیوں والے۔
 تلوار نما زیر نیچوں کی کرنل بہت جاندار اور بڑھتی ہوتی ہے۔ کوئٹہ بڑے پودے کے تنے کے
 ساتھ ساتھ ہوتی ہیں اور ان د تلوار نما، زیر نیچوں کو چوڑے پتیوں والے زیر نیچوں پر ترجیح دی
 جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ چوڑے پتیوں والے زیر نیچے (سکر) اپنی خوراک کو
 پتیوں کی نشوونما میں زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اور پھل کو زیادہ خوراک نہیں مل سکتی۔ عام طور پر
 یہ چوڑے پتے والے زیر نیچے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب بڑے پودے کو کاٹ دیا جاتا ہے۔
 باغ لگانے کے لئے زیر نیچوں کا انتخاب بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کا اثر پودوں
 کی نشوونما اور فصل پر پڑتا ہے۔ ان کو ایسے درختوں سے منتخب کرنا چاہئے جن سے یکساں
 اور زیادہ پیداوار حاصل ہو چکی ہو اور ان کے گچھے اور پھلیاں بڑی قدرت کی ہوں۔ اور
 یہ بھی احتیاط رکھی جائے کہ زیر نیچے نینٹ سے کم ہونے چاہئیں اور تندرست پودوں سے
 حاصل کئے جائیں۔ بڑے پودے زیر نیچے لگانے سے پھل تو بہت جلد آجاتا ہے مگر ان کے گچھے
 بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

عام طور پر زیر نیچوں کو ایک چوڑی اور تیز سمبل یا چوہا رنبہ کی مدد سے نکالا جاتا ہے۔ پودے
 نکالتے وقت یہ بھی خیال رکھا جائے کہ مادری پودے کی جڑوں کو نقصان نہ پہنچے۔ پودوں
 کو نکالنے کے بعد ان کی بڑی بڑی جڑیں کاٹ دینی چاہئیں۔ اگر یہ زیر نیچے فوراً ہی بڑھتے جاتے تو
 ایک یا دو ہفتہ میں نئی پتیاں اور نئی جڑیں نکل آتی ہیں۔ اگر زیر نیچوں کو کسی دوسری جگہ بھیجا ہو تو
 ان کے پتیوں کو کاٹ دیا جاتا ہے اور ان کو ایک یا دو فٹ جڑوں کی طرف سے لہائی رکھ کر بند کر
 یا بورلیوں میں باندھ کر بھیجا جاتا ہے۔

عام موسم میں ان کو کس سے پندرہ دن تک رکھا جاسکتا ہے۔ حیدرآباد ڈویژن میں عام
 طور پر زیر نیچوں کو دو تہائی کاٹ دیا جاتا ہے اور ان کی جڑیں بھی نکال دی جاتی ہیں اور بونے سے پہلے
 نیچے چھ کو پانی اور گوبر میں ڈبو کر کاشت کیا جاتا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس طرح زیر نیچے
 جلدی نہیں سوکھنے پاتے جب تک کہ اس میں سے جڑیں نہ نکل آئیں اور پتے نہ پھیٹ آئیں۔
 وسط امریکہ اور ویسٹ انڈیز میں گٹوں کے ٹکڑے یا ان کے چھوٹے چھوٹے حصے پودے کے

طور پر لگائے جاتے ہیں۔ ہر ایک ٹکڑے میں پھوٹنے والی ایک کلی ہوتی ہے۔
 زیر بچوں کی عمر کا بھی پیداوار پر اثر پڑتا ہے۔ مغربی بنگال میں ایسے زیر بچوں سے زیادہ اور
 اچھی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ جن کی عمر کم از کم تین مہینے ہو اور ستمبر اور اکتوبر کے مہینے میں لگائے جائیں۔

زمین کا محل وقوع

کیلے لگانے کے لئے ایسی جگہ منتخب کرنی چاہئے جو تیز اور تند ہواؤں سے محفوظ ہو۔
 ان ہواؤں کی روک تھام کے لئے کیلے کی کیا۔ یوں کی اطراف میں ہوا کے رخ پر بار لگادی جائے۔
 کم اور سچائی والے پودوں کے لئے عارضی طور پر جنت کی بار جنوب اور مغرب کی جانبوں میں دس
 بارہ فٹ کے فاصلے پر لگانی چاہئے تاکہ۔۔۔۔۔ کیلے کے پودوں اور بار میں خوراک
 اور پانی کے لئے مقابلہ نہ ہو۔ بلکہ بار کے سایہ کا بھی پودوں پر اثر نہ ہو۔ ایسے مقامات
 پر جہاں مستقل باناٹ ہوں شیشم یا جامن وغیرہ کے درخت بطور بار کے لگائے جاسکتے ہیں۔

زمین کی تیاری

کیلا لگانے والی زمین میں چار سے چھ مرتبہ بل چلانا چاہئے اور اگر اس میں بڑے بڑے ڈھیلے
 ہوں تو ان کو توڑ کر زمین کو پوری طرح تیار کرنا چاہئے۔ زمین میں لگی ہوئی تمام جڑی بوٹیاں، بھاریاں
 اور گھاس پھوس نکال دینی چاہئے۔

مغربی پاکستان میں کسانوں کو عام طور پر نہر کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے۔ اور
 زمین میں وتر کو قائم رکھنے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس لئے چھوٹی کھادوں میں کیلے کو لگایا جاتا ہے۔ مگر
 مشرقی پاکستان میں زیادہ پانی کی نکاسی کا۔ اسی لئے مشرقی پاکستان میں کیلا اور سخی زمینوں (عینڈوں)
 پر لگایا جاتا ہے۔ اور ان کے درمیان پانی کی نکاسی کے واسطے نالیاں بنائی جاتی ہیں۔

کیاریاں تیار کرنے کے بعد دو فٹ چوڑا اور دو فٹ گہرا گڑھا مقررہ فاصلے پر کیلے کی قسم کے
 مطابق کھودنا چاہئے۔ گڑھے میں سے نکالی ہوئی مٹی کو پندرہ سے تیس دن تک کھلا چھوڑ دینا چاہئے۔
 تاکہ اس پر ہوا کا اثر ہو اس کے بعد اچھی طرح تیار کی ہوئی گوبر کی کھاد کم از کم بیس سیر فی گڑھا مٹی میں
 ملا کر ڈال دی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد پانی لگادیا جاتا ہے تاکہ کھاد کا کچا حصہ بھی اچھی طرح سے

گل سڑ جاتے اور اس کی گرمی سے پر دے کو نقصان نہ پہنچے۔

پر دے لگانے کا فاصلہ

پر دے لگانے کا فاصلہ کیلئے کی قسم، پر دے کی اونچائی اور اس کے پھیلاؤ پر منحصر ہوتا ہے۔

جو کہ مختلف آب و ہوا، زمین کی حالت اور مختلف مقامات پر مختلف ہوتے ہیں۔ عام سفارشات

کے مطابق پر دوں کا درمیانی فاصلہ اور پر دوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

پر دوں کی تعداد (فی ایکڑ)	فاصلہ (فٹوں میں)	قسم	نمبر شمار
۱۲۱۰	۶	بھرائی	۱
۶۸۰	۸	سونکھیل	۲
۱۲۱۰	۶	ناون بچہ	۳
۱۲۱۰	۶	پیدا پا جا	۴
۶۸۰	۸	راجیلی	۵
۶۸۰	۸	سنہری	۶
۶۸۰	۸	غلیان	۷
۶۸۰	۸	سلام	۸
۶۸۰	۸	راہیل	۹
۱۲۱۰	۶	راجہ پوری	۱۰
۲۳۵	۱۰	ہزارہ	۱۱
۵۳۸	۹	سفری	۱۲
۶۸۰	۸	امرت ساگر	۱۳
۲۳۵	۱۰	حیا	۱۴
۵۳۸	۹	اگنی نسوار	۱۵
۵۳۸	۹	دودھ ساگر	۱۶

۶۸۰	۸	کوہری	۱۷
۸۸۹	۷	سنگاپوری	۱۸
۴۳۵	۱۰	کچھ کھیل	۱۹
۳۶۰	۱۱	ایٹا کھیل	۲۰

بجائی یا کاشت

کیلے کے پودوں کو لگاتے وقت ۹ اینچ چوڑے گڑھے جہاں پودے لگانے مقصود ہوں کھود کر پودوں کو درمیان میں نسب کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ارد گرد کی جگہ میں مٹی ڈال کر دبا دینا چاہئے تاکہ پودا زمین میں ہلنے نہ پائے۔ اگر صرف گٹھ لگایا جاتے اور زمین میں تانہ ہو تو چھ اینچ کے قریب زمین کھود کر گٹھے کو دبا دیا جاتا ہے۔

آٹھ فٹ کا فاصلہ اس حالت میں اچھا ہوتا ہے کہ جب پودوں کے درمیان سنبری یا دوسری فصلیں کاشت کرنی ہوں۔ اس سے زمین کی گڑھی میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ اگر زمین اچھی اور آب و ہوا مرطوب ہو تو پودوں کا فاصلہ ایک یا دو فٹ بڑھایا جاسکتا ہے۔ لیکن خراب زمین اور خشک آب و ہوا میں پودوں کا فاصلہ کم رکھا جاتا ہے۔

کاشت کا موسم

یہاں سال میں دو دفعہ کیلے کی کاشت کا موسم ہوتا ہے۔ پہلا موسم بہار یعنی فروری ماہ اور دوسرا برسات یعنی اگست ستمبر، موزوں حالات میں پودے پر عموماً کاشت کے ۹ ماہ بعد پھول آجاتے ہیں۔ جو پودے فروری ماہ میں لگائے جاتے ہیں ان پر آئندہ جنوری فروری میں پھول آجاتے ہیں اور پھر گرمی پڑنے سے ان کا پھل اچھا اور پوری طرح نشوونما پالیتا ہے۔ دوسری طرف جو پودے اگست ستمبر میں لگائے جاتے ہیں ان کی انفرائش سردی پڑنے سے رک جاتی ہے۔ ان پر پھول جولائی اگست میں آتے ہیں اور بعد میں سردی کے موسم میں کورا پڑنے سے پھل کو نقصان پہنچتا ہے۔

میرپور خاص میں ۲۰ فروری کو لگائے ہوئے پودوں نے بھی اسی سال ستمبر میں یعنی صرف سات ماہ کے عرصے میں پھول دینے شروع کر دیئے۔ جس سے ظاہر ہے کہ موسم بہار میں لگائے ہوئے پودوں کی نشوونما بڑی تیزی کے ساتھ ہوتی ہے۔

آبیاشی

کیلے کی آبیاشی کے لئے کافی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ کیلے کے پتے بہت لمبے چوڑے ہوتے ہیں۔ اور پانی ان کی سطح سے بخارات بن کر اڑتا رہتا ہے۔ آبیاشی کی ضرورت پودے کی پانی جذب کرنے کی طاقت اور اس کی قسم پر منحصر ہے۔ ریتلی ہوا اور زمین جس میں پانی تیزی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور زمین جلد خشک ہو جاتی ہے۔ ایسی زمینوں میں پانی بہت جلد اور زیادہ مقدار میں دینا پڑتا ہے۔ بہ نسبت چکنی مٹی کے جس میں پانی کافی عرصہ تک رہتا ہے۔ موسم سرما کے مقابلے میں گرمی کے موسم میں عمل تبخیر (TRANSPIRATION) کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس موسم میں پودے زیادہ اور جلد پانی مانگتے ہیں۔ اسی طرح ایسے باغات کو جن میں پودوں کی تعداد زیادہ ہو زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پانی جلد دینا پڑتا ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی حصوں میں گرمی کے دنوں میں ہر ہفتہ اور سردیوں میں بارہ سے ۱۵ دن کے وقفے کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ آبیاشی کے وقفے کو مختلف مقامات اور پانی کی مقدار کے مطابق بڑھایا اور کم کیا جاسکتا ہے۔ مشرقی پاکستان میں جہاں موسم بہار کے آخر میں بارش شروع ہو کر نومبر تک رہتی ہے آبیاشی کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ مگر دریائے سندھ کے میدانوں کی خشک آب و ہوا میں جلد پانی لگانا پڑتا ہے۔ میرپور خاص میں کتے ہوئے تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ ہفتہ وار آبیاشی کی وجہ سے کیلوں کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ بہ نسبت ان پودوں کے جن کو دس یا چودہ دن کے وقفے کے بعد پانی دیا گیا ہے۔

کھاد

کیلے کا پودا ایک سال میں کئی دفٹ اور بچا ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے پتے اور پھل پیدا کر دیتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کی نشوونما کے لئے کافی خوراک موجود ہو جو پودے کو آسانی

سے ملتی رہے۔ ایک اندازے کے مطابق کیلے کا تین ٹن مچل پیدا کرنے کے لئے تیس ٹن ٹکری اور تیس ٹن پتے پیدا کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح ایک فصل پیدا کرنے کے لئے ۳۵۰ پونڈ نائٹروجن، ۶۰۰ پونڈ فاسفورس اور ۳۰۰ پونڈ پوٹاشیم فی ایکڑ کے حساب سے پودے زمین سے حاصل کرتے ہیں۔ پودوں کی شروع کی نشرو نما کے واسطے نائٹروجن اور فاسفورس بڑھوتری اور مچل کے واسطے ضروری ہے۔ پوٹاش سے پیداوار بڑھتی ہے اور مچل بھی بہتر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قوت مدافعت بھی بڑھتی ہے۔ ناکافی مشاہدات کی بنا پر پاکستان میں مصنوعی کھادوں کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مغربی پاکستان میں فروٹ ریسرچ فارم میرپور خاص میں جو کچھ بھی اس بار سے میں کام ہوا ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ ۵۰ گاڑی گوبر کی کھاد فی ایکڑ پودوں کو دینے سے اچھی فصل حاصل کی گئی ہے۔ گوبر کی کھاد دینے کے بعد ۱۰۰ پونڈ نائٹروجن فی ایکڑ ایونیم سلفیٹ کی صورت میں دو مرتبہ پودے لگانے کے تین ماہ بعد اور سات ماہ بعد کیلے کے پودوں کو دی گئی۔

مشرقی خاندیشی ہندوستان میں ۵۰ ٹن کھاد فی ایکڑ کے حساب سے کاشت سے پہلے ڈالی جاتی ہے۔ اس کے بعد جولائی کے مہینے میں پودوں کو لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نائٹروجن بحساب ۲۰۰ پونڈ فی پودا و قسطوں میں، موزنگ مچل کی کھل کی صورت میں بحساب دو ٹن فی ایکڑ یا اسی حساب سے ایونیم سلفیٹ دی جاتی ہے۔

مغربی بنگال میں ۳۰ پونڈ مچل اور ۲ پونڈ سرسوں کی کھلی فی پودے کے حساب سے ہر چار ماہ کے بعد دی جاتی ہے۔

بہار (ہندوستان)، میں ایک پونڈ نائٹروجن ۳۰۰ پونڈ فاسفیٹ اور دو پونڈ پوٹاش فی پودے کے حساب سے استعمال کیا جاتا ہے۔ بنگال میں ۸ اولس نائٹروجن فی پودے کے حساب سے دینے سے مچل جلدی آجاتا ہے۔ اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر بھرائی کیلے کی فصل کو ۴ پونڈ گوبر کی کھاد اور چھ پونڈ سرسوں کی کھلی فی پودے کے حساب سے دی جائے تو پیداوار ۵۰۰۰ سے لے کر ۶۰۰۰ پونڈ فی ایکڑ حاصل کی جاسکتی ہے۔ سرسوں کی کھلی کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ۱/۳ پونڈ کاشت

کے دوسرے ماہ میں، پھر ۱۶ اپریل تیسرے مہینے اور باقی ماندہ چوتھے ماہ میں دی جاتی ہے۔
چونکہ دوسری قسموں کی کھادوں کے متعلق ابھی تک مکمل طور پر معلوم نہیں ہو سکا اس
لئے میر پور خاص میں کئے گئے تجربات کی بنا پر مندرجہ ذیل سفارشات کھاد کے بارے
میں کی جاسکتی ہیں۔

- ۱۔ ۵ گڈے گلی سٹری گوبر کی کھاد فی ایکڑ کیلا لگاتے وقت دینی چاہئے
- ۲۔ ۱۰۰ پونڈ نائٹروجن ایونیئم سلفیٹ کی صورت میں دو برابر حصوں میں پودے لگانے
کے بعد تیسرے اور ساتویں مہینے میں دی جائے۔ ایونیئم سلفیٹ زمین کے اوپر پونے
کے چاروں طرف ۲ فٹ قطر میں مٹی میں ملا کر اچھی طرح بکھیر کر زمین میں ملانے کے
بعد پانی دیا جائے۔

دوسری فصلوں کی کاشت

پودوں کو زمین میں اچھی طرح سے جڑیں پھیلانے کے لئے ہم سے ۶ ماہ لگتے ہیں۔ اس
لئے اس عرصہ میں کیلے سے پودوں کی درمیان جگہ کو موسمی سبزیاں لگانے کے کام میں لایا جا
سکتا ہے۔ موسم خزاں میں پیاز، لہسن اور پاک اور موسم بار میں مچیں، بنگین کامیابی کے
ساتھ لگائے جاسکتے ہیں۔ چھ ماہ بعد کیلے کے پتے پوری طرح سایہ کر دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے
درمیان میں لگائی ہوئی سبزیاں فروغ نہیں پاسکتیں۔ سبزیاں لگاتے وقت اس بات
کا خاص خیال رکھا جائے کہ ایسی سبزیاں لگائی جائیں جن کی جڑیں زمین میں گہری جاتی ہوں۔
اور زمین سے بڑی تیزی کے ساتھ غذا کھینچ لیتی ہوں۔

اور کھاد کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔ سبزیاں لگانے کے علاوہ گرمیوں میں مونگ، موٹھ وغیرہ
اور سردیوں میں برسیم کاشت کیا جاسکتا ہے۔ یہ فصلیں نہ صرف ایک اچھا پھل پیدا کرنے میں معاون ثابت
ہوتی ہیں بلکہ تیار ہونے پر ان فصلوں کو زمین میں ہی دبا دیا جائے۔ تو زمین کی زرخیزی میں اور بھی اضافہ ہو
جاتا ہے۔ میر پور خاص میں جو تجربات کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درمیان میں فصلیں لگانے
سے کیلے کے پودوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

گودھی

جب کیلے کی فصل میں کوئی دوسری فصل یا سبزی وغیرہ نہ کاشت کی گئی ہو تو پودے لگانے کے تین چار ماہ تک یا حالات کے مطابق کسی رکھی، یا کھڑے کے ساتھ گودھی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر دو ماہ بعد ہلکی گودھی کرنی چاہئے۔ تاکہ زمین نرم رہے۔ اور پودے کی جڑیں خوراک آسانی سے حاصل کر سکیں۔

زیر بچوں کی علیحدگی اور کاٹ چھانٹ

کیلے کے پودے پھل آنے تک بہت سے زیر بچے پیدا کرتے ہیں۔ اگر ان کو ان پودوں سے علیحدہ نہ کیا جائے تو بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتے ہیں۔ اور کیلے کے پودے سے غذا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً اصل پودے کی بڑھوتری بہت سست پڑ جاتی ہے اور پھل بھی ناقص پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان زیر بچوں کی تعداد مقرر کی جائے۔ اور مقررہ تعداد سے زیادہ نہ اگنے دیئے جائیں۔ مشرقی پاکستان میں منشی گنج کے علاقے میں ایک بھی زیر بچہ پودوں کے ساتھ نہیں رہنے دیا جاتا۔

وہاں کے کسان ہمیشہ اپنے ساتھ ایک درانتی نما اوزار رکھتے ہیں۔ جو نئی ایک سکر نظر آتا ہے اس کو زمین کی سطح کے برابر کاٹ دیتے ہیں۔ اگر کیلے کی دوسری فصل لینا مقصود ہو تو اس وقت تک دوسرا زیر بچہ دسکر نہیں چھوڑا جاتا۔ جب تک کہ اسل پودے میں پھل نہ آجاتے۔ جب اصل پودے کو پھول آجائیں۔ تو اس کے ساتھ ایک زیر بچہ چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ جب پھل کاٹا جائے تو دوسرا پودا تین یا چار ماہ کا ہو جائے۔ کیونکہ عموماً پھول آنے سے پھل تیار ہونے تک تین چار ماہ کا ۷ صہ درکار ہوتا ہے۔ زیر بچے نکالتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جب ان کو اصل پودے کی جڑ سے علیحدہ کیا جائے تو اصل پودے کو نقصان نہ پہنچے۔ زمین سے نکلے ہوئے پتے زمین کی سطح کے اوپر بھی کاٹے جاسکتے ہیں مگر اس طرح سے ان کو مسلسل کاٹتے رہنا چاہئے۔ کوئینزلینڈ (QUEENSLAND) میں زیر بچے زمین کی سطح سے چند انچ اوپر کاٹے جاتے ہیں اور پھر اس کی اندرونی گانٹھ کو چاقو سے کھل دیا جاتا ہے۔ ان کے بعد تین حصے پانی اور ایک حصہ مٹی کا تیل ملا کر ایک چائے کے چمچے کی مقدار میں اس کو ڈالا جاتا ہے۔ یہ سرف اس وقت کرنا چاہئے جب زیر بچے نئی پودیا بیچنے کے واسطے نہ رکھے گئے ہوں۔ کیلے کا پودا پھل بننے تک کافی پتے پیدا کرتا ہے۔ جب نئے پتے نکلتے ہیں تو اکثر پرانے پتے

خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب پرانے پتے خشک ہونا شروع کریں تو ان کو کاٹ دیا جائے۔ پھل آنے کے بعد پھول کا کچھ حصہ گچھے کے آخری حصے کے ساتھ ٹکارتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جب پھلیاں بننی بند ہو جائیں تو اس حصے کو کاٹ دیا جائے اور سرے کو گرم گرم لہے کی سلاخ لگا دیں تاکہ اس میں سے رس بہنا بند ہو جائے۔

پھول اور پھل

مختلف اقسام اور نشوونما کی حالت کے مطابق کیلے کے پودے آٹھ سے بارہ ماہ تک پھول دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین سے چار ماہ پھل کے پکنے میں لگ جاتے ہیں۔ گچھے کے پکنے کا اندازہ پھلیوں کی نشوونما سے لگایا جاتا ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ پھلیاں پکنے پر ان کا رنگ گہرے سبز سے ہلکا سبز ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد موٹی اور گول ہو جاتی ہیں۔ اور ان کے کنارے بھی چکنے ہو جاتے ہیں۔ کیلے کا پورا گچھا اس کی ڈنڈی سمیت گچھے کے پیلے اٹھ سے نو سو فٹ کے فاصلے پر کاٹنا چاہئے مگر اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ کاٹتے وقت ڈنڈھل کا رس پھلیوں پر نہ گرنے پائے ورنہ پھلیاں داغدار ہو جاتی ہیں اور پھل کے خواب سمونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

پھول کی تفصیل

کیلے کا پودا اپنی زندگی میں صرف ایک دفعہ پھول دیتا ہے۔ پھول لانے والے آدنھے حصے پر مادہ پھول ہوتے ہیں اور اوردری (OVARY) کی لمبائی ۲ حصہ ہوتی ہے۔ اس حصے میں پھلیاں بنتی ہیں اور بہت سی پھلیاں مل کر ایک مادہ بناتی ہیں اور بہت سے مادے مل کر ایک گچھے کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

درمیانی نصف حصے پر مادہ اور نصف پر نر پھول ہوتے ہیں۔ جب نر اور مادہ پھول آپس میں ملتے ہیں تو نر پھول گر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب پوری طرح پھلیاں بن جاتی ہیں تو نر پھول کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے جو کہ بعد میں گچھے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

سہارا دینا

جن علاقوں میں تیز ہوائیں چلتی ہیں وہاں پودے کے گرجانے کا امکان ہوتا ہے۔ اس طرح کیلے کی فصل کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس موسم میں جب کہ اندھیرا وغیرہ کا ڈر ہو کیلے کے پودوں کو بانس یا کسی اور چیز سے باندھ دیا جائے تاکہ پودا گرنے نہ پائے۔ یہ خدشہ زیادہ اس وقت ہوتا ہے جب پودے پر پھل آچکا ہو اور پودا بوجھ سے جھک رہا ہو۔

پیداوار

کیلے کی پیداوار کیلے کی قسم لگانے، بڑھنے کے طریقے، زمین اور آب و ہوا کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ بہاولپور اور پشاور ڈویژن میں ۳۵ سے ۱۰۰ من کیلانی ایکڑ حاصل ہوتا ہے۔ صوبہ سندھ سے ۱۰۰ من سے لیکر ۵۰ من فی ایکڑ پیداوار مختلف اقسام سے حاصل کی جاتی ہے۔ مختلف اقسام کے پھل پکنے کا عرصہ کچھ کا وزن اور پیداوار فی ایکڑ مندرجہ ذیل ہے :-

نمبر شمار	قسم	پھل پکنے کا عرصہ (دیسینوں میں)	گچھے کا وزن (پونڈوں میں)	پیداوار فی ایکڑ (دیسینوں میں)
۱۔	بصرانی	۱۴ تا ۱۵	۲۰ تا ۳۰	۴۵۰
۲۔	سون کیل	۱۴ " ۱۶	۱۰ "	۱۲۵
۳۔	نادن پاجا	۱۳ " ۱۶	۵ "	۱۵۰
۴۔	پیڈا پاجا	۱۴ " ۱۵	۵ "	۱۵۰
۵۔	راجیلی	۱۵ " ۱۶	۸ "	۱۰۰
۶۔	سنری	۱۴ " ۱۶	۱۵ "	۱۲۵
۷۔	فدپائین	۱۵ " ۱۶	۱۵ "	۱۲۵
۸۔	سلام	۱۴ تا ۱۶	۲۰	۱۵۰
۹۔	راسیل	۱۶	۱۰	۱۴۰

۲۵۰	۱۵	۱۰	۱۵	۱۴	۱۰- راجہ پوری
۲۸۰	۳۰	۲۰	۱۸	۱۷	۱۱- ہزارہ
۱۵۰	۲۲	۱۳	۱۳	۱۱	۱۲- سفری
۲۲۰	۲۶	۱۸	۱۲	۹	۱۳- امرت ساگر
۲۰۰	۲۹	۱۷	۱۱	۹	۱۴- چپا
۱۰۰	۱۲	۷	۱۵	۱۲	۱۵- اگنی سوار
۱۵۰	۱۰	۶	۱۵	۱۲	۱۶- دودھ ساگر
۲۰۰	۲۹	۱۵	۱۶	۱۲	۱۷- کبری
۳۵۰	۳۸	۲۵	۱۰	۸	۱۸- سنکا پوری
۳۰۰	۳۲	۲۱	۱۵	۱۲	۱۹- کچھیل
۳۵۰	۳۶	۳۰	۲۰	۱۵	۲۰- آتیش ٹکیا

کیے کے پودوں پر تمام سال مچل آتا رہتا ہے مگر سب سے زیادہ پیداوار ماہ اپریل سے لے کر اکتوبر تک حاصل کی جاتی ہے اور سردیوں میں پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے

فروخت

دو تین سال سے پاکستان میں مہرائی کیے کی مانگ بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کیلئے کوہ بازار میں ہری چھال کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی مچلی لمبی، خوش ذائقہ اور خوشبو اور شکل و صورت میں بھی مچلی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دیسی کیلے کا گودا چکنے والا اور اندر سے سخت ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ چند ایک اچھی اقسام تو ہیں مگر ان کا سائز آٹا چھوٹا ہوتا ہے کہ منڈی میں ان کی قیمت بہت کم ملتی ہے۔ دو تین اقسام ایسی بھی ہیں جن میں بیج بھی ہوتے ہیں گو ان کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے مگر جب بیج منہ میں آجاتا ہے تو تمام کا تمام ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ناپسندیدہ ہیں۔

پاکستان میں عام طور پر ۲۶ × ۱۲ × ۱۲ کے لکڑی کے ڈبوں میں بند کر کے بازار

میں بھیجا جاتا ہے۔ کیلے کی مچھلیاں گچھے سے انگ کر لی جاتی ہیں اور ڈبوں میں بند کرتے وقت کاغذ اور سوکھے پتوں میں لپیٹ کر ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے اور پھر مچھل کو جہاں بھیجنا مقصود ہو بھیج دیا جاتا ہے۔ عام طور پر باغوں میں کھڑی فصل ہی ٹھیکیداروں کو فروخت کر دی جاتی ہے اور وہی فصل کو کاٹتے ہیں اور منڈیوں میں لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔

مچھل کا پکانا

کیلے کے مچھل کی کٹائی کے بعد سب سے بڑا مسئلہ اس کو پکانا ہے۔ کیونکہ عموماً مچھل کی پکانی کے دوران میں کچھ کمی رہ جاتی ہے۔ ڈبوں دکریوں میں بند کئے ہوئے کیلے گرمیوں میں قسم کے مطابق چار سے چھ دنوں تک تیار ہو جاتے ہیں۔ اور سردیوں میں ہفتہ عشرہ بھی لگ جاتا ہے۔ لیکن گرمیوں کی نسبت اچھی طرح تیار نہیں ہوتے۔ اگر کیلوں کو جلد ہی پکانا ہو تو مچھلیوں کو کیلے یا نیم کے تازہ پتوں میں لپیٹ کر کریوں میں بند کیا جاتا ہے۔

بڑی تعداد میں کیلوں کو پکانے کے لئے سوکھے پتوں، گوبر اور مہو سے کا ایک ہو بند کرے میں دھواں دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے گرمیوں میں چوبیس گھنٹے اور سردیوں میں ۴۸ گھنٹے میں کیلا تیار ہو جاتا ہے۔ فروخت کرنے سے پہلے اس مچھل کو تین چار دن کے لئے ہوادار کمروں میں رکھا جاسکتا ہے۔

کم تعداد میں کیا پکانے کے لئے گچھے سے کیلے کے ہاتھوں کو تڑا کر کرے کے کرنے میں ڈھیر لگایا جاتا ہے اور اس ڈھیر کو سوکھے پتوں سے ڈھک کر پرانی بوریاں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے بعد مٹی اور مہو سے کا گارا بنا کر لپائی کر دی جاتی ہے اور اس ڈھیر کے بیچوں بیچ مٹی سی جگہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ جس میں ایک مٹی کا برتن رکھ دیا جاتا ہے اس برتن کے پینڈے میں ایک سوراخ ہوتا ہے جس کے ذریعے کیلے کے ڈھیر کے اندر دھواں پہنچتا ہے۔ برتن کا منہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ اس منہ کے اندر سوکھے اوپلے یا سوکھی ہوئی گھاس مچھلی اور پتوں وغیرہ سے دھواں کیا جاتا ہے جو برتن کے سوراخ میں سے نکلی کر کیلوں کے ڈھیر میں پہنچتا رہتا ہے۔ دو دن دو رات تک ایک بند کرے میں اس طریقے سے کیلوں کو پکایا جاتا ہے۔ جب مچھل کا رنگ

پیلا ہو جائے تو ان کو فریش پر ہوا میں دو تین دن تک پھیلا کر رکھا جاتا ہے۔ اس طرح سے کھیلا فروخت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اگر ڈھیر سے نکال کر فوراً اس کیلے کو کھایا جائے تو بد مزہ معلوم ہوتا ہے۔ اور دھوئیں کی بد بو آتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ دھواں دینے کے بعد کم از کم ایک دن ہوا میں رکھ کر مٹھا کیا جائے تاکہ ان میں خوشبو پیدا ہو سکے۔

اس کے علاوہ زمین میں گڑھا کھود کر کیلے پتوں میں لپیٹ کر گڑھے میں رکھ دیتے جاتے ہیں۔ ترتیب دینے کے بعد ایک ان گلا گڑھے کے منہ پر رکھ کر باقی تمام راستے مسدود کر دیتے جاتے ہیں پھر گیلے کی تہ میں سوراخ سے تمام دھواں مچھونکوں کے ذریعے گڑھے میں دھکیلا جاتا ہے۔ یہ عمل تین دن صبح اور شام کیا جاتا ہے۔ اس دوران گڑھے کا درجہ حرارت ۶۸ تا ۷۰ فارن ہیٹ سے نہ بڑھنے دیا جاتے۔ تین دن عمل کرنے کے بعد پھل کو نکال کر کھلی ہوا میں رکھا جاتا ہے یا منڈی میں فروخت کے لئے بھیج دیا جاتا ہے جہاں وہ پک کر تیار ہو جاتا ہے

پھل کا کیمیائی تجزیہ

۲۷۸	حرارتی اکائیاں فی پونڈ :
۱۴۰۱	نشاستہ
۰۰۱	روغننی اجزاء
۰۰۶	پروٹین (لحمیہ مادہ)
۱۰۲	ریشے
۰۰۵	راکھ
۴۰۲	پانی
۴۳۰۳	غیر ضروری اجزاء

اقام

بصرائی

کیلے کی یہ قسم ملبئی سے منگوائی گئی اور گورنمنٹ فروٹ فارم میرپور خاص میں اس کی کاشت کی گئی اور وہاں کی آب و ہوا اس کو خوب ساس آتی اور تقریباً سندھ کے جنوب مشرقی حصے جی۔ رآباد، خیرپور اور میرپور خاص میں اس کی وسیع پیمانے پر کاشت ہونے لگی ہے۔ پودے کا تنا پانچ یا چھ فٹ ہوتا ہے۔ پتے چوڑے ہوتے ہیں۔ پھل بڑا اور خم کیا ہوا ہوتا ہے۔ ایک گچھے کا اوسط وزن ۲۰ سے ۳۰ پونڈ تک ہوتا ہے۔ خاص حالت میں ایک گچھے کا وزن ۶۰ پونڈ تک بھی ہوتا ہے۔ اوسطاً پھلیاں ۸ درجن سے ۱۰ درجن تک گچھے میں ہوتی ہیں۔ پکنے کے بعد بھی یہ کیلا بالکل پیلا نہیں ہوتا۔

پیداوار کے لحاظ سے جو تجربات میرپور خاص میں ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک گچھے میں زیادہ سے زیادہ ۲۴۰ پھلیاں بھی ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ ایک چھوٹے اور موٹے تنے کا پودا ہے اس لئے یہ تیز ہواؤں کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔ دریاؤں کے کنارے جہاں دوسرے مقامات کی نسبت آب و ہوا کا فرق ہے پنجاب کے میدانی علاقوں میں بھی اگایا جاتا ہے۔

سون کیل

اس کا پودا لمبا اور پتلا ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ زیر پچھے (SUCKERS) نہیں نکلتے۔ پھل درمیانہ گول، سمخت اور موٹا ہوتا ہے۔ پھل کا پتلا ہوتا ہے جو پکنے کے بعد چمکدار مدہکا پیلا ہوتا ہے۔ کچی پھلی چمکدار مہری ہوتی ہے اور لوک بہت واضح نہیں ہوتی۔ پھل کا گرد سفید اور لذیذ ہوتا ہے۔ اس کا گچھ چھوٹا ہوتا ہے جس کا وزن تقریباً ۳۰ سے ۲۵ پونڈ تک ہو جاتا ہے۔ پھل کافی وزن تک بغیر خراب ہوتے رکھا جاسکتا ہے۔

نادون پاچہ

پودا اونچائی میں درمیانہ ہوتا ہے۔ گچھے کافی وزنی اور پھل مٹا اور سائز میں بڑا ہوتا ہے۔

پھل میں نوک نہیں ہوتی۔ پھل کا بھی موٹا ہوتا ہے۔ گودا سفید، ملائم اور میٹھا ہوتا ہے۔ پھل کا پک جانے کے بعد سبزی مائل اور پیلا ہوتا ہے۔ پھل کافی دنوں تک ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

راجلی

تنا لمبا، زردی مائل سبز اور پتے پتے ہوتے ہیں۔ پھل آمٹھ سے کس انچ لمبا اور قطر میں ایک سے ڈیڑھ انچ ہوتا ہے۔ پھل پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے اور پھل کی نوک سکر کر سخت اور بھوری ہو جاتی ہے۔ پھل کا موٹا اور پھل پھریرہ ہوتا ہے۔ گودا سخت مگر ایک خاص ذائقہ کا ہوتا ہے۔

دریچی

یہ ایک لمبی قسم ہوتی ہے۔ تنا پتلا اور سبز ہوتا ہے۔ گچھے کا وزن درمیانہ ہوتا ہے۔ پھل پھلدار سبز ہوتا ہے جو پکنے کے بعد ہلکا سبز ہو جاتا ہے۔ پھل کا پتلا، گودا سفید اور سخت ہوتا ہے۔ اس کو کافی دنوں تک رکھا جاسکتا ہے۔ ایک گچھے میں ۷ سے ۸ درجن تک پھلیاں نکلتی ہیں اور گچھے کا وزن ۱۳ سے ۱۵ پونڈ تک ہوتا ہے۔ پودے پر پھل بھی عموماً دیر سے لگتا ہے۔

فلپائن

اس کا پودا بہت لمبا ہوتا ہے۔ تنا جڑ کے پاس نمایاں، سبز اور بڑا ہوتا ہے۔ گچھے خوب گتھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھلیاں بھی کافی ہوتی ہیں۔ پھل کا پھلکا پتلا اور سبز ہوتا ہے جو پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے۔ گودا ملائم جس کا رنگ سفید اور ذائقہ بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔ گچھے کا وزن ۱۵ سے ۲۰ پونڈ تک ہوتا ہے۔ اور ۱۰ سے ۱۲ درجن تک پھلیاں لگتی ہیں۔

سلام

اس کا پودا کافی لمبا، پھل کا گچھ کافی وزنی اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ پھلیاں موٹی، لمبی اور خم کھانے ہوتے ہوتی ہیں۔ جو پکنے کے بعد بھی ہلکی سبز رہتی ہیں۔ پھل کا موٹا اور پھل خوش ذائقہ ہوتا ہے مگر خوشبو نہیں ہوتی۔ ہر ایک گچھے میں اوسطاً ۶ درجن پھلیاں ہوتی ہیں۔

پیدا پا جا

پودا درمیانہ، پتوں کی ڈنڈی تقریباً چوڑی ہوتی ہے۔ پھل بڑا مگر مٹا ہوا ہوتا ہے پھلکا کافی موٹا ہوتا ہے۔ گودا سفید، ذائقے والا اور نرم ہوتا ہے۔ پھل کے اندر بیج والی لکیر نایاں ہوتی ہے۔

راسیل

اس کا پودا لمبا مگر پتلا ہوتا ہے۔ تنے کا رنگ بھورا ہوتا ہے۔ پتے کی درمیانی رگ گلابی ہوتی ہے گچھا لٹکا ہوا گھنا ہوتا ہے اور بہت زیادہ پھلیاں لگتی ہیں جو کہ مری ہوتی اور سبز ہوتی ہیں۔ پکنے پر ان کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے پھلکا موٹا ہوتا ہے۔ گودا میٹھا مگر خشک ہوتا ہے۔ ایک گچھے کا وزن ۱۳ سے ۱۵ پونڈ تک ہوتا ہے۔ پھل کو کئی دن بغیر خراب ہونے کے رکھا جاسکتا ہے۔

راجہ پوری

پودے کا تن چھوٹا ہوتا ہے۔ پھل کا سا ز بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ پھل کے کنارے نایاں ہوتے ہیں۔ اس کا پھلکا درمیانہ اور گودا اعلیٰ مزے کا نہیں ہوتا۔

ہزارہ

پودا کافی لمبائی میں موٹا اور گہرا ہوتا ہے۔ اور پھل بھی تو انا اور لمبائی پر ہوتا ہے۔ پھلیاں بہت زیادہ لگتی ہیں۔ پھلکا کافی موٹا اور پکنے کے بعد پیلا ہو جاتا ہے۔ گودا سفید اور میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن خوشبو نہیں ہوتی۔ عام طور پر اس کو سبزی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قسم پر سفری کا بھی خاص اثر نہیں ہوتا۔

سفری

یہ قسم مشرقی پاکستان میں بہت مقبول ہے۔ اور صوبے کے تمام حصوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ اس پھل میں بیج بالکل نہیں ہوتا۔ اس کی پھلی سفیدھی خمدار اور لمبائی بھی درمیانی ہوتی ہے۔ اس کا پھلکا پکنے پر پیلا، گودا نرم، ذائقہ دار اور میٹھا ہوتا ہے۔

اگنی سوار

اس کی کاشت بہت محدود پیمانے پر کی جاتی ہے۔ اس کے چھلکے کا رنگ تیز سرخ ہوتا ہے۔ پھل بھی بیج سے پاک ہوتا ہے۔ اس کی پھلی سفیدی، قدرے خمیدہ اور لمبائی درمیانی ہوتی ہے۔

پھلی کا سابز درمیانہ، گودا ملائم اور گھلنے والا ہوتا ہے۔

دودھ ساگر

یہ قسم بھی مشرقی پاکستان میں کہیں کہیں لگائی جاتی ہے۔ پھلی بغیر بیج کے، اس کا ذائقہ تیز خوشبودار اور میٹھا ہوتا ہے۔ پھلی کا سابز چھوٹا ہوتا ہے۔

کوبری

کوبری ایک اچھی قسم ہے۔ لیکن عام طور پر غریب آدمی اس کو پسند کرتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں اس کو مختلف ناموں مثلاً منوا، مادھوا، جن کالا، شیل، شومنگ، برگلی اور بھاٹ وغیرہ سے پکارا جاتا ہے۔ پھلی میں بیج بہت کم ہوتے ہیں۔ پھلی مستطیل نما اور تقریباً بالکل سیڑھی ہوتی ہے لمبائی درمیانی، چھلکا دھم پلا، گودا میٹھا مگر خوشبو پسندیدہ نہیں ہوتی۔

سنگاپوری

یہ قسم سابقہ مشرقی پاکستان میں بامبر سے منگوائی گئی تھی۔ مگر اس کی کاشت ابھی بہت محدود علاقے میں ہے۔ اس قسم کی جاچی، کابلی اور نیپال کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کی پھلی بغیر بیج، مستطیل نما، خمیدہ اور لمبی ہوتی ہے۔ چھلکے کارنگ سبز سے سبز پلا ہوتا ہے۔ گودا پیلا اور خوشبو بالکل نہیں ہوتی مگر اس کا گچھ بہت بڑا ہوتا ہے۔

کچھیللا

یہ قسم عام طور پر غریب لوگ سبزی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ پھلی کے زود ہضم ہونے کے اعتبار سے اسے بیماری کے بعد مریضوں کو خوراک کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس کا پھل بھاری اور لمبائی کافی زیادہ ہوتی ہے۔ چھلکے کارنگ تیز سبز ہوتا ہے مگر کپے پر پیلا ہو جاتا ہے۔ اس کا گودا میٹھا نہیں ہوتا بلکہ اس کا مزہ ویسی کیلے کی مانند ہوتا ہے۔

ایسا کیلا

اس میں زیادہ بیج ہوتے ہیں اور پھلی بھی گونا گونا گونا ہوتا ہے۔ چھلکے کارنگ بلکہ

پیلے سے پیلا ہوتا ہے۔ جس پر تانبے کے رنگ جیسے دھبے ہوتے ہیں۔ گودا میٹھا اور پیلا ہوتا ہے مغربی پاکستان میں بھرائی کیلے اور مشرقی پاکستان میں امرت ساگر اور سفری اقسام مقبول عام ہیں۔ ہندوستان کے آس پاس کے علاقوں سون کیل، ویلچی، بھرائی، لال کیل اور راجسیلی مغربی ہندوستان کی سب سے مشہور اقسام ہیں۔ مدراس میں پون بہت مشہور ہے اور شمالی ہندوستان میں تجارتی نقطہ نگاہ سے چپا اور مرتبان۔

تمام کیلوں میں گراس مائیکل (GROS MICHEL) دنیا میں سب سے مشہور و معروف قسم ہے۔ اس کو جمیکا (JAMAICA) میں بلویو نیلڈ (BLUE FIELD) کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ اس کیلے کا خوش ذائقہ ہونا، پھلی کی لمبائی، زیادہ پیداوار، نقل و حمل میں خراب نہ ہونے والی خوبیوں کی وجہ سے اس کو یہ مقام حاصل ہے۔ گراس مائیکل کا پودا لمبا، پھل پیلا، لمبا اور پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس قسم کے بعد کیونڈشس (CAVINDISH) کیلا آتا ہے جو کینری (CANARY) اور ہوائی (HAWAII) کے جزیروں میں کثرت کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔

پھل کا استعمال

منطقہ ہائے معتدلہ کے علاقوں میں کیلے کا پھل لاکھوں آدمیوں کے روزگار کا باعث ہے۔ اس کے برعکس یورپ میں بحیثیت آسانس بھی کھایا جاتا ہے۔ وٹامن (حیاتین)، نمکیات اور غذا کے لحاظ سے کیلے کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ ایک ایکڑ سے کیلے کی پیداوار ۳۰۰۰۰ پونڈ سے ۷۰۰۰۰ پونڈ تک ہے۔ جو کہ کسی بھی دوسری نسل کی اوسط سے کہیں زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں جہاں کیلا بکثرت ہوتا ہے لاکھوں آدمیوں کی خوراک ہے۔ کیلے میں پندرہ سے بیس فی صد شکر ہوتی ہے۔ جو کہ طاقت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ کیلشیم، پروٹاشیم، منگنیٹیم، فاسفورس اور کلورین بھی کیلے میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وٹامن اے۔ بی۔ سی بھی کافی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ کیلا موٹے آدمی اور بچوں کے لئے ایک اچھی اور بہتر غذا ہے۔ بشرطیکہ یہ سستے دامنوں میں آسکے۔

پکے ہوئے کیلے کے علاوہ کچے کیلے بطور سبزی استعمال کئے جاتے ہیں۔ پکے ہوئے کیلوں کی نسبت کچے کیلوں میں زیادہ وٹامن ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سبزی کے طور پر استعمال ہونے والی اقسام سکھائی بھی جاتی ہیں۔ جس کو بعد میں پیس کر آٹے کی جگہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مغربی پاکستان میں کیلے کی کاشت کے روشن امکانات

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان میں کیلے کی موجودہ پیداوار بہت

مختصر ہے۔

پاکستان میں کیلے کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے صرف ایک راستہ ہے کہ مغربی پاکستان میں کیلے کی کاشت کو فروغ دیا جائے۔ اچھی قسم کے کیلے کے پودوں کی نایابی، سخت گرمی، موسم گرما میں تیز اور تند ہوائیں اور موسم سرما میں سخت سردی خاص کر اس موسم میں کو راپرٹنا وغیرہ کیلے کی کاشت میں سخت رکاوٹیں ہیں۔ مغربی پاکستان کے جن حصوں میں یہ رکاوٹیں حائل نہیں ہیں وہاں کیلے کی کاشت بخوبی ہو سکتی ہے۔ اسی لئے مغربی پاکستان میں بصرائی دہری چھال، کبلا حیدرآباد، خیرپور ڈویژن، میرپور خاص اور دریائے سندھ کے ڈیلٹے کے حصہ میں بخوبی اگایا جاسکتا ہے۔ اور اب ہر سال اس پھل کی پیداوار میں کیلے کے زیر کاشت رقبہ بڑھایا جاسکتا ہے اور وہ دن دو نہیں جب اس پھل کی مانگ کافی حد تک لپی ہو جائے گی

بیماریاں اور کیڑے

کیلے کے پودے اور پھل کو متعدد بیماریاں اور کیڑے سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان سے چند اہم بیماریاں اور ضرر رساں کیڑوں کا ذکر درج ذیل ہے۔

روٹ ٹاک بوڈر

بنانا سٹیم ویول (BANANA STEM WEEVIL) اس کے پکے زمین کے نیچے تنے میں سوراخ کر کے پورے پودے کو کمزور کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ پودا مر جاتا ہے۔ جو ان کیڑے

تنے کی جڑ میں خشک پتوں کے نیچے ہوتے ہیں۔ اس کا شدید حملہ اپریل سے اکتوبر تک ہوتا ہے۔

علاج

- ۱۔ پندرہ دن کے وقفے کے بعد ڈی، ڈی، ٹی کا چھڑکاؤ ضروری ہے۔
- ۲۔ ایلڈرین (ALDRINE) اور ڈائی ایلڈرین (DIELDRINE) کا مکسچر پودے کے چاروں طرف لگا دینا چاہئے اور اسی طرح ۲۵ گرام کا ۲۵ فی صدی، ایچ، سی کا مکسچر بھی کافی مفید ثابت ہوا ہے۔

پتوں اور پھل کی مہونڈی

اس کے حملے سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی خوشبو کم ہو جاتی ہے۔ یہ کیرا اگست اور ستمبر کے مہینے میں زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کیڑے کی خوراک نئے نکلنے والے پتے ہوتے ہیں اور اس کے نیچے زیر پتوں کی جڑوں کے پاس پاتے جاتے ہیں۔ اس کے تدارک کے لئے کیلے کی کھاریوں کو صاف کر کے ڈی، ڈی، ٹی (D.D.T) یا بی، ایچ، سی (B.H.C) کا چھڑکاؤ کرنا چاہئے۔

پانامہ بیماری

یہ کیلے کے پودے کی نہایت اہم بیماری ہے۔ لیکن یہاں پر اتنی شدید نہیں جتنی کہ وسطی امریکہ اور جزائر زب الہند وغیرہ میں ہے۔ یہ چمپا اور سونگھیل کیلے کی اقسام پر شدید حملہ کرتی ہے۔ بعض اوقات یہ بیماری اتنی شدید صورت اختیار کر جاتی ہے۔ کہ کیلے کے باغات بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

یہ بیماری ایک زمینی مچھو نندی سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی علامات یہ ہیں کہ پتے زرد ہو کر سوکھ جاتے ہیں اور یہ تبدیلی یک دم ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور بعد میں پتے جلد ہی گر جاتے ہیں۔ اور شدید حالت میں پودا کمزور ہو کر زمین پر گر جاتا ہے۔

یہ بیماری پھلوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ پھل کا گچھ عموماً چھوٹا رہ جاتا ہے اور پھل بوتل

کی گردن کی طرح ہو جاتا ہے۔ تمام کا تمام پھل ایک ساتھ نہیں بڑھتا۔ کچھ پھلیاں بہت جلد زرد ہو جاتی ہیں۔ اور ان کا گودا خشک اور ذائقہ نشاستے کی طرح ہو جاتا ہے۔

اس بیماری کی روک تھام کے لئے تمام پودے جڑ سے اکھاڑ کر فوراً جلا دینے چاہئیں۔ اور زمین کو ان بجھے چونے کے پانی کے ساتھ اچھی طرح تر کریں۔

چونکہ اس بیماری کا ابھی تک کوئی مکمل علاج موجود نہیں اس لئے اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ پودے لگانے کے لئے زیرِ چکے ایسے پودوں سے حاصل کئے جائیں جو بالکل تندرست ہوں۔ یہ بیماری ایسی زمینوں میں بھی جلد پھیلتی ہے جن میں پانی کا نکاس اچھا نہ ہو۔ اس لئے یہ بھی احتیاط رکھنی چاہئے کہ اچھے نکاس والی زمین میں کیلے کی کاشت کی جائے۔ مغربی پاکستان میں ہونے والے تمام کیلے اس بیماری سے محفوظ ہیں مثلاً "بصرانی" کیلا اس بیماری سے محفوظ ہے۔

گچھے کی ڈنڈی کا سڑنا

یہ بیماری پھل کے گچھے میں ہوتی ہے۔ اور گچھے کی ڈنڈی جس جگہ سے مڑی ہوئی ہوتی ہے اس کے اوپر کالے دھبے سوکھ کر پھل کی طرف بڑھتے ہیں۔ پھل کی کھال کا پھلکا سوکھ کر بھورا ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر چھوٹی دھاریاں پڑ جاتی ہیں جو کہ بعد میں لمبی اور گہری ہو جاتی ہیں۔ اس بیماری کو ختم کرنے کے لئے برگنڈی مکسچر مندرجہ ذیل طریقے پر تیار کر کے استعمال کرنا چاہئے۔

نیلا مٹھو مٹھا = ۴ پونڈ

داشنگ سوڈا = ۵ پونڈ

پانی = ۵ گیلن

پنچی ٹاپ

یہ ایک ایسی بیماری ہے جو تقریباً تمام منطقہ حارہ کے ملکوں میں کیلے کی فصل کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ بیماری ایک زہر پھیلانے والے کیڑے سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کو (PENTITA NIGRONERVOSA) کہتے ہیں اور اس کا شدید حملہ پتوں پر ہوتا ہے اور پتے پودے کے سر کے اوپر ایک گلہ سستہ کی شکل میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پتوں کے کنارے لہر دار ہو جاتے ہیں۔ اور اندر کی طرف مڑ جاتے ہیں۔ پتوں کے تنے کی طرف والے ڈنٹھل میں گہرے ہرے رنگ کی دھاریاں صاف نظر آتی ہیں۔ جو درمیان میں چھوٹی اور مڑی ہوئی ہوتی ہیں۔

تدارک

ابھی تک اس بیماری کا کوئی علاج نہیں نکلا ما سوائے اس کے کہ جس پودے پر اس بیماری کا حملہ ہو اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے بلکہ اسے جلا بھی دیا جائے۔

پتوں کے دھبے

یہ بیماری بھی کیلے کی دوسری بیماریوں سے کم نہیں۔ بیمار پتوں کا بیشتر حصہ خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پتوں پر کالے کالے دھبے بھی بن جاتے ہیں۔ اس بیماری پر بورڈوکسپیر کے چھڑکاؤ سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

انتھر کنوز

یہ بیماری چھوٹے ماہرے اور کچے پھلوں میں عام طور پر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے (GLEESPORUM) ہے۔ یہ بیماری عموماً پھل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کے عمل میں حملہ آور ہوتی ہے۔ اور جب شدید صورت اختیار کر جاتے تو تمام کا تمام پھل براؤن دھبوں سے ڈھک جاتا ہے۔ اس میں احتیاط یہ ضروری ہے کہ جب پھل کو توڑا جائے تو اس کو مزب یا خراش وغیرہ نہ آئے۔ کیونکہ اس کا حملہ پھل کی کٹائی کے بعد ہوتا ہے۔

۲۸۴



امروہ

امروہ خط سرطان اور خط جدی کے درمیان کے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے شمالی امریکہ میں میکسیکو اور جنوبی امریکہ میں پیرو کے درمیان پایا گیا تھا۔ وہاں سے یہ دنیا کے مختلف ممالک مثلاً کیریب، برازیل، ہوائی، فجی، فلوریڈا، کیلیفورنیا، ملایا، ہندوستان اور پاکستان میں پھیلا۔ یوں تو نباتاتی لحاظ سے امروہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ مگر پاکستان میں جو قسم (SPECIES) پائی جاتی ہے۔ اس کو سڈیم گوجا جادا ایل (PSIDIUM GUAJAVA-L) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

پاکستان میں اس کی کاشت کراچی، حیدرآباد، خیبر پور، بہاول پور، ملتان، سرگودھا، ڈیرہ اسماعیل خان اور راولپنڈی کے ڈویژنوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ اور ذیل میں امروہ کے پھل کا رقبہ اور پیدوار دی جاتی ہے۔

پیداوار منوں میں	رقبہ ایکڑوں میں	نام ڈوشین
۱۹۴۵۰	۳۵۹۰	پشاور
۱۱۹۳۶۴	۹۱۵	ڈیرہ اسماعیل خان
۶۴۵۰۰	۲۱۹	قبائلی علاقہ
۷۰۷۰۰	۷۸۷	راولپنڈی
۱۶۷۳۶۰	۲۹۱۲	لاہور
۲۲۹۵۳۰	۲۲۴۱	سرگودھا
۹۸۸۱۷۶	۴۹۴۱	ملتان
۳۴۹۲۷۰	۲۵۰۳	بہاول پور
۱۳۰۳۶۰	۲۳۶۲	کراچی
۱۴۲۵۳۱	۲۰۹۲	خیبر پور
۱۹۱۷۵۰	۲۹۴۲	حیدرآباد
۲۴۷۲۹۴۶	۲۲۲۷۳	کل رقبہ پیداوار

یہ پھل تقریباً ہر جگہ مھوڑا بہت اگایا جاتا ہے۔ اور اس کی قیمت بھی دوسرے پھلوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اس لئے اس پھل کو ہر طبقہ پسند کرتا ہے۔

غذائی اعتبار سے امرود کو بجا طور پر حیاتین ج کا بادشاہ اور ستا ماخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں حیاتین ج کی مقدار کھانے والے حصے میں ایک سو گرام میں ۹۱ ملی گرام سے لے کر ۲۸۰ ملی گرام تک پائی جاتی ہے۔ جب کہ ترشادہ پھلوں میں صرف ۳۰ سے ۶۰ ملی گرام ہوتی ہے۔

پھل کا غذائی تجزیہ مندرجہ ذیل ہے:-

۸۴ فی صد	(۱) قابل خوردنی حصہ
" ۱۷.۸	(۲) تحلیل شدہ ٹھوس مادہ
" ۰.۵۳۱	(۳) راکھ

۱۲۵	(۴) اجزائے لحمیہ (پروٹین)
۳۸	(۵) مٹھاس (شکر)
۳۶۳	(۶) کھٹاس
۵۲۴	(۷) روغن
۴۲۵	(۸) ریشہ

امرد کے بیج میں لوہے کی خاصی مقدار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ فاسفورس اور چونا (CALCIUM) بھی درمیانی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم کیا گیا ہے۔ کہ اس میں حیاتین الف بھی موجود ہوتا ہے۔ امرود میں اعلیٰ قسم کی سکیٹین بھی خاصی مقدار میں موجود ہوتی ہے جو کہ اعلیٰ قسم کی جیلی بنانے کے کام آتی ہے۔

آب و ہوا

اصل میں یہ گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب خطوں کا پودا ہے۔ یہ بہت سخت جان ہوتا ہے۔ اور ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی اس کے پودے اگ جاتے ہیں۔ مگر زیادہ تر یہ نیم گرم مرطوب آب و ہوا میں خوب پرورش پاتا ہے اور خوب پھلتا ہے۔ یہ پودا زیادہ سردی کو قبول نہیں کرتا۔ اگر درجہ حرارت ۲۹ فٹ سے گر جائے تو چھوٹے پودے مرجاتے ہیں۔ مگر بڑے پودے ۲۶ فٹ تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے پہلے تین سال سردی سے بچاؤ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ ہوا روکنے والی باڑیوں کو گرم کر اور سرد ہواؤں کو روکنے میں کافی مدد دیتی ہیں۔ زیادہ بارش اس کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ کیوں کہ پھل کی خاصیت خراب ہو جاتی ہے۔ اور پھل پھٹنا بھی شروع ہو جاتا ہے۔ زیادہ بارشوں میں کٹیرے کوڑے چیت ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کو کافی حد تک نقصان پہنچاتے ہیں۔

زمین

امرد ایک ایسا پھل ہے۔ جو ہر قسم کی زمین میں بار آور ہوتا ہے۔ اس کا درخت بھاری زمین سے لے کر ہلکی ریتی زمین میں اگایا جاتا ہے۔ مگر دوسرے پھل اور درختوں کی طرح زرخیز اور نرم زمین بہت

موزوں ہے۔ یہ پودا دوسرے پودوں کی نسبت سیم اور مقور زودہ علاقوں میں بھی کافی کامیاب ہے۔

افزائش

عام طور پر امرود کی افزائش بیج سے کی جاتی ہے۔ مگر اس طرح سے اگانے ہوئے پودے اصل درخت سے مشابہ نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا پھل صحیح النسل ہوتا ہے۔ اس لئے اس پودے کی بنائاتی افزائش بذریعہ بغل گیر پیوند گٹی وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ چونکہ امرود کے درخت کا پھلکاتنے یا شاخ سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو آسانی سے پیوند نہیں کیا جاسکتا۔ جن طریقوں سے امرود کی نسل بڑھائی جاتی ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بذریعہ بیج

عمدہ خاصیت کے پکے ہوئے پھل کو دھو کر دو حصوں میں کاٹ کر درمیان سے بیج حفاظت کے ساتھ نکال کر دھویا جاتے۔ اور پھل کو جبلی۔ ڈبوں میں بند کرنے یا مسٹائی بنانے کے کام میں استعمال کر لیں۔ بیج کو دھونے کے بعد خشک کر کے راکھ میں ملا کر محفوظ کر لیں۔ اگر بیج کو فوراً بوردیا جائے۔ تو بہت بہتر ہوتا ہے۔

بیج بونے کے لئے زمین کو اچھی طرح سے تیار کیا جائے۔ اور اس میں کھاد وغیرہ ملا کر سیریاں مناسب سائز کی تیار کی جائیں۔ بیج پٹریوں پر لائنوں میں دو تین انچ کے فاصلہ پر ۱/۲ انچ گہرائی تک بو کر اوپر سے ڈھانپ دیا جائے اور روزانہ پٹریوں پر فوارے سے پانی دیا جائے۔ جب تک کہ بیج اک نہ آئیں۔ بیج کو کھاروں میں بھی بویا جاسکتا ہے۔ تخمی پودے جب ایک ڈیڑھ سال کی عمر کے ہو جائیں تو ان کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں گملوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ تبدیل کرنے کے ایک ماہ بعد ان گملوں کو اچھی قسم کے پودوں کے ساتھ بغل گیر پیوند کر دیا جاتا ہے۔ بغل گیر پیوند کرنے کے لئے ٹاک اور سائن کی ٹینوں کے ۲ تا ۳ انچ لمبے اور ۱/۲ انچ گہرے چھلکے اتارے جاتے ہیں۔ پھر ان دونوں زخمی جگہوں کو آپس میں ملا کر اچھی طرح باندھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس حصہ پر گوبر اور مٹی لگا دی جاتی ہے۔ تاکہ موسم کا کوئی خراب اثر یا بیماریوں وغیرہ کا حملہ نہ ہو سکے۔ تین ماہ بعد یہ جوڑ مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس پودے

کو کاٹ کر باغ میں لگایا جاسکتا ہے۔ اس تمام عرصہ میں گلے والے پودے کو روزانہ پانی دینا چاہئے۔ تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ہمارے علاقہ میں موسم بہار کی نسبت موسم برسات میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔

افزائش بذریعہ بغلگیر پیوند

پھل کی قسم، کوالٹی اور زسری کے پودوں کی افزائش بذریعہ بغلگیر پیوند کی جاتی ہے۔ جب پودے دو تین اینچ اونچے ہو جائیں تو دوسری جگہ تیار شدہ زمین میں چھوٹے چھوٹے پلاٹوں کی صورت میں لائنوں میں ۹ اینچ سے ایک فٹ کے فاصلہ پر لگاتے جاتے ہیں اور لائنیں بھی ایک دوسری سے ۱۲ فٹ کے فاصلہ پر ہوتی ہیں۔ پودوں کو تبدیل کرتے وقت ان کی صحت اور درجے کے لحاظ سے تبدیل کرنے چاہئیں۔ یعنی گریڈنگ (GRADING) کر کے لگانے چاہئیں۔ عام طور پر ایک سال سے ۱۲ سال پودے باغ میں لگانے یا گلوں میں تبدیل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

ہوائی داب یا گٹی

اس پودے کی افزائش نسل بذریعہ داب بھی ہو سکتی ہے۔ اگر مناسب شاخیں زمین کے قریب مل جائیں تو ان شاخوں کو زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔ اور جب جڑیں نکل آئیں تو ان کو کاٹ کر بطور پودا باغ میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے قریب نہ ملیں تو ہوا میں ہی ان کی داب تیار کر لی جاتی ہے۔ اس مطلب کے لئے تقریباً آدھ اینچ موٹی شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ اس موٹی پر شاخ کا ایک چھلہ اتارا جاتا ہے۔ تاکہ جڑیں آسانی سے نکل سکیں۔ اس زخمی جگہ پر ماہ مارچ اپریل یا اگست ستمبر میں ایک بوری کے ٹکڑے میں مٹی اور گوبر لپیٹ کر باندھ دیا جاتا ہے۔ اور اس جگہ کو ہر وقت نڈار رکھا جاتا ہے۔ اس مطلب کے لئے ایک پانی کا برتن اس جگہ کے اوپر لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے پینڈے میں سے ایک رسی گزار کر بوری کے اوپر لپیٹ دی جاتی ہے۔ اس طرح سے پانی رس رس کر اس جگہ کو تر رکھتا ہے۔ جس سے جڑیں جلدی نکلن شروع

کر دیتی ہیں۔

برتن والی مشکل کو حل کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے ایک نیا طریقہ معلوم کیا ہے۔ اس طریقے سے شاخ کے زخمی حصہ کو سنگنم ہاس (SPHAGNUM MOSS) یا لکڑی کے برادے کو گھیل کر کے پالی تھین (POLYTHENE) میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس میں پانی خشک نہیں ہوتا اور جڑیں آسانی سے نکل آتی ہیں۔

ایک موسم میں اگر داب لگائی جائے تو دوسرے موسم تک اس میں جڑیں نکل آتی ہیں۔ اس شاخ کو کاٹ کر بطور پودا باغ میں لگایا جاسکتا ہے۔

لائل پور کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اس طریقے سے امرود کی ہوائی داب میں موسم برسات میں ۸۰ - ۹۰ فی صد تک کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

جڑوں کی قلمیں

یہ طریقہ امرود کی افزائش نسل میں گوعام رائج نہیں ہے۔ لیکن اس سے بھی اس کی افزائش کی جاسکتی ہے۔

اس طریقے سے اچھے خواص والے پودوں کی جڑوں سے قلمیں حاصل کی جاتی ہیں۔ قلمیں عام طور پر پانچ چھ اینچ لمبی اور نیپل جتنی موٹی ہونی چاہئیں۔ ان کو ماہ فروری میں زمین کے متوازی زسری میں لگا دیا جاتا ہے۔ اور باقاعدہ آبیاری کی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ قلمیں پھوٹ کر شاخ اور جڑیں پیدا کرتی ہیں۔

پودے لگانا

باغ میں پودے لگانے سے پہلے زمین کو اچھی طرح تیار کر کے ۲۲ فٹ کے فاصلے پر ۳، ۳، ۳ فٹ کے گڑھے کھود لئے جاتیں۔ اور گڑھوں میں ایک حصہ نیل، ایک حصہ گلی سڑی گوبر کی کھاد اور تیسرا حصہ گڑھے کی اوپر والی سطح کی مٹی ملا کر بھرتے جاتیں۔ اور گڑھوں کو پانی لگا دیا جائے۔ اور درختے ہی پودے نصب کر دیں۔ پودے کے ارد گرد سے زمین کو اچھی طرح سے دبا دیں۔ تاکہ ہوا خارج ہو جائے۔ اور اس کے فوراً بعد پانی دے دیں۔ پانی دینے سے پیشتر پودے کے تنے کے ساتھ مٹی بھی چڑھا دیں۔

پودے کی گچی نکالتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے۔ کہ گچی پودے کے قد کے مطابق ہو۔ اور ٹوٹنے بھی نہ پاتے۔ اور پودے کے سروں کو کاٹ دینا چاہئے۔ تاکہ جڑوں اور پودے کا تناسب قائم رہے۔ پودے لگانے کا بہترین موسم موسم بہار (فروری تا مارچ)، اور موسم خزاں (اگست تا ستمبر) ہے۔

آبیاری

آبیاری کا انحصار علاقہ کی آب و ہوا اور زمین کی خاصیت پر ہے۔ چھوٹے پودوں کو سارا سال کم وقفوں سے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے پودوں کو خاص کر جب پھل بڑھ رہا ہو زیادہ مقدار میں پانی کی ضرورت ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امرود کو سال میں ۱۲ سے ۱۵ مرتبہ آبیاری کرنی چاہئے۔

کھا دینا

امرود کے پودے سال میں دو مرتبہ پھل دیتے ہیں۔ اس لئے پودوں کی صحت برقرار رکھنے کے لئے پودوں کو کافی مقدار میں نائٹروجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے گوبر کی کھا د ۳۰ سیر سے ایک من تک فی پودا کے حساب سے دینی چاہئے۔ گوبر کی کھا د کے ساتھ ایونیم سلفیٹ دینا بہتر رہتا ہے۔ جب دونوں کو ایک ساتھ ملا کر دیا جائے تو گوبر کی کھا د آدھی کر دی جائے اور اس صورت میں ایونیم سلفیٹ کی مقدار ۲ سے ۳ پونڈ فی ٹن در پودا ہوگی۔

عام قاعدے کے مطابق گوبر کی کھا د ماہ دسمبر جنوری میں اور کیمیائی کھا د ماہ فروری کے درمیان میں دینی چاہئے۔ کھا د عام طور پر پودے کے تمام پھیلاؤ میں ڈالنی چاہئے۔ اور کھا د دینے کے بعد اچھی طرح گودھی کر کے فوراً آبیاری کرنی چاہئے۔

کاٹ چھانٹ

عام طور پر امرود کے پودے میں کاٹ چھانٹ کی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف چھوٹی عمر کے پودے کا ڈھانچہ سوارنے کے لئے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے اس کی شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ بعض اوقات جن لمبی شاخوں پر پھل ہوتا ہے وہ بوجھ کی وجہ سے زیادہ نیچے جھک جاتی ہیں یا ٹوٹ جاتی ہیں۔ ان کے سرے کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تنے کے نچلے حصے سے چھوٹی چھوٹی شاخیں

مھوٹنی ہیں ان کو بھی کاٹتے رہا چاہئے۔ وہ شاخیں جو کہ بنگلیہ پوند کے لئے استعمال کی جاسکتی ہوں انہیں بالکل نہیں کاٹنا چاہئے۔

ادائل عمر میں پودے پر کافی پھول آتے ہیں اور شاخیں جھک جاتی ہیں۔ بلکہ ٹوٹ بھی جاتی ہیں۔ اس حالت میں پھولوں کو کم کر دینا چاہئے۔ بڑی عمر کے پودوں سے اچھی قسم کا پھل حاصل کرنے کے لئے کچھ پھل تو بڑا کر چھڑا کر دینا چاہئے۔

باغ میں فصلات کی کاشت

دوسرے پھلدار پودوں کی طرح امرود کے پودوں میں بھی پھل آنے سے پہلے تک فصلیں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ فصلیں اس وقت بونی چاہئیں جب کھادا اور پانی کی سہولت مہیا ہو۔ زیادہ نائٹروجن خارج کرنے والی فصلیں کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ سبزیاں اور پھلی دار اجناس کا بونا پودوں کے لئے بھی مفید ہوتا ہے۔

امرود کے درخت کی جڑیں زمین کی سطح کے قریب ہوتی ہیں۔ اس لئے اس میں زیادہ گہرائی تک ہل وغیرہ نہیں چلانا چاہئے۔ کیوں کہ جڑیں وغیرہ کٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور پودوں کو زمین سے خوراک حاصل کرنے میں بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔

پھل کا توڑنا

امرود کے پودے عام طور پر سال میں دو مرتبہ پھل لاتے ہیں۔ ایک فصل موسم گرما جولائی اگست، اور دوسری موسم سرما جنوری فروری، میں حاصل ہوتی ہے۔ جو پھل موسم گرما میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کے پھول ماہ فروری مارچ میں اور جو موسم سرما میں دستیاب ہوتا ہے اس کے پھول جولائی اگست میں آتے ہیں۔

جب پھل پک جاتا ہے تو وہ چمکدار سرخ یا سفید رنگ کا ہو جاتا ہے اور اس میں خاص قسم کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ پھل کو درختوں سے حفاظت کے ساتھ پھل توڑنے والی ٹوکریوں میں ٹوڑا جاتا ہے۔ تاکہ نیچے گر کر زخمی نہ ہو جائے۔ پھل کو توڑنے کے بعد بڑی ٹوکریوں، ڈبوں، میں ڈال کر منڈیوں میں بھیجا جاتا ہے۔

پیداوار

امرو د کا پودا بھر پور فصل تقریباً پانچ چھ سال کے بعد دینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی پیداوار مختلف جگہوں پر مختلف ہوتی ہے۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ مغربی پاکستان میں اس کی اوسط پیداوار ۸۰ سے ۱۰۰ من فی ایکڑ ہے۔ اور کس روپے فی من کے حساب سے اس کی آمدنی ۷۰۰ سے ۱۰۰۰ روپے تک ہو سکتی ہے۔

اقسام

بے شک منڈیوں میں امرود کی مختلف اقسام فروخت کے لئے آتی ہیں۔ مگر ان میں ایک بھی قسم خالص اور معیار ہی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ امرود کے جتنے بھی باغات لگے ہیں وہ سب امرود کے بیج سے پیدا شدہ پودے ہیں۔ یہاں قسم کے لحاظ سے جو نام دیئے گئے ہیں وہ صرف اس کے گودے کو مد نظر رکھ کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً سفید، سرخ اور بعض اوقات اس علاقہ کے نام پر جہاں یہ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً الہ آبادی وغیرہ۔ مندرجہ ذیل قسموں کے نام خاص صفات کی بنا پر دیئے جاتے ہیں۔

سفید

امرو د کی یہ عام قسم ہے۔ اس کا پھل گول۔ چھدکا صاف۔ ذائقہ کافی لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔

چتی دار

اس قسم کے پھل کا ذائقہ لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ پھلکے پر سرخ نشان ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو دھبے دار کہتے ہیں۔

حفصی

پھل گولائی پر۔ چھدکا صاف اور گودا سرخ ہوتا ہے۔ اس کو یہ نام اس کے گودے کے رنگ سے سرخ و حفصی، کہا جاتا ہے۔ یہ قسم اتنی میٹھی نہیں ہوتی جتنی کہ پہلی دو اقسام۔

کرپلا

اس قسم میں پھل کرپلے یا ناستہ پاتی کی مانند ہوتا ہے۔ اس کا چھدکا کھردرا اور گودے کا

رنگ سرخ یا سفید ہوتا ہے

سیدلس

اگرچہ اس قسم کے پھل میں کچھ چھوٹے چھوٹے بیج ہوتے ہیں۔ مگر محتوی پیداوار، شکل بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے تجارتی پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

تھاڈ آرام

اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹھنڈا اور آرام دہ۔ پھل کا رنگ سفید اور ناشپاتی کی شکل کی مانند ہوتا ہے۔ پھل زیادہ گودے والا۔ نرم۔ میٹھا۔ بہت خوشبودار اور کم بیج والا ہوتا ہے۔ کچھ دنوں کے لئے رکھا جاسکتا ہے۔ پودے جھاڑی کی مانند گھنے اور پھل کافی ہوتا ہے۔

میچو

پھل گول۔ گودہ سفید۔ کم بیج۔ ذائقہ اچھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ پودوں سے زیادہ پھل حاصل نہیں ہوتا۔

کیڑے مکوڑے اور بیماریاں

امروہ کے پھل کو سب سے زیادہ امروہ کی مکھیاں (FRUITFLIES) نقصان

اس کے علاوہ امروہ کی گدھڑی اور چھوٹے چھوٹے کیڑے بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ پھل کی مکھیاں۔ یہ مکھیاں پھل کے اندر انڈے دے دیتی ہیں اور پھل کے اندر ہی چھوٹی چھوٹی سڈیاں انڈوں سے بن جاتی ہیں۔ اور پھل کا گودا کھا کر بڑی ہو جاتی ہیں۔ اور پھل گل سڑ کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اور بعض اوقات درختوں پر بھی موجود رہتا ہے۔ جن نطفی تدابیر کے طور پر گرے ہوئے پھل کو اکٹھا کر کے جلا دینا چاہئے۔ یا گہرا دبا دیا جائے۔ تاکہ کیڑے بڑے ہو کر نقصان نہ پہنچائیں۔

عام طور پر کیڑوں کا شدید حملہ موسم گرما کی فصل پر ہوتا ہے۔ اس لئے جب پھل کچا ہی ہو تو مٹی کے جینیے میں اینڈرین اور ڈیٹریکس کا چھڑکاؤ کرنا چاہئے۔

ناقص باغات میں امرود کے درخت کا پھلکا کھانے والے کیڑے بھی پائے جاتے ہیں جو کہ درخت کو کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کو روکنے کے لئے تیل کو پانی میں ۱۵:۱۰۰ کے حساب سے ملا کر پھڑکا چاہئے۔ اور پودے کے ہر حصے پر پھڑکاؤ کرنا چاہئے۔

مصنوعات

امرود کو پھل کے طور پر استعمال کرنے کے علاوہ بہت سی مصنوعات تیار کرنے مثلاً ڈبوں میں بند کرنے۔ مسٹائی بنانے اور جبلی بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امرود کو ڈبوں میں بند کرنا

اچھے ذائقے۔ زیادہ گودے والے اور سخت ٹرپے ہوتے امرود لے کر صاف پانی میں دھو لیں۔ پھلکا اتار کر دو حصوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ پھر پھل کو دھو کر ڈبوں میں بھر لیں اور اس میں ۱۰ فیصد والا ابلتا ہوا کھانڈ کا شربت ڈالیں۔ سو اخرج کرنے کے بعد ڈبوں کا منہ بند کر دیں اور ابلتے ہوئے پانی میں نصف گھنٹے کے لئے رکھیں۔ ابلتے ہوئے پانی میں سے نکال کر ٹھنڈے پانی میں ڈبو کر نکال لیں اور کسی ٹھنڈی جگہ پر سٹور کریں۔

امرود کی جلی

اچھے ٹرپے ہوتے صاف اور سخت امرود لے کر صاف پانی سے دھولیں اور چاقو سے ٹکڑے کر لیں۔ ٹکڑوں میں ایک گرام یا ماشہ فی پونڈ پھل کے حساب سے ست لیموں (ACID CITRIC) ملا کر اتنا پانی ڈالیں۔ کہ ٹکڑے اچھی طرح ڈوب جائیں۔ آگ پر رکھ کر تقریباً نصف گھنٹے کے لئے پکنے دیں۔ اور اس دوران میں لکڑی کی ڈوٹی سے کبھی کبھی ہلاتے رہیں۔ تاکہ یہ جل نہ جائیں۔ پکینے کا امتحان کر کے دیکھیں کہ آگ سے اتار کر جبلی بیگ یا موٹے ملل کے کیڑے جس کی دو یا تین تہیں کی گئی ہوں چھان لیں یا کس کو خود بخود نکلنے دیں۔

پکینے کا ٹیسٹ یہ ہے کہ ایک چمچ رس کالے کر ٹھنڈا ہونے پر تین چمچے میٹھلیڈ سپرٹ میں ڈال کر دیکھنے سے اگر ایک تودہ بن جائے تو پکینے پوری ہوگی۔ اگر دو یا تین تودے

بنیں تو درمیانی پکین ہوگی۔

اب درمیانی پکین والے رس میں ۳ حصہ کھانڈ یا پوری پکین والے رس میں برابر کی کھانڈ ملا کر اس قوام کو اتنا پکائیں۔ کہ اس کا درجہ حرارت ۲۲۲ درجے فارن ہبیٹ ہو جائے یا اس وقت تک جب ڈوئی پر ٹھنڈا کر کے نیچے گرانے سے چادر کی صوت میں گرے۔ اس مرکب کو صاف اور خشک مرتبانوں میں جو کہ ایک یا دو پونڈ کے ہوں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر موم کی تہ جا کر ڈھکنے لگا کر ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

امرو د کا پنیر یا مٹھائی

امرو د کو اچھی طرح دھو کر پھوٹے پھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ اور اتنا ہی پانی ڈال کر آگ پر پکائیں تاکہ نرم ہو جائیں اور ساتھ ساتھ لکڑی کی ڈوئی سے ہلاتے رہیں۔ جالی کے صاف کپڑے یا ایسی پھانسی سے جو کہ (STAINLESS STEEL) کی ہو چھان لیں تاکہ بیج وغیرہ علیحدہ ہو جائیں۔ اب صاف شدہ گورے کا وزن کر لیں اور مندرجہ ذیل طریقہ سے اشیاء ملا لیں۔

۱۔ گودا	ایک پونڈ
۲۔ کھانڈ	۱/۴ پونڈ
۳۔ مکھن	۲ اونس
۴۔ ست لیموں	اگرام یا تقریباً ایک ماشہ
۵۔ نمک	آدھا چمچ
۶۔ رنگ سرخ	دکھنے میں استعمال ہو نیوالا حسب مذاق

اب ماسو رنگ۔ نمک اور ست لیموں کے باقی تمام اشیاء کو چوڑے منہ والے دیگچے یا کڑا ہی میں ڈال کر آئینچ پر رکھیں۔ تاکہ وہ گاڑھا ہو جائے۔ اس کے پکنے کی آخری منزل یہ ہے کہ قوام ہلانے پر برتن کے ساتھ چمٹا نہیں۔ جب یہ حالت ہو جائے تو رنگ۔ نمک اور ست لیموں کو حقوڑے سے پانی میں حل کر کے اس میں ڈال دیں اور آگ سے اتار کر اچھی طرح ملا لیں

پھر ایک صاف پلیٹ اچھڑی، میں مکھن لگا کر تیار شدہ پنیر اس پر بکھیر دی اور ٹھنڈا ہونے پر ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔

لیچی

لیچی - جنوبی چین کا بہترین پھل ہے۔ اہل چین اسے پھلوں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ نہایت لذیذ اور بہترین خصوصیات کا حامل ہے۔ دسترخوان پر اس پھل کی موجودگی نفاستِ طبع کی منظر ہے۔ لیچی کی کاشت گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب علاقوں میں بڑی کامیابی سے کی جاسکتی ہے۔ چین میں اسے خشک حالت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

چین زمانہ قدیم سے اس پھل کی کاشت کے لئے مشہور ہے یہ ایک نمایاں حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں لیچی ایک شیریں چینی تحفہ ہے۔ سابقہ پاکستان میں لیچی بہت اہم پھل ہے اور کافی رقبہ اس کے ذریعہ کاشت ہے۔ پاکستان میں سندھ اور سابق پنجاب کے نسبتاً مرطوب علاقوں میں لیچی کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جاسکتی ہے۔ پنجاب کے اضلاع لاہور اور سیالکوٹ میں اس کی کاشت سب سے پہلے رائج ہوئی پاکستان کے علاوہ برما، فلپائن، آسٹریلیا، جنوبی امریکہ، کیلے فورنیا، جزائر عرب، ہند اور دوسرے گرم مرطوب علاقوں میں بھی لیچی کی کاشت کی جاتی ہے۔

نباتی جائزہ

لیچی کا درخت درمیانے قد کا ہوتا ہے۔ جو کہ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ خوشنما سبز پتے عموماً درخت کے تنے

پر ایک خوبصورت چھتری سی بناتے ہیں۔ درخت کی اونچائی ۲۵ سے ۳۰ فٹ تک ہوتی ہے اور بالائی حصہ گول ہوتا ہے جس کے باعث یہ بہت خوبصورت نظر آتا ہے اس کے پتے بہت زیادہ پھیلے ہوتے ہیں جن کی لمبائی ۳ سے ۴ انچ ہوتی ہے۔

لیچی کے پھول چھوٹے اور غیر نمایاں ہوتے ہیں۔ پھول شاخ کے سروں پر گچھے کی شکل میں کافی تعداد میں نکلتے ہیں ایک گچھ ایک فٹ تک لمبا ہوتا ہے پھول زردی مائل سفید ہوتے ہیں۔ نر اور مادہ پھول علیحدہ علیحدہ اور اکٹھے بھی ہوتے ہیں۔ صرف مکمل اور مادہ پھولوں سے ہی پھل بن سکتے ہیں۔ ایک ہی درخت پر نر اور مادہ پھولوں کا تناسب سال بہ سال بدلتا رہتا ہے۔

لیچی کے پھل میں صرف ایک گٹھلی ہوتی ہے ایک گچھے میں ۲، ۳ سے ۲۰ تک پھل ہوتے ہیں ان کی شکل بیضوی ہوتی ہے۔ پورے طور پر پختہ پھل کارنگ گراگلابی ہوتا ہے جو درخت سے اتار لینے کے بعد بادامی سا ہوجاتا ہے۔ پھل کے بیرونی خول کی سطح سخت اور کھردری ہوتی ہے۔ جس پر کئی چھوٹے چھوٹے مخروطی اجزاء نظر آتے ہیں۔ عمدہ اقسام میں گٹھلی چھوٹی ہوتی ہے لیکن تختی اقسام میں بڑی۔ اس گٹھلی کے ارد گرد گودا ہوتا ہے جس کا رنگ نیلے سفید ہوتا ہے اس کے گودے کا ذائقہ نیم ترش اور خوشبو بہت خوشگوار ہوتی ہے۔

پھل کے اجزاء

اس میں جیاتین ج اور حاتین ب کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ٹاسفورس کی نسبت چونا اور فولاد بہت کم ہوتا ہے پھل کی عذگی کا انحصار زیادہ تر اس کی مٹھاس پر ہے جو آب دہوا پر منحصر ہے۔

پھل کا کیمیاوی تجزیہ

ادسٹ	کم سے کم	زیادہ سے زیادہ	
۱۵۶۹	۱۲۶۰	۱۹۸	۱- بیج
۹۶۶	۹۶۹	۹۶۹	۲- بیرونی خول
۷۲۶۵	۷۰۶۱	۷۸۶۱	۳- گودا
۷۸۶۲	۷۶۶۵	۸۰۶۸	۴- نمی
۱۶۲	۰۶۹۶	۱۶۳۲	۵- سٹرک ایسڈ
۰۶۹۷	۰۶۵	۱۶۶	۶- تیل

۰۶۹۳	۰۶۲	۱۶۳	۷- پودین
۰۶۹۹	۰۶۵	۱۶۰	۸- راکھ
۵۶۸۹	۶۶۰	۷۶۳	۹- قابل استعمال شکر
۶۶۶۸	۳۶۲	۶۶۹	۱۰- ہائیڈروجنی شکر
۱۳۶۵۷	۱۳۶۹	۱۳۶۱۲	۱۱- کل شکر

آب دہوا

لیچی کا پورا گرم مرطوب اور نیم گرم مرطوب خطوں میں خوب پھلتا چھوٹا ہوتا ہے۔ ان خطوں کی آب دہوا میں نمی کافی ہوتی ہے۔ اور کمر شاذ و نادر ہی پڑتی ہے۔ اس کی کاشت ایسے خطوں میں جہاں گرمیوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی اور کمر موزوں نہیں ہے۔ گرمیوں کی خشک آب دہوا اور سردیوں کی کمرے پودوں کے لئے خاص طور پر نقصان دہ ہیں۔ تاہم پھولوں کے تھکنے کے وقت قدرے ٹھنڈا موسم ہونا ضروری ہے۔ جوان درختوں پر کبھی کبھار کمر پڑتا ہے۔ اسے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن چھوٹے پودوں کو کمر سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اس لئے انہیں سردیوں میں پالے سے بچانا چاہئے نہر علاقوں میں سخت گرمی کے موسم میں پانی سے پتوں پر چھڑکاؤ کرنے سے پودے جھلسنے نہیں پاتے۔

پھول آنے کے وقفے کے دوران زیادہ بارشیں زیرگی اور بار آوری کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں پھل بننے کے وقت گرم اور مرطوب آب دہوا کا اثر لیچی پر بہت اچھا پڑتا ہے۔

زمین

یہ درخت مختلف قسم کی زمینوں میں بڑی کامیابی سے لگایا جاسکتا ہے۔ تاہم کافی گرمی میرا زمین اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے برصغیر ہندوستان اور فلورا ایڈ میں دہلی زمینوں میں بھی اسے بڑی کامیابی سے لگایا گیا ہے۔ بہترین نتائج حاصل کرنے کے لئے ایسی زمین منتخب کرنی چاہئے جس کا رد عمل قدرے تیزابی ہو، مغزور زدہ زمین میں لیچی کی کاشت تجارتی پیمانے پر سود مند نہیں ہوتی۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ لیچی کا درخت زیادہ دیر تک سیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اچھے نکاس والی زمین کو ترجیح دینی چاہئے۔ یہ درخت تر شاہ پھلدار درختوں کے مقابلے میں زیادہ آبپاشی کو برداشت کر سکتا ہے۔

افزائش

پھلدار درخت اگر بیج سے اگلے جائیں وہ کبھی صحیح النسل نہیں ہوتے اس لئے نباتاتی طریقے مثلاً پیوند کرنا، قلبیں لگانا، افزائش نسل کے لئے موزوں ہیں۔ عام طور پر تمام دنیا میں لہجی کی افزائش بذریعہ گٹی (AIR LAYERING) ہوائی داب کی جاتی ہے۔ پاکستان میں بھی اس کی افزائش اسی گٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے کیونکہ یہ بہت آسان طریقہ ہے مگر اس پر وقت اور لاگت زیادہ صرف آنے ہیں۔ چین اور ہوائی میں بغل گیر پیوند (INARCHING) کے طریقے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ لہجی کی افزائش براہ راست بیج سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن عموماً ایسا نہیں کیا جاتا۔

(AIR LAYERING) :— (گٹی) اس مقصد کے لئے کافی پختہ اور لمبے موٹی شاخیں منتخب کی جاتی ہیں۔ پتے کے قریب جہاں آنکھ ہوتی ہے وہاں نصف سے ایک انچ چھلا اتار دینا چاہئے چھال اترے ہوئے چھلے کو مٹی بھرندار سفیگنم کائی (SAPHAGNUM MOSS) سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس پر پولیٹھین یا الکلٹھین کا پرت لپیٹ دیا جاتا ہے اس پرت کے دونوں سروں کو بانڈھ دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس جگہ پر پانی چھڑکنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ پولیٹھین یا الکلٹھین کی پرتیں مٹی کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہوا کے گزریں بھی ممانعت نہیں کرتیں۔ یہ پرتیں شفاف ہوتی ہیں لہذا ان کے اندر جڑوں کی پیدائش اور نشوونما کو انہیں ہلائے بغیر آبائی دیکھا جاسکتا ہے داب سے دو تین انچ نیچے شاخ کو دو تین وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے عرصہ چار پانچ ماہی میں بہت سی جڑیں نکل آتی ہیں اس وقت داب کو کاٹ کر اور اس سے پڑتی انار کر گلوں میں بڑی احتیاط سے لگا دیا جاتا ہے تاکہ جڑیں ٹوٹنے نہ پائیں۔ گلے خوب گلے سڑے پتوں کی کھا دیا گو بر کی کھا دیں مٹی ملا کر بھرے جاتے ہیں۔ پھر ان گلوں کو ایسی مرطوب جگہ پر رکھا جاتا ہے جہاں درختوں وغیرہ کا سایہ ہو اور یہ احتیاط برتی جاتی ہے کہ گلوں کی مٹی خشک نہ ہونے پائے۔

گٹی کا عمل دو موسموں یعنی موسم بہار (فروری تا اپریل) اور موسم برسات (جولائی تا اگست) میں کیا جاتا ہے۔ اگر شاخیں زمین کے نزدیک مل جائیں تو ٹھنی کا چھلا اتار کر زمین میں دبا دی جاتی ہے اور اس حصہ کو باقاعدہ مندار رکھا جاتا ہے تاکہ جڑیں آبائی نکل کر پھیل سکیں۔ گٹی والا طریقہ سب سے پہلے فلوریڈا میں کیا گیا تھا۔ جس کے بعد اب دنیا بھر میں اس کو اہمیت دی جاتی ہے یہ وہی طریقہ کی ترقی یافتہ شکل ہے۔

کیونکہ دیسی طریقہ کے مطابق چھال کے اتارے ہوئے حصے پر ایک خاص مٹی کی تہہ یا کائی یا ٹاٹ کے ٹکڑے پیٹ دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کی ایک اونچی شاخ پر پانی ڈالا برتن باندھ دیتے ہیں اور اس کے پینڈے میں سوراخ کر کے ایک رسی ڈال دیتے ہیں۔ جس کے ذریعے پانی اس جگہ پر نظرہ قطرہ ہو کر پکٹتا رہتا ہے۔

پودوں کو باغات میں لگانا

لمبی کے پودوں کو موسم بہار (فروری تا مارچ) یا موسم خزاں (ستمبر تا اکتوبر) میں لگایا جاسکتا ہے۔ پودے لگانے کے لئے زمین خوب تیار کرنی چاہئے۔ دوسرے پھلدار درختوں کی مانند لمبی کے لئے بھی گڑھے کھودنے چاہئیں۔ گڑھوں کو بھل اور خوب گلی سڑی گوبر کی کھاد سے بھر دینا چاہئے۔ موزوں حالات میں پودوں اور قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۳۰ فٹ ہونا چاہئے۔ لیکن ہمارے صوبے میں ۲۰ فٹ کا فاصلہ موزوں ترین ہے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد پودوں کی باقاعدہ آبپاشی کرنی چاہئے۔ مہری عد فوں میں مذکورہ بیان کے مطابق اس کی کاشت کے لئے مناسب حالات اور ضروریات مصنوعی طور پر پیدا کئے جائیں۔

بہتر یہ ہے کہ لمبی کے پودے آم کے بڑے باغات میں لگائے جائیں۔ نیز چھوٹے اور نئے پتوں کو سردیوں اور گرمیوں میں کھرا اور ٹوسے محفوظ رکھنا چاہئے۔

کاشت کی عمل

کھا دو پینا، دوسرے پھلدار درختوں کی طرح لمبی کو بھی موزوں وقت پر باقاعدہ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ نئے پودوں کے لئے خوب گلی سڑی گوبر کی کھاد ہیر سے لے کر ۱۰ اسپر تک فی پودا کافی ہے۔ چینی لوگ پودے کے ابتدائی دور میں کافی کھا دو ڈالتے ہیں۔ موسم تین چار ماہ ہیں وہ ایک دفعہ فضلہ بھی ضرور ڈالتے ہیں۔ بڑے پودوں کو عام طور پر سال میں دو مرتبہ کھا دو دی جاتی ہے۔ ایک دفعہ تو بہار کے شروع میں اور دوسری مرتبہ گرمیوں میں اس وقت جب کہ پھل اتار لیا جاتا ہے۔ کھا دو پہلی مرتبہ جنوری اور فروری میں اور پھر دوسری دفعہ پھل اتار لینے کے بعد جولائی کے شروع میں دی جاتی ہے تین چار ٹوکری گوبر کی گلی سڑی کھا دو ایک جوان سال پودے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

چورخت سیم والی زمین میں لگائے جاتے ہیں۔ وہ درخت غذا کی کمی کے باعث کمزور ہو جاتے ہیں اس کمی کو برائے کرنے کے لئے لمبی کے پودوں پر پونڈیلے تو بخنے اور دو پونڈے آرن سلفیٹ (Iron Sulphate)

کے محلول سے سپرے کرنی چاہئے۔

آب پاشنی

ہمارے ملک میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ لمبی کڑ پانی دیتے وقت عقل اور نرم سے کام لیں۔ ماہ جنوری سے ماہ جولائی تک پودوں کو بالکل خشک نہ ہونے دیا جائے کیوں کہ یہی وہ موسم ہوتا ہے جس میں پھول اور پھل آتے ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں بذریعہ سپرے آب پاشنی کی جاسکے تو مغربی پاکستان کے کافی علاقوں میں لمبی کی کاشت کامیابی سے کی جاسکتی ہے۔ موسم گرمیوں میں ہر سہفتہ اور سردیوں میں ۲ ہفتے بعد آب پاشنی کرنی چاہئے۔

کاٹ پھانٹ

لمبی کے پودے کے لئے کوئی خاص کاٹ پھانٹ درکار نہیں ہوتی اور ہمارے ملک میں تو یہ دستور عام ہے کہ پھلوں کے پگھے سے پھل توڑتے وقت ٹہنیاں اور پتے توڑ دیئے جاتے ہیں۔ جس سے آئندہ فصل کے لئے نئی انفرانس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ یہ مناسب ہوگا کہ پودے کو مضبوط اور صحیح شکل و مشابہت کے لئے اس کی ادائل عمر میں کاٹ پھانٹ کی جائے۔ درختوں سے پوانی اور ہیمبار شاخیں کاٹ دینی چاہئیں۔

پودوں کی گوڈمی اور فصلات کی کاشت

لمبی کے لئے گہری گوڈمی نقصان دہ ہے کیوں کہ اس کی جڑیں زیادہ گہری نہیں ہوتیں۔ ایسے علاقوں میں جہاں پانی کی بہت قلت ہے۔ پودوں کے آس پاس کوئی فصل وغیرہ نہیں بونی چاہئے لیکن اگر پانی کی بہتات ہو تو ان میں پھلی دار اجناس بونی جاسکتی ہیں مثلاً اگر سبزیات یا پھلی دار اجناس کی کاشت کی جائے تو اس سے نہ صرف زمیندار کی آمدنی میں اضافہ ہوگا بلکہ پودوں کے لئے مفید ہوں گی۔

پالے سے بچاؤ

لمبی کے پودوں کو خاص طور پر ان کے ابتدائی دور زندگی میں پالے سے بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے اس لئے اسکو پالے سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے اس مقصد کے لئے ۴ صورتیں ممکن ہیں ایک تو یہ کہ درختوں کے اوپر چھپر ڈال دیں اور تنوں پر خشک گھاس، سرکنڈے یا ٹماٹ کے ٹکڑے باندھ دیں۔ کورے سے محفوظ رکھنے کے لئے جنر کے ذریعہ سایہ کرنا بھی مفید ہے۔

پھل کا اناڑنا

لچی کا درخت باقاعدگی سے پھل دیتا ہے پکا ہوا پھل فوراً اناڑ لینا چاہئے۔ پھل جب بھی سرخی مائل ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ پھل چکا ہے۔ پھل کو کئی دفعوں میں توڑا جاتا ہے پھل کو دیر تک محفوظ رکھنے کے لئے اس کے ساتھ تھوڑے سے پتے اور ٹہنی کاٹ لی جاتی ہے۔ پھل کو نہایت احتیاط سے اناڑنا اور رکھنا چاہئے۔ اگر پھل ایک ایک کر کے توڑا جائے تو خراب ہو جاتا ہے۔ لہذا پھل کا گچھا ہی توڑنا چاہئے۔ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ پھل کو عرصہ ۳ ماہ تک برقی گوداموں میں رکھا جاسکتا ہے۔

پھل کو منڈی میں بھیننا

موزوں حالات میں ایک درخت کی پیداوار زیادہ سے زیادہ تقریباً ۲۰ من تک ہو سکتی ہے۔ عموماً مشرقی پاکستان میں لچی تقریباً ایک دو پیہ سیر بکتی ہے جب کہ مغربی پاکستان میں اس کا بھاد ۵، ۷، ۸، ۹ پیہ فی سیر ہے۔ پھلوں کو منڈی میں بھیننے کے لئے چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں جو کہ دس اینچ سے زیادہ گہری نہ ہوں استعمال کی جائیں۔ ورنہ پھل کے خراب ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ پھل کی تنوں کے درمیان خشک گھاس پھوس ڈالنا چاہئے۔

بیماریاں اور کیرٹے

بوصغیر پاک دہند میں ابھی تک لچی کے درخت کی بیماریوں اور مضر ت رساں کیرٹوں پر کوئی تحقیق نہیں

ہوئی۔

مصنوعات

لچی پھل کی مصنوعات بھی کافی ہیں۔ اس کے پھل سے اچار، مرہ جات اور شراب بنائی جاسکتی ہیں۔ اس کا پھل خشک بھی کیا جاتا ہے۔



پیتے

پیتے کا اصلی وطن جنوبی امریکہ ہے۔ اسپین کے سیاحوں نے اس کو پہلی دفعہ پاناما اور میکسیکو میں
 سولہویں صدی عیسوی میں دریافت کیا تھا۔ وان لسکوٹن (LIMSC HATEN) کی آمد سے قبل یہ
 پھل براعظم ہندوستان میں پایا جاتا تھا۔ اس کی کاشت چین میں ۱۶۵۶ء میں ایک ہندوستانی پوسے
 کی حیثیت سے شروع کی گئی۔ اب اس کی کاشت فلوریڈا، ہوائی، فلپائن، ٹانگانیکا، کینیا، کانگو،
 اوگاندا، جنوبی افریقہ، سیلون، ہندوستان، پاکستان، برما اور ملائیا کے جزائر اور کونیزلینڈ میں بکثرت
 کی جاتی ہے۔

رقبہ اور پیداوار

لنکا پیتے کی پیداوار میں نمایاں امتیاز رکھتا ہے۔ اس ملک میں پیتے کی سالانہ کاشت ۲۵۰۰
 سے ۳۰۰۰ ایکڑ کے رقبہ پر کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت ممبئی، مدراس اور بنگالی
 میں بکثرت ہوتی ہے۔ پاکستان میں ۴۳۱۴ ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے جس کی پیداوار ۲۵۱۰۰ ٹن
 ہے۔ پاکستان میں ٹھٹھہ اور کراچی خصوصی امتیاز رکھتے ہیں

آب و ہوا

پیتے کے لئے گرم مرطوب آب و ہوا موزوں ہوتی ہے۔ بڑے درخت معمولی پالے کو برداشت کر لیتے ہیں۔ ایسی آب و ہوا پیتے کے لئے زیادہ مناسب ہوتی ہے جہاں کو را پڑنے کا امکان کم ہو۔ چھوٹے پودے پالے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ چونکہ بڑے درختوں کے اگنے والے نازک حصے کو زودہ زمین سے دور ہونے میں اس لئے یہ متاثر نہیں ہوتے۔ شمالی پاکستان کے جن علاقوں میں اس فصل کا پالے سے بچاؤ ممکن ہو، وہاں اس کی کاشت ممکن ہے۔ لیکن جن حصوں میں متواتر پالے کا خطرہ ہو۔ اس کی کاشت ناکام رہے گی۔ سردی کے آخر میں سرد ہوائیں پھیل کو چکنے نہیں دیتیں۔ پھل کا ذائقہ بھی بھیکا ہو جاتا ہے اور یہ سرد ہوائیں اس کی خوشبو کے لئے بھی مضر ثابت ہوتی ہیں سردی کی وجہ سے پودے اور پھل کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور پھل دیر سے پکتا ہے۔ جب پودوں میں پھول آتے ہیں اس وقت بارش کا ہو جانا بہت مضر ہوتا ہے۔ کیونکہ برسات اور آلود موسم میں عمل زبردگی میں حصہ لینے والے کسان دوست کیڑے کام نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں ہوا میں نمی بکثرت ہونے کی وجہ سے بز پھولوں کا زیرہ (POLLEN) مادہ پھولوں تک نہیں پہنچ پاتا۔ موسم گرم ماکہ نیز ہوائیں بھی پودوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے باڑ کا لگانا پیتے کی کاشت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ موزوں ترین ساحلی علاقے جہاں پیتے کی کاشت بکثرت ہوتی ہے کی آب ہوا حسب ذیل ہے۔

سالانہ درجہ حرارت زیادہ سے زیادہ ۸۵ ڈگری اور کم از کم ۲۱ ڈگری فارن ہیت ہونا ہے اوسط حرارت جنوری میں زیادہ سے زیادہ ۶۰ ڈگری اور جون میں ۶۱ ڈگری فارن ہیت تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ گرم ترین مہینہ ہوتا ہے۔ اگست میں درجہ حرارت گرنا شروع ہوتا ہے اور ۶۴ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے اور آئندہ مہینوں میں قریباً خوش گوار رہتا ہے۔ کم از کم اوسط درجہ حرارت جنوری میں ۵۶ ڈگری ہوتا ہے۔ اس کے بعد تدریجاً بڑھتے بڑھتے جون میں ۸۲ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے اور آئندہ مہینوں میں درجہ حرارت پھر سے گرنا شروع ہوتا ہے اور دسمبر میں ۵۸ ڈگری تک پہنچ جاتا ہے۔ اگست میں رطوبت ۸۴ فی صد ہوتی ہے۔ دسمبر کا مہینہ خشک ترین

ہوتا ہے جب رطوبت صرف ۵۸ فی صد ہوتی ہے۔ سالانہ اوسط رطوبت ۳۷ فی صد ہوتی ہے اور ایسے علاقے کورے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ موسم برسات اور دسمبر جنوری میں جبکہ پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے اس وقت آسمان ابر آلود ہوتا ہے اور مغربی سمت سے ہوائیں چلتی ہیں۔

زمین

پہیٹے کی کاشت کے لئے وہ زرخیز زمین نہایت موزوں ہوتی ہے جس سے پانی کا نکاس آسانی سے ہو جاتا ہو۔ اگر کمزور زمین میں کثرت سے کھاد دی جائے تو اس میں بھی پہیٹے کی کاشت ہو سکتی ہے۔ چکنی مٹی والی ایسی زمین زرخیز ہونے کے باوجود پہیٹے کی کاشت کے لئے ناموزوں ہے جس میں پانی کا نکاس یا آسانی نہ ہوتا ہو۔ جن زمینوں میں پانی کافی عرصہ بالائی سطح پر رہتا ہو، پہیٹے کے لئے مضر ثابت ہوتی ہیں کیونکہ اس میں پودے کثیر تعداد میں مرجاتے ہیں۔



افزائش نسل

پیتے کے پودے عموماً بیج سے تیار کئے جاتے ہیں۔ پیوند کے ذریعہ بھی اس کی کاشت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسے پودے طاقت ور نہیں ہوتے۔ ان کی نشرو نما کی رفتار سست ہوتی ہے پھل کم آتا ہے۔ اس کی افزائش نسل قلم سے بھی کی جاسکتی ہے۔ ” انڈول ایسیٹک ایسڈ (INDOLE ACID

(INDOLE ACID) یا انڈول پیٹرک ایسڈ (INDOLE BUTY. ACID) استعمال سے قلم کاری کی کامیابی بڑھتی ہے چونکہ چھٹی اور پیوندی پودوں سے مناسب افادیت حاصل نہیں ہو پاتی اس لئے بیج سے پودوں کو اگانے کا طریقہ عام طور پر مروج ہے۔ چنیدہ پکے ہوئے پھلوں سے بیج حاصل کیا جاتا ہے۔ بیجوں پر جو چکنی سی جھلی ہوتی ہے وہ کھاد وغیرہ میں ملا کر ملنے سے دور ہو جاتی ہے۔ یہ جھلی بڑکی چادر پر ملتے اور دھوتے سے بھی صاف کی جاسکتی ہے اس طرح حاصل شدہ بیج فوراً بویا جاسکتا ہے یا اس کو سایہ میں خشک کرنے کے بعد مناسب وقت پر بوتے کے لئے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ پیتے کے ایک اچھے پھل سے جو مکمل طور پر بڑھا ہوا ہو، ایک ہزار سے بارہ سو تک بیج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے ایک ایکڑ کے لئے تھوڑے سے پھلوں سے کافی بیج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ کراچی کے ٹھیلے والے پتی فروش بیجوں کو بالٹیوں میں جمع کرتے ہیں اور ان کو سکھا کر بیچتے ہیں۔ بیج کے دام تین یا چار روپیہ فی سیر ہوتے ہیں۔ یہ بیج چونکہ مختلف اقسام کے پھلوں سے حاصل کردہ ہوتے ہیں اس لئے ان سے لئے جانے والے پودے بھی اسی مناسبت سے مختلف النوع ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پیتے کی کاشت مخلوط اقسام کی نظر آتی ہے۔

بازار میں پیتے کی آمد فروری، مارچ کے مہینوں میں کثیر تعداد میں ہوتی ہے اور اسی موسم میں پتی ذخیروں میں بویا جاتا ہے۔ بیج دیر تک محفوظ رکھنے سے اس کی قوت روئیدگی بتدریج کم ہو جاتی ہے۔ بیج کو راکھ پر ملنا اس کے اگنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں کھاد دی ہوئی کیاریوں میں پیتے کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ یہ بیج تین ہفتہ کے بعد اگ آتے ہیں۔ انہیں ہر روز ہلکا ہلکا پانی دیا جاتا ہے۔ چونکہ ” ڈیمپنگ آف سیڈنگ (DAMPING) یا نمزدگی“ کی بیماری کیاریوں میں عام ہوتی ہے اس لئے اونچے تختوں پر لگانے سے اس بیماری سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

مڈ پودا حاصل کرنے کے لئے بیجوں کو قطار میں لگایا جاتا ہے۔ دو بیجوں کے درمیان ایک انچ اور دو قطاروں کا درمیانی فاصلہ چھ انچ رکھنا مناسب ہوتا ہے۔ بیج اگنے کے دو ہفتہ بعد کمزور پودوں کو درمیان سے اکھاڑ دیا جاتا ہے تاکہ دو بیجوں کے درمیان کم از کم فاصلہ ۲-۳ انچ رہ جائے فوری میں لگائے ہوئے بیج کے پودے چھ سے آٹھ انچ تک بڑے ہو جاتے ہیں اور ان پر ۳-۴ پتیاں پھوٹ آتی ہیں۔

پیتے کی پود لگانے کا موزوں ترین وقت مارچ، اپریل کے مہینے ہیں۔ اپریل کے بعد آنے والے گرم مہینے اس کی نشوونما کے لئے مناسب اور سود مند ہوتے ہیں۔ اس موسم میں پودے تیزی سے بڑھتے ہیں اور سرریاں آنے سے قبل پختہ ہو جاتے ہیں۔ پختہ پودوں پر سردی اثر انداز نہیں ہوتی۔ جون میں پودے ہوئے جب اگست ستمبر میں لگائے جاتے ہیں تو انہیں سردی سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ سردیوں کے ایام میں یہ کسنی کے باعث نازک ہوتے ہیں۔ پودے لگانے کے موسم کا اثر ان کے قد و قامت پر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ دو پودوں کے درمیان عموماً ۴ تا ۵ فٹ فاصلہ رکھا جاتا ہے جہاں پیداوار ایک سالہ یا دو سالہ لینے کا ارادہ ہوتا ہے پودوں کے درمیانی فاصلہ کو کم کیا جاسکتا ہے۔ پیتے کے ایک ہی درخت پر زراور مادہ پھول والی اقسام کثرت سے نہیں پائی جاتیں۔ پاکستان میں ان اقسام کی کاشت ہوتی ہے جن کے زراور مادہ جدا جدا درختوں پر ہوتے ہیں۔ لگائے ہوئے پودوں میں قریباً ۵ فی صد پودے نر ہوتے ہیں۔ مادہ پودوں کی نسلی بخش تعداد حاصل کرنے کے لئے کراچی کے کاشت کار پودوں کو تین سے چار فٹ تک کے فاصلہ پر لگاتے ہیں۔ ان میں قریباً نصف تعداد نر پودوں پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں بعد میں زمین سے کاٹ کر اگ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح مادہ پودوں کی فی ایکڑ تعداد ایک ہزار تا بارہ سو باقی رہ جاتی ہے۔ چونکہ مادہ پھولوں میں نر پھولوں کے زیرہ کی آمیزش نہایت ضروری ہوتی ہے اس لئے تین تا چار فی صد نر پودوں کو اگنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طرح پودوں کی کل تعداد ۱۲۰۰ تا ۱۴۰۰ پودے فی ایکڑ ہوتی ہے۔ کچھ کاشت کار تین تین پودوں کو یکجا لگا دیتے ہیں تاکہ ۸۰ فی صد گلہوں پر کم از کم ایک مادہ پودا موجود ہو۔ زریہ پودوں کو پھولی آنے ہی نکال دیا جاتا ہے۔ آخر الذکر طریقہ کار میں پودوں کا درمیانی فاصلہ ۵ تا ۶ فٹ ہوتا ہے۔

پودے لگانا

پودے لگانے سے قبل ۲ فٹ گہرے، دو فٹ مربع (۲x۲x۲) گڑھے کھودے جاتے ہیں اور ان میں آدھ من گوبر کی کھاد پودے لگانے سے پہلے دی جاتی ہے اور اسے اچھی طرح جزو زمین بنا دیا جاتا ہے۔ پودوں کو مع مٹی کے زمین سے نکالا جاتا ہے تاکہ پودوں کی جڑیں مٹی کے ڈھیلوں میں پیوست رہیں۔ پودوں کو زمین میں اتنا ہی گہرا لگانا چاہیے جتنے زسری یا پود گاہ میں گہرے تھے۔

آبی پاشی

پودے لگا دینے کے بعد انہیں ہلکا سا پانی دیا جاتا ہے۔ اس طرح متواتر ایک ماہ کے عرصے یا پودے مکمل طور پر لگ جانے تک ہر تیسرے یا چوتھے دن آبی پاشی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر دسویں دن پانی دیا جاتا ہے۔ جن ممالک میں پینے کی کاشت کثرت سے ہوتی ہے مثلاً لنکا، ہوائی اور جنوبی ہند وغیرہ وہاں آبی پاشی نہیں کی جاتی کیونکہ ان علاقوں میں کم و بیش ۵۰ اینچ بارش ہو جاتی ہے جو موسم میں مناسب وقفے پر ہوتی رہتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پینے کو بہت زیادہ پانی کی ضرورت نہیں اور سالانہ پچاس اینچ پانی اس کے لئے کافی ہے۔ رنگ سسٹم (RING SYSTEM) اس کے لئے موزوں طریقہ آبی پاشی ہے۔ رنگ سسٹم میں پودوں کے تنوں پر مٹی چڑھا دی جاتی ہے۔ اس طرح ڈیڑھ فٹ چوڑا اور آٹھ اینچ گہرا گھیرا پودوں کے گرد بن جاتا ہے۔ کراچی کے کاشتکار چونکہ پودوں کو بہت قریب لگاتے ہیں اس لئے ہر پودے کے تنے پر آٹھ دس اینچ مٹی چڑھا دیتے ہیں۔ اس عمل سے تنے اس بیماری سے بچ جاتے ہیں جس سے پودوں کے تنے سٹراور گل جاتے ہیں اور اس بیماری کی اصل وجہ پانی کا بار بار تنے سے لگنا ہوتا ہے۔ ملیر، دملونی اور کاٹھور گاؤں کے کاشتکار جو کراچی کے گرد و نواح میں آباد ہیں، پودے لگانے کے بعد ان کے مکمل قیام تک بار بار پانی دیتے ہیں۔ پودے کامیابی سے لگ جانے کے بعد پانی اس وقت تک نہیں دیا جاتا جب کہ تمام پتے سرسبز رہتے ہیں اور جب پتے مرجھانے لگتے ہیں تو ان پودوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ پانی دینے کا یہ عمل متواتر پانچ چھ ماہ تک جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ پودوں میں پھول آنے لگتے ہیں۔ پھول آنے کے بعد پودوں کو ہر ہفتہ پانی دیا جاتا ہے۔ کاشت کاروں کا خیال ہے کہ اس طرح پانی دینے کے عمل سے پودے پست قدرہ جاتے ہیں اور زمین سے ۲ یا ۳ فٹ کی اونچائی پر پھیلنے شروع ہوتے ہیں۔

کھاد دینا

کراچی کے گرد و نواح میں پیپے کے کاشتکار فی ایکڑ دس تا پندرہ ٹرک کھاد دیتے ہیں۔ ہر ٹرک میں ایک سو سے ڈیڑھ من تک کھاد ہوتی ہے۔ اس کھاد میں عموماً ۵۰- پونڈ فی صد نائٹروجن ہوتی ہے اس طرح ایک ایکڑ کو چار سو تا چھ سو پونڈ نائٹروجن مل جاتی ہے۔

درمیانہ کاشت

جن مقامات پر پودوں کو آٹھ تا دس فٹ کے فاصلہ پر لگایا جاتا ہے اس کے خالی رقبہ پر فصلوں کی کاشت ممکن ہے لیکن جہاں فاصلہ ساڑھے تین یا چار فٹ ہو وہاں درمیانہ کاشت ناممکن ہے۔ اس لئے کراچی کے کاشت کار پیپے کے کھیتوں سے کوئی اور فصل نہیں لیتے۔ لیکن کراچی اور حیدرآباد کے اضلاع کے کاشت کار جو آٹھ یا دس فٹ کے فاصلہ پر پیپا لگانے ہیں، مریچ، پیاز، جیسی سبزیوں کی کاشت کر لیتے ہیں جب تک پودے چھوٹے ہوتے ہیں اس وقت تک یہ کاشت ممکن ہے جو لوگ میانہ کاشت نہیں کرتے وہ زمین کے خالی حصہ کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھتے ہیں۔

پودوں کو تراشنا

پیپے کے پودوں میں ایک تنا ہوتا ہے۔ یہ تنا بالکل سیدھا ہوتا ہے۔ اس میں شاخیں نہیں نکلتیں۔ اگر پودا بہت پرانا ہو جائے یا اس کی چوٹی کی نشوونما رک جائے تو ممکن ہے کہ اس میں سے شاخیں پھوٹ نکلیں اگر چھوٹے پھل دار پودوں کی چوٹی والی کٹنی کو تراش دیا جائے تو اس میں سے شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔ ان شاخوں سے زیادہ پھل حاصل کرنے کے امکانات بھی ہیں لیکن ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ پودوں کو دو دو لگایا جائے تاکہ زمین کو صاف سمجھانے میں یہ شاخیں حائل نہ ہوں۔

پھولنا اور پھلنا

پودے چار تا چھ ماہ کی مدت میں پھول دینے لگتے ہیں اور دس بارہ ماہ میں ان میں پھل آنا شروع ہو جاتا ہے۔ زمینہ پھول گچوں میں لگتے ہیں جو ۲۵ تا ۱۰۰ سینٹی میٹر تک کی لمبائی کے ہوتے ہیں۔ مادہ پھول تنہا با دو تین پھولوں کے گچوں میں نمودار ہوتے ہیں یہ پھول ڈیڑھ تا دو سینٹی میٹر لمبی شاخوں پر لگتے ہیں۔

نہیہ پھولوں کا زیرہ مادہ پھولوں تک ہوا یا مکھٹیوں کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ جو مادہ پھول زیرے سے مخلوم رہتے ہیں ان سے پیدا ہونے والے پھل چھوٹی جسامت کے ہوتے ہیں اور کھانے میں خوش ذائقہ بھی نہیں ہوتے۔

پھلتے میں تین اقسام کے پودے ہوتے ہیں۔ زر، مادہ یا مخلوط پودے۔ اب تک کئی ناکام کوششیں کی گئی ہیں کہ چھوٹے پودوں کی جنس کو باغ میں لگانے سے قبل معلوم کر لیا جائے تاکہ صرف پھل دار مادہ پودوں کی تعداد زیادہ ہو اور ضرورت سے زائد زر پودوں کی کاشت میں زمین ضائع نہ ہو۔ بیج کا رنگ اور جسامت پھل کے خصوصی حصے والے بیج، پودوں کی جسامت وغیرہ کے متعلق ایسی معلومات اب تک حاصل نہیں ہو سکیں جو جنس کی خصوصیات کو ٹھیک ٹھیک واضح کر سکیں۔

پیداوار

برایک پودے پر قریباً ۲ پھل آتے ہیں اور ہر پھل کا وزن دو سے تین پونڈ تک ہوتا ہے۔ اس طرح ایک پودے سے نصف یا پون من پھل حاصل ہوتا ہے۔ کراچی کے گرد و نواح کے کاشتکار پودوں کو قریب قریب لگاتے ہیں اور قریباً ۱۲۰۰ پھل دار پودے فی ایکڑ لگائے جاتے ہیں اس طرح فی ایکڑ پیداوار چھ سو سے نو سو من تک حاصل کی جاتی ہے۔ پیتا دس روپیہ فی من ٹھوک کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اس طرح کاشت کار کی سالانہ آمدنی فی ایکڑ چھ ہزار سے نو ہزار روپیہ ہوتی ہے اور سالانہ خرچ دو ہزار سے تین ہزار روپیہ تک ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کھاد بہت گراں قیمت پر دستیاب ہوتی ہے اور زمینوں کو ٹیوب ویل سے سیراب کیا جاتا ہے۔ بیجہ اخراج کافی ہو جاتے ہیں۔ جنوبی فلورڈیا میں فی ایکڑ چار سو پودے لگائے جاتے ہیں اور ہر پودے سے قریباً ۵ تا ۱۵ پونڈ پھل حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح فی ایکڑ تیس ہزار تا ساٹھ ہزار پونڈ یا ساڑھے تین سو سے سات سو من پھل حاصل ہوتا ہے۔

گورنمنٹ فروٹ ڈسٹرکٹ اسٹیشن میرپور خاص میں فی ایکڑ ۱۶۲۶۰ پھل حاصل کئے گئے جن کا

وزن ۴۲۴۰۰ پونڈ تھا۔

پھل توڑنا

پھلوں پر ہلکا سا پیلا پن ظاہر ہونا ان کے پک جانے کی علامت ہے۔ لیکن صحیح علامت

پھل کو خفیف سا زخمی کرنے کے بعد اس سے نکلنے والے دودھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ دودھ تیار پھلوں میں پانی کی مانند ہوتا ہے اور کچے پھلوں میں بالکل دودھ سے مشابہ ہوتا ہے۔ ناخن تنکے یا نوک دار چھڑی سے پھلوں کو زخمی کر کے ان کے تیار ہونے کو پرکھا جاتا ہے۔ تیار پھل مکڑی کے ڈبوں میں بند کر کے منڈی میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔ کچے پھل امپھیلن گیس سے بھی پکائے جاسکتے ہیں جس کی مقدار ایک حصہ فی ۵ ہزار پھل پر مبنی ہوتی ہے۔ گیس کے استعمال کے بعد پھلوں کو زخمی کرنے سے پہلے ۲۴ گھنٹے تک کھلا رکھنا ضروری ہے۔

اقسام

پاکستان میں پیتے کی جو اقسام زیر کاشت ہیں ان میں ایک قسم واشنگٹن نامی ہے جس کی پتیوں کے ڈٹھل لال اور اس کے پھول پیلے ہوتے ہیں۔ یہ پیتا مبنی میں کثرت سے کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کی جسامت درمیانہ، خوشبودار اور پھل شیریں ہوتا ہے۔ گجرات نامی پیتے کی قسم بھی اس حصہ میں کافی مقبول ہے۔ اس کے علاوہ پیتے کی دیگر اقسام بھی ہوتی ہیں جن کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

سولو

ہوائی ملک میں کاشت کیا جاتا ہے یہ پھل وہاں کافی مقبول ہے اس میں نرا اور مادہ کے پھول ایک ہی پودے میں پائے جاتے ہیں۔ پھل مستطیل بیضوی ہوتے ہیں وزن قریباً آدھ سیر ہوتا ہے اس کے پھل خوشبودار ہوتے ہیں۔ جنہیں دور دراز منڈیوں میں آسانی سے بھیجا جاسکتا ہے۔

بلواسٹیم

یہ فلورڈا کا مشہور پیتا ہے۔ اس کے پودوں میں بھی نرا اور مادہ پھول یکجا پائے جاتے ہیں۔ پھل لمبوتر ہوتا ہے۔ وزن ۲ سے ۴ سیر تک اور اس کا گودا زیادہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

بے ڈی

یہ پیتے کی وہ قسم ہے جو نین مہینے میں پھول دیتی ہے۔ نرا اور مادہ پھول جدا جدا پودوں میں ہوتے ہیں۔ پھل درمیانی جسامت کا ہوتا ہے اور اس کا گودا نازک اور خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کا چھلکا چونکہ بہت کمزور اور نازک ہوتا ہے اس لئے دور دراز منڈیوں میں برآمد نہیں کیا جاسکتا۔

فیبر چائلڈ اور کسمی

امریکہ کے محکمہ زراعت نے ان دو اقسام کو کاشت کاروں میں مقبول کیا ہے۔ فیبر چائلڈ کے پھلوں کا وزن ۲ سیر تک ہوتا ہے پھل کا گودا خوش ذائقہ اور شیریں ہوتا ہے۔ گودے کا رنگ ہلکا پیلا ہوتا ہے۔ کسمی کے پھل عموماً ڈیڑھ سیر کے ہوتے ہیں۔ ان کا گودا گھنا اور شیریں ہوتا ہے۔

بارٹس گورڈ

پہلے کی یہ قسم جنوبی افریقہ میں کاشت کی جاتی ہے اس کا ذائقہ نہایت شیریں ہوتا ہے۔

نقصان رساں کیڑے و امراض

پاکستان میں پہلے کے کیڑے اور دیگر پیدا ہونے والی بیماریوں سے محفوظ ہیں۔ چونکہ پہلے کی کاشت ہر سال بڑھ رہی ہے اس لئے بیماریوں کے پیدا ہونے کے امکانات ہیں اسی خیال کے پیش نظر دیگر مقامات پر پیدا ہونے والی بیماریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

کیڑوں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے نام	نقصان	حفاظتی تدابیر
مائٹس (رکڑی کی اقسام)	پتے کے پھلے حصہ کو کھاتی ہیں۔ یہ مکڑیاں نسوں کے درمیانی حصہ میں جالے بھاتی ہیں۔ پھلوں کو کھانے سے پہلے پھلے میں اور پھل میں کالے کالے کٹے پھٹے گڑھے ظاہر ہوتے ہیں اس کی وجہ سے پتیاں سکر جاتی ہیں اور رنگ زرد ہو جاتا ہے۔ پتوں کے کنارے مڑ جاتے ہیں، خاص کر نئی کونپلیں مڑ جاتی ہیں اور آخر کار پودا ضائع ہو جاتا ہے۔	اس سے بچنے کے لئے زیر کاشت زمین کو صاف ستھرا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ گندھک کا پاؤ ڈر پانچ پاؤ ٹڈنی صد گین پانی میں گھول کر چھڑکا جائے۔
ایفڈز	یہ بھی پتے کے پھلے حصوں میں موجود ہوتی ہیں۔ پتے کے کنارے سے مڑ جاتے ہیں اور ان کا رنگ ہرے سے زرد ہو جاتا ہے۔ پتوں کے ڈنٹھل جھکنے لگتے ہیں۔	نکوٹین سلفیٹ (پتے چھڑکاؤ) فی تین گین پانی میں ملایا جائے جس میں ایک چوٹھائی

اونس صابن فی گیلین بازی ہیں
ملا یا جائے۔

ایگر و سارڈ کا محلول ایکٹ
دو پونڈ کی مقدار میں چھڑکا جائے۔
برگنڈی مکسچر یا کیو پری سارڈ
۲۵۴ (وائی) کے فارم سے
ہر دس دن بعد گولائے
جائیں۔

پودوں کو زمین سے
اکھاڑ کر جلا دیا جائے
اور ان کے گڑھوں

خاص کہ چھوٹے پتے بد نما کہ دیتی ہیں اور ان کی وجہ
سے سفید دھبے بن جاتے ہیں۔

یہ پودوں کو کھوکھلا کر دیتے ہیں یا کاٹ کر گرا
دیتے ہیں۔

جب پھل درخت سے توڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں اس وقت
پھل کے چھلکے پر لال رنگ کے دائرہ نما چھوٹے چھوٹے گہرے
دھبے ظاہر ہونے لگتے ہیں اور پھر یہ دھبے رفتہ رفتہ
بڑھتے جاتے ہیں۔

پھل چوٹی کی جانب سے بے رنگ ہو جاتا ہے اور اس
کا رنگ سیاہ ہونے لگتا ہے۔ پھل کاٹنے کے بعد اندر
کی جانب پھپھوند جم جاتی ہے۔

اس کا حملہ عموماً پتوں پر ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی پھل پر
بھی نمودار ہو جاتا ہے۔ پرانے پتوں کی نسوں کے درمیان
حصے زائل ہو کر سوکھ جاتے ہیں اور پتے جھڑ جاتے
ہیں پتوں کے نچلے حصے پر سفید دھبے ہوتے ہیں۔

درختوں کے تنے اور پھل پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ بے رنگ
دھبے تنے اور پھلوں پر ابتدائی وقت میں ظاہر ہو جاتے
ہیں جن میں سے سیال مادہ نکلتا ہے۔

اثر آلود درختوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔ پتے زرد ہو
کر گرنے لگتے ہیں۔ درخت کی چوٹی اور پتوں سے
گھنی ہوتی ہے۔ درختوں کی جڑیں گہری نہیں جاتیں۔

تھریس

گرواں اور

کٹ ورم

این تھریس، فروٹ رائٹ

یا

رائپ رائٹ

(کوئے ٹوڑائی کم)

آئریس یا فروٹ رائٹ

ڈائریس یا اس پیے تھریس

پاؤڈر مل ڈیو

(اوڈیم کیری کیٹ)

فائپ تھراپ

رفائے ٹاپ تھراپیرا

ٹیبکا

روٹ رائٹ پیٹھم اور

فیو جی ریٹ اس پیے تھریس

ان درختوں کو آسانی سے کھینچ کر زمین سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔ ان درختوں کی جڑوں سے بدبو آنے لگتی ہے۔

میں بورڈ و ویکسور ڈال دیا جائے۔

اس بیماری سے زسری کے پودے زائل ہو جاتے ہیں نووار پودے اگتے ہی مر جاتے لگتے ہیں اور اگر کھسوکھ جاتے ہیں۔ پودوں کے تنے زمین کے قریب والے حصہ میں سکڑے اور مر جاتے ہوئے پلے جاتے ہیں اور ان میں سے پانی رستارہتا ہے۔

نمردگی
ویمنگ آف

زسری میں پیتا بونے سے قبل زمین کو فارمالڈی ہائیڈ سے دو پاؤنڈ فی ایکڑ کے حساب سے ڈارے سے چھڑکے جائیں یہ عمل بیج بونے سے دو ہفتہ پیشتر کیا جائے۔ زمین میں نئے کان لگانے سے یہ بیماری رک جاتی ہے۔

جڑوں پر چھوٹی چھوٹی گانٹھیں نمودار ہوتی ہیں اور پودے خوراک لینے سے محروم ہو جاتے ہیں پودے کی نشوونما میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور پتے زرد پڑ جاتے ہیں

نئے ٹوڈ

استعمال

پیتا ان بھلوں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جنہیں لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ مکمل طور پر پک جانے کے بعد اس کو کھانے کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ جب پیتا کچا ہوتا ہے تو اسے بطور سبزی استعمال کیا جاتا ہے۔ پیتے سے اچار، جام، چیلی، مرتبہ اور کنیڈی بھی بنائی جاتی ہے امریکہ میں پیتا مشروبات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پیتے کا رس اگر تھوڑے سے نمک کے ساتھ لیموں کے رس میں ملا کر استعمال کیا جائے تو بہت ذائقہ دار ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پیتے کا رس کہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔ امریکہ میں پیتا، سنگتزرہ اور گریپ فروٹ کو ملا کر کاک ٹیل کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ پیتے کو ۲ تا ۳ ڈگری کثافت شیرے میں تھوڑے سے لیموں کے رس کے ساتھ ڈالیں

میں محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

پیتے کارس ادویات میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھل کے اندر سکیٹین کافی مقدار میں ہوتا ہے۔
 کچے پھلوں میں پپین PAPAİN اچھی مقدار میں ہوتا ہے۔ پکے ہوئے پھل میں ہاضمہ درست کرنے،
 پیٹ کے درد کو دور اور پیشاب کو صاف کرنے کے اوصاف ہوتے ہیں۔ پیتے کا شربت سینہ
 کے بلغم کو صاف کرتا ہے۔ یہ شربت خواب آور ہوتا ہے۔ پیاس بجھانے کے لئے بیجوں کو استعمال
 کیا جاتا ہے اس کے پتوں کو پلٹس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بدن کے جن سوجے ہوئے حصوں
 پر اس کے پتوں کو لگایا جائے تو یہ بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ پیتے کے درخت کی جڑوں میں
 بواسیر کو ٹھیک کرنے کی تاثیر ہوتی ہے اور انہیں معجون کی طرح طاقت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے
 کچے پھلوں سے حاصل کردہ دودھ کو جب خشک کر لیا جاتا ہے تو اسے پپین کہتے ہیں۔ تجارتی
 نقطہ نگاہ سے یہ دودھ گراں قیمت بکتا ہے۔ پیتے کے دودھ کو پانی میں ملا کر گوشت گلانے
 کے کام میں لیا جاتا ہے۔ اس دودھ کو بدن کے داغ دھبے دور کرنے کے لئے حسن افزا مرکبات
 مثلاً کریم، پاؤڈر وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

پپین لگانے کا طریقہ

درخت پر مکمل طور پر تیار ہونے والے پپیتوں کو نوکدار فولاد یا لکڑی کے چاقوؤں سے زخمی
 کیا جاتا ہے۔ ایک وقت میں پیتے پر چارہ سے زائد زخم نہ لگانے چاہئیں کیونکہ ایسا کرنا پیتے کے
 دودھ کی پیداوار کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتا۔ پہلے تین سال تک پیتے کے پھلوں سے دودھ
 حاصل کرنا مفید ہوتا ہے۔ تین سال گزرنے کے بعد اس کے پھل چھوٹے اور قلیل تعداد میں ہوتے
 ہیں۔ دودھ حاصل کرنے کے لئے صبح کا وقت نہایت موزوں ہوتا ہے۔ ابرالود موسم اور سردیوں میں
 دودھ کی پیداوار میں اضافہ کا باعث ہوتی ہیں۔ شدت کی گرمی اور گرم ہوائیں دودھ کی پیداوار کے
 لئے مضر ہیں۔ پیتے میں ایک انچ کے آٹھویں حصہ کے برابر گہرے زخم کرنے چاہئیں۔ زیادہ گہرے
 زخم کرنے کی صورت میں دودھ مجھ ہو کر بند ہو جاتا ہے۔ دودھ ہر چوتھے یا آٹھویں دن حاصل
 کیا جاتا ہے۔ ایک پھل سے زیادہ سے زیادہ پانچ مرتبہ دودھ حاصل کرنا مناسب ہوتا ہے۔ پہلے سال
 میں پپیتوں سے دس سے پندرہ پونڈ تک دودھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ تیسرے سال میں اس کی مقدار

کم ہو جاتی ہے اور پھلوں سے چار پانچ پونڈ سے زیادہ دودھ حاصل کرنے کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔ پھلوں سے حاصل کرنے کے بعد دودھ دس پندرہ منٹ میں جم جاتا ہے اور اسے الکوہل (شراب) میں ڈال دیا جاتا ہے دودھ نکالتے وقت اس میں سوڈیم بائی سلفائیٹ ملا دیا جاتا ہے تاکہ وہ براشیم سے محفوظ رہے پھر اس کو دھوپ میں یا ۱۳۰ فٹ اگ پر خشک کر لیا جاتا ہے۔ اگر دودھ تپلا ہو تو دس تا پندرہ پونڈ دودھ سے ایک پونڈ خشک دودھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر دودھ گاڑھا ہو تو پانچ پونڈ سے ایک پونڈ خشک دودھ حاصل ہو سکتا ہے۔

پاکستان کونسل کے سائنسی صنعتی تحقیقاتی تجربہ گاہوں میں دودھ کو ویکيوم میں ۴۰ تا ۵۰ سینٹی گریڈ کی گرمی میں خشک کیا اور اس کو ۵۰ فی صد الکوہل میں صاف کیا۔ ایک درخت سے ۴ تا ۸ اولنس پپین حاصل ہو سکتا ہے یا ۸ تا ۱۵ پونڈ پپین فی ایکڑ حاصل ہو سکتا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بیشتر عرصہ میں صاف پپین کی قیمت ۴ روپیہ فی پونڈ سے ۵ روپیہ تک فی پونڈ تھی۔ آج کل اس کی زیادہ مانگ امریکہ سے ہوتی ہے اور اس مانگ کو لٹکا اور مشرقی افریقہ پورا کرتے ہیں۔

چیکو

چیکو پاکستان کے نووارد پھلوں میں سے ایک ہے۔ اس کی کاشت اس صوبے کے جنوبی حصے میں قریباً پچیس سال سے ہو رہی ہے۔ چیکو کو میکسیکو (MEXICO) کی زبان میں سیکوسپوٹ (TZICOS) کہتے ہیں۔ جس ملک سے صحیح معنوں میں اس کی ابتدا ہوئی ہے۔ شاید اسی نام سے چیکو یا سپوٹا (APTT) (SPOTA) (CHIKOO) کا نام اردو میں مروج ہوا۔ یہ پھل میکسیکو (MEXICO) سے فلوریڈا (FLORIDA) جامایکا (JAMAICA) فلپائنس (PHILLIPPINES) سیلون (CEYLON) ہندوستان (INDIA) اور پاکستان میں پھیلا۔ بمبئی (BOMBAY) اور سورت (SURAT) درمیانی ساحلی علاقے آندھرا (ANDHRA) ہندوستان میں چیکو کے مشہور علاقے ہیں۔ پاکستان میں اس کی کاشت صرف ساحلی علاقوں تک محدود ہے۔ مغربی پاکستان میں اس کی کاشت حیدرآباد، کراچی، مٹھرا پارکر اور نواب شاہ کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ اور ضلع لاڑکانہ میں بھی اس کی کاشت علوم رائج ہے۔ گول یا بیضی شکل کے چیکو جن کا وزن دو تین چھٹانک ہوتا ہے۔ کھانے میں بہت میٹھے اور لذیذ ہوتے ہیں۔ چیکو میں گرمی اور سردی برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس کی کاشت

بھی اتنی مشکل نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ کثرت سے پھل برداشت کرتا ہے اس لئے اس کی کاشت روز بروز مقبول ہوتی جا رہی ہے۔

آب و ہوا

یہ گرم علاقوں میں ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مشہور چکرو والے (GHOLWAD) بمبئی کے خط کی آب و ہوا کا ذکر یہاں ضروری سمجھا جاتا ہے جس کو پڑھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی کاشت مغربی پاکستان کے جنوبی اضلاع میں کتنی آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ اس خط کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۹۲ فارن ہیٹ ہے۔ اور کم از کم درجہ حرارت ۵۲ فارن ہیٹ ہے۔ سالانہ بارش ۲۰ اینچ ہے۔ ساحلی علاقہ ہونے کے باعث ہوا میں رطوبت بکثرت ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی اضلاع کی آب و ہوا کا تخمینہ مندرجہ ذیل گوشوارے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

مقامات زیادہ سے زیادہ کم از کم درجہ اوسط درجہ مرطوبت فیصد اوسط بارش

درجہ حرارت حرارت حرارت

۱. جیک آباد (شمالی علاقہ)	۵۰-۹۳	۴۶-۶۶	۸۰-۹۰	۵۷ فی صد	۴۴-۳۳ اینچ
۲. حیدرآباد (درمیانی علاقہ)	۳۸-۹۸	۶۸-۸۰	۸۰-۹۰	۶۱	۲۲-۱۷
۳. کراچی (جنوبی علاقہ)	۵۵-۸۵	۶۲-۸۱	۸۵-۹۵	۷۳	۵۱-۱۷

آب و ہوا کے متعلق مذکورہ بالا اعداد و شمار سے صاف ظاہر ہے کہ کراچی اور حیدرآباد دونوں

کے اضلاع چکرو کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے۔ چکرو سخت سردی کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اور اسی لئے ان خطوں میں جہاں شدت کی ہوتی ہے اور کہہ رپنے کا امکان ہے۔ چکرو کی کاشت

کے لئے موزوں ہیں۔ حیدرآباد کے اضلاع میں گاہے گاہے کہہ رپنے سے چکرو کی فصل کو نقصان نہیں

پہنچتا۔ سیلون اور جاوا (JAWA) کے ساحلی علاقے چکرو کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔

غلام محمد بیراج (G.M. BARRAGE) کے جنوبی حصے میں چکرو کی کاشت کو فروغ دینے کے وسیع

امکانات ہیں۔

زمین

چکرو کی کاشت ہر قسم کی زمین میں کی جاسکتی ہے۔ لیکن ریتی زرخیز زمین اس کے لئے نہایت

موزوں ہے۔ جنوبی ہندوستان میں لال مٹی کی پتھرلی زمینوں میں اور پارٹیوں کی ڈھلوانوں پر اس کی کاشت ہوتی ہے۔ ریتی اور اوسط درجے کی زمین میں بھی اس کی کاشت تسلی بخش ہوتی ہے۔ چکنی مٹی کی بھاری زمین اس کے لئے ناموزوں ہے۔ زیریں دو چار فٹ پر زمینوں میں اگر سخت نہیں پانی جاتی ہوں تو اس کی نشوونما رک جاتی ہے۔ ریتی کمزور زمین میں جڑیں کمزور ہونے باعث آندھی طوفان سے اکھڑ جاتی ہیں۔ چکیو زمین میں کسی حد تک نکلیات کو برداشت کر لیتا ہے۔ اور ہلکے کھاسے پانی میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کے گول درڈ والے خطے میں جو چکیو کی کاشت کے لئے مشہور ہے بارشوں میں سیم کا پانی زمین کے نچلے حصے میں قریباً ایک فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور مٹھور زمین پر پھیل جاتا ہے۔ لیکن ان حالات کے باوجود درختوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور وہ خوب پھلتے پھولتے ہیں۔

کراچی کے ملیر والے باغات میں اکثر کنوؤں کے ممکن پانی سے کاشت کی جاتی ہے۔ لیکن چکیو کے درخت متاثر نہیں ہوتے۔

افزائش نسل

چکیو کے پودے بیج، پویند، قسموں اور گٹی سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن بیج سے لئے جانے والے پودے قد و قامت میں مختلف ہوتے ہیں۔ اور ان کی لذت اور پیداوار میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ اس لئے چکیو کے پودے تخم ریزی سے نہیں حاصل کئے جاتے۔ چکیو کی ٹینیاں ۱۲ تا ۱۳ اینچ موٹی لی جاتی ہیں اور ان کی ۱۲ تا ۱۳ اینچ چوڑی پھال اتار لی جاتی ہے۔ مٹی اور گوبر میں ملائے ہوئے کیچڑ کو اس زخم پر لگا دیا جاتا ہے۔ گٹی اور بوری کے کپڑے کی پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ اس طریقہ پر کار کو گٹی (GOOTTEE) کہتے ہیں۔ اس گٹی کو روزانہ ہلکا ہلکا پانی دیا جاتا ہے۔ جو گٹی کے اوپر مٹی کے برتنوں سے ملتا رہتا ہے۔ اس سے جڑیں نکلنے کے لئے قریباً ایک سال کا عرصہ چاہئے۔ ہندوستان میں گٹیوں کو جون میں تیار کیا جاتا ہے اور ان کو جون تا ستمبر والی بارشیں پانی سے نم آلود رکھتی ہیں۔ پھر انہیں اکتوبر تا جنوری تک سے پانی دیا جاتا ہے۔ جب ان کی جڑیں نکل آتی ہیں تو موسم بہار میں ان کو جدا کر کے گلوں میں رکھا جاتا ہے۔ تیار کی ہوئی گٹیوں میں سے قریباً پچاس فی صد ضائع ہو جاتی ہیں۔

حیدرآباد میں چکی کے پودے کھرنی پر پوند کر کے تیار کئے جاتے ہیں۔ کھرنی کے پھل اپریل کے آخر میں فروخت ہونے کے لئے آتے ہیں۔ ایک سیر پھل سے ایک پھٹا تک بیج حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور فی پھٹا تک چھ تا سات سو بیج ہوتے ہیں۔ بیج کو اچھی طرح تیار کی ہوئی کیاریوں میں لگایا جاتا ہے۔ بیجوں کے اگنے کی رفتار بہت سست اور بدیر ہوتی ہے۔ بیج بونے سے قبل چوبیس گھنٹے تک پانی میں بھگونے سے ان کی روئیدگی جلد ہوتی ہے۔ ریٹلی زمین میں یہ بہت جلد اگتے ہیں۔ کیاریوں میں بیج لگانے کے بعد سوکھے گھاس یا پتیوں کی تہ ان پر پھیلائی جاتی ہے۔ کیاریوں کو روزانہ پانی دیا جاتا ہے۔ بیج تین یا چار روز میں اگ آتا ہے۔ ان کی افزائش بہت سست ہوتی ہے ایک سال کے عرصے میں مشکل سے ۴ تا ۹ انچ تک بڑھتے ہیں۔ فروری ماہ میں ان پودوں کو دوسری کیاریوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ ان چھوٹے پودوں کو ذخیروں میں ٹڈیاں نقصان پہنچاتی ہیں اس لئے حفاظتی تدابیر بہت ضروری ہیں۔ پودے لگانے کے بعد سال ڈیڑھ سال میں وہ پوند کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان پودوں کو مٹی سمیت زمین سے نکال لیا جاتا ہے۔ ان پر چکی کے چشے چڑھائے جاتے ہیں۔ پوند کا وہی عام طریقہ استعمال کیا جاتا ہے جو آموں میں رائج ہے۔ چار مہینے میں پوند تیار ہو جاتے ہیں۔ انہیں جدا کر کے فروخت کرنے سے پیشتر پود گھر میں رکھا جاتا ہے۔ کھرنی کی کمیابی اور اس کی سست افزائش کے باعث چکی کے فروغ دینے میں کئی دسواریاں حامل ہیں۔ ہندوستان میں کھرنی کے خورد و پودے کثیر تعداد میں جنگلات سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ کھرنی سے حاصل شدہ پودے بکثرت پھل لاتے ہیں۔

پودے لگانا

پودوں کو لگانے کے لئے زمین کو اچھی طرح تیار کیا جاتا ہے۔ زمین میں دو چار مرتبہ بل چلائے جاتے ہیں اور ڈھیلوں کو توڑ کر بائیک کر لیا جاتا ہے۔ ۳۵ فٹ کے فاصلے پر ۳ x ۳ x ۳ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ سندھ کے پرانے باغات میں تیس فٹ پر لگائے ہوئے پودے آپس میں ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لئے محکمہ کی سفارشات کے مطابق اب ۳۵ فٹ کے فاصلے پر پودے لگانے چاہئیں۔ گڑھوں کی مٹی کو ایک مہینے تک ہوا اور سورج کی کرنوں سے مٹا ہونے کے لئے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور گڑھوں کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ گڑھوں کی مٹی اچھی طرح

بیٹھ جاتے۔ پودوں کو موسم بہار یعنی فروری مارچ میں یا گرمی کے آخری مہینوں یعنی اگست ستمبر میں لگا دیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مہینوں میں حیدرآباد ریجن کی آب و ہوا بہت مرطوب ہوتی ہے۔

آب و ہوا

پھلدار پودوں کو مینے میں دو یا تین مرتبہ پانی دیا جاتا ہے۔ پانی دینے میں تاخیر سے پھول گر جاتے ہیں۔ اور بار آوری پر برا اثر پڑتا ہے۔ مغربی پاکستان کے جنوبی علاقے میں چونکہ گرمی شدت کی ہوتی ہے۔ اور عرصہ دراز تک اس کا اثر رہتا ہے۔ لہذا ہفتہ وار پانی دینا زیادہ مناسب ہے۔ ہندوستان کے چیکو کے علاقے میں گرمیوں کے موسم میں متواتر بارش ہوتی ہے اس لئے پانی صرف اکتوبر کے بعد دیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں کوتاہی میں پانی کم ہونے کے باعث ہر دو سو دن چیکو کے باغ کو پانی ملتا ہے۔ اس پانی کی کمی کے باعث ساتھ فی صد سہولتیں کم ہوتی ہیں۔ لیکن جن باغات میں پانی باقاعدہ دینے کی سہولتیں میسر ہیں وہاں پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ بارش کے ایام میں پانی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔ نلکین پانی کے استعمال کی وجہ سے مرچ جیسی درمیانی فصلوں کی کاشت ناممکن ہو جاتی ہے۔ لیکن چیکو پر کوئی برا اثر نہیں ہوتا حتیٰ کہ زمین پر پتھر جم جانے سے بھی چیکو متاثر نہیں ہوتا۔

کھا دینا

چیکو کے باغات میں کھا دینے کے کوئی خاص طریقہ پاکستان میں رائج نہیں ہیں۔ گاہے گاہے دو اڑھائی من گوبر کی کھا دنی درخت دی جاتی ہے۔ میرپور خاص کے سرکاری باغ میں کئے ہوئے تجربات کی بنا پر مندرجہ ذیل سفارشات کی جاتی ہیں۔

۱۔ اڑھائی من گوبر کی گلی سڑی کھا د ایک پونڈ نائٹروجن، فی پھلدار درخت فروری کے پہلے ہفتے میں دینی چاہئے۔

۲۔ سات سیر مچھلی کی کھا د ایک پونڈ نائٹروجن، اپریل کے پہلے ہفتے میں دینی چاہئے۔

۳۔ سات سیر مچھلی کی کھا د ایک پونڈ نائٹروجن، جولائی کے آخری ہفتے میں۔

اگر مچھلی کی کھا د باآسانی حاصل نہ ہو سکے تو لاپتی کھا د امونیم سلفیٹ بجا اب اڑھائی سیر فی

پودا استعمال کرنی چاہئے۔

درمیانی فصلیں

چونکہ پودوں کے مکمل طور پر بڑھنے اور زمین پر پھیل جانے میں آٹھ تا دس سال کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ اس دور میں درمیانی زمین کے حصوں میں سبزی یا چارے یا چارے آسانی سے کاشت کئے جاسکتے ہیں۔ خالی رقبہ میں ان فصلوں کی کاشت سے خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔

شاخ تراشی

چیکو کے پودوں کو شاخ تراشی کی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف بیمار اور خشک پیداوار اور ناکارہ شاخیں کاٹنی چاہئیں۔

چیکو کے پودے قریباً تیسرے سال پھل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن پانچویں یا چھٹے سال اچھی طرح سے پھلتے ہیں۔ بیج سے لگاتے ہوئے پودے آٹھ یا دس سال کے بعد پھل دینا شروع کرتے ہیں۔ تیس سال کے بعد پودے کے پھلنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ پودے سارا سال پھول دیتے ہیں۔ لیکن موسم بہار اور گرمیوں کے آخر یعنی اگست ستمبر میں پودے کثرت سے پھول دیتے ہیں۔ سالانہ دو فصلیں حاصل کی جاتی ہیں۔ اپریل تا جون فصل اچھی ہوتی ہے۔ سردیوں میں آنے والی فصل کم ہوتی ہے۔ بار آوری کا انحصار اقسام پر ہے۔ گول پھل والی اقسام کم پھلتی ہیں۔ اور بیضوی شکل کی اقسام بکثرت پھل دیتی ہیں۔ چھ تا ۱۲ صد پھل فی درخت حاصل ہوتے ہیں۔

پھل توڑنا

پھل جب پورے قد و قامت کے ہو جائیں تو انہیں توڑ لینا چاہئے۔ پھلوں کے تیار ہونے پر ان کی رنگت ہلکی سرخ سے تبدیل ہو کر ہلکی سبز یا پہلی ہو جاتی رہے۔ ان پھلوں کو زخمی کرنے سے بچنا نہیں نکلتا۔ درختوں سے پھل توڑتے وقت ان کو زمین پر گرنے نہیں دیا جاتا ہے۔ انہیں لکڑی کے ڈبوں میں بند کیا جاتا ہے اور چار یا پانچ دن میں نرم اور میٹھے ہو کر کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کی کوئی معیاری گریڈنگ نہیں کی جاتی تاہم پھلوں کے سائز کے مطابق انہیں چھوٹا، بڑا اور درمیانہ سائز کے گریڈوں میں جدا جدا کر کے فروخت کیا جاتا ہے۔ ان گریڈوں کی تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل ہیں۔

بیضوی			گول			
بیج	کھال	گودا	بیج	کھال	گودا	گریڈ
۱۰۳۳	۱۱۰۶۰	۸۶۰۰۶	۲۰۶۰	۱۲۰۱۶	۸۵۰۲۳	(۱)
۱۰۷۵	۱۱۰۹۵	۸۶۰۲۳	۴۰۳۷	۱۱۰۲۳	۸۴۰۷۲	(۲)
۲۰۱۳	۱۴۰۹۰	۸۲۰۹۷	۵۰۶۰	۲۲۰۲۰	۷۲۰۲۰	(۳)

اقسام

حیدرآباد ڈویژن میں چکوکے باغات میں تین قسم کے درخت پائے جاتے ہیں۔

- ۱۔ درخت کی ٹہنیاں سیدھی اور شاخیں یکجا۔
 - ۲۔ درخت کی ٹہنیاں کھلی ہوئی اور شاخیں یکجا۔
 - ۳۔ درخت کی ٹہنیاں مھیلی ہوئی اور بے ترتیب
- ان درختوں پر دو طرح کے پھل پائے جاتے ہیں۔

(۱) بیضوی (۲) گول

بیضوی پھل

نیچے کی جانب نوک دار، درمیان میں پھیلا ہوا اور چوٹی کی جانب پھرنوکدار ہوتا ہے۔ ان پھلوں میں بیج اکثر ایک سے زائد نہیں ہوتا۔ پھل قریباً پانچ سینٹی میٹر تک درمیانی حصہ میں پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اور وزن تقریباً تین اونس ہوتا ہے۔ اور گول پھل درمیانی حصے میں پھرتا ہے۔ سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ اور چار تا پانچ اونس وزن ہوتا ہے۔ اس میں بیج ایک سے زائد ہوتے ہیں۔ دونوں پھلوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ لیکن بیضوی شکل کے پھل اکثر میٹھے ہوتے ہیں۔

امراض

ضرر رساں کیڑے

حیدرآباد ڈویژن میں نقصان دہ امراض سے چکوک محفوظ ہے۔ صرف ایک کیڑا بہت نقصان

پہنچاتا ہے۔ جو پودوں کی کلیوں اور پتیوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ وہ مکڑیوں کی طرح پتوں میں جالے بنا

کرا نہیں جوڑ دیتا ہے۔ اور اس طرح کی محفوظ جگہ میں اپنی خوراک حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیڈ آرسینیٹ (LEAD ARSENATE) کے سپرے سے اس پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

میرپور خاص کے سرکاری باغ میں ۱۲ فی صد بی۔ ایچ۔ سی ۱۵۰ فی صد گین پانی میں ۲ پونڈ ۷۵ فی صد ڈی۔ ڈی۔ ٹی کے ساتھ ملا کر سپرے کرنے سے اس کیڑے کی شدت کو ختم کیا گیا ہے۔ ڈیپٹیکس کے تین یا چار پونڈ فی صد گین پانی میں استعمال کرنے سے بھی اس پر قابو پایا گیا ہے۔ پھلوں میں کبھی کبھی بورر کا حملہ ہوتا ہے۔ لیکن اسے یہ کیڑا بہت کم نقصان پہنچاتا ہے۔

استعمال

چیکو کھانے کے علاوہ ڈبوں میں بھی بند کیا جاتا ہے اور اس سے جم (JAM) اور سکویش بھی بنائے جاسکتے ہیں۔

آمدنی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک درخت سے پانچ صد یا ایک ہزار پھل حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ فی درجن ایک روپیہ تا ڈیڑھ روپیہ کے حساب سے اکٹھا فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ایک درخت سے پچاس یا پچھتر روپے سے لے کر سو تا ڈیڑھ سو روپیہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس طرح کم از کم آمدنی ایک ایکڑ کے ۳۶ درختوں سے اٹھارہ سو سے لے کر چوں سو روپے تک حاصل ہو سکتی ہے۔

لوکاٹ

تاریخی اہمیت اور جغرافیائی تقسیم

اس کا اصلی وطن وسط چین کہا جاتا ہے مگر اس پھل نے جاپان میں بہت مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ اس کی زیادہ اور مشہور اقسام وہیں پرور یافت کی گئی ہیں یہ دنیا کے منطقہ حارہ اور منطقہ معتدلہ کے ممالک کا پھل ہے۔ تجارتی پیمانہ پر یہ پھل بحیرہ روم کے خطہ دالی آب و ہوا مثلاً آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ، فلوریڈا اور کیلی فورنیا میں کاشت کیا جا رہا ہے۔

یہ بات پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ یہ پھل پاک و ہند میں کب آیا۔ پاکستان کے اضلاع یعنی لاہور، گوجرانوالہ، ہزارہ (ہری پور) جہلم (چولاسین ٹنڈ) اور کراچی (راولپنڈی اور مردان کے علاقوں میں تجارتی پیمانہ پر کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں موجودہ صورت حال اور مستقبل۔

آزادی سے پہلے سے لوکاٹ پنجاب کے شمال مشرقی اضلاع میں بڑی کامیابی کے

ساتھ کاشت کیا جا رہا ہے۔ پنجاب کے دامن کوہ کے اضلاع بھی لوکاٹ کی کاشت کے لئے موزوں ہیں اس وقت جہلم۔ راولپنڈی۔ مردان۔ سیالکوٹ اور لاہور کے اضلاع میں بہت تھوڑا رقبہ اس کے زیر کاشت ہے تاہم اس کی توسیع کے بہت زیادہ امکانات ہیں کیونکہ ایک تو اس کا پھل بڑا لذیذ ہوتا ہے دوسرے یہ منڈیوں میں سال کے اس وقت میں آتا ہے جبکہ کوئی دوسرا پھل منڈیوں میں بہت سے دستیاب نہیں ہوتا۔

نباتی جائزہ

لوکاٹ (ROSACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے اس کا پودا عموماً ۲۰ فٹ اونچا، جھاری نما

زیبائشی و سرد بہار ہوتا ہے۔ اس کے پتے لمبے جن کی اوپر والی سطح غلام ہوتی ہے، پھول کی ڈنڈی کی لمبائی تقریباً ۹ اینچ ہوتی ہے پھول سفید اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مختلف اقسام میں پھل کی شکل بھی مختلف ہوتی ہے۔ اس کے پھل کی لمبائی تقریباً ۱۱ اینچ ہوتی ہے جو کہ ہلکے زرد سے سرخ گہرا زرد ہوتا ہے۔ اس کے پھل کا چھلکا بہت تپلا لیکن سخت۔ مگر آسانی کے ساتھ گودے سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پھل کا گودا نرم، رس دار ہوتا ہے جس میں دو سے پانچ تک بیج ہوتے ہیں۔

آب و ہوا

لوکاٹ سرد بہار اور منطقہ معتدلہ کا پودا ہے اس کا پودا بہت سخت جان ہے یہ اپنی بڑھوتری کے لئے نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد آب و ہوا پسند کرتا ہے اور معتدل آب و ہوا میں بڑی اچھی طرح نشوونما پاتا ہے۔ ایسے علاقے جہاں بچیس سے تیس اینچ بارش سالانہ مناسب وقفوں کے بعد ہوتی ہو اس کی کاشت کے لئے زیادہ موزوں ہیں یہ نہری علاقوں کی گرم خشک آب و ہوا کو برداشت نہیں کر سکتا پھل کے پکنے کے وقت سخت دھوپ اور گرم ہوا میں اس کے پھل کی جسامت پر اثر انداز ہوتی، میں جس کی وجہ سے پھل یا تو بہت چھوٹا رہ جاتا ہے یا پھر اچھی طرح پک نہیں سکتا۔ لوکاٹ سایہ دار جگہ میں بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کو بطور عارضی پودے کے دوسرے پھل دار پودوں میں لگایا جاتا ہے۔ لوکاٹ چھ ہزار فٹ کی بلندی تک کاشت کیا جاسکتا ہے لیکن اتنا اونچائی پر بہت تھوڑا پھل لگتا ہے جو

ذائقہ میں ٹرسش ہوتا ہے۔

موزوں زمین

لوکاٹ تقریباً ہر قسم میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔ یہ زرخیز میرا زمینوں میں میں جن میں پانی کانکاس اچھا ہو خوب پھلتا پھوٹتا ہے۔ چکنی اور بیتی زمینوں میں اسے کاشت نہیں کرنا چاہئے۔ زمین کی نچلی سطح میں کنکر پتھر وغیرہ کی تہ نہیں ہونی چاہئے۔

کھاد

تاحال لوکاٹ پر کھاد کے متعلق کوئی تجربہ نہیں ہوا۔ تین چار سال کے چھوٹے پودوں کو دس سے پندرہ سیر گوبر کی گلی ٹری کھاد فی پودا ڈالنی چاہئے۔ کھاد کی مقدار پودے کی عمر یا صحت کے مطابق کم و بیش کی جاسکتی ہے۔ ایک جوان پودے کو ایک سے ڈیڑھ من گوبر کی گلی ٹری کھاد سالانہ دینی چاہئے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی دوسری کیمیائی کھاد استعمال کرنی ہو تو آدھ سیر ایمونیم سلفیٹ اور بیس یا تیس گوبر کی کھاد فی پودا ڈالنی چاہئے۔

افزائش نسل

لوکاٹ کی عام طور پر افزائش نسل بذریعہ تخم ہی کی جاتی ہے لیکن بہت تھوڑی تعداد میں اسے بعلگیر بیوند اور چٹے کے ذریعے بڑھایا جاتا ہے۔

تخمی افزائش نسل

اس مقصد کے لئے عمدہ قسم کا پورا پکا ہوا پھل منتخب کر کے اس میں بیج نکال لیا جاتا ہے۔ اس کو فوری طور پر اونچی کپاریوں یا مہل سے بھرے ہوئے گملوں میں بویا جاتا ہے۔ بیج کو زیادہ گہرا نہیں بونا چاہئے۔ بعد میں پانی سے ان کی یوں اور گملوں کو گسیلا رکھا جائے۔ عام حالات میں اسے آگنے کے لئے ایک ماہ کا عرصہ درکار ہے۔ اسے زیادہ مقدار میں پانی دینا مضر ثابت ہوتا ہے۔ بیج کو گملوں میں بونا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ان کو گرم ہواؤں اور بارش سے محفوظ کرنا آسان ہے۔ جب بیج آگ کر تین انچ سے چار انچ تک کی اونچائی تک پہنچ جائیں تب ان کو چھ انچ کے گملوں میں تبدیل کر دینا چاہئے۔ جب ان تخمی پودوں کا تڑپڑھ فٹ تک ہو جائے اور ان کے تنے کی موٹائی ایک پینسل کے برابر

ہو جائے تو ان کو دس اینچ کے گلوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

نباتی طریقہ - بنگلگیر پیوند

جب تختی پودا اپنسل کے برابر موٹائی میں ہو جائے تب اس کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں دس اینچ کے گلوں میں بنگلگیر پیوند کے لئے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہیں عمدہ پودوں کے پاس لے جائیں جہاں سے پیوند لینا مقصود ہو۔ گملے سے تقریباً ۶ سے ۹ اوپر مناسب موٹائی پر دو سے تین اینچ لمبا اور ۱/۲ اینچ موٹا چھلکا دونوں طرف یعنی ٹاک اور سائٹ کی شاخوں پر سے اتارتے ہیں اور دونوں ٹہنیوں کو ملا کر باندھ دیتے ہیں اور اس کے اوپر گوبڑ اور گارے سے تیار شدہ مادے کا پلستر کر دیتے ہیں تاکہ جڑنے والی جگہ ہو اپانی اور جراثیم سے محفوظ رہ سکے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ باندھے ہوئے گلوں کو باقاعدگی سے پانی ملتا رہے۔ تین مہینے کے بعد ان کو جوڑ مکمل ہو جاتا ہے۔ ویسی پودے کو جوڑ سے تین اینچ اوپر اور پیوندی شاخ کو جوڑ سے ۳ اینچے دو تین وقفوں میں کاٹ دیا جاتا ہے پھر ان کٹے ہوئے گلوں کو سایہ دار جگہ میں محفوظ رکھ کر باقاعدگی سے پانی دیتے رہنا چاہئے۔ بنگلگیر پیوند کا عمل دونوں موسموں مثلاً بہار (مارچ - اپریل) اور خزاں (اگست - ستمبر) میں ہو سکتا ہے۔

بذر لیچہ چشمہ

اگرچہ یہ طریقہ مغربی پاکستان میں عام نہیں ہے تاہم اس طریقے سے پودے کی افزائش نسل کی جاسکتی ہے۔ جب تختی پودے ڈیڑھ سے دو سال کے ہو جائیں تو ان کو لیٹے، نما طریقے سے چشمہ چڑھایا جاتا ہے۔ یہ طریقہ تر شاوہ خاندان میں عام استعمال ہوتا ہے چشمہ چڑھانے کا عمل بھی دونوں موسموں میں جیسا اور پر بیان کیا گیا ہے عمل میں لایا جاتا ہے۔

جگہ کا انتخاب

لوکاٹ کا پھل بڑا نازک ہے اس لئے اس کے پھل کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں کافی نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ لہذا لوکاٹ کے باغ لگانے وقت مناسب جگہ کا انتخاب کرنا ضروری امر ہے اس باغ کا منڈی - پکی سڑک یا سٹیشن سے قریب ہونا بڑا ضروری ہے۔ اگر یہ سہولتیں متیسر نہ ہوں تو کم از کم کچی سڑک سے ملنا ہو۔ تاکہ پھل بٹیر نقصان کے منڈی تک

پہنپایا جاسکے۔ اگر اس پھل کو دوسرے پھل وار پودوں کے ساتھ لگانا مقصود ہو تو اس کے لئے جگہ شمال مشرق کی طرف مخصوص کر دینی چاہئے لیکن اگر اسے بالکل علیحدہ لگانا ہو تو جنوب مغرب کی طرف ہوا توڑ باڑ کا ہونا ضروری ہے تاکہ گرم آندھیوں سے اس کی حفاظت ہو سکے۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ بیس سے پچیس فٹ ہونا چاہئے۔

اقسام

پاکستان میں لوکاٹ کی صرف چند اقسام ہی موجود ہیں جو درآمد کی گئی ہیں ان میں سے ٹنا کا۔ بیج لیس اور تھامسن پرائیڈ اقسام محکمہ زراعت کے شعبہ اثمار کے تحت لائل پور کے تجرباتی باغ میں کامیابی کے ساتھ پھل دیتی رہی ہیں۔ اگر ان اقسام کو اپنایا جائے تو لوکاٹ کی قلت دور ہو سکتی ہے۔

ہمارے ہمسایہ ملکوں میں مندرجہ ذیل مشہور اقسام پائی جاتی ہیں اگر ان کو یہاں پر کاشت کیا جائے تو کامیاب ہو سکتی ہیں۔

۱۔ لاج آگرہ - ۲۔ کیلے فورنیا ایڈوانس - ۳۔ ٹنا کا - ۴۔ لارج پیل سیلو - ۵۔ پیل سیلو
۶۔ تھامسن پرائیڈ - ۷۔ امپروڈ گولڈن سیلو - ۸۔ گولڈن سیلو ان میں سے اوپر پیلن کی ہوئی تین اقسام تو ہمارے ماں پہلے سے موجود ہیں اگر باقی اقسام کو بھی درآمد کر لیا جائے تو لوکاٹ کے پھل کی صنعت میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ ان کے علاوہ بہت سی نئی اقسام ہیں جو تجارتی نقطہ نگاہ سے تو کوئی قدر نہیں رکھتیں مگر ان میں سے بعض اقسام ذائقے اور لذت میں اپنی صحت میں بے مثال ہیں۔ زیادہ اقسام کو لوگ ناپسند ہی کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اس پھل کی کمی کی وجہ سے یہ پھل منڈیوں میں فروخت ہو ہی جاتے ہیں۔

پودے لگانا

زمین کی تیاری۔ جگہ کے انتخاب کے بعد سب سے پہلے مٹرکوں۔ پٹروں۔ کھالوں اور بلاکوں کی نشاندہی کر لینی چاہئے۔ باغ کی داغ بیل کرنے سے پہلے زمین میں اچھی طرح سے ہل وغیرہ پلا کر اور زمین کو ہوار کر لینا چاہئے۔ تب پودوں کی نشاندہی بذریعہ مربع طریقہ یا شش پہلو طریقے سے ۲۰ سے ۲۵ فٹ کے فاصلے پر کر لینی چاہئے۔ گڑھے کا سائز ۳ x ۳ x ۳ ہوتا

چاہئے۔ گڑھا کھودتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اوپر والے ایک فٹ کی مٹی بچلی
دو فٹ کی مٹی سے علیحدہ رکھی جائے اور پر والی مٹی میں برابر کی اور گلی سڑی گوبر کی کھاد ملا کر
گڑھے کو سطح زمین سے چھ انچ اوپر رکھ کر بھر دینا چاہئے اس کے بعد کھیت کو پانی سے
بھر دینا چاہئے تاکہ گڑھے اچھی طرح سے بلیٹھ جائیں۔ یہ احتیاط رہے کہ تمام عمل پودے لگانے
سے پہلے ہو جائیں پودے صحت مند۔ یک سالہ اور منتخب شدہ ہوں۔

پھل دار پودے لگانے کے دو موسم ہیں فروری مارچ اور ستمبر اکتوبر لیکن لوکاٹ کی
کاشت کے لئے فروری مارچ کا موسم بہت موزوں ہے۔ پودے لگاتے وقت گاچی کے
مطابق گڑھا کھودنا چاہئے۔

آبیاشی

پودے کی بڑھوتری اور پھل کو ہر سال حاصل کرنے کے لئے اسے باقاعدگی سے پانی
دینا چاہئے۔ پانی کا وقفہ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر پانی باغ میں کھڑا رہے
تو پودوں کو نقصان پہنچاتا ہے سردی کے موسم میں پینے میں ایک دفعہ پانی کافی سمجھا جاتا ہے۔

فصلوں کی کاشت

باغ کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اس میں قلبہ رانی کی جائے۔ ایسا کرنے سے زمین میں ہوا کا گزر آسان ہو جاتا ہے۔ نمی زیادہ دیر تک برقرار رہتی ہے اور چڑھی بوٹیوں کی تلفی بھی ہو جاتی ہے۔ جس سے پودوں کی حالت برقرار رکھنے کے لئے پودوں کی حالت برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ باغ کی آمدنی بڑھانے اور خالی جگہ کو استعمال میں رکھنے کے لئے پودوں کے درمیان فصل یا سبزیاں کاشت کی جاسکتی ہیں۔ ایسی فصلیں جو زمین کی طاقت کو کھینچتی ہیں۔ مثلاً گندم۔ کماؤ۔ کپاس وغیرہ باغوں میں کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ ایسی فصلیں جو زمین کی طاقت کو بحال رکھتی ہیں مثلاً برسیم۔ سنبھی۔ گوارہ۔ دالیں اور سبزیاں باغوں میں کاشت کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

پودے کی شکل بنانا اور کاٹ چھانٹ

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سدا بہار پودوں کی بہت کم کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے۔ لوکاٹ بھی سدا بہار پودا ہے۔ اس لئے ابتدائی عمر میں پودے کی شکل بنانے کے لئے بے موقعہ شاخیں کاٹ دینی چاہئے۔ چونکہ اس پھل کو بہت جلدی خراش وغیرہ آجاتے ہیں لہذا پھل اتارنے وقت بڑی احتیاط برتنی چاہئے اس نازک پھل کو مندرجہ بالا تکنیکیوں سے بچانے کے لئے پودوں کی اونچائی کم رکھنی چاہئے۔

مچھول اور مچھل

پاکستان میں لوکاٹ کو ماہ نومبر دسمبر میں مچھول آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مچھول کا رنگ سفید اور قطر ۱۴ اینچ ہوتا ہے۔ مچھول گچھوں میں جن کی لمبائی چار سے آٹھ اینچ ہوتی ہے شاخ کے سرے پر نکلتے ہیں مچھل کا رنگ ہلکا زرد سے نارنجی ہوتا ہے اس کی شکل قدرے مخروطی ہوتی ہے چھلکا پتلا۔ گودا سفید سے نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا پھل خوش ذائقہ ہوتا ہے مچھل میں دو سے پانچ تک بیج ہوتے ہیں۔ اس کے بیج کا رنگ بھورا جو کہ لمبائی میں ۳ اینچ ہوتا ہے مچھول والے چشموں کی تشریح ماہ اگست ستمبر میں ہوتی ہے۔

پھل حسب منشا حاصل کرنے کے لئے پھل کو چھوڑ کر دینا چاہئے تاکہ پھل حجم میں بڑا اور خاصیت میں عمدہ ہو جائے۔ کچھ شاخیں بھی کاٹ دی جاتی ہیں تاکہ اگلے سال نئی شاخیں کافی تعداد میں نکلیں اور پھل کی پیداوار میں اضافہ ہو۔

پیداوار

لوکاٹ کے پودے کا درمیانی فاصلہ عموماً ۲۰ سے ۲۵ فٹ ہوتا ہے اس لئے ایک ایکڑ میں پودوں کی تعداد ایک صد ہوتی ہے اگر ایک پودے کی اوسط پیداوار ۳ سیر ہو تو ایک ایکڑ کی کل پیداوار ۵۷ من ہوگی۔ اگر ایک من کی اوسط قیمت پندرہ روپے فی من ہو تو ایک ایکڑ کی کل آمدنی ۱۱۲۵ روپے ہوگی۔

فصل کی برداشت

اس کا پھل آخر بہار میں پکتا ہے۔ جبکہ موسم گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھل کے نرم و نازک ہونے کی وجہ سے جلدی خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے پھل کو بڑھی احتیاط سے درخت سے اتارنا اور ٹوکروں میں بند کرنا چاہئے اگر پھل کو دور دراز کی منڈیوں میں بھیجا مقصود ہو تو اسے عمدہ قسم کی ٹوکریوں میں بند کرنا چاہئے اور اگر علقے کی منڈیوں میں بھیجا ہو تو پندرہ سے بیس سیر کی ٹوکریاں استعمال میں لانی چاہئیں۔

کیڑے اور بیماریاں

مغربی پاکستان میں لوکاٹ کے پودے شدید قسم کی بیماریوں اور کیڑوں سے محفوظ ہیں بعض اوقات ٹہنیوں کے سڑنے کی بیماری جو کہ کمزور پودوں پر حملہ آور ہوتی ہے کافی نقصان کر دیتی ہے۔ علاج کے طور پر ان شاخوں کو بیمار جگہ سے ایک فٹ نیچے سے کاٹ دینا چاہئے اور کافی بونی جگہ کو بورڈ پیٹ سے لپیپ کر دینا چاہئے۔

استعمال

پھل کو تازہ حالت میں استعمال کرنے کے علاوہ اسے اور بہت سے طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ڈبوں میں بند کرنے کے لئے یہ اتنا ہی مفید ہے جتنا کہ سیب کا پھل۔ اس کی چٹنی بنائی جاسکتی ہے اور اس کی عمدہ قسم کی جیلی بھی بنائی جاسکتی ہے۔

انگور

تاریخ

انگور خاندان وائٹس (GENUS VITIS) سے تعلق رکھتا ہے اور اس خاندان کی ۶۰ سے زیادہ اقسام ہیں جو اکثر ان سرد معتدل علاقوں سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ شمالی نصف کرہ میں واقع ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں سے اکثر اقسام کی ابتدا شمالی امریکہ سے ہوئی ہے اور باقی اقسام کی ابتدا غالباً کیپٹن سے ہوئی ہے جہاں سے یہ مشرق وسطیٰ یورپ اور دیگر ملکوں میں پھیلی ہیں اور یہ اقسام غالباً وائٹس وینیفرا (VITIS VINIFERA) سے تعلق رکھتی ہیں اور یورپ و ایشیائی ممالک میں عام طور سے کھانے، رس نکالنے، کٹمٹش بنانے اور شراب کٹید کرنے کے لئے کاشت کی جاتی ہیں۔ وائٹس وینیفرا قسم کے انگور سرد معتدل علاقہ جات کے انگوروں میں مثلاً وائٹس لبراسکا (VITIS LABRUSCA) وائٹس روٹنڈی فولیا (VITIS ROTUNDFOLIA) اور وائٹس ڈسٹی ویلیا (VITIS DESTIVALIA) سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ یہ زیادہ ملائم رس دار اور میٹھے ہوتے ہیں اور ان کا چھلکا گودے سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس

سرد معتدل علاقہ جات کے انگور زیادہ تیزابی اور سخت چھلکے والے ہوتے ہیں جو آسانی سے گودے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ وائٹس لبرسکا قسم (VITIS LABRUSCA) ہے جو کہ شمالی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ ہم یہاں صرف وائٹس وانی فیرا (VITIS VINIFERA) کا ذکر کریں گے جو ہمارے ہاں عام طور پر پائی جاتی ہے۔

رقبہ اور پیداوار

انگور سخت سرد یا سخت گرم اور مرطوب آب و ہوا والے علاقہ جات کے علاوہ تمام دنیا میں کاشت کیا جاتا ہے، خاص طور پر سرد اور معتدل علاقوں میں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں سالانہ چار کروڑ ٹن انگور کی پیداوار ہوتی ہے جس کا کثیر حصہ اٹلی، فرانس، سپین، یونان اور ترکی میں پیدا ہوتا ہے۔ جہاں اندازاً ۵۰ کروڑ ایکڑ زمین پر انگور کے باغات ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرد معتدل علاقوں میں دیگر پھلوں کے مقابلے میں انگور کی پیداوار سب سے زیادہ ہے۔

پاکستان میں انگور کی کاشت کوٹھ اور فلات کے علاقوں میں ہوتی ہے۔ جہاں ہر اہم ہزار ایکڑ زمین پر انگور کے باغات ہیں۔ جن کی سالانہ پیداوار ہر اہم لاکھ من ہوتی ہے۔ مغربی پاکستان کے بعض پہاڑی علاقوں میں مثلاً پشاور میں انگور کی کاشت ہوتی ہے مگر ان کی اقتصادی اہمیت بہت کم ہے۔ انگور کی بعض اقسام کہیں کہیں میدانی علاقوں میں بھی کاشت کی جاتی ہیں۔ سابقہ پنجاب میں وادی سون اور کوہستان نمک (SALT RANGE) کے علاقوں میں انگور کی کاشت کو خاطر خواہ فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ سکرو اور گلگت کے علاقوں میں بھی کافی حد تک فروغ دیا جاسکتا ہے

آب و ہوا اور زمین

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ انگور جو مغربی پاکستان میں کاشت کئے جاتے ہیں وائٹس وائٹس وائیٹس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی نشوونما کی وجہ آب و ہوا ہے کیونکہ خاص انگور کی کاشت کو مخصوص آب و ہوا درکار ہے۔ یہ سرد اور معتدل علاقوں کا پھل ہے۔ اور ۳۰۰۰ فٹ سے ۶۵۰۰ فٹ کی بلندی تک اگایا جاتا ہے۔ جہاں درجہ حرارت عموماً معتدل رہتا ہے اور ۶۰ سے ۶۱.۵ تک بمشکل بڑھتا ہے اور جب سردیاں بھی شدید اور درجہ انجماد بارشوں اور برفباری کے ساتھ عام ہوتا ہے۔ پس انگور کی بیل زیادہ اور کم درجات حرارت کو کافی حد تک برداشت کر لیتی ہے۔ سردیوں میں کوٹھ فلات

ڈیڑوں کے بہت ہی کم ۵۰ ف درجہ حرارت سے بھی انگور کی بیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ دوسری صورت میں خشک اور نیم گرم درجہ حرارت اس کی مناسب افزائش اور پھل کی نشوونما کے لئے بہت ہی سود مند ہے۔ موسم گرما میں بارش اس کی نشوونما اور پھل پکنے کے لئے ایک شدید خطرہ ہے۔ اس وقت زیادہ رطوبت کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے اور اس میں پھپھوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھل گلنے سڑنے لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمدہ اقسام زیادہ برسات کے باعث کاشت نہیں کی جاسکتیں۔ چند اقسام جو مون سون کی بارشوں سے پہلے پک جاتی ہیں، کاشت کی کوشش کرنی چاہیے۔ انگور کی عمدہ اقسام کی کاشت ان علاقوں تک محدود کی جائے جہاں موسم سرما میں بارش ہو لیکن موسم گرما خشک رہے۔

زمین

جہاں تک زمین کا تعلق ہے انگور کی بیل مختلف قسم کی زمینوں مثلاً مناسب ہلکی زمین سے اچھی چکنی زمین پر کاشت کی جاسکتی ہے۔ اچھے نظام نکاس والی ہلکی چکنی زمینیں انگور کی بیل کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بھاری چکنی زمین میں پھل دیر سے پکتا ہے۔ یہ مشاہدہ بھی کیا گیا ہے کہ بھاری عمدہ ترین اقسام ہمارے ملک کی کنکرلی اور کنکرلی چکنی زمینوں پر اچھی آگتی ہیں۔ جب انگور کی بیل ریتی اور کنکرلی زمینوں پر کاشت کی جائے تو اسے دیگر پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھا دینے کی احتیاط کی جائے۔ اس کی لمبی عمر کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی کاشت اچھی زرخیز زمین پر کی جائے کچھ اچھے نظام نکاس والی ہلکی چکنی زمین انگور کی کاشت کے لئے مناسب ترین ہے۔

ایسی خصوصیات والی زمینوں سے پنچگی میں یکسانیت، اچھی پیداوار اور عمدہ خصوصیات کے پھل کی توقع کی جاسکتی ہے۔ کنکرلی زمینوں پر کاشت شدہ انگور کا پھل بہ نسبت چکنی زمینوں کے جلد پک جاتا ہے۔ جلد پکنے کے باعث بعض اوقات حقیقتاً باغبان کو فائدہ ہوتا ہے۔ انگور کی کاشت مختلف النوع زمینوں پر کی جاسکتی ہے بشرطیکہ آب و ہوا مناسب ہو۔ یہ حقیقت اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ انگور کی بیل کو سٹقلات ڈیڑوں کی مناسب آب و ہوا اور جہاں آبپاشی کی سہولتیں میسر ہوں، مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت کی جاسکتی ہے۔

افزائش نسل

انگور کی کاشت عالمی طور پر قلم سے کی جاتی ہے۔ کیونکہ انگور کی کاشت تخم سے قطعاً ناموزوں ہے۔
 تخم صرف تجرباتی بنیاد پر نئی اقسام پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے بیرونی ممالک کی کچھ اقسام
 میں جہاں جڑوں کا فائیلزرا ایک اہم مسئلہ ہے اور اس کے لئے قابل
 برداشت جزوے درکار ہوتے ہیں، چشمہ اور گرافٹ لگایا جاتا ہے۔ انگور کی افزائش نسل عام طور
 پر اور آسانی سے قلم لگانے سے کی جاتی ہے۔ کوئٹہ اور فلوات ڈویژنوں میں صرف قلمی طریقہ اختیار کرتے
 ہیں۔ قلم ہمارے پہاڑی حالات میں سردی کے آخر میں یا موسم بہار کے بہت پہلے جب شاخ نرانشی
 کی جاتی ہے۔ تو ایک سال پرانی لکڑی سے حاصل کی جاتی ہے۔ بیل میں رس کا عمل اسی وقت شروع
 ہوتا ہے۔ انگور میں شاخ نرانشی کرنے اور نرسری میں قلم لگانے کے صحیح وقت کا اندازہ اس طرح
 کیا جاتا ہے کہ کسی شاخ کو مٹھوڑا سا چیرا دیں اگر شاخ خشک ہو تو وہ وقت ٹھیک نہیں، اگر شاخ
 کو انگلی سے دبائیں اور انگلی مٹھوڑی سی گیلی ہو جائے تو یہ قلم حاصل کرنے کا صحیح وقت ہے۔



انگور کی قلمیں لگانے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اگر قلموں کو خندق میں لگانے کا خیال ہو جیسا کہ کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں میں عام طور پر ہوتا ہے تو دو یا تین بڑی قلمیں ایک ہی سوراخ میں خندق میں اکٹھی لگائی جاتی ہیں۔ ان قلموں کا زیادہ حصہ زمین میں دبا دینا چاہیے۔ اور تھوڑا حصہ دو یا تین چشموں کے ساتھ زمین کے اوپر رہے۔ ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ قلمیں ناکام نہ رہیں۔ اگر تینوں قلمیں جڑیں لیتی ہیں تو اگلے موسم میں دو کو نکال دیں گے۔ اور تیسری کو اس کی مستقل جگہ پر رہنے دیں گے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قلموں کو پہلے تیسری میں لگایا جائے اور جب ان کی جڑیں نکل آئیں تو انہیں ان کی مستقل جگہ منتقل کر دیا جائے۔ تیسری میں قلم لگانے کے لئے ۹ اینچ چوڑی اور ۶ اینچ لمبی خندقیں کھودنی چاہئیں اور قلمیں ایک دوسرے سے ۴ یا ۶ کے فاصلے پر لگانی چاہئیں اور پھر مٹی سے ڈھانپ کر پاؤں سے اچھی طرح سے دبا دینا چاہیے۔ قلمیں لگانے کے بعد فوراً پانی دے دینا چاہیے قلم کی عام لمبائی ایک فٹ سے ڈیڑھ فٹ تک رہے جس پر ۴ یا ۵ چشمے ہوں۔ ۳ یا ۴ چشمے زمین پر دبا دیئے جاتے ہیں اور ۲ یا ۳ چشمے زمین کے اوپر رہنے دیئے جاتے ہیں۔ اس طریقے سے تقریباً ۱۰۰ فیصد کامیابی ہوتی ہے۔ یہ قلمیں پھر ایک موسم کے لئے تیسری میں رہنے دی جاتی ہیں اور اگلی فزوری میں انہیں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ منتقلی کے وقت ان کی عمر ایک یا دو سال ہونی چاہیے اور جڑیں اچھی طرح نشوونما حاصل کر چکی ہوں

جہاں زمین زرخیز ہو اور انگور کی بیل کی دو قطاریں ایک ہی گٹھے میں ایک دوسرے کے ساتھ مل رہی ہوں تو باغبان داب کا طریقہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس طریقے سے ایک تندرست ترقی یافتہ شاخ کو زمین میں اس طرح دبا دیا جاتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ زمین سے باہر نکل رہا ہو جب جڑیں نکل آتی ہیں تو اس شاخ کو اپنی اصل بیل سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بہر حال عام نہیں ہے اور اس طریقے سے نزدیکی بیلوں کو خوراک کے مہیا ہونے کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بیل کی منتقلی اس کی مستقل جگہ پر عموماً فزوری کے مہینے میں کی جاتی ہے اور ان کے مابین ترتیبی

طریقے کے مطابق ۸ فٹ کا فاصلہ رکھا جاتا ہے۔

آبپاشی

سرحد علاقہ جات کے بہت سے حصوں میں آبپاشی باغبانوں کے لئے کوئی خاص مسئلہ نہیں ہے

جہاں ہمیشہ بارش اور برف باری ہوتی ہے۔ البتہ خشک علاقوں میں دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح مصنوعی آبپاشی کی ضرورت ہوتی ہے۔ انگور کی بیل دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی نسبت پانی کی کمی کو زیادہ برداشت کرتی ہے۔ انگور کے باغ کے لئے آبپاشی کی مقدار اور قسم کا درلودار زمین اور آب دہرا پر ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ پھل جو کہ ہلکی اور کھلکی زمین میں لگائی گئی ہیں، زیادہ پانی مانگتی ہیں اور اسی طرح قدرتی طور پر گرم علاقے میں لگائے ہوئے انگور کو بہ نسبت سرد علاقے میں لگائے ہوئے انگور کے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری ذخیروں میں بیوں کو آٹھ یا دس دن کے بعد پانی دیا جاتا ہے اور جوان بیوں کو پندرہ یا بیس دن کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ اگر آبپاشی مقررہ میعاد کے بعد کی جائے تو اس کا اثر انگور کے پھل کی نشوونما پر ہوگا۔ اگرچہ بیل پانی کی تاخیر کو برداشت کر لے گی۔ انگور کی بیل کو عموماً موسم سرما میں ایک یا دو دفعہ پانی دیا جاتا ہے۔ لیکن موسم بہار سے لے کر موسم خزاں تک باقاعدہ آبپاشی کی جاتی ہے۔

عام طور پر پھل کے پکنے کے وقت تھوڑے عرصے کے لئے آبپاشی بند کر دی جاتی ہے کیونکہ اس وقت کی آبپاشی سے پھل کے پکنے میں دیر ہوتی ہے۔ دوسری حالت میں پھل لگنے کے وقت زیادہ آبپاشی پھل کی نشوونما اور حجم پر برا اثر ڈالتی ہے۔

کھاد دینا

انگور کے باغ کو کھاد دینے کی ضروریات کا دار و مدار زمین کی قسم اور اس کا نکاس، کاشت مناسب شناخ تراشی، کیرٹے اور بیاریاں اور حیاتیاتی مادے کی زمین میں موجودگی پر منحصر ہے۔ یہ تمام عوامل مشترکہ طور پر بیل کی بڑھوتری اور پھل کی پیداوار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ان تمام عوامل پر قابو ہو اور پھر بھی بیل کی بڑھوتری غیر تسلی بخش ہو تو پھر ایسی کھاد اور مصنوعی کھاد دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نائٹروجن والی مصنوعی کھادیں عموماً بیل کی تسلی بخش بڑھوتری کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اگرچہ عام یقین ہے کہ نائٹروجن کی زیادہ مقدار پھل کے پکنے میں تاخیر کا باعث ہوتی ہے اور اس کی صحیح نشوونما میں رکاوٹ ڈالتی ہے۔ اس کا دوسرا اثر یہ بھی ہے کہ یہ بیل کی نباتاتی بڑھوتری کو بہت زیادہ کر دیتی ہے اور اس طرح مناسب پھل لگنے پر اچھا اثر نہیں ڈالتی لیکن اگر بیل کی بڑھوتری خراب زمینوں پر یا ریل زمینوں پر غیر تسلی بخش ہو تو امیرنیم سلفیٹ سحاب ایک یا دو پونڈ فی بیل، بڑھوتری

کے شروع ہونے پر دیانتین ہفتے پہلے دے دینا چاہیے۔ سوڈیم نائٹریٹ نے بھی موسم بہار کے شروع میں بحساب ایک پونڈ فی ہیل اچھے نتائج دیئے ہیں۔ انگور اگانے والے علاقہ جات میں باغات کو زمین کی زرخیزی کو برقرار رکھنے کے لئے مولتی خالوں کی کھادی جاتی ہے۔ گوبر کی کھاد کی مقدار زمین کی زرخیزی پر منحصر ہے۔ یہ عموماً موسم بہار کے شروع میں بڑھوتری سے پہلے ۶ سے ۱۰ اٹن فی ایکڑ ڈالی جاتی ہے۔ بعض اٹھاس نے راکھ، ہڈیاں، خشک خون اور دوسری اس قسم کی کھادوں کی سفارش کی ہے مگر عمل طور پر ان کا بہت کم ثبوت ہم پہنچتا ہے۔

کاشت اور درمیانی فصلوں کی کاشت

انگور کی ہیل کے خندق والے طریقے میں جو عام طور پر ہمارے ملک میں انگور کی کاشت کرنے والے علاقوں میں رائج ہے، درمیانی فصلوں کی کاشت ممکن نہیں، ماسوائے پھلی دار فصلوں برسم، لوسن اور شقل کے جو کہ موسم کے آخر میں سبز کھاد کے طور پر زمین میں دبا دیے جائیں۔

سید سٹم (HEAD SYSTEM) طریقے کے تحت جو کہ دوسرے نمبر پر عام طریقہ ہے، چند سبزیوں مثلاً آلو اور مرچوں وغیرہ کی درمیان میں کاشت ممکن ہے لیکن ایسا ساڈنا در ہی کیا جاتا ہے، درپیلوں کے قریب ایسا کرنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ ایک یا دو سال کے بعد ایسا کرنے سے کھاد دینا ایک مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس طریقے کے تحت بھی پھلی دار فصلوں کی سبز کھاد کی سفارش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر کوٹہ اور قلات ڈویژنوں کی زمینوں میں ایسا کرنا مشکل ہے۔

جہاں کہیں بھی انگور کی کاشت ڈھلوان زمینوں پر کی جاتی ہے تو زمین کو کٹاؤ بہاؤ سے بچانے کے لئے ساڈ کلچر (SOD CULTURE) کا استعمال کیا جاتا ہے اور اسے بعد میں زمین ڈھانپنے کے لئے اور زمین کی نمی کو برقرار رکھنے کے لئے بطور بلچ (MULCH) استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جہاں زمین کی نمی کو برقرار رکھنا ایک اچھا خاصا مسئلہ ہوتا ہے۔

انگور کے باغبان جو اپنے باغ کے لئے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے تحت درمیانی فصلوں کی کاشت نہیں کی جاتی اور نہ ہی اس کی سفارش کی جاتی ہے۔ انگور کے باغ میں زمین کو ہمیشہ کم از کم دو دفعہ سال میں گڑائی وغیرہ سے صاف رکھنا چاہیے۔ ترجیحاً ایک گودائی موسم بہار کے شروع میں اور دوسری موسم گرما کے وسط میں ہیل کی پختگی سے کافی پہلے تاکہ غیر ضروری پودوں کو تلف کر دیا جائے

اور زمین کی مٹی کو برقرار رکھا جاسکے، کرنی چاہیے۔ جڑی بوٹیاں ہمارے انگور کے باغات کے لئے ایک سخت مسئلہ ہیں جو بیلوں کے ساتھ ساتھ زمین کی زرخیزی کو ختم کرتی ہیں۔ اس لئے انگور کے باغاتوں کو سال میں کم از کم دو یا تین مرتبہ اپنے باغات میں غیر ضروری پودوں کو تلف کرنے کے لئے باقاعدگی سے گوڈی کرنی چاہیے۔

ترسیت اور شاخ تراشی

انگور کی ترسیت ایک بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ عوامل پر زہری سے لیکر پھل کی مناسب نشوونما تک اثر انداز ہوتی ہے۔ انگور کی ترسیت اور شاخ تراشی میں کسی قسم کی کوتاہی انگور کے باغبان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتی ہے۔ بیل کی باقاعدہ سالانہ ترسیت اور شاخ تراشی ایک لازمی عمل ہے۔ اس عمل سے باغبانوں کو ابتدا سے ہی واقفیت ہے اور اب تو کچھ ترمیم اور درستگی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ انگور کی بیل سے قطع اور پھل حاصل کرنے کے لئے بیل کی سالانہ شدید شاخ تراشی کی جاتی ہے اور تمام لکڑی سوائے پھل کی چھوٹی شاخوں کے جو اگلے سال پھرتنی لمبائی تک پہنچ جاتی ہیں کاٹ دی جاتی ہے۔ بیل کی ترسیت ایک فنی مہارت کی حامل ہے۔

انگور کی بیل کی ترسیت کے بہت سے طریقے مثلاً کسی قسم کی شاخ تراشی کے بغیر اور آج کی شدید شاخ تراشی تک بہت ہی پرانے زمانے سے جاری ہیں۔ آج کل بیل کی ترسیت خاص مقصد اور جگہ کی وسعت کے مطابق کی جاتی ہے۔ چند ایک طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

خندق کا طریقہ

میاں بیل میں خندق میں اگائی جاتی ہیں۔

ہمید سسٹم

اس طریقے کے تحت بیل کو کسی سہارے کے تحت ترسیت دے کر اپنے تنے پر کھڑا ہونے کی

مدد دی جاتی ہے۔

تار گیر طریقہ

اس طریقے کے تحت بیل کی چار یا پانچ شاخیں تاروں کے تحت سدھاری جاتی ہیں۔

مٹہ طریقہ

اس طریقے کے تحت بیل کی اصل شاخوں کو تاروں یا لکڑی کے منتشر حصوں پر تربیت دی جاتی

ہے۔ کارڈن سٹم

اس میں تے کو ۵ سے ۱۰ فٹ تک کی بلندی تک بیدھا رکھا جاتا ہے اور اس کے ہر دو اطراف

سے ۸ اینچ سے ۱۰ اینچ تک کے فاصلے پر شاخیں نکلتی ہیں۔

علاوہ ازیں بیلوں کو زیبائش کے لئے دیواروں، مکانون، درختوں اور پود گھروں پر تربیت دی

جاتی ہے۔ یہاں ہمیں صرف تجارتی طریقوں سے بحث ہے۔ جو عام طور پر مستعمل ہیں۔ بہت ہی زیادہ

عام اور کامیاب طریقے مندرجہ ذیل ہیں۔

خندق والا طریقہ

اس طریقے کے تحت بیل کی ایک یا دو سال کی عمر کی جڑیں ایک دوسرے سے ۴ فٹ یا

۸ فٹ کے فاصلے پر خندق میں لگائی جاتی ہیں۔ خندق عموماً ۳ فٹ سے ۴ فٹ چوڑی اور ۴ فٹ سے ۶ فٹ گہری ہوتی ہے۔ اس طرح خارج شدہ مٹی کو خندق کے ایک کنارے پر نکالا جاتا ہے۔

اور اس پر بیل کو تربیت دی جاتی ہے۔ ان کے کنارے ایک طرف ڈھلوانی ہوتے ہیں خدقیں عموماً

ایک دوسرے سے ۱۰ سے ۱۵ فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہیں۔ بیلوں کو خدقوں میں گڑھوں میں خندق

کے اس کنارے کے نزدیک لگایا جاتا ہے، جس پر امنیں تربیت دینی درکار ہوتی ہے۔ ایک سال

کی بڑھوتری کے بعد ایک اچھی توانا شاخ کو چھوڑ کر باقی شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ منتخب شاخ کو

اوپر سے ۴ یا ۵ اینچ چستے چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سال اس منتخب شدہ شاخ سے

بہت سی شاخیں مچھوٹیں گی۔ ایک توانا شاخ پھر منتخب کی جاتی ہے اور باقی ماندہ کو کاٹ دیا جاتا ہے

اس شاخ کو بھی ۲ یا ۳ چستے چھوٹ کر اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ تیسرے سال اس شاخ سے

اور شاخیں مچھوٹیں گی۔ موسم گرما میں ایک توانا شاخ منتخب کی جاتی ہے۔ اور دیگر شاخوں کو کاٹ دیا

جاتا ہے۔ دوسرے شاخ تراشی کے موسم میں اس توانا شاخ کو زمین سے ۳ یا ۴ فٹ کی بلندی پر

کاٹ دیا جاتا ہے۔ جس کا اوپر والا حصہ ڈھلوانی دیوار میں دبا دیا جاتا ہے۔ اس سرے کے قریب

والے چشموں کو رگڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک تناور تنا حاصل کر لیا جاتا ہے۔ زمین سے ۱۸ اینچ کے فاصلے پر ایک چشمہ انتخاب کرنا چاہیے جو پھل شاخ کی صورت میں بڑھیں گے۔ دو اور چشمے پہلے والے چشمے کے اوپر اور مخالف سمتوں میں ایک دوسرے سے ۲ اینچ کے فاصلے پر چھپنے چاہئیں۔ یہ بڑھوتری کے موسم میں تین شاخیں نکالیں گے اور انہیں بھی اوپر سے کاٹ کر ڈھلوانی دیواروں پر دبا دینا چاہیے۔ دیگر تمام شاخوں کو کاٹ دینا چاہیے۔ بیل کی شکل اب مکمل ہو چکی ہے۔ ایک مضبوط تنا اور زمین مضبوط شاخیں جو مختلف اطراف میں ڈھلوانی دیوار پر منتشر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد شاخ تراشی صرف نئی شاخوں تک دو یا تین چشمے چھوڑ کر کاٹنے تک محدود ہوگی۔ شاخوں کو ہلکا کرنا بھی ہوتا ہے۔ تاکہ مناسب ہوا اور روشنی کا گذر رہے۔ خشک شاخوں کو ہمیشہ بیل سے نکال دینا چاہیے۔ شاخ کو متعدد بار کاٹنے سے ہر ایک شاخ کے پچلے حصے سے انگشت نما چھوٹی چھوٹی شاخیں نمودار ہوں گی۔ ان کو ہمیشہ شاخوں کو گھنے پن سے بچانے کے لئے کاٹ دینا چاہیے۔ بیل پر کئی غیر ضروری چشمے نکل آتے ہیں اور جو شاخ تراشی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اسی لئے موسم گرما میں انہیں رگڑ دینا چاہیے۔ موسم گرما کی شاخ تراشی میں غیر ضروری شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ خوشوں تک زیادہ ہوا اور سورج کی روشنی کا گذر ہو سکے۔ چونکہ اس وقت شاخیں چھوٹی ہوتی ہیں اس لئے انہیں ہاتھ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔

یہ طریقہ صدیوں سے استعمال میں ہے اور اس کے فوائد اور نقصانات بھی ہیں۔ اس طریقے کا فائدہ یہ ہے کہ یہ موسم گرما میں تند ہواؤں کو روکنا ہے اور اس طرح سورج کی شعاعوں کی زد میں نہیں ہوتا۔ اس لئے جھلنے سے بچ جاتا ہے۔ پھل بھڑوں کے حملے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اس طرح کی پانی ضائع نہیں ہوتا۔ اور گودائی کرنے اور کھا دینے میں آسانی ہوتی ہے اور خرچ کم آتا ہے۔

اس کے نقصانات میں سے خاص نقصان یہ ہے کہ خنق کھودنے کا خرچ کافی زیادہ ہوتا ہے۔ بیل میں شعاعوں اور ہوا کا گذر ذرا مشکل ہو جاتا ہے اور اسی لئے موسم گرما میں شاخ تراشی کرنی پڑتی ہے۔ چونکہ پھل زمین کے نزدیک ہوتا ہے۔ اس لئے مھوڑی سی بارش بھی پھل کے گلنے سڑنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس طریقے کے تحت ایل جو تنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور اسی لئے گودائی

پر زیادہ خرچ آتا ہے۔ کیونکہ اس کام کے لئے آدمی لگانے پڑتے ہیں۔ روشنی اور ہوا کے بغیر بیل کیرٹوں اور پیاریوں کے حملے سے باسانی متاثر ہوتی ہے۔ اس طریقے کے فائدے اور نقصان سے قطع نظر ہمارے باغبانوں میں یہ طریقہ عام ہے اور رحبت پسندی کے باعث وہ نئے طریقوں کو اپنانے سے لینت و لعل کرتے ہیں۔ تاہم متواتر ترغیب دہی سے وہ مانوس ہو جاتے ہیں۔

مند کا طریقہ

اس طریقے کے تحت خاص تنے کو ۲ یا ۳ فٹ کی بلندی پر تربیت دی جاتی ہے۔ جو ہمیشہ نئی شاخیں پیدا کرتی ہیں۔ پہلے سال کے دوران کاشت کے وقت ایک تنومند اور سیدھی شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، جسے دو یا تین چٹھے چھوڑ کر اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ دیگر شاخوں کو بھی کاٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سال کی افزائش کے لئے یہ چٹھے تین شاخیں پیدا کریں گے، جن میں سے ایک تنادر شاخ چن لی جاتی ہے اور اسے دو چٹھے چھوڑ کر کاٹ دیا جاتا ہے۔ باقی شاخوں کو بھی کاٹ دیا جاتا ہے۔ تیسرے سال کے دوران ہر شاخ کے ساتھ ۵ فٹ لمبائی کے قریب ایک سہارا دے دیا جاتا ہے۔ دو شاخوں میں سے موسم گرما میں جو شاخیں نکلیں گی۔ ایک صحتمند شاخ کو چن کر سہارے کے ساتھ نرمی سے باندھ دیا جاتا ہے تاکہ بیل کے جھکاؤ کو روکا جاسکے۔ ترجیحاً ایسا کرنا چاہیے کہ بیل کو سہارے کے ساتھ نرمی سے تین مختلف جگہوں سے باندھنا چاہیے تاکہ یہ مضبوط اور سیدھی رہے۔

اس منتخب شاخ کو زمین سے ۴ یا ۵ فٹ کی بلندی سے کاٹ دیا جاتا ہے اور اوپر سے تین یا چار چٹھے چھوڑ کر باقی کو رگڑ دیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی اور شاخ نہ پھوٹے۔ چوتھے سال میں موسم گرما میں منتخب شدہ شاخ سے ۴ شاخیں نمودار ہوں گی جنہیں پھر اگلی سردیوں میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور ہر شاخ پر ۲ یا ۳ چٹھے رہنے دیے جاتے ہیں۔ اور لقیہ نچلے چٹھے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اب اس طریقے کے تحت تربیت مکمل ہو جاتی ہے۔

اب بیل کا تنا کافی تنومند ہے اور اس پر چار تنومند شاخیں ہیں۔ بعد ازاں بیل کی شاخ تراشی متذکرہ طریقے سے کرنی چاہیے۔ مثلاً ہر شاخ کو بیل کی طاقت کے مطابق کاٹ دینا چاہیے۔

ماسوائے دو یا تین چٹموں کے، بغیر ضروری اور کمزور شاخوں کو کاٹ کر پھل کی مناسبت کو برقرار رکھا جائے۔ اس طریقے کے تحت پیل کا تنا کافی تنومند ہوتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے ٹنڈ ہواؤں کے تھپیڑے برداشت کر سکتا ہے۔ اس طریقے کے تحت بیوں کی کاشت خاص طریقے کے تحت کرتی چاہیے۔ اور سبھی قطاروں میں اور درختوں کا درمیانی فاصلہ زمین کی زرخیزی اور آبپاشی کی سہولت کے پیش نظر ۸ سے ۱۰ فٹ رکھنا چاہیے۔ اس طریقے کے تحت پیل کی پھل دینے کی مقدار کو شاخ تراشی کی بدولت کم کرنے اور آسانی کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ شاخ تراشی آسان ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک شاخ پر ہر جانب سے آسانی سے کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اگر بیوں کو مناسب فاصلے پر لگایا جائے تو میکا کی طریقہ سے گوڈائی وغیرہ کی جاسکتی ہے۔ بیوں میں مناسب ہوا اور روشنی کی ششاعوں کا گذر تسلی بخش ہوتا ہے۔ اسی لئے پھل کی خصوصیات اور نشوونما بہتر ہوتی ہے۔ پیل توڑنا اور کیرٹوں اور بیاریوں کا السداد آسان ہو جاتا ہے۔ نسبتاً اس طریقے کے تحت پیل کیرٹوں اور بیاریوں کے حملوں کی زد میں بہت کم آتی ہے۔ اس طریقے کے تحت بیلین پھٹوں اور چڑیوں کا شکار ہو جاتی ہیں جو پھل کو سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔ یہ طریقہ بہت سے بیرونی ممالک میں عام ہے اور ہمارے ملک میں بھی باغبانوں نے اس طریقے کے فوائد کو پرکھنا شروع کیا ہے اور اکثر نے یہ طریقہ اپنا بھی لیا ہے۔

تار کیر طریقہ

اس طریقے کے تحت پیل کے تنے کو ۶ یا ۷ فٹ کی بلندی تک سدھایا جاتا ہے اور اس پر ۶ یا ۷ شاخیں پہلے سے لگائی ہوئی تاروں پر، زمین کی زرخیزی اور پیل کی توانائی کے تحت مخالف سمتوں میں پھیلا دی جاتی ہیں۔ ایک پیل پر چار شاخیں رکھنی مناسب ہیں۔ پہلی تار زمین سے دو فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہے اور دوسری دو تاریں پہلی سے دو فٹ کے فاصلے پر ہوتی ہیں۔ پہلی دو شاخیں پھلی تار پر مخالف سمت پر تربیت دی جاتی ہے۔ اور دیگر چار شاخوں کو بالکل اسی طرح دو تاروں پر تربیت دی جاتی ہے۔ اس طریقے کے تحت پیل سے پیل کا فاصلہ اور قطار سے قطار کا فاصلہ ۸ سے ۱۰ فٹ رکھا جاتا ہے۔

بیوں میں سورج کی ششاعوں کے اچھے گذر کے لئے قطاریں شمالاً جنوباً لگائی جانی ہیں

اس طریقے کے تحت تربیت اسی طریقہ پر پہلے تین سالوں کی تدریجی شاخ تراشی کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ جیسا کہ منہ طاق کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ جب ایک تنومند اور سیدھی ۵ یا ۶ فٹ شاخ نشوونما پاجائے تو پھر اسے نرمی سے تاروں سے مختلف جگہوں پر باندھ دینا چاہیے پھر شاخ کو اوپر والی تار کے ساتھ سے کاٹ دینا چاہیے۔ اور وہاں اسے باندھ دینا چاہیے۔ ہر تار کے ساتھ خاص شاخ نم سے دو چشمے چن لینے چاہئیں۔ جو اگلے بڑھوتری کے موسم میں دو شاخیں پیدا کریں گے پس تاروں کے نزدیک خاص شاخ پر ۶ شاخیں رہنے دی جائیں اور باقی کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔ بالفاظ دیگر اب ۶ شاخیں ہوں گی۔ جن میں سے تاروں کے ساتھ تین ایک طرف اور تین دوسری طرف بڑھیں گی۔ دوسرے موسم گرما میں ان شاخوں کو ۵ یا ۶ فٹ کے فاصلے پر کاٹ کر تاروں کے ساتھ نرمی سے باندھ دینا چاہیے۔ اور یہ شاخیں تقریباً دوسری دو بیوں کی شاخوں کو چھو رہی ہوں گی۔ کچھ چشمے ہر ایک شاخ پر پھل دینے والی کونپلوں کی پیدائش کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں اور باقی کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔ ان پھل دینے والی کونپلوں کی شاخ تراشی حسب معمول، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کرنی چاہیے۔ مثلاً پیل کی توانائی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک کو ایک یا دو چشمے چھوڑ کر کاٹ دینا چاہیے ایک ماہر شاخ تراشی اس طریقے کے تحت پیل پر پھل کی پیدائش کو اچھی طرح قابو پاسکتا ہے۔ ایک پیل جناب برداشت کر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ پھل پیدا کرنے والے چشمے پیل پر نہیں چھوڑنے چاہئیں۔ اس طریقے کے تحت میانہ کاشت اچھی طرح سے کی جاسکتی ہے۔ ہوا، روشنی، بخوبی میسر آتے ہیں۔ پھل توڑنا، دوپاشی اور شاخ تراشی کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

اس کا ایک نقصان ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اس عمل پر کافی لاگت آتی ہے اور ہمارے مالکان باغات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے لیکن اگر ایک دفعہ ہو جائے تو احتیاط اور ماہرانہ طریقہ پر کام کرنے سے یہ صرف کئی سال تک کام آتا ہے۔

اور ہیڈ سسٹم

اس طریقے کے تحت پیل کی خاص شاخ کو کافی بلندی مثلاً ۶ سے ۸ فٹ تک کی بلندی کی تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کا طریقہ تقریباً وہی ہے۔ جو منہ طاق (HEAD SYSTEM) میں بیان کیا جا چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس طریقے کے تحت خاص شاخ کو کافی بلندی تک تربیت

دی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ طریقہ عام طور پر استعمال نہیں ہوتا۔ اس کی خاص وجہ صرف زیبائش ہے۔ برآمدوں، دیواروں اور بعض اوقات دروازوں پر اس طریقہ سے پیل کی ترتیب کی جاتی ہے۔ اس طریقہ کے تحت شاخوں کو اس بلندی تک بڑھنے سے نہیں روکا جاتا۔ جس بلندی تک انہیں تار یا لکڑی کے مختلف منتشر حصوں پر پھیلانا مقصود ہوتا ہے۔ اگرچہ اس سسٹم میں اتنی شدید شاخ تراشی نہیں کی جاتی۔ جتنی کہ دیگر طریقوں میں کی جاتی ہے۔ مگر پھر بھی پیل کی توانائی کو برفراز رکھنے کے لئے اس کی باقاعدہ شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ اس سسٹم کے تحت شدید قسم کی شاخ تراشی پہلے چند سالوں میں کی جاتی ہے تاکہ پیل اچھی اور مضبوط جڑیں اور تنا حاصل کر سکے۔ بعد ازاں ہلکی شاخ تراشی کی جاتی ہے تاکہ معیاری خاصیت کا پیل حاصل کیا جاسکے۔ اور پیل کی شکل اچھی اور صحیح رہے۔

زیادہ بہرہ نکلے گا۔ اور پیل کمزور ہو جائے گی۔ خوش قسمتی سے قلمیں لگانے کا وقت بھی تقریباً وہی ہے جو مناسب وقت پر شاخ تراشی کا ہے۔ اس لئے صحیح وقت پر شاخ تراشی کرنے سے بروقت قلمیں دستیاب ہوتی ہیں۔ قلموں کے انتخاب میں یہ ضروری ہے کہ قلمیں تازہ شاخ تراشی والی شاخوں سے حاصل کرنی چاہیے۔ تاکہ زہریلی میں کسی قسم کی ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ۱۰۰ فیصد کامیابی ہوتی ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے انگریزی پیل کی شاخ تراشی کا صحیح وقت جتنا بہت ضروری ہے۔ شاخ تراشی سردیوں کے اختتام یا موسم بہار کے بہت پہلے جب رس پیدا ہو جائے کرنی چاہیے۔ دیر سے شاخ تراشی سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے پیل کا رس

بملاحظہ شکل و صورت انگریزی پیل کے مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے اور عام طور پر تین گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اس گروہ میں وہ پھول ہو۔ یعنی جو مکمل اور انفرادی استقرار والے ہوتے ہیں۔ یعنی جن میں مزاد مادہ اعصار ایک وقت پر کام کرتے ہیں۔ ہماری انگریزی بہت سی اقسام وائٹس والی فیرا

(VINIFERA) سے تعلق رکھتا ہے اور وہ داخلی استقرار والی اقسام میں اسی لئے احتیاط العسل کا مسئلہ ان میں ہے

۲۔ اس گروہ میں انگور کی وہ اقسام آتی ہیں جن کے مادہ اعضا بہ نسبت زراعہ کے لمبے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ بیک وقت کام نہیں کر سکتے۔ ایسے پھولوں کو نامکمل استقراری پھول کہتے ہیں۔ اس گروہ کے تحت امریکہ کی بعض اقسام آتی ہیں اور وہ داخلی استقرار والی نہیں ہوتیں۔

۳۔ اس گروہ میں وہ اقسام آتی ہیں جن کے پھولوں میں زراعہ کارگر اور مادہ اعضا ناکارہ ہوتے ہیں۔ ہماری بغیر بیج والی یا تقریباً بغیر بیج والی اقسام اس گروہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ انگور میں تخم نہ ہونے کی وجہ پارٹینوکارپی (PARTHENO-CARPY) ہے۔ جس میں زردانہ (POLLEN) کے نہ ہونے کی وجہ سے استقرار نہیں ہونا یا زردانہ کی نالی کے بڑھنے سے پھل پیدا ہوتا ہے۔ دائی فیرا انگوروں میں استقرار کے بعد بھی بیج نہیں ہوتا۔ اس حالت میں (EMBRYO) اور سفید تخمی مادہ معمولی سے بڑھتے ہیں۔ لیکن سچنے پھولوں میں بیج بہت چھوٹا اور نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی چنداں پرداہ نہیں کی جاتی مثلاً ہمارے کشمش انگور میں (SEEDLESS) پارٹینوکارپی کی وجہ سے تخم کا نہ ہونا بعض اقسام مثلاً کورنٹھ (CORNITH) اقسام میں عام ہے۔

پھول کی بناوٹ کے لحاظ سے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ہماری انگور کی بہت سی اقسام کے پھول مکمل اور انفرادی استقرار والے ہیں اور ان کی زراپاشی کے لئے دوسری اقسام ساتھ ساتھ کاشت کی جاتی ہیں۔

بعض اقسام میں ہوا کی لہریں زردانہ پاشی کا کام دیتی ہیں۔ کیونکہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انگور کا پھول مکھیوں کے لئے کوئی کشمش نہیں رکھتا۔ زراپاشی عموماً صبح کے وقت اور دھوپ کے وقت ہوتی ہے اور وقت کے تحت ایک ہفتے میں مکمل ہو جاتی ہے۔

فار سے حالات کے تحت جلد پھل دینے والی اقسام میں زراپاشی مارچ کے آخری ہفتوں میں اور وسطی اور آخری اقسام میں مئی کے آخری ہفتے میں شروع ہوتی ہے۔ زراپاشی اور پھل

کی پیدائش کے وقت بیخ درجہ حرارت اور نم آب دہوا اس عمل میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ خاصکر وسطی اور اولین اقسام میں سردی کی شدید لہر تمام پھولوں کو تلف کر دیتی ہے پہاڑی علاقوں میں یہ خطرہ ۵۰ درجہ پر پل تک رہتا ہے۔ دیر کی شاخ تراشی کی خاص وجہ میں سے ایک خاص وجہ یہ خطرہ ہے کیونکہ جلد شاخ تراشی سے چٹھے جلد نکل کر پھول جلدی دیں گے اور کمرے سے ضائع ہو جائیں گے۔

انگور کی بیل کے چٹھے مرکب چٹھے ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر آنکھ کما جانا ہے۔ ہر مرکب چٹھے میں تین چٹھے ہوتے ہیں جن میں سے وسطی چشمہ کو پنل پیدا کرتا ہے اور جلد پھوٹتا ہے اور دوسرے دو چٹھے عموماً بڑھوتری کے شروع میں گر جاتے ہیں یا خفٹہ ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات جب وسطی چشمہ پالے سے تباہ ہو جاتا ہے تو اطراف کے چھوٹے چٹھے بڑھتے ہیں۔ اور تھوڑا بہت پھل پیدا کرتے ہیں۔ ہر بڑھوتری کے موسم کے بعد چشموں کا افتراق مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ چٹھے جاہلیں سے ایک سال پرانی شاخ پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور شاخ کے ہر اہمبار پر ۲ سے ۵ چٹھے ہوتے ہیں۔ جو چشمہ سکیل میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ پھولوں کے کچھے پتے کے مخالف نئی شاخ (TENDRAL) کی جگہ پر ہوتے ہیں اور ان کی یہ جگہ مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ اور اسی طرح پھولوں کا کچھ (مجموعہ گل) (INFLORESCENCE) بھی شاخ کے درمیان چٹھے پر واقع ہوتا ہے۔ بہت سے حالات میں ایک شاخ پر پھولوں کے دو کچھے ہوتے ہیں لیکن یہ بیل کی توانائی پر مبنی ہے۔ انگور کی بیل میں وہ چٹھے جو اوپر یا نیچے ہوتے ہیں۔ ان چشموں کی نسبت جو درمیان میں ہوتے ہیں کم پھل پیدا کرتے ہیں۔ بڑی شاخیں چھوٹی شاخوں کی نسبت۔۔۔۔۔ کم لمبائی پر شاخ تراشی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹی حجم والی شاخیں بہ نسبت بڑی حجم والی شاخوں کے توانائی کے لحاظ سے محض شاخیں نکالتی ہیں۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اطراف کی کمزور اور چھوٹی شاخیں کم مقدار میں پھل دیتی ہیں۔

پیداوار اور برداشت

انگور کی بیل عموماً ۳ سال میں پھل دینا شروع کر دیتی ہے۔ تجارتی اعتبار سے یہ ۶ سال کی عمر میں پھل دیتی ہے۔ فی بیل پیداوار بلحاظ اقسام مختلف ہے۔ بعض بہترین تازہ کھائی جانے

والی انگور کی اقسام کم پیداوار دیتی ہیں۔ مثلاً خیر غلامان اور شندو خان اول الذکر تخم دار اور موغرا الذکر بغیر تخم کے اور دونوں تجارتی نکتہ نگاہ سے مشہور ہیں۔ یہاں ایسی عام اقسام بھی ہیں جو پھل کی خصوصیات میں گھٹیا مگر پیداوار زیادہ دیتی ہے۔ مثلاً تور، بلیک پرنس، ٹانڈان، حسینی اور کالا مک وغیرہ ان کی کاشت گھٹیا قسم ہونے کے باعث کم رقبہ پر کاشت پر کی جاتی ہے۔ دوسری صورت میں ایسی بھی اقسام ہیں جو نہ صرف عمدہ ہیں بلکہ پیداوار بھی کافی دیتی ہیں۔ مثلاً کشمش، بہنہ اور صاحبی وغیرہ۔

علاوہ ازیں اور بھی لوکی قسمیں ہیں جو عمدہ اور اچھی پیداوار دینے والی ہیں۔ لیکن ان کی کاشت کم رقبہ تک محدود ہے کیونکہ ان کی ذخیرہ اندوزی نہیں کی جاسکتی مثلاً عسکری، سرخ کشمش سفید لعل اور سرالعل وغیرہ

انگور کی بیل اچھی زمین، آب و ہوا، آبپاشی، باقاعدہ اور صحیح تربیت، شاخ تراشی، بیماری اور کیڑوں کوڑوں سے بخوبی تحفظ کی بنا پر طویل مدت تک بلکہ انسان کی زندگی سے بھی زیادہ مدت تک پھل دیتی ہے۔

انگلستان میں سیمپٹن کورٹ (HAMPTON COURT) پر ۱۶۶۹ء میں اگائی گئی۔ انگور کی بیل کو آج تک ۱۶۰۰ گھنٹے سالانہ پیداوار دیتی ہے۔ اور اسی طرح قندھار میں ۱۶۶۱ء میں اگائی گئی۔ انگور کی بیل اب تک پھل دے رہی ہیں۔ اس سے صریحاً پتہ چلتا ہے کہ اگر انگور کی بیل کی ٹھیک نگہداشت کی جائے تو وہ عرصہ دراز تک پھل دیتی ہے۔ کوئٹہ و قلات ڈویژنوں میں انگور کی وہ بلیں جنہیں اور ہیڈ سسٹم (OVER HEAD SYSTEM) کے تحت تربیت دی گئی منوں پیداوار دیتی ہیں۔ البتہ اوسطاً ایک ایکڑ کی پیداوار ۸ ہزار پونڈ تک ہے اور ہمارے حالات کے تحت ایک بیل ۱۵ سے ۲۰ پونڈ تک پھل دیتی ہے۔ لیکن اچھی اور مناسب نگہداشت سے اس سے کئی گنا زیادہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ پس اوسطاً ایک من کی قیمت بحساب ۲۰ روپے لگانے سے ایک ایکڑ سے ۲ ہزار روپے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ لائپور میں کئی در آمد شدہ اقسام مثلاً داکھ (DAKH)، بلیک پرنس، بلیک ہمبرگ، والتھم کراس اور پنڈھاری (PANDHARI) وغیرہ سے خاطر خواہ پیداوار حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔

جہاں تک انگور کے پھل توڑنے کے وقت کا تعلق ہے، انگوروں کو اس وقت توڑنا چاہیے جب وہ اچھی طرح سے پختہ ہو جائیں اور اچھی طرح اپنا رنگ اور حجم بنا چکے ہوں۔ پھل توڑنے کے ٹھیک وقت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ انگور اگر اس کی صحیح پختگی سے پہلے توڑ لیا جائے تو مارکیٹ میں نہ تو پختہ ہوگا۔ اور نہ رنگ یا ناصیبت پیدا کرے گا اور کوئی قیمت وصول نہیں ہوگی۔ لیکن دوسری صورت میں انگور پھل کو بہت زیادہ پختگی کے بعد نہیں توڑنا چاہیے کیونکہ پھر اس کی کھپت میں دشواری پیدا ہوگی۔ علاوہ ازیں زیادہ پختہ پھل پر بھڑوں اور چڑیوں کا حملہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرے پھلوں کی طرح انگور کی ایک بل پر گچھے مختلف اوقات میں پکتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں گچھے کاٹنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور کچھ ابھی کچے ہوتے ہیں۔ اس لئے تیار گچھوں کو انگور کے تمام باغ سے توڑ لینا چاہیے۔ گچھوں کو ہاتھ سے توڑنا مشکل ہے۔ اس لئے گچھے حاصل کرنے کے لئے تیز قینچی یا چاقو استعمال کرنی چاہیے۔ چونکہ انگور کا پھل نازک ہے اس لئے اس کی کٹائی کے بعد بھی خاص احتیاط کرنی چاہیے۔ پھل پر کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑنا چاہیے۔ اس لئے پھل کو ہمیشہ لکڑی کے کرپوں یا ٹوکریوں میں بند کر کے بھینچا چاہیے۔ تاکہ پھل میں شکاف وغیرہ پیدا نہ ہوں۔ اسی طرح کی احتیاط بدنشکل اور کملائے ہوئے پھلوں کو علیحدہ کرنے میں کی جانی چاہیے۔ قینچی اچھی طرح تیز ہو اور اسے استعمال کرنے کے وقت پھل کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اگر گچھے میں انگور کا کوئی ایک پھل حزاب ہو جائے تو اس کو پیکنگ سے پہلے نکال لینا چاہیے ورنہ وہ تمام پھلوں کو حزاب کر دے گا۔

انگور کی اقسام میں پھل کی پختگی اور کٹائی کا وقت مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ اس بات کے پیش نظر انگور کی اقسام کو اگیتی اقسام، وسطی اقسام اور پختی پھل دینے والی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جلد پھل دینے والی اقسام مثلاً خال چینی سفید و سرخ، تور چھوٹا اور خلیل وسط، جون سے وسط جولائی تک مارکیٹ میں کھپت کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ وسطی اقسام مثلاً سرخ کشمش، ٹنڈان، عسکری، حسینی، سفید لعل، صاحبی، بیاہ منقہ، شیخ علی اور خیر علامان وغیرہ وسط جولائی سے وسط اگست تک مارکیٹ میں کھپت کے لئے تیار ہو جاتی ہیں جبکہ دیر سے پھل دینے والی اقسام مثلاً ہیتہ، سفید کشمش، سرالعل، ٹنڈو خانی، بلیک ہیمبرگ، مسقط

فیم ٹوکی اور لیک پرنس وغیرہ وسط اگست سے وسط اگست تک برداشت کی جاتی ہیں۔
البتہ ان اقسام کی برداشت میں آب و ہوا اور موسم کے مطابق چند دنوں کا فرق ہو سکتا ہے۔
انگور کی کٹائی کا وقت میدانی علاقوں میں بہ نسبت پہاڑی علاقوں کے بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے

اقسام

ہمارے ہاں اگائی جانے والی انگور کی بہت سی قسمیں وائٹس وانی فیرا (VITIS VINIFERA) سے تعلق رکھتی ہیں جو کہ میٹھی، رس بھری، نفیس اور خوش ذائقہ ہوتی ہیں اور انہیں لیمبر کسی تنک کے دنیا کی تازہ استعمال ہونے والی اقسام میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان اقسام میں بلکہ ہماری سخت اقسام میں بھی پھلوں کا چھلکا گودے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی بات ہے جو ہمارے انگوروں کو امریکن انگوروں مثلاً کان کارڈ (CONCORD) سے علیحدہ کرتی ہے یقین کیا جاتا ہے کہ انگوروں کی ہزار ہا قسمیں جو رنگ، پھلکے، ذائقے اور استعمال میں مختلف ہیں چونکہ دین فطرت میں شراب کی کشید اور استعمال شرعاً ممنوع ہے، اسی لئے ہمارے ہاں ایسی اقسام جن سے شراب کشید کی جاتی ہو ناپید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اکثر اقسام تازہ استعمال کی جاتی ہیں۔ ہماری کچھ قسمیں خشک کی جاتی ہیں اور یہ خشک اقسام دنیا کی بہترین خشک اقسام میں سے ہیں۔ بد قسمتی سے ہماری کچھ اقسام جو کہ بہت ہی نفیس اور بہترین ذائقہ دار اور خوشبودار ہیں۔ میدانی علاقہ جات تک کے لوگوں تک نہیں پہنچ سکتیں اور انہیں مقامی مارکیٹ میں ہی کھپایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اقسام مارکیٹ کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ یہ نرم اقسام میدانی علاقوں کی منڈیوں میں مشہور نہیں ہیں کوشش کی جا رہی ہے کہ ان نفیس اقسام کا سخت اقسام سے ٹاپ کر کے ایسی دوغلی اقسام حاصل کی جائیں جو آدورفت، منڈیوں میں رسل و رسائل کی سختیوں کو برداشت کر سکیں۔ ۱۹۲۳ء میں لائپز میں یہ اقدام کیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام ممالک سے انگور کی قسمیں حاصل کر کے اور ان میں سے مزید انتخاب کر کے ان کو مختلف درجہ سردت میں رکھ کر مقامی آب و ہوا میں ڈھالنے کے تربیت دی جائے۔ کوئی ۱۱۶ اقسام تمام دنیا سے حاصل کر کے انہیں لائل پور کے حالات کے مطابق اگانے کی کوشش کی گئی تھی جن قسموں نے جو صلہ افزا نتائج دیئے ہیں، مندرجہ ذیل ہیں۔

فاسٹر سڈلنگ (FOSTER SEEDLINGS) فڈھاری، پندھاری، والتم کر اس، بلیک پیریگ

داخ اور بلیک پرنس وغیرہ،

پھاڑی علاقوں میں کاشت ہونے والی چند مخصوص اقسام کے خواص حسب ذیل ہیں۔

خال چینی سفید

یہ بغیر تخم اور سب سے پہلے پکنے والی قسم ہے۔ گچھے پوستانہ، سفید اور گول پھلوں والے ہوتے ہیں۔ ذائقہ عمدہ ترین ہے لیکن یہ قسم لمبے سفر کو برداشت نہیں کرتی۔ اچھی پیداوار دینے والی ہے اور جلد پکنے کی وجہ سے منڈیوں میں اچھی قیمت پر بکتی ہے۔ چونکہ یہ قسم ذخیرہ اندوزی کے قابل نہیں اسی لئے اسے وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کیا جاتا۔ اسے میدانی علاقوں میں اگانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مون سون کے شروع ہونے سے پہلے ہی تیل ہو جائے یہ وسط جون میں منڈیوں میں دستیاب ہوتی ہے۔

تور چھوٹا

یہ دوسری اگیتی قسم ہے اور اس کا پھل جون کے آخر اور جولائی کے شروع میں منڈیوں میں پہنچ جاتا ہے۔ گچھے ڈھیلے اور درمیانہ حجم کے ہوتے ہیں۔ پھل چھوٹا اور معکوس مخروطی شکل کا اور رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ تخم دار، رس دار، میٹھا اور خوشبودار، مناسب موٹے چھلکے والے اور لمبے سفر کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کی پیداوار زیادہ ہے اور جلد پکنے کی وجہ سے منڈیوں میں اچھے داموں بکتی ہے۔ اس کو بھی میدانی علاقوں میں اگانے کی کوشش کرنی چاہیے

سفید کشمش

یہ قسم بہت ہی کامیاب، بخارتی اور بغیر تخم والی ہے۔ یہ عام طور پر میدانی علاقوں میں دستیاب ہوتی ہے۔ عموماً اسے کوئٹہ کے علاقہ میں ۱۶۰۰ ہزار فٹ سے لے کر ۱۰ ہزار فٹ کی بلندی تک کاشت کیا جاتا ہے اور اس کی کاشت خاصی ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل گول، سنہری مائل سفید، درمیانہ حجم، میٹھے، رس دار اور کھانے میں لذیذ ہوتے ہیں۔ چھلکا مناسب موٹا ہوتا ہے۔ اور لمبا سفر برداشت کر لیتا ہے۔ بیرونی ممالک میں اسے کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے مثلاً مٹھا پیسن سیڈ لیس (C THOMPSON SEEDLESS) اور سلطانیہ لیکن یہ ان ممالک میں یہ خصوصیات پیدا نہیں کرتی جو کوئٹہ و قلات ڈویژن میں پیدا کرتی ہے۔ اس کا لمبر دنیا میں خشک پھل بنانے والے

انگوروں میں اول ہے۔ یہ اگست کے اختتام اور ستمبر کے شروع میں دستیاب ہوتی ہے۔

شندو خانی

یہ دوسری عمدہ بغیر تخم تجارتی قسم ہے جو زیادہ تر کوئٹہ شہر کے گرد و نواح اور قلات ڈویژن میں منونگ کے مقام پر کاشت کی جاتی ہے۔ اسے ذرا کم بلندی پر بھی اگایا جاسکتا ہے۔ جہاں اس میں ٹکر کا تناسب زیادہ ہوتا ہے۔ اسے خاصیت میں کشمش سے بہتر تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہ کشمش سے زیادہ دامنوں پر بکتی ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بغیر تخم، سنہری مائل سفید، درمیانہ حجم، شکل معکوس مخروطی، بہت میٹھا، چھدکا خاصا موٹا لیکن کشمش سے قدرے موٹا ہوتا ہے۔ منڈی کی سختیاں اعتدال کی حد تک برداشت کر سکتا ہے۔ اچھا تجارتی انگور ہے اور ہر جگہ پسند کیا جاتا ہے۔ خشک کرنے کے لئے بہترین ہے۔ یہ منڈیوں میں وسط اگست سے وسط ستمبر تک دستیاب ہوتا ہے۔

عسکری

یہ وسطی قسم ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پیداوار خاصی۔ پھل درمیانہ حجم کا، معکوس مخروطی شکل، میٹھا، نہایت رس بھرا، بغیر تخم اور ذائقے میں بہت ہی نازک ہوتا ہے اس کا چھلکا بہت ہی پتلا ہوتا ہے۔ اسی لئے منڈیوں کی سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور مقامی منڈیوں میں کھپ جاتا ہے۔

سرخ کشمش

یہ ایک اور وسطی قسم ہے جو نازک ذائقہ دار، خوشبودار، گلابی سرخ رنگ والی اور نہایت رس دار ہوتی ہے۔ خوشے پیوستہ اور لمبے، پیداوار خاصی، پھل درمیانہ حجم کا گول اور چھلکا بہت ہی پتلا ہونے کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں۔ اسی لئے اسے ایک کامیاب تجارتی قسم نہیں کہا جاتا۔ یہ مقامی آبادی میں بیمار آدمیوں کے لئے غذا کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ مقامی منڈیوں میں جون کے اختتام پر دستیاب ہوتی ہے۔

سفید لعل

یہ وسطی قسم ہے، خوشے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے، سنہری مائل سفید، گول، میٹھا

رس مہر اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ پیداوار کافی ہوتی ہے۔ چھلکا خاص موٹا ہونے کی وجہ سے سفر کے قابل ہے۔ ایک دانے میں ایک سے دو تک بیج ہوتے ہیں۔

سیرالعل

یہ قسم تقریباً سفید لعل سے مشابہت رکھتی ہے مانسوائے اس کے کہ اس کے پھل اس سے بھی بڑے اور گہرے سیاہی مائل سرخ ہوتے ہیں۔ اسے سفید لعل سے اعلیٰ قرار دیا جاتا ہے۔ ایک دانہ میں ایک یا دو بیج ہوتے ہیں۔

مٹن

یہ ایک اور بیٹھی رس دار وسطی موسم والی اور تخم دار قسم ہے۔ مناسب موٹا ہوتا ہے۔ خوشے پوستہ اور لمبے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے اور گول رنگت میں سفید ہوتے ہیں۔ مقامی معیار کے مطابق اسے اچھی خاصیت والا پھل نہیں سمجھا جاتا لیکن رس نکالنے کے لئے عمدہ قسم ہے۔

پینٹھا

ایک نہایت کامیاب تخم دار تجارتی قسم ہے۔ یہ قسم میدانی علاقوں کی منڈیوں میں خاص مشہور ہے۔ یہ دیر سے پھل دینے والی قسم ہے اور کوڑھ ڈیزین میں اس کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ اسے نسبتاً کم بلند مقامات پر اگایا جاتا ہے۔ بلیں کافی انگور پیدا کرتی ہیں۔ کچے لمبے اور پوستہ۔ لیکن بعض اوقات ڈھیلے ہوتے ہیں۔ ان کی رنگت پختگی سنہری مائل ہوتی ہے۔ پھل بھری اور حجم میں بڑے ہوتے ہیں۔ رس دار بیٹھے اور ذائقے میں لذیذ ہوتے ہیں حجم مناسب موٹائی والا ہوتا ہے اور یہ سفر کو کافی حد تک برداشت کر سکتی ہے۔

حسینی

خصوصیات میں درمیانہ، آخر موسم میں پھل دینے والی اور تخم دار قسم ہے۔ بعض گرم علاقوں میں مہیچا کی بجائے استعمال ہوتی ہے۔ اچھی پیداوار دینے والی قسم ہے۔ کچے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل معکوس، محزوطی اور مہیچا سے بڑے بیٹھے رس دار لیکن ذائقے میں درمیانہ ہوتے ہیں اسے تازہ استعمال کے لئے پسند نہیں کیا جاتا اور اسی لئے اس کی کاشت محدود طریقے پر ہوتی ہے

کلمک

درمیانے حجم کے اور ڈھیلے خوشوں کے ساتھ درمیانہ درجے کی تخم دار اور موسم کے آخر میں پھل دینے والی قسم ہے۔ پھل بیضوی، درمیانہ حجم کے سبزی مائل، سفید رنگت کے اور نہایت رس دار ہوتے ہیں۔ تخم بہت ہی نازک ہوتا ہے۔ اور سفر کی شدتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اس کی وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کی جاتی۔ یہ رس نکالنے کے لئے بہت عمدہ قسم ہے اور منڈیوں میں اگست کے شروع میں دستیاب ہوتی ہے۔

صاحبی

یہ وسطی موسم کی نہایت کامیاب قسم ہے۔ تخم دار اور کافی مقدار میں پھل دینے والی قسم ہے۔ جسے عام طور پر کوئٹہ و فلات ڈوینڈوں میں اگایا جاتا ہے۔ گچھے لمبے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے بیضوی اور رنگت میں پختگی پر گہرے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پھل پیٹھے اور رس دار ہوتے ہیں اور ذائقے میں عمدہ ہوتے ہیں۔ یہ نہایت ہر و لعزیز، جلد مناسب موٹی اور سفر کی شدت کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ اگست میں منڈیوں میں دستیاب ہوتا ہے۔ اس کی خشک پھاڑی علاقے میں کاشت کی سفارش کی جاتی ہے۔

خیر غلامان

یہ وسطی قسم ہے۔ نہایت نرم، تخم دار لیکن کم پیداوار دینے والی قسم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کیا جاسکتا۔ گچھے درمیانہ حجم کے اور ڈھیلے ہوتے ہیں۔ پھل بڑے، معکوس مخروطی اور گہرے سیاہی مائل سرخ رنگت کے، رس دار پیٹھے اور خوش ذائقے ہوتے ہیں۔ اور ہر و لعزیز ہیں۔ تخم مناسب موٹائی والا ہوتا ہے۔ اسی لئے سفر کی شدتوں کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی کم پیداوار کی وجہ سے اسے محدود پیمانے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ اگست کے شروع میں منڈیوں میں دستیاب ہوتا ہے۔

بڑا تور

یہ آخر موسم میں پھل دینے والی قسم ہے۔ اور ذائقے میں تڑپش ہوتی ہے۔ اسی لئے اسے کوئٹہ، فلات ڈوینڈوں میں محدود رقبے پر کاشت کیا جاتا ہے۔ گچھے بہت لمبے اور پیوستہ ہوتے

میں اور کافی پیداوار دیتے ہیں۔ پھل بڑے، گول، رنگت میں گہرے سیاہ، تخم دار اور پیل پر پختگی پر میٹھے اور رس دار ہوتے ہیں۔ پھل کی جلد سخت ہوتی ہے۔ اس لئے دور دراز بھیجا جاسکتا ہے۔ یہ اگست کے آخر اور ستمبر کے وسط تک مارکیٹ میں دستیاب ہوتا ہے۔

مستطیلمبرگ

یہ لمبے اور ڈھیلے گچھوں کے ساتھ تخم دار اور آخر موسم میں پھل دینے والی قسم ہے۔ پھل گول چھوٹے، رنگت میں نیلا ہٹ مائل سیاہ، رس دار میٹھے اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ خاصی پیداوار دینے والی قسم ہے لیکن کوسٹ فلٹ ڈویژنوں میں پختگی میں غیر یکساں ہے۔ اسی لئے انگور کے باغبانوں میں مقبول نہیں۔ اسے کراچی کے حالات میں کامیاب کہا جاتا ہے۔ اسے پھلوں کے تجزیاتی فارم (فرزٹ ایگسپیریمینٹ سٹیشن) کوسٹ کے پھلوں کی تجربہ گاہ میں صرف کوانٹنگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ موٹے پھلکے والی قسم ہے اس لئے سفر کی شدتوں کو برداشت کرتی ہے۔

استعمال

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے انگور کی دنیا کی فصل کا زیادہ تر حصہ شراب کشیدگی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شراب کی کشیدگی میں انگور کی پیداوار کا ۸۵ فیصد حصہ استعمال کیا جاتا ہے اور باقی ۱۵ فیصد حصہ نازہ کھانے اور خشک کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں تقریباً ساری پیداوار نازہ استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اسلامی مملکت میں شراب کی کشیدگی کو مکروہ سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انگور کی اتنی زیادہ کاشت بھی نہیں ہوتی کہ شراب کی صنعت کے لئے پھل بچائے جاسکیں۔

انگوروں کو کامیابی سے سکھا کر دور دراز کے مقامات پر بھیجا جاسکتا ہے لیکن محدود پیداوار کے باعث ممکن نہیں۔ اور علاوہ ازیں باغبانوں کو نازہ انگور کی فروخت سے زیادہ منافع حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے پارٹی علاقہ جات کی پیداوار کو میدانی علاقوں میں بذریعہ ریل روانہ کیا جاتا ہے جہاں پھل کو تقسیم کر کے چھوٹے مقامات پر پہنچایا جاتا ہے۔ انگوروں کو عام طور پر لکڑی کے کھوکھوں یا انار کی شاخوں سے بنے ہوئے ٹوکروں میں جنہیں "کوارا" کہتے ہیں۔ بند کر کے منڈیوں میں کر کے بھیجا جاتا ہے۔ ایک کریٹ یا کوارا میں تازہ پھل کا معیاری وزن ۲۰ سیر ہوتا ہے۔ ہر ایک کوارے میں پھل کو اخیاط سے درجے دینے کے بعد نشانی یا دیگر اس قسم کے گھاس چوس

کے ساتھ نید کیا جاتا ہے۔ تاکہ دوران سفر پھیل کو نقصان پہنچنے سے محفوظ رکھا جائے شمالی اس مقصد کے لئے میدانی علاقوں اور خصوصاً سابق سندھ سے منگانی جاتی ہے۔

کیڑے اور بیماریاں

میلی بگ

موسم بہار میں بگ شاخوں اور پھلوں پر حملہ کرتی ہے میٹاسٹکس (METASTOX) کا سپرے بحساب ۱۲-۱۰ لٹرن .. اگین تیار کر کے چھڑکنے سے تدارک ہو جاتا ہے۔

پھپھوندی

یہ صرف اس وقت ظہور پذیر ہوتی ہے جب مطلع ابر آلود اور رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور موسم گرم ہوتا ہے۔ کونپلیں، پتے اور پھل تمام متاثر ہوتے ہیں۔ گلے سڑے ہوئے گچھے اور پودے برباد ہو جاتے ہیں۔ سلفر کا خشک چھڑکاؤ بیماری کے حملے کو کم کر دیتا ہے۔

بوٹ رائٹس رات

یہ بھی شدید بیماری ہے جو موافق موسمی حالات میں نمودار ہوتی ہے جنوری میں وینٹروائٹس اور سلفران کا چھڑکاؤ اس کے تدارک میں مدد دے گا۔

پتوں اور کونپلوں کا مرجھاؤ

اس بیماری کی وجہ اب تک معلوم نہیں کی جاسکیں۔ کمزور پودوں میں شاخوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ متاثر حصوں کو اکھیر کر کے جلا دینا چاہیے۔ اور سڑیوں میں وینٹروائٹس ہی صرف ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اس کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔

انگور



GRAPES

انار

تاریخ اور انش نسل

انار پونیکا (PUNICA) خاندان کا پودا ہے۔ جس کی دو اقسام (PUNICA PROTO PUNICA) اور (P. GRANATUM) ہیں۔ کاشت کا عام نام (P. GRANATUM) کی قسم (INTHRACAE) خاندان سے ہے۔ لیکن بقول بیلی (BAILY) پونیکا جنیس پونیکسی (PUNICEACEA) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ انار کا پھول ایک کمتر بچہ دانی جیسا ہے۔ انار کی بہت سی اقسام آرائش کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ جیسا کہ (LEGUMECI) کے خوبصورت بڑے دوہرے پھول ہوتے ہیں۔ (NAVA) اور دوسری کو قسم عنابی صدبرگ پھول دیتے ہیں اور جبکہ ایک دوسری سفید قسم سفید رنگ کا صدبرگ پھول دیتی ہے۔ آرائشی اقسام کوئی پھل نہیں دیتیں۔ پھل دار انار کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایران۔ افغانستان۔ کردستان اور سابق بلوچستان میں (پاکستان) خود رو پایا جاتا تھا۔ انار کی کاشت زمانہ قدیم سے خیال کی جاتی ہے کیونکہ اس کے نمونے آریوں اور قدیم مصریوں کے مکتوبات میں پائے جاتے ہیں۔ انار چین اور کشمیر میں بھی خود رو ہوتا ہے۔ یہ

زیادہ تر ہندوستان - افغانستان - پاکستان - شام - فلسطین - شمالی افریقہ - بحیرہ روم کے ممالک - جنوبی امریکہ - عرب اور چین میں کاشت کیا جاتا ہے یورپ میں انار کا تعارف (CARTHAGINIOUS) نے کیا اور انہوں نے اس کو لاطینی نام (PUNICUS) دے دیا اور شروع میں اس کو (NICUM) (MALUM PU یعنی سیب) (CARTHAGE) کا نام دیا۔ پاکستان میں تجارتی لحاظ سے یہ کوٹھڑ - قلات اور پشاور ڈیرہ اسماعیل خاں کے بعض علاقوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ بعض اور اقسام بہت کم پیمانہ پر بہاولپور اور ملتان میں بھی تجارتی طور پر کاشت ہوتی ہیں وہ اقسام جو خشک اور سرد علاقوں میں کاشت کی جاتی ہیں۔ یہ نسبت ان اقسام کے اعلیٰ مصنوعات رکھتی ہیں۔ جو گرم میدانی علاقوں میں کاشت ہوتی ہیں۔ گرم میدانی علاقوں کے پھل ہلکے رنگ کم شیریں۔ کم رسدار اور کم حجم کے ہوتے ہیں اعلیٰ اقسام کے انار کوٹھڑ اور قلات میں پیدا ہوتے ہیں اور تقریباً تیرہ سو ایکڑ رقبہ انار کے زیر کاشت ہے جس کے دو لاکھ من پھل سے زائد پیداوار سالانہ حاصل کی جاتی ہے۔ کوٹھڑ ڈوڈیٹن میں اس فصل کا زیادہ حصہ ضلع لورالائی اور کوٹھڑ پشین اور قلات ڈوڈیٹن میں خضدار اور باغبانہ کے علاقوں میں ہوتا ہے۔

آب و ہوا

انار کی کاشت مختلف قسم کی آب و ہوا میں کامیابی سے کی جاسکتی ہے یعنی سرد مقامات سے لے کر اقسام کے مطابق معتدل اور گرم علاقہ جات میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے۔ وہ اقسام جو سرد مقامات پر بوئی جاتی ہیں۔ پت جھڑ والی ہیں اور وہ اقسام جو میدانی علاقوں میں اگائی جاتی ہیں۔ صدا بہار قسم کی یا کم پت جھڑ والی ہیں۔ انار کی بہترین خصوصیات کے لئے خاص آب و ہوا یعنی موسم سرما میں سردی اور موسم گرما میں خشک گرمی درکار ہے۔ اگر یہ اقسام میدانی علاقوں میں کاشت کی جائیں تو پروان نہیں پڑھتیں یا ان کی خصوصیات بدل جاتی ہیں۔ انار کافی حد تک بہت ہی سردی اور بعض اقسام ناصی گرمی برداشت کر سکتی ہیں۔ درجہ انجماد پر درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ برف باری کے بعد ٹھنڈی ہوا چلنے سے درخت تباہ ہو جاتا ہے اور سرد علاقوں میں یہ نقصان عموماً ہوتا ہے۔ دن اور رات کے درجہ حرارت میں تفاوت اور بارش کے باعث پھل پھٹ جاتا ہے اور اس طرح قابل فروخت نہیں رہتا۔ اسی لئے اس کی کاشت خشک علاقوں تک محدود ہے۔

زمین

انار کی کاشت مختلف قسم کی زمینوں میں ہو سکتی ہے لیکن بہترین خصوصیات کے لئے گہری اور حکینی زمین بہترین ہے۔ ریتیلی زمین پر انار کی فصل بہت کم ہوتی ہے لیکن کلر شور زمینوں کو یہ برداشت کر لیتا ہے۔ یہ دوسرے درختوں کے برعکس گیلی زمینوں میں اچھی طرح پروان چڑھتا ہے۔

افزائش نسل

انار کی افزائش نسل نباتاتی طور سے قلموں یا جڑوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ دیگر مقامات پر خاص کر مرطوب علاقوں میں اس کی افزائش داب سے بھی کی جاتی ہے۔ درمیانی اور سخت لکڑی کی قلمیں جو نپسل کی موٹائی اور ایک سال کی عمر کی ہوں زہری میں اس طرح لگاتے ہیں کہ قلم کا $\frac{1}{2}$ حصہ زمین کے اندر اور $\frac{1}{2}$ حصہ زمین کے باہر رہے۔ ایک قلم عموماً ۹ سے ۱۲ انچ لمبی ہوتی ہے۔ قلمیں زہری میں بڑھوتری کے موسم سے پہلے ماہ فروری میں لگائی جاتی ہیں قلموں کے مناسب انتخابات اور زہری کے حالات پر کامیابی کا انحصار ہے۔ یہ قلمیں پھر ایک سال کے بعد مستقل جگہ پر منتقل کی جاتی ہیں۔

کاشت

حالات کے تحت انار کے پودوں کو اپنی مستقل جگہ پر قطار در قطار اور درخت درخت تک پندرہ سے بیس فٹ کے فاصلے پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح طریقہ کاشت کے تحت ایک ایکڑ میں ۱۹۰ سے ۲۰۰ پودے لگتے ہیں۔ ۱۵ فٹ کے فاصلے پر اور مربع طرز کے باغ میں ایک ایکڑ میں ۱۹۳ درخت اور جہلاً طرز کے باغ میں ایک ایکڑ میں ۲۰۰ درخت آتے ہیں۔ اس بات کو ترجیح دی جاتی ہے کہ قلموں کو بجائے ان کی مستقل جگہ پر لگانے سے پہلے انہیں زہری میں لگا کر بعد میں منتقل کیا جائے۔ سرد مقامات پر قلموں کی منتقلی فروری کے ماہ میں اور نسبتاً گرم مقامات پر اس سے ذرا پہلے کی جاتی ہے۔

آب پاشی

انار اپنی خاصیت کے تحت کافی حد تک پانی کی کمی کو برداشت کر لیتا ہے لیکن باقاعدہ آب پاشی خصوصاً موسم گرما میں اچھی خاصیت کے پھل کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے خشک یا باری علاقوں کے موسم گرما میں حکینی زمینوں کو کم از کم ۱۵ دن کے بعد پانی دینا چاہئے۔

اور ہلکی زمینوں پر اس وقفہ میں چار یا پانچ دن کی کمی کی جاسکتی ہے۔ دوسری صورت میں میدانی علاقوں میں موسم گرما میں ایک مہینے میں تین دفعہ آب پاشی درکار ہے۔ پہاڑی حالات کے تحت جہاں انار کی کاشت ہوتی ہے آب پاشی کے وقفوں کو موسم کے مطابق کم یا زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ موسم سرما۔ بہار اور موسم خزاں میں تھوڑی آب پاشی کی ضرورت ہوتی ہے اور کل موسم سرما میں دو دفعہ آب پاشی کافی ہے۔ ایک عام اصول کے تحت پھول نکلنے کے وقت اور پھل لگنے کے وقت آب پاشی کو روک دیا جاتا ہے۔

کھاودینا

گوبر کی کھاود کو انار کے باغات میں نائٹروجن دینے کے لئے استعمال کرنا بہت ہی سود مند ہے کیونکہ یہ حیاتیاتی مادے کی کمی کو پورا کرتا ہے خصوصاً ہماری خشک بہاراں زمینوں میں نباتاتی مادے کی خاصی کمی ہے۔ اس لئے ان علاقوں میں گوبر کی کھاود بہت مفید ہے۔ انار کے درخت کو دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھاود کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن نائٹروجن کی بہت زیادہ مقدار ولایتی کھاود کی صورت میں سرخ رنگ والی اقسام مثلاً قندھاری وغیرہ میں رنگ کی نشوونما میں خارج ہوتی ہے اور ساتھ ہی پھل کے پکنے میں دیر کا باعث بنتی ہے جو کہ ناپسندیدہ امر ہے۔ کیونکہ آخر موسم میں پھل کے پھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر باغبان صرف پولیشی خانوں کی گوبر کی کھاود دینا پسند کرتے ہیں۔ ایک ایکڑ میں ۳۰۰ یا ۴۰۰ من کھاواچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔ کھاود کو جنوری اور فروری کے مہینے میں دینا چاہئے اور پھر ہل کے ذریعے یا گڈائی سے جو زمین بنا دینا چاہئے اور اس کے بعد پانی دے دینا چاہئے۔

کاشت اور مابینی فصلوں کی کاشت

انار کے درخت کی جھاڑی نما خاصیت کی وجہ سے ادران کے نزدیکی فاصلے کی بنا پر انار کے باغ میں مابینی فصلوں کی کاشت ٹھیک نہیں ہوتی۔ اس لئے صرف گڈائی، کھدائی وغیرہ ہی ضروری ہے۔ لیکن پھلی دار فصلوں مثلاً اوسن بریم اور شفتل وغیرہ کی سبز کھاود کے لئے بطور مابینی فصلوں اگانے کی سفارش کی جاتی ہے ادران سے ایک یا دو دفعہ کٹی حاصل کرنے کے بعد موسم گرما میں پھل سبز کھاود گڈائی سے زمین میں دبا دینا چاہئے۔ سبز کھاود کے لئے مابینی فصلوں کی کاشت جنوری

پودوں کو جو کہ انار کے باغ میں ایک مسدہ ہوتے ہیں تلف کر دیتی ہے۔ جب ماہینی فصلوں کی کاشت نہیں کی جاتی تو باغ کی کم از کم دو دفعہ گڈائی ایک نوکم بہار اور دوسری موسم گرما میں صاف کر کے رکھنا چاہئے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ غیر ضروری پورے تلف ہو جائیں گے جو زمین کی غذائیت کو ختم کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی زمین کی نمی بھی برقرار رہے گی۔

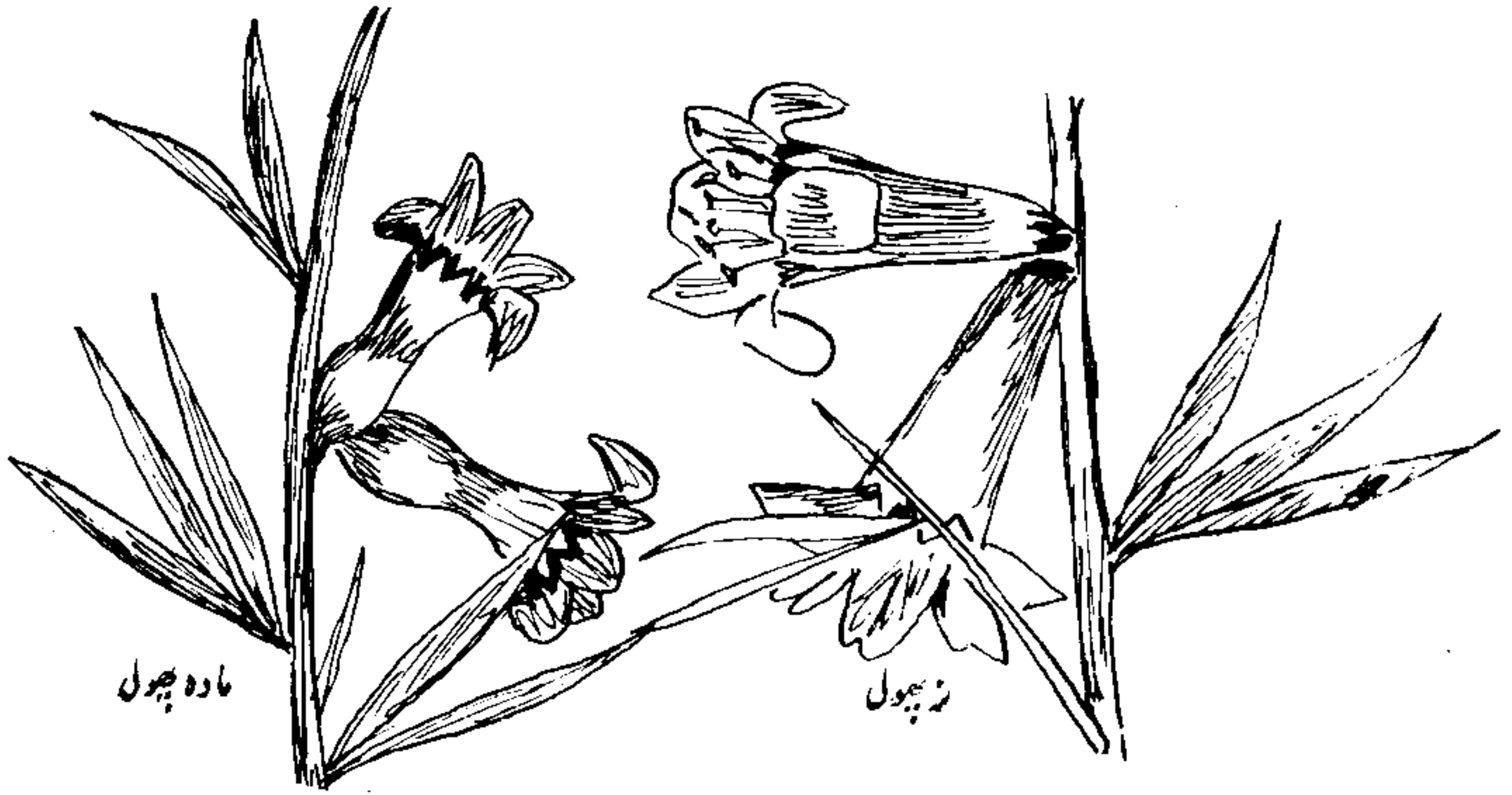
تربیت اور شاخ تراشی

انار کے درخت کی تربیت کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک تنے اور جھاڑی نما وضع کے درخت کے لئے تربیت دی جاتی ہے۔ اس تنے کو زمین سے اوپر ۱۲ انچ سے ۱۶ انچ تک اگنے دیا جاتا ہے اور اچھی متوازی ۳ یا ۴ شاخوں کو جو کہ تنے پر ایک دوسرے سے ہر طرف تھوڑے فاصلے پر ہوتی ہیں چن لیا جاتا ہے۔ وہ شاخیں جو اس حد سے باہر کی طرف اگ رہی ہوتی ہیں انہیں کاٹ کر چھوٹا کر دیا جاتا ہے۔ کچے گلے (WATER SPROUTS) جو کہ تنے اور دیگر جگہوں پر نکلیں کو باقاعدگی سے کاٹ دینا چاہئے۔ ایک طاقتور تنے کے لئے شاخوں کو اوپر سے تھوڑا سا کاٹا جاسکتا ہے بعض غیر ضروری اور کمزور شاخوں کو جو کہ خاص جوڑوں پر واقع ہوتی ہیں درخت کو گھنٹے پن سے بچانے کے لئے کاٹ دیا جاتا ہے اور درخت کی صحیح شکل و صورت کی تکمیل کی جاتی ہے۔ اس کے بعد انار کے درخت کی بہت کم شاخ تراشی کی جاتی ہے ماسوائے اس کے کہ خشک اور مرجھائی ہوئی ٹہنیوں کو اور کچے گلوں کو جو کہ تنے، شاخوں اور زمین سے اگتے ہیں کاٹ دیا جاتا ہے۔

تربیت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مستطیل گڑھے کے چاروں کونوں پر چار قلمیں لگا دی جاتی ہیں جو انار کی عمدہ ترین اقسام کے لئے عام رائج ہے۔ یہ قلمیں باغ میں اپنی مستقل جگہ پر لگائی جاتی ہیں اس طریقہ پر تین چار تنے ایک وقت میں زمین سے نکلتے ہیں اور بعد میں یہ تین چار تنے مل کر ایک درخت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ کچے گلے جو زمین، تنے یا شاخوں سے نکلتے ہیں باقاعدگی سے کاٹے جاتے ہیں۔ ان تنوں سے پہلی شاخوں کو ۱/۲ انچ سے ۲ فٹ تک کے فاصلے پر اگنے دیا جاتا ہے تاکہ ماہینی فصلوں کی کاشت میں سہولت رہے۔ درخت چند سالوں کے بعد جھاڑی نما صورت اختیار کر لیتا ہے۔ درخت کی اندر کی جانب شاخوں کے گھنٹے پن کو کچھ شاخوں اور گلوں کو کاٹنے سے دور کیا جاسکتا ہے۔ آخر میں شاخ تراشی صرف کمزور خشک، بیمار شاخوں کے کاٹنے اور

خمر لگوں کے کاٹنے تک محدود ہو باقی ہے۔ عمر رسیدہ درختوں میں تو انائی پیدا کرنے کے لئے انار میں یہ ایک عام مشق ہے کہ خاص شاخوں میں زمین کے نزدیک کاٹ کر لگایا جاتا ہے اور تین یا چار طاقتور جڑوں کو ان کی جگہ پر اگنے دیا جاتا ہے اور باقی کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

پھول نکلا، پھل لگنا اور زر پاشی



کاشت شدہ انار کا درخت آہستہ بڑھنے والا سخت لکڑی جھاڑی نما اور ٹوڈوس سے پندرہ فٹ اونچا اور تقریباً اتنا ہی پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ بیدار اور قدھاری اقسام کے درخت اپنے اور بھی اونچائی میں اگنے کی عادت والے ہوتے ہیں۔ جبکہ میٹھے اور جھاڑی قسموں کے درختوں جھاڑ سانی اور پھیلاؤ دار ہوتے ہیں۔ انار کا پوری طرح سے اگا ہوا درخت ۳ سے ۵ خاص جوڑ رکھتا ہے جو کہ نیچے سے نمودار ہوتے ہیں۔ اوپر والی شاخیں عموماً پھیلی ہوئی اور لچکدار ہوتی ہیں۔ تنے کا چھلکا نرم اور ہریالی مائل سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ چھوٹی عمر کی شاخ زردی مائل سبز رنگت کی ہوتی ہے جس کے اوپر والے سرے پر دو چھوٹے چشمے واقع ہوتے ہیں جو عموماً چھوٹی ڈنٹھلوں کے کناروں پر واقع ہوتی ہیں۔ اور یہ چھوٹی ڈنٹھلیں چھوٹی شاخوں پر ایک دوسرے سے مخالف سمت میں نکلتی ہیں۔ تمام شاخوں کے سرے عموماً چشموں کے ساتھ یا بغیر چشموں کے ڈنٹھلوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پھول چھوٹی شاخوں کے اوپر والے سروں پر یا اسی سال کی بڑھوتری کے نیچوں پر لگتے ہیں۔ الحراف

Axillary یا سرس پر لگتے ہیں۔ وہ منفرد اندر معکوس ہوتے ہیں یا دو چار ایک ہی گچھے پر ہوتے ہیں نیچے چھوٹی شاخوں اور بڑی عمر کی شاخوں پر بھی بنتے ہیں جو کئی سالوں تک پھل دیتے رہتے ہیں۔ کچھ پھول درخت کی اندرونی جانب لگتے ہیں۔ پھول کمتر بچہ دانی کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں اور سرخ موٹی گودہ دار نچلی پتیاں جن پر چمکیلے انابی۔ نک کے بالا پتیاں اور کہیں بلکہ سوسے بھی زیادہ تر اعضا موجود ہوتے ہیں۔ پھول داخلی۔ روانہ پاشی والے ہوتے ہیں اور اسی لئے زردانہ پاشی کا کوئی معرہ پیدا نہیں ہوتا۔ انار میں پھول کی تکمیل ۲-۳ دفعوں یا اس سے زیادہ عرصے میں ہو کانی وقت مل جاتا ہے اور اسی لئے پہلے دو دفعوں کو دوران والا بنسبت آخری دو دفعوں والے کے کافی بڑا ہوتا ہے اور منڈیوں میں اس کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے۔ درحقیقت دوسرے دو دفعوں کے دوران نشوونما پانے والا پھل منڈی میں نیچے جانے کے قابل حجم پیدا نہیں کرتا۔ پھل تھوڑا بہت بیضوی شکل کا ہوتا ہے اور اس کے اوپر پھول کی نچلی پتی کی طرح پتیاں ہوتی ہیں۔ پھل کے اندر کہیں بیج ہوتے ہیں جو گلابی رس (گودا) کے اندر بند ہوتے ہیں۔ بیج مختلف حصوں میں ترتیب دئے ہوتے ہیں جو ایک پتے جھلکے سے جدا ہوتے ہیں۔ پھل کا قطر اقسام کے تحت ۲ انچ سے ۵ انچ تک ہوتا ہے۔

پیداوار

انار کا درخت تیسرے یا چوتھے سال پھل دینے لگتا ہے لیکن یہ اپنی پوری توانائی اور حجم اور تجارتی نقطہ نگاہ سے ۱۰ یا ۱۲ سال کے بعد پھل دیتا ہے۔ انار کی تجارتی نقطہ نگاہ سے پھل دینے کی عمر کافی لمبی ہے اور اگر اس کی احتیاط کی جائے اور اگر یہ قدرتی نقصانات مثلاً شدید سردی وغیرہ کے نقصان سے محفوظ رہے تو اس کے پھل دینے کی مدت ۲۰ یا ۵۰ برس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ انار کا پوری طرح سے اگا ہوا ایک درخت ایک موسم میں ۲ سے ۵ من تک کی پیداوار حاصل ہوگی۔ باغ میں انار کی اوسط قیمت دس روپے فی من کے حساب ایک ایکڑ سے ۳ ہزار سے ۴ ہزار روپے تک سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

کٹائی

انار کا پھل موسم گرما کے اختتام میں یا موسم خزاں کے شروع سے ذرا پہلے یعنی ستمبر کے مہینے

میں پہاڑی علاقے میں پکتا ہے۔ پت جھڑوائے درختوں میں یہ واحد درخت ہے جو موسم بہار میں دیر سے بڑھنا شروع ہوتا ہے اور جس کے پتے موسم خزاں میں سب سے پہلے جھڑ جاتے ہیں۔ پھل کو درخت سے اس وقت الگ کیا جاتا ہے جب اپنا پورا رنگ اور حجم حاصل کر چکا ہوتا ہے اور اچھی طرح پختہ ہوتا ہے اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے اگر اسے کچی حالت میں توڑ دیا جائے تو وہ ذخیرہ اندوزی کے وقت یا برف کے دوران نہ تو اپنا رنگ پیدا کر سکتا ہے اور نہ ہی پک سکتا ہے۔ چونکہ پھل کا چھلکا موٹا ہوتا ہے اس لئے پھل کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت کافی زیادہ ہوتی ہے اور اسی لئے اس کی کٹائی کے بعد اسے کافی عرصہ تک رکھا جاسکتا ہے اور کافی فاصلوں تک اسے منڈیوں میں بھیجا جاسکتا ہے۔ دوران سفر اس کی خاص احتیاط کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسے عام ٹوکریوں یا کواروں میں بند کر کے میدانی علاقوں کی منڈیوں میں بھیجا جاتا ہے۔ پھل توڑتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ درخت سے پیچھے الگ نہ ہو جائیں اور پھل کو کوئی ضرب نہ پہنچے۔ تو دسمبر میں پھلوں کے ساتھ نہیں رکھنا چاہئے ورنہ تمام پھلوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

جھالاری

پھل بہت بڑا ہوتا ہے اور رنگت میں زردی مائل سرخ اور موٹے چھلکے والا ہوتا ہے بیج گودے کے ساتھ بڑا اور ہلکے سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ پھل رس دار اور خاصا ترش ہوتا ہے پیداوار کافی حاصل ہوتی ہے مگر اس کی غیر پسندیدہ خصوصیات کے تحت وسیع پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

میٹھا

درمیانہ حجم کا پھل ہوتا ہے جو رنگت میں زردی مائل گلابی اور خاصا موٹے چھلکے والا ہوتا ہے۔ بیج گودے کے ساتھ بڑا اور رنگت میں زردی مائل سفید ہوتا ہے پھل بہت وسیع پیمانہ پر کاشت نہیں کیا جاتا۔

استعمال

انار کا پھل سرد و عزیز ہے۔ اسے تازہ استعمال کرنے کے علاوہ پھل کو اور کاموں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا جس پر (TANNIN) ہوتا ہے۔ چمڑہ رنگنے کی صنعت میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جڑوں کا چھلکا ادویات کا جزد ہے۔ اسے پچیش اور دستوں میں استعمال کرایا جاتا ہے۔ انار کا چھلکا ایک مدت سے ابلنے کے بعد پیٹ کے کینڑوں کے لئے دوا کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض قسم کی سیاہی بنانے کے کام بھی لایا گیا ہے۔ اس کا رس اور بیج معدے کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بحیرہ روم کے خطوں میں اس کے رس میں پانی اور شکر ملا کر شربت جسے (GANADINE) کہتے ہیں۔ بنایا جاتا ہے جو بخار میں شفا یابی کے لئے پلایا جاتا ہے۔

اقسام

کاشت شدہ انار میں کئی اقسام ہیں۔ ان سے مشرق کی بعض اقسام ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اگائی گئی ہیں اور انہیں مختلف ناموں سے گئے ہیں مثلاً اسپینش ریبی (SPANISH-RUBY) وٹڈرفل۔ سوئیٹ۔ ایسڈ ڈوارف۔ پیپرشل وغیرہ جن میں اول الذکر دوسری اقسام سے اعلیٰ ہے۔ امر (AMMOR) نے ابن العلوم کے نام کے تحت تیرھویں صدی میں انار کی دس اقسام کی تشریح کی ہے جو اس زمانہ میں جنوبی سپین میں موجود تھے۔ عراق میں انار کی اقسام تین گروہوں میں منقسم ہیں۔ یعنی احمر (سرخ) اسود (سیاہ) اور صلوہ (میٹھا) جبکہ دوسری اقسام مثلاً سیسی کو بہتر سمجھا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں میدانی علاقوں میں انار کی کئی اقسام اگائی جاتی ہیں جو پہاڑی اقسام سے بہت ادنیٰ درجہ کی ہیں۔ میدانی علاقوں میں اگائی جانے والی اقسام میں دیسی۔ بانا۔ کھٹا اور بیڈانہ مشہور ہیں جبکہ وہ اقسام جو تجارتی لحاظ سے پہاڑی علاقوں میں اگائی جاتی ہیں۔ قندھاری۔ شامی۔ بیڈانہ۔ جھالاری۔ میٹھا اور ترشش مشہور ہیں۔ یہ اقسام عمدہ خصوصیات کی حامل ہیں اور تجارتی نقطہ نگاہ سے میدانی علاقوں کے لئے ضروری ہیں۔ یہ

اقسام پھل بلحاظ حجم رنگ تیزابیت اور شکر کے تناسب میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ ہمارے زیادہ گرم اور مرطوب علاقوں میں پھل کی خصوصیات مناسب طریقہ پر پروان نہیں چڑھتیں خاص کر تیزابیت اور شکر کے تناسب میں مشہور اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

قدھاری

ہماری اقسام کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور اسی لئے تجارتی نقطہ نگاہ سے اس کی کاشت وسیع پیمانہ پر کی جاتی ہے۔ پھل حجم میں بڑا ہوتا ہے اور چھلکے کا رنگ پختہ ہونے پر گہرا سرخ ہوتا ہے۔ درخت خاصی پیداوار دیتا ہے اور پھل کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت کافی زیادہ ہے۔

بے دانہ

پھل حجم میں چھوٹا اور پکنے پر رنگت بزمی یا لہلہا ہوتی ہے۔ بیج گودے کے ساتھ درمیانہ حجم اور ہلکے گلابی رنگ کا ہوتا ہے لیکن میٹھا اور رس دار ہوتا ہے۔ اس کے درخت کی پیداوار کم ہوتی ہے۔

افغانستان میں انار کے جڑوں سے اور غیر ضروری لچکدار شاخوں سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ انار پاکستان میں گاڑھا رس نکالنے کے کام آتا ہے جس کو روپ انار کہتے ہیں۔ لیکن انار کا زیادہ تر حصہ ہمارے ملک میں تازہ کھایا جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں آگیا ہوا انار میدانی علاقوں کی منڈیوں میں کھپایا جاتا ہے۔

کیرے اور بیماریاں۔ انار کا ماتھ

انار سے ماتھ کے بچے پھولوں پر حملہ کرتے ہیں اور پھل کے اندر پرورش پاتے ہیں اور پھل کا رس گل مٹ جاتا ہے۔ گلستان (ضلع کوٹلہ پشین) میں یہ ۶۰ فی صد پھل کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ۵۷ فی صد بحساب اپونڈ سوگین پانی میں چھڑکنے سے بیماری کا تدارک ہو جاتا ہے۔

پھل کا کلنا سٹرنا

یہ بیماری ضلع لورالائی میں کافی پھیلتی ہے۔ پھل کے پکنے پر زیادہ رطوبت اس بیماری کے پھیلانے میں مدد دیتی ہے۔ باغ کی سردیوں میں صفائی خشک اور متاثرہ شاخوں کی کٹائی اور پیری ناکس کے چھڑکاؤ سے پھل کو اس بیماری سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ جولائی اور اگست میں دو دفعہ دوا چھڑکنے سے بیماری کے نقصان کو اور بھی کم کیا جاسکتا ہے۔

بیر

بیر (ZIZYPHUS JUJUBA) برصغیر پاک و ہند کے قدیم ترین پھلوں میں سے ہے اور پاکستان میں مقبول ہے۔ جو موسم میں باافراط اور مقابلتا ستا دستیاب ہو جاتا ہے بعض اوقات اسے "غریبوں کا پھل" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ بیر کا درخت سخت جان ہوتا ہے۔ قد درمیانہ اور پھیلاؤ کافی ہوتا ہے۔ شاخیں بھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ جن پر لاتعداد نوکدار کانٹے ہوتے ہیں۔ پتوں کی نچلی طرف سفید پوڈر ہوتا ہے۔ ملتان۔ سرگودھا۔ لاہور اور راولپنڈی ڈویژنوں میں بیر کے درخت پر موسم سرما میں پھول لگتے ہیں اور موسم بہار میں پھل پک جاتا ہے۔ پھل ختم ہو جانے کے بعد پتے گر جاتے ہیں اور درخت خوابیدہ ہو جاتے ہیں۔ موسم برسات کے شروع میں پتے دوبارہ آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بیر کا پھل غذائیت سے بھرپور ہے اور اس میں جیاتین، وٹا، اور ج کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ بیر کی مختلف اقسام ہیں۔ جیاتین ج کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ جیاتین ج کا تخمینہ جو فروٹ سیکشن لائل پور کی تجزیہ گاہ میں کیا گیا ہے درج ذیل گوشوارہ سے واضح ہوتا ہے۔

گوشوارہ نمبر ۱

بیر میں جیاتین ج

نام قسم

۱۰۰ گرام بیر کے اجزائے خوردنی میں جیاتین ج کی مقدار

(ملی گراموں میں)

۹۵ - ۸

۴۵ - ۲

۱۲۳ - ۳

۱۰۶ - ۱

۵۶ - ۲

۸۰ - ۷

۱۰۵ - ۲

۵۲ - ۶

۱۵۰ - ۸

۷۸ - ۱

رہتک

کرناں لوکل

کریلا

کھٹی مٹھی

نمبر ۱۳

نمبر ۹

منتخب شدہ اقسام

نمبر ۱۱

سفیدہ انبالہ

سیدوکی

مندرجہ بالا گوشوارہ کے اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ جیاتین ج کی مقدار بیر کی عام

اقسام میں ترش اور کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے۔

پھل کا کیمیائی تجزیہ

۸۵ - ۱ فی صد

" ۱۲ - ۸

" ۰ - ۸

" ۰ - ۸

" ۰ - ۴

پانی

نشاستہ

اجزائے لحمیہ

لوہا

معدنی اجزاء

۰۰۱	روغن
۰۰۳	چونا
۰۰۳	فاسفورس
۵۵۰۰	۱۰۰ گراموں میں حرارتی اکائی کی مقدار
۱۶۰۰۰	ایک اونس میں حرارتی اکائیاں

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ یہ پھل اچھی غذائی خصوصیات کا حامل ہے۔
بیرتازہ پھل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ بعض اقسام کا پھل کامیابی کے ساتھ خشک کر کے
مرہ بنا کر محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ بیر کا درخت لاکھ پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔
اس کی لکڑی کثرت سے متعدد زرعی آلات بنانے میں استعمال کی جاتی ہے اور بطور ایندھن
بھی استعمال ہوتی ہے۔

آب و ہوا

بیر کا پھل مختلف قسم کی آب و ہوا اور زمین میں بڑی کامیابی سے ہو سکتا ہے یہ مغربی پاکستان
کے میدانی علاقوں میں خوب پھلتا پھولتا ہے۔ اس کا درخت ۲ ہزار فٹ کی بلندی پر بھی لگایا جا
سکتا ہے۔ مغربی پاکستان کی نہری نوآبادیات میں خوب پھل لاتا ہے۔ اس کی جڑیں بہت گہری
ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اس کا درخت خشک سالی کا مقابلہ بخوبی کر سکتا ہے۔ تاہم اگر پھل
لانے کے موسم میں اس کی کافی آبپاشی کی جائے تو یہ زیادہ اور عمدہ پھل لاتے ہیں ممد ثابت
ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ مرطوب آب و ہوا اس کی کامیاب کاشت کے لئے اچھی نہیں ہوتی۔
مغربی پاکستان میں سردیاں عموماً اتنی شدید نہیں ہوتی اور گاہے گاہے ہلکا کورا پڑنے سے اس
پر کوئی بڑا اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ بیر کا درخت خشک سالی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کی کاشت
ایسے گرم علاقوں میں ممکن ہے جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے اور آبپاشی کے وسائل محدود
ہوں۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل حصار۔ ریشک اور حینید جیسے خشک علاقوں
کی خاص پیداوار بیر ہی تھے۔

زمین

بیر کے درخت کو کسی خاص قسم کی زمین درکار نہیں ہوتی۔ اس کی کاشت افتادہ اور غیر مزروعہ زمینوں میں بھی مشاہدہ میں آئی ہے۔ تاہم بہتر پیداوار گہری اور ریتلی مہرا اور چٹنے والی زمینوں سے حاصل ہوتی ہے۔

افزائش نسل

بیر کے تختی درخت بہت دیر تک پھل لاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے پھل پیداوار اور خصوصیات کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ پھل میں اچھی خصوصیات برقرار رکھنے کے لئے دوسرے پھلدار درختوں کی مانند بیر کے درخت کی افزائش بھی نباتاتی طریقے سے کی جاتی ہے۔ افزائش کے عام مروجہ اور سہل ترین طریقے ٹیلڈ بڈنگ یا ٹی بڈنگ ہے۔ تاہم چھپلا بڑھا کر بھی اس کی افزائش اچھی کامیابی سے کی جاسکتی ہے۔

بیر کے پودے کی جڑیں اوائل عمر میں ہی زمین میں گہری چلی جاتی ہے اور آم کے درخت کی طرح اسے بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس کی افزائش کے لئے موقع پر ہی چشمہ چڑھانے کا طریقہ بہتر ہے۔ البتہ شروع میں بیر کی گٹھلیاں گلوں میں کاشت کی سکتی ہیں۔ جنہیں چھوٹی عمر میں ہی مستقل جگہ پر لگالینا چاہیے۔ جہاں اسے موقع پر پیوند کرنا مطلوب ہو۔

گٹھلیاں کاشت کرنا

ٹاک پیدا کرنے کے لئے دیسی بیر کی گٹھلیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چونکہ ان میں اگنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ مارچ۔ اپریل میں پوری طرح پکا ہوا پھل جمع کر لیا جاتا ہے اور اچھی اچھی گٹھلیاں گلوں میں کاشت کر دی جاتی ہیں۔ گٹھلیاں تین ہفتوں کے اندر اندر اگ آتی ہیں۔ بعض محققین نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ نقصان پہنچائے بغیر خول توڑا جائے تاکہ اگنے میں آسانی ہو۔ ان تختی پودوں کو موسم برسات میں اکھاڑ کر ان کی مستقل جگہ پر لگا دیا جاتا ہے۔

پیوند کرنا

دو سال کے اندر اندر بیر کا تختی پودا پیوند کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ نہری نوآبادیات

میں بی ڈنگ کے ذریعہ سے افزائش کا بہترین وقت اپریل مئی ہے۔ تاہم اگست ستمبر میں بھی پیوند کیا جاسکتا ہے۔ انگلی جتنی موٹی شاخیں قابل پیوند ہوتی ہیں۔ پیوندی لکڑی حاصل کرنے سے پیشتر یقین کر لینا چاہئے کہ جن درختوں سے لکڑی حاصل کی جا رہی ہے وہ عمدہ تندرست دلوں اور بکثرت پھل لانے والی اقسام کے درخت ہوں۔ اگر پیوندی لکڑی کہیں دو دروازے سے حاصل کی ہو تو اسے کاٹ کر گزار کاٹ میں پیک کر کے پیسٹ لیا جائے۔ گزار ٹاٹ کے بجائے پوٹین (POLYTHENE) یا الکاٹھین (ALKATHENE) بھی استعمال کی سکتی ہیں۔ پیوندی لکڑی ایک سال پرانی شاخوں سے حاصل کرنی چاہئے جن کے پتوں کی لہنوں میں نمایاں آنکھیں ہوں۔

بیر پیوند کرنے کا عمل ترشادہ پھلوں کے درختوں کو پیوند کرنے سے زیادہ مختلف نہیں چشمرے کاٹ کر اس کی لکڑی نکال دی جاتی ہے۔ اور اسے اپنی شاخوں پر رکھ کر اس کی رسی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ ایک ماہ کے اندر اندر کوئیلین نکلتا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد بندھی ہوئی رسی کی رسی کھول دی جاتی ہے۔ جب کوئیلوں کا ساڑھا اچ یا اس سے کچھ زیادہ ہو جائے تو اصل درخت کا بالائی حصہ کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ پیوند شدہ چشمرے کی بڑھوتری تیزی سے ہو سکے۔ مقام پیوند سے نیچے پھوڑ توڑنے سے چاہیے۔ بیر کے جوان درختوں کو ان کے بالائی سرے کاٹ کر اسی طریقہ سے بہتر اقسام میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ایسے درخت کی بنیادی شاخیں اصل تنے سے ایک سے نو انٹ کی بلندی پر موسم سرما میں کاٹ دی جاتی ہیں۔ یہ ٹنڈ شروع بہار میں خوب پھوٹتے ہیں۔ ہر ٹنڈ پر ایک ایک شاخ بڑھنے دینی چاہیے جو کہ ماہ اگست میں جبکہ وہ انگلی جتنی موٹی ہو جائے (ٹی) ڈنگ کے ذریعے اچھی قسم سے پیوند کر دی جاتی ہے پیوند کرنے کے بعد کے عمل وہی ہیں۔ جو نئے پودوں کے پیوند کرنے کے بعد عمل میں لائے جاتے ہیں۔ بھڑوں کے مضبوط نظام کی وجہ سے پودے ایک سال میں ہی خوب پھیل جاتے ہیں۔

پودے لگانا اور ان کی نگہداشت

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بیر کے درختوں کو موقع پر پیوند کیا جاتا ہے۔ اس لئے تختی پودوں کو ہم ٹ کے فاصلے پر لگانا چاہئے۔ پیوندی پودے خوب پھلتے ہیں اور کافی جگہ گھیر لیتے ہیں۔ لہذا ان کو قریب قریب نہیں لگانا چاہئے۔ بیر کے درختوں کو عموماً ہوائی ٹاور باڑ

کے طور پر لگانے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے پودے قریب قریب لگانے چاہئیں اور بیر کے درختوں کے درمیان کوئی اور اونچا بڑھنے والا درخت بھی لگانا چاہئے تاکہ ہوا توڑ بار زیادہ مضبوط اور موثر ہو سکے۔

آبپاشی

بیر کے درخت کی جڑیں بہت گہری چلی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ درخت خشک سالوں کو بھی برداشت کر سکتا ہے۔ تاہم پھل کی نشوونما کے دوران آبپاشی پھل کی جسامت بڑھانے میں مدد ہوتی ہے۔ کم زور زمین اور پانی کی کمی کے باعث پھل کثیر مقدار میں جاتا ہے۔

کھاؤ ڈالنا

عام طور پر ہمارے ملک میں بیر کے درختوں کو کھاؤ دینے کا رواج نہیں ہے۔ تاہم بہتر اور مسلسل بار آوری کے لئے موسم برسات سے قبل تین یا چار ٹوکروں کی گلی سڑی کھاؤنی درخت ڈالنی ضروری ہے۔ اس سے پودے کی نشوونما بہتر ہوگی۔ پھل بھی بڑے سائز کا لگے گا اور خصوصیات بھی عمدہ ہوں گی۔

فصلوں کی کاشت

عام طور پر بیر کے درختوں کے درمیان کوئی فصل کاشت نہیں کی جاتی۔ تاہم کھاؤ ڈالنے اور موسم برسات میں گھاس بھوس ختم کرنے کے لئے چلانا ضروری ہے۔ چونکہ بیر کے درخت بہت پھیل جاتے ہیں اس لئے جواں درختوں کے درمیان فصلوں کی کاشت ممکن نہیں۔

شاخ تراشی

بیر کے درختوں میں پھل سال رواں کی نکلی ہوئی نئی شاخوں پر ہی لگتا ہے اس لئے نباتاتی افسر ایش بڑھانے کے لئے مناسب شاخ تراشی ضروری ہے۔ پرانی شاخوں کو کاٹ کر چھوٹا کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سے مسلسل اور کثیر مقدار میں پھل لگتا ہے۔ نئے پودوں کے تینے مضبوط بنانے کے لئے ان کی مناسب شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ بیر کے درختوں کی شاخ تراشی فصل کی برداشت کے بعد بھی کی جاتی ہے۔

فصل کی برداشت اور فروخت

بھری نوآبادیات میں بیر کی اقسام مارچ اپریل میں کٹی ہیں۔ پیوندی اقسام کی اوسط پیداوار ۲۴ سے ۳ من تک ہوتی ہے۔ تاہم ۱۰ من پیداوارنی درخت تک بھی مشاہدے میں آتی ہے۔ پھل توڑنے کے لئے سیرھی استعمال کی جاتی ہے اور ٹوکروں میں بند کر کے منڈی میں لے جایا جاتا ہے۔

اقسام

پیوندی اقسام کے مقابلے میں تخمی اقسام کے زیر کاشت رقبہ بہت زیادہ ہے جنگلی یا کاٹھا بیر جو کہ نیم ترش ہوتا ہے۔ بکثرت پھل دیتا ہے۔ لیکن پھل اچھا نہیں ہوتا۔ پیوندی اقسام کا پھل اچھی جسامت اور عمدہ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ لائل پور کے تجرباتی باغ میں دس سے زیادہ اقسام کاشت کی گئی تھیں جس میں سے عمران ۹، ایس ۱۱، ۱۳، ۱۵ اور کمال لوکل اچھی خصوصیات والی اقسام ثابت ہوئی ہیں۔ جہاں کہیں بھی یہ اقسام کاشت کی گئی ہیں منافع بخش ثابت ہوئی ہیں۔ اس صوبے کے کاشتکاروں اپنے رقبہ کے ارد گرد بیر کی کاشت کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ان اقسام کی خصوصیات جو لائل پور کے تجربات کے نتائج سے اخذ ہوئی ہیں درج ذیل ہیں۔

عمران نمبر ۹

اس قسم کا پھل جسامت میں بڑا اور دیکھنے میں خوش نما ہوتا ہے۔ شکل لمبوترمی اور زیادہ پک جانے پر رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل پر لبانی کے رخ دھاریاں سی ہوتی ہیں۔ گودا سخت ہوتا ہے اس لئے دور دراز کی منڈیوں میں بھی بھیجا جاسکتا ہے۔ یہ قسم اپریل میں پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ پھل بکثرت لگتا ہے اور درخت کی پیداوار دس من تک ہو سکتی ہے۔ ۲۴ من پھل فی درخت تو اوسط پیداوار ہے۔ پھل خستہ اور شیریں ہوتا ہے۔

نمبر ۱۳

سلیکشن نمبر ۱۳ بہترین اقسام میں سے ایک ہے۔ یہ قسم عمران ۹ سے کچھ پہلے کٹی

بے اور پھل بکثرت لگتا ہے۔ پھل کی خاصیت بہترین ہوتی ہے۔ اس کا چھلکا پتلا اور گودہ
شریں اور نرم ہوتا ہے۔ اس کا پھل لمبا اور گاڈوم ہوتا ہے۔ چھلکے کا رنگ زردی مائل سبز
نوک سرخ اور پھل پر سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ پھل زیادہ پک جانے کی صورت میں بالکل
سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل پر لکیریں نمایاں ہوتی ہیں۔ گودہ شیریں لذیذ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

نمبر ۱۵

اس قسم کا پھل بہت لمبا اور گاڈوم ہوتا ہے۔ اس کا چھلکا۔ گودہ اور دیگر خصوصیات
سیکشن ۱۳ سے مشابہ ہوتی ہیں۔ پھل مارچ اپریل میں پکتا ہے۔ اس کا درخت اوسط درجہ
کی پیداوار دیتا ہے۔

چونچل

اس قسم کے پھل کی نمایاں خصوصیت اس کی چونچ ہے۔ پھل کا سائز بڑا ہوتا ہے۔
اس کی خصوصیات اچھی اور گودہ رسدار اور میٹھا ہوتا ہے۔

کرنال لوکل

اس کا پھل بیضوی شکل اور جسامت میں درمیانہ ہوتا ہے۔ اگرچہ پھل اتنا دلکش نہیں
ہوتا تاہم گودہ رسدار۔ شیریں اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ چھلکا کھردرا اور زردی مائل سبز سے سرخ
ہوتا ہے۔ پھل پر سرخ دھبے ہوتے ہیں۔ پھل اپریل میں پکتا ہے۔ قسم بھی خوب پھل دیتی ہے۔
کھٹی مٹھی

اس کا پھل ذائقہ میں کچھ ترش ہوتا ہے اس لئے اس کو کھٹی مٹھی کے نام سے موسوم
کرتے ہیں۔ پھل جسامت میں چھوٹا اور شکل میں قدرے لمبوتر ہوتا ہے۔ چھلکا صاف اور
رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ جو پھل کے پوری طرح پک جانے پر سرخ ہو جاتا ہے۔
پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔

سیکشن نمبر ۱۱

اس کا پھل بھی بڑا لیکن سیکشن ۱۵ سے نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے۔ چھلکے کا رنگ زرد
ہوتا ہے اور زیادہ پکنے پر سرخ ہو جاتا ہے۔ چھلکا قدرے موٹا ہوتا ہے جس پر دھاریاں

نمایاں ہوتی ہیں۔ گودا سخت مٹوس اور شیریں ہوتا ہے۔ یہ بکثرت پھل لانے والی اقسام میں سے ایک ہے۔ جس کا پھل موسم بہار کے مہینوں میں بکتا ہے۔

۸۔ سفیدہ

پھل کا سائز درمیانہ اور قدرے لمبوتر ہوتا ہے۔ پھلکے کا رنگ زردی مائل سبز صاف اور چمکدار ہوتا ہے۔ پھل بہت شیریں رس دار ہوتا ہے۔ گودہ نرم اور کم ترش ہوتا ہے۔

ضرر رساں کیڑے اور بیماریاں

بیر کا درخت کسی مہلک بیماری سے متاثر نہیں ہوتا۔ پھل کی بھونڈی اور مکھی نہایت اہم کیڑے ہیں۔ جن سے بیر کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

پھل کی مکھی سے متاثرہ پھل بروضع اور ناقابل استعمال ہوتا ہے۔ یہ مکھی پھل کے اندر اندر سے دیتی ہے۔ جن سے تین دن کے اندر بچے نکل آتے ہیں۔ جو پھل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسا پھل عام طور پر گر جاتا ہے اور کیڑے کے بچے کوئی شکل میں زمین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ایسے گرنے والے پھل کو چن کر ضائع کر دینا چاہئے۔ موسم گرما میں ہل چلانا اور آبپاشی کرنا بھی ان کے بچوں کو تلف کرنے میں مدد ہے۔ بالغ مکھی کو انڈرین کی سپرے سے بھی ختم کیا جاسکتا ہے۔

بیر کی بالغ بھونڈی رات کے وقت پتوں میں سوراخ کر دیتی ہے۔ اس پر مٹی سے اگست کے مہینوں میں پھندوں کے ذریعے بھی کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔ بی ایچ سی۔ اور ڈی ڈی۔ لی کے محلول (۰.۲۔۰.۵۔۰.۷۔۱۔۲۔۳۔۵۔۱۰۔۲۰۔۳۰۔۵۰۔۱۰۰) پونڈ۔ اگیسن پانی میں ملا کر کوانہی مہینوں میں چھڑکنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

بیر کے پھل سے مندرجہ ذیل مصنوعات بنائی جاسکتی ہیں

بیر کا خشک مرچہ

۱۔ پھل کا انتخاب :- اس مقصد کے لئے بڑے سائز کا بے داغ اور ایسا پھل لیں جو نہ

زیادہ پکا ہوا اور نہ زیادہ کچا ہو۔ یعنی پھل کا رنگ زردی مائل ہو۔ پھل کو اچھی طرح دھو لیں تاکہ گرد و غبار صاف ہو جائے۔

۲۔ لکڑی کے نوک دار خلال کے ذریعے پھل کو اچھی طرح چھیدا لیں۔ پھل کو چھیدنے کے لئے پن اور سوئی بھی استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن لکڑی کے خلال کو ترجیح دینی چاہئے۔

۳۔ پھل کو ملل کے کپڑے میں باندھ لیں اور دو سے تین منٹ تک ابلتے ہوئے پانی میں ڈبوئیں۔ یہ عمل اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ پھل تھوڑا سا نرم ہو جائے اور پھل میں چینی اچھی طرح جذب ہو جائے۔ اس کے بعد پھل کو مٹی کے روغنی برتنوں میں رکھ دیں۔

۴۔ ایک پیالی چینی اور تین پیالی پانی کی نسبت سے حسب ضرورت شربت تیار کر کے اُبال لیں اور شربت گرم گرم ہی پھل میں ڈال دیں اور مٹی کے جار میں بھر دیں۔ شربت اتنا ہونا چاہئے کہ اس میں پھل اچھی طرح ڈوب جائے۔

۵۔ پھل کو شیرے میں ۲۴ گھنٹے تک ڈوبا رہنے دیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ پھل کو شیرے میں ڈبونے کے لئے اس پر کوئی وزن رکھ دیا جائے۔ ۲۴ گھنٹوں کے بعد شیرہ نکال لیں اور چوتھائی پیالی کھانڈ (یعنی پہلی مرتبہ استعمال شدہ کھانڈ کا چوتھائی حصہ) اور ملا دیں اور اس کو آگ پر رکھ کر جوش دیں اور اسے دوبارہ پھل پر ڈال دیں۔ یہی عمل (یعنی شربت نکال کر اور اس میں چوتھائی پیالی کھانڈ ملانا اور دوبارہ جوش دے کر پھل میں ڈالنا) ہر روز دوہراتے رہیں۔ یہاں تک کہ شیرہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ شیرہ کے شہد کی مانند گاڑھا ہونے میں ۸ سے ۱۰ دن لگیں گے اور شربت میں کھانڈ کی مقدار ۷ سے ۵ فی صد ہو جائے گی۔ شربت گاڑھا ہو جانے کے بعد اسے پھل میں پڑا رہنے دیں تاکہ کھانڈ پھل میں اچھی طرح جذب ہو جائے۔ کھانڈ جذب ہونے میں تین سے پانچ دن تک جائیں۔ اگر پھل کو زیادہ دنوں تک شیرے میں پڑا رہنے دیں تو بھی کوئی نقص واقع نہ ہوگا۔

کھجور

تاریخ

کھجور پامیسی خاندان (PALMACEAE FAMILY) سے تعلق رکھتی ہے۔ اس خاندان کی تین اقسام اور پانی جاتی ہیں۔

اس کو اردو میں کھجور۔ عربی میں نخیل۔ پنجابی میں کھجی اور بعض جگہ پر بڑا مکہہ کہتے ہیں۔ اس کا ماہری وطن خلیج فارس (PERSIAN GULF) کے فوجی علاقے ایران۔ عراق۔ عرب اور جنوبی افریقہ تصور کیا جاتا ہے۔ پیرونی حملہ آور سکندر اعظم اور محمد بن قاسم کھجور کو اپنے ساتھ اہم جزو خوراک لائے ان کی کھلیوں سے اس کی کاشت برصغیر ہندوپاک میں پھیل گئی۔ یہ پھیل زیادہ تر پاکستان کے خیبر لوہ۔ قلات بہاول پور اور ملتان ڈویژن میں کاشت کیا جاتا ہے۔ مکران میں کھجور خشک کرنے اور ڈبوں میں بند کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔

(DATE PROCESSING AND PACKING FACTORY)

غذائی اہمیت

ایک گرام چل سے ۳۱۵ حرارتی اکائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اس پھل میں مختلف دھاتیں مثلاً میگنیشیم

لوہا۔ کیلشیم اور سختوڑی مقدار میں فاسفورس اور گندھک موجود ہے۔ پھل کا تجزیہ درج ذیل ہے۔

۲۶۰۰	فی صد	پروٹین (لحمی مادہ)
۷۳۶۲	فی صد	نشاستہ
۰۶۶۰	فی صد	چربی
۲۰۶۰۰	فی صد	پانی
		معدنی اجزا
۱۶۸۰	فی صد	ٹمکیات اور ASH
۲۶۲	فی صد	ریشتے
۱۰۰۶۰		مبیزان

رقبہ اور پیداوار

کچور کے تحت رقبہ کے لحاظ سے ہم برصغیر پاکستان کو تین حصوں (ZONES) میں تقسیم کرتے ہیں جن میں رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پیداوار (منوں میں)	رقبہ (ایکڑوں میں)	نام ڈویژن
—	—	لاہور
۶۶۰۰۰	۱۱۶۳	سرگودھا
۴۰۶۵۰۴	۴۰۳۳	ملتان
۹۵۱۰۰	۱۸۳۵	بہاول پور
—	—	راولپنڈی
—	—	پشاور
۵۵۰۰	۱۰۱	حیدرآباد
۸۲۶۲۲۰	۳۳۶۳	خیبر پور
۱۱۲۰۰۰	۹۰۰	ڈیرہ اسماعیل خان
۳۴۰	۷۵	کوٹہ

۵۶۰۰۰

۴۰۰۰

قلات

-

۲۸۹

کراچی

۱۰۲۱۵

-

بقاعلی علاقہ

۲۰۸۲۲۹۵ من

۲۰۷۵۹ ایکڑ

میزان

پھل دار پودوں میں اس پودے کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ پاکستان میں ان کی تعداد تقریباً ساڑھے سترہ لاکھ ہے۔ سالانہ پیداوار و قیمت تقریباً بالترتیب ۲۱ لاکھ من اور تین کروڑ تترتالیس لاکھ روپیہ ہے۔

پاکستان میں کھجور کی پیداوار تقریباً ۲۱ لاکھ من ہے جو دنیا کا ۵۸٪ فی صد ہے۔ عراق سالانہ ۷۰ سے ۸۰ لاکھ من کھجور پیدا کرتا ہے جو کہ دنیا کی پیداوار کا ۳۳٪ فی صد ہے۔ یہ بات قابل فخر ہے مسلم ممالک یعنی مشرق وسطیٰ میں تقریباً دنیا کا ۹۸٪ فی صد کھجور پیدا ہوتی ہے۔

نظام جڑ

نظام جڑ (ROOT SYSTEM) کھجور کی جڑیں ریشے دار (FIBROUS) ہوتی ہیں۔ اس میں ٹیپ جڑ (TAP ROOT) اتنی لمبی نہیں ہوتی۔ جڑیں جو اس کے بعد میں ثانوی جڑیں (SECONDARY ROOTS) ہوتی ہیں تقریباً $\frac{1}{4}$ سے $\frac{5}{8}$ قطر کی ہوتی ہیں۔ اس جڑ کو جب خورد سے دیکھا جائے اور خورد بن سے مطالعہ کیا جائے تو اس کے دو حصے جو ایک سخت قسم کے سیل (SCLERENCHYMA CELL) ہوتے ہیں۔ نیز اس میں جوا کے بڑے حصے ہیں۔ اندرونی حصہ جسے (STEL) کہتے ہیں جس میں خوراک کو اوپر سے لے جاتے ہیں والے ریشے موجود ہوتے ہیں۔ جو مختلف عمل ادا کرتے ہیں۔ جڑیں گہرائی کے لحاظ سے، فٹ سے، فٹ تک جاتی ہیں۔ اور چوڑائی کے لحاظ سے دو فٹ سے چھ فٹ تک پھیلتی ہیں اس کی جڑیں اوپر کے حصے سے خوراک زیادہ لیتی ہیں۔

تن

تنا موٹائی میں بہت زیادہ نہیں پھیلتا مگر اونچائی کے لحاظ سے بہت اونچا چلا جاتا ہے اور اس کے چوٹی (TERMINAL) والے حصے سے نازک پتے گاچہ نکلتا رہتا ہے۔ جو بعد میں پرانے

پتے بن جانے ہیں یہ پتے چھوٹی پتیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور اس میں کانٹے دار پتیاں اور دوسری پتیاں ہوتی ہیں۔ اس نئے کو اگر لمبائی کے رخ کاٹ کر دیکھا جائے تو اس میں رسیوں کی طرح لمبے ریتے ہوتے ہیں۔

پتے

پتے کھجور کے پتے تنے کے اوپر والے حصے پر ہوتے ہیں۔ گاجر (CROWN) سے نئے پتے نکلنے رہتے ہیں اور وہ پرانے پتے نیچے جھک جاتے ہیں اور خشک ہوتے ہیں جو کاٹ چھانٹ دیئے جاتے ہیں۔ یہ تقریباً ۹ فٹ تک ہوتے ہیں۔ بڑا پتہ چھوٹی پتیوں (LEAF LETS) میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہ چھوٹی پتیاں ایکسس (AXIS) کے شروع میں کانٹوں کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ اگر پتے کو خوردبین میں دیکھا جائے تو اس میں سوراخ (STOMATE) ہوتے ہیں جن کے ذریعے سانس لینا اور زائد پانی کا خارج ہونے کا عمل (TRANSPARATION) ہوتا رہتا ہے۔

کونسل یا کلی

کلی (BUD) اس پودا میں ایک اوپر کے حصے والی کلی ہوتی ہے۔ (TERMINAL BUD) اور بڑھوتری میں امداد دیتی ہے۔ اس کے ضائع ہونے سے پودا ضائع نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر نتیہ کے ساتھ شروع میں ایک کلی (BUD) ہوتی ہے۔ جو کھجور کے زیر بچہ پیدا کرنے کے کام آتی ہے عام طور پر یہ خوابیدہ حالت میں ہوتی ہے۔ جب یہ کلی (BUD) زمین کے ساتھ مناسب رطوبت اور خوراک حاصل کرتی ہے تو زیر بچہ بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات چند بچے عین مناسب اونچائی پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو کہ مٹی نہ ہونے کی وجہ سے جڑ پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ بچے بھی کلی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

کھجور

کھجور کے پودے کی نشوونما کے لئے خشک آب و ہوا درکار ہے۔ اس پودے کو جب پھول نکلنے شروع ہوں تو مرطوب موسم نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور اگر رطوبت زیادہ ہو تو عمل زیر گی صحیح نہیں ہوتا اور نہ ہی پھل صحیح بنتا ہے اس پودے کے لئے مثل مشہور ہے کہ اس کا سراگ میں اور پاؤں پانی میں ہونے چاہئیں پھل پکتے وقت گرمی زیادہ درکار ہے نیز رطوبت کم ہونی چاہیے بولائی

اگست میں بارش نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس ناگہانی بارش سے خاص طور پر ڈنگ اور پیڈ قسم کی کھجور زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ براہیم (BACTERIA) اُلی (FUNGUS) سے گل سڑ جاتی ہے اور ڈوکا کھجور بھی کھٹی ہو جاتی ہے۔ راولپنڈی اور لاہور کے ڈویژنوں میں چونکہ جولائی تا اگست میں نسبتاً بارش زیادہ ہوتی ہے اور پھل پکنے کے موسم میں ہوا تیز چلتی ہے۔ جس کی وجہ سے پھل مچھٹ کر خراب ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کھجور کی کاشت نے ان علاقوں میں ترقی نہیں کی؛ کیٹان میں کھجور کے چھنڈ چشموں اور کنوؤں کے گرد پائے جاتے ہیں۔ اگر زمین میں نمی مناسب موجود ہو تو بڑے پودے ۱۵۶ تک سردی برداشت کر سکتے ہیں مگر چھوٹے پودے کو گرمی کی شدت اور موسم سرما میں کورے سے بچانے کے لئے سرکٹڈ سے ڈھانپنا پڑتا ہے۔

پاکستان میں اچھی کھجور پیدا کرنے والے اضلاع سطح سمندر سے ۱۰۰۰ فٹ سے ۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہیں۔ یہ اضلاع گرم خشک ہیں۔ سردی اور گرمی سے چھوٹے پودوں کو ڈھانپنا ضروری ہے کیونکہ یہ پودے موسم گرما میں عمل تھجیر اور سانس کے ذریعہ مساموں (STOMATA) کے راستے پانی ضائع کر دیتے ہیں جو پودے کو خشک کر دیتی ہے۔

زمین

کھجور کا پودا عموماً ہر قسم کی زمین مثلاً ریتیلی (SANDY) ہلکی میرا (SANDY LOAM) اور چکیتی بھاری مٹی جو پانی کو نہ روکے میں ہو جاتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ پودا ہلکی میرا (SANDY LOAM) میں اچھی نشوونما پاتا ہے۔ یہ پودا کٹر اور شور والی زمین میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ٹکیات اور کٹر ۵۔۱۰ فی صد سے زیادہ نہ ہو۔ کالا کٹر سفید کٹر کی نسبت زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس لئے ایسی زمینیں جن میں سفید کٹر زیادہ ہو یا کالا کٹر ننھوڑا سا بھی موجود ہو کاشت کے لئے موزوں نہیں ہیں۔

اس پودا کو پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس کو سیم والی زمین میں کاشت نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے اس کی جڑوں میں ہوا کا گذر نہیں ہو سکتا اور جڑیں مر جاتی ہیں۔

افزائش نسل

افزائش نسل دو طریقوں سے کی جاتی ہے۔

- (۱) زیر بچہ سے -
(۱۱) گھٹلی سے -

زیر بچہ سے افزائش نسل گھٹلی کی افزائش نسل سے بہتر ہے جن کا مقابلہ درج ذیل ہے -
افزائش نسل زیر بچہ سے

- ۱ - یہ زیر بچہ ۳ - ۴ سال کا ہوتا ہے اور قریباً ۱۲ - ۱۵ پونڈ کا ہوتا ہے - لہذا اس کے لگانے سے پودا جلدی بار آور ہوتا ہے -
- ۲ - زیر بچہ اگر ز پودے کا ہو تو زہر ہوگا اگر موت پودے سے علیحدہ کیا جائے گا تو موت ہوگا -
- ۳ - زیر بچہ جس قسم سے علیحدہ کیا جائے گا جس کی خواص رکھے گا -
- ۴ - اس سے ہم نئی قسم نہیں نکال سکتے -
- ۵ - یہ زیر بچہ کو اگر غور سے دیکھیں تو اس کے نیچے ایک طرف علیحدہ کرتے وقت سبل سے زخم ہوگا اور یہ زیر بچے سیدھے نہیں ہوتے اور معمولی سا تنے میں خم ہوتا ہے کیونکہ مادری درخت کے ایک طرف لگے ہوتے ہیں -

افزائش نسل گھٹلی سے

- ۱ - دب سے ہارا اور ہوتا ہے - زیر بچہ کا سائز بننے کے لئے عرصہ درکار ہے -
- ۲ - اس گھٹلی سے ۵ فی صد ز پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں جس سے باغبان کی محنت راہبگار جاتی ہے -
- ۳ - یہ گھٹلی سے پیدا شدہ پودے اپنے والدین جیسی خاصیت نہیں رکھتے -
- ۴ - ایک نئی قسم نکالی جاسکتی ہے -
- ۵ - اس گھٹلی سے جو پودے پیدا ہوں گے وہ سیدھے ہوں گے - اور ان کے نیچے زخم نہیں ہوتا - بعض اوقات دھوکا دینے کے لئے لوگ اس میں زخم کر دیتے ہیں -

زیر بچہ علیحدہ کرنا

افزائش نسل بذریعہ زیر بچہ بہتر ہے - زیر بچے بذریعہ سبل (SABBA) علیحدہ کئے جاتے ہیں جو قریباً ۱/۴ یا ۵ فٹ ہوتا ہے اور ۱/۴ موٹا ہوتا ہے اس کا ایک سرایتیز اور چوڑا کیا ہوا ہوتا ہے - زیر بچہ

نکلانے سے پہلے مادری پیٹر کے ارد گرد کی مٹی ا - ۱/۴ انچ کھودی جاتی ہے اور بعد میں بڑے پودے کو رتے سے باندھ لیا جاتا ہے۔ پھر سبل سے تجربہ کار آدمی پودے یعنی زیر پچے علیحدہ کرتا ہے۔ مادری پیٹر کے زخم کو بورڈ و پیٹ لگائی جاتی ہے۔ پودے نکالتے وقت زیر پچہ کامرکز بچایا جائے اگر کوئی سبل وہاں لگ گیا تو زیر پچہ صنایع جائے گا۔ یہ زیر پچہ کم از کم چھ پونڈ وزن میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس سے کم وزن والے زیر پچے عموماً بوجہ کم خوراک جوتنے میں ہونی چاہیے مر جاتے ہیں نیز دیگر ضروری عمل بھی ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ زیر پچہ علیحدہ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ زیر پچہ ۳ - ۴ سال کی عمر کے ہونے چاہئیں۔ نیز بہتر ہے کہ اس کا وزن ۱۲ سے ۱۵ پونڈ ہو۔ اب ان زیر پچوں کے درمیان ایک دوپتے چھوڑ کر تمام پتے کاٹ دیتے چاہئیں اور زسری میں ۳ x ۳ کے فاصلہ پر نرم مٹی میں لگا دیئے جائیں اور ان کے تپنے کے ساتھ مٹی چڑھا دی جائے تاکہ زیر پچہ کے ارد گرد رطوبت رہے اور آسانی سے جڑیں نکال سکے۔ زسری میں لگانے کے بعد اس کو سرکنڈا سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ ان میں سے رطوبت صنایع نہ ہو۔ مادری پیٹر ۱۵ سے ۲۰ سال تک زیر پچے دیتا رہتا ہے اور اوسطاً ساری عمر میں بس پودے دے دیتا ہے۔ ان پر سرکنڈا باندھتے وقت احتیاط کی جائے کہ سرکنڈا سطح زمین سے ذرا اونچا لگایا جائے۔ کیونکہ اس سے دیک لگنے کا امکان ہوتا ہے نیز گاہے گاہے اس سرکنڈا کو جھاڑ دینا چاہیے۔ نیز شدت کی گرمی اور کورے کا وقت گزرنے پر اس کو اتار دیا جائے۔

زیر پچے علیحدہ کرنے اور لگانے کے دو موسم ہیں -

۱ - بہار - فروری - مارچ -

۲ - خزاں - ستمبر - اکتوبر -

پودے ان دونوں موسموں میں لگائے جاتے ہیں مگر تجربات سے ثابت ہوا کہ جو پودے ستمبر، اکتوبر میں لگائے جائیں ان میں کامیابی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ یہ پودے گرمی کی شدت سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ مٹی اور جون کی گرمی اس کی چوٹی (CROWN) کو صلب کر رکھ دیتی ہے۔ ان زیر پچوں کو لگانے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کو مد نظر رکھیں -

۱ - زیر پچہ ۱۲ سے پندرہ پونڈ وزن کا ہونا چاہیے ورنہ چھ پونڈ وزن سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

۲ - زیر پچہ مادہ سے نکالا جائے اگر نہ کا زیر پچہ چاہیے تو زیر پیٹر سے نکالا جائے۔

۳۔ زہر بچہ نکالتے وقت سبیل اس کے تنے سے بچانا چاہیے۔

۴۔ زہر بچہ کے ساتھ جڑیں ضرور ہونی چاہئیں۔

۵۔ اس کو گرمی اور سردی سے بچانے کے لئے سرکنڈا ضرور باندھا جائے۔ جو زمین پر نہ لگے تاکہ دیمک اثر نہ کرے۔

۶۔ زہر بچہ لگاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اس کی چوٹی (CROWN) میں آبپاشی کے وقت پانی داخل نہ ہو کیونکہ اگر پانی داخل ہو گیا تو وہاں مٹی جم کر پودے کو ضائع کر دے گی۔

۷۔ زمین کو پھٹنے اور سوراخ بننے سے روکا جائے تاکہ پانی ضائع نہ ہو۔ نیز اس میں ریت۔ کوراکرٹ یا گھاس پھنیک دیا جائے جو اس کی نمی یا رطوبت ضائع نہیں ہونے دے گا۔

۸۔ اگر کوئی سبزی لگانی درکار ہو تو پھلی دار اجناس لگائیں تاکہ زمین کو ناسطرحت مہیا کر کے زرخیز بنائے۔

۹۔ زہر بچہ کو پہلے ماہ روزانہ اور اس کے بعد ایک دو روز کے وقفہ پر آبپاشی کرنی چاہیے۔ تین چار ماہ بعد حسب ضرورت پانی دینا چاہیے۔

۱۰۔ نیز کھجور کے پودوں میں زرمادہ علیحدہ ہوتے ہیں لہذا پودے خریدتے وقت یقین ہونا چاہیے کہ یہ مادہ کا پودا ہے۔ نہیں تو محنت ضائع جائے گی۔

جب بڑے پودے سے زہر بچے نکالے جاتے ہیں تو یہ سب جڑ دار نہیں ہوتے ان میں بغیر جڑ کے بھی پودے ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف پودے کے اوپر ہوتے ہیں بلکہ نچلے حصے سے بھی نکلتے ہیں گورنٹ ڈیٹ پام ریسیرج سب اسٹیشن جھنگ پر بغیر جڑ کے پودوں کو جڑ دار بنانے کے لئے تجربات کئے جا رہے ہیں اور اس میں قسم شمار ان کی گئی اور چھ مختلف کیمیاوی ادویات اور ہارمون (HORMONE) استعمال کئے گئے جو کہ مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ سرڈیکس اے (SERADIX. A)

۲۔ چینی (SUGAR)

۳۔ اسٹیک تیزاب (ACETIC ACID)

۴۔ لال دوائی (POT. PERMANGANATE)

۵۔ حاملہ گائے کا پیشاب (URINE OF PREGNANT COW)

۶۔ انڈول بیوٹرک ایسڈ (INDOLE BUTYRIC ACID)

ان پودوں یا زہریلوں کو ۲۳ مارچ ۱۹۶۴ء کو لگایا گیا تھا۔ اور ان کی ہر ہفتہ کے بعد فی صد کامیابی نوٹ کی جاتی ہے۔ اس تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرا ڈگس اسے اور پیشاب ۵۰ فی صد میں بھگو کر لگائے ہوئے زہریلوں نے علی الترتیب ۱۰۰ اور ۹۵ فی صد کامیابی دی ہے۔

پودے لگانا

پودوں کو دو موسموں میں لگایا جاتا ہے۔

۱۔ موسم بہار (فروری - مارچ)

۲۔ موسم خزاں (ستمبر - اکتوبر)

داغ پیل مرلعبہ طریقہ سے کی جاتی ہے پودوں کا درمیانی فاصلہ بیس سے پچیس فٹ ہونا چاہیے۔ داغ پیل کرنے کے بعد پودے والی جگہ گڑھے کھودنے چاہئیں۔ گڑھے تین فٹ چوڑے سے ہونے چاہئیں۔ ان گڑھوں کو کچھ عرصہ کھلا رہنا چاہیے۔ بعد میں ان کو ایک فٹ اوپر والی مٹی برابر حصہ میں کھا دگر اور پیل ملا کر گڑھوں کو زمین کی سطح سے چھانچ اوپنا بھر دیا جائے اور اس زمین کی آبپاشی کی جائے جب زمین وترآ جائے تو زہری سے پودا کاجی کی شکل میں نکال کر ان پودوں کو اصل جگہ پر لگا دینا چاہیے ان پودوں کو لگا کر ان کے ارد گرد کی مٹی کو اچھی طرح دبا دیا جائے تاکہ تمام ہوا خارج ہو جائے۔ لگانے کے بعد پودوں کو فوراً آبپاشی کرنی چاہیے اس بات کا خاص خیال رہے کہ پودے کی چوٹی (CROWN) میں پانی داخل نہ ہو۔ نیز پودوں کے ارد گرد مٹی بھی لگانی جائے۔ لگانے کے بعد پودوں کو سرکنڈا سے ڈھانپ دیا جائے تاکہ پودے گرمی اور کور سے محفوظ رہیں۔ ان پودوں کو چھ ہفتے کے لئے دو سے تین دن بعد ہلکا پانی دیا جائے اور اس کے بعد ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیا جائے۔ مگر سخت گرمیوں میں جلدی پانی دیا جائے اگر کوئی فصل لگانی مطلوب ہو تو پھلی دار اجناس میں سے ہونی چاہیے۔ ان پودوں کے پرانے پتے کاٹ دیتے جائیں اس پودے کی جڑیں، سے۔ افس تک گہری جاتی ہیں لہذا پانی کی سطح اس سے نیچے ہونی چاہیے۔

آبپاشی

اس پودے کے لئے ضرب المثل مشہور ہے کہ اس کا سر آگ میں اور پاؤں پانی میں جائیں جب
نوعمر پودا لگایا جائے تو اس کی آبپاشی اس طریقہ سے کی جائے۔

- ۱۔ چالیس دن روزانہ ہلکی آبپاشی کی جائے۔
- ۲۔ چالیس دن ایک دن چھوڑ کر پانی دیا جائے۔
- ۳۔ پھر اس کے بعد چھ روز کے بعد پانی دیا جائے حتیٰ کہ موسم بہار شروع ہو جائے۔ گرمی میں چار
پانچ روز کے بعد پانی دیا جائے جب تک بارشیں نہ ہوں۔ نیز موسم بہار میں سرکنڈا اتار دیا
جاتا ہے۔

بڑے پودوں کو موسم گرما میں ایک ہفتہ کے بعد پانی دیا جائے اور موسم سرما میں دو ہفتے کے
بعد پانی درکار ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ریگستانی علاقہ کا پھل ہے اس لئے اس کی آبپاشی
کم کرنی چاہیے یہ بالکل غلط ہے۔ حقیقتاً کھجور کو ترشاوہ پھلوں کے مقابلہ میں تین گنا پانی کی ضرورت
ہے۔ اس پودے کو پھول یا سپ (SPATHE) نکلنے سے پہلے یعنی جنوری فروری میں پانی کثرت
سے دینا چاہیے مگر جب اس کے پھول نکل آئیں تو ضرورت کے مطابق پانی دیتے رہیں۔ یکم مئی سے
جولائی اگست کے مہینوں تک جب تک پھل کی بالیدگی رہے پانی بہتات سے دینا چاہیے۔ آبپاشی کا
موزوں ترین وقفہ دریافت کرنے کے لئے تحقیقاتی باغ جھنگ میں تجربہ کیا گیا۔ پیداوار اس صورت
میں زیادہ ہوئی جبکہ آبپاشی پانچ یوم کے بعد کی گئی نسبتاً۔ ایوم اور پندرہ یوم۔

کھاو دینا

یہ ایک غلط خیال رائج ہے کہ کھجور کے پودے کو کھاد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہر پھل دار پودے
سے مناسب پھل حاصل کرنے کے لئے اسے ہر سال کھاو دینا چاہیے۔ پودے کو صحت مند رکھنے
کے لئے یہ عمل شروع سے ہی کرنا چاہیے کھجور کے چھوٹے پودوں کو جن کی عمر ایک سے چار سال ہو،
دس سے بیس سیر گلی سٹری گوبر کی کھاد یا آدھ سے ایک پونڈ ایمونیم سلفیٹ سالانہ دینی چاہیے جو ان
پودوں کو کم از کم ۲۰۔ ۳۰ سیر گوبر کی کھاد یا ۲۔ ۲ ۱/۲ پونڈ ایمونیم سلفیٹ سالانہ دینا چاہیے۔

گوبر کی کھاد ماہ دسمبر جنوری میں اور ایمونیم سلفیٹ فروری میں دینا چاہیے۔ کھاد دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پودے کے تنے کے ارد گرد ایک دو فٹ جگہ چھوڑ کر چار پانچ فٹ نصف قطر میں کھاد ڈال کر اچھی طرح گودھی کر کے زمین میں ملا دینی چاہیے اور فوراً آبپاشی کرنی چاہیے۔ عمر کے مطابق یہ دائرہ وسیع کر دینا چاہیے۔

باغ میں اگر فصلات کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے باغ میں علیحدہ کھاد ڈالنی چاہیے تاکہ فصلات کاشت کرنے سے پودوں کی خوراک پر کوئی برا اثر نہ ہو۔

باغ میں فصلات کی کاشت

کھجور کے پودے دوسرے پودے مثلاً ترشاوہ۔ آم وغیرہ کے مقابلہ میں بہت ہی کم زمین گھیرتے ہیں۔ اس لئے اس زمین میں مناسب آمدنی حاصل کرنے کے لئے باغ میں فصلات کاشت کی جاسکتی ہیں۔ فصلات عمرنا ایسی کاشت کرنی چاہئیں۔ جن سے پودوں پر کوئی برا اثر نہ پڑے اور زمین بھی کمزور نہ ہو۔ اس مطلب کے لئے پھلی دار اجناس۔ مونگ ماش۔ گوارا۔ برسیم۔ سبزی۔ چنے وغیرہ کاشت کرنے چاہئیں۔ ان فصلات کے کاشت کرنے سے زمین میں زرخیزی قائم رہتی ہے۔ باغ میں تمام سہزبات بھی کاشت کی جاسکتی ہیں بشرطیکہ زمین میں کھاد کافی ڈالی جائے۔ تاکہ فصلات کی وجہ سے زمین کمزور نہ ہو جائے۔

چھوٹے پودوں میں گندم جو وغیرہ بھی کاشت کئے جاسکتے ہیں لیکن ان کے کاشت کرنے سے آبپاشی میں بڑی وقت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اپریل مئی میں پودوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے لیکن گندم وغیرہ کو اس وقت آبپاشی نہیں کرنی چاہیے۔ اس لئے اس وقت کھالیوں کے ذریعہ پودوں کی آبپاشی کرنی پڑتی ہے۔

باغ میں چاولوں کی کاشت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ پانی کھڑا رہنے سے پودوں کی جڑوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

باغ میں پھلدار پودوں کی زرخیزی بھی لگائی جاسکتی ہے۔

کاٹ چھانٹ

کھجور کی کاٹ چھانٹ عموماً فصل اٹانے کے بعد کی جاتی ہے۔ پرانے جھکے ہوئے خشک پتے

جن کی ضرورت نہیں ہوتی کاٹ دیئے جاتے ہیں جب موسم سرما میں کورا پڑنے کا ڈر ہو تو زیادہ پتے نہیں کاٹنے چاہئیں۔ چونکہ فالٹو پتے نئے پیدا شدہ پتوں کی سردی سے حفاظت کرتے ہیں۔ پتوں کی کاٹ چھانٹ کا پھل کے پکنے اس کی خاصیت اور پیداوار پر اثر کے سلسلہ میں شعبہ آثار جنگ و لائل پود میں تجربات جاری ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ حلاوی قسم میں اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے کم از کم ۲۰۔۵۰ پتے رکھنے چاہئیں۔

عملی زیورگی

کھجور میں زراور مادہ کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کے زراور مادہ پھول مختلف درختوں پر ہوتے ہیں ان کی شناخت مندرجہ ذیل طریقوں سے کی جاسکتی ہے۔

- ۱۔ زراور زیادہ پتے دار ہوتا ہے۔ پتیاں سخت ہوتی ہیں اور تنا عموماً موٹا ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس کی سیپ (SPATHE) موٹی اور چوڑی ہوتی ہے۔
- ۳۔ اس میں زراور پھول کی شاخیں ۶ اپنچ لمبی ہوتی ہیں۔
- ۴۔ پھولوں کی شاخیں (RACHIS) کے آخر پر زیادہ کثرت سے پھول ہوتے ہیں۔
- ۵۔ پھول کی پتیوں کی تعداد چھ ہوتی ہے جو کہ قد و قامت میں بڑی نمایاں ہوتی ہیں۔
- ۶۔ حاصل زراور (STAMEN) کی تعداد چھ ہوتی ہے ان کو چھڑکتے سے زراور (POLLEN) جھڑتا ہے۔
- ۷۔ پھول سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے۔
- ۸۔ زراور پھول اوائل موسم میں نکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

مادہ

- ۱۔ مادہ پودا پر کم اور نرم پتے ہوتے ہیں اور تنا عموماً درمیانہ جسامت کا ہوتا ہے۔
- ۲۔ اس کی سیپ پتلی اور کم چوڑی ہوتی ہے۔
- ۳۔ مادہ پھول کی شاخیں ۱۰۔۱۲ لمبی ہوتی ہیں۔
- ۴۔ شاخوں کے سروں پر کم پھول ہوتے ہیں۔
- ۵۔ پھول کے پتیوں کی تعداد چھ جو کہ قد میں چھوٹی رنگت میں زردی مائل ہوتی ہیں۔

۶۔ پھول میں تین مادہ ہوتی ہیں عموماً دو گر جاتی ہیں اور ایک سے پھل بنتا ہے۔

۷۔ خوشبو وغیرہ نہیں ہوتی۔

۸۔ مادہ پھول عموماً دیر تک نکلتے رہتے ہیں۔

کھجور میں عمل زیرگی کسی حد تک قدرتی ذرائع مثلاً ہوا۔ کیڑے، پرندے وغیرہ کی مدد سے ہوتا ہے لیکن اچھی پیداوار حاصل کرنے کے لئے یہ عمل خود کرنا چاہیے۔ ایسا عمل کرنے کے لئے ہر مادہ پھول پر نہ پھول کی دو تین لڑیاں یا شاخیں جھاڑنی یا اندر رکھ دینی چاہیے۔ یہ عمل مادہ پھول پر کم از کم دو تین مرتبہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ مادہ پھول ایک وقت پر نہیں کھتے۔ مناسب پیداوار حاصل کرنے کے لئے باغ میں کم از کم ۵ تا ۱۵ فی صد زورخت ہونے چاہیے۔ مختلف تجربات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر زردانہ کو خشک آب و ہوا میں رکھا جائے۔ یہ ایک سال تک زندہ رہ سکتا ہے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کھجور کے زردانہ کو ایسے برتنوں میں جس میں سے رطوبت بالکل خارج کر لی گئی ہو محفوظ کر لینا چاہیے۔ رطوبت ختم کرنے کے لئے کلسیم کلورائیڈ (CALCIUM CHLORIDE) بہترین ثابت ہوا ہے عمل زیرگی کیلئے محکمہ زراعت نے ایک لہ بھی بنایا ہے جسکی مدد سے زمین پر سے بھی عمل زیرگی کیا جاسکتا ہے۔

عمل زیرگی کے بعد پھول کی تین مادہ میں سے دو گر جاتی ہیں اور ایک سے پھل بنتا شروع ہو جاتا ہے۔

اگر عمل زیرگی نہ ہو سکے تو عام طور پر تینوں مادہ سے پھل بنتا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے پھل کی شکل بڑا ب۔ قد و قامت میں چھوٹا اور گھٹلی نہیں ہوتی۔ اور ساتھ ہی یہ پھل بڑی دیر سے پکتا ہے اور خواص میں بھی گھٹیا ہوتا ہے۔ ایسے پھل کو عموماً خسی پھل کہا جاتا ہے۔

ہمارے علاقہ میں کھجور کے پودے چار مختلف خاندان انواع (SPECIES) سے تعلق رکھتے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ P. DICTYLIFERA اس کے پودے کثرت سے کاشت ہو رہے ہیں۔

۲۔ P. HUMILIS یہ قسم بہت کم کاشت کی جاتی ہے۔

۳۔ P. CANARIANES SYLVESTRIS بہت کم کاشت کی جاتی ہے۔

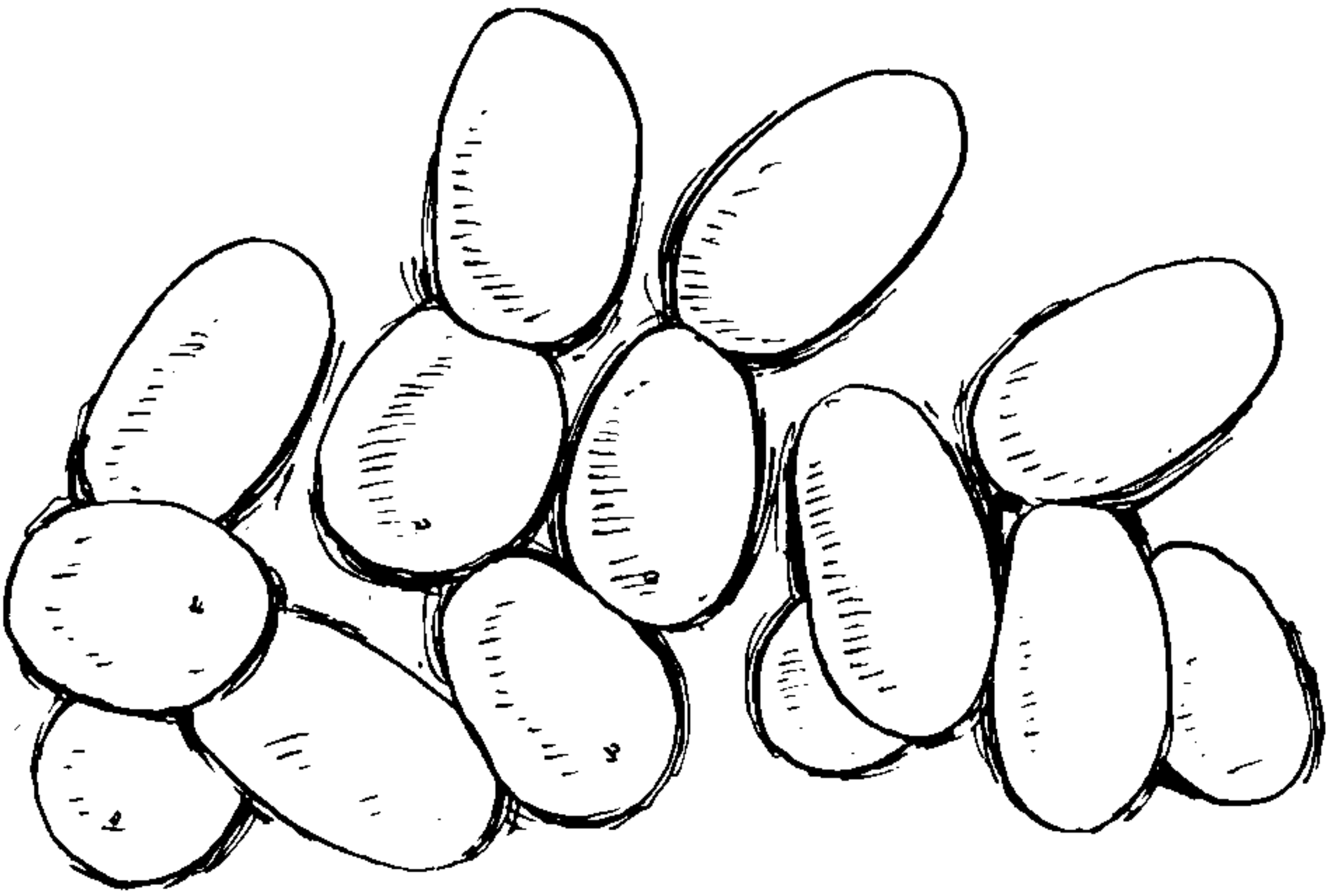
جب پہلے خاندان کے مادہ پودوں پر اسی قسم کا برا استعمال کیا جائے۔ تو پھل مناسب قد و قامت

اور صحیح وقت پر پکتا ہے۔ لیکن جب دوسری قسم کا نر استعمال کیا جائے تو پھل کی قد و قامت کم ہو جاتی ہے اور دس پندرہ روز پہلے پک جاتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں جب پھل پکنے کے آیام میں بارشیں ہو جاتی ہیں تو پھل خراب ہو جاتا ہے۔ اس لئے دوسری قسم کا نر استعمال کرتے سے پھل کو موسم کی خرابی سے بچایا جاسکتا ہے۔

پھل کی برداشت اور پیداوار

کھجور کا پیٹر عام طور پر چوتھے سال پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ مگر تجارتی اعتبار سے پانچ یا چھ سال کے بعد اچھی فصل اترنی شروع ہو جاتی ہے۔ مغربی پاکستان میں کھجور پکنے کا موسم آخر مئی سے شروع ہو کر دیر سے پکنے والی کھجور کے لئے ستمبر تک چلتا ہے۔

چھوٹے پودوں سے عام طور پر پھل پیٹرھی کے ذریعہ اتارا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات جب پودے بہت بلند ہوتے ہیں اس پر چڑھنے کے لئے آدمی ایک رستہ کو جسے کندھتے ہیں کمر اور تنے



کے گرد باندھ دیتے ہیں، استعمال کرتے ہیں، رستہ کو آہستہ آہستہ اوپر سرکاتے جاتے ہیں اور چڑھتے جاتے ہیں جب پھل پک جائے تو گچھے کو کاٹ لیا جاتا ہے۔ بعض اقسام دیر تک پکتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس قسم

کے پھل کو کئی دفعہ اتارنا پڑتا ہے۔

پھل کو بارش۔ مٹی اور کپڑوں وغیرہ کے حملہ سے بچانے کے لئے گچھوں پر عام طور پر تھیلیاں چڑھا دی جاتی ہیں۔ شروع میں اس مطلب کے لئے پوری وغیرہ استعمال کی جاتی تھی۔ جس سے بچاؤ نہیں ہو سکتا تھا لیکن اب پالی تھین استعمال ہو رہی ہے اس سے پھل بالکل خراب نہیں ہوتا۔

کھجور کے ایک پودے سے قریباً ایک من سے چار من تک تازہ کھجور حاصل ہوتی ہے لیکن اس قدر زیادہ پھل اسی حالت میں ملتا ہے جبکہ پودوں کی کافی نگہداشت کی گئی ہو۔

ایک من فی پودا اوسط پیداوار سے ایک ایکڑ میں اگر بیس فٹ کے فاصلہ پر پودے لگائے جائیں تو ۱۰۹ من پیداوار حاصل ہوگی اور ۱۵ روپے فی من کے حساب سے ۱۶۳۵ روپے فی ایکڑ آمدنی ہوگی۔

کھجور کی مختلف اشکال

ڈوکا

اس شکل کی کھجور کو پنجاب میں ڈوکا کہہ کر پکارتے ہیں اور عربی ممالک میں خلال کہتے ہیں۔ اس میں کھجور کا رنگ سبز سے پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض قسموں کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ پھل کھجور کی قسم کا ڈوکا حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پھل اسی حالت میں میٹھا اور رسدار ہو جاتا ہے۔ ڈیٹ فارم جھنگ میں حلاوی، شامران، سیب، اخروٹ، مکران کو اگر ڈوکا حالت میں استعمال کیا جائے تو بہت اچھی لگتی ہے۔

ڈونگ

عربی میں اس قسم کے پھل کو روتب کہتے ہیں۔ اس شکل کے پھل میں کھجور کی ایک طرف بیک کرزم ہو جاتی ہے اور رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور مٹھا س زیادہ ہو جاتی ہے جو پختگی کی علامت ہے۔ ایسے پھل پر کپڑے زیادہ حملہ کرتے ہیں اور پھل بارش سے زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اس قسم کی کھجور کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ نیز اس پھل کو اگر دھوپ میں پانچ سات روز کے لئے خشک کیا جائے تو یہ کھجور ایک سال تک استعمال کی جا سکتی ہے۔

پنڈ

اس قسم کو عربی میں تانار (TAMAR) کہتے ہیں۔ اس حالت میں کھجور مکمل پختہ ہو جاتی ہے۔ جب ڈنگ حالت کی کھجور چند روز پیٹر پر رہے تو مکمل پک جاتی ہے۔ سندھی زبان میں اسے وان پکیلی یعنی پیٹر کی پکی ہوتی کہتے ہیں اس میں کھجور کا رنگ پیلا سے بھورا ہو جاتا ہے۔ سرخ رنگ کی کھجور بھی سیاہ ہو جاتی ہے۔

لونی خارخوں

جب جولائی میں ڈو کا شکل تیار ہو جاتی ہے تو اس کھجور یعنی ڈو کا کو مٹی کے کورے گھڑوں میں مناسب مقدار تک ڈال کر خوب ہلاتے ہیں۔ یہ عمل قریبا ۲۰-۳۰ منٹ تک کیا جاتا ہے۔ اس سے ڈو کا کھجور کو پسینہ آ جاتا ہے۔ پھر اس کو زرات دیا کر رکھا جاتا ہے تو لونی پنڈ بن جاتی ہے۔ اس کو آسان کرنے اور لپٹنی کرنے کے لئے ایک چھچھائی ایک ایڈ ایک چھچھائی پانی اور اتنا ہی نمک ملا کر پانچ سیر ڈو کا پھل پر چھڑکا جاتا ہے۔ چھڑکنے کا طریقہ یہ ہے کہ پھل کو ایک ٹاٹ میں لے کر اس پر یہ چیزیں ڈال دی جاتی ہیں اور پھل کو خوب ہلایا جاتا ہے پھر اس کو دبا کر رکھ کر دیتے ہیں۔ یہ گھنٹہ بعد ڈیٹے نام جھنگ کی سب تقسیمیں چھی زم کھجور بن جاتی ہیں۔ عام ڈو کا کھجور سے ایسی کھجور پانچ روپیہ فی من زیادہ بکتی ہے۔

کھجوروں کا خشک کرنا

چٹائی پر خشک کرنے کا طریقہ

پکے ہوئے پھل کو توڑ کر کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر گرمی کے موسم میں دھوپ میں بکھیر دیں اور دھوپ کی شعاعوں سے خشک ہونے دیں۔ لیکن یہ طریقہ مناسب نہیں چونکہ خشک پھل پرمٹی کے ذرات اور کیرے مکوڑے لگ جاتے ہیں اور اس طرح پھل خراب ہو جاتا ہے لہذا اس عمل کو اور کارآمد بنانے کے لئے اگر پھل پر بائیک ملل کا کپڑا ڈال دیا جائے تو مناسب ہوگا۔

کاسٹک سوڈے کے عمل کا طریقہ

جب پھل پک جائے تو اسے چھیکوں میں ڈال کر ایک فی صد کاسٹک سوڈے کے اُپتے ہوئے

پانی میں ڈبو دیں۔ یہ عمل صرف ایک منٹ تک کریں اور پھر پھل کو دھوپ میں خشک کرنے کے لئے پھیلا دیں جب پھل خشک ہو جائے تو ڈبوں میں بند کر لیں یا ویسے استعمال کریں۔

چھوہارے بنانا

ڈوکا کھجور لے کر کسی لوہے کے برتن میں ڈال کر اس کو ابالا جائے۔ پانی اتنا ڈالیں کہ ان ڈوکا کھجور کو ڈھانپ لے۔ جب پانی جوش میں آئے یا ابلنا شروع ہو جائے۔ تو اس کو اتار کر چٹائی پر بچھا دیں اور دھوپ میں ۳۔ ۴ روز کے لئے رکھیں۔ نیز ان کو دو تین دفعہ پلٹا یا جائے۔ دوران شب اس کو ڈھانپ کر رکھیں۔ رات کو کھلا رہنے سے شہتہ سے متاثر ہوگی۔ نیز جراثیم اور آبی سے خراب ہونے کے امکانات ہیں۔

کھجور کو ڈبوں میں بند کرنا

اس مقصد کے لئے گورنمنٹ نے دوسرے بیج سالہ منصوبہ میں قلات ڈویژن میں جہاں کہ کھجور کے

سے پائی جاتی ہے۔ ایک کارخانہ قائم کیا ہے جس کا نام

رکھا گیا ہے۔ اس کارخانہ میں کھجوروں کو خشک اور صاف کیا جاتا ہے۔ پھر پھل کی جسامت کے مطابق درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اس عمل کے بعد پھل کو مناسب ڈبوں میں جن کی جسامت ایک تا پانچ پونڈ ہوتی ہے بند کیا جاتا ہے۔ اس کارخانہ میں ۸ گھنٹہ میں ۳۰ پونڈ پھل کو ڈبوں میں بند کیا جاسکتا ہے اور ایک پونڈ پھل کو صاف اور بند کرنے پر صرف پچیس پیسے خرچ آتے ہیں۔ اس کارخانہ سے تیار شدہ پھل مغربی پاکستان میں بہت ہی مقبول ہوا ہے جس کی وجہ سے ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

کھجور کی اقسام

تختی کھجور کے پودے صحیح النسل نہیں ہوتے ان سے قریباً پچاس فی صد نر نکل آتے ہیں۔ جب تک پودے پھل نہ دینے لگیں مادہ یا نر کی پہچان بڑی مشکل ہے۔ صرف پھول آنے پر ہی پودوں کی شناخت ہو سکتی ہے نیز تختی کھجور میں پھل بھی قریباً چھ سات سال کے بعد لگتا ہے۔

پاکستان میں زیر کاشت رقبہ میں زیادہ تر تختی پودے ہیں۔ ایسے پودوں کی بار آور ہونے کی طاقت اور پھل کی خصوصیات میں بھی بہت فرق ہے۔

کھجور کی کاشت کو فروغ دینے کے لئے گاہے لگا ہے عراق سے اعلیٰ اقسام در آمد کر کے ان

کی ترویج کی جاتی رہی ہے۔ پہلی کوشش ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۲ء تک ہوئی اور پھر ۱۹۲۱ء میں اعلیٰ اقسام کی کچور عراق سے درآمد کی گئیں۔

ان اقسام کی ترویج کی بدولت ملک میں حلاوی اور خودروی کی کاشت پھیلنے شروع ہوئی ۱۹۲۵ء میں عراق سے قریباً ۱۶ اقسام منگا کر جنگ میں مشاہدہ کے لئے لگائی گئیں۔ ان اقسام میں سے حلاوی، خودروی، زاہدی، زیری اور شامران اچھی ثابت ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ڈکی بہت مقبول ہے۔ موزاوتی کران کی مایہ ناز قسم ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حلاوی

یہ اعلیٰ مغربی کچور ہے۔ یہ نہ صرف ڈو کا حالت میں بہتر ہوتی ہے بلکہ خشک ہونے کے بعد بھی بہتر بنتی ہے۔ اس کا رنگ سبزی، گودا میٹھا اور خوش ذائقہ ہوتا ہے اس کا پھل ڈنگ حالت میں بھی نہایت لذیذ ہوتا ہے۔ پکنے کا موسم جولائی کے آخر سے لے کر اگست تک ہے۔ اوسط پیداوار دو سے ڈھائی من فی پودا ہوتی ہے۔

خودروی

لبانی میں اس کا پھل حلاوی سے چھوٹا لیکن موٹائی میں کچھ بڑا ہوتا ہے۔ ڈو کا حالت میں پھل کا رنگ سبزی مائل پیلا اور خشک کرنے پر اس کا ذائقہ اور خوشبو بہت عمدہ ہو جاتی ہے۔ ڈو کا حالت میں اس کا پھل کھانے میں لذیذ نہیں ہوتا۔ پھل پکنے کا وقت اگست اور اوسط پیداوار فی پودا ڈیڑھ من ہوتی ہے۔

شامران

پھل کا سائز قریباً حلاوی کے برابر ہوتا ہے۔ رنگ ہلکا پیلا اور سروں پر کچھ سرخی مائل ہوتا ہے۔ ڈو کا حالت میں بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ گودا خوش ذائقہ اور دوسری اقسام کی نسبت نرم ہوتا ہے۔ خشک کرنے کے بعد رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور پیداوار ڈیڑھ من فی پودا ہے۔

زاہدی

سائز درمیانہ۔ پھل درمیان میں دونوں سروں سے نسبتاً موٹا اور بیرونی حصہ چمک دار ہوتا ہے۔ گودے کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ ڈو کا حالت میں کچھ کڑواہٹ ہوتی ہے جو خشک کرنے کے بعد مٹھاں

میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور پیدوار ڈیڑھ من فی پودا ہے۔

زیری

پھل کا سائز حلاوی کے برابر رنگ سرخی مائل جامنی ہوتا ہے۔ ٹہنی پر پھل تھوڑا لگتا ہے۔ پھل ڈوکا حالت میں کڑوا لیکن خشک کرنے کے بعد قابل استعمال ہو جاتا ہے۔ پھل پکنے کا موسم اگست اور اوسط پیدوار فی پودا ایک من ہوتی ہے۔

اصیل

اس کا مطلب ہے اصلی۔ یعنی عربی کی اصلی کھجور۔ کھجور کی شکل بیضوی، درمیانی جسامت، ۲۳ یا ۲۴ ملی میٹر چوڑی، رنگ ہلکا پیلا، ایک گچھے میں بہت زیادہ کھجوریں نہیں لگتیں۔ ایک پیڑ میں ۵ سے لے کر ۱۰ گچھے لگتے ہیں۔ پھل میٹھا ہوتا ہے۔ ڈوکا ایٹیج میں پھل بدمز اور کڑوا ہوتا ہے۔ عام طور پر ڈنگ اور ان گنیل ایٹیج میں کھائی جاتی ہے۔ اس کھجور کو سکھا کر چھوہارے بناتے ہیں۔ کتل رادھی سوکھی ہوئی، آدھی آدھ چھکتے، اور چھپار پورے پھلے اقسام بھی اسی کھجور سے تیار کی جاتی ہیں۔ یہ کھجور کافی دنوں تک بغیر خراب ہوئے ذخیرہ کی جاسکتی ہے۔ کتل۔ ڈنگ اور دان کیل ایٹیج سے تیار کی جاتی ہے۔ کتل تیار کرتے وقت کھجور کے مندر پر لگی ہوئی پینڈی الگ نہیں کی جاتی۔ ورنہ کھجور میں کٹیر لگ جاتا ہے۔

اصیل کے پتے سخت ہوتے ہیں اس لئے چٹائی بننے کے کام نہیں آتے اور نہ رستی ہی تیار ہو سکتی ہے یہاں تک کہ پھولوں والی ڈنڈیاں بھی جھاڑو بنانے کے کام میں نہیں آتیں۔ اصیل کے پیڑ سے دس پندرہ زیر پچے نکلتے ہیں۔ زیر پچے عموماً تین سال کے پرانے پیڑ میں نکلتے ہیں۔ اور پانچ سال تک کے درمیانی زمانے میں مکمل طور سے نکل آتے ہیں۔ ایک من اصولی کھجور سے ۲۵ سیر چھوہارے اور ۳ سیر تک کتل حاصل ہو جاتے ہیں۔

فصلی

یہ اصلی کی نقل ہے اور اس کا کلمہ باہر سے برآمد کیا گیا تھا۔ پھل ہلکا پیلا۔ اصولی کے مقابلہ میں ذرا سا بڑا ہوتا ہے۔ کچی کھجور کڑوی اور کیلی ہوتی ہے۔

فصلی کی ڈوکا ایٹیج اصولی کے مقابلے میں جلدی تیار ہو جاتی ہے۔ ڈوکا۔ ڈنگ اور دان کیل

ایسٹج تینوں شکلوں میں فصلی کھائی جاتی ہے۔ چھوہارا، آدھیا اور پھلا مزے میں اچھے نہیں ہوتے۔
خار خون میں جلد ہی کیرا لگ جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پھل کی پینڈی کھجور کے اوپر سے علیحدہ ہو
جاتی ہے۔

اصولی کے مقابلے میں فصلی سوکھنے کے بعد بہت کم رہ جاتی ہے۔ ایک من ڈوکا فصلی سے
۱۵ یا ۲۰ سپر چھوہارے اور ایک من وان پکیل سے ۲۰ یا ۲۲ سپر خار خون تیار ہوتی ہیں۔ کھانے میں
یہ تو بہت ملائم ہوتی ہیں اور نہ بہت سخت۔

فصلی کے پھول دوسری اقسام سے بہت پہلے کھلتے شروع ہو جاتے ہیں اور بہت دیر تک
کھلتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات تبادلہ زرگل کے واسطے تازہ زر پھول دستیاب نہیں ہوتے اس لئے
سوکھے ہوئے زر پھولوں سے کام لیا جاتا ہے۔

کھجور کے پیڑ کے پتے معمولی قسم کی چٹائی بنانے کے کام میں آتے ہیں اس کا پیڑ بہت تیزی
کے ساتھ پرورش پاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا تنا اصولی کے مقابلے میں نیلا ہوتا ہے
فصلی کے پیڑ میں تمام عمر میں رس بارہ کلتے چھوٹتے ہیں۔ پھل جون کے آخر میں پک جانا
ہے۔ اوسطاً پیدوار فی درخت تین سے لے کر ساڑھے تین من تک ہو جاتی ہے۔ ایک پیڑ
میں ۱۲ سے لے کر ۱۵ تنک گھے لگ جاتے ہیں۔

بھید

یہ نام کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قسم
گھٹلی سے لگائی گئی تھی۔ سب سے پہلے یہ قسم خیر پور کے ایک گاؤں موری میں پائی گئی۔ اس
قسم کی کھجور کا سائز اصولی سے بڑا ہوتا ہے۔ ڈوکا حالت میں بھی کھانے کے قابل ہوتی ہے اور
مزہ میں میٹھی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کھجور پر پرندے بری طرح سے حملے کرتے ہیں۔ رنگ
دودھیا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ پک کر آخر جون میں تیار ہو جاتی ہے اور بازار میں اچھے دام ملتے ہیں
باآسانی دوردراز مقامات پر بغیر خراب ہوئے بھیجی جاسکتی ہے۔ کھجور کی پینڈی چھوٹی ہوتی ہے
اور پکنے کے بعد بھی پھل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ ڈنگ اور خار خون ایسٹج بہت اچھی ہوتی ہیں۔ یہ قسم
چھوہارے بنانے کے کام نہیں آتی۔ اس کے چھوہارے اصولی کے مقابلے میں سفیدی مائل ہوتے ہیں۔

آدھیا بھی اس کھجور سے نہیں بنایا جاتا۔ ایک من ڈوکا بھیدر کھجور سے ۲۰-۲۲ سیر چھوہار سے اور خاخن
تیار ہو جاتے ہیں۔ کھانے میں زیادہ سخت نہیں ہے۔

ایک پیڑ میں ۲۰-۲۵ ذریچے بھوٹتے ہیں۔ پھلوں کے ۲۰-۲۵ گچھے لگتے ہیں۔ اس کی
پرورش کی رفتار بہت ہلکی ہوتی ہے۔ اس لئے تنے کی موٹائی اصولی کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔
پھل بارش سے جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اوسطاً پیداوار ۶ سے ۷ من تک ہوتی ہے۔

تھوٹھر

اس قسم کی کھجور کا پیڑ بہت سخت ہوتا ہے۔ پھل دو دو تھیا اور نوک دار ہوتا ہے۔ کچا پھل اور
ڈوکا کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور کیلی ہوتی ہیں۔ پھل ایک ساتھ نہیں پکتا۔ ڈنگ میں صرف پکا
ہوا حصہ کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ پکا ہوا ڈوکا چھوہار سے بنانے کے کام میں آتا ہے۔ وان کیلی
سے خار خون تیار کرتے ہیں۔ پھل کا ذائقہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ پینڈی پھل سے علیحدہ نہیں ہوتی
ایک من وان کیلی سے ۱۸-۱۹ سیر چھوہار سے اور ۲۰-۲۲ سیر خار خون حاصل ہوتی ہیں۔ کھانے
میں سخت ہوتی ہیں۔

تھوٹھر کے پتے کافی لمبے ہوتے ہیں۔ پتوں سے چٹائی اور رسی بنائی جاتی ہے۔ کانسٹے

لمبے ہوتے ہیں۔ پرورش کی رفتار معتدل ہوتی ہے۔ تنا اصولی سے موٹا ہوتا ہے۔

تھوٹھر کے ایک پیڑ میں ۱۵-۲۰ ذریچے نکلتے ہیں پھل جولائی کے پہلے ہفتے سے پکا شروع
ہو جاتا ہے اور جولائی کے آخر تک تیار ہوتا رہتا ہے۔ بارش سے پھل کو نقصان پہنچتا ہے۔
اوسطاً پیداوار فی درخت ۵ سے لے کر ۶ من تک ہوتی ہے۔ لیکن ڈوکا بہت مقبول ہیں اور غربت
سے کھائی جاتی ہیں۔

ایک پیڑ میں ۲۰ سے لے کر ۲۵ پھلوں کے گچھے لگتے ہیں۔ پھلوں کی ڈنڈیاں بہت سخت

ہوتی ہیں۔ لہذا ان کی ڈنڈیوں میں اوپر کی طرف تھوڑا سا ٹنگ دیتے ہیں تاکہ پھل لٹکتے لگیں۔

دگلت نور

دگلت نور کا پھل بیضی شکل کا ہوتا ہے اور دوسری اقسام کی کھجوروں سے بڑا ہوتا ہے پھل
کی لمبائی ۳۸-۴۴ ملی میٹر ہوتی ہے اور موٹائی ۶۸-۲۶ ملی میٹر، رنگ سنہری پیلا اور پھل ذرا سخت

ہوتا ہے۔ ایک پیڑ میں ۶ سے لے کر ۱۱ پھولوں کے گچھے لگتے ہیں اور پیداوار ۸۰ سے لے کر ۱۲۵ پونڈ فی درخت تک ہو جاتی ہے۔ پھل جولائی کے آخر میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔

ڈھاڈی

اس کا پھل لمبا، سائز بڑا اور لمبائی ۹۲ سے ۴ ملی میٹر اور موٹائی ۲۱ تا ۲۴ ملی میٹر رنگ گلابی پھل ڈھیلا ہوتا ہے۔ ایک درخت میں ۸ سے لے کر ۱۰ پھولوں کے گچھے لگتے ہیں اور پیداوار فی درخت ۵۰ پونڈ ہوتی ہے۔ پھل جولائی کی ۱۵ تا مارچ سے پکنا شروع ہو کر اگست کے پہلے ہفتے تک تیار ہو جاتا ہے۔

مداوتی

پھل بیضوی سائز درمیانہ لمبائی ۹۴ تا ۳۵ ملی میٹر، چوڑائی ۲۴ تا ۲۳ ملی میٹر، رنگ سرخ، پیداوار ۶۰ پونڈ فی درخت ہوتی ہے۔ پھل پندرہ جولائی سے شروع ہو کر اگست کے دوسرے ہفتے تک پک کر تیار ہو جاتا ہے

شکاری

پھل بیضوی، سائز درمیانہ، لمبائی ۴۴ تا ۳۶ ملی میٹر، موٹائی ۲۴ تا ۲۳ ملی میٹر۔ رنگ سبزی مائل سرخ۔ پھلوں کی تعداد ایک گچھے میں چھری ہوتی ہے۔ ایک درخت میں ۳ سے لے کر ۱۰ تک گچھے لگتے ہیں۔ پیداوار ۱۰ سے لے کر ۱۰۰ پونڈ تک ہوتی ہے۔ جولائی کے پہلے ہفتے سے لے کر تیسرے ہفتے تک پھل توڑ لیا جاتا ہے۔

رنگینی

پھل ذرا لمبا اور نوکیلا ہوتا ہے۔ سائز بڑا۔ لمبائی ۳۳ تا ۴۴ ملی میٹر اور موٹائی ۶ تا ۹ ملی میٹر ہوتی ہے۔ پھل کا رنگ گلابی اور گچھے میں تعداد چھری ہوتی ہے ایک درخت میں قریباً ۱۲ گچھے اور پیداوار ۱۳۰ پونڈ سے لے کر ۱۵۰ پونڈ تک ہوتی ہے۔ پھل توڑنے کا وقت جولائی کے تیسرے ہفتے سے لے کر اگست کے پہلے ہفتے تک رہتا ہے

آب ہون

پھل لمبا، سائز بڑا۔ لمبائی ۱۸ تا ۲۲ ملی میٹر۔ موٹائی ۸ تا ۲۰ ملی میٹر۔ رنگ ہلکا پیلا اور

پھل کافی گھنا لگتا ہے۔ ایک درخت میں قریباً ۱۲ گچھے لگتے ہیں اور پیداوار ۱۰۲ پونڈ تک ہو جاتی ہے
بند رہ جولا کی تک پھل توڑنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

پنجابی

پھل بیضوی۔ سائز درمیانہ۔ لمبائی ۱۶ ر ۳۳ ملی میٹر۔ چوڑائی ۷ ر ۲۰ ملی میٹر۔ رنگ سبزی
مائل پیلا، پھل گھنا لگتا ہے۔ ایک درخت میں قریباً ۸ گچھے اور پیداوار ۷۷ پونڈ ہوتی ہے پھل
جولا کی میں تیار ہو جاتا ہے۔

گیسکو کی

پھل بیضوی، سائز چھوٹا، لمبائی ۱۶ ر ۲۶ ملی میٹر اور چوڑائی ۴ ر ۲۰ ملی میٹر۔ رنگ سرخی
مائل زرد۔ گچھے میں پھل کافی تعداد میں لگتے ہیں۔ ایک درخت میں ۵ گچھے اور پیداوار قریباً ۱۱ پونڈ
ہوتی ہے۔ پھل اگست کے پہلے ہفتے میں تیار ہو جاتا ہے۔

پیلی چھوٹی

پھل بیضوی۔ سائز چھوٹا۔ لمبائی ۶ ر ۳۲ ملی میٹر۔ موٹائی ۸ ر ۱۷ ملی میٹر۔ رنگ پیلا۔ ایک
گچھے میں پھل بہت زیادہ تعداد میں لگتے ہیں۔

پیلی بڑی

پھل بیضوی۔ سائز چھوٹا۔ لمبائی ۳ ر ۳۵ ملی میٹر۔ موٹائی ۴ ر ۲۲ ملی میٹر۔ رنگ ہلکا پیلا،
ایک گچھے میں پھل بہت زیادہ تعداد میں لگتے ہیں۔ ایک درخت میں پھل کے گچھے ۴ سے لے کر ۵ تک
ہو جاتے ہیں۔ پیداوار ۳۰ سے لے کر ۷۵ پونڈ تک ہوتی ہے۔ پھل جون سے لے کر اگست تک
تیار ہوتا ہے۔

لال چھوٹی

پھل لمبا۔ سائز درمیانہ۔ لمبائی ۲۰ ر ۳۳ ملی میٹر، موٹائی ۴ ر ۲۱ ملی میٹر۔ رنگ گہرا سرخ۔ پھل
چھریا لگتا ہے۔

لال بڑی

پھل ہوا ہوا۔ لمبا۔ نوکیلا۔ سائز بڑا۔ لمبائی ۸ ر ۳۹ ملی میٹر۔ موٹائی ۸ ر ۲۰ ملی میٹر۔

ڈنگ سرخ - پھل کافی تعداد میں لگتا ہے۔ ۳ سے لے کر ۱۲ گینچے تک ایک درخت میں لگتے ہیں پورا پورا ۱۵ پونڈ سے لے کر ۲۰ پونڈ تک ہوتی ہے۔ پھل جون کے آخر سے لے کر اگست کے پہلے ہفتے تک تیار ہو جاتا ہے۔

ڈنگی

ڈیرہ اسماعیل خاں کی یہ ایک مایہ ناز قسم ہے۔ اس کا پھل ماہ اگست ستمبر میں پکتا ہے۔ پھل کا سائز نسبتاً بڑا ہوتا ہے۔ گھٹلی چھوٹی ہوتی ہے اور اس میں مٹھاس بھی دوسری اقسام کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ پھل پکنے پر سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ ایک درخت سے کم از کم دو من پیداوار ہوتی ہے۔ اس کے پودے کا تناؤ دوسری اقسام سے موٹا ہوتا ہے۔ پتے چوڑے، جن پر کانٹے نسبتاً موٹے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ قسم محفوظ کرنے کے لئے بہترین ہے۔

استعمال

کچور بہت کارآمد پودا ہے۔ پودے کے تمام حصے اور پھل کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ تنے سے شہتیر اور گاؤں میں پانی کی نالیاں بنائی جاتی ہیں۔ ریشے دار چھپکا اور بڑے پتے کے سٹاک پھلوں کے گچھوں وغیرہ سے رس اور پنیرے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

ڈو کا پھل ڈنگ اور خشک کرنے کے بعد استعمال میں لایا جاتا ہے۔ پھل سے درج ذیل اشیاء

تیار کی جاتی ہیں۔

کچور کی ٹوڈی

کچور کی جبکلی قسم سے ٹوڈی اور کھانڈ تیار کی جاتی ہے۔ تنے پر نئے پتوں کے نیچے ایک ماتا شکاف دیا جاتا ہے اور اس طرح رس مٹی کے برتنوں میں اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ تازہ رس بہت لذیذ ہوتا ہے اگر اس کو رکھ کر خمیر دیا جائے تو ایک قسم کی شراب جسے "ٹوڈی" کہتے ہیں تیار ہو جاتی ہے۔

کچور کی کھانڈ

مندرجہ بالا طریقہ سے رس حاصل کرنے کے بعد رس کو ابالی کر گاڑھا کر لیا جاتا ہے۔ اور اس

طرح ایک قسم کا گڑ بن جاتا ہے۔ جسے مزید صاف کر کے کھانڈ تیار کر لی جاتی ہے۔

کھجور کا سرکہ

پکے پھل کو تول کر اس میں برابر مقدار میں پانی ملا لیں اور بال لیں۔ اس طرح دو تین مرتبہ اس کا رس نکال کر اکٹھا کر لیں۔ اس میں کھانڈ کی مقدار ۱۵ - ۲۰ فی صد سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کم ہو تو گرم کر کے ٹھیک کر لیں۔ اس رس کو موٹے کپڑے میں چھان کر لکڑی کی ناوں، مٹی کے برتن یا تیشے کے بڑے مرتبانوں میں بھر دیں۔ ۱/۲ اگیلن رس کے لئے ۴ اونس خمیر استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ مقدار رس کی ۱/۲ مقدار میں ڈالیں اور ۸۰ - ۹۰ فارن ہیٹ پر ۲۴ گھنٹے پڑا رہتے دیں۔ جب یہ رس تیار ہو جائے تو اسے بقایا رس میں ڈال دیں اور ۸ - ۹ دن ۸۰ - ۹۰ ڈگری فارن ہیٹ درجہ حرارت پر رکھ دیں۔ اور اس طرح دو - تین مہینے پڑا رہنے دیں۔ جب تیزابیت ۴ فی صد ہو جائے تو سرکہ کو نتھار لیں اور ۵۰ فارن ہیٹ پر ۱۵ منٹ کے لئے گرم کرنے کے بعد بوتلوں میں بند کر کے سر مہر کر دیں۔

نقصان دہ کیڑے اور بیماریاں

(۱) کیڑے

سرخ بھونڈی

یہ کھجور کا نہایت خطرناک کیڑا ہے۔ سائز بڑا۔ رنگ گہرا سرخ اور چپٹا کیڑا ہے۔ اس کا لاروا (LARVEA) پیلا نرم ہوتا ہے۔ انڈے چمکدار اور ہلکے پیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ پودے کو گرب (GRUB) زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ یہ پودے کے نرم چھلکے کو کھاتے ہیں اور اس طرح پودے کے تنے میں سرنگ سی بناتے ہیں۔ تعلق شدہ پودے کے پتے خشک ہو جاتے ہیں۔ تاثر ٹھہرا ہو کر جھک جاتا ہے اور ایک قسم کا رس سا نکلنے لگتا ہے اور بعض حالتوں میں تو پودا فوراً مر جاتا ہے جو زخم کھلا ہو اس پر تار کول لگا دینا چاہیے۔ اگر کسی جگہ اس کیڑے کے حملے کا شک بھی ہو تو تنے کو اس جگہ سے نچکا کر لینا چاہیے تاکہ گرب کو ہلاک کر کے زخم پر تار کول لگایا جاسکے۔ فینائل یا دیگر برائیم کش ادویات کا سپرے بھی مناسب ہوگا۔

سیاہ بھونڈی

سیاہ بھونڈی زیادہ تر جھکی کھجور پر حملہ کرتی ہے۔ کیڑے کا رنگ گہرا براؤن یا بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ یہ کیڑا موسم برسات میں زیادہ نقصان نہیں پہنچاتا۔ یہ کیڑا تنے کے اوپر نرم جگہ سے داخل ہو کر عک کرتا ہے۔ اس کے حملے کا اثر چوٹی سے جڑ کے رُخ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس طرح پیدائندہ سوراخ میں بارش کا پانی بھر جاتا ہے اور پودا گلنے لگتا ہے۔ اس کے پرولنے روشنی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ لہذا رات کے وقت روشنی کے پھندے لگا کر پکڑنے کے بعد باآسانی ختم کئے جاسکتے ہیں۔

سکیل

یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے عموماً چھوٹے پتوں ان کے زاویوں اور پتوں کی رگوں پر دکھائی دیتے ہیں۔ کیڑے کا سائز بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اس پر ایک قسم کی ہلکی سلیٹی رنگ کی جھلی موجود ہوتی ہے۔ نو عمر کیڑے تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور بیماری پھیلاتے ہیں۔ زیادہ تر نقصان مادہ کرتی ہے چونکہ یہ جہاں بیٹھ جائے اپنی لمبی بائیک جو پنچ کے ذریعے پودے کا رس چوستی ہے۔ حملہ شدہ پتوں کو کاٹ کر آگ میں جلا دینا چاہیے۔ اور کھجور کے پودوں پر وزن کیاؤنڈ یا دیگر جراثیم کش دوا سپرے کرنی چاہئے۔

ٹینیڈا ماقہ

یہ کیڑا نرم پھل کے گودے پر ایسی کھجوروں میں پایا جاتا ہے جو کہ سٹور میں محفوظ کی گئی ہوں اس کا رنگ ٹیلا ہوتا ہے۔ یہ پھل پر ایک قسم کا لعاب چھوڑ دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کھانے کے قابل نہیں رہتا۔ لہذا منڈی میں کم قیمت پاتا ہے۔ کیڑے کا زیادہ اثر برسات کے بعد موسم سرما میں ہوتا ہے۔

سیلکار پوزنگ کیڑا

نانہنی رنگ کا یہ کیڑا کھجوروں کے گوداموں میں پایا جاتا ہے۔ کیڑا پھل میں سوراخ کر کے حملہ کرتا ہے۔ تمام پھل میں گندہ لعاب سا بھر جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھل کھانے کے قابل نہیں رہتا۔

(ب) بیماریاں

پتوں کی بھونڈی والی بیماری

یہ ایک بھونڈی والی بیماری ہے۔ نئے پتوں کی نسبت پرانے پتوں پر اس کا اثر نمایاں ہوتا ہے۔

پتوں کی سطح پر سخت دانے سے پھیل جاتے ہیں۔ ان دانوں میں دھاگے ٹنا کیڑے پتوں سے رس چوستے رہتے ہیں۔ ان دانوں میں باریک برادہ سا بھرا ہوتا ہے کچھ دھاگے نماں (جن پر وہ برادہ سالکا ہوتا ہے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہ برادہ ہوا اور کیڑوں کے ذریعے دوسرے پتوں اور درختوں پر بکھر جانے کی بنا پر بیماری پھیل جاتی ہے۔

بیمار پتوں کو کاٹ کر جلا دینا چاہیے۔ پوٹاشیم پرگنیٹ یا بورڈو مکسچر کا سپرے بیماری کو روکنے میں مدد دیتا ہے۔

ماہانہ پروگرام

جنوری

- ۱۔ پودوں کو گوبر کی کھاد دیں۔
- ۲۔ موسم بہار میں لگائے جانے والے پودوں کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل کرنے کے بعد گڑھے کھودنا شروع کریں۔

فروری، مارچ

- ۱۔ کھجور سے زیریں کے علیحدہ کریں۔
- ۲۔ علیحدہ کئے ہوئے زیریں چوں کو زسری میں لگا دیں۔
- ۳۔ گڑھوں کو مٹی بھل اور کھاد سے بھر کر زیریں لگا دیں۔
- ۴۔ مادہ کھجور میں عمل زیریں کی شروع کریں۔

اپریل

- ۱۔ عمل زیریں جاری رکھیں۔
- ۲۔ خالی جگہ میں پھل دار اجناس اور چارہ جات بودیں۔

مئی - جون

- ۱۔ آبپاشی اور گودمی کا خاص خیال رکھیں۔
- ۲۔ نئے پودوں کو گرمی سے بچانے کے لئے انتظامات کریں۔

جولائی - اگست

- ۱ - داغ بیل کے بعد گڑھے کھودنا شروع کریں ۔
- ۲ - علاوی - خورد روی اقسام کے پھل کی برداشت کریں ۔
- ۳ - پھل توڑنے کے بعد زائد پتوں کی کاٹ چھانٹ کریں ۔

ستمبر - اکتوبر

- ۱ - کچور کے پودوں سے زیر پکے علیحدہ کریں ۔
- ۲ - زیر پکوں کو زسری میں لگائیں ۔
- ۳ - گڑھوں کو مٹی - بھل اور گوبر کی کھاد ملا کر بھریں ۔
- ۴ - برسیم - چارہ کاشت کریں ۔

نومبر - دسمبر

- ۱ - پھولی والی بیماری کے خلاف بورڈ پوکسپیر کا سپرے کریں ۔
- ۲ - نو عمر پودوں کو کورے سے بچانے کے انتظامات کریں ۔

فالسہ

فالسہ منطقہ حارہ کا ایک پھلدار پودا ہے جس کا تعلق اس خاندان سے ہے جسے علم نباتات میں ٹیلیسی (TILIACEAE) کہتے ہیں۔ اس پودے کا وطن برصغیر ہندوستان ہے۔ اس کی صحیح تاریخ کا پتہ کسی معتبر ماخذ سے نہیں چلتا۔ البتہ ہندوستان کے قدیم ویدی ادب میں اس کے طبی خواص کا ذکر ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس کی قدامت کے علاوہ اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اس کا وطن بھی برصغیر ہے۔

اس پھل کی دو معروف قسمیں ہیں۔ ایک قسم اونچے پودوں والی ہے جو وسطی اور جنوبی ہندوستان میں خود رو پائی جاتی ہے۔ اس کا پھل ذائقہ دار نہ ہونے کی وجہ سے چنداں مقبول نہیں۔ دوسری قسم کے پودے قد میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا پھل گول اور چھوٹا ہوتا ہے ذائقہ دار ہونے کے باعث مرغوب ہوتا ہے یہ قسم طبی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔

موجودہ حیثیت اور مستقبل

مغربی پاکستان میں فالسے کے زیر کاشت رقبہ کے اعداد و شمار کا صحیح علم نہیں ہے لیکن

یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کی کاشت کو مناسب اہمیت نہیں دی گئی اور موجودہ زیر کاشت رقبہ قلیل ہے۔ یہ پھل جلد خراب ہو جانے کی وجہ سے شہروں اور قصبوں کے مضافات میں ہی لگایا جاتا ہے۔ فالسہ کی کاشت کے لئے معمولی زمین اور بہت کم پانی کی ضرورت ہے اس لئے شہر کے قرب و جوار میں ناکارہ زمین میں جہاں دوسری فصلیں کاشت نہیں کی جاسکتیں ایک ایکڑ رقبہ میں فالسہ لگا کر آسانی سے دو ہزار روپیہ سے کچھ زائد آمدنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ چونکہ فالسہ کاشت اور سکونٹس بڑا مفرح ہوتا ہے اس لئے پھلوں کی مصنوعات بنانے والے کارخانوں میں اس کی بڑی مانگ ہے۔

آب و ہوا

فالسے کی کاشت سطح سمندر سے لے کر ۳۰۰۰ فٹ تک کی بلندی تک کی جاسکتی ہے مغربی پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر سابق صوبہ جات پنجاب اور سندھ میں کی جا رہی ہے۔ فالسے کے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں۔ کہر اور پالا پڑنے سے اس کے پورے کو نقصان نہیں پہنچتا۔

زمین

فالسہ ہر قسم کی زمین میں پیدا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے میرا قسم کی زمین سب سے موزوں ہے۔ ہلکی اور بھاری زمینوں پر بھی کاشت کیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ کم تھوڑا اور معمولی سیم زدہ زمین میں بھی کاشت کیا جاسکتا ہے۔

افزائش

فالسے کی افزائش بالعموم بیج سے کی جاتی ہے۔ افزائش بذریعہ قلم قدرے مشکل ہے اور ہمارے ہاں اس کا رواج بھی نہیں۔ فلپائن میں فالسے کی افزائش بذریعہ پوند آزمائی گئی ہے لیکن اس طریق سے افزائش مشکل ہے۔ اس طریقے کو کامیاب بنانے کی جانب زیادہ توجہ اس لئے نہیں دی گئی چونکہ اس کی خاص اقسام نہیں اور اس کی افزائش بذریعہ بیج آسان ہے۔ فالسے کا بیج فصل کی برداشت کے بعد جون یا جولائی میں کاشت کیا جاتا ہے بیج حاصل کرنے کے لئے موٹا۔ یکساں اور پوری طرح پکے ہوئے پھل کا بیج انتخاب کرنا چاہئے۔ ان پھلوں

سے رس نکال لیا جاتا ہے۔ بیج دھو کر سائے میں خشک کر لئے جاتے ہیں۔ اگر پیسری کم تعداد میں درکار ہو تو بیج گملوں میں بوندے جاتے ہیں۔ ورنہ زمین پر چھٹا دے کر بوندے جاتے ہیں۔ لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ پٹریاں بنا کر بیج کو قطاروں میں اس طرح بویا جائے کہ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۳ ہو اور بیج زمین میں ۱/۲ گہرائی میں ڈالے جائیں۔ بونے کے پندرہ دن بعد بیج اُگنے لگتا ہے۔ جنوری یا فروری تک پودا اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکے۔

پودے لگانا

اگر مربع شکل میں آٹھ فٹ کے فاصلے پر پودے لگائے جائیں تو ایک ایکڑ میں ۶۸۰ پودے لگائے جاسکتے ہیں۔ بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ زمین احتیاط کے ساتھ تیار کی جائے اور گڑھے باقاعدگی کے ساتھ بنائے جائیں زمین ہموار کر کے اس پر خوب ہل چلانا چاہئے۔ گڑھے دو فٹ گہرے اور دو فٹ چوڑے کھودنے چاہئیں۔ کچھ دنوں تک کھلا رکھنے کے بعد بالائی سطح کی مٹی، گوبر کی کھاد اور پھل کیساں مقدار میں ملا کر انہیں بھر دینا چاہئے۔ پانی کاشت سے ایک ہفتہ قبل دینا چاہئے تاکہ گڑھوں کی مٹی زمین کے برابر ہموار ہو جائے۔ جب زمین تڑ میں ہو تو گڑھے کے درمیان ایک مناسب سوراخ کر کے پودے کو احتیاط سے اس میں نصب کر دینا چاہئے۔ جڑوں کو ان کی فطری حالت میں رکھ کر چاروں طرف مٹی سے دبا دینا چاہئے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد پانی دینا ضروری ہے۔

فالسہ ایک پت جھڑ پودا ہے۔ اس لئے اس کی کاشت کے لئے ماہ فروری کا آخری حصہ جب کہ شگوفے نکلنے شروع نہیں ہوتے بہترین ہوتا ہے۔ اس دوران میں پودوں کو زمین سے نکال کر اور اس کی جڑوں سے مٹی الگ کر کے دوسری جگہ لگا دینا چاہئے۔ پودے کو زمین سے نکالنے سے قبل اس کے کچھ بالائی حصہ کو کاٹ دینا چاہئے۔

شاخ تراشی

فالسہ کی کاشت میں شاخ تراشی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس طرح پودے میں شاخیں زیادہ نکلتی ہیں۔ چونکہ پھل مٹی شاخوں کے پتوں سے گچھوں کی شکل میں نکلتے ہیں۔ اس

لئے پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان پودوں میں بھی جن کی شاخ تراشی نہیں کی جاتی بہت شاخیں نکلتی ہیں۔ لیکن شاخ تراشی کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ شاخ تراشی نہ کرنے کی صورت میں پودے اونچے ہو جاتے ہیں اور ان کا پھل بغیر سیرھی کے توڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ ایسے پودوں کی ٹہنیاں چھوٹی اور پتلی رہ جاتی ہیں اور ان میں کم پھول آتے ہیں جس کی وجہ سے پیداوار گھٹ جاتی ہے۔ شاخ تراشی کے متعدد فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ پودا پھیل جاتا ہے۔ اور اس میں شاخیں زیادہ نکلتی ہیں اور وہ خوب بار آور ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ پودے زمین کے برابر چھانٹ دئے جاتے ہیں۔ اس حد تک چھٹائی کرنا بھی مناسب نہیں۔ اس سلسلے میں شعبہ آثار لائل پور میں جو تجربات ہوئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ $\frac{1}{4}$ فٹ یا ۲ فٹ پر یا زمین کے برابر۔ پودوں کو چھٹائی کرنے کی بجائے ۳ سے ۴ فٹ کی اونچائی پر چھٹائی کرنے سے شاخیں زیادہ نکلتی ہیں اور پیداوار بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس جن پودوں کی چھٹائی نہیں کی جاتی ان کی پیداوار کم ہو جاتی ہے اور بتدریج کمزور ہو جاتے ہیں ۱۹۵۳ء میں پھل کی پیداوار، عمدگی اور پودے کی طاقت پر چھٹائی اور پودوں کے درمیانی فاصلہ کا اثر معلوم کرنے کی غرض سے تجربات کئے گئے۔ ان تجربات میں پودے چار مختلف فاصلوں یعنی ۱۰ × ۱۰، ۸ × ۸، ۶ × ۶ اور ۴ × ۴ کے فاصلے پر لگائے گئے اور ان کی چھٹائی زمین کے برابر سے $\frac{1}{4}$ - ۲ فٹ کی اونچائی پر اور $\frac{1}{4}$ - ۳ فٹ کی اونچائی پر کی گئی جن پودوں کو ۱۰ × ۱۰ فٹ کے فاصلے پر لگایا گیا ہے اور جن کی چھٹائی زمین کے برابر کی گئی تھی۔ ان کی چھٹی ہوئی شاخوں کا وزن اور لمبائی سب سے زیادہ تھی اور جن پودوں کو ۴ × ۴ فٹ کے فاصلے پر لگایا گیا تھا اور جن کی چھٹائی $\frac{1}{4}$ - ۳ فٹ کی اونچائی پر کی گئی تھی۔ ان میں شاخیں سب سے زیادہ تھیں۔ ان پودوں میں پھل کی پیداوار بھی سب سے زیادہ تھی جو $\frac{1}{4}$ - ۳ فٹ کی اونچائی پر چھانٹے گئے اور جن کا درمیانی فاصلہ ۴ × ۴ فٹ اور ۶ × ۶ فٹ رکھا گیا۔

چھٹائی اور فاصلے کا کوئی اثر پھل کے خواص پر نہیں پایا گیا۔ نتیجتاً فاصلے کے پودوں کو ۶ × ۶ فٹ اور ۸ × ۸ فٹ کے فاصلے پر لگانا اور $\frac{1}{4}$ - ۳ فٹ کی اونچائی پر چھانٹنا سب سے بہتر

ہے۔ اس کی وجہ سے پھلوں کو توڑنے اور باغ کی غلائی کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

کاٹ چھانٹ

فلے کے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں۔ پتے جھڑ ہونے کے باعث یہ کہر کا مقابلہ کر لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کی چھٹائی موسم سرما میں کی جائے تو اس کی کونپلیں فوراً مچھوٹنے لگتی ہیں۔ اس صورت میں پالے سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ چھٹائی وسط جنوری تک ملتوی رکھی جائے۔ جلد چھٹائی کرنے سے نہ تو پھل جلد آتا ہے اور نہ ہی جلد لپکتا ہے۔

کھاد

اگرچہ فلے کی کاشت کم زرخیز زمینوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ زمین پر لگانے اور کھاد دینے سے خاطر خواہ پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ کھاد دینے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل پروگرام پر عمل کرنے سے اچھی نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ ایک پودے کو تقریباً دس سیر گوبر کی کھاد دی جائے۔ کھاد کو پودے کے تٹے کے گرد ۲ تا ۴ فٹ کے قطر میں ڈالا جائے کھاد دینے کے بعد گوڑی ضرور کرنی چاہئے تاکہ کھاد مٹی میں اچھی طرح مل جائے اور اس کے فوراً بعد پانی دے دیا جائے۔ کھاد کاٹ چھانٹ کے بعد دی جائے۔

آبپاشی

فلے میں خشک سالی کا مقابلہ کرنے کی بڑی صلاحیت ہے۔ اس لئے صوبہ کے اکثر علاقوں میں بارانی حالات کے تحت لگایا جاسکتا ہے۔ زراعتی فارم راولپنڈی میں آبپاشی کے بغیر ہی فلے کی اچھی خاصی پیداوار ہو رہی ہے۔

موسم گرما میں کبھی کبھی جو ہلکی سی بارش ہو جاتی ہے وہی اس کے لئے کافی ہے۔ پھل کی بڑھوتری کے زمانے میں پانی دینے سے اس کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے پھل آنے کے دوران کئی بار پانی دینا چاہئے۔ موسم بہار کے شروع ہونے کے ۱۵-۲۰ دن بعد ایک مرتبہ پانی دینا ضروری ہے۔ پھر برسات تک پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ برسات کے بعد موسم سرما تک ہم یا چھپر مہنتوں کے وقفوں سے پانی دیا جاسکتا ہے۔

آب پاشی کے بعد گوڑی ضرور کرنی چاہئے تاکہ مٹی میں رطوبت قائم رہے۔ گوڑی

سے گھاس پھوس اور دیگر خورد و پودے تلف ہو جاتے ہیں۔

فصلات کی کاشت

فالسہ بالعموم آم و غیرہ کے درختوں کے درمیان جن کا درمیانی فاصلہ زیادہ ہوتا ہے کاشت کیا جاتا ہے۔ لیکن جب اس کی فصل کی کاشت باقاعدگی سے باغ کی صورت میں کی جائے تو اس کے درمیان دوسری فصلوں کی کاشت بھی ہو سکتی ہے۔ اگر دوسری فصل کاشت کی جائے تو ان کی ضرورت کے مطابق کھاد اور پانی کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

پھل توڑنا

فالسے کا پودا لگانے سے دو سال بعد پھل دینا شروع کر دیتا ہے لیکن ایک اچھی منافع بخش فصل تین سال بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ پھل پکنے پر اس کا رنگ گہرا سرخ اور مرزہ کھٹا مٹھا ہو جاتا ہے چونکہ پھل ایک ساتھ نہیں پکتے اس لئے دو تین روز کے وقفوں کے بعد توڑا جاتا ہے۔ چونکہ پھل خراب ہو جاتا ہے اس لئے اسے توڑنے کے بعد ایک ہی دن میں قریب ترین منڈی میں فروخت کر دینا چاہئے۔

پیداوار

ایک پودے سے تقریباً دس بارہ سیر پھل اترتا ہے۔ سابق پنجاب میں ۴ سالہ پودوں سے دس سیر تک پھل حاصل کیا جا چکا ہے۔ اگر پھل ۵۰ پیسے سیر بھی فروخت کیا جائے تو ایک ایکڑ کی پیداوار کی قیمت تقریباً ۳۴ روپیہ ہوتی ہے جو ملک میں پیدا ہونے والے کسی اور پھل کی قیمت سے کم نہیں۔

نقصان دہ کیڑے اور بیماریاں

فالسے کا پودا بہت سخت جان ہوتا ہے اور دوسرے پھلدار درختوں کے مقابلے میں اس پر کیڑے اور بیماریاں کم حملہ کرتی ہیں۔ اگر پودوں کی چھٹائی سال بہ سال زمین کے برابر کی جاتی ہے تو وہ بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بہر حال چھال کھانے والا کیڑا ایسا ہے جس سے پودے کو نقصان پہنچتا ہے۔ مونڈی جس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے کے حملے سے بڑھتی ہوئی شاخوں کے سروں پر چھالے پڑ جاتے ہیں۔

قسمیں

فالسے کی زیر کاشت اقسام میں سے کوئی بھی کسی خاص نام سے موسوم نہیں ہے۔ تاہم کاشت کے لئے ایسی قسم منتخب کرنی چاہئے جن کا پھل خوش ذائقہ اور جسامت میں بڑا ہو۔

مصنوعات

فالسہ کا تازہ پھل بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ اس کا رس یا سکونش موسم گرما میں بڑا مفرح ہوتا ہے۔ تجارتی لحاظ سے فالسہ کا شربت بنانے کا طریقہ جو کہ شعبہ انمار لائل پور کی تجربہ گاہ میں معلوم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے۔

- ۱۔ پکے ہوئے تازہ پھل لے کر انہیں دھولیں اور پھرتول لیں۔
- ۲۔ ان پھلوں کو ایک موٹے کپڑے میں باندھ کر لکڑی کی مشین کے ذریعے رس نکال لیں۔ اگر مشین مہیا نہ ہو سکے تو دوبانے کا کام ہاتھ سے کیا جاسکتا ہے۔ پھوک میں پھلوں کے نصف وزن کے مطابق پانی ملا دیں۔ اس آمیزے کو ۱۴ درجے فارن ہیت پر گرم کریں اور اس کے بعد اس کو دوبارہ چھان لیں اور ٹھنڈا کر کے پہلے اس میں ملا دیں اور اس میں نصف کے برابر کھانڈ ملا دیں۔ کھانڈ ملانے کے بعد اس کو دوبارہ ۱۴ درجے فارن ہیت تک گرم کریں۔ پھر اسے باریک ٹمس کے کپڑے میں سے چھان میں اب اس میں ۰۰۰۱٪ (SODIUM BENZOATE) سوڈیم بنیزو ایٹ محفوظ کرنے والی دوا ڈال کر اچھی صاف کی ہوئی بوتلوں میں بھر کر سرسبہر کر دیں۔

گھریو پیمانے پر فالسہ کا سکونش تیار کرنا

- ۱۔ گھریو پیمانے پر فالسے کا سکونش تیار کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔
- ۱۔ تازہ پھلوں کو دس بارہ گھنٹے تک کے درجہ حرارت پر رکھا جائے۔
- ۲۔ پھل کو قلعی دار برتن میں لکڑی کے چمچے سے خوب کچلا جائے اور رس ٹمس کے کپڑے سے چھان کرانگ کر لیا جائے۔
- ۳۔ صاف اور خشک بوتلوں میں جو کہ نصف گھنٹہ تک پانی میں ابالی گئی ہوں گردن

تک کھانڈ بھریں۔

۴۔ ان بوتلوں میں پھر آہستہ آہستہ رس ڈالنا شروع کر دیں حتیٰ کہ تمام کھانڈ حل ہو جائے۔

۵۔ رس میں بحساب ۱۰ اونس فی پونڈ کیوڑہ ملا دیا جائے۔

۶۔ جب بوتلیں گردن تک رس سے بھر جائیں تو ان کو ہلکا کرک لگا دیا جائے اور اوپر سے موم لگا کر کسی ٹھنڈی اور خشک جگہ پر رکھ دی جائیں۔

جامن

کاشت کے علاقے

جامن مرٹسی (MYRTACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ برصغیر ہندوپاک یا جزائر شرق الہند میں سب سے پہلے پایا گیا اور ماضی قریب میں دنیا کے دیگر کم یا زیادہ گرم ممالک مثلاً جزیرہ فلوریڈا، جزیرہ کیلیفورنیا، الجزائر، انڈونیشیا، فلپائن، تھائی لینڈ اور برما وغیرہ میں پہنچا۔ پاکستان میں اس کے درخت عام طور پر سڑک کے کناروں یا کھنٹیوں کے ارد گرد پائے جاتے ہیں۔

رقبہ اور پیداوار

جامن کی کہیں باقاعدہ طور پر چونکہ کاشت نہیں کی جاتی اس لئے اس کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار کے متعلق صحیح اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکے۔

آب و ہوا

چونکہ یہ نیم گرم اور گرم مرطوب آب و ہوا کا پھل ہے۔ اس لئے یہ گرم مرطوب آب و ہوا

میں زیادہ کامیاب ہے۔ پھولوں کے موسم میں بارش کا ہونا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے عمل زیرگی پر برا اثر پڑتا ہے۔ جامن کے چھوٹے پودوں کے لئے کھر بھی نقصان دہ ہے۔ لیکن بڑے، تندرست اور توانا درختوں پر کھر کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مغربی پاکستان کے تمام میدانی علاقوں میں جامن کے درخت لگائے جاسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ سطح سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر بھی اس کے پودے پائے جاتے ہیں۔

زمین

جامن کو مختلف زمینوں میں لگایا جاسکتا ہے۔ بڑھوتری اور پیداوار کے لئے میرا، گہری اور اچھے نکاس والی زمین زیادہ موزوں ہے۔ ریتلی، سخت تہ والی اور سیم والی زمینیں اس کی کاشت کے لئے غیر موزوں ہیں۔

افزائش نسل

جامن کی افزائش بذریعہ بیج اور نباتاتی طریقے سے بھی کی جاسکتی ہے۔ تھنی پودے کا پھل صحیح نسل نہیں ہوتا۔ تھنی درختوں کو اچھا خیال نہیں کیا جاتا اور اعلیٰ اقسام کو برقرار رکھنے کے لئے چشمہ اور بغل گیر سوئڈ استعمال کرنے چاہئیں۔

تھنی پودے تیار کرنا

تازہ بیج کی بیجائی سے شرح کامیابی زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں تازہ بیج ماہ جولائی اگست میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ بیج کو اکٹھا کرنے کے بعد نو ایچ سے ایک فٹ فاصلے کی پٹیوں پر ۴ سے ۶ کے فاصلہ پر لگا کر پانی دے دیا جاتا ہے۔ اور بعد میں باقاعدہ وقفہ کے ساتھ دو تین ہفتوں میں بیج آگ آتے ہیں۔ ماہ نومبر میں بڑھوتری ختم ہو جاتی ہے۔ تھنی ساک ۴ سے ۶ کا ہوتا ہے۔ انہیں کھر سے بچانے کے لئے خشک بھوسہ کا پھیر استعمال میں لائیں۔

نباتی طریقے سے افزائش نسل

بغلگیر سوئڈ

گنگھلی سے پیدا شدہ پودا صحیح نسل نہیں ہوتا اس لئے اس کو ماہ فروری مارچ یا جولائی اگست میں گملوں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد ان گملوں کو اعلیٰ اقسام کے

پودے کے پاس پیوند کرنے کے لئے لیجایا جاتا ہے۔ پیوند کے لئے قریباً سٹاک کے برابر شاخ تلاش کی جاتی ہے۔ اور پھر دونوں ٹہنیوں یعنی سٹاک اور سائن پر سے ۲ اینچ لمبا اور ۱/۲ اینچ گہرا چھدکا اتارا جاتا ہے۔ اور دونوں ٹہنیوں کو زخم والی جگہ پر سے اکٹھا کر کے اچھی طرح سن سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اور پھر مٹی میں گوبر ملا کر اوپر لگا دی جاتی ہے۔ تاکہ اس پر موسم کا کوئی برا اثر نہ ہو۔ دو تین ماہ کے بعد جب یہ جوڑا اچھی طرح جوڑ جاتے تو سائن کو جوڑ کے نیچے سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر دس پندرہ روز کے بعد سٹاک کو جوڑ سے اوپر کاٹ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ بڑا محنت طلب اور مہنگا ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی بھی کم ہوتی ہے۔

پودے لگانا

ذخیرہ میں جب جامن کے پودوں کو ایک سال گزر جائے تو ان کو ۳۵ سے ۴۰ فٹ کے فاصلہ پر سٹاک اور کھلیتوں کے کناروں پر یا متفرق قسم کے باغ میں اپنی مستقل جگہوں پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں۔ ہوا توڑ باڑ لگانے کی صورت میں ان کو پندرہ سے بیس فٹ کے فاصلہ پر لگائیں تاکہ پودا زیادہ سے زیادہ بلند اور پھیل کر موسم گرما اور سرما کی تیز ہواؤں کو روک سکے۔

آبیاشی

ان علاقوں میں جہاں ماہ جولائی اگست میں بارش ہوتی ہو اور ساتھ ہی بجائی کرنے اور پودے لگانے کا موسم بھی ہو وہاں ماہ نومبر تک آبیاشی نہیں کی جاتی۔ اگر موسم سرما میں ماہ دسمبر سے فروری تک بارشیں نہ ہوں تو اچھی نشوونما کے لئے آبیاشی کرنی چاہئے۔ جہاں بجائی کرنے اور پودے لگانے کے وقت بارشیں نہ ہوں بیج اگ آنے کے بعد ان کو کھلا پانی باقاً عدگی سے دیں۔ جب جامن کے پودے ایک یا دو سال کے ہو جائیں تو موسم سرما میں ۱۵ دن اور موسم گرما میں ۷ دن کے وقفے کے بعد آبیاشی کرنی چاہئے۔ جامن کے بڑے درختوں کو عام طور پر باقاً عدگی سے آبیاشی نہیں کی جاتی لیکن پھل پکنے کے دوران آبیاشی کرنے سے پھل کا سائز بڑا اور ذائقہ اچھا ہوتا ہے۔

گوڑی اور کھاو

پودا لگانے کے بعد عام طور پر کھاو نہیں دی جاتی۔ لیکن اگر ہر سال ماہ جنوری فروری میں گوبر کی گلی سٹری ایک سے چار سال کی عمر تک بشرح ۱۰-۲۵ سیرا اور ۴-۸ سال کی عمر

تک ۳۰۔۴۰ سیر اور اس کے بعد ۱ سے ۲ من کھاد فی درخت دی جائے تو پودے کی بڑھوتری کافی ہوگی۔ پھل کی خاصیت اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا۔

گوڈی

باغ کی صورت میں جہاں سال میں تین چار مرتبہ قلبہ رانی کی جاتی ہے پودے خوب نشوونما پاتے ہیں اور پھل کی خاصیت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ سڑک کے ساتھ لگائے ہوتے جہاں کے پودوں کی سال بھر میں تین چار مرتبہ گوڈی کر دینی چاہئے تاکہ سخت مٹی نرم ہو جائے۔ پانی زیادہ جذب ہو سکے اور ساتھ ہی جڑی بوٹیاں جو جہاں کے پودے کی خوراک لیتی ہیں تلف ہو جائیں۔ اس طرح سے زمین میں ہوا کا گزر آسان ہو جاتا ہے۔

باغ میں فصل کی کاشت

معقول آمدنی حاصل کرنے کے لئے باغ میں پودوں کے درمیان والی خالی زمین میں سبزیات پھلی دار اجناس، پیتا اور رس بھری کاشت کی جاسکتی ہے۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوسری فصلوں کی نسبت پھلی دار اجناس اپنی جڑوں میں نائٹروجن کی بدولت زیادہ سود مند ہوتی ہیں اور باغ کی مستقل آمدنی کا ذریعہ بننے سے قبل مالک کو آمدنی دیتی ہیں۔ وہ اجناس خوردنی جو زمین سے پودے کی خوراک حاصل کر لیتے ہیں ہرگز کاشت نہیں کرنی چاہئیں۔

بناوٹ اور شاختراشی

تھوٹے اور بڑے پودوں کی شاختراشی بہت کم کی جاتی ہے۔ پودے کی ابتدائی زندگی میں کاٹ پھانٹ اس لئے کی جاتی ہے۔ کہ ان کی شکل اچھی ہو اور ان کا ڈھانچہ مضبوط بن جائے۔ زمین سے تین چار فٹ تک صرف ایک ہی شاخ رکھنی چاہئے۔ ہوا توڑ بار کے لئے پودے کی شاختراشی نہ کریں۔ لیکن اگر باغبان زیادہ اونچائی والے پودے نہیں چاہتا تو ہر سال فوری مارچ میں شاخوں کو اوپر سے کاٹنا چاہئے جہاں تک درختوں کا آئینہ ہے شاختراشی کی بجائے صرف بیمار، مردہ اور کٹیروں سے حملہ شدہ شاخیں ہی کاٹی جائیں۔

پھول اور پھل

پاکستان میں جہاں کو عام طور پر ماہ مارچ اپریل میں پھول آتے ہیں اور پھل جولائی،

اگست میں پک جاتا ہے۔

زیرگی اور بار آوری

جامن کا پھول مکمل ہوتا ہے اور اختلاط اکثر کیڑوں مکوڑوں سے ہی ہوتا ہے۔ پھل گچھوں میں لگتا ہے۔ ہر گچھے میں تقریباً دس پندرہ پھل لگتے ہیں، اس لئے پکا ہوا پھل ہاتھوں سے ہی اتارا جاتا ہے جو خاصا مشکل کام ہے۔

پھل کا اتارنا

پھل کو اتارنے کے لئے بانس کی لمبی سٹریٹھیاں درخت کے باہر کی طرف لٹکائی جاتی ہیں۔ پھل توڑنے والے کپڑے کے بنے ہوئے ایک یا دو تھیلے اپنے کندھوں کے ساتھ لٹکا کر گچھوں سے پکے ہوئے جامن توڑ کر ان میں ڈالتے ہیں۔ تھیلے بھر لینے کے بعد نیچے آ کر یا خشک اور صاف جگہ پر ڈھیر لگانے کے لئے اوپر سے ہی لٹکا دیتے ہیں۔ اس کے بعد ٹوکروں میں ڈال کر قریبی منڈی میں بھیج دیتے ہیں۔

پیداوار اور آمدنی

پاکستان میں یہ اتنا اہم پھل نہیں سمجھا جاتا۔ کھیتوں کے ارد گرد اور ہوا توڑ باڑے کے پودوں

اقسام

اس کے تمام تر پودے زمین سے ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ جامن کا درخت کافی اختلاط پذیر ہے۔ لیکن پھل صحیح النسل نہیں ہوتا۔ مغربی پاکستان میں کوئی خاص قسم نہیں پائی جاتی تاہم ساڑھ اور رنگ کے مطابق جامن کی دو اقسام ہیں۔

سفید گودے والی

جامنی گودے والی

نقصان دہ کیڑے اور ان کا علاج

جامن کے پودے جہاں بھی ہوں نقصان دہ کیڑے اس کے پتوں، شاخوں اور پھلوں

کو نقصان پہنچاتے ہیں جن میں مندرجہ ذیل اہم ہیں۔

پتے کھانے والی سنڈی

یہ تازہ پتوں پر گزاران کرتی ہے۔ اگر کافی تعداد میں ہوں تو تمام درخت کے پتوں کو چٹ کر جاتی ہیں۔ درختوں کے سائز کو بہ نظر رکھتے ہوئے ٹیلوڈین۔ ایڈرین۔ اور فاسڈرین بشرح ۴ تا ۸ اونس فی ایکڑ سپرے کرنے سے ان سنڈیوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ۲۰۰ سے ۲۵۰ گیلن پانی میں دوائی ملا کر پھل پکنے سے ۱۰ سے ۲ ماہ قبل سپرے کریں۔ تاکہ دوائی کا اثر پھل کھانے سے قبل ضائع ہو جاتے۔

بوردر

یہ کثیرا جامن کے پودے کا پھلکا کھا کر شاخ کے اندر لمبائی کے رخ سوراخ کر دیتا ہے جس پر مندرجہ ذیل طریقوں سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

(۱) تنے کی سنڈی کے انڈوں سے صاف رکھنے کے لئے ۱/۲ انچ خانوں والی تار کی جالی یا لک سے ڈھانپ دیں۔ سنڈی کے انڈے دینے کے موسم پر پودوں میں نیلا مٹھو مٹھا، سولگینم اور پیرس گرین کی ملاوٹ سے پانچ مرتبہ سپرے کریں۔

(۲) سنڈی کے اثر انداز سوراخ کو لوہے کے تار سے صاف کریں اور پھر مٹی کے تیل یا کلوروفارم کرپوزوٹ کی ملاوٹ ۲:۱ سرنج کے ذریعے اندر داخل کریں۔

(۳) سوراخ میں ایک دو دانے پوٹاشیم سائٹریڈ ڈال کر گیلی مٹی سے بند کر دیا جائے تاکہ کثیرا اندر ہی مر جاتے۔

پھل کا استعمال

اس کا پھل زود ہضم ہوتا ہے۔ معدہ اور جگر کو مقوی اور ذیابیطیس کے لئے سود مند ہے۔ جامن کی نئی کونپوں کو ابال کر اس سے مغزوغہ کرنا خناق اور حلق کی سوزش کے لئے مفید ہے۔ اور مسورٹھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ جامنوں کو کچل کر گنچے سررپلیپ کرنے سے گنچہ پن دور ہو جاتا ہے۔ جامن کا سرکہ یا ضم طعام اور تلی کو مفید ہے۔ جامنی اور نیلے رنگ کے علاوہ کچھ نمکیات بھی حاصل کئے جاتے ہیں جو بعض امراض کے لئے مفید ہیں۔

آملہ

مغربی پاکستان کے بہت سے خورد رو پھلوں میں آملہ جو یو فور بی ایسی (EUPHORBIACEAE) خاندان سے تعلق رکھتا ہے تجارتی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں حیاتین " ج " کافی مقدار میں ہوتا ہے۔ ایک سدر پونڈ وزنی گوڑے میں زیادہ سے زیادہ ۷۴،۷ ملی گرام حیاتین " ج " پایا جاتا ہے۔ پودے کی جڑیں طبی لحاظ سے قبض کشا ہیں اور اس کا رس سرکہ میں خوشبو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

نباتی جائزہ

اس کا پودا مشترک صنفی (MONOEIOUS) ہوتا ہے اور درخت کی بلندی ۳۰ سے ۱۰۰ فٹ تک ہوتی ہے۔ کم گرم علاقوں میں اس کے پتے موسم سرما میں گر جاتے ہیں لیکن منطقہ حارہ میں سدا بہار درخت ہے۔ کاشت کے علاقے

آملہ اگرچہ گرم مرطوب علاقوں کا درخت ہے۔ تاہم نیم گرم علاقوں میں بھی اسے عام طور پر

کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ جنوب مشرقی ایشیا اور خاص طور پر ہندوستان، پاکستان، لنگا، ملائیشیا اور چین میں کاشت کیا جاتا ہے۔ یہ فلوریڈا (امریکہ)، جزائر مغرب الہند، لاطینی امریکہ اور کیوبا میں بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے درخت ۵۰۰ فٹ کی بلندی پر بھی پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آمد کافی ہوتا ہے۔ اور برآمد بھی کیا جاتا ہے۔ مغربی پاکستان میں اس کی کاشت محدود پیمانے پر ہوتی ہے تاہم اس کی کاشت کی کافی گنجائش ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا کے لحاظ سے یہ گرم علاقوں میں جہاں کہہ نہیں پڑتی بہت کامیاب ہے۔ گرم، مرطوب موسم میں اس کی کاشت بہت ہی کامیاب رہتی ہے۔

زمین

اچھے نکاس والی ریتی زمین جس میں نباتاتی کھاد کافی مقدار میں موجود ہو اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔

افزائش نسل

بغل گیر پیوند

گٹھلی سے پیدا شدہ پودا صحیح النسل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو فروری مارچ یا جولائی اگست میں گلوں میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ دس پندرہ روز کے بعد ان گلوں کو اعلیٰ قسم کے پودے کے پاس پیوند کرنے کے لئے لے جایا جاتا ہے۔ پیوند کے لئے قریباً ٹاک کے برابر شاخ تلاش کی جاتی ہے۔ اور پھر دونوں ٹہنیوں یعنی ٹاک اور سائن پرست دو اینچ لمبا اور ۱/۲ اینچ گہرا چھلکا اتارا جاتا ہے اور دونوں ٹہنیوں کو زخم والی جگہ پر سے اکٹھا کر کے اچھی طرح سن سے باندھ دیا جاتا ہے اور پھر دس پندرہ روز کے بعد ٹاک کو جوڑ کے اوپر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

طریقہ کاشت

پاکستان میں تاحال اس کی کاشت تجارتی پیمانہ پر نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کی آبپاشی، کھاد، کاٹ بھانٹ وغیرہ کے متعلق زیادہ تجربات نہیں کئے گئے۔

پھل اتارنا

پاکستان میں آملہ کو ماہ اپریل مئی میں پھول آتے ہیں اور پھل موسم گرما میں پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ پھول آنے اور پھل اتارنے کا موسم مختلف جگہوں پر مختلف ہے۔ مگر اس میں اس کو دو مرتبہ پھول آتے ہیں۔ ماہ جولائی میں زیادہ اور ماہ فروری میں پھول کم آتے ہیں۔

پیداوار

پاکستان میں آملہ کی پیداوار کے متعلق اب تک اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکے۔ تاہم دو تین من پھل فی درخت حاصل ہو جاتا ہے۔

پھلوں کو محفوظ کرنا

کچا پھل کھانے میں زیادہ ترش اور ذائقہ میں کچھ تلخ ہوتا ہے۔ پھل کو اچار، مربہ جات اور جیلی کے طور پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

آملہ کا مربہ ڈالنے کا طریقہ ذیل میں درج ہے۔

سب سے پہلے آملہ کے ہر پھل میں کانٹے کے ذریعے اچھی طرح سے سھید کریں اور پھر دو سے تین روز تک چونے کے پانی میں رکھیں۔ اس طرح سے اس کی کڑواہٹ دور ہو جائے گی۔ اب اسے دھو ڈالیں۔ اور پھر اس کو ابلتے پانی میں ڈالیں۔ حتیٰ کہ پھل نرم ہو جائے۔

آملہ کے پھل کے وزن کے برابر کھانڈ لیں اور اس میں کھانڈ کا ۱/۴ حصہ پانی ڈال کر پکائیں۔ اور ایک گرام سٹرک ایسڈ ایک پونڈ کھانڈ کے حساب سے قوام میں ڈالیں۔ جب قوام کا درجہ حرارت ۲۲۴ تا ۲۲۵ °C درج فارن ہیت تک پہنچ جائے یا تین تا رہن جائے تو اتار لیں۔

مربہ ٹھنڈا ہوتے پر صاف اور خشک مٹیاں میں ڈالیں۔

۲۲۲

زیتون

اہمیت

زیتون کا درخت نباتاتی، اقتصادی اور مذہبی اعتبار سے نہایت اہم ہے نباتاتی لحاظ سے اس کی کاشت کو ہستانی، بارانی اور آبپاش علاقوں میں بڑی کامیابی سے کی جاسکتی ہے اقتصادی اعتبار سے یہ ایک کثیر زرعی آمدنی کا آسان ذریعہ ہے اور اس کے پھل سے نہایت کارآمد تیل اخذ کیا جاتا ہے۔ جو تجارتی اہمیت کا حامل ہے اس کی لکڑی سے متعدد دکار آمد چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے زیتون وہ مبارک درخت ہے جس کو اللہ جل شانہ نے قسم کھانے کے لئے منتخب فرمایا اس کے تیل کو نہایت پاکیزہ تصور کیا جاتا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نذر کی روشنی کی پاکیزہ مثال میں اس کی تشبیل بیان فرمائی یقیناً اسی تبریک کے باعث زیتون کا درخت اقوام عالم میں مقبول عام ہے۔ زیتون کا تیل طبی نقطہ نگاہ سے ایسے اوصاف جمیدہ کا حامل ہے جس کے باعث اس کو متعدد امراض کے لئے اکیسیر قرار دیا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل بہت ہی دواؤں کا جزو لاینفک ہے اس تیل میں ایسے کیمیاوی عنصر پائے جاتے ہیں جن سے معدہ کی جعلی کو طاقت ور اور مضبوط بناتے ہیں بلکہ تیزابی مادہ کی پیدائش کا سدباب کرتے ہیں اور تیزابی

مادہ کے مضر اثرات کو زائل کرنے میں تریاق کا اثر رکھتے ہیں۔ رسولی کے مرض میں زیتون کا تیل زخم کے مندمل کرنے میں نہایت مفید اور کارگر ہے۔ زیتون کے تیل میں روغنی اجزاء نہایت افراط سے پائے جاتے ہیں اور اس کو گھی اور چربی کے نعم البدل کے طور پر آبسانی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ زیتون کا تیل پرزوں کی چکناہٹ اور روغن سازی کی صنعت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ زیتون کا تیل جگر کے امراض کا نہایت اذکار اور موثر علاج ہے۔ گویا زیتون ایک کثیر المقاصد و رخت ہے جس کی اہمیت اور افادیت روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ زیتون کے پھل سے نہایت لذیذ اچار بنایا جاتا ہے۔

آب دہوا

نمر زیتون در حقیقت ایشیائے کوچک کا باشندہ ہے جہاں سے نقل مکانی کے باعث یہ بحیرہ روم کے خطے اور یورپی ممالک میں کاشت کیا گیا۔ ہسپانوی مبلغ اس کو لاطینی امریکہ میں فروغ دینے کے لئے گئے۔ آجکل اس کی کاشت اٹلی، یونان، اسپین، شام، لبنان، اردن اور بحیرہ روم کے خطے میں بکثرت کی جاتی ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اس کی کاشت کیلئے فرنیایہ میں محدود ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں زیتون کی پیوندی اقسام ۶۱۸۳۶ میں درآمد کی گئیں جب کہ مسٹر پنڈت رسن نے ایک سو پیوندی زیتون کے بدیشی پودے یورپ سے منگوا کر اور پٹنڈی میں لگائے لیکن عدم توجہ کے باعث یہ پودے کامیاب ہوئے۔ ۱۰-۱۹۰۷ء میں زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام دوبارہ شروع کیا گیا۔ اس دفعہ مسٹر فرینک مچل ایک اطالوی ماہر نباتات کو اس کام پر مقرر کیا گیا۔ زیتون کے ذخیرے سرن گولھی اور چھتر میں لگائے گئے۔ کشتزار اولپنڈی ڈویژن کے احکام کی تعمیل میں نیری مورت ضلع کیمبل پور میں زیتون کی کاشت کی گئی۔ اور سیکسٹر ضلع شاہ پور اور رکھ گندھالہ ضلع جلم میں بھی زیتون کی کاشت ۱۹۱۰ء میں کی گئی۔ ان میں مانجھساری، ولایتی دنیا اور ولایتی پیوندی اقسام بہت اہم تھیں۔ ۱۳-۱۹۱۰ء میں نیری مورت ضلع کیمبل پور کے ذخیرہ میں ۳۰۰۰ جنگلی زیتون (کاہو) کے پودوں کو پیوند کیا گیا۔ ۱۹۱۳ء میں مسٹر مچل نے زیتون کے ایک سو پیوندی پودے مسٹر رابرٹ سن کو ہتیا کئے جو تارو واقع شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں کاشت کئے گئے۔ جن پودوں نے تجارتی ہلکتے نگاہ سے بہترین نتائج دیئے۔ نیری مورت ضلع کیمبل پور کے ۳۰۰۰ زیتون کے پودوں سے ۱۹۱۴ء میں صرف ۲ من ۱۵ سیر پھل حاصل ہو سکا اور ان کی پیداوار ۲۲-۱۹۲۱ء میں برائے نام ہوئی اس لئے اس ذخیرہ کی مزید افزائش کا کام ترک کرنا پڑا۔

محکمہ زراعت پنجاب نے ۱۹۲۷ء میں اس ذخیرہ میں کام شروع کیا مگر ۱۹۳۵ء میں یہ ذخیرہ محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام دے دیا گیا۔ ماہر اٹماہ پنجاب کی زیر نگرانی جنگلی زیتون کے درختوں کو پیوند کرنا کام کچھ عرصہ تک سرانجام پایا مگر حوصلہ افزائی کے برآمد ہونے کے باعث کوششیں علاقوں کو زیتون کی کاشت کیلئے ناقابل فرار و بنا پڑا۔

مہری آبپاشی علاقوں میں زیتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام از سر نو شروع کرنا پڑا۔ زیتون کے پودے شام، مصر اور ترکی سے ۱۹۵۰-۵۱ء میں درآمد کئے گئے اور لاپٹو میں کاشت کئے گئے مگر یہ پودے بار آمد نہ ہو سکے جنگلی زیتون کو پیوند کرنے کا کام ۱۹۵۸-۵۹ء میں ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت لاہور ریجن کی زیر نگرانی شروع کیا گیا مری کے زیریں کوششیں علاقوں میں جنگلی زیتون کے پودوں کو پیوند کیا گیا اور ان کی شاخ تراشی کی گئی۔ نیز ان کو مصنوعی کھاد دینے کا بندوبست بھی کیا گیا۔ پودوں کے دور بنا کر ان کی جڑوں کے قریب بارش کے پانی کو اکٹھا کرنے اور زمین میں جذب کرنے کا بندوبست بھی کیا گیا لیکن ان تمام اقدامات کے باوجود موسم بہار میں درختوں پر پھول لگے اور پھل نہیں سکا۔ اس حقیقت سے یہ افکشاف ہوا کہ پھولوں میں زیرگی کا عمل ناقص ہے اور اگر زیرگی کے عمل کو فروغ دیا جائے تو زیتون کی کاشت تجارتی نقطہ نگاہ سے بہت سود مند ہو سکتی ہے۔ زیرگی کے عمل پر مشاہدات کئے گئے اور ساتھ ساتھ جنگلی زیتون کو پیوند کرنے کا کام بڑے پیمانہ پر جاری رکھا گیا۔ اس سکیم کو اعلیٰ ارباب اختیار و اقتدار کی دلی حمایت حاصل ہوئی اور روم کے پاکستانی سفارتخانہ کے زرعی مشیر کی وساطت سے زیتون کی اعلیٰ نسل کے پیوندی پودے درآمد کئے گئے۔ اٹلی سے زیتون کے پودے دو اقساط میں درآمد کئے گئے۔ پہلی کھیت میں ۱۰۰۰ پودے تین اعلیٰ اقسام کے منگوائے گئے جنہیں وادی سوات میں کاشت کیا گیا۔ اس کے علاوہ پشاور اور راولپنڈی کے علاقوں میں بھی کاشت کی گئی دوسری کھیت فروری ۱۹۶۰ء میں درآمد کی گئی جو ۵۰۰۰ پودوں پر مشتمل تھی۔ اور اس میں سات اعلیٰ اقسام کے پودے تھے۔ ان میں سے ۳۳۰ پودے ترناب فارم پشاور پر کاشت کئے گئے۔ اور باقی مری کی سپاٹوں میں لگائے گئے ان سات اقسام میں دو اقسام کو عمل زیرگی کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔

چونکہ پودوں کی یہ کھیت آخر فروری ۱۹۶۰ء میں موصول ہوئی تھی اس لئے ان کی کاشت راولپنڈی ندی تجرباتی فارم اور کالا باغ اسٹیٹ میں ہو سکی۔ ان پر تجربات اور مشاہدات نے مندرجہ ذیل نتائج کی نشاندہی کی جو پہلے تجربات میں رونما ہوئے تھے۔

۱۔ زیتون کے سابقہ ذخیرے زرعی داد و طریقہ کاشت کے مطابق نہ لگائے گئے تھے۔

۲۔ تمام ذخیرے بے قاعدگی کا شکار تھے۔

۳۔ زیرگی کے عمل کے لئے کوئی قسم منتخب نہ کی گئی تھی۔ اور یہ بہت بڑی غلطی تھی۔

۴۔ ان تجربات میں علاقائی موزونیت کا خاص لحاظ رکھنا اہم ضروری ہے۔ چونکہ زیرتون کا درخت جب تک بیس یا چالیس روز ۷۰ درجہ فارن ہیٹ پر نہ رہے بار آور نہیں ہوتا۔ اس درجہ حرارت پر درخت کو سکون ملتا ہے۔ اور اسی درجہ حرارت پر زیرتون کا پھل بنتا ہے۔

۵۔ زیرتون کے پودوں کے لئے کھاد دینا اہم ضروری عمل ہے ان تجربات میں ان غلطیوں کا ازالہ کیا گیا۔

بادبوجود عدم توجہی کے زیرتون کا ذخیرہ جو پیل میں کاشت کیا گیا تھا سات سال کے بعد بار آور ہوا، اور

۱۹۶۳ میں پھل لانے لگا۔ جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ بارانی کوہستانی علاقوں میں زیرتون

کی کاشت سے وہاں کے باشندوں کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ ایک محتاط تخمینہ کے مطابق

ایک ایکڑ زیرتون کی کاشت سے اڑھائی تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں شمالی مغربی علاقہ کی

زمین گناڈ بھاؤ کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ جس کا واحد علاج زیرتون کی کاشت ہے۔ مندرجہ بالا وجود کی بنا پر

ان علاقوں میں زیرتون کی کاشت کو فروغ دینے کا کام بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے۔ ... اعلیٰ منسل کے

پودے اٹلی سے درآمد کئے جا رہے ہیں جو نسلی افزائش کے پانچویں میں کاشت کئے جائیں گے۔ اور

زمینداران علاقہ میں تقسیم کئے جائیں گے ان علاقوں میں مختلف جگہوں پر ذخیرے قائم کرنے کی تجویز کو عملی جامہ

پنایا جا رہا ہے اور آئندہ تین چار سال کے عرصہ میں قریباً ایک لاکھ پودے سالانہ زمینداروں کو ہیتا کر دیئے جائیں گے۔

عمل کاشت

زیرتون کی کاشت کے لئے موزوں زمین کا انتخاب اور علاقائی موزونیت کا لحاظ اہم ضروری ہے۔

آب و ہوا کا خاص خیال رکھنا چاہئے چونکہ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم درجہ حرارت اور انتہائی گرمی و

سردی کے اوقات کا زیرتون کی افزائش پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ زیرتون ان علاقوں میں بار آور ہوتے ہیں۔

جہاں کم سے کم درجہ حرارت ۷۰ درجے فارن ہیٹ صرف ۲۰ تا ۴۰ یوم رہیں۔ بارش کے اوقات اور

سالانہ اوسط بارش کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے اور سرد گرم ہواؤں کی تندی اور تیزی اور عام رخ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

زمین کی کیمیادی ساخت، سطحی زمین اور زمین کی گہرائی اور پتلی سطح کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ زمین کی قوتِ جاذبیت، نکاس اور زرخیزی کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ کوشش یہ کرنی چاہئے کہ زیٹون کا باغیچہ بڑی سڑک کے نزدیک ہو۔ زمین کے انتخاب میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اور ضرور رساں کیڑوں اور بیماریوں کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

زمین کی تیاری

زمین کی تیاری کے وقت پہاڑی علاقوں میں ڈھلوان کا ناس خیال رکھنا چاہئے۔ پانی کے نکاس کا خاص خیال ضروری ہے اگر پانی جڑوں کے نزدیک جمع ہو کر گل سڑ جائے تو زیٹون کے پودوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال لاحق ہوتا ہے۔ اس کے برعکس پانی اتنی تیزی سے نہ بہے کہ زمین کی سطح کٹ کر بہ جائے۔ زمین کو کئی بار ہل چلا کر نرم کر لینا چاہئے۔ ہموار زمین پر زیٹون کی کاشت کرنے سے قبل زمین میں گوبر کی گلی سٹری کھا دینی کافی مقدار ڈال کر ہل کے ذریعے خوب ملا دینی چاہئے اور سہاگہ دے کر ہموار کر لینا چاہئے تاکہ آبپاشی اور نشاندہی میں دلت واقع نہ ہو۔

کھاوپنا

زیٹون کے پودوں کو کھیت میں منتقل کرتے وقت گڑھوں میں کھاو ڈالنی چاہئے۔ تاکہ پودے جلد جڑ پکڑیں اور ان کی افزائش کے لئے کافی خوراک مہیا ہو سکے۔ ہر ایک گڑھے میں ایک حصہ مٹی، ایک حصہ بھل اور مندرجہ ذیل ارزاں رسی اور مصنوعی کھاو ڈالنی چاہئے۔

دلیسی کھاو	چھ تا دس سیر
سپر فاسفیٹ	آدھ تا ڈیڑھ سیر
ایسورنیم سلفیٹ	آدھ تا تین سیر

سپر فاسفیٹ اور ایسورنیم سلفیٹ پودا نصب کرتے وقت مٹی میں ملا کر گڑھے میں ڈال دینی چاہئے اس کے اوپر باریک مٹی کی تہ ڈالنی ضروری ہے۔ گوبر کی کھاو گڑھے میں ڈال کر پانی دینا چاہئے تاکہ گل سڑ کر کھان ہو جائے۔ اس کے بعد پودے لگانے چاہئیں۔

پودوں کا فاصلہ

پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲ تا ۳ فٹ رکھنا چاہئے ہر ایک ایکڑ رقبہ میں مربع طریقہ پر لگائیے ۴۸ تا ۴۹ پودے لگائے جاسکتے ہیں

اقسام کا انتخاب

زیتون کے باغچہ میں مختلف اقسام کی کاشت کرنی چاہئے۔ چونکہ مختلف اقسام کے لئے آب و ہوا دوران سال موزوں رہتی ہے اور بار آوری میں مدد ملتی ہے لہذا کئی اقسام اکٹھی کاشت کرنی چاہئیں، تاکہ زیر کی کاٹل یقینی ہو اور پیداوار میں اضافہ ہو جائے۔

طریق کاشت

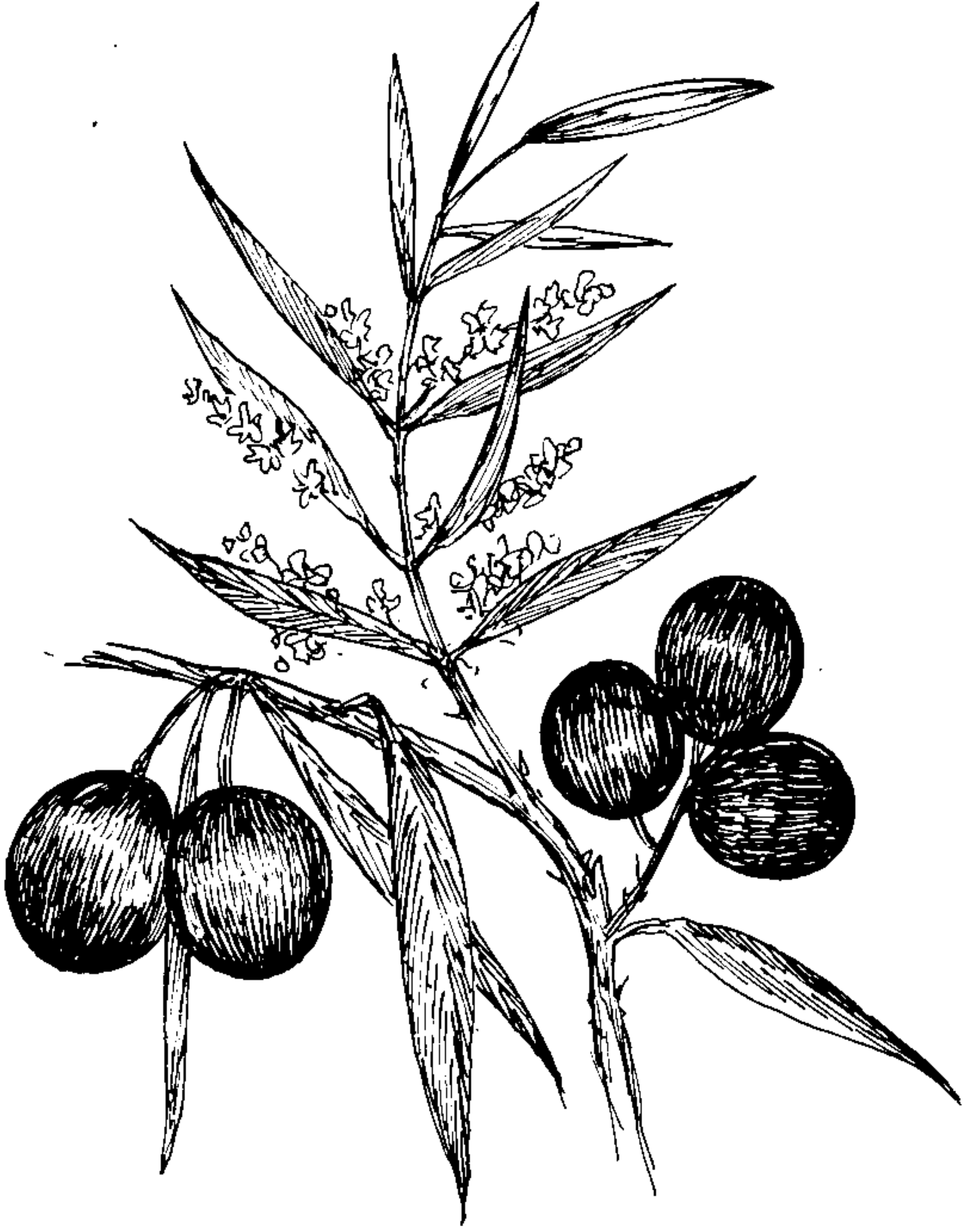
پودے لگانے کے لئے رو یا تین فٹ چوڑے اور گہرے گڑھے کھودنے چاہئیں اور اوپر کی ایک فٹ مٹی کو علیحدہ رکھنا چاہئے۔ باقی مٹی میں سے ایک تنائی مٹی میں دس سیر گوبد کی گلی سڑی کھاد اور مٹ ملا کر گڑھے کو بھرنا چاہئے اور آبپاشی کرنی چاہئے۔ جب مٹی اور کھاد یک جان ہو جائیں اور تڑپھیک ہو جائے تو مصنوعی کھاد سپر فاسفیٹ آدھ تا ڈیڑھ سیر ملا کر مٹی میں ملائی چاہئے اور اس کے اوپر ۵ تا ۸ چھانک امونیم سلفیٹ ڈالنی چاہئے۔ اور اوپر مٹی کی تہ جانی چاہئے۔ گڑھے کو اتنی گہرائی تک بھرنا چاہئے کہ پودے لگانے وقت پیوند والی جگہ گڑھے سے باہر رہے پودے کو گڑھے کے عین وسط میں سیدھا لگانا چاہئے۔ تاکہ قطاریں سیدھی نظر آئیں۔ پھر گڑھے کو مٹی سے بھرنا چاہئے۔ اور مٹی کو دبا کر خوب مضبوط کر دینا چاہئے تاکہ پودا سیدھا رہے اور مٹی کے نیچے بیٹھنے سے گرنے پڑے۔ پودے کے تنے کے گرد محفوظی مٹی چڑھا کر پودے کو دور کو گہرا کرنا چاہئے پودا لگانے کے بعد پانی دینا چاہئے تاکہ جڑ پکڑنے میں آسانی ہو۔ اوائل عمر میں نرم و نازک پودے کو آندھی، طوفان، بارش، تھالہ باری سے بچانے کے لئے اور تنے کو سیدھا رکھنے کے لئے ایک لکڑی کا سہارا دینا چاہئے۔ اوائل عمر میں پودے کی نگہداشت پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ پانی، گوڈی، نائی، جڑی بوٹیوں کی تلفی۔ کھاد اور شاختراشی باقاعدہ کرنی چاہئے۔ پرورش اور احتیاط سے زیتون کے پودے ۱۰ سال کے بعد پھل لاتے ہیں۔ اور ۵ تا ۱۴ سیر پھل نی پودا حاصل ہوتا ہے۔

عمل زیرگی

زیتون کے پھول نر اور مادہ علیحدہ علیحدہ اور اکٹھے بھی ہوتے ہیں لیکن بعض پھولوں کے زردانہ دیر سے تیار ہوتا ہے اس لئے زیرگی کے عمل کیلئے وہ دوسرے پھولوں کے زردانہ کے محتاج ہوتے ہیں زیتون کے باغچہ میں مناسب جگہوں پر زیتون کی ایسی اقسام کاشت کرنی چاہئیں جن کے زردانہ وافر مقدار میں مہیا ہو سکے یہ زردانہ ہوا کے ذریعے مادہ پھولوں پر بکھرتا ہے اور عمل زیرگی یقینی ہوتا ہے جس کے باعث پھول سے پھل بن جاتا ہے۔

پھل اٹارنا

- زیتون کا پھل ماہ اگست ستمبر میں پک جاتا ہے جس وقت پھل کارنگ جامنی ہو جائے اس پھل کو ایک ایک کر کے چننا چاہئے۔ چنے ہوئے پھل کو پختہ فریش پر بکھیرنا چاہئے۔ اور سائے میں خشک کرنا چاہئے۔ دھوپ میں خشک کرنے سے تیل خشک ہو جاتا ہے اور کم نکلتا ہے۔ سائے میں خشک شدہ پھل سے تیل اخذ کیا جاسکتا ہے۔ زیتون کے پھل میں ۸ تا ۱۰ فیصد تیل ہوتا ہے جو صاف کر کے فروخت کرنے سے خاصا منگاتا ہے اور کافی آمدنی کا باعث ہوتا ہے۔



زیتون کا پھل اور پھول

کمٹھل

کمٹھل کی ابتدائی کاشت برصغیر ہندو پاکستان میں شروع ہوئی اس کا استعمال تقریباً دو ہزار سال سے اس خطہ میں ہو رہا ہے۔ سترھویں صدی میں اس کی کاشت برازیل میں پرتگیزیوں نے شروع کی۔ جاپیکا میں ۱۷۸۲ء میں اس کو کاشت کیا گیا۔ اب کمٹھل کی کاشت برازیل، برما، ملائیا، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں ہوتی ہے۔

آب و ہوا

مرطوب علاقے جو سردی اور کمر سے محفوظ ہوں اس فصل کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ پانچ ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر اس کی کاشت مناسب نہیں ہے۔ ساحلی علاقوں کی مرطوب ہوائیں اس کی نشوونما کے لئے نہایت سازگار ہیں لیکن خشک آب و ہوا میں بھی اس کی کاشت ہو سکتی ہے جہاں آب پاشی کا مناسب انتظام ہو۔

زمین

ہر طرح کی زمین میں کمٹھل کی کاشت ہو سکتی ہے۔ لیکن ریتیلی زمین جس میں پانی کا نکاس

تسل بخش ہوتا ہے اس کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اہم ضروری بات یہ ہے کہ زمین میں پانی کی جاڈ بہت کی طاقت اچھی ہو اور مٹی کو کافی دیر تک قائم رکھ سکے کیونکہ ان درختوں کی جڑوں پر ریشے نہیں ہوتے جن کے ذریعہ خوراک اور پانی حاصل کیا جاتا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ جلد خشک ہو جانے والی زمین میں اس کی کاشت نہ کی جائے۔

افزائش نسل

کشکھ کے پودے عام طور پر بیج سے اُگائے جاتے ہیں اس کی جڑوں کی فلمیں (CUTTINGS) جو ایک اینچ موٹی ہوتی ہے اگر زمین میں لگائی جائیں تو تقریباً ۹ فی صد کامیابی ہوتی ہے۔

بجک فروٹ کے پودے چشھے لگا کر بعد میں حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ جاوا میں ماڈی فائڈ فار کرٹ (MODIFIED FERKERT) چشھے لگانے کا طریقہ رائج ہے۔

پاکستان میں بجک فروٹ کے پودے بیج سے لئے جاتے ہیں۔ ایک پھل سے قریباً ۸ تا ۱۲ بیج حاصل ہوتے ہیں۔ تازہ ترین بیجوں کو لگانے کے بعد تین یا چھ ہفتہ میں بیج اگاتے ہیں۔ بیجوں کو ۲ گھنٹے پانی میں رکھنے سے وہ جلد اُگاتے ہیں۔ بڑے بیج زیادہ تعداد میں اگتے ہیں اور پودوں کی افزائش بھی اچھی ہوتی ہے۔ بجک فروٹ کے بڑے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے وقت ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیشہ چھوٹے پودوں کو استعمال میں لانا چاہیے۔ یہ پودے اتنے بڑے ہوں کہ ان پر تین یا چار پتیاں نکل آئیں۔ پودوں کو اس طرح ضائع ہونے سے بچانے کے لئے سرکاری فروٹ فارم میں بیجوں کو کونڈوں میں لگایا جاتا ہے اس طرح سے فٹ یا ڈیڑھ فٹ والے پودے بھی باسانی دور دراز جگہوں پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

پودوں کا لگانا

مناسب حالات میں پودے اچھی طرح اگتے ہیں اور ۲۵ تا ۳۰ فٹ پھیلتے ہیں اس لئے ۳۰ تا ۴۰ فٹ کے فاصلے پر لگانے چاہئیں۔ پودے ضروری، مارچ اور اگست ستمبر میں لگائے جاتے ہیں ان کے لگانے کے لئے $2\frac{1}{2} \times 2\frac{1}{2} \times 2\frac{1}{2}$ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں اور من یا ڈیڑھ من گوبر کی کھاد مٹی میں ملا کر بھر دیتے جاتے ہیں۔

آبپاشی

پودے پانی سے تیز زمینوں میں اچھے پھولتے اور پھلتے ہیں اس لئے ان پودوں کو بار بار پانی دینا چاہیے لیکن پانی اتنا نہ دیا جائے کہ سیم کی سی حالت پیدا ہو جائے۔ نالیوں کے کنارے لگائے ہوئے پودے بڑی کیاریوں میں لگائے ہوئے پودوں سے زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں۔

کھاد

جیک فروٹ کی کھاد کی ضروریات بہت معمولی ہیں۔ بغیر کھاد کے بہت سے پودے اچھے پھولتے اور پھلتے ہیں مگر کھاد دینے سے پھل پر اچھا اثر ہوتا ہے اس لئے نومبر اور دسمبر کے مہینہ میں ایک تا دو من کھاد گوبر فی پودا دینا مناسب ہے

درمیانی فصلیں

درختوں کے درمیان زمین کے ٹکڑوں میں سبزیاں اور چارہ باسانی لگایا جاسکتا ہے پودے بہت آہستہ اگتے ہیں اس لئے سبزی و ترکاری کا لگانا بہت سہل اور سود مند ہے۔ اگر فصلیں نہ لگائی جائیں تو زمین کے حصوں کو بار بار ہل چلا کر صاف سمٹھا رکھنا چاہیے۔

شاخ تراشی

چونکہ پھل پرانی اور نئی شاخوں پر آتا ہے اس لئے ان کا تراشنا مناسب ہے اس لئے صرف سوکھی شاخوں یا بیماریوں سے متاثر ٹہنیاں کاٹ دینی چاہئیں۔ پھل چونکہ بہت وزنی ہوتا ہے لہذا ایسی شاخیں جن کے جوڑے بہت کمزور ہوں انہیں کاٹ دیا جائے تاکہ پھل کے وزن سے ٹوٹ نہ جائیں۔

پھلنا اور پھولنا

بنگلہ دیش کی آب و ہوا میں پودے ۴ تا ۸ سال تک پھل لے آتے ہیں لیکن دریائے سندھ کے مغربی پاکستان کے میدانوں میں پودوں کو پھل آنے کے لئے ۸ تا ۱۲ سال لگ جاتے ہیں۔ پودا جنوری کے ابتدائی حصہ میں پھول دیتا ہے اور پھل جون یا جولائی میں فروخت ہو جاتا ہے۔ سنگاپور میں شمس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۸ ماہ میں سیلون کے بارش علاقہ میں پھل لاتی ہے۔

عمل زیرگی

زچھولوں کا زرد دانہ مادہ پھولوں تک ہوا کے ذریعہ پہنچتا ہے۔ یہ زرد دانے ہاتھوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر مادہ پھولوں پر چھڑک دینے سے پھل دینے والی مادہ کے پھولوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور پھولوں کا وزن بھی بڑھ جاتا ہے۔

پھل توڑنا

جب پھل مکمل طور پر بڑھ جاتے ہیں تو انہیں اتار لیا جاتا ہے اور پھل کی کھال کارنگ ہلکے سبز سے تبدیل ہو کر سبز زرد ہو جاتا ہے اور پھل کے پکنے کی رفتار کے ساتھ ساتھ کھال کارنگ سرخی مائل ہو جاتا ہے۔

پیداوار

پھل دار درختوں کی پیداوار آب و ہوا اور زمین کی زرخیزی کے مطابق کم و بیش رہتی ہے۔ یہ پھل کراچی کے عیسائی باشندوں اور غریب لوگوں میں زیادہ مقبول ہے۔ کچے پھل کا استعمال سبزی کے طور پر کثرت سے کیا جاتا ہے۔ کراچی میں فی من ۴۰ روپے بکتا ہے اور ایک درخت سے دو سو سے لے کر ۲۴۰ روپے تک کا پھل حاصل کیا جاتا ہے۔

اقسام

مغربی پاکستان میں کوئی خاص اقسام نہیں ہیں۔ میرپور خاص میں دو طرح کے پھل اکالے جاتے ہیں ایک بھنیوی شکل کا جو پکنے پر گلابی لال ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسرے کی شکل گوبھیوی ہے لیکن بد شکل ہوتا ہے کیونکہ اپنی ساخت پر دو تین جگہ پر پھل ہوا ہوتا ہے۔ پکنے پر اس کی کھال سبز زرد رہتی ہے۔

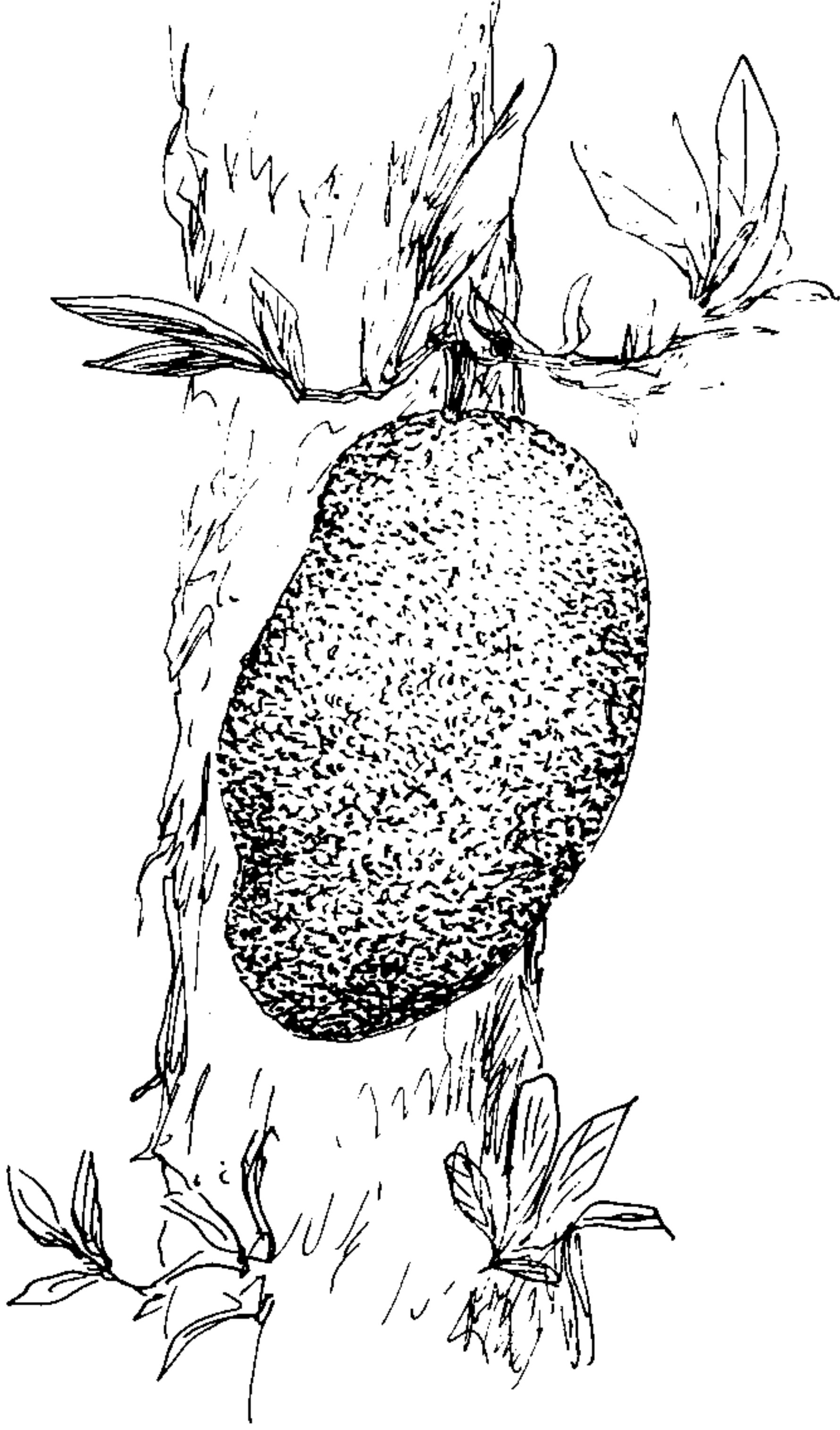
امراض

فی الحال پاکستان میں کھٹل موزی کیڑوں کے حملوں سے محفوظ ہے لیکن زیر کاشت رقبہ بڑھنے پر ضرر رساں کیڑوں کے بڑھنے کا اندیشہ ہے جو کیڑے یا بیماریاں اس فصل کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں ان کا محقق ساوکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

کیڑے یا بیماری کا نام	نقصان کی نوعیت	حفاظتی تدابیر
	نقصان سال کیڑے	
۱۔ سٹیم بورر	یہ کیڑے نئی کونپوں اور ابتدائی پھلوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔	بی ایچ سی یا ڈی ڈی ٹی کی سپرے سے قابو پایا جاسکتا ہے۔
۲۔ براؤن ویول	یہ پھول اور پھل کی کلیوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔	کیڑوں کو اور ان کے بچوں کو اکٹھا کیجئے اور مار ڈالیئے۔
۳۔ بورر	" " " "	ڈی ڈی ٹی یا بی ایچ سی سے سپرے کریں۔
۴۔ تتلیاں	" " " "	" " " "
	بیماریاں	
۱۔ سافٹ راکٹ	پھل کا گودا نرم ہو جانا ہے اور کھانے کے قابل نہیں رہتا۔	ڈیوکس نکسچو کا سپرے ہر تیسرے ہفتے کے بعد جنوری سے مارچ تک کریں۔
۲۔ پتوں پر بھورے رنگ کا داغ پڑ جانا۔	ان کا نقصان زیادہ نہیں ہوتا ہے۔	" " " "

استعمال

کچا پھل سبزی کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور پکا ہوا پھل کھایا جاتا ہے۔ بیج پھول اور چھوٹے پھل پکائے جاتے ہیں اور کھانے کے استعمال میں لائے جاتے ہیں ان کا شربت بھی بنایا جاتا ہے اور یہ مشروبات کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔



گنجل کا پھل

شریفیہ

شریفیہ کی ابتدائی کاشت جنوبی امریکہ میں شروع ہوئی۔ چونکہ شریفیہ کا ذکر سنسکرت زبان میں کثرت سے کیا گیا ہے اور ایجنٹ کی تصاویر میں شریفیہ کی شکل پتھروں پر کھدی ہوئی پائی گئی۔ اکثر ماہرین کا خیال تھا کہ شریفیہ کی کاشت ہندوستان میں شروع ہوئی لیکن ڈی کنڈول DE CONDOLE کی تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ شریفیہ کا اصلی وطن جنوبی امریکہ ہے۔ اب شریفیہ جنوبی وینام کے مالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

آب و ہوا

شریفیہ سرد آب و ہوا میں پرورش نہیں پاسکتا۔ کولے سے شریفیہ کے پودوں کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ پھول آنے کے موسم میں خشک اور گرم ہوا میں اس کے لٹے موزوں ہیں۔ جنوبی سندھ میں مٹی اور جون کے مہینوں میں پھولوں سے پھل بنتا شروع ہوتے ہیں۔ لنکا کے علاقوں میں اس کی کاشت خشک اور مرطوب آب و ہوا والے علاقوں میں کی جاتی ہے۔

زمین

شریفیہ کی کاشت ہر طرح کی زمین میں ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام

ہو۔ پہاڑی علاقوں میں ہونے والے پودے اس بات کی دلیل ہیں کہ پانی کی نکاسی شریفہ کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اس کی کاشت کے لئے بہت گہری زمین کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کی جڑیں صرف ڈفٹ گہرائی میں پھیلی ہوتی ہیں۔

پودوں کا تیار کرنا

شریفہ کے پودے پاکستان میں بیج سے تیار کئے جاتے ہیں۔ پیوند کارواج ابھی تک پاکستان میں رائج نہیں ہوا ہے۔ بیجوں سے تیار کئے جانے والے پودوں میں پھل مختلف ساخت بیجوں کی تعداد اور ذائقہ بالکل مختلف ہوتا ہے۔ پودے لگانے کے لئے تازہ بیجوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تین یا چار سال پرانے بیج بھی کامیابی سے اُگ آتے ہیں۔ بیج کے اوپر کا چھلکا سخت ہوتا ہے جس کی وجہ سے بیج کو اگنے میں تین سے چار ہفتے لگ جاتے ہیں۔ اگر بیج کو تین دن پانی میں رکھ کر بویا جائے تو جلد اُگ آتا ہے۔ تقریباً ایک سال کے پودے زہری سے باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

پھل کے بیج سے تیار کئے جانے والے پودے شریفہ کے چشمتے لگانے کے کام میں آسکتے ہیں۔

پودوں کا لگانا

بیج سے تیار کئے جانے والے پودے فروری۔ مارچ یا اگست۔ ستمبر میں مغربی پاکستان میں لگائے جاتے ہیں۔ پودوں کا درمیانی فاصلہ ۱۵ فٹ رکھا جاتا ہے۔ گرم علاقوں میں قریب قریب پودے لگانے سے باغ کے اندرونی مرطوبیت میں اضافہ ہو سکتا ہے جس سے پھولنے پھلنے میں مدد ملتی ہے۔ ریٹی باپتھریل زمینوں میں گڑھے کھودنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن ذرخیز یا درمیانیہ ذرخیز علاقوں میں ۲ × ۲ × ۲ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں اور نصف من گوبر کی کھاد مٹی میں ملا کر ان میں بھردی جاتی ہے۔ ان گڑھوں میں ایک یا دو پھل ماہ کے بعد پودے لگائے جاتے ہیں۔

آب پاشی

پودوں کو پہلے میں دو مرتبہ پانی دینا چاہئے۔ گورنمنٹ فردٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص

پرکے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ ہفتہ وار پانی دینے سے پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

کھاد دینا

کراچی کے کاشت کار تقریباً نصف من کھاد فی یو اے سر دیوں میں دیتے ہیں۔ گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص پرکے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ فروری میں ڈھلے من گوبر کی کھاد اور اپریل میں ۵ پونڈ امونیا سلفیٹ (ایک پونڈ نائٹروجن) فی پودہ دینے سے پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔

درمیانی کاشت

پودوں کی درمیانی جگہ کو جرہمی بڑیوں سے صاف رکھنا لازمی ہے۔ ان زمین کے ٹکڑوں میں سبزی ترکاری کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ گرمیوں میں گوار اور سردیوں میں برہیم بڑی آسانی سے کاشت کیے جاسکتے ہیں۔ گورنمنٹ فروٹ ریسرچ اسٹیشن میرپور خاص پرکے جانے والے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ پودوں کی نشوونما کے لئے نہایت مفید ہے۔ لیکن جب پودے بڑھ کر پورے تداور ہو جائیں اس وقت کسی طرح کی کاشت بھی ممکن نہیں ہے۔

شاخ تراشی

شریفیے کے پودوں میں عموماً شاخ تراشی نہیں کی جاتی۔ صرف سوکھی ہوئی اور بیماریاں سے چھانٹ دی جاتی ہیں۔

بار آوری

قلمی پودے دو سال میں پھل دے دیتے ہیں اور تخمی پودے تین چار سال میں پھل دیتے ہیں پودوں میں اپریل میں پھول آنا شروع ہوتے ہیں اور پھولوں کا سلسلہ جون جولائی تک جاری رہتا ہے۔ تقریباً جولائی تک ان پھولوں سے پھل حاصل نہیں ہوتے۔ پچھتے پودے جو اگست میں پھل لاتے ہیں اچھے ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ ان پھولوں کی پرورش سردیوں میں ہوتی ہے۔ گو شریفیے کے پودے پھل دینے میں۔ لیکن ان سے پھولوں کے لحاظ سے تسلی بخش پھل حاصل نہیں ہوتا۔ جس وقت پھول کے زینچھے سے زرد لٹنے چھڑتے ہیں۔ پھول کا مادہ حصہ ان کے لئے تیار نہیں ہوتا

موسم کے اوائل حصے میں آنے والے پھولوں سے زہینہ ذرات حاصل نہیں ہوتے۔ اس طرح پھولوں کا کثیر حصہ بغیر پھل دئے جھڑ جاتا ہے۔ مصر میں ہاتھ سے زہینہ زردانوں کو اکٹھا کر کے برش کے ذریعے مادہ حصے پر چھڑکا جاتا ہے۔

پیداوار

شریفی کی پیداوار مختلف زمین اور آب و ہوا کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ حیدرآباد دکن کے شریفی کے باغات میں ایک پودے سے ۵ سے بیس پونڈ پھل حاصل ہوتا ہے جنوبی ہندوستان کے علاقوں میں فی پودہ ۶۰ تا ۷۰ پونڈ پھل دیتا ہے۔ اٹھ سالہ پودے حیدرآباد دکن میں ۳۸ تا ۳۱ پونڈ پھل دیتے ہیں۔ مصر میں پانچ سالہ پودے ۱۲۰ پھل دیتے ہیں۔ میرپور خاص فروٹ فارم پر فی پودہ ۱۹ سے ۱۰۶ پھل حاصل کئے جاتے ہیں۔ پھل کے درمیانی حصے جب سلیے پڑ جاتے ہیں تو ان کو درخت سے اتار لیا جاتا ہے۔ جس وقت اس کا گودا سخت ہوتا ہے دو یا تین روز سوکھے گھاس میں دبائے سے پھل پک جاتا ہے۔ اور بالکل نرم ہو جاتا ہے۔ پکنے کے بعد پھل کو دو دو ہانڈیوں میں نہیں بھیجا جاسکتا۔

اقسام

پاکستان میں کوئی نامور قسم موجود نہیں۔ لیکن منتخب پودوں سے اچھی نسل کے پھل انتخاب کرنے سے نمایاں اقسام حاصل کئے جانے کے امکانات ہیں۔

امراض

پاکستان میں اس پھل کے باغات میں کسی شدید مرض کا حملہ دیکھنے میں نہیں آیا۔

استعمال

شریفی کا استعمال اکثر کھانے میں ہوتا ہے اس کا گودا آٹس کریم بنانے میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ پھل کا تقریباً ۵-۶ فی صد حصہ کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ باقی حصہ چھپکا اور بیج ہوتا ہے۔ گودے میں شکر کے اجزاء ۱۲ تا ۱۶ فی صد ہوتے ہیں۔ شریفی کے بیجوں سے ایسا تیل نکالا جاسکتا ہے جس کا استعمال صابن کے کارخانوں میں ہو سکتا ہے اور کھل کا استعمال بطور کھاد ہو سکتا ہے

ناریل

تاریخ

ناریل کا پودا سب سے پہلے کس جگہ پایا گیا اور کس کس ملک میں پہنچا اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اغلباً ناریل کا پودا سب سے پہلے ایشیا کے ٹروپیکل (منطقہ حارہ) علاقوں میں ملایا کے آس پاس پایا گیا جہاں سے دوسرے ملکوں میں لے جایا گیا۔

رقبہ اور پیداوار

تمام دنیا میں ناریل کا رقبہ تقریباً ۸۰ لاکھ ایکڑ ہے۔ پیداوار کا تخمینہ ۰۰۰۰۰ لاکھ من ناریل

کی جاتا ہے۔

پاکستان میں صرف چند ایکڑ میں ناریل لگا ہوا ہے جو کراچی میں واقع ہے۔
آب و ہوا

ناریل ٹروپیکل علاقے میں آسانی سے ہوتا ہے لیکن تجارتی نقطہ نظر سے ۱۵ جنوب میں واقع علاقے

میں ناریل کو بی پیدا ہوتا ہے۔ یہ ۲۵۰۰ سے لے کر ۳۰۰۰ فٹ تک کی بلندی پر ہو سکتا ہے۔ بلندی

کا دارو مدار منطقہ سے نغلق رکھتا ہے۔ منطقہ حارہ سے نزدیک ناریل زیادہ بلندی پر بھی ہو سکتا ہے۔ ناریل تھوڑا بہت پالا برداشت کر سکتا ہے لیکن درخت ایسی جگہ اچھی طرح پرورش پاتا ہے جہاں درجہ حرارت ۱۰۰ F سے کم رہے۔ اور اوسطاً درجہ حرارت ۷۷ سے لے کر ۸۵ F رہے۔ اس پودے کو بہت زیادہ رطوبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پودے اور پھل کی نشوونما پر خشک سالی کا برا اثر پڑتا ہے۔ تقریباً سالانہ ۳۰ اینچ بارش جو بہت ضروری ہوتی ہے۔ اگر پانی دینے کا مناسب انتظام سالی کے تمام حصہ میں منتظم ہو تو تھوڑی بارش سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ کراچی میں چونکہ رطوبت اور درجہ حرارت ناریل کی ضرورت کے مطابق ہے اس لئے اگر مناسب پانی کا انتظام کیا جائے تو ناریل کی کاشت سنجو بی کی جا سکتی ہے۔

زمین

ناریل کے واسطے زرخیز ریتیلی میرزہ بین موزوں ہے جس میں کافی ریت ہو۔ اسی وجہ سے سمندری علاقوں میں کناروں کا حصہ ناریل کے واسطے اچھا ہوتا ہے ناریل کے واسطے ہوادار اور ایسی زمین کا ہونا ضروری ہے جس میں پانی نہ ٹھہرنے پائے۔

ناریل کا پودا تھوڑا بہت سمندری نمک برداشت کر لیتا ہے بشرطیکہ پانی میں ملے ہوئے نمک کو دھونے کے واسطے یا تو بارش ہوتی رہے یا دوسرے طریقوں سے پانی دیتے کا مناسب انتظام ہوتا کہ نمک دھل کر دوبارہ سمندر میں پھلا جائے۔

پودے تیار کرنا

ناریل کا پودا بیج سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایسے درخت جن سے اچھے اور مسلسل پھل حاصل ہوتے ہیں بیج حاصل کرنے کے لئے ان کو چننا جاتا ہے ایسے درخت جن سے زیادہ پیداوار ہوتی ہے ان کو تزییح دینی چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہر سال یکساں پیداوار دیتے ہیں۔ کراچی میں ناریل لگانے کے لئے گوا اور لنکا سے ناریل کا بیج درآمد کیا گیا۔ ناریل کا بیج اسی وقت بونے کے قابل ہوتا ہے جب وہ پک کر تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت پھل بھاری ہو جاتا ہے۔ ناریل ایک فٹ چوڑی اور ڈیڑھ فٹ لمبی کیاریوں میں بویا جاتا ہے۔ ثابت ناریل کو زمین میں دبا دیا جاتا ہے اور ایک اینچ کے قریب اس کو زمین سے اوپر رکھتے ہیں اور مٹی سے نہیں ڈھکتے۔

روزانہ اس میں پانی لگاتے ہیں۔ دو تین مہینے میں ناریل سے پودا پھوٹ آتا ہے۔ نومبر کے عرصے میں ناریل کا پودا تقریباً تین فٹ کا ہو جاتا ہے اور اس کو کیاری سے نکال کر باغ میں مستقل جگہ پر لگایا جاسکتا ہے۔ بعض اوقات ناریل میں جب تک بیج پھوٹ آتا ہے تو کیاری میں لگاتے ہیں۔

پودا کا لگانا

اگر زمین میں پہلے سے کاشت ہوئی ہو تو کسی خاص تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نئی زمین تین چار مرتبہ گہرا بل چلا کر تیار کی جاتی ہے۔ زمین کو اچھی طرح صاف کر کے ہموار کر دینا چاہیے پودے سے پودے کا فاصلہ ۲۵ سے ۳۰ فٹ رکھا جاتا ہے۔ گرم مقامات پر پودوں کا فاصلہ کم کر دیا جاتا ہے بہتر ہے کہ پودے لگانے سے پہلے گڑھے کھود لئے جائیں عام طور پر ۲ فٹ گہرا اور ۲ فٹ چوڑا گڑھا کھودا جاتا ہے۔ پودوں کو ایک فٹ گہرا زمین میں دبا دیا جاتا ہے تاکہ پودے اپنا شروع نشروں کے زمانے میں دھوپ گرمی اور ہوا سے محفوظ رہیں۔ پہلے چند سالوں میں ناریل میں بلاناغہ پانی دینا چاہیے۔ گرمیوں میں دھوپ اور گرم ہوا سے بچانا چاہیے۔ پودوں کی بڑ میں پانی بالکل نہیں رکنا چاہیے۔ اگر کوئی پودا مر جائے تو اتنا ہی بڑا پودا اس کی جگہ لگانا چاہیے۔

آب پاشی

ناریل کے علاقوں میں مصنوعی ذرائع سے آب پاشی نہیں کی جاتی۔ لیکن پاکستان میں چونکہ بارش بہت کم ہوتی ہے لہذا ناریل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ آب پاشی ضروری ہے۔ چونکہ ناریل عام طور پر۔۔۔ ایسے علاقوں میں ہوتا ہے جہاں بارش کثرت ہوتی ہے لہذا اس کی آب پاشی کی ضروریات کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہیں اس سلسلے میں تحقیقات کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔

کھاو دینا

کھاو کی مقدار کا فیصلہ زمین کی زرخیزی اور محل وقوع کے مطابق کیا جاتا ہے۔

ناریل کے پیڑ نائٹروجن کی کھاد سے کافی نشرونا پاتے ہیں۔ ان پر پوٹاش اور فاسفورس کا بھی خوش گوار اثر ہوتا ہے۔

ایک اور سفارش کے مطابق ۳ - ۴ پونڈ ایمونیم سلفیٹ - ۲ - ۳ پونڈ سپر فاسفیٹ اور ۲ - ۳ پونڈ میورٹ آف پوٹاش فی پودے کے حساب سے سالانہ دینی چاہیے، ۱۰۰ پونڈ گوبر کی کھاد بھی دینی چاہیے۔ لنکا میں نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش کی کمیادی کھاد (۶۸ - ۰ - ۰) - ۴۵ - ۰ - ۶۸ کیلوگرام فی پونڈ بہت فائدہ مند ثابت ہوئی اور ناریل کی پیداوار دوگنی ہو گئی۔

گوڈی اور پودوں میں درمیانہ کاشت

ہلکی اور ریتیلی زمین میں زیادہ گوڈی کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سالانہ دو تین بار ہل چلا کر باغ کو صاف رکھنے سے کام چل جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں کیا جاتا ہے۔

بھاری چکنی زمینوں میں زیادہ گوڈی کا کرنی پڑتی ہے۔ ہندوستان اور دوسرے علاقوں میں سبز کھاد دیتے کے لئے برسم وغیرہ کاشت کی جاتی ہے۔ سبزیات بھی درمیانہ جگہ میں لگائی جاسکتی ہیں مگر جب پٹیڑ سے ہو جاتے ہیں تو درمیان میں دوسری فصلیں نہیں لگانی چاہئیں۔ جن مقامات پر مزہ دوری بہت مہنگی ہو وہاں ناریل کے باغات کو چراگاہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

پیروں کا چھانٹنا اور سدھارنا

ناریل کے تنے میں شاخیں نہیں ہوتی ہیں۔ ۵ فٹ سے لے کر ۱۰ فٹ تک ناریل کا تنہ بالکل سیدھا ہوتا ہے اس لئے کسی شاخڑا شئی اور سدھارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف بعض اوقات سوکھی ہوئی پتیاں صاف کر دی جاتی ہیں۔

پھل اور پھول

ناریل کے درخت پر سات یا دس سال کی عمر سے پھول آنا شروع ہوتے ہیں۔ تجارتی لحاظ سے بارہ سے لے کر پندرہ سال کے بعد پھل آتا ہے۔ پھول پتوں کی جڑ کے پاس نکلتا ہے

اور پھولوں کے گٹھے شاخ دار ہوتے ہیں۔ ہر شاخ میں کئی زبھول ہوتے ہیں اور شاخ کی جڑ میں ایک مادہ پھول ہوتا ہے۔ بعض وقت شاخ کے اندر ایک اور شاخ نکلتی ہے اور اس میں صرف زبھول پیدا ہوتے ہیں۔

پھولوں کا گچھا ایک پتے میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ پتہ حسب تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو اس کے اندر سے پھولوں کا گچھا پتے کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ یہ گچھا بڑا ہو کر کھل جاتا ہے۔ زبھول چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور گچھے میں بکھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے ان میں تین سیپل سبز پتیاں (SEPAL) تین سیپل پھول کی پتیاں (PETAL) اور چھوٹا سا مادہ پھول ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چھ زرخستے ہوتے ہیں جس میں بہت زیادہ زرخستہ ہوتا ہے۔

مادہ پھول زبھولوں کے مقابلے میں کافی بڑے ہوتے ہیں۔ جن میں تین سبز پتیاں (SEPAL) تین پھول والی پتیاں (PETAL) ہوتی ہیں اور بیضہ دانی (OVARY) کافی بڑی ہوتی ہے اس کی ڈنڈی چھوٹی اور سر (STIGMA) تین ہوتے ہیں۔ اسکا تین دن تک اس قابل رہتی ہے کہ زردن ازاں ہوسکیں۔

ہر ماہ میں پھولوں کا ایک گچھا نکل آتا ہے مگر صرف چند گچھے باقی رہتے ہیں باقی ماندہ بسا قحط ہو جاتے ہیں۔ زبھولوں سے زردانہ مادہ پھولوں کی اسکا کے تیار ہونے سے پہلے ہی جھڑنا شروع ہو جاتا ہے یا اسکا کے تیار ہونے کا عرصہ گزر چکا ہوتا ہے۔ اس لئے ناریل میں زردانہ دوسرے پیڑوں سے آتا ہے۔

ناریل کا پھل بیضی شکل کا ہوتا ہے اوپر کا چھلکار لیتے دار اور اندر کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے اس سخت چھلکے کے اندر سفید گو دا ہوتا ہے جو کافی موٹا ہوتا ہے اس کے اندر ناریل کا میٹھا پانی بھرا ہوتا ہے جو ناریل کا دودھ (COCONUT) کہلاتا ہے۔

پیداوار

ناریل کی پیداوار مختلف علاقوں میں کم و بیش ہوتی ہے۔ اس کا دارو مدار آب و ہوا،

نگہداشت اور ناریل کی قسم پر منحصر ہے۔ ایک اچھا درخت ایک سال میں تقریباً ۵ ناریل دیتا ہے ایک ایکڑ میں تقریباً ۷ درخت ہوتے ہیں اس طرح اوسطاً پیداوار ۳۵ ناریل سالانہ تک پہنچ جاتی ہے اگر ناریل کی نگہداشت اچھی طرح کی جائے تو ۱۰۰ ناریل تک فی درخت پیدا ہو جاتے ہیں۔

پھل تیار ہونا

ناریل توڑنے کے وقت کا انحصار اس بات پر ہے کہ کس کام کے واسطے ناریل چاہیے۔ عام طور پر ناریل کا پھل پھول آنے کے ایک سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن درمیان میں پانچ چھ ماہ کے ناریل بھی توڑ لئے جاتے ہیں۔ ان کے ناریلوں کو ان کا پانی پینے کے واسطے توڑا جاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ ناریل کھوپڑیا تیار کرنے کے واسطے توڑا جاتا ہے جو پھل کے پوری طرح پک جانے کے بعد توڑا جاتا ہے۔ اس وقت ناریل کے اوپر کارلشہ بھی تیار ہوتا ہے مگر ناریل کو اس وقت توڑا جاتا ہے جبکہ ناریل کے بالکل پک جانے میں ایک ماہ رہ جائے۔ توڑنے کے واسطے یا تو ناریل خود پک کر جاتے ہیں یا پیٹر پر چڑھ کر توڑنے پڑتے ہیں۔ اس کے واسطے کافی تجربے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ادھکے ناریل نہ توڑ لئے جائیں۔

ناریل کی اقسام

ناریل کی تمام اقسام بیج سے لگائی جاتی ہیں جن میں سے بعض کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں ان اقسام میں خاص طور پر چھوٹی اور لمبی اقسام ہیں۔ چھوٹی اقسام لمبی اقسام کے مقابلے میں جلد پھل دے دیتی ہیں لیکن ان اقسام کے ناریل کا گودا ملائم رہتا ہے اور تجارتی نقطہ نظر سے اس کی اہمیت کم ہے۔ لنکا کی ایک مشہور قسم کنڈ کراچی میں پائی جاتی ہے۔ مگر چھوٹی اقسام کے مقابلے میں لمبی اقسام کے باغات زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اقسام خاص خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں جن میں ماکائینوفیلیسین کی قسم مشہور ہے۔ اس ناریل میں گودا بھرا ہوتا ہے مگر تیل بہت کم نکلتا ہے۔ جس مفسد کا پھل درکار ہو ایسی اقسام کا انتخاب کر کے کاشت کرنی چاہئیں۔

انقسام کی تقسیم ناریل کے پتیوں کی چھتری کی شکل کے مطابق کی جاتی ہے۔ کیونکہ خیال ہے
چھتری کی شکل اور پیداوار میں ایک رشتہ ہوتا ہے۔

۱۔ پتے چھری کی کمانوں کی طرح پوری طرح کھلے ہوئے ان کی پیداوار سب سے زیادہ
ہوتی ہے۔

۲۔ پتے تنے کے ساتھ ۹۰ درجہ زاویے پر لگے ہوئے ہوں۔ یہ بھی پیداوار کے حامل
ہوتے ہیں۔

۳۔ پتے تنے کے ساتھ ۹۰ درجہ سے کم کا زاویہ بناتے ہیں۔ یہ درخت بہت کم پیداوار
دیتے ہیں۔

کیڑے اور بیماریاں

مشرقی پاکستان میں ایک مکھی جس کا نام *LORICES* ہے ناریل کے پودوں
کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ نکلتے ہوئے چھوٹے پتوں کو کتر کھالے کر دیتی ہے۔ اور یہ ناریل کے
ہر عمر کے پودے پر حملہ آور ہوتی ہے۔ یہ مکھی تقریباً ۱۲ انچ لمبی اور ایک انچ چوڑی ہوتی ہے۔
اس ضرر رساں مکھی کے نقصان سے بچنے کے لئے ہر ایکڑ میں چھ یا زیادہ کھاد کے پیڑے
(MANURE TRAPS) رکھے جاتے ہیں جہاں یہ مکھیاں انڈے دینے کے لئے آتی ہیں۔ کھاد
کو ہر وقت مرطوب رکھا جاتا ہے۔ پھر اس کھاد کو باقاعدگی کے ساتھ ڈائی ایلڈرین (*DIALDR-
IN*) کی سپرے کی جاتی ہے۔

مکھی کے نقصان سے بچنے کے لئے یہ ایک بڑا عملی اور موثر طریقہ ثابت ہوا ہے۔ چونکہ
مغربی پاکستان میں ناریل حال ہی لگایا گیا ہے اس لئے کیڑے اور بیماریوں کی زیادہ شکایت نہیں
ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ بہت سے کاشت کاروں کو ناریل کی بیماریوں کا پتہ نہیں ہے اس لئے
اس بات کی ضرورت ہے کہ ماہرین ان کا بغور معائنہ کریں۔

ناریل کا استعمال

ناریل کے پیر کا حصہ کسی نہ کسی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ پھیل کے خول کے ریشہ سے رسی

بنائی جاتی ہیں اور ریشہ گدیوں میں بھی بھرا جاتا ہے۔ ناریل کا سخت چپکا غریب آدمیوں کے
 حقے بنانے میں کام آتا ہے۔ ناریل کے گودے کو سکھا کر کھوپرا بنایا جاتا ہے۔ ناریل کا تیل
 مسزعی گھی اور صابن سازی کی صنعت میں کام آتا ہے۔ کچا کھوپرا بھی گھروں میں مختلف کھانوں میں
 ڈالا جاتا ہے۔ ناریل سے تاڑی شراب بھی بنائی جاتی ہے۔ ناریل کے پتوں سے چٹائی بنائی جاتی ہیں۔
 اور مکانوں میں چھت ڈالی جاتی ہے۔ تنے کو غریب آدمی کاٹ کر اپنے مکانوں میں استعمال کرتے ہیں۔

ایواکیڈو

ایواکیڈو اگرچہ دنیا کے اس حصہ میں غیر معروف رہا ہے لیکن وسطی امریکہ اور اس کے ملحقہ علاقوں کے باشندے صدیوں سے اس کی غذائی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ وسطی اور جنوبی امریکہ سے یہ پھل دنیا کے مختلف علاقوں میں متعارف ہوا۔

اس پھل کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غذائی ذخیرہ کاروٹین (FAT) سے ۲۳ فی صد مقدار میں پایا جاتا ہے جبکہ دوسرے تقریباً تمام پھلوں میں غذائیت شکر کی صورت میں پائی جاتی ہے مجموعی طور پر اس پھل میں گوشت سے زیادہ غذائیت ہے۔

آب و ہوا

یہ گرم اور نیم گرم علاقوں کا سدا بہار پودا ہے۔ سرد ہوائیں زیادہ گرمی اور آندھیاں پھول آنے کے وقت نہایت مضر ہیں اس پودے کو سخت گرمی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔

زمین

ایواکیڈو کی افزائش کسی خاص زمین کی محتاج نہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے لئے ایسی زمین درکار

ہوتی ہے جہاں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو ہمارے ملک میں یہ پھل ان علاقوں میں بخوبی پیدا کیا جاسکتا ہے جہاں آم اور ترشاوہ پھل پیدا ہوتے ہیں۔

افزائش

بیج سے لگائے جانے والے پودوں کی خصوصیات میں کافی اختلاف ہے۔ اس وجہ سے اس کی افزائش بذریعہ چشم یا پیوند کی جاتی ہے۔ عموماً ایواکیڈ کی افزائش پیوند کے ذریعہ ہی کی جاتی ہے۔ پیوند کے لئے سٹاک کے پودے تیار کرنے کے لئے نپے ہوئے پھل سے بیج نکال کر نومبر دسمبر میں زمین میں کاشت کیا جاتا ہے۔ بیج لگانے سے پہلے زمین میں کافی مقدار میں کھاد ڈالی جاتی ہے۔ جب سٹاک موٹائی میں انگلی کے برابر ہو جاتے تو اسے کسی اچھی قسم سے بغلگیر پیوند میں منسلک کر دیا جاتا ہے۔

پودے لگانا

پودے لگانے کے لئے ۳ × ۳ × ۳ فٹ کے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ گڑھے کے اوپر کی مٹی الگ رکھ کر اس میں گوبر کی کھاد ملا کر گڑھوں کو بھر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پودے نصب کر دیئے جاتے ہیں۔ پودے لگانے کے بعد پانی کا خاص خیال رکھا جائے۔ جن علاقوں میں آندھیاں زیادہ آتی ہوں ایواکیڈ کاشت نہ کئے جائیں۔

آبپاشی

سردیوں میں ۱۵-۲۰ دن کے بعد اور گرمیوں میں ۸-۱۰ دن کے بعد آبپاشی کی جاتی ہے۔

کھاد دینا

اس کے فوجان پودے کو گوبر کی ۱۲ امین کھاد ہر سال دسمبر، جنوری میں دی جاتی ہے۔ گوبر کی کھاد کی کمی کو حسب ضرورت مصنوعی کھاد سے بھی پورا کیا جاسکتا ہے۔

کاٹ چھانٹ

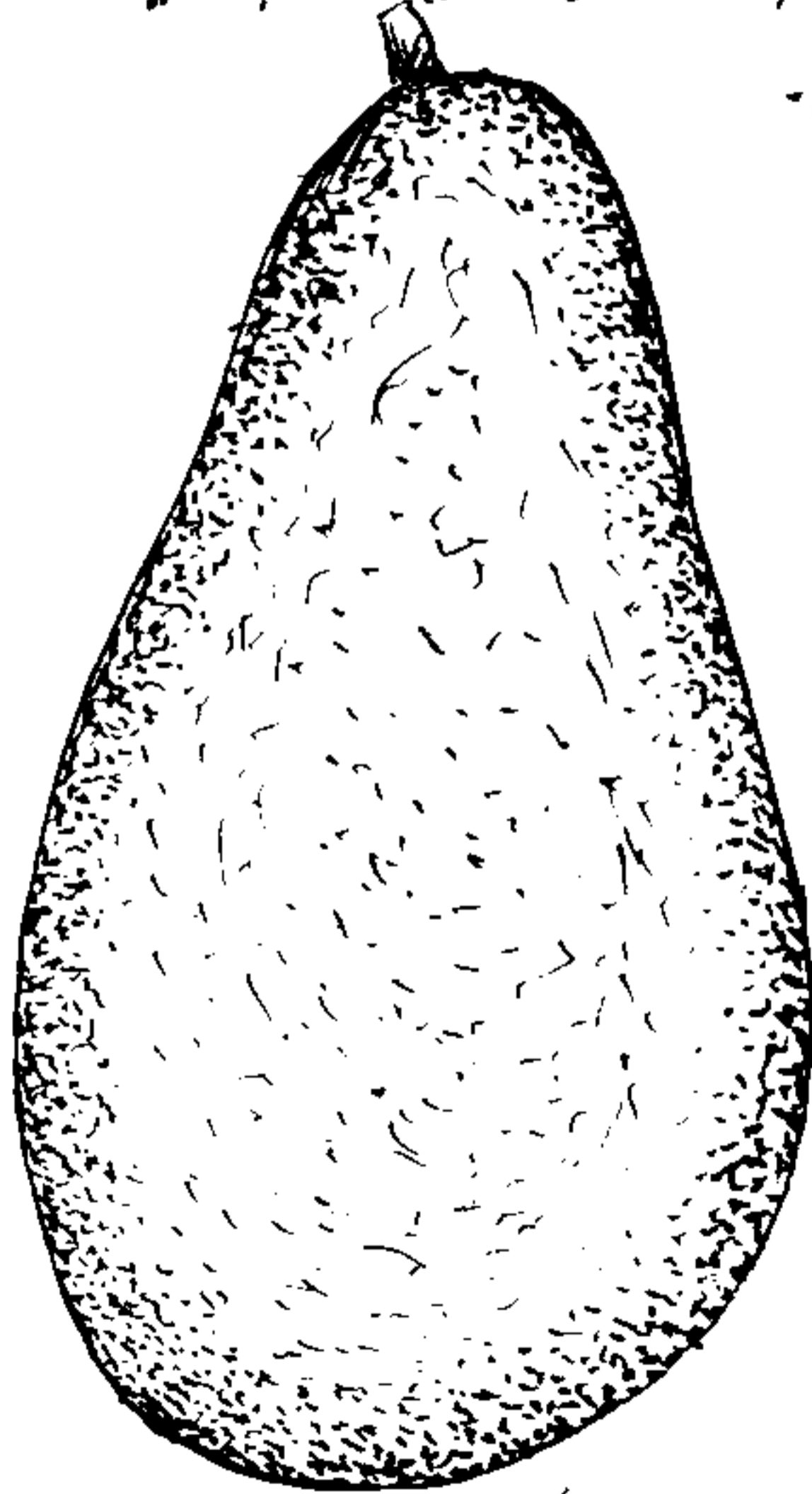
صرف سوکھی اور بے موقع شاخیں کاٹ دی جائیں۔

پھل و پھول

سال میں دو مرتبہ موسم سرما اور بہار میں پھول لگتے ہیں اور پھل قسم اور علاقہ کی آب و ہوا کے مطابق چھ سے اٹھارہ ماہ کے عرصہ میں پکتا ہے۔ پکے ہوئے پھلوں کو چونستنا کم کرتے

ہیں کئی ہفتوں تک درخت پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ جتنی دیر پھل درخت پر رہتا ہے۔ اتنی ہی اس کی خصوصیات بہتر ہو جاتی ہیں۔

اس پھل کی زیرگی بھی خاص قسم کی ہوتی ہے۔ اس کا ہر پھل مکمل زیرگی پیدا کرنے کی حد تک رکھتا ہے اور بڑھ کر پھل بن جاتا ہے۔ پھل دو مرتبہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ پہلی مرتبہ کھلنے پر ہر پھل مادہ پن کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی جس کی بار آوری ہو سکتی ہے مگر زیرہ نہیں گرا سکتا۔ پھر یہ پھل بارہ سے پچیس گھنٹے کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ اور جب دوبارہ پھل کھلتا ہے تو زر پھل کی تمام خصوصیات اس میں نمایاں ہوتی ہیں۔ یعنی اس سے زیرہ گرتا ہے اور باہر سے زیرہ قبول نہیں کر سکتا۔ درخت کے تمام پھل ایک ہی وقت میں کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اور ایک قسم کے تمام درختوں میں یکساں قسم کا عمل ہوتا ہے یعنی ایک وقت میں تمام پھل کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اس خاصیت کی وجہ سے دو یا تین اقسام کے پودوں کو یک جا لگانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک قسم کے درخت کے پھل مادہ کی خصوصیت کا اظہار کریں تو دوسری قسم کے پھل زر کی خصوصیات اور زیرگی عمل میں آسکے۔



ایوا کیڈو کا پھل

پھل توڑنا

جب پھل سرخی مال یا پیلا ہونے لگے تو فوراً توڑ لیا جائے اور پھل کو سخت ہو گانا ہم پک کر تمام ضروری اوصاف کا حامل ہوگا۔ اور دروازہ منڈیوں میں بھیجا جاسکے گا۔

اقسام

ایواکیڈ کی دو اقسام سیلون (CEYLON) اور کیلیفورنیا (CALIFORNIA) قابل ذکر ہیں جن کی کاشت پاکستان میں بہت حد تک ممکن ہے۔

استعمال

ایواکیڈ کا پھل کئی طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر پھلے ہوئے نصف حصہ پر لیموں کا رس یا صبرف نمک لگا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہلکے موٹیازنگ کا گودا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی گٹھلی ہوتی ہے۔ منہ میں جاتے ہی گھلنے لگتا ہے۔ ایواکیڈ کی چکنائی اتنی ہی زود ہضم ہوتی ہے جتنی کہ مکھن کی۔ ایواکیڈ میں جیاتین "ب" بھی کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے۔ یہ پھل ذیابیطیس کے مریضوں کے لئے خاص طور پر موزوں ہے۔

حصہ دوم (ب)



منطقہ متقدمہ کے پھل

سیب

تاریخ اور ابتدا

سیب کا درخت جنس (PYRUS) سے تعلق رکھتا ہے جس میں تیس سے زیادہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور اور اہم قسم P. MALUS ہے جس سے ہماری سیب کی مشہور اقسام کا تعلق ہے۔ ایک دوسری قسم (P. BACATE) بھی اہم ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق چھوٹے سیب (CRAB APPLE) سے ہے جس پر سیب کی اعلیٰ اقسام پیوند کی جاتی ہیں۔

سیب کی ابتدا غالباً ان ہپاڑیوں پر ہوئی جو بحیرہ اسود اور کسپین کے درمیان واقع ہیں۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ (P. MAHUA) تاریخی لحاظ سے ایشیا اور یورپ کے سرد علاقوں میں جنگلی پودے کی حیثیت رکھتا تھا۔ سیب کی کاشت پاک و ہند، کشمیر اور شمالی چین میں زمانہ قدیم سے ہو رہی ہے اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت سرد علاقوں کے پھلوں میں اہم ہے۔

زیر کاشت رقبہ اور پیداوار

پاکستان میں سیب کی کاشت کوئٹہ، قلات، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خاں اور راولپنڈی،

کے ڈویژنوں میں کی جاتی ہے۔ اور چھوٹے سیب (CRAB APPLE) کی کاشت پاکستان کے میدانی علاقوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ایک غماظ اندازے کے مطابق پاکستان میں سیب کے باغات کا رقبہ چھ ہزار ایکڑ ہے جس سے پھل کی پیداوار کا اندازہ تقریباً چار لاکھ من سالانہ ہے۔ سیب کوٹھ اور قلات ڈویژن کی سرد آب و ہوا کے باعث پت جھڑ کے پھلوں میں ایک اہم درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔ ہماری روز افزوں آبادی اور ضروریات کے پیش نظر سیب کی پیداوار فی الحال بہت کم ہے۔ تاہم سیب کی کاشت کو فروغ دینے کے لیے ہر ممکن ذریعے سے کوشش جاری ہے تاکہ عوام کو سیب کا پھل مناسب اور ارزاں قیمت پر دستیاب ہو سکے۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک کے کوہستانی علاقوں میں سیب کے ذخیروں کا ایک جال بچھایا جا رہا ہے تاکہ ترقی دادہ اقسام کے اعلیٰ سیب ہر کس و ناکس کو ارزاں مہیا کئے جائیں۔ اور عنقریب اعلیٰ اقسام کے صحت مند اور توانا پودے علاقائی موزونیت اور ضرورت کے مطابق مہیا ہو سکیں گے راولپنڈی ڈویژن میں کوہستانی باشندوں کی معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے اعلیٰ اقسام کے لاکھوں پودے ہر سال مفت تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ چند سال کے بعد سیب کی پیداوار مراواں اور ارزاں ہوگی۔ سیب پودے ہزار فٹ کی بلندی تک کامیابی سے پیدا کیا جاسکتا ہے جہاں موسم سرما میں شدید سردی اور موسم گرما میں کم گرمی پڑتی ہے دیکھا گیا ہے کہ جتنا زیادہ بلند مقام ہوگا۔ سیب کا رنگ اور پھل اتنا ہی بہتر ہوگا۔ مذکورہ بلندی سے کم بلندی کے مقامات پر سیب کا پھل اپنے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ امنی وجوہات کی بناء پر کوٹھ قلات کے علاقوں۔ مری کی پہاڑیوں اور پشاور کے بلند مقامات پر پیدا ہونے والے سیب بہترین تصور کئے جاتے ہیں۔ سیب کی کامیاب کاشت کے لئے موسم سرما کی یخ بستگی پانچ ہزار فٹ سے بلند تر مقامات پر سیب کی خشکی ختم کرنے کے لئے کافی ہے ۸ ہزار فٹ سے بلند مقامات پر سیب کے چشموں اور پیڑوں کے مرجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

سیب کی کاشت کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ موسم بہار کے آخر میں پھول اور پھل بننے کے بعد کھراور ژالہ باری ہے۔ ہذا اوقات تمام کے تمام پھول مرجاتے ہیں۔ اور بعض اوقات نوزائیدہ پھل کھر سے مرجاتے ہیں۔ چونکہ اس خطرے کا سدباب ناممکن ہے اس لئے اکثر بہت نقصان ہوتا

کرنا پڑتا ہے۔ ملک کے پہاڑی مقامات پر کھر کا خطرہ ۱۵-۱۰ اپریل تک رہتا ہے۔

زمین

یوں تو سیب کی کاشت ہر قسم کی زمین میں ہو سکتی ہے البتہ کھیرا زمین جس میں سے پانی کا نکاس بہ آسانی ہو سکے سیب کی کاشت کے لئے موزوں تصور کی جاتی ہے۔ عموماً سیب کی جڑیں کافی گہری ہوتی ہیں اس لئے سیم زمینیں اس کی کاشت کے لئے ناموزوں ہیں۔ چکنی زمین میں آبپاشی مشکل ہوتی ہے اور اس کی طبعی خصوصیات کا قائم رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ گہری کھائیوں اور کافی گہرائی تک ہل چلانے سے یہ مشکل حل ہو سکتی ہے۔ بھاری زمینوں سے پیداشدہ پھل کا رنگ تو ہلکا ہوگا۔ مگر ذائقے میں اعلیٰ ہوگا۔ اور کافی عرصے تک رکھا جاسکے گا۔ اس کے برعکس ریتی زمینوں میں پیداشدہ پھل جلد پک جائے گا۔ اور اس کا رنگ گہرا ہوگا۔ اس طرح سیب مختلف مقام کی زمینوں میں پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کے خواص زمین کے مطابق تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔ مگر کسی جگہ کی آب و ہوا تبدیل نہیں کی جاسکتی اور اس کی کاشت کے لئے زمین کے مقابلہ میں آب و ہوا ہی حد فاصل ہے۔

افزائش اور باغ لگانا

ہمارے ہاں سیب کی نسلی افزائش نباتاتی طریقہ سے بذریعہ چشمہ اور گرافٹنگ کی جاتی ہے اور یہی عالمی طریقہ ہے۔ سیب کی افزائش میں عام طور پر جنگلی سیب یعنی P-BAC CATE بطور جڑوے استعمال ہوتا ہے۔ مختلف تحقیقاتی مراکز اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ایسٹ مالنگ روٹ سٹاک (EAST MALLING ROOT STOCK) پر پیوند کئے ہوئے درخت زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ فروٹ ایکسپیریمینٹ سٹیشن پر کی گئی تحقیقات کے مطابق یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مالنگ نمبر ۱، اور مالنگ نمبر ۹ پر پیوند کئے گئے سیب کے درخت چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور مالنگ نمبر ۱۲، ۱۳ پر پیوند کئے گئے درخت سب سے زیادہ ننومند اور بڑے ہوتے ہیں۔ لوکل چھوٹا سیب (LOCAL CRAB APPLE) پر پیوند کئے گئے درخت بڑھوتری اور طاقت کے اعتبار سے دربانہ درجے کے ہوتے ہیں۔ یہی نتائج دوسرے مراکز پر کی گئی تحقیقات کے عین مطابق ہیں۔ چونکہ مالنگ روٹ سٹاک ہمارے ہاں آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتا اس لئے یہاں پر مقامی چھوٹا سیب،

دکریب اپیل پر ہی سیب کی تمام قسمیں پیوند کی جاتی ہیں۔ دکریب اپیل کے جڑوں سے قائم شدہ باغات سے بہت بڑی تعداد میں حاصل کر کے وسط دسمبر سے لے کر وسط فروری تک لگائے جاتے ہیں جہاں انہیں کھا دوی جاتی ہے زمین کی نمائی و صفائی کی جاتی ہے اور ۴ سے ۵ تک ان کی ضروری کاٹ چھانٹ کی جاتی ہے تاکہ ان پر پیوند آسانی سے کیا جاسکے اور ان کے تنے خوب مضبوط ہوں اور خوب پھلیں۔ ان جڑوں پر سیب کی اعلیٰ اقسام فروری مارچ میں یا وسط جون سے وسط جولائی تک پیوند کی جاتی ہیں۔ پھلدار درختوں کے مالک عام طور پر جون کے مہینے میں پیوند کرتے ہیں۔ لیکن حال ہی میں کی گئی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ مارچ میں کیا گیا پیوند ماہ جون کے پیوند سے کئی گنا بہتر اور پیوند شدہ پودے کافی صحت مند اور قد میں بڑے ہوتے ہیں۔ اور پندیدہ ہوتے ہیں۔ مارچ میں پیوند کردہ پودہ جات کی کامیابی بھی جون کے پیوند سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اور یہ ایک قدرتی امر ہے کہ اس طرح پودے کو بڑھوتری کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے جس سے درخت کے اوپر کا حصہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ مری کے علاقے میں پھانا نما پیوند ماہ فروری میں کیا جاتا ہے جو کہ بہت کامیاب ہے۔

پیوند کرتے وقت یہ احتیاط ضروری ہے کہ چشمہ ایسے درخت سے حاصل کیا جائے جو جملہ اوصاف کا مجموعہ ہو۔ مثلاً درخت، صحت مند ہو۔ بیماریوں اور کیڑوں مکوڑوں سے مبرا ہو اور اعلیٰ عمدہ اور بکثرت پھل دینے کی صلاحیت رکھنا ہو۔ اگر پیوند موسم گرم یا میں کیا جاتا ہو تو چشمے کے انتخاب میں کافی احتیاط کی ضرورت ہے۔ چشمہ نہ تو زیادہ بختہ ہو اور نہ خام۔

پودے لگانا

پودوں اور قطاروں کے درمیان کا فاصلہ تیس تیس فٹ ہو۔ اس طرح عارضی پودے مثلاً آٹو اور آلوچہ کے لگانے کے لئے کافی جگہ رہ جاتی ہے۔ جو سیبوں کے درمیان پندرہ پندرہ فٹ پر لگائے جاتے ہیں۔ پہاڑی مقامات پر پودے لگانے کا وقت عام طور پر موسم سرما ہوتا ہے۔ زیادہ موزوں وقت فروری سے وسط مارچ تک ہے۔ نسبتاً گرم مقامات پر پودوں کے لگانے کے وقت میں ایک ادھ ہفتے کی زیادتی ہو سکتی ہے۔ اس کے برعکس، ہزار فٹ سے بلند مقام پر پودے لگانے کے وقت میں ایک ادھ ہفتے کی کمی ہو سکتی ہے۔ جس کی وجہ درختوں کا

خشکی سے دیر سے بیدار ہوتا ہے۔
آبپاشی

سیب کے باغوں میں آب پاشی کا انحصار سالانہ بارش اور اس کی تقسیم سطح سمندر سے بندی۔ گرمیوں اور سردیوں کے درجاتِ حرارت، ہوا کے چلنے کی رفتار، زمین کی سطح کی ساخت اور اس کی خصوصیات اور نلاٹی کھدائی وغیرہ پر مبنی ہے۔ ان تمام عوامل میں کبھی بیشی کے اعتبار سے یہ ممکن نہیں ہے۔ کہ سیب کے باغات میں کسی خاص طریقہ آبپاشی کی سفارش کی جاسکے۔ یہ امر اس حقیقت سے عیاں ہے کہ مری کی پہاڑیوں میں واقع سیب کے باغ کے لٹے جہاں قدرتی بارش کافی ہوتی ہے۔ آب پاشی کا طریقہ مختلف ہوگا۔ سیب کے ان باغات کے لٹے جو کہ کوٹھ کی وادی میں واقع ہیں جہاں سالانہ بارش بمشکل ۱۰-۸ ہوتی ہے اور وہ بھی صرف موسم سرما میں جب کہ سیب کے درختوں کو آب پاشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ باغبانوں کا انحصار بالواسطہ قدرتی بارش پر ہے۔ یا برقیاری پر اور بلا واسطہ چشموں، کاریزوں اور بندوں پر ہے۔ مری کی پہاڑیوں اور ملک کے ملحقہ علاقوں میں جہاں سیب کی کاشت ہوتی ہے گرمیوں اور سردیوں میں کافی بارش ہوتی ہے جس کی وجہ سے مصنوعی آب پاشی کی شاذ و نادر ہی ضرورت محسوس ہوتی ہے البتہ موسم گرما میں جب بارش میں تاخیر ہو جائے تو پھل بچانے کے لئے باغوں کی آب پاشی کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام کرنا ہی پڑتا ہے۔

اس کے برعکس کوٹھ اور قلات ڈویژنوں کی ہموار زمینوں پر لگاٹے ہوئے سیب کے لٹے جہاں موسم گرما میں بارش نہیں ہوتی اور گرمیوں میں خشکی اور گرمی کافی ہوتی ہے آب پاشی کا کوئی مستقل انتظام یا طریقہ لازمی ہے۔ مذکورہ گرم اور خشک حالات میں سیب کے باغوں کی آبپاشی کے لئے خاص احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیرازمینوں میں سیب کے چھوٹے پودوں کو عموماً دس دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا جاتا ہے جبکہ بڑے پودوں کو ۱۵ دن یا بیس دن کے وقفہ کے بعد پانی دیا جاتا ہے۔ اگر باغیچہ نسبتاً ہلکی اور ریتیلی زمین میں ہو تو ان وقفوں میں چار پانچ دن کی کمی کی جانی چاہئے۔ موسم سرما میں ان علاقوں میں ایک یا دو آبپاشیاں کافی ہیں۔ پھل کے بننے سے پیشتر پانی بند کرنے کی سفارش کی جاتی ہے اسی طرح پھل کے پکنے سے پہلے پانی بند کرنے

میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر اس وقت پانی دیا گیا تو پھل دیر سے پکے گا اور پھل کے رنگ اور بناوٹ پر بھی بُرا اثر پڑے گا۔

ہلکی زمینوں کو کئی مرتبہ پانی دینا چاہئے۔ جن باغات میں نلائی کھدائی زیادہ ہو آب پاشی کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ بہ نسبت ان کے جن میں عام طور پر گڈائی کھدائی کم ہوتی ہے۔ ریتی زمینوں میں جن کا نکاس خاطر خواہ ہو۔ بھاری زمینوں کے مقابلے میں آب پاشی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ موسم خزاں کے آخر میں عمر رسیدہ باغات کیلئے ایک آب پاشی کافی ہوگی۔ ہلکی برفباری کے علاقوں میں ان باغوں کو جنہیں گرمیوں کے آخر میں پانی نہ دیا گیا ہو موسم خزاں میں ضرور پانی دینا چاہئے۔ یہ آب پاشی موسم سرما کے شروع ہوتے ہی کرنی چاہئے۔ ہموار زمینوں میں سیب کے بڑے درختوں کو چھوٹے چھوٹے کیاروں میں کھلا پانی دیا جاتا ہے جبکہ چھوٹے پودوں کی نالیوں کے ذریعے آب پاشی کرنی چاہئے۔

کھاد

کھاد دینے کے مسائل کا دار و مدار کئی دوسرے عوامل پر ہے۔ اس لئے کسی گوشوارہ کی صورت میں کھاد دینے کے طریقے بیان کرنا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ معمولی سفارشات کے ساتھ سیب کے باغوں کو کھاد دینے کے اصول بیان کئے جاتے ہیں۔

سیب کو کھاد دیتے وقت نائٹروجن اور پوٹاش کا تناسب ایک اہم معاملہ تصور کیا جاتا ہے۔ باغوں میں پوٹاش، پوٹاشیم سلفیٹ کی صورت میں اور نائٹروجن ان مصنوعی کھادوں کی صورت میں جن میں نائٹروجن ہو دیا جاتا ہے۔ اس کا دار و مدار باغ کی ظاہر کیفیت شاخ تراشی اور اہم نلائی کھدائی پر ہے۔ مثال کے طور پر جن درختوں کی سخت شاخ تراشی کی گئی ہو ان کو نائٹروجن کم درکار ہوگی۔ نسبتاً ان درختوں کے جن کی ہلکی شاخ تراشی کی گئی ہو۔ سیب کے ان باغوں کو جن کی گڈائی وغیرہ خاص کی گئی ہو۔ نائٹروجن کم مقدار میں ضرورت ہوگی۔ بمقابلہ ان درختوں کے جو پتھر ملی اور گھاس والی زمینوں میں لگائے گئے ہیں۔ گمرے سبز رنگ کے پتے اور بھر پور پھل اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ زمین میں نائٹروجن اور نئی کافی مقدار میں موجود ہے۔ ان حالات میں درخت کافی تنومند اور طاقتور ہوں گے مگر ان پر پھل کم ہوگا اور شاخوں پر چشمے کم تعداد میں بنیں گے۔ اس کے برعکس اگر درختوں کے

پتے پیلے ہوں اور پھل چھوٹا اور زردی مائل ہو تو یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زمین میں نائٹروجن اور نئی کی کمی ہے اور درخت کم بڑھیں گے۔ اور پھل یکے بعد دیگرے لگے گا۔ اصولاً جن درختوں پر جھاری مقدار میں پھل لگے ان کو جنوری اور فروری کے مہینوں میں کافی مقدار میں نائٹروجن دینی چاہئے۔ برفباری کے علاقہ جات میں برف پڑنے سے قبل کھاد ڈال دینی چاہئے۔ اس طرح درختوں پر اگلے موسم کے لئے کافی چٹھے نہیں گے۔ جس کی وجہ سے ایک سال چھوڑ کر دوسرے سال پھل پیدا ہونے کے خطرے کا سدباب ہو جائے گا۔ گھاس سے پڑ (SOD) زمین میں کھاد سمبر اور جنوری کے مہینوں میں دینے سے گھاس پھوس کے گلے سڑنے میں مدد ملتی ہے۔ عام خیال کے مطابق جیاتیاتی کھادیں (CORCANIMATTER) بجز کمزور زمینوں کے سبب کے لئے اہم تصور نہیں کی جاتی۔ اس کے برعکس۔ بحیثیت مصنوعی کھاد پوٹاشیم سلفیٹ کی سفارش کی جاتی ہے تاہم اگر کسی سال کافی تعداد میں پھل پیدا ہونے کی امید ہو تو پھول اور پتے نکلنے کے ساتھ ہی ایونیم سلفیٹ دیا جاتا ہے۔ تا سفورس کی مصنوعی کھادیں شاذ و نادر ہی سبب کے باغات کو دی جاتی ہیں۔

عام قاعدہ کے مطابق برکی کھاد اور نائٹروجن والی کھادیں ہماری شور زمینات کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔ زمین کی زرخیزی قائم رکھنے کے لئے گوبر کی کھاد عام طور پر پڑھ حساب ۷ یا ۸ ٹن فی ایکڑ دی جاتی ہے۔ پہاڑی علاقہ جات کے سیبوں کے لئے گوبر کی کھاد دینے کے لئے جنوری کا مہینہ نہایت موزوں تصور کیا جاتا ہے۔ زمین کی زرخیزی۔ درختوں کی طاقت اور باغ کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے اگر آبپاشی کے لئے پانی دافر ہو تو ایونیم سلفیٹ بحساب ۴۰۰ پونڈ تا ۵۰۰ پونڈ فی ایکڑ یا ۲ پونڈ سے ۳ پونڈ فی درخت دیا جاتا ہے۔ ہمیشہ مصنوعی کھاد درختوں کو تنے سے ایک فٹ دور درخت کی ٹہنیوں کے محیط تک دینی چاہئے۔ مصنوعی کھاد اس حالت میں ہوتی ہے کہ درخت فوراً مستعید ہوتے ہیں۔ ایسے درختوں کی کونپلیس نکلنے سے تقریباً ۱۵ دن قبل دے دینا چاہئے۔ جب پھل بن جائے تو مصنوعی کھاد کو باقاعدہ تقسیم کر کے درختوں کی بڑھوتری کے بقیہ موسم کے دوران آبپاشی سے پہلے دیا جاسکتا ہے۔

درمیانی فصلوں کی کاشت

اگر سیب کے باغات کی داغ بیل باقاعدگی سے کی گئی ہو تو پودوں کے قد اور ہونے

اور ان میں پھل لگنے کے وقت تک قطاروں کے درمیان دوسری فصلات کی کاشت کم از کم چار پانچ سال تک سود مندی سے کی جاسکتی ہے۔ کم عمر والے باغوں میں قطاروں کے درمیان پھلی دار فصلات مثلاً لوسن، شفٹل وغیرہ کی کاشت ایک عام رواج ہے۔ اگر زمین کمزور ہو تو ان فصلوں کو موسم گرما کے اختتام پہل چلا کر بطور سبز کھاد کے دبا یا جاسکتا ہے۔ زمیندار کھاد زمین میں دبانے سے پہلے ایک یا دو گٹیاں چارے کے لٹے حاصل کر سکتا ہے تاہم یہ طریقہ ان باغات میں ممکن نہیں جو پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر واقع ہوں اور جہاں زمین کو گٹا ڈھاؤ سے بچانے کے لٹے زمین کو نفل سے ڈھکنا ضروری ہے۔ میدانی علاقوں کے باغات میں پھلی دار فصلوں کے علاوہ پانی اور زمین سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی غرض سے چار یا پانچ سال تک مختلف سبزیاں مثلاً مرچیں، آلو، خربوزے اور پیاز وغیرہ اگائی جاسکتی ہیں۔ جن باغوں میں قطاروں کے درمیان دوسری فصلات اگائی جاتی ہیں۔ گوبر کی کھاد اور مصنوعی کھاد زیادہ مقدار میں دینی چاہئے تاکہ زمین کی زرخیزی قائم رہ سکے۔ اگر کافی مقدار میں کھاد دینے کے معاملہ کو نظر انداز کر دیا گیا تو یہ چھوٹی عمر کے باغات کے لٹے نقصان دہ ثابت ہو گا۔ گندم، جو اور مکئی جیسی فصلات چھوٹی عمر کے سیب کے باغات میں نہیں اگانی چاہئیں کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ فصلات زمین سے غذائی طاقت کو بدرجہ اتم حاصل کر کے چھوٹے سیب کے درختوں کے لٹے ضرر رساں ثابت ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ بڑی عمر کے باغات میں ۲ یا ۳ دفعہ ہل چلا دینا یا گڈائی کرنا ایک عام طریقہ ہے۔ وہ جڑی بوٹیاں جو عام طور پر آب پاشی والے باغات میں آگ آتی ہیں چارے کے لٹے ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہئیں جیسا کہ عام طور پر کیا جاتا ہے۔ ان جڑی بوٹیوں کی موجودگی کے باعث پھلدار درخت پوری غذا حاصل نہیں کر پاتے اور اس کے ساتھ ہی زمین کی نمی بھی متاثر ہوتی ہے اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ موسم گرما میں یہ جڑی بوٹیاں ایک دفعہ ہل یا گڈائی کے ذریعے تلف کر دی جائیں۔ دوسری یا تیسری دفعہ تلفی موسم گرما کے آخر میں یا موسم بہار کے شروع میں جب درخت اگنا شروع کریں۔ کرنی چاہئے۔ موسم گرما کی گڈائی پہلے کرنی چاہئے۔ تاکہ سیب کے رنگ اور پکنے پر کوئی بڑا اثر نہ پڑے۔

تر بیت اور شاخ تراشی :-

درختوں کو مضبوط صحت مند اور خوبصورت بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سیب کے چھوٹے پودوں کو شروع کے ۴ یا ۵ سال تک تر بیت دی جائے۔ سیب کے پودوں کی شروع کے چار پانچ سال کی شاخ تراشی کو اس کی تر بیت کہتے ہیں۔ اگر اس عمل کو احتیاط سے سر انجام دیا جائے تو بعد کی شاخ تراشی کی مشکلات کم ہو جاتی ہیں۔ جب درخت پھل دینا شروع کر دیتے ہیں زیادہ شاخ تراشی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اس سے پھل کی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے پس درخت کی تر بیت کے لئے اس کی اوائل عمر میں پھل دینے کی عمر سے پہلے شدید شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ سیب کے درختوں کو ہمارے ملک میں مندرجہ ذیل طریقوں سے تر بیت دی جاتی ہے۔

۱۔ اوپن سنٹر سسٹم OPEN-CENTRE-SYSTEM کشادہ وسطی طریقہ۔

۲۔ سنٹرل لیڈر سسٹم CENTRAL LEADER-SYSTEM وسطی زینہ نا طریقہ۔

۳۔ ماڈی فائیڈ سنٹرل لیڈر سسٹم MODIFIED-CENTRAL-LEADER-SYSTEM

ترقی دادہ وسطی زینہ نا طریقہ

تر بیت کے ان طریقوں میں سے سب سے زیادہ عام طریقہ اوپن سنٹر سسٹم کا ہے۔ درخت کی بار آوری کے بعد شاخ تراشی کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ مردہ اور بیمار شاخیں اور خرد تمام کاٹ دینی چاہئیں۔ اسی دوران میں وہ ٹہنیاں جو اصل تنے کے خلاف جا رہی ہوں کاٹ دینی چاہئیں۔ ٹہنیاں متوازی حالت میں قطعاً نہیں بڑھنی چاہئیں کمزور ٹہنیوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ غیر متعلقہ شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت درخت کی بڑھوتری خاصی اچھی ہوتی ہے اور اس کی اس بڑھوتری کو گھٹانا قطعاً درکار نہیں۔ درختوں کی عمومی بڑھوتری کو دیگر طریقوں سے مثلاً کھاد دینے سے اور زمین کی مناسب نگہداشت وغیرہ سے برقرار رکھنا چاہئے۔

جہاں تک بڑی عمر کے پھل دینے والے درختوں کا تعلق ہے تجربات سے ثابت ہے کہ ہمارے ملک میں ان کی پھل دینے کی عادت کو مد نظر رکھ کر ان کی شاخ تراشی خفیف سے معتدل کرنی چاہئے۔ شدید شاخ تراشی پھلوں کی پیداوار پر برا اثر ڈالتی ہے اور وہ حاصل شدہ پھل جو مطلوبہ خاصیت رکھتے ہوں گے کم شدہ پیداوار کا معاشی طور پر متبادل ثابت نہ ہوں گے۔ کوشش یہ ہونی

چاہئے۔ کہ شاخ تراشی کا عمل پھل کی خاصیت اور پیداوار اور باغ سے اصل نفع کے مناسب ہو۔
 سیب کے درخت کی شاخ تراشی کے وقت میوں کے مختلف درختوں کی اقسام کو بھی ان
 ان کے گروہوں کی بناوٹ (SPUR FORMATION) کے لحاظ سے جس پر کہ پھل پیدا ہوتا ہے مد نظر رکھنا
 چاہئے یہ گروہ عمر ما ایک سال میں بڑھتے ہیں۔ اور دوسرے سال پھل دیتے ہیں۔ مناسب تعداد میں
 گروہوں (SPUR) کو برقرار رکھنے کے لئے تاکہ وہ ہر سال پھل دیں۔ شاخ تراشی کرتے وقت خاص احتیاط
 برتنی چاہئے۔ عام طور پر سیب کے گروہوں کی کچھ تعداد ایک سال پھل دیتی ہے۔ اور بقایا دوسرے
 سال۔ اس پھل دینے کی عادت میں قدرتی عناصر مثلاً کورا (FROST) سے پھولوں کی تباہی خارج ہوتے
 ہیں۔ نتیجتاً درخت اگلے سال بہت زیادہ مقدار میں پھل دے گا۔ اور اس سے اگلے سال یا تو پھل
 دے گا ہی نہیں اور اگر دے گا تو بہت کم مقدار میں۔ سیب کی کچھ قسمیں مثلاً گولڈن ڈولیس (GOLDEN DELU)
 اور بالڈوان (BALDWIN) وغیرہ پھل دینے کی ایسی بے قاعدگی میں مشہور ہیں اور دوسری اقسام مثلاً
 مشہدی جو گونٹھن (GONTHAN) اور وائن سیپ (WINE-SAP) وغیرہ کچھ سال کی ڈنٹھل پر پھل دیتے
 ہیں جن میں ایسی بے قاعدگی کم ہوتی ہے۔

ان عادات کے پیش نظر اکثر یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ان گروہوں کی تعداد کو بھی جو بہت زیادہ
 مقدار میں پھل دیتی ہیں کم کر دینا چاہئے۔ علاوہ انہیں درخت کی ہر سال، اس کی بڑھوتری اور تے
 گروہوں کے اگاؤ کے لئے باقاعدہ شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ ان درختوں کو اوپر سے نہیں کاٹنا چاہئے۔
 کیونکہ یہ عمل شاخوں کے نچلے حصے پر گروہوں کے اگاؤ کو زیادہ کر دے گا جو ایک سال بڑھیں گے اور
 دوسرے سال پھل پیدا کرنا شروع کریں گے۔ اگر ان ٹہنیوں کو اوپر سے کاٹ دیا جائے تو گروہوں کی
 بجائے نچلے حصوں سے پتے نکل آئیں گے۔ اور یہ چیز مطلوب نہیں ہوتی۔ یہ شاخوں کے سروں پر کچھ
 (ROSETTA) کے اگنے کا تدارک کرتا ہے جنہیں شاخ تراشی کے وقت کاٹنا پڑتا ہے زیادہ عمر
 کے درختوں کو اسی لئے اوپر سے کاٹنا جاتا ہے تاکہ وہ شاخ تراشی کے گھاؤ کے عمل سے نیچے ہی رہیں
 شاخوں کو ہمیشہ نچلی ٹہنیوں کے طور کے مقام پر سے کاٹنا چاہئے۔ سیب کی شاخ تراشی کے وقت
 یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کام فنی مہارت کا ہے۔ اور ایسے آدمیوں پر اسے نہ چھوڑنا چاہئے جو ماہر
 نہ ہوں ورنہ فائدے کی بجائے نقصان کا خدشہ ہے۔ بہ الفاظ دیگر غلط قسم کی شاخ تراشی سے شاخ تراشی

نکرنا بہتر ہے جیسا کہ بہت سے باغات کے تجربات سے ثابت ہوا ہے

پھل پھول اور آبپاشی

سیب کا پھول عموماً، ۵ پھلی پتیاں، ۵ بالاپتیاں، ۵ مادہ اعضاء (KEARPELS) اور تقریباً ۲۰ نر اعضا (STAMENS) رکھتا ہے۔ ہر ایک مادہ عضو کے تین حصے ہوتے ہیں۔ جنہیں سٹگما، سٹائل اور اوری کتے ہیں (STIGMA، STYLE، OVARY) ایک بیضہ دانی میں عموماً دو اویول (OVULE) ہوتے ہیں۔ سیب کی مختلف اقسام میں مادہ اعضاء میں اویول مختلف تعداد میں ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مختلف قسم کے سیبوں میں مختلف تعداد میں بیج پائے جاتے ہیں۔

سیب کے پھل کی مناسب بناوٹ کے لئے زردانہ پاشی اور استقرار (FERTILIZATION) دونوں ضروری ہیں۔ ماسوائے کچھ اقسام کے مثلاً بالڈون (BALDWIN) بغیر کسی خاص استقرار کے پھل جس میں چند ہی بیج ہوتے ہیں، دیتی ہے۔ سیب کی کچھ اقسام داخلی زردانہ سے پھل دیتی ہیں اور کچھ اقسام خارجی زردانہ پاشی (POLLINATION) والی ہیں۔ خوش قسمتی سے ہماری عمومی اقسام داخلی زردانہ پاشی کی ہیں۔ مثلاً گولڈن دی لیشیس، قندھاری، مشہدی اور امری وغیرہ

ہاں البتہ کچھ درآمد شدہ اقسام مثلاً ریڈ ڈی لیش (RED DELECIOUS) روم بیوٹی (ROME BEAUTY) وغیرہ دوسری اقسام کے زردانہ کی زردانہ پاشی سے اچھا پھل پیدا کرتی ہیں۔ ہمارے سیب اگانے والے باغبانوں کو چاہئے کہ وہ درآمد شدہ اقسام کی خارجی زردانہ پاشی کی ضروریات کا خاص خیال رکھیں وگرنہ خارجی زردانہ پاشی کے مسئلہ کا ہماری تجارتی اقسام میں کوئی وجود نہیں۔

ہاں البتہ چند (ECOLOGICAL FACTORS) محلے وقوعی عوامل سیب کے پھل لگنے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ درجہ حرارت، نمی اور ہوائیں وغیرہ۔ بہت ہی کم درجہ حرارت شمال کے طور پر پیدائش زردانہ (POLLEN GERMINATION) میں خارج ہوتے ہیں۔ پھول نکلنے کے وقت یا پھل کے نکلنے کے شروع میں کھڑ (FROST) عام فصل کو تباہ کر دیتا ہے بارش اور تند ہوائیں درخت کے عمل میں خارجی زردانہ پاشی کے وقت خصوصاً ان اقسام میں جن کے لئے خارجی زردانہ پاشی ضروری ہے خارج ہوتی ہے۔ بعض اوقات کچھ بیماریاں اور کیڑے مکوڑے پھل کے لگنے کی ناکامی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ دوا پاشی سے ضرر ایک اور وجہ ہے جو پھلوں کے چشموں کو نقصان پہنچاتا ہے جس کی روک تھام، مٹھا ط اور دقت

پر دوا پاشی کرنے سے کی جاسکتی ہے۔ چند عوامل مثلاً ناٹروجن اور پانی کی کمی بھی غالباً کم مقدار میں پھل لگنے کے ذمہ دار ہیں۔ جیسے کہ پہلے کہا جا چکا ہے شاخ تراشی خاص طور پر کمزور درختوں پر زیادہ پھل لگنے کا ایک موثر ذریعہ ہو سکتی ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ ناٹروجن اور نشاستے کا تناسب مہر پور پھل پر کافی اثر ڈالتا ہے درخت کی زیادہ سبز بڑھوتری نشاستے کے تناسب میں کمی کی ذمہ دار ہو سکتی ہے ہمارے پیٹری علاقوں میں سیب کے درخت پر مارچ کے اختتام سے لے کر اپریل کے وسط تک پھول نکل آتے ہیں اور اس وقت تک مختلف سبب کی اقسام کے تحت پھل لگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مختلف وجوہات مثلاً درخت کی حالت، خوراک اور پانی کی دستیابی، زری پاشی، استقرار کمر سے نقصان، بیماریاں اور کیڑے مکوڑے وغیرہ کے تحت ایک ہی درخت پر ہزاروں پھولوں کے پھل نہیں پیدا ہوتے پھولوں کی کمی قدرتی طور پر ہو جاتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھولوں کی خاصیت اور حجم کم ہو جاتا ہے۔ منڈی میں ان کو پسند نہیں کیا جانا اور ان کی کھپت مشکل ہو جاتی ہے۔ پس یہ پھول اپنے عروج کے دنت گر جاتے ہیں اور بقیہ جون کے آخر یا جولائی کے شروع میں جن پر پھل نکلتے ہیں گر جاتے ہیں جن کو جون کے مہینے کی گڈائی (JUNE DROP) کہتے ہیں۔ نتیجتاً درخت پر بقیہ پھل مناسب خاصیت اور رنگ کے لگتے ہیں جو کہ قابل فروخت ہوتے ہیں۔ سیب کے پھل کا حجم اور خاصیت بڑھانے کے لئے بعض اوقات کافی تعداد کے پھول والے درخت کے پھولوں کو کم کرنے کے لئے ہاتھ سے یا کیمیائی سپرے سے کام لیا جاتا ہے۔

سیب کے پھل دینے کی عادت ایک اہم مسئلہ ہے۔ جسے باغبان کو اچھی طرح سے سمجھنا چاہیے کیونکہ اسے باغ میں گڈائی، کھڈائی، کھاد دینا، آبی پاشی اور شاخ تراشی اس کے مطابق کرنی چاہئے تاکہ وہ سیب کی اچھی فصل برداشت کر سکے۔ سیب کے درخت میں چشمہ ہائے جانبین (LATERAL BUDS) ہمیشہ جاری سال میں پتوں کے درمیان اچھی اُگی ہوئی شاخ کے اطراف پر اگاڈ کے موسم کے خاتمہ پر اُگ آتے ہیں۔ اس شاخ کے اوپر والے کنارے کے قریب والے چشمے اس شاخ کی جڑ کے قریب والے چشمہ سے اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔ ان اچھی حالت والے چشموں سے اگلے سال چھوٹی ٹہنیاں بنتی ہیں جو نیچے (SPURS) کہلاتے ہیں۔ یہ نیچے اپنے پہلے سال میں بڑھتے ہیں اور دوسرے سال پھل اُگاتے ہیں۔ ان نیچوں کے کناروں پر دو چشمے ہوتے ہیں ایک پھول لانا

ہے اور نتیجتاً پھل دیتا ہے اور دوسرا جو تھوڑا سا جنب (SIDE) کی طرف ہوتا ہے۔ لیٹائی میں بڑھتا ہے جو کہ سالانہ مشاہدے سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ پس یہ نیچے (SPURS) بڑھتے ہیں۔ اور پھل دیتے ہیں۔ اسی نئے عام حالات میں درخت کو نیچے (SPURS) ہر سال دینے چاہئیں اور سالانہ پھل پیدا کرنے چاہئیں۔ لیکن بہت سی سیب کی اقسام میں پھل پیدا نہیں ہوتا مثلاً گولڈن ڈی لیش کیونکہ کچھ چھوٹے نیچے (YOUNG SPURS) اپنے دوسرے سال پھل نہیں دیتے اور غالباً ایک سال بعد دوسرے پتوں کے ساتھ پھل دیتے ہیں۔ درخت ہر دوسرے سال پھل دینے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جب تک انہیں شاخ تراشی اور دیگر باغبانی کے طریقوں سے ٹھیک کر کے نئے نیچے نئی شاخوں سے پیدا نہ کئے جائیں اس سیب کے درخت کی ہمیشہ اس طرح حفاظت کی جائے کہ وہ زیادہ چٹھماٹے جانہیں پیدا کرے اور نتیجتاً ہر سال میں زیادہ تعداد میں نیچے (SPURS) پیدا ہوں ہاں البتہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اغلباً شدید شاخ تراشی درخت کی بڑھوتری کو زیادہ کر دے اور چٹھمہ ہلے جانہیں ایسی شاخیں پیدا کریں جو بجائے نیچے (SPURS) دینے کے چٹھمہ ہلے جانہیں پیدا کریں۔ ایسا عموماً چھوٹے اور بڑھوتری والے درختوں میں پایا جاتا ہے لیکن پھر بھی اس کی سفارش کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی حالت بہت کم مواقع میں پائی جاتی ہے۔

پیداوار اور برداشت

گرچہ سیب کی مختلف اقسام میں پھل دینے کی عمر مختلف ہوتی ہے لیکن عام طور پر سیب کا درخت ۵ سے ۷ سال کی عمر میں پھل دینا شروع کر دیتا ہے۔ ہماری عام تجارتی اقسام مثلاً گولڈن ڈی لیش (GOLDEN DELICIOUS) قلات سپیشل، امری، مشدی اور قذھاری وغیرہ عموماً اسی عمر میں پھل دینا شروع کرتی ہیں۔ جبکہ کچھ در آمد شدہ قسمیں مثلاً روم بیوٹی (ROME BEAUTY) جو نے تھن (JONATHAN) ونٹر بنانا (WINTER BANANA) اور کئی دیگر اقسام ایک آدھ سال پہلے پھل دینا شروع کر دیتی ہیں۔ بعض دیگر در آمد شدہ اقسام مثلاً ریڈ ڈی لیش (RED DELICIOUS) گرے وین سٹون (GRAVENSTAIN) رہوڈ آئی لینڈ گرین (RHODE ISLAND GREEN) وغیرہ ایک آدھ سال بعد میں پھل دیتی ہیں۔ ہمارے حالات کے تحت سیب کا درخت جب تک ۱۰، ۱۲ سال کی عمر تک کا نہیں ہو جاتا تجارتی لحاظ سے خاص پیداوار

نہیں دیتا۔ سیب کے درخت کی عمر کافی حد تک مختلف عوامل مثلاً زمین کی قسم، آب و ہوا، آبپاشی، شاخ تراستی، بیماریوں اور کوڑوں کے حملہ کے تدارک پر منحصر ہے۔ اگر تمام حالات معتدل ہوں تو سیب کے درخت کی عمر ۵۰ سے ۶۰ سال تک اور اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

سیب کے درخت کی تجارتی اعتبار سے اچھی پیداوار بھی زمین کی قسم، سیب کے درخت کی قسم اور باغ کی نگہداشت پر مبنی ہے۔ اگر ان عناصر کو اچھی طرح بروئے کار لایا جائے تو اچھی خاصی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ اوسطاً سیب کے درخت اوائل عمر میں چند سیر پیداوار دیتے ہیں اور دو سے تین من تک پہنچتی ہے۔ اور غالباً جب درخت اپنی پوری طاقت پر پہنچتا ہے تو پیداوار اس سے بھی بڑھ جاتی ہے پیداوار اس لحاظ سے بھی زیادہ حاصل کی جاسکتی ہے، اگر درختوں کی خاص حفاظت جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کی جائے۔

عموماً سیب کے درخت ۳۰ فٹ کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں اور اس طرح ایک ایکڑ میں سچاس درخت لگائے جاسکتے ہیں اور اوسطاً ایک ایکڑ سے ۱۲۵ سے ۱۵۰ من تک پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس سے کم مقدار کی پیداوار کا مطلب ہے کہ باغ کی اچھی طرح سے حفاظت نہیں کی گئی۔

جہاں تک پھل اتارنے کا تعلق ہے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پھل اتارنے کے وقت پھل کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے اور پھل اتارنے کے بعد پنچے (SPURS) اپنی اصلی حالت پر قائم رہیں۔ باغبان کو پھل اتارنے کے وقت کا پابند ہونا چاہئے۔ ہمارے بہت سے رنگدار سیب درخت پر اپنا رنگ تبدیل کرتے ہیں۔ اور ذخیرہ اندوزی کے وقت ان پر کوئی رنگ نہیں آتا۔ ہماری اقسام مثلاً امری، تلات، سپیشل مشدی، کشتیری، ریڈ گرما وغیرہ تمام اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ گولڈن ڈی لیش اور قندھاری اقسام کو ذرا پہلے اتار لینا چاہئے۔ کیونکہ یہ اپنا رنگ، ذائقہ، خوشبو وغیرہ ذخیرہ اندوزی کے بعد پکڑتے ہیں اگر باغوں کے درخت کو جھٹکا دیا جائے یا ایک ہی وقت میں مناسب مقدار میں زیادہ پھل اتارا جائے تو اس سے پھل کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور ایسا نہ ہو کہ در اسی بے پرواہی سے تمام سال کی محنت یا مکان ^{حائے} مختلف اقسام میں پھل اتارنے کا وقت مختلف ہے۔ سیب کی اگیتی اقسام جون کے آخر میں پھل دینا شروع کر دیتی ہیں۔ درمیانی موسم والی اقسام جولائی اور اگست میں پھل دیتی ہیں۔ جبکہ چھپتی اقسام ستمبر اور اکتوبر میں پھل دیتی ہیں۔

اقسام

ہماری سیب کی مشہور اقسام جو کامیابی سے اس ملک میں کاشت ہو رہی ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

چوٹا یا شکر سیب

یہ چھوٹے حجم کا سبزی اور سفیدی مائل رنگ کا سیب ہے یہ عموماً گرم علاقوں میں اگایا جاتا ہے اور

اسے دوسرے سیب کی در آمد شدہ اقسام کے لیے بطور روٹ سٹاک (ROOT STOCK) استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا پھل جون کے مہینے میں منڈی میں آنے لگتا ہے یہ زیادہ مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ایڈگرما

یہ چھوٹے حجم کا اور گہرے سرخ رنگ کا سیب ہے۔ اسے عموماً پھل کی خوبصورتی اور پھل جلدی

میسر آنے کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے۔ یہ پھل جون کے آخر میں منڈی میں آنے لگتا ہے۔ یہ کافی مقدار

میں پھل دینے والا ہے۔

شکر پارو

سفیدی مائل درمیانے حجم کا سیب ہے اور (کریب) چوٹا سیب سے ملتا جلتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ

اس سے حجم میں بڑا ہوتا ہے۔ یہ منڈی میں ماہ جولائی کے وسط میں دستیاب ہوتا ہے۔ بہت بڑے پیمانے

پر اس کی کاشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ یہ کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ریڈ اسٹرکان

یہ سبزی اور سرخی مائل بڑے حجم کا اور گھٹے ذائقے والا سیب ہے۔ اسے پکانے میں استعمال

کیا جاتا ہے (COOKING APPLE) جولائی کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں

پھل دینے والا ہے۔

کشمیری

یہ سفیدی مائل سرخ رنگ کا درمیانے حجم کا خوشنما، ذائقہ دار اور کافی دیر تک اچھا رہنے والا

سیب ہے۔ اس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی سفارش کی جاتی ہے۔ یہ خشک پہاڑی علاقے میں

خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ جولائی کے وسط میں منڈی میں دستیاب ہوتا ہے کافی مقدار میں پھل دیتا ہے

فہر بنانا

پسفید، سرخی مائل، پیسے رنگ کارس والا ذائقہ دار اور بڑے حجم کا سیب ہے۔ یہ کوٹہ اور قلات کی کشتریوں میں اچھی خاصی کامیابی سے اگتا ہے۔ لیکن شدید حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی بڑے پیمانے پر کاشت کی سفارش نہیں کی جاتی۔ جولائی کے اختتام پر منڈی میں دستیاب ہوتا ہے اگرچہ یہ زیادہ مقدار میں پھل دینے والا ہے۔ لیکن پکنے سے پہلے گر جانے کی عام شکایت ہوتی ہے

مشدی

سرخ جھال کے ساتھ سفید، ذائقے میں بہت میٹھا۔ حجم میں درمیانہ اور کوٹہ میں خاصی کامیابی سے اگایا جاتا ہے۔ یہ ذخیرہ کیے جا سکنے کی درمیانہ اوصاف کا حامل ہے۔ اگست کے اختتام پر برداشت کرنے والی قسم ہے۔ درمیانہ مقدار میں پھل دینے والی ہے

قدھاری

اس قسم کا پھل سبز رنگ کا درمیانہ حجم کا بہت ہی میٹھا اور رس دار ہے۔ ہر جگہ اپنے ذائقے کے لیے پسند کیا جاتا ہے۔ اسے کافی عرصے تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگست کے وسط میں قابل برداشت ہو جاتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

ریڈ ڈمی کی شنس

اس قسم کا پھل بڑے حجم کا، سرخ رنگت کا، کندھوں سے گول اور پئیدے سے محزوظی ہوتا ہے۔ میٹھا اور رس دار ہوتا ہے۔ یہ پورا چار اور مری کی پہاڑیوں میں وسیع رقبہ پر کاشت کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی بڑے پیمانے پر ترویج کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ ایک بہت اچھی قسم ہے اور مالک کو اچھی رقم دلانا ہے

کشمیری لیٹ

اس کا پھل سبزی مائل گلابی رنگت کا اور درمیانے حجم کا ہوتا ہے۔ اسے وسیع پیمانے پر نہیں اگایا جاتا۔ اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانہ مقدار میں پھل دیتا ہے

امری

اس کا پھل گہرے سرخ رنگ کا، بڑے حجم کا اور بہت پرکشش اور شیریں ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑا بہت ریشم دار ہوتا ہے۔ اس میں ذخیرہ کرنے کی ناہمیت بڑی اچھی ہے۔ اور اسے کوٹہ اور قلات کی

کشتروں میں وسیع پیمانے پر اگایا جاتا ہے۔ سیب کی دیگر اقسام سے منگا جاتا ہے۔ پھل کی مقدار اور تعداد درمیانہ ہوتی ہے۔

گولڈن ڈی لی ٹینس

یہ سبزی مائل زرد رنگ کا بڑے حجم کا سیب ہے۔ یہ سنہری رنگ کا ہوتا ہے اور خوش کن طور پر ذائقہ دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ بہت ہی میٹھا، رس دار اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ اسے بہت ہی کامیابی سے ملک میں سیب پیدا کرنے والے علاقوں میں اگایا جاتا ہے۔ اس کے ذخیرہ کرنے کی خاصیت بہت ہی عمدہ ہے۔ اسے سرد درجہ حرارت اور برفانی گودام (COLD STORAGE) میں بہت ہی عرصے تک رکھا جاسکتا ہے۔ یہ اکتوبر کے وسط میں دستیاب ہوتا ہے۔ کافی مقدار میں پھل دینے والا ہے۔

قلات سیٹیل

یہ گراسر خ اور بڑے حجم والا پھل ہوتا ہے۔ ذائقے میں اگرچہ بہت اچھا ہوتا ہے لیکن محض بہت تیزابی مادہ رکھتا ہے۔ کوسٹہ اور قلات کے حالات میں بہت ہی کامیابی سے اگایا جاتا ہے زیادہ بلندی پر اچھے رنگ والا اور اچھا ذائقہ دار پھل دیتا ہے۔ اس کے محفوظ رکھنے کی خاصیت کافی اچھی ہے اور کافی عرصے تک رکھا جاسکتا ہے۔ اکتوبر کے شروع میں دستیاب ہوتا ہے۔ درمیانی مقدار میں پھل دیتا ہے۔

استعمال

سیب پہاڑی سرد علاقوں میں اور خاصی بلندی پر اگایا جاتا ہے سیب پیدا کرنے والے خاص علاقے مندرجہ ذیل ہیں۔

کوسٹہ، قلات ڈویژن، مری کی پہاڑیوں، پاراچنار، ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خاں ڈویژن ان علاقوں میں پیدا شدہ سیب مقامی طور پر کم مقدار میں کھتا ہے۔ اس کی زیادہ تر کھپت میدانی علاقوں میں ہوتی ہے۔ یہاں یہ فوراً تک جاتا ہے۔ آمدورفت کے تسلی بخش حالات ہیں۔ بڑے پیمانے پر پاکستان کے مشہور بڑے بڑے شہروں مثلاً کراچی، لاہور، راولپنڈی، ملتان، پشاور اور حیدرآباد وغیرہ میں آسانی سے تجارتی پیمانے پر لایا جاتا ہے۔ عام طور پر پھل پہلے ریو کے سٹیشن یا منڈی میں لے جایا جاتا ہے اور اس کے بعد چھوٹے قصبوں میں بھیجا جاتا ہے۔ بیماری بہت

سی تجارتی اقسام مثلاً گولڈن ٹی لی ٹینس (GOLDEN DELECIOUS) امری (AMRI) فلات سپیشل، ریڈ ڈی لی ٹینس (RED DELECIOUS) اور فزہاری وغیرہ چونکہ کافی عرصہ تک رکھی جاسکتی ہیں۔ اس لئے انہیں پھل اتارنے کے بعد کافی دیر تک رکھا جاتا ہے۔ ان کے ذخیرے عموماً بڑے لکڑی کے کبسون (CRATES) یا ٹوکروں یا کھلے مکروں میں تھوڑی سی چاول کی پرالی سے ڈھانک کر کئے جاتے ہیں تاکہ پھل ذائقہ اور خوشبو اچھی طرح سے حاصل کر لے۔ اور منڈی میں بکنے کے لئے گلنے سڑنے نہ پائے۔ ذخیرہ شدہ سیب کے پھل کو کم از کم مہینے میں ایک دفعہ دیکھا جاتا ہے۔ تاکہ گلے سڑے پھلوں کو علیحدہ کیا جاسکے۔

پھل کی زیادہ مقدار جو کہ پہاڑی علاقوں میں اگائی جاتی ہے۔ عام طور پر میدانی علاقوں میں آکر فروخت ہوتی ہے۔ جس سے سیب کے باغبانوں کی اقتصادی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ اگرچہ منافع کا بیشتر حصہ دلال لے جاتے ہیں تاہم شروع موسم میں سیب کا بھاؤ اچھا ہوتا ہے اور ۴۰ سے ۵۰ روپے من تک بکتا ہے۔ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں بھاؤ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور فی من نرخ ۷۲ سے ۸۰ روپے تک ہوتا ہے اکثر باغبان اچھے باغات سے ۳۰۰۰ روپے سے لے کر ۴۰۰۰ روپے تک فی ایکڑ آمدنی حاصل کرتے ہیں جو نہایت معقول آمدنی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، ابھی تک ہمارے ملک میں سیب کی کل پیداوار اتنی زیادہ نہیں کہ عوام مناسب داموں پر اسے خرید سکیں۔ اس لئے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ رقبہ سیب کے زیر کاشت لایا جائے اور مستقبل میں باغات طرز جدید پر لگائے جائیں تاکہ عمدہ اور زیادہ مقدار میں پھل حاصل کئے جاسکیں صرف اسی صورت میں ہم سیب کی وافر پیداوار بیرونی ممالک میں برآمد کر سکتے ہیں۔ اور زائد پھل کو دوسرے استعمال میں لاسکتے ہیں۔ سیب سے مرہ، سیب کارس، سیب کا جام یا سکھائے ہوئے سیب کے ٹکڑے، سیب کا شربت اور ایسی دیگر مصنوعات ملک میں تیار کی جاسکتی ہیں۔

دشمن کیڑے مکوڑے اور بیماریاں

سیب کے مشہور مضر ت رساں کیڑے مکوڑے اور بیماریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

کاڈنگ ماتھ

یہ سبب، ناشپاتی اریچی کا خطرناک کیڑا ہے۔ بعض دفعہ یہ ۲۰ فیصد سے لیکر ۸۰ فیصد تک سبب کو نقصان پہنچاتا ہے۔ موسم سرما میں اس کے لاروے (LARVAE) سبب کے درختوں کی ٹہنی اور تنے کے خشک اور نرم چھلکوں میں چھپے رہتے ہیں۔ موسم بہار میں پردائے ماتھ (MOTH) نکل آتے ہیں۔ پتوں کی اندرونی طرف پر انڈے دیتے ہیں۔ نئے نکلے ہوئے لاروے پھول کے پیالے (CALYX CUP) میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کے اندر پرورش پاتے رہتے ہیں۔ جون اور جولائی میں لاروے (LARVAE) پھل سے باہر نکل آتے ہیں۔ لارووں کی دوسری نسل پھر پھل پر حملہ آور ہوتی ہے۔

علاج

موسم سرما میں خشک چھلکوں (DRY BARKS) کو چھیل دینا چاہیے اور چھپے ہوئے لارووں پیوپوں (PUPAE) کو جمع کر کے تلف کر دینا چاہیے۔ درختوں پر ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی (D.D. آگین پانی میں ۱/۲ پونڈ) یا ڈیپٹرکس (DIPTREX) ۱۰۰ آگین پانی میں ایک پونڈ کا چھڑکاؤ کرنا چاہیے۔ پہلا چھڑکاؤ کالکس سٹیج (CALYX STAGE) کے وقت کرنا چاہیے اور باقی تین چھڑکاؤ پتوں پر ہر پندرہ دن کے بعد کرنے چاہئیں۔

خاردار سنڈی

خاردار سنڈی کے لاروے (LARVAE) موسم بہار میں پتوں پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ شاید حملے کے وقت سبب کے تمام پتے کھا جاتے ہیں۔ موسم سرما میں ان کے لاروے اکٹھے کر کے تلف کر دینے چاہئیں۔ موسم بہار اور موسم گرما میں ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ (D.D. آگین پانی میں ۱/۲ پونڈ) مفید ثابت ہوگا۔

پتے گرانے والا کیڑا

سبب کے پتے گرانے والا کیڑا، پتوں کے ریشی ریشیوں کے اندر انہیں کھاتا ہوا پایا جاتا ہے۔ شدید حملے کے وقت درخت پتوں سے خالی نظر آتا ہے۔ ۱/۲ پونڈ ۷۵ فیصد ڈی ڈی ٹی کا چھڑکاؤ (D.D. آگین پانی میں) اسے تلف کرنے میں فائدہ مند ہے۔

گوبن ایفڈز

ایفڈز (APHIDS) پتوں پر حملہ کرتے ہیں اور پتوں کی اونچی سطح پر بیٹھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ حملہ شدہ پتے پیڑھے اور خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔ ۱۰ اونس پیرامتھیان (PARATHIAN) میلانٹھیان (MALATHION) فولی ڈال (FOLIDOL) یا میٹاسسٹاکس (MATASYSTOX) کا .. اگیلن پانی میں محلول بنا کر چھڑکنا مفید ہے۔

کوٹھ پور

لاروے شناخوں اور تنوں میں سوراخ کرتے ہیں۔ حملہ شدہ شناخوں کی شناخ تراشی کرنی چاہیے۔ کپاس کے پھوسے (PLUGS) فولی ڈال میں بھگو کر سوراخ کے منہ پر رکھ دینے چاہئیں اور اوپر سے کچھڑ کے ساتھ پستری کر دینا چاہیے۔

مٹس

مٹس سب کے اور دیگر اشجار کے پتوں پر حملہ کرتے ہیں اور پتوں کی نچلی سطح پر رہتے ہیں موسم سرما میں وینٹرائل (سرمائی تیل) (۶ گیلن) .. اگیلن پانی میں ملا کر چھڑکنا انسداد کے لئے نہایت مؤثر ہے۔

بیماریاں

ڈائی بیک آف اپیل

یہ بیماری ڈنٹھلوں، شناخوں اور تنے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ بیماری کوٹھ فلات ڈویژن کی اونچی زمینوں پر ہر جگہ پائی جاتی ہے اگرچہ تمام سال موجود رہتی ہے لیکن موسم گرما میں شدت پر ہوتی ہے۔ کمزور درخت فوراً اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایک بار چھال خور کیڑا (BARK BORE) بھی اس بیماری کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے۔ سوکھے ڈنٹھل موسم سرما میں علیحدہ کر دینے چاہئیں۔ تنے اور شناخوں کے دوسرے ننگاؤں پر لائیوسول (LYSOZ) کے ساتھ تیل ملا کر عمل دینا چاہیے۔ جنوری کے مہینے میں درختوں کو دھو دینا نئے ننگاؤں کی پیدائش کو روکنے میں مدد ثابت ہوتا ہے۔ اس بیماری کو روکنے کے لئے درخت کی صحت کو برقرار رکھنا چاہیے۔

ملڈیو آف اپیل

یہ بیماری نرسری کے پودوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کشمیر اور قندھار کے سیب کے علاقے بعض اوقات اس بیماری سے شدت سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً مارچ اور اپریل کے موسم میں جبکہ درجہ حرارت معتدل اور نمی نسبتاً زیادہ ہو، نئی شاخوں پر پھیلتی ہے۔ سیلفران (SALFARANI) کا چھڑکاؤ کچھ حد تک اس بیماری کا تدارک کرتا ہے۔

پنختہ سیب کا گلنا سمرٹنا

یہ بیماری سیب کے کاشت والے تمام علاقوں میں پائی جاتی ہے اور کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ یہ بیماری جب پھل پکنے پر ہوتا ہے اور شکر کی مقدار پھل میں بڑھتی ہے۔ شدت اختیار کرتی ہے۔ یہ عموماً کیڑوں کے نقصانات کے برابر نقصان پہنچاتی ہے۔

ایک فینڈر لیت (ZERLATE) یا فرمیٹ (FERMATE) کا چھڑکاؤ اس کے نقصانات کو کافی حد تک کم کر دیتا ہے۔

مصنوعات

سیب کے پھل سے مندرجہ ذیل مصنوعات تیار کی جاسکتی ہیں۔

(i) مرہ جات

(ii) جلی

(iii) کینڈمی یا خشک مرہ

(iv) پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنا

(v) خشک پھل

مرہ

سیب سے نہایت اعلیٰ قسم کا مرہ تیار کیا جاسکتا ہے۔

پھل کا انتخاب

سیب پنختہ ہونا چاہیے تاکہ اس کا باریک چھلکا آسانی سے اتر کے نیزکیاں رنگ اور

جمامت کا پھل ہو۔

دھونا اور چھلکا اٹارنا

چھلکا اٹارنے سے پہلے پھل کو صاف پانی سے دھو لینا چاہیے۔ اور ایک خاص قسم کے چاقو سے جس کو (PEELING KNIFE) کہتے ہیں، چھلکا اٹار لیا جائے اور ساتھ ہی کسی نوک دار تنکے یا کانٹے سے پھل میں چھید کرنے چاہئیں اور پھل کی سطح ہموار کرنی چاہیے۔ پھل پھیل کر دو نمکین پانی کے محلول میں ڈالنے چاہئیں تاکہ ہوا لگنے سے چھیلے ہوئے پھل کا رنگ خراب نہ ہو۔

کھانڈ کا قوام تیار کرتا

ایک سیر۔۔۔۔۔ سیرب کے لئے ایک سیر چینی درکار ہوتی ہے اور ایک سیر چینی میں ۳-۴ چھٹانک پانی ڈال کر پکائیں۔ یہاں تک کہ قوام تیار ہو جائے۔ درجہ حرارت ۲۲۴ درجہ فارن ہائیٹ

پھل کا پکانا

قوام میں پھل ڈال کر اچھی طرح پکائیں۔ تھے کہ درجہ حرارت دوبارہ ۲۲۴ درجہ فارن ہائیٹ ہو جائے اور ان کے بعد رات بھر ٹپا ہونے دیں۔ دوسرے روز شربت اور پھل دونوں کو پکائیں تاکہ شربت گاڑھا ہو جائے اب اس تیار شدہ مربہ کو کسی پستے کے مرتبان یا کسی صاف برتن میں بھر کر رکھ دیں۔

جیلی

پھل کا انتخاب

جیلی کے لئے پختہ اور مختلف جمامت کے پھل استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔

پھل کا کاٹنا

پیشتر اس کے کہ پھل کو کاٹا جائے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جیلی کے لئے اعلیٰ قسم کے پھلوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ترش پھل بہتر ہیں۔ پھل کو خوب دھوئیں اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر پیسے پر ڈال دیں پھل پھینا نہیں چاہیے۔

پکٹن نکالنا

کترے پھل میں اتنا پانی ڈال دیں کہ پھل کے ٹکڑے اس میں ڈوب جائیں اور ایک سیر

میں لمبوں کا رس ڈال دیں اور آگ پر رکھ کر گرم کریں حتیٰ کہ لپٹنے لگے۔ جس وقت پھل کے ٹکڑے نرم ہو جائیں۔ تو کسی نشینے کی ٹیوب میں ایک چمچ اس پانی کا لے کر ٹھنڈا کریں اور اس میں دو گنی مقدار میتھیلڈ سپرٹ ڈالیں۔ اگر اس میں سخت تودہ یا درمیانی قسم کا تودہ بنے تو اس کو آگ پر سے اتار لیں اور کسی ٹل کے کپڑے میں ڈال کر نچوڑ لیں، ہاتھ سے نہ دبائیں۔ اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نہیں تو اس کو اور گرم کریں۔

کھانڈ ملاانا

چھانے ہوئے رس میں مندرجہ ذیل مقدار میں کھانڈ ملائیں۔

آدھ سیر کھانڈ

آدھ سیر رس

زیادہ کپٹن

ہا چھٹانک کھانڈ

آدھ سیر رس

درمیانی کپٹن

جیلی پکانا

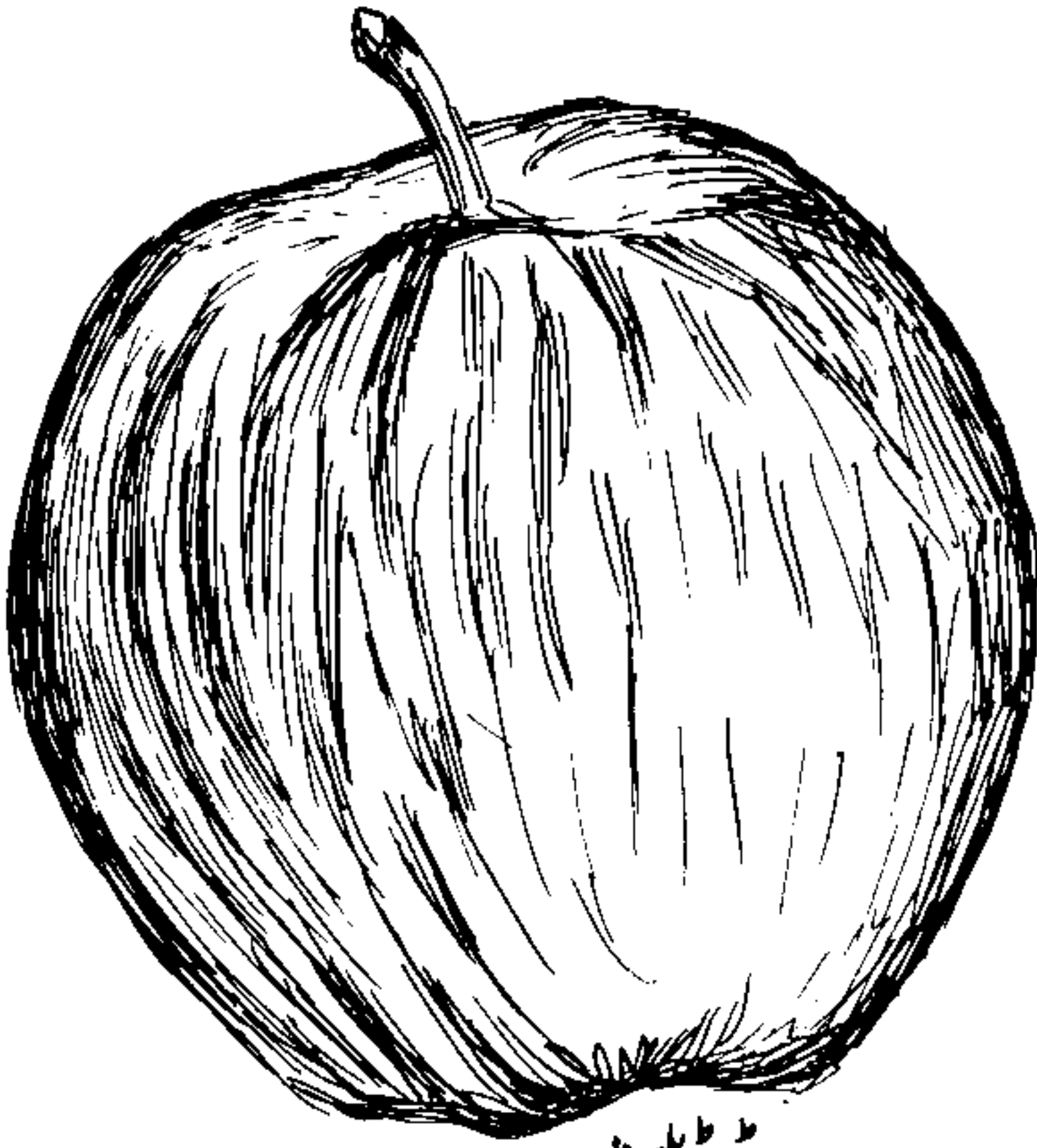
پکین میں کھانڈ ملا کر اس کو پکنے دیں حتیٰ کہ باریک بلبلے نمودار ہونے شروع ہوں تو چمچ میں ڈال کر شینگ لٹ کر لیں اور بڑے بڑے تودے گریں تو جیلی تیار ہے ورنہ اس کو اور زیادہ ابالنا چاہیے۔ جس وقت جیلی تیار ہو جائے تو اسے نشینے کے صاف برتنوں میں ڈال کر رکھ لیں تاکہ وہ جم جائے۔

موم ڈالنا

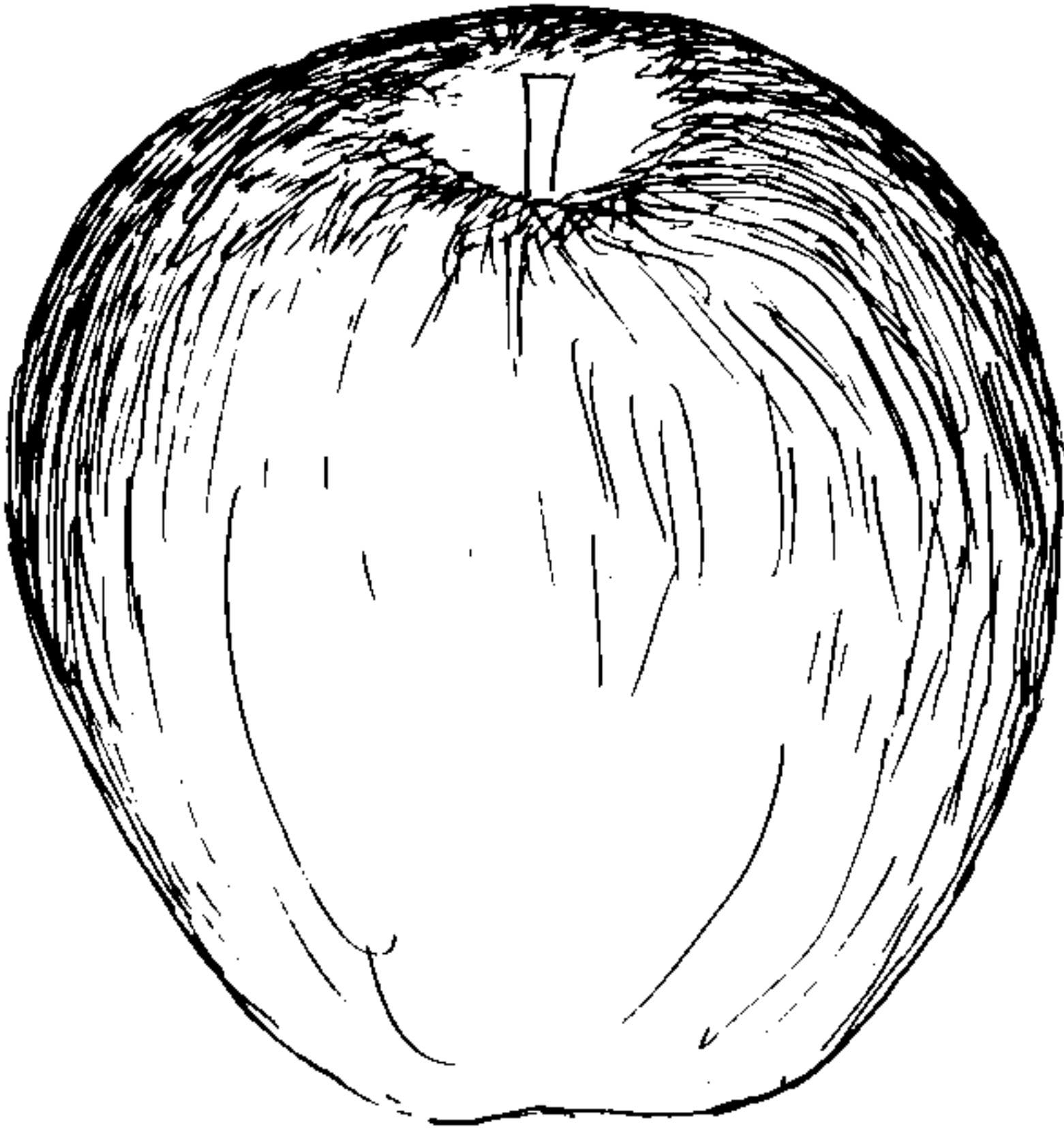
عام موم پگھلا کر پلہ انچ تہہ بوتل یا جار کے اوپر جمائیں ایسا کرنے سے جیلی عرصہ تک خراب نہ ہوگی۔

نوٹ:- لمبوں کے رس کی بجائے اگر ٹارٹری ایک مائشہ فی آدھ سیر کے حساب سے ڈالیں تو بہتر ہے۔

۴۸۲



طاطا لیس
ریپا لیس



امری

ناشپاتی

ناشپاتی غذائیت سے بھرپور لذیذ پھل ہے اس میں شکر کا تناسب تقریباً ۱۲ فیصد ہوتا ہے۔ شکر کے علاوہ اس میں معدنی اجزاء کی مقدار مثلاً لوہا اور فاسفورس بھی کافی ہوتی ہے۔ ناشپاتی کی کاشت اگرچہ پاکستان کے اکثر علاقوں میں ہوتی ہے لیکن اس کے باغات پشاور اور کوٹہ ریجن میں کثرت سے ملتے ہیں۔ وادی پشاور میں ناشپاتی کے باغات بڑی تجارتی اہمیت رکھتے ہیں۔ بیش قیمت ذریعہ اطلاق ہونے کے علاوہ یہ کثیر ذریعہ آمدنی کا آسان ذریعہ ہیں۔

زمین

ناشپاتی کے باغ مختلف قسم کی زمینوں مثلاً ہلکی، ریتلی اور چکنی مٹی وغیرہ میں کامیابی کے ساتھ لگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن ایسی زمین جو نسبتاً بھاری ہو اور ان میں ریت کا تناسب درست ہو ناشپاتی کے باغات کے لئے موزوں سمجھا جاتا ہے۔ ناشپاتی کے درخت ایسی زمین میں بھی جس میں تیزابیت زیادہ ہو۔ یا جو کہ سیم زدہ ہو کسی حد تک کامیابی کے ساتھ لگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ بات دیگر پت بھر قسم کے پھلدار درختوں مثلاً آڑو، آلوچہ اور خرمائی میں نہیں پائی جاتی۔ پہاڑی علاقوں کی گہری زمینیں جن کی

جرڑوں کو مناسب نمی مل سکتی ہو۔ ناشپاتی کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوتی ہیں۔

آب و ہوا

ناشپاتی کے باغات سطح سمندر سے ایک ہزار تا سات ہزار فٹ بلندی تک لگائے جاسکتے ہیں۔ ناشپاتی کی قسم کیفر کا پھل میدانی علاقوں میں یکساں نہیں پکتا۔ سیب اور دیگر پت جھڑ قسم کے پھلوں کے مقابلے میں ناشپاتی کے درخت سخت سردی کا زیادہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ۲۸ فٹ پر بھی اس کے درختوں کو نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن موسم بہار کے دوران کھر پڑنے سے اس کے درختوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور اس پر ان دنوں پھوٹنے والے چٹھے بری طرح متاثر ہو کر پھل کی پیداوار کو گھٹا دیتے ہیں۔ ناشپاتی کے درخت سخت سردی کے علاوہ سخت گرمی کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ۱۱۲ فٹ پر اس کے درخت کامیابی سے پھل سکتے ہیں۔ ناشپاتی کے درختوں میں سخت سردی اور سخت گرمی کے علاوہ خشک حالات کے مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے لہذا ایسے مقامات جہاں سالانہ بارش کی اوسط ۱۲ انچ سے بھی کم ہو اس کے باغات پر وہاں چڑھنے میں یہی چند وجوہ ہیں کہ ناشپاتی کے باغات پشاور کے میدانی اور پہاڑی علاقوں میں کثرت سے نظر آتے ہیں۔

انفرالٹس

ناشپاتی کے قریباً تمام تجارتی اقسام کی انفرالٹس چٹمہ یا پونڈ کے ذریعے کی جاتی ہے اس مقصد کے لئے جھگی رٹلی، ناشپاتی بطور روٹ سٹاک استعمال کی جاتی ہے۔ جھگی رٹلی کے نو عمر پودوں کا ذخیرہ اکتوبر نومبر کے مہینوں میں جمع کر کے نوسری میں ۱۲ فٹ چوڑی قطاروں میں لگا دیا جاتا ہے بعد ازاں ان پر اعلیٰ اقسام کے ناشپاتی کے پونڈ یا چٹمے لگائے جاتے ہیں۔ پھانا نما پونڈ لگانے کا کام جنوری اور فروری کے مہینوں میں کیا جاتا ہے اور اگر کچھ پودے پونڈ سے رہ جائیں یا ناکام رہیں تو ان پر ماہ جولائی اور اگست میں ٹیٹا چٹمہ چڑھا دیا جاتا ہے اگر پونڈ لگایا گیا ہو تو پودوں کو نشوونما کے لئے زیادہ وقت مل جاتا ہے جس کی وجہ سے پودے کافی بڑھ جاتے ہیں۔

باغ لگانا

نوسری سے پودے جنوری اور فروری کے مہینوں میں چٹمے پھوٹنے سے پہلے باغ میں منتقل کئے جاتے ہیں۔ باغ عام طور پر صوبہ بھر میں مرحلہ طریقے سے لگایا جاتا ہے۔ چونکہ یہ باغ لگانے کا بہت سادہ

اور آسان طریقہ ہے اس طریقہ سے ایک اور فائدہ یہ ہے کہ درختوں کی قطاروں کے درمیان صفائی اور کاشت بہ آسانی کی جاتی ہے۔ درخت سے درخت کا فاصلہ عام طور پر ۲۰ سے ۲۵ فٹ رکھا جاتا ہے لیکن چند ایک باغبانی بھی ہیں جو تقریباً ۱۶ فٹ چوڑے قطاروں میں باغ لگاتے ہیں لیکن اس قدر تنگ فاصلہ سے اچھے نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ چونکہ درخت نہ صرف گھنے ہو کر کاشت کی جاتی ہیں بلکہ ان سے حاصل ہونے والے پھل بھی گھٹیا قسم کے ہوتے ہیں ناشپاتی کی ایسی اقسام جو لمبائی میں زیادہ سیدھی بڑھتی ہوں مثلاً لیکانٹ کے لئے پونے سے پودے کا فاصلہ اٹھارہ فٹ رکھنا موزوں ثابت ہوا ہے جب کہ زمین درمیانی قسم کی ہو۔ زمین اگر کمزور ہو تو فاصلہ نسبتاً زیادہ کر دینا چاہئے۔ دیگر ملک میں جہاں ناشپاتی کے باغات لگائے جاتے ہیں فاصلہ ۲۳ x ۲۴ فٹ رکھا جاتا ہے لیکن مغربی پاکستان میں ناشپاتی کے باغات کے لئے اس قدر زیادہ فاصلہ موزوں نہیں سمجھا جاتا۔

باغ کی نگہداشت

پودوں کی تربیت اور شاخ تراشی

تربیت اور شاخ تراشی کے لحاظ سے ناشپاتی کا مقابلہ سیب کے درختوں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے چونکہ ان کے درختوں پر پھل اسی انداز سے لگتا ہے۔ سیب کی طرح ناشپاتی کے دو سالہ درختوں پر بھی شاخوں پر پھل پیدا ہوتا ہے۔ پھل پیدا کرنے والی شاخ اپنی ہر ایک گروہ پر چار دو سال تک پھل دیتی ہے۔ لہذا درخت کی شکل و نشوونما کو اچھی حالت میں برقرار رکھتی اور ان سے اچھی قسم کا پھل حاصل کرنے کیلئے شاخ تراشی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ پودوں کی اوائل عمر میں تربیت بہت ضروری ہے۔ چونکہ درخت کی مناسب تربیت سے ان کا ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے جو آگے چل کر باغ میں درختوں کی وضع قطع میں یکسانیت پیدا کرتا ہے۔ لہذا پہلے چند سال تربیت کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس دوران میں کی ہوئی غلطیوں کا ازالہ بعد میں مشکل ہو جاتا ہے۔ ناشپاتی کے پودے سات سال کی عمر سے پھل دینا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی شاخ تراشی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ناشپاتی کی شاخیں چونکہ سیدھی بڑھتی ہیں اس لئے ان کی تربیت وسطیٰ طریقہ (CENTRAL LEADER SYSTEM) ترقی دادہ وسطیٰ (نہیں نما) سے کی جاتی ہے۔ کھلے مرکزی طریقے، (OPEN CENTRE SYSTEM) سے ناشپاتی کے درختوں کی تربیت تقریباً ناممکن ہے

یک سالہ سیدھے پودے کو تقریباً زمین سے ۳۰ اینچ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ اس پر چار پانچ تو مند بنیادی شاخیں قائم کی جاسکیں۔ اگر دو سالہ پودا باغ میں لگایا جائے تو اس پر بنیادی شاخیں قائم کرنے کے لئے ان بنیادی شاخوں کا انتخاب کرتے وقت ان کے درمیان فاصلے کا بھی توازن قائم رکھنا ضروری ہے تاکہ درخت اچھی وضع قطع میں چاروں طرف یکسانیت سے پھیل سکیں اور ان کی صحت برقرار رہ سکے۔ ان بنیادی شاخوں کا فاصلہ عموماً ۳-۹ رکھا جاتا ہے۔ اگر اس فاصلے کو کم کر دیا جائے۔ تو شاخوں کے ٹٹ جانے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے پودوں کے لگانے کے دوسرے سال اگر بنیادی شاخیں کم ہوں تو مزید شاخوں کا یقین کر لیا جاتا ہے اس کے علاوہ غیر ضروری شاخیں کاٹ دی جاتی ہیں۔ تاکہ پودے خوبصورت اور متناسب ہو جائیں۔ تربیت کا یہ سلسلہ پھل آنے تک جاری رہتا ہے۔ ثمر آور درختوں میں شاخ تراشی بالعموم اس طرح سے کی جاتی ہے کہ شاخوں پر پھیل پڑنے والے گدے (SPUR) کافی مقدار میں پیدا ہوں اور درختوں کی ضرورت سے زیادہ لمبا ہونے سے روکا جاسکے تاکہ پھل اتارنے اور دوپاشی میں سہولت رہے اگر پودوں میں بیمار اور خشک شاخیں موجود ہوں تو شاخ تراشی کے دوران ان کو کاٹ کر تلف کر دیا جائے۔ اس سے کافی حد تک بیماری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ شاخ تراشی کے لئے موزوں وقت وہ ہے جب پودے خوابیدہ حالت میں ہوں۔

قاعدہ کے طور پر تاشپاتی کی شاخ تراشی پتے جھڑنے کے ۱۵ روز بعد سے تنگونے نکلنے سے ۱۵ روز پیشتر تک کی جانی چاہئے۔

کھاد اور آب پاشی

پودوں کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے زمین میں ان کے لئے مناسب خوراک موجود ہونی چاہئے بالعموم خوراک کے تین عنصر پودوں کو زیادہ مقدار میں درکار ہوتے ہیں اور وہ نائٹروجن، فاسفورس اور پوٹاش ہیں۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ ہماری زمینوں میں پھلدار پودوں کے لئے عام طور پر نائٹروجن کی کمی ہے۔ جس کو ایمونیم سلفیٹ دینے سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ فاسفورس اور پوٹاش کی تاحال چنداں ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ تاہم اگر کسی جگہ ان عناصر کی کمی ہو تو سپر فاسفیٹ اور پوٹاشیم سلفیٹ کی مناسب مقدار سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ ایمونیم سلفیٹ کی مقدار ۳ سے ۶ پونڈ فی درخت تین مرتبہ دی جانی چاہئے۔ پہلی مرتبہ تنگونے نکلنے سے کم از کم دو ہفتے پیشتر اور دوسری مرتبہ اس وقت دیں جب کہ پھل

بادام کی جسامت کا ہو جائے۔ اگر تیسری مرتبہ ضرورت ہو تو دوسری دفعہ سے ایک ماہ بعد میں دیجائے
 گوبر کی گلی سڑی کھاد باغات کے لئے سب سے اعلیٰ ہے کیونکہ اس سے نہ صرف پودوں کی خوراک کی
 ضروریات پوری ہوتی ہیں بلکہ یہ زمین کے طبعی حالت کو بھی سدھارتی ہے۔ اس میں کم و بیش سب
 عناصر موجود ہوتے ہیں۔ گوبر کی کھاد عام طور پر ۲ سے ۲ ۱/۲ من فی درخت کے حساب سے دیجاتی ہے
 اس کھاد کی ساری مقدار بیک وقت موسم سرما میں پھول نکلنے سے کم از کم ۶ ہفتے پہلے دیجاتی ہے
 پختہ عمر کے باغات میں یہ کھاد بچھیر کر بعد میں ہل چلا کر زمین کا حصہ بنا دینا چاہئے۔

البتہ نو عمر پودوں کو یہ کھاد ڈال کر کدالی سے زمین میں ملائی جاتی ہے۔ یہ خیال رہے کہ گوبر اور پتوں کی
 کھاد ٹھیک طور سے گلی سڑی حالت میں ہوتا کہ پودے اس سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر گوبر کی
 کھاد مطلوبہ مقدار میں میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں سبز کھاد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے باغ
 میں شفل یا برسیم ماہ ستمبر میں کاشت کیا جاتا ہے۔ جو کہ پھول نکلنے سے ۲۰، ۲۵ روز قبل زمین میں مٹی
 پلٹنے والے ہل سے دبا دیا جاتا ہے سبز کھاد بھی پودوں کو خوراک کی اجزا بہم پہنچانے کے علاوہ زمین کی حالت
 کو سدھارتی ہے بالخصوص ریتی اور بہت چکنی زمینوں میں گوبر یا سبز کھاد کا استعمال باغ کی کامیابی
 کے لئے نہایت اہم ہے کیونکہ اس سے ریتی زمین میں نمی برقرار رکھنے کی صلاحیت بڑھتی ہے اور چکنی زمین
 مسامدار اور نرم ہو جاتی ہے بلاشبہ ناشپاتی میں زیادہ نم برداشت کرنے کی صلاحیت سے تاہم زمین
 کی حالت درست رکھنے اور باغات میں دیگر زرعی عوامل کے لئے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام
 ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے باغ کی سطح ایسی بنانی چاہئے کہ فالتو پانی کا نکاس بخوبی ہو سکے۔
 ناشپاتی کو موسم گرما میں ۵، ۶ دفعہ آبیاری کرنی چاہئے۔ آبیاری کی مقدار کا انحصار باغ میں کاشت شدہ
 فصل اور موسمی حالات پر ہے۔ پہلی آبیاری اس وقت کرنی چاہئے جب پھل بیر جتنا موٹا ہو جائے اس
 کے ہر ۱۵ روز بعد آبیاری کرتے جائیں آخری آبیاری جتنی بھی تاخیر سے ہو وہ پودوں کو بیماری سے
 بچانے میں مفید ثابت ہوگی۔

باغ کی نگہداشت

ناشپاتی کے درخت چھٹے یا ساتویں سال میں بار آور ہو جاتے ہیں۔ اس دوران میں جب کہ
 پودے چھوٹے ہوتے ہیں زمین کو خالی نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ اس میں مختلف قسم کی فصلیں کاشت کیجاتی

ہیں۔ اس سے ایک تو باغ کی صفائی برقرار رہتی ہے اور دوسرے باغ والی زمین سے کچھ نفع بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں عموماً آلو کی فصل کاشت کرنی چاہئے اور میدانی علاقوں میں سبز باغ اور خصوصاً مرچ کی فصل کامیابی سے کاشت کی جاسکتی ہیں۔ بار آور باغ میں پھل دار قسم کی فصلوں مثلاً برسم، شفتل، لوبیا بطور چارہ اور آخر میں سبز کھاد کے لئے کاشت ہوتے ہیں۔ بعض حالات میں باغات میں کوئی بھی فصل کاشت نہیں کی جانی۔ بلکہ زمین کو صرف خورد روپودوں سے صاف رکھا جاتا ہے تاہم موسم سرما کے دوران باغ میں دو تین دفعہ ہل خورد روپودوں اور جگلی بٹلی کو تلف کرنے کے لئے ہل چلانا چاہئے۔ اور آبپاشی کے لئے زمین کو ہموار کر کے تیار کر لینا چاہئے۔

پھل کی کاٹ چھانٹ اور پختائی

ناشپاتی کی سب اقسام پر بے انداز پھول اور پھل لگتے ہیں گو اس دوران میں موسم عموماً باد و باران کی وجہ سے موزوں ہوتا ہے اور جون جولائی میں قدرتی طور پر کچا پھل بے تحاشہ گر جاتا ہے۔ اس کے باوجود درختوں پر اتنا پھل ہوتا ہے کہ شاخیں اس کے وزن سے جھک جاتی ہیں اور ان کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک سال پیداوار زیادہ دینے کی وجہ سے اگلے سال کے پھل پر برا اثر ہوتا ہے۔ نتیجتاً ناشپاتی کے درختوں کو ایک سال زیادہ اور دوسرے سال کم پھل پیدا کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ لہذا زائد پھلوں کی کاٹ چھانٹ سے پھل کی جسامت بڑھ جاتی ہے اور درخت ہر سال بے تاعدگی سے پھلتے ہیں۔ باغبانی میں اگرچہ یہ ایک اہم نقطہ ہے مگر پھر بھی اس حقیقت سے صرف چند ہی باغبان ناگاہک ٹھٹھے ہیں وہ شاخیں جو پھل کے پار جھک جاتی ہیں ان کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے مکرہی سے سہارا دیا جاتا ہے اس کے باوجود بھی زیادہ پھل ہونے کی وجہ سے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے پھل کو کچی حالت میں کم کرنے سے درخت کے ٹوٹنے کا اندیشہ بھی دور ہو جاتا ہے درخت بھی ہر سال باقاعدگی سے پھلتے ہیں اور پھل کی جسامت اور نوعیت بھی بہتر ہوتی ہے پھل ہاتھ سے اتارا جاتا ہے۔ عام طریقہ یہ ہے کہ پھل کو ہاتھ میں لے کر ایک معمولی جھٹکے سے اتارا جاتا ہے۔ پھل توڑتے وقت پھل کو انگلیوں سے نہیں دبانا چاہئے کیوں کہ ایسا کرنے سے پھل داغدار ہو جاتا ہے پھل سختی سے کھینچنے یا مروڑ کر اتارنے سے پھل کی ٹہنی قریب سے بڑی طرح ٹوٹ جاتی ہے اور پھل کی ذک زخمی ہو جاتی ہے اونچے پھل خاص قسم کی دوہری سیڑھیوں کی مدد سے اتارنے جاتے ہیں اور ان کو

احتیاط سے ٹوکری یا سٹیبلوں میں جو اتارنے والے کے کندھوں سے لٹکتے ہیں جمع کئے جاتے ہیں۔ اتارنے کے بعد پھل گوداموں میں جمع کیا جاتا ہے جہاں کریٹوں میں بند کرنے سے پیشتر ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ناشپاتی کو سخت پھل سمجھ کر بوریوں میں مارکیٹ میں بھیجا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ بوریوں میں پھل زخمی ہوتا ہے اور اس طرح زیادہ دیر تک اچھی حالت میں نہیں رکھا جاسکتا، ناشپاتی کی اکثر اقسام ماہ ستمبر کے وسط میں تیار ہو جاتی ہیں مگر بعض باغبان پھل کو پکنے سے پہلے ہی اتار لیتے ہیں۔ تاکہ بندھی میں اچھے دام حاصل کر سکیں۔ ایسا کرنے سے صرف ایک ہی بار غلط فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ آئندہ ایسے پھل کی مارکیٹ میں قیمت گر جاتی ہے۔ کچا پھل مٹھاس اور لذت میں گھٹیا ہوتا ہے۔ ناشپاتی کو درخت سے نیم پختہ حالت میں اتارنا چاہئے جب کہ ان کا سطحی رنگ زردی مائل ہو جائے۔ پھل کو صحیح وقت پر اتارنے کا ایک دوسرا اندازہ یہ بھی ہے کہ وہ ٹہنی سے باسانی توڑا جاسکے۔ وہ اقسام جو عموماً پکنے پر خود بخود گر جاتی ہیں ان کو گرنے سے پہلے اتار لینا چاہئے بڑے قد و قامت کے پھل باغ سے پہلے توڑنے چاہئیں اور چھوٹے پھل کچھ روز کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں تاکہ جسامت میں بڑھ سکیں۔ پہلے توڑا ہوا پھل سائز میں چھوٹا اور ذائقہ اور خوشبو کے لحاظ سے بھی گھٹیا ہوتا ہے۔ پھل اتارنے، پھانٹنے اور کریٹوں میں بند کرنے وقت نہایت احتیاط سے کام لیں تاکہ پھل زخمی نہ ہوں۔ ناشپاتی کی اکثر اقسام دو تہائی پختگی پر اتار لی جاتی ہیں اور اگر اس کو فوراً ۳۵ - ۴۲ ف درجہ حرارت پر سٹور کر دیا جائے تو تین ہفتوں تک بخوبی رہ سکتے ہیں ناشپاتی کی اوسط پیداوار فی درخت ۲۰ من ہے۔

اقسام

پشاور ریجن میں ناشپاتی زمانہ قدیم سے کاشت کی جاتی ہے اور اب بھی کافی تعداد میں اس کی جنگلی اقسام ہزارہ، سوات اور مری میں موجود ہیں ناشپاتی کی ترقی دادہ اقسام رائج کرنے پر کام اس صدی کے اوائل میں شروع ہوا۔ محکمہ زراعت نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دوسرے ممالک سے کئی اقسام برائے تجربہ درآمد کیں اور ان میں سے چند ایک جو اس آب و ہوا میں کامیابی سے پھلتی ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

لیکانٹ (LECONTE)

یہ چینی اور یورپی ناشپاتیوں کی دوغلی قسم ہے جو امریکہ میں پیدا کی گئی ہے اس کا درخت میانہ قد ہوتا ہے شاخیں

زرد اور سیدھی بڑھتی ہیں پھل کی جسامت درمیانہ ہے اور بٹنگ اور کیفیر سے چھوٹا ہوتا ہے رنگ زردی مائل درجہ اچھی طرح پک جانے تو بیٹھا، نرم اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر کے شروع میں تیار ہوتا ہے خشک کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اوسط پیداواری درخت اڑھائی من ہے میدانی علاقوں میں اچھی طرح پھلتا ہے۔ کیفیر قسم کے درخت کے لئے زپورگی (POLLINATION) کا کام دیتا ہے۔

بٹنگ

درخت بڑا تنہا اور بار آور ہوتا ہے۔ پھل گول اور زرد اور اس پر بھورے رنگ کے چھوٹے چھوٹے داغ ہوتے ہیں خشک کرنے اور دور دراز بھیجنے کے لئے موزوں ہے۔ ذائقہ میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر کے شروع میں پکتا ہے اوسط پیداواری درخت تین من ہے۔ میدانی علاقوں میں بھی کامیاب ہے۔

کیفیر

اس کی نسل کشی بارٹلٹ اور چینی اقسام سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں کی گئی ہے درخت طاقتور، زیادہ پھلدار اور سیدھا ہوتا ہے۔ پھل کا سائز بڑا مگر دونوں سروں سے تنگ، پھلکا زرد مگر اچھی طرح پکا ہو تو رنگ سرخ ہوتا ہے۔ پھل موٹا، سخت اور وزن دار ہوتا ہے۔ پھل جب تک اچھی طرح پکا نہ ہو ذائقہ مزیدار نہیں ہوتا۔ ڈبوں میں بند کرنے کے لئے بہتر قسم ہے یہ میدانی علاقوں میں پوری طرح نہیں پکتا۔ کوہستانی علاقوں میں یہ مکمل طور سے پک جاتا ہے۔ پھل کی خصوصیات بہترین اور پیداوار زیادہ دیتا ہے عام طور پر اکتوبر کے شروع میں پکتا ہے۔

بارٹلٹ

اس کی ابتدا ولایت میں تخی اقسام سے ۱۷۷۰ میں ہوئی اور وہاں سے دوسرے ملکوں میں رائج کی گئی۔ اس کا درخت سیدھا ہوتا ہے۔ پھل زردی مائل، سرخ اور گودا نرم اور سفید پس دار اور بیٹھا ہوتا ہے۔ ڈبوں میں بند کرنے اور خشک کرنے کے لئے اچھی قسم ہے۔ میدانی علاقوں کی نسبت پہاڑی علاقوں میں خرابی سے پھلتی ہے۔ پھل اکتوبر کے آغاز میں تیار ہوتا ہے۔

ولیم

اس کا درخت بڑا، طاقتور اور زیادہ پھلدار ہوتا ہے شاخیں سیاہی مائل، پھل کا سایہ بڑا، ذائقہ میٹھا

اور سرد ہوتا ہے اکتوبر کے شروع میں پکنا ہے سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ کی بلندی سے اوپر والے علاقوں میں
کامیابی سے پھلتا ہے۔

ضرر دہاں کیڑے

ناشیپاتی کے پتوں پر حملہ کرنے والا کیڑا

اس کیڑے کا رنگ خون کی طرح گہرا سرخ ہوتا ہے اوپر والے حصے پر چمکنا ہٹ سی معلوم ہوتی ہے یہ نپہ پتوں سے
ماہ مارچ اپریل میں رس چوس کر ان کو مردہ دیتا ہے جب حملہ شدید ہو تو پھل گر جاتا ہے اس تیلہ کو مارنے کے لئے ڈائی مکران
بجواب ۳ اونس سوگین پانی میں ملا کر پھپر کا ڈوکریں۔ گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے گہرے
گڑھوں میں دبا دینا چاہئے۔

ناشیپاتی کا سیلا (PEAR PSYLLA)

یہ رس چوسنے والا کیڑا کم پراچنار میں پایا جاتا ہے اسکے حملے کی شناخت یہ ہے کہ ثمرت کے بلند قطرے پتوں
پر موجود ہوتے ہیں یہ باریک کیڑے نسلوں کے نکتے ہی حملہ آور ہوتے ہیں حملہ اکثر شاخ کی چوٹی سے شروع ہوتا ہے۔
پتوں سے رس چوس کر درخت کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کیڑے کی روک تھام کے لئے باغ کو صاف
رکھیں اور سردیوں میں درخت کی اکھڑی ہوئی چھال اتار لیں مگر خیال رہے کہ لگڑی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔
۱۰ اونس اینڈرین کو ۱۰۰ گیلن پانی میں ملا کر پھپر کا ڈوکریں۔

پھلوں کی مکھی (FRUIT FLY)

ماہ مئی ماہ جولائی میں پھل پرانڈے دے دیتی ہے اور جن سے کرم نکل کر پھل میں گھس جاتے ہیں پھل خراب
ہو کر کینے سے میلے گر جاتے ہیں روک تھام کے لئے بیمار پھلوں کو باقاعدہ زمین سے اکٹھا کیا جائے اس کو یا تو جلا
دیں اور یا گھرے گڑھے میں دبا دیا جائے اسکا حملہ روکنے کیلئے سوڈیم فلوسیکٹ ڈیسرکس یا میلاٹھان کی سپر کنٹری چاہئے

بالوں والا کترا (HAIRY CATER PILLER)

سبز رنگ الی تلی پتوں پرانڈے دیتی ہے ان انڈوں سے بھورے رنگ کے کرم نکل آتے ہیں اور نکتے ہی پتوں سے
سبز رنگ کا مادہ کھانا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ پتے چھلنی کی مانند ہو جاتے ہیں شدید حملے کی صورت میں پتے بالکل ضائع ہو جاتے
ہیں۔ سبز رنگ کے پھل پر حملہ کر کے اوپر والے حصے کو نقصان پہنچاتے ہیں کیونکہ بعد میں پھل کی رنگت

بگڑ جاتی ہے ان کیڑوں کو موسم سرما میں اکٹھا کر کے تلف کریں اور ماہ مئی کے شروع میں انڈوں کے ڈھیروں کو تباہ کریں۔ پھل پکنے سے ایک ماہ پہلے پیرس گرین کا چھڑکاؤ کریں۔ اور دوا پاشی کے ایک مہینے کے اندر میں استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ پیرس گرین سخت زہریلی دوا ہے۔

ناشپاتی کا سکیل (PEAR SCALE)

یہ چھوٹا اور باریک کیڑا مئی کے آخر سے اکتوبر تک شاخوں اور پھلوں سے رس جوستا ہے پھل پر گلابی رنگ کے داغ پیدا ہو جاتے ہیں۔ حملہ شدہ پھل اچھی طرح ترسیں بڑھنے پاتے۔ اور اکثر جسامت میں چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ بیمار پودوں کی تراشیدہ شاخیں جلد ہی جاہیں۔ اور جھاڑے کے موسم میں ایلو لیم دو پینٹ سو گیلن پانی میں ملا کر سپرے کرنی چاہئے۔

بیماریاں

پتوں کا سیاہ ہو جانا (FIRE BLIGHT)

اس مرض کی پہچان سیاہ ہونے سے کی جاتی ہے یہ سیاہی دیکھنے میں ایسی لگتی ہے جیسی آگ سے جلنے کے بعد یہ بیماری جراثیم موسومہ (BACILLUS GMYLOVORUS) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یہ متعدی بیماری کھول اور بگڑس چوسنے سے فوراً پھیلتی ہے اس لئے کیڑوں کا فوراً انسداد بھی اس کے روکنے کے لئے لازمی ہے۔ بیماری درختوں کی سخت شاخ تراشی کرنی چاہئے۔ سوکھے ہوئے شاخ کو دو تین اینچ نیچے صحت مند حصے میں کاٹا جائے تاکہ جراثیمی اثر باقی نہ رہ جائے۔ تراشیدہ شاخیں فوراً جلا دینی چاہئیں۔ بیمار درختوں پر استعمال شدہ اوزار صحت مند درختوں پر استعمال کرنے سے پہلے کسی جراثیم کش دوا سے صاف کرنا ضروری ہے۔ بیمار نعتوں کو تلف کرنے کے بعد درخت پر ۸ حصے کیڈیم سلفیٹ گاڑھا محلول ایک حصہ نمک اور دو حصہ پانی ایک حصہ طاقتور نمک کا تیزاب تین حصے گیلی سرین اور دس حصے الکو حل ملا کر بیمار درختوں پر چھڑکاؤ کریں۔ بتاتے وقت کیڈیم سلفیٹ میں تیزاب ڈالیں۔ اس کے بعد گیلی سرین اور آخر میں الکو حل ملا دیں یا وہ ہے کہ اس مرکب کو دھات کے تیزاب میں نہ تیار کریں۔ اور نہ سٹور کریں۔

ناشپاتی کا سکیب (PEAR SCAB)

یہ بیماری بھی پتوں، شاخوں اور پھلوں پر حملہ کرتی ہے حملہ پتوں کے نچلے حصے پر

پہلے سرخ اور بعد میں سیاہ داغ کی شکل میں رونما ہوتا ہے ہر سال موسم بہار میں اس کا حملہ نئے پتوں پر بھی پھیل جاتا ہے اس لئے موسم خزاں میں سب گرین پتوں کو جمع کر کے جلا دینا چاہئے۔ اسی طرح پھلوں پر بھی سیاہ داغ پیدا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے پھلوں کی جسامت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس بیماری کی مدافعت کے لئے کلیاں نکلنے سے پہلے اور گرنے کے فوراً بعد چھڑنے اور گدھک کی یا بورڈیو مکسچر ۴ : ۴ : ۵۰ کے نسبت میں چھڑکاؤ کرنی چاہئے۔

لیف سپاٹ (LEAF SPOT)

یہ ایک فطری بیماری ہے جس کی وجہ سے پتوں پر کالے داغ پڑ جاتے ہیں اور بے موسم گرنے لگتے ہیں یہ بیماری گرمے ہوئے پتوں پر بھی رہتی ہے اس لئے ان پتوں کو جلا دینا لازمی ہے اس بیماری کو تابو میں لسنے کے لئے سپوٹڈ پرنیاکس یا کاپرو۔ اگین پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کرنی چاہئے۔

لیف بلائیٹ (LEAF BLIGHT)

اس بیماری کی وجہ سے شانوں، پتوں اور پھلوں پر داغ پیدا ہوجاتے ہیں پھل چھٹ کر گرتا ہے اس کا علاج بھی بورڈیو مکسچر پرنیاکس سے کیا جاتا ہے۔

مصنوعات

ڈبوں میں محفوظ کرنا

اچھے سائیز کے پھلوں کی رنگت جب زرد ہو جائے تو انہیں انار کو ۸-۱۲ دن تک عام درجہ حرارت پر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ رنگ اور ذائقہ بہتر ہو جائے۔ پھل کا پھلکا انار کو دو حصوں میں کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کے درمیان سے تخم والا حصہ نکال دیا جاتا ہے۔ چھلکا دور کتے ہی پھل کو فوراً پانی میں جس میں ۹۵ فیصد سٹرک ایسڈ اور ۹۵ فیصد نمک ملا ہوا ہو ڈالا جاتا ہے تاکہ اس کا رنگ بھورانا نہ ہونے پائے۔ اس کو پھر تین چار منٹ کے لئے ۴۵ فیصد سٹرک ایسڈ میں رکھا جاتا ہے۔ پھر چھلک کے حساب سے بڑے پاک صاف ڈبوں میں ڈال دیا جاتا ہے اور ہر ڈبے میں ۱۲ اونس ۴۰ فیصد کالابالا ہوا چینی کا شیر ملا دیا جاتا ہے پھر ڈبوں کو ۵۰-۸۰ منٹ کے لئے اس وقت تک گرم کیا جاتا ہے کہ انکا اندرونی درجہ حرارت ۸۵ ف ہو جائے۔ اس کے فوراً بعد ڈھکن سے بند کر کے ۳۰-۳۵ منٹ

کے لئے ۲۱۲ ف تک گرم کیا جاتا ہے ناشپاتی کا چھلکا عموماً ماتہ سے اتارا جاتا ہے۔ یہ حال لیکانٹ قسم کی ناشپاتی بہتر پائی گئی ہے۔

خشک کرنا

خشک کرنے کے لئے پھل اسی حالت میں اتارا جاتا ہے جو تازہ استعمال کرنے کے لئے کافی سخت اور کچا ہو مگر اس کی سطحی رنگت میں زردی نمودار ہو چکی ہو۔ پھل کو دس بارہ دن کے لئے عام حرارت میں رکھا جاتا ہے تاکہ رنگ اور ذائقہ بہتر ہو جائے۔ پھل کو دھوکہ ۲ برابر حصوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور درمیانی تخم والے حصے کو نکالا جاتا ہے۔ کٹے ہوئے پھل کو خواجوں پر دو تین پونڈ فی مربع فٹ کے حساب سے رکھا جاتا ہے۔ اس کا کٹا ہوا حصہ اوپر کی طرف ہونا چاہئے۔ خواجوں کو گندھک والے کمروں میں لے جاتا ہے۔ اور چالیس گھنٹوں کے لئے گندھک کا دھواں لیا جاتا ہے ایک ٹن تازہ پھل کے لئے ۸ پونڈ گندھک درکار ہوتی ہے۔ اگر موسم موافق ہو تو پھل ۷۷ دن میں خشک ہو جاتا ہے۔ سوکھے ہوئے پھل میں نمی کی پختگی پر منحصر ہے خشک کرنے کے لئے لیکانٹ اچھی ثابت ہوتی ہے۔

جام

پختہ اور نرم پھل سے چھلکا اتار کر کاٹ لیا جاتا ہے۔ ۱۰۰ پونڈ پھل میں دس پونڈ پانی ملا کر ابال لیا جاتا ہے تاکہ نرم ہو جائے۔ اسے چھان کر برابر وزن کی چینی ملا کر گرم کر دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ درجہ حرارت ۲۲۱ ف تک پہنچ جائے۔ برکس (BRIX) کسی حالت میں ۶۸ سے کم نہ ہو۔ پھر فوراً پاک و صاف ٹین کے ڈبوں میں ڈال کر بند کیا جاتا ہے۔

بہی

بہی کے باقاعدہ باغات پشاور میں بہت کم ہیں۔ باغات میں اس کے درخت خال خال نظر آتے ہیں۔ اس کا پھل یا تو تازہ حالت میں استعمال ہوتا ہے یا اسے جام اور مربہ وغیرہ کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اس کے تخم کی یونانی طبی طریقہ علاج میں بہت اہمیت ہے۔ کیونکہ یہ مختلف امراض کے لئے بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے بہی کا تخم اچھی خاصی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ عام حالات میں ایک صحت مند درخت سے ۶۰۵ پونڈ خشک تخم حاصل کیا جاتا ہے۔ چونکہ بہی کی کاشت محدود ہوتی ہے اس لئے اس کے تخم سے کافی حد تک نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں اس کا صحیح رقبہ کاشت معلوم نہیں۔ ۱۹۹۷ء کے اعداد و شمار کے مطابق پشاور، مردان، کوٹاٹ اور ہزارہ کے اضلاع میں تقریباً ۲۳۰۰۰۰ درخت شمار کئے گئے ہیں۔

آب و ہوا اور زمین

بہی کے درخت سخت حالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اڑو کے مقابلے میں بہی کے درخت زیادہ گرمی اور زیادہ سردی برداشت کر سکتے ہیں۔

ایسی زمینوں میں جس میں پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو اور ان میں ریت اور چینی مٹی کا توازن ٹھیک ہو۔ اس کے درخت خوب ترقی کرتے ہیں۔

ACID SOIL تڑپتی زمینوں میں اس کے درخت آڑھ اور سیب کے مقابلہ میں بہت کامیابی سے اُگتے ہیں۔

افزائش

اس کی بافزائش قلموں کی مدد سے کی جاتی ہے۔ قلمیں عام طور پر سخت یکساہ شاخوں سے موسم سرما میں کاٹی جاتی ہیں جب یہ خوابیدہ حالت میں ہوتے ہیں۔ قلموں کو کٹائی کے بعد بانڈھ کر کسی سرد مقام پر زمین میں دبا دیا جاتا ہے۔

ہمارے شروع میں انہیں زمین سے نکال کر ۳ فٹ چوڑی قطاروں میں ایک دوسرے سے ۴ اینچ کے فاصلے پر کاشت کر دیا جاتا ہے۔ قلموں کی لمبائی ۸ - ۱۰ اینچ ہونی چاہئے۔ ان قلموں کو اس طرح کاشت کرتے ہیں کہ ان کا صرف ایک چشمہ زمین کے اوپر ہے۔

باغ میں منتقلی

ترسری سے صحت مند ایک سالہ پودے باغ میں منتقلی کے لئے چن لئے جاتے ہیں۔ پھر انہیں باغ میں ۱۶ - ۱۸ انٹ کے فاصلے پر مربع نمائش کے مطابق لگا دیا جاتا ہے۔ چونکہ یہی کے درخت سیدھے بڑھتے ہیں اور ان کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے اس لئے انہیں مربع نما طریقے سے لگانا موزوں ہے۔ اس طرح باغ لگانے سے ان کے درختوں کے درمیان دیگر فصلوں کے کاشت کرنے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

درختوں کی تربیت اور شاخ تراشی

باغ لگانے کے بعد دو سال تک درختوں کی شاخوں کو مناسب طور پر تربیت دینا بہت ضروری ہے۔ موسم پر شاخوں کی اس طرح کٹائی کی جاتی ہے سینٹرل لیڈر سسٹم (CENTRAL LEADER SYSTEM) شکل میں ترتیب پاجائیں۔ اسی آئناہیں بجایا درختک شاخوں کو کاٹ کر تلف کر دیا جاتا ہے۔ یہی کے درختوں کی شاخ تراشی پر اگرچہ تجربات نہیں کئے گئے لیکن یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اس کا پھل یکساہ شاخوں پر آتا ہے۔ اس لئے اس کی شاخ تراشی میں اس بات

کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کی ایک سالہ شاخیں زیادہ سختی سے نہ کاٹی جائیں۔ اس مقصد کے لئے جاڑے کے موسم میں پھل دینے والی شاخ کا صرف ایک تہائی حصہ کاٹا جاتا ہے۔ تراشی ہوئی شاخوں پر اگلے سال کے لئے پھلدار شاخیں کافی تعداد میں نکل آتی ہیں۔ شاخ ایک تہائی حصہ کاٹنے سے اگرچہ پھل کی پیداوار کا تیسرا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن پھل کی جسامت اور خوبی بڑھ جاتی ہے۔

باغ کی نگہداشت

بہی کے درختوں کی نگہداشت آڑو اور دوسرے پت جھڑ قسم کے درختوں کی مانند کی جاتی ہے۔

ان کو باقاعدہ طور پر کھادا اور پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

پھل کی چنائی

پھل پکنے پر اس کا رنگ زردی مائل ہو جاتا ہے پکے ہوئے پھلوں کی چنائی ہاتھ سے

چُن چُن کر کی جاتی ہے اور ٹوکریوں میں بغیر کسی احتیاط کے اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا پھل کافی سخت ہوتا ہے۔

پیداوار

بہی کے ایک صحت مند درخت سے ۸۰ سے ۱۰۰ پونڈ تک اور ۵ سے ۶ پونڈ تک تخم

حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مصنوعات

بہی کا جام عموماً استعمال ہوتا ہے۔ جیم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پھل سے چھلکا اتار کر اس کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ دیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے پکے ہوئے نرم پھل منتخب کئے جاتے ہیں۔ پھل کے ٹکڑوں کو پانی میں ڈال کر اتنا ابلا جاتا ہے کہ وہ بہت نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس سے ان کا گودا کسی چھلنی یا ٹمبل کے کپڑے کی مدد سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اس کے گودے میں چینی ملا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس مرکب کو ۲۳۱ فارن ہیت تک گرم کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ چینی کا تناسب ۶۸ فی صد سے زیادہ نہ ہونے پلے تیار شدہ جیم کو جراثیم سے پاک صاف برتنوں میں ۱۸۰۔۹۰ آن کی تپش میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر تیار شدہ جیم کے ڈبوں کو کسی سرد جگہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔

نقصان وہ کیڑے اور بیماریاں

CODLING MOTH ایک نقصان رساں کیڑا ہے جو سیب کے علاوہ بھی کے پھلوں پر بھی حملہ کرتا ہے۔ اس کے سدباب کے لئے اس پر چھڑکاؤ کا پروگرام سیب کی طرح ہونا چاہئے۔
سڈیاں :- بعض ایسی سڈیاں ہیں جو اس کے تنوں اور موٹی شاخوں کے اندر سوراخ کر دیتی ہیں۔ یا تو ان سوراخوں میں کوئی تار لے کر سڈیاں کو تلف کر دینا چاہئے یا دھونی دار دواؤں سے ان کا سدباب کرنا چاہئے۔ پیراڈائی کلورو بنزین کو متاثرہ شاخوں کے سوراخوں میں ڈال کر سوراخ بند کر دینے سے بھی سونڈیاں مر جاتی ہیں۔

بیماریاں

سڑن اور کوڑکی بیماریاں بھی بھی کے درختوں پر حملہ کرتی ہیں۔ ان ساری بیماریوں کا آسان طریقہ علاج یہ ہے کہ پھول نکلنے سے پہلے بورڈیو مکسچر ۲۰، ۵۰ کے تناسب میں تیار کر کے چھڑک دیا جائے۔ گندھک کا ہلکا ہلکا چھڑکاؤ بھی بیماریوں کی کسی حد تک روک تھام کر دیتا ہے لیکن گندھک کا استعمال پھل جانے کے بعد کرنا بہتر ہوتا ہے۔ بورڈیو مکسچر موسم سرما میں لیڈ آرسنیٹ کے ساتھ ملا کر چھڑکاؤ کرنے سے بھی اچھے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

بہی کا مربہ

بہی کا مربہ بہت پسند کیا جاتا ہے۔ مربہ بنانے کے لئے درخت پر پکے ہوئے سخت پھل چن لئے جاتے ہیں۔ ان چنے ہوئے پھلوں کا چھدکا اتارنے کے بعد انہیں خواہش کے مطابق ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ ایک پونڈ پھل کے لئے ایک پونڈ چینی درکار ہوتی ہے۔ چینی کا تیس فی صد طاقت کا شیر بنایا جاتا ہے اور اس شیرے کو ۲۰-۳۰ منٹ تک گرم حالت میں رکھ کر بہی کے کاٹے ہوئے ٹکڑوں کو اس میں رکھ لیا جاتا ہے۔

باقی چینی کو آہستہ آہستہ مربے میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تمام عمل گرم حالت میں کیا جاتا ہے۔ جب تپش ۲۲۱ ف پر پہنچ جائے تو یہ سارا کام ختم ہو جانا چاہئے۔ حتیٰ کہ تناسب ۱:۱:۱ سے زیادہ شیرے میں نہیں ہونا چاہئے۔ مربہ تیار ہوجانے کے بعد اسے گرم حالت میں ٹین کے صاف ڈبوں میں بند کر کے سرد مقام پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

آرٹو

آرٹو پت جھڑو درختوں کے گردہ میں سے ہے۔ اس کا پھل لذت، شیرینی اور خوشبو کی وجہ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پھل کے کیمیائی تجزیہ سے پتہ چلا ہے کہ آرٹو میں ۶۶٪ فیصد شکر اور ۱۲٪ فیصد لحمی مادہ (PROTEIN) کے علاوہ چند اہم مادنی اجزاء مثلاً لوہا، نائٹروجن، فسفورس بھی موجود ہیں۔ آرٹو کے تخم اور پھولوں کی بھی اہمیت ہے۔ چونکہ ان سے ایک قسم کی شراب بنائی جاتی ہے، پھولوں کو یونانی طب میں کالی کھانسی کے علاج کے لئے دنیا بھر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ انہیں بعض اطباء اس کے پھولوں کو بطور کرم کش دوا استعمال کرتے ہیں۔ چند ایک طفلی بیماریوں کے علاج کے لئے اس کے پھل کا شیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے تخم سے جو تیل نکلتا ہے بہت اہمیت رکھتا ہے اس تیل سے بالوں کی زیبائش میں مدد ملی جاتی ہے۔ اور اسے بطور خوراک بھی کام میں لایا جاتا ہے۔ پچھلے زمانے میں جب بجلی عام نہیں تھی، اس کے تیل سے دیئے روشن کئے جاتے تھے۔

آرٹو کے وطن کا ٹیبٹ ٹھیک علم نہیں، لیکن بعض ماہرین کا خیال ہے کہ اس کا اصلی وطن ایران تھا۔ اور ایران سے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی ابتدائی صدیوں میں یہ پھل یونان میں لایا گیا۔ کئی ایک نامور ماہر

نباتات اس کا آبائی وطن چین بتاتے ہیں۔ بہر حال اس کے اصلی وطن سے متعلق ابھی تک بہت افسانے مشہور ہیں اور حقیقت کا پتہ نہیں۔ چاہے اس کا وطن ایران ہو یونان یا چین اس پھل کی بڑی اہمیت ہے۔ وادی پشاور آڑو کی کاشت کے لئے آب و ہوا اور زمین کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتی ہے اس کے علاوہ مالکنڈ، کرم و زیرستان کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں بھی آڑو کی کاشت ہوتی ہے۔ وادی پشاور میں مردان اور ضلع پشاور کا آڑو بہت ہی اچھا تصور کیا جاتا ہے اور یہی چند مقامات ہیں جو آڑو کی کاشت کے لحاظ سے پاکستان میں بہت اہمیت رکھتے ہیں اور شہرت یافتہ ہیں۔ آڑو مری کی پہاڑیوں اور سابق پنجاب کے چند ایک علاقوں میں بھی کاشت ہوتا ہے، لیکن یہاں اس کا زیر کاشت رقبہ بہت محدود ہے۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ پشاور کا تقریباً تین ہزار ایکڑ رقبہ آڑو کے زیر کاشت ہے جو مغربی پاکستان کے کل آڑو کے رقبے کا تقریباً نصف حصہ ہے۔

زمین اور آب و ہوا

آڑو مختلف قسم کی زمینوں میں کاشت ہو سکتا ہے۔ لیکن حتمی یا شور والی (ALKALINE) زمینوں میں اس کی کاشت مشکل ہے۔ بھاری اور ہلکی زمینوں میں اگر پانی کی نکاسی کا اچھا بندوبست ہو تو اس کی کاشت کامیابی سے کی جاسکتی ہے لیکن ایسی زمین جس میں چکنی مٹی کا تناسب بہت زیادہ ہوگا اور ریت معمولی تناسب میں موجود ہو، پانی کا نکاس کمزور ہونے سے آڑو کی کاشت زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ آڑو ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں ۳۰۔۴۰ عرض البلد پر کاشت کیا جاتا ہے اور حالات مناسب ہوں تو اس سے زیادہ عرض بلد پر بھی اس کی کاشت کی جاسکتی ہے۔

آڑو کے درخت پت جھڑ خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سردیوں میں ضرور خواہ بید ہو جاتے ہیں۔ اس خواہ بیدگی سے ان کو جگانے کے لئے طویل موسم سرما اشد ضروری ہے۔ جہاں ایسے حالات نہیں ہیں وہاں اس کی کاشت نہیں کی جاسکتی۔ ایسے علاقوں میں جو ۳۰ عرض بلد سے کم درجہ پر واقع ہوں، آڑو کی کاشت مشکل ہے، لیکن اگر سرما کی شدت تپش کسی وجہ سے کم ہو جائے یا پھر یہ مقام زیادہ طول بلد پر واقع ہو تو اس کی کاشت کسی حد تک کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہی چند اسباب ہیں کہ آڑو کی شہور قبیل سابقہ پنجاب کے میدانی علاقوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ آڑو کی کاشت کے لئے گرمائی تپش بہت کم

بھی بوجھائے تب بھی اس کا پھل اچھی طرح نہیں پکتا۔ خوش قسمتی سے پشاور ریجن کی آب و ہوا آرڈو کے لئے بہت موزوں ہے۔

پشاور ریجن ۳۲ سے ۳۶ درجے تک شمال عرض بلد پر واقع ہے۔ متحدہ امریکہ میں آرڈو کی کاشت کے علاقے بھی تقریباً اسی عرض بلد پر واقع ہیں۔ مثلاً کیلی فورنیا، واشنگٹن، اوٹا، گلیرڈو وغیرہ اس لحاظ سے پشاور ریجن کو آرڈو کی کاشت کے لحاظ سے اگر مغربی پاکستان کا کیلیفورنیا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ پشاور ریجن کی سطح سمندر سے زیادہ بلندی آرڈو کی کاشت کے لئے درکار عرض بلد کی کمی کی تلافی کر دیتی ہے۔ ترناب کے زرعی تحقیقاتی مرکز پر جہاں آرڈو بڑی کامیابی سے کاشت ہوتا ہے، اوسط درجہ حرارت، ۹ فارن ہیٹ ماہ مئی میں ۱۰.۵ فارن ہیٹ۔ جون میں ۱۰.۲ فارن ہیٹ، جولائی میں مشاہدہ کی گئی ہے۔ اسی طرح کم سے کم درجہ حرارت ۸.۶۹ فارن ہیٹ، ۶.۵۶ فارن ہیٹ، ۴.۸۰ فارن ہیٹ، ۵.۲۰ فارن ہیٹ اور ۶.۰۶ فارن ہیٹ ماہ نومبر، جنوری، فروری، مارچ اور اپریل میں علی الترتیب مشاہدہ کئے گئے۔

آرڈو کے لئے موسم سرما اور کم شدید گرم موسم موزوں ہے۔

افزائش

آرڈو کے اعلیٰ اقسام کی افزائش تخم کے ذریعے سے ناموزوں ہے چونکہ تخم سے حاصل کردہ درختوں میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ لہذا آرڈو کی افزائش نباتاتی طریقہ (ASEXUAL) سے کی جاتی ہے۔ یہ نباتاتی طریقہ افزائش میں پیوند اور چشمہ لگانے کا عمل کسی موزوں روٹ شاک پر کیا جاتا ہے۔ اس طرح حاصل شدہ درختوں میں پھل کی یکسانیت قائم رہتی ہے۔ پیوند کے مقابلے میں چشمے کے ذریعے حاصل شدہ درخت زیادہ دیر پا ہوتے ہیں۔ زرعی تحقیقاتی مرکز ترناب کے قائم ہونے سے قبل پشاور ریجن میں گھٹیا اقسام کے دیسی آرڈو کاشت ہو کر تھے۔ جن کا موسم مختص ہوا کرتا تھا۔ لیکن ۱۹۴۸ء میں آرڈو کے لئے موزوں روٹ شاک پر کام شروع کیا گیا اور موزوں روٹ شاک کے دریافت کے لئے سفید اور زرد دیسی آرڈو اور بادام پر تجربات کئے گئے۔ ان تجربات کی روشنی میں پتہ چلا کہ زرد دیسی آرڈو کا روٹ شاک پشاور ریجن کی زمینوں کے لئے موزوں ہے۔ چنانچہ آرڈو کی مشہور قسمیں اسی روٹ شاک پر بہت خوبی سے کامیاب رہیں۔ علاوہ الف کے علاوہ آرڈو کی دیگر اقسام کے چشمے بھی زرد دیسی آرڈو کے روٹ شاک پر لگائے جاتے ہیں۔ اسی نوعیت کا کام کوئٹہ اور صوبے کے دوسرے

مقلات پر کیا گیا ہے اور ان تجربات کی روشنی میں کوئٹہ بلوچستان کے علاقوں میں کرٹسے باوام کاروٹ سٹاک موزوں ثابت ہوا ہے۔ اس ضمن میں مزید کام خرمائی، شقالو، کرٹوا باوام اور آلوچہ (تور آلو) کے روٹ سٹاک زرعی تحقیقاتی مرکز ترناب میں جاری ہے۔

روٹ سٹاک حاصل کرنے کے لئے زرد آڑو کی گٹھلیوں کو نومبر اور دسمبر میں تیار شدہ زمین میں ۲-۳ فٹ چوڑی قطاروں کی صورت ۳-۴ انچ کے فاصلے پر کاشت کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے ڈھائی مہینوں تک آڑو کی گٹھلیاں پھوٹ پڑتی ہیں اور مارچ کے آخری مہینے میں تقریباً سارے پودے نکل آتے ہیں اور اگاؤ (GERMINATION) مکمل ہو جاتا ہے۔ پودوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے تو نومبر اور دسمبر میں کاشت کئے ہوئے آڑو کی گٹھلیوں سے جولائی اور اگست کے مہینوں میں پودے چشمہ لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ عموماً شیلڈڈ نما چشمہ آڑو کے پودوں پر لگایا جاتا ہے۔ چشمہ لگانے وقت پودوں کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو دوسرے سال دسمبر جنوری میں وہ تقریباً ۳-۴ فٹ قد کے ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں انہیں زمری سے نکال کر باغ میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

گٹھلیوں کو کھیت میں سیدھا لگانے کی بجائے ان کو ایک بکس میں تہہ بہ تہہ اس طرح رکھا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ریت کی چار انچ تہہ بچھا دی جاتی ہے اور اس کے اوپر آڑو کی دو تہیں جمادی جاتی ہیں۔ اس پر پھر ریت کی تہہ اور اسی طرح آڑو کی تہیں۔ حتیٰ کہ بکس بھر جائے۔ بکس کی اونچائی دو فٹ سے زیادہ نہ ہو اس کو ٹھنڈی جگہ میں رکھا جائے اور گاہے بگاہے پانی دیتے رہنا چاہیے۔ اس عمل کو (STRATIFICATION) کہتے ہیں۔ جنوری کے مہینے میں ان کو نکال لیا جائے اور جو گٹھلیاں پھوٹ آئی ہوں یا جو ترخ گئی ہوں ان کو نکال کر چھ چھ انچ کے فاصلہ پر لائنوں پر اور قطاروں میں دو دو فٹ کے فاصلے پر لگا دیا جائے۔ اچھی حالت میں چھ مہینے کے بعد سٹاک پیوند کے قابل ہو جائے گا۔ اس طریقے سے کافی عرصے کے لئے زمین اور اس کی نگہداشت وغیرہ پر خرچ بچ جاتا ہے۔ اور زرقی دادہ ممالک میں یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

باغ لگانا

آڑو کے باغ لگانے کا موزوں موسم اوائل بہار ہے۔ جب پودوں کے چشمے پھوٹنے

شروع ہوتے ہیں۔ پشاور ریجن کے میدانی علاقوں میں آرٹو کا باغ لگانے کا کام جنوری سے شروع ہو جاتا ہے اور ۱۵ فروری تک جاری رہتا ہے۔ لیکن بلند مقامات پر مثلاً امری اور کوئٹہ وغیرہ میں باغ لگانے کا کام مارچ تک بھی کیا جاسکتا ہے۔ آرٹو کے پودے باغ میں لگانے سے پہلے ان کی جڑوں کو بلکا بلکا تراش لیا جاتا ہے اور ان کے سر کو قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ پودے کا غذائی تناسب فعلیاتی طور پر متوازن ہو جائے۔ پودوں کو مربع نما نقشے کے مطابق ۲۴ فٹ چوڑی قطاروں میں رکھا دیا جاتا ہے۔ اگر زمین زرخیز اور بھاری ہو اور پودے سے پست قدا اقسام کے ہوں تو ناصیے کو گھٹا کر ۲۰ فٹ کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس صورت میں پودے کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ پودے لگانے سے پہلے گڑھوں کی اچھی طرح کھدائی کرنی چاہیے اور ان میں پودوں کو مضبوطی سے لگانے کے فوری بعد پانی دے دینا ضروری ہے۔

شاخ تراشی

باغ کی گہدائش کے سلسلے میں شاخ تراشی کی بڑی اہمیت ہے۔ چونکہ اس سے باغ کی خوبصورتی، عمر اور پھل کی پیداوار کا براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ اگر پودے کی صحیح طور پر شاخ تراشی کی جائے تو کمزور پودوں کی صحت کو اور ان کی شکل کو بڑی حد تک ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ شاخ تراشی کا کام پودوں کے لگانے کے بعد سے لے کر باغ کے ختم ہوتے تک جاری رہتا ہے۔ اور یہ ہر سال کرنا بہت ضروری ہے۔ آرٹو کے درختوں کی شاخ تراشی شروع شروع میں اس طرح کی جاتی ہے کہ اس کے درخت کی شاخیں کھلے مرکزی شکل میں (OPEN CENTRE) یا موڈی فائیسڈ سنٹرل لیڈر (MODIFIED CENTRAL LEADER) شکل میں ترتیب پا جائیں۔ باغ میں درختوں کی مناسب ترتیب درختوں کے اوائل عمر میں کرنا بہت ضروری ہے۔ چونکہ ان دنوں اپنی مرضی کے مطابق درختوں کی شکل و صورت بنائی جاسکتی ہے۔ کھلے مرکزی شکل میں یا موڈی فائیسڈ سنٹر میں شاخ تراشی کر کے شاخوں کو ترتیب دینا اس لئے ضروری ہے کہ اس صورت میں درختوں کے قطاروں کے درمیان آسانی کے ساتھ ہل چلا یا جاسکتا ہے اور پودوں پر امراض اور کیرٹوں کے حملے کے خلاف دو ایس آسانی سے چھڑکائی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ درختوں کی قطاروں کے درمیان آسانی سے

چلا پھرا جاسکتا ہے جس سے پھل اتارنے میں سہولت ہوتی ہے۔ پودوں کی کھلے مرکزی شکل میں ترتیب دینے سے پتوں کا رنگ کافی حد تک سبز ہو جاتا ہے اور پھل بھی اچھے سائز اور رنگ کے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اس صورت میں درختوں میں کاربن ہضمیت پورے (PHOTO SYNTHESIS) پورے طور پر عمل پذیر ہوتی ہے۔ چونکہ درختوں کی کشادگی کی وجہ سے سورج کی روشنی انہیں مکمل طور پر دستیاب ہوتی ہے۔ شاخ تراشی کا عمل ہر سال بدل جاتا ہے۔ پہلے سال کی شاخ تراشی دوسرے تیسرے سال کی شاخ تراشی سے مختلف ہوتی ہے۔ ذیل میں ان کی تفصیلی وضاحت کی جاتی ہے۔

پہلے سال کی شاخ تراشی

باغ میں پودے لگانے کے بعد ان کے سروں کو سطح زمین سے ۲۴-۳۰ انچ کی بلندی پر کاٹ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کی سیدھی شاخ پر ۳-۴ صحت مند چٹھے باقی رہ جاتے ہیں۔ انہی



چشموں سے آنے والے سالوں میں پودے کی بنیادی شاخیں نکلتی ہیں۔ اور پہلے سال کی چھوڑی ہوئی شاخ تنے کے طور پر کام کرتی ہے اور اسی تنے پر آنے والے سال میں شاخیں تربیت پاتی ہیں۔ یہ شاخیں تنے کے چاروں طرف متوازن فاصلوں پر چھوڑی جانی چاہئیں۔ سب سے نچلی شاخ کو سطح زمین سے کم از کم ۹ انچ پر اور باقی ایک دوسرے سے تقریباً چھ انچ کے فاصلے پر ترتیب دینا چاہیے۔ ان شاخوں سے نکلنے والی بغلی شاخوں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ ہر شاخ کو تنے کے جوڑے سے چار سے چھ انچ تک کے فاصلے پر قلم کر دیا جائے تاکہ باغ میں یکساں شکل میں درخت نشوونما پاسکیں۔ اگر تنے پر مناسب شاخیں نہ ہوں تو متذکرہ بالا شاخوں کا انتخاب دوسرے سال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

دوسرے سال کی شاخ تراشی

پہلے سال شاخ تراشی کے ذریعے ترتیب شدہ شاخیں اگر غلط وضع قطع میں بڑھ رہی ہوں تو ان کی اصلاح کے لئے شاخ تراشی کیجئے تاکہ صرف صحیح اور منتخب شاخیں تنے پر نشوونما پاسکیں۔ اس طرح شاخ تراشی کھلے مرکزی شکل میں دو سال بھی جاری رہتی ہے

تیسرے سال کی شاخ تراشی

پچھلے دو سال اگر شاخ تراشی میں غلطی ہو گئی ہو تو تیسرے سال انہیں ٹھیک کر دیا جاتا ہے اور تنے پر شاخوں کے ناغے رہ گئے ہوں تو انہیں حسب منشا ترتیب دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں درخت کے راسی شاخوں کو (TERMINAL SHOOTS) مناسب لمبائی میں قلم کر کے درخت کی بلندی یکساں حالت میں قائم رکھی جاتی ہے۔

پختہ عمر کے درختوں کی شاخ تراشی

اڑد کے درخت جب تین چار سال کے ہو جائیں تو یہ پھل دینا شروع کر دیتے ہیں پھل صرف یکساں ٹہنیوں پر پیدا ہوتے ہیں جو دو یا تین سال والی شاخوں پر چھوڑے جاتے ہیں۔ لہذا پھلدار پختہ عمر کے درختوں کی شاخ تراشی کرتے وقت ان میں پائی جانے والی شاخوں کی شاخ تراشی کر کے پھل کی پیداوار کا توازن برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں شاخوں کی کٹائی کا سادہ اور آسان اصول یہ ہے کہ کمزور اور ناکارہ شاخوں کو بالکل کاٹ کر ختم کر دیا

جاتا ہے۔ صحت مند اور توانا شانوں کی ہلکی ہلکی شاخ تراشی کی جائے۔ سال گذشتہ کے نموشدہ شانوں کے تقریباً ایک تہائی حصے کو قلم کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ چونکہ اس طرح کرنے سے نئی نئی شاخیں آنے والے سال کے لئے نکلتی رہتی ہیں۔ جو اگلے سال میں پھل دیتی ہیں۔ آرڈو کی چند ایسی اقسام ہیں جن کا پھل ایک سالہ شاخ کے پچھلے حصے پر ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں (ALBERTA) اور آرڈو ۶ الف قابل ذکر ہیں اس لئے جس وقت ان اقسام کے درختوں کی شاخ تراشی کی جائے تو ان کی امتیازی خصوصیات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے برعکس بعض اقسام میں پھل ٹہنی کے اوپر والے حصے میں پیدا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف توانا شانوں کو بغیر شاخ تراشی کے چھوڑ دینا چاہیے اور کمزور شاخ کو مکمل طور پر تراش دینا چاہیے۔

شاخ تراشی کے متعلق مشاہدات

شاخ تراشی کے مختلف طریقوں پر ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۴ء تک ترناب میں تجربات کئے گئے۔ شاخ تراشی کے مختلف طریقے جو زیر تجربہ رہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

★ شانوں کی ہلکی شاخ تراشی اور ان کی کاٹ چھانٹ۔

★ ہر شاخ کی ہلکی شاخ تراشی۔

★ ہر شاخ کی سخت شاخ تراشی اور ہلکی کاٹ چھانٹ۔

★ شاخ تراشی کے بغیر۔

مذکورہ بالا تجربے سے جو مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں، ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ اگر شاخ تراشی بالکل نہ کی جائے تو شانوں کی نباتاتی نشوونما بہت ہو جاتی ہے اور پھل کی پیداوار تو زیادہ ہوتی ہے۔ مگر حاصل ہونے والا پھل گھٹیا قسم کا ہوتا ہے۔

۲۔ غیر شاخ تراش شدہ درخت عمر میں کم اور صحت میں کمزور ہوتے ہیں۔

۳۔ غیر شاخ تراش شدہ درختوں پر خرچ بہت زیادہ آتا ہے اور ساتھ ہی پھل کی پیداوار کم اور گھٹیا ہونے کی وجہ سے منافع بھی کم حاصل ہوتا ہے۔

★ شانخوں کی اگر ہلکی شاخ تراشی اور ہلکی کاٹ چھانٹ کی جائے تو ایسے درخت سب سے زیادہ پیداوار اور منافع دیتے ہیں۔

★ اگر ہر شاخ کی ہلکی شاخ تراشی کی جائے تو درخت کے تنے کا پھیلاؤ بڑھ جاتا ہے۔

★ شانخوں کی اگر سخت کٹائی کی جائے تو حاصل ہونے والا پھل نہ صرف اچھی قسم کا حاصل ہوتا ہے بلکہ سائز میں بھی بڑا ہوتا ہے۔

تجربات شاہد ہیں کہ نو عمر آرڈو کے درختوں کی شاخ تراشی اور کاٹ چھانٹ ہلکی کرنا فائدہ مند ہے۔ لیکن ہوں ہوں درخت کی عمر بڑھتی جائے شاخ تراشی نسبتاً سخت کرنی چاہیے شاخ تراشی کا کام سطحی نظر سے اگرچہ آسان معلوم ہوتا ہے لیکن جب تک اس میں عملی مہارت نہ ہو اسے بخوبی سرانجام دینا مشکل ہے۔

کھاد اور پانی

ترناب میں کھاد اور پانی سے متعلق جو تجربات کئے گئے ہیں ان کے مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ کھاد اور پانی، پھل کی پیداوار، باغ کی عمر اور درختوں کے پھیلاؤ سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں۔ نائٹروجن مہیا کرنے والی کھاد درخت کے پھیلاؤ میں اضافہ کرتی ہے اور اس میں درخت کی نباتاتی نشوونما بڑھ جاتی ہے۔ گوبر کی کھاد اور فاسفورس مہیا کرنے والی کھاد سے پھل کی پیداوار بڑی حد تک بڑھ جاتی ہے اور درخت کی نشوونما بھی برقرار رہتی ہے۔ مختصر یہ کہ آرڈو کے درختوں پر نامیاتی اور غیر نامیاتی کھادوں کا اچھا اثر ہوتا ہے۔ ان کھادوں کے استعمال کا انحصار مقام اور آب و ہوا کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ بہر حال عام حالات میں ۴ سے ۶ پونڈ ایمونیم سلفیٹ فی درخت اوسط درجے کے درختوں کے لئے اچھے نتائج پیدا کرتا ہے۔ آرڈو کے درخت کے لئے ایمونیم سلفیٹ کی یہ شرح ۳ سے ۴ خوراک میں دہی جائے تو پیداوار اچھی اور پھل بڑے سائز کا حاصل ہوتا ہے۔ ایمونیم سلفیٹ کی پہلی خوراک پھول نکلنے سے پہلے، دوسری خوراک پھل بننے کے بعد جب یہ بادام کے پھل کے سائز کے برابر ہو جائے دینی چاہیے۔ باقی خوراک

کو آبپاشی کے ساتھ دیا جائے۔ دیسی کھاد دینا ہو تو پندرہ سے بیس^۲ سیر دیسی کھاد ایک کم عمر درخت کے لئے اور ۲ سے ۲ ۱/۲ من دیسی کھاد پختہ درخت کے لئے جڑوں کے اطراف میں کھدائی کر کے موسم سرما میں پھول نکلنے سے ۲۰ یا ۲۵ دن پہلے دینا چاہیے۔ اس طرح کھاد دینے سے اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

آڑو کے درختوں کو کیمیائی اور ڈیرانی کھاد کے علاوہ سبز کھاد بھی دی جاسکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے سبز کھاد والی فصلیں مثلاً برسم، شفق وغیرہ کو درختوں کی قطاروں کے درمیان اگالیا جاتا ہے اور جب آڑو کے پھول نکلنے شروع ہو جاتے ہیں تو تقریباً بیس دن پہلے سبز کھاد والی فصل کو مٹی پلٹنے والے ہل کو چلا کر زمین کے اندر دبا دیا جاتا ہے۔ دوسرے پھلدار درختوں کی طرح آڑو کے درختوں کی پانی کی ضروریات بھی محدود ہوتی ہیں پانی کی مناسب فراہمی پیداوار سے براہ راست تعلق رکھتی ہے۔ ایسے وقت جبکہ پودے میں نشوونما تیزی سے ہو رہی ہو پانی کا اثر بہت واضح طور پر نظر آتا ہے۔ درخت کی عمر اور اسکی زندگی کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے۔ مختلف ملکوں میں آڑو کے باغات کی پانی کی ضروریات پر جو کام ہوا ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر پانی کم فراہم کیا جائے تو درخت سے ہنے اور پھل جھڑنے اور گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھل کی نوعیت اور پیداوار بھی اثر انداز ہو جاتی ہے۔ زمین کے اندر مناسب رطوبت موجود نہ ہو تو بھی درخت کی نشوونما کم جاتی ہے۔ اس طرح پانی کی افراط بھی درخت کی زندگی کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔ کیونکہ پانی کی افراط کے سبب پھول تیزی سے جھڑنے لگتے ہیں اور ان کی نشوونما بھی اچھی نہیں ہوتی۔ آڑو ۶ الف پر پانی کی ضروریات کے متعلق ترناب میں تجربات کئے گئے ہیں۔ ان تجربات سے جو اعداد و شمار ملے ہیں ان سے پتہ چلا ہے کہ ۱۰ امی سے ۱۰ جولائی کے دروان میں آبپاشیاں بہت ضروری ہیں کیونکہ یہ درخت کی نشوونما کا بہت اہم وقت ہوتا ہے۔ مناسب اور ٹھیک طریقہ نہ صرف پھل کی پیداوار میں حاصل ہوتا ہے بلکہ درخت کی صحت بھی برقرار رہتی ہے۔ عام حالات میں آڑو کے باغ کو تین سے پانچ مرتبہ آبپاشی کرنا ضروری ہے۔ آبپاشی کا پروگرام بناتے وقت درختوں کی کھاد کا پروگرام بھی بنانا اچھا ہوتا ہے کیونکہ کھاد آبپاشی سے قبل دی جاتی ہے۔

باغ کی نگہداشت

آڑو کے باغ کی اوائل عمر میں نگہداشت خاطر خواہ کرنا بہت اہم کام ہے۔ اس دور ان میں درختوں کی قطاروں کے درمیان آسانی کے ساتھ صفائی رکھی جاسکتی ہے۔ چونکہ اس عمر میں درختوں کا پھیلاؤ کم ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں درختوں کی عمر بڑھتی جاتی ہے۔ درختوں کا پھیلاؤ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی تناسب سے روزانہ درختوں کا درمیانی فاصلہ گھٹتا جاتا ہے۔ باغات میں درختوں کی قطاروں کے درمیان جو کھلی جگہ ہوتی ہے اس میں مختلف قسم کے پھل اور حریف کے موسم کے فصل اُگائے جاتے ہیں ان فصلوں میں برسیم، مرچ، آلو اور دیگر سبزیوں کی فصلیں شامل ہیں۔ یہ فصلیں باغ لگانے سے پہلے چند سال اُگائی جاسکتی ہیں۔ لیکن جب باغ عمر میں بڑھ جاتا ہے تو ان فصلوں کا درختوں کی قطاروں کے درمیان کاشتکار زیادہ سود مند نہیں ہوتا۔ البتہ نچتے عمر کے باغ میں درختوں کے درمیان برسیم یا نشتر بطور چارہ اور سبز کھاد اُگائے جاتے ہیں۔ باغ میں اگر کوئی فصل کاشت نہ کی گئی ہو تو درختوں کے درمیان ۲-۳ مرتبہ ہل چھانکری بولٹیوں کی تلفی کی جاتی ہے اور زمین کی حالت سدھاری جاتی ہے۔

پھل کی کاٹ چھانٹ اور چھانی

بارش۔ ہوا۔ آندھیوں جیسے قدرتی عوامل سے پھل کی چھدرائی اکثر ہوتی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود مناسب طریقے سے پھلوں کی کاٹ چھانٹ کر کے پھلوں کی تعداد کو درخت کی صحت کے اعتبار سے متوازن کر دیا جائے تو اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں اس لئے باغبانی میں پھلوں کی چھدرائی (THINNING) بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض زمیندار اس عمل کو اپنا نقصان سمجھتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر پھلوں کو چھدرائی کیا جائے تو پھل کی جسامت یکساں طور پر قائم نہیں رہتی۔ نمبر ۶ الف آڑو کی کاٹ چھانٹ کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ایک درخت پر ایک ہزار سے زیادہ پھل نہ چھوڑے جائیں۔ اور مردارشانوں پر ان کی ترتیب ۴ سے ۶ انچ کے فاصلے پر ہونی چاہیے۔ پھل بننے کے بعد درخت کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے۔ جب اس کے زائد پھل قدرتی طور پر خود بخود جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کے اس خود بخود جھڑنے کو (JUNE DROP) کہتے ہیں۔ جب تک پھلوں کا یہ خود بخود جھڑنا ختم نہ ہو پھلوں کو چھدرائی نہیں

کرنا چاہیے۔

آڑو کا باغ ۳۔ ۴ سال کی عمر میں پھل دینے کے قابل ہوجاتا ہے۔ پھل کی چنائی مناسب اور ٹھیک حالت میں کرنی چاہیے تاکہ منڈی میں اچھے امون فروخت ہو سکیں۔ ضرورت سے زیادہ پاکم نچتہ پھل منڈیوں میں اکثر اپنی شہرت کھو بیٹھتے ہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ آڑو کے پھل ایسی حالت میں چنے جائیں کہ یہ منڈی پہنچنے تک صحیح طور پر نچتہ ہو جائیں۔ اگر پھل کو لمبی مسافت طے کرنا ہو۔ تو اسے ایسی حالت میں چنا جائے جب کہ اس کا سبز رنگ زردی مائل یا لیموں کے رنگ کی مانند ہونا شروع ہو جائے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے اور سرد خانے میں رکھنے کے لئے آڑو کو تقریباً دو تہائی پختگی کی حالت میں چنائی کرنا چاہیے۔ ترناب میں تجربات سے پتہ چلا ہے کہ اگر پھل کو دو تہائی پختگی کی حالت میں چن کر سرد خانوں میں ۳۲ درجہ حرارت میں محفوظ کر لیا جائے تو آڑو زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ تک بحفاظت رکھا جاسکتا ہے۔

آڑو کی اقسام

رابن۔ اس کا رنگ ہلکا سرخ۔ جسامت درمیانی۔ اس نوک دار گٹھلی چمپی ہوتی ہے۔ گودا سفید سبزی مائل۔ گٹھلی سفید رنگ کی۔ ذائقہ درمیانے درجے کا خوشبودار ہوتا ہے۔ مٹھاس اچھی ہوتی ہے۔ اس کا پھل مٹی کے دوسرے ہفتے میں پک کر تیار ہوجاتا ہے۔

ریڈ فرینچ گٹھلی

اس کا پھل قدرے بے قاعدہ شکل کا نوک دار ہوتا ہے اور پخلا حصہ گڑھے دار ہوتا ہے۔ پھل کا رنگ گہرا سرخی مائل ہوتا ہے۔ گودا سفید پیٹھا خوشبودار اور رس دار ہوتا ہے۔ اس کی گٹھلیاں گودے سے قدرے آزاد رہتی ہیں۔ پھل مٹی کے آخر میں پکتا ہے۔

رامف

پھل بیضوی رنگ پھیکا زرد ہوتا ہے۔ پھل پکنے پر زرد رنگ کے ساتھ ساتھ گہرا سرخ رنگ بھی نکل آتا ہے۔ گودا زردی مائل۔ رس دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ مٹھاس اچھی ہوتی ہے۔ پھل یکساں حالت میں نہیں پکتا جون کے پہلے ہفتے سے پھل پکنا شروع ہو جاتا ہے۔

گولڈن جوہلی

پھل لمبا اور نوکدار ہوتا ہے پوست زردی مائل سرخ ہوتا ہے پھلکے کو آسانی سے اتارا جاسکتا ہے۔ گودا زرد، مٹھوس، مٹھا ماس دار اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ پھل کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت اچھی ہوتی ہے۔ گٹھلی گودے سے آزاد رہتی ہے۔ اس کے درخت بہت بار آور ہوتے ہیں۔ پھل جون کے وسط سے پکنا شروع ہو جاتا ہے۔

بیجاک

درخت بڑا پھیلا ہوا اور صحت مند ہوتا ہے۔ پھل جون کے تمسیرے ہفتے میں پکتا ہے۔ پھل گول سا نڈر میانہ رنگ شوخ سرخ، گودا سفید، ذائقہ دار مٹھاس وافر ہوتی ہے۔ یہ قسم کافی زیادہ پھلتی ہے۔ اگر پھلوں کی وقت پر کاٹ چھانٹ کی جائے تو سا نڈر بڑھ جاتا ہے۔

وگن

پھل گول مگر نوک تکونی ہوتی ہے۔ رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ گودا سبزی مائل سفید مگر جب بہت پک جائے تو بادامی ہوتا ہے۔ ذائقہ مٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے پھل ماہ جون کے تمسیرے ہفتے میں تیار ہوتا ہے

ارلی البرٹا

درخت تناور پید اور متوسط، پھل بڑا اور گول، رنگ گہرا نارنجی اور زردی مائل، پوست نازک اور رواں دار، گودا نارنجی، مزاج خوشبودار مٹھا۔ گٹھلی گودے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ پھل جون کے آخری ہفتے میں پکنا شروع ہوتا ہے۔

۴ الف

یہ قسم اڑوں کی اقسام میں بہترین اور مشہور ترین ہے۔ پھل گول، پینڈا پھیلا ہوا۔ اس نوکدار، رنگ ہلکا زردی مائل سرخ، گودا مضبوط خوش رنگ، اور رس دار، ذائقہ خوشبودار ہوتا ہے۔ جولائی کے دوسرے ہفتے سے پھل پکنا شروع ہو جاتا ہے۔

البرٹا

یہ پھل قدرے گول ہوتا ہے۔ گودا زرد، پھل پینڈے کے نزدیک، سرخ، پوست گودے

سے جدا ہو سکتا ہے۔ پھل رس دار اور میٹھا ہوتا ہے۔ البرٹا اور ۴۔ ۱ تقریباً ایک سائز کے ہوتے ہیں ان دونوں میں بڑا فرق یہ ہے کہ البرٹا کے صورت میں پھول بڑے اور خوشنما ہوتے ہیں۔ پھل جولائی کے آخر میں پکتا ہے۔

گولڈن پلش

پھل درمیانہ سائز کا ہوتا ہے۔ گودا سرخی مائل زرد، مزہ اور ذائقہ درمیانہ، درخت مضبوط اور پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ پیداوار اچھی خاصی ہوتی ہے۔

آڑو کی مصنوعات

ڈبوں میں بند کرنا

درخت پر پکے ہوئے خوش رنگ، خوش ذائقہ حصوں کو دو حصوں میں کاٹ کر اور گٹھلی نکال کر چھپکا اتار دیا جاتا ہے۔ چھپکا اتارنے کے لئے پھلوں کو ۱۶۵۔ ۲۶۰ فیصد طاقت کے کاسٹک سوڈا میں ۳۵۔ ۴۰ سیکنڈ تک گرم کیا جاتا ہے اس کے بعد پھل کو سرد پانی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس عمل سے پھل کا چھپکا آسانی سے اتار جاتا ہے۔ چھپکا اتارے ہوئے پھلوں کو ۶۵۔ ۷۰ طاقت کے سٹرک کے تیزاب میں اور ۶۵۔ ۷۰ طاقت میں معمولی پانی میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے گردے کا رنگ برقرار رہے۔ اس کے بعد پھلوں کو ۴۰ فیصد طاقت کے شیرے میں ملا کر جراثیم سے پاک ڈبوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ڈبوں کو ۵۔ ۸ منٹ تک اتنے گرم پانی میں رکھا جاتا ہے۔ کہ ڈبوں کی اندرونی گرمی ۸۵ درجہ ہو جائے۔ اس عمل سے پھل اور شیرے میں سے موجود ہوائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ڈبوں پر ڈھکن لگا کر فوراً ۲۱۲ درجہ حرارت پر ۲۵ منٹ کے لئے گرم کیجئے اور پھر ۱۰۰ درجہ حرارت تک ٹھنڈا کر کے گوداموں میں رکھ دیجئے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے آڑو کی ۴۔ الف قسم بہترین ہے۔

جیم

پھلوں سے گودا نکال کر اچھے، خوبانی کی طرح اس کا جیم بھی تیار کیا جاتا ہے۔ آڑو کا بلا جلا جیم آلوچہ اور خوبانی کے ساتھ بھی تیار کیا جاتا ہے جو بہت پسند کیا جاتا ہے۔

آڑو کا خشک کرنا

درخت پر پکے ہوتے اچھے پھل چن لئے جاتے ہیں۔ چنے ہوئے پھلوں کو دھو کر صاف کر کے درمیان سے کاٹ کر گٹھلی نکال دی جاتی ہے۔ آڑو کو خشک کرنے کے لئے اس کا چھلکا عموماً نکالا نہیں جاتا۔ کٹے ہوئے پھلوں کو ۲۶۵-۳۶۰ پونڈ فی مربع فٹ کے حساب سے کشتیوں میں بھیل دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھلوں کو ۸-۶ گھنٹے تک گندھک کے دھوئیں میں رکھ لیا جاتا ہے۔ ایک ٹن تازہ پھل کے لئے قریباً ۹ پونڈ گندھک درکار ہے۔ عام حالات میں پانچ چھ دن کے اندر پھل خشک کر لیے جاتے ہیں۔ خشک کئے ہوئے پھلوں میں ۱۲-۱۷ فیصد رطوبت ہونی چاہیے۔ ایک پونڈ خشک آڑو حاصل کرنے کے لئے قریباً ۵ سے ۷ پونڈ تازہ پھل درکار ہوتا ہے۔

بیماریاں

ٹیل پیچ یا آڑو کا سکر او

اس بیماری میں پھل سکر کر سائز میں چھوٹا اور ناقص ہو جاتا ہے۔ درخت کمزور ہو کر مرجانے میں۔ بیماری کا علاج ابھی دریافت نہیں ہو سکا۔ اس بیماری کے انسداد کے لئے بیمار درختوں کو اکھاڑ کر تلف کر دینا چاہیے۔

بگ پیچ یا آڑو کا پھیلاؤ

اس بیماری میں پھل پھیل کر دو گنا یا تین گنا سائز کا ہوتا ہے۔ اس بیماری کا علاج بھی ابھی مشکل ہے۔ متاثرہ درختوں کو اکھاڑ کر تلف کر دینا چاہیے۔

سٹرن کی بیماری یا براؤن رات

یہ بیماری نیوں، پھلوں اور پھولوں پر حملہ کرتی ہے۔ متاثرہ حصے سڑ کر داغدار ہو جاتے ہیں۔ جو بیمار پھل موسم خزاں میں درختوں پر رہ جاتے ہیں۔ سردی کے سارے موسم میں درختوں پر مردہ شکل میں ٹکتے رہتے ہیں۔ ان متاثرہ پھلوں کو تلف کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ بیماری پھیل جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ چھوٹی کم عمر شاخیں بیماری سے جلد متاثر ہوتی ہیں۔ چونے اور گندھک

کے مرکب سے درختوں پر خوابیدہ حالت میں چھڑکاؤ کرنے سے روک تھام ہو جاتی ہے
کوڑیا سکیب

یہ بہت ہی تباہ کن بیماری ہے۔ پتے اور پھل داغدار، بد نما ہو جاتے ہیں۔ پھلوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔ متاثرہ پھل بد ذائقہ ہو جاتے ہیں۔ گندھک اور چونے کے مرکب یا پیریناکس سے چھڑکاؤ سے نذارک ہو جاتا ہے۔

پوڈری ملڈیو

سفید سفوف والی بیماری ہے۔ یہ بیماری آرٹو کے پتوں پر مشاہدہ کی گئی ہے۔ بیماری کا قطر پتوں کی اوپر کی سطح پر سفید سفوف نما پرت تیار کرتا ہے۔ پتے اپنا سبز رنگ کھو دیتے ہیں۔ اور سوکھ جاتے ہیں۔ اگر حملہ شدید ہو تو پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور پھل جسامت میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔ نذارک کے لئے گندھک والی دوا سے چھڑکاؤ کیا جائے۔

آرٹو کی پتہ لپیٹ بیماری

بیماری کا سبب چند ایک خاص قسم کے جراثیم ہیں جو کوپلوں پر حملہ کرتے ہیں۔ جراثیم جاڑے کا موسم ان کو پلوں پر گزارتے ہیں۔ چٹے پھوٹنے کے بعد جراثیم ان پر حملہ کر دیتے ہیں۔ بورڈوکسچریا پیریناکس کے چھڑکاؤ سے رک جاتی ہے۔

ضرر رساں کیڑے

پتہ لپیٹ تیلیا

پتہ لپیٹ تیلیا عام طور پر ان کیڑوں کو اڈہ بولتے ہیں۔ یہ چھوٹے نازک کیڑے ہوتے ہیں جن کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ جو پتوں کا رس چوس لیتے ہیں۔ کیڑے مارچ اور اپریل میں زیادہ حملہ کرتے ہیں۔ متاثرہ شاخوں سے پھل گرنے لگتے ہیں۔ مارچ کے تیسرے ہفتے سے اپریل کے دوسرے ہفتے تک ڈائی مکران کی سپرے کرتے ہیں۔ مقدار: اگلیں پانی میں ۱۴- اولس ہونی چاہیے۔

کالائیلیا

کالے تیلے بھی اڑو کے درخت کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ مارچ سے مئی تک پتوں اور چھالوں سے رس چوستے ہیں۔ ان کیڑوں سے شہد کی مانند فضلانگٹنا ہے۔ جو شناخوں کو ڈھک لیتا ہے۔ ان کیڑوں پر قابو پانے کے لئے ماہ مارچ سے مئی تک ڈائی مکران کی سپرے کرنی چاہیے۔

پھل میں سوراخ کرنے والی مکھی

یہ سبز رنگ کی مکھی ہوتی ہے۔ جس کا سر سیاہ ہوتا ہے۔ مکھی پھلوں پر ماہ جون اور جولائی میں انڈے دیتی ہے۔ جن سے کرم نکل کر پھل میں گھس جاتے ہیں۔ پھل خراب ہو کر کپنے سے پسے گر جاتا ہے۔ مدافعت کے لئے گرے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے یا تو جلا دیجئے یا گڑھے میں دبا دیجئے۔ سوڈیم فلوسیلیکٹ، ڈیٹرکس یا مالا تھان کی سپرے کرنی چاہیے۔

تنے اور شناخوں میں سوراخ کرنے والا کیڑا۔

یہ ایک انتہائی نقصان رساں کیڑا ہے۔ اس کی سنڈیاں تنوں اور شناخوں کے اندر سڑک بناتی ہیں جس سے گوند جیسے مادے کا اخراج عمل میں آتا ہے۔ شدید حملے کی صورت میں متاثرہ درخت کمزور ہو کر سوکھ جاتے ہیں۔ اس کے تدارک کے لئے فی الحال ڈائی مکران کا ماہانہ سپرے بہت حد تک مفید ثابت ہوا ہے۔

آلوچہ

آلوچہ کے باغات پاکستان میں زمانہ قدیم سے لگاتے جاتے ہیں۔ آلوچہ کو پنجاب میں عوام آلو بھارا کے نام سے جانتے ہیں۔ لیکن صوبہ سرحد اور بلوچستان کے لوگ آلوچہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ پاکستان کے پھلوں میں آلوچہ ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بہت ہی مزیدار اور غذائیت بخش پھل ہے۔ غذائی اعتبار سے اس کا شمار پت جھڑ قسم کے پھلوں میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ اس میں ۶۵ فی صد شکر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جیاتین سی بھی اس میں کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ جو ہماری صحت کے لئے اور خاص طور پر جلد کی صحت و تندرستی برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ معدنی اجزاء مثلاً لوہا اور فاسفورس بھی اس میں کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں آلوچہ کی جو اقسام پائی جاتی ہیں۔ اس کا شمار ڈاسٹیکیا، چیری اور جاپانی گردپوں میں ہوتا ہے۔ اخیر میں دو گردپوں سے تعلق رکھنے والے آلوچے محکمہ زراعت نے حال ہی میں رائج کئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پشاور ریجن کے تقریباً دس ہزار ایکڑ رقبہ میں آلوچہ کے باغات ہیں۔ علاوہ ازیں کوٹہ کے پہاڑی اور دامن علاقوں اور پنجاب کے

دامن کوہ کے علاقوں میں بھی آلوچہ کے باغات کثرت سے ہوتے ہیں۔

زمین

یہ پھل مختلف قسم کی زمینوں میں کامیابی سے پیدا کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس کے لئے گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس خاطر خواہ ہو موزوں ترین ہے۔ لپت قدام کمزور زمین پر بھی پھل دیتی ہیں۔ آلوچہ میں آڑو اور خرمائی کی نسبت زمین میں مکمل رطوبت کو برداشت کرنے کی صلاحیت زیادہ ہے۔ لیکن ناشپاتی کے مقابلہ میں اس پھل میں یہ صلاحیت قدرے کم پائی جاتی ہے۔ سیم والی زمین اس پھل کی کاشت کے لئے موزوں نہیں ہے۔

آب و ہوا

آلوچہ کے لئے سرد آب و ہوا درکار ہے۔ بالخصوص طویل موسم سرما اور کم درجہ حرارت اس کی مناسب موسم کے لئے خواہیدگی کے لئے بہت اہم ہے۔ موسم سرما اتنا بھی شدید نہ ہو کہ وہ اس کے شگوفوں اور جڑوں کو نقصان پہنچائے۔ تجربات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ موسم سرما میں ۳۰ ف درجہ سے ۳۴ کم درجہ حرارت ۸۰ سے ۹۰ گھنٹوں کے لئے اس کی صحیح خواہیدگی کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ یہ پھولے پھلے ورنہ پھول و پھل گر جائیں گے۔ موسم بہار میں خاص طور پر جب درخت پھوٹ جائیں تو کھرسخت نقصان دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت بلندی پر جہاں کہ کھرموسم بہار میں عام طور سے پڑتی ہے۔ آلوچہ کامیاب نہیں۔ اسی طرح وہ علاقے جہاں موسم گرما طویل اور شدید ہو اس کا پھل گرمی سے بھلس کر بیمار ہو جاتا ہے۔

افزائش

آلوچہ کی افزائش پیوند سے کی جاتی ہے۔ اس کے لئے عموماً ویسی آڑو کاروٹ سٹاک استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ویسی آلوچہ، خرمائی اور کڑوا بادام بھی مستعمل ہیں۔ پشاور ریجن میں ویسی زرد آڑو و سجیثیت روٹ سٹاک جا پانی آلوچوں کی اقسام کے لئے کامیاب ترین ثابت ہوا ہے۔ اور تقریباً ۹۹ فی صد افزائش اسی روٹ سٹاک سے کی جاتی ہے۔ کوئٹہ و بلوچستان میں ویسی آڑو اور جھنگلی خرمائی استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اقسام کی افزائش قلموں سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سے درخت لپت قدام کوتاہ عمر ہو جاتے ہیں۔

آلوچے کی افزائش کا عام طریقہ ڈھالنا چٹھے سے ہے۔ گٹھلیاں ماہ دسمبر میں ۳-۴ فٹ چوڑی قطاروں میں ایک دوسرے سے دو انچ کے فاصلے پر لگادی جاتی ہیں۔ گٹھلیاں ماہ مارچ کے اوائل میں پھوٹ آتی ہیں۔ اور جون جولائی میں یہ تنخی پودے پیوند کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اور پیوندی پودے ۴-۵ مہینوں میں ۳-۴ فٹ تک بڑھ جاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی آبپاشی غذائی ضروریات اور متواتر غیر ضروری شاخوں کی کانٹ چھانٹ ہوتی رہے۔ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں قلمی پودے ذخیرہ سے اکھاڑ کر باغ میں لگانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک یا دو سالہ پودے منتخب کئے جاتے ہیں۔ قاعدے کے طور پر پودے پھوٹنے سے پہلے لگائے جاتیں۔ ذخیرہ سے نکالے ہوئے پودے ڈھلوان خندقوں میں سایہ دار جگہ پر رکھے جاتیں۔ اور ان کی جڑوں پر پانی چھڑکتے رہیں تاکہ نندار رہے۔ پتہ بھر قسم کے عام پھلوں کی طرح آلوچہ بھی باغ میں مربع شکل میں لگایا جاتا ہے۔ مقامی آلوچہ کے پودے ۲۰-۲۵ فٹ کے فاصلوں پر قطاروں میں لگائے جاتے ہیں۔

شاختراشی

آلوچہ کے پودوں کی شاختراشی اور تربیت آڑو کے مشابہ ہے۔ دیگر الفاظ میں ان کی تربیت بھی کھلے مرکزی شکل میں کی جاتی ہے۔ پودا لگانے کے بعد اس کا سر زمین سے ۲۴ سے ۳۵ انچ اونچائی پر قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ جڑوں کے ساتھ توازن برقرار رہ سکے اور اس تنے پر متوازن اور صحت مند شاخیں پیدا ہو سکیں۔ عموماً ۳-۴ شاخیں برابر فاصلہ پر تنے کے اوپر چھوڑی جاتی ہیں۔ ان شاخوں کو قلم کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان سے بھی مزید شاخیں پیدا ہوں۔ اوائل میں شاختراشی سے بیکارہ بیمار اور خشک شاخیں کاٹ لی جاتی ہیں۔ تاکہ درخت کی کارآمد شاخوں پر بے جا اثر انداز نہ ہوں۔ کوشش ہونی چاہئے کہ درخت کا بالائی حصہ بھر پور ہو جائے اور درخت ضرورت سے زیادہ لمبا نہ ہو۔ بار آور درختوں کی شاختراشی درخت کی قسم میں کی نشوونما۔ خواص اور اس کے پھلنے کی عادات پر منحصر ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یورپی آلوچے دو سال یا اس سے بڑی عمر والی شاخوں کی گروہوں (SPURS) پر آتے ہیں جب کہ جاپانی اقسام آڑو کی طرح یکسالہ شاخوں پر پھیلتے ہیں۔ اس لئے جاپانی اقسام کی شاختراشی یورپی اقسام کے مقابلہ میں سخت ہونی چاہئے۔

تاکہ گہوں اور نئی شاخوں کی بالیدگی قائم رہے۔ مختصر یہ کہ بار آور درختوں کی شاخراشی اس طرح کی جاتے کہ پسندیدہ شاخیں نکل آئیں۔ گہوں کی افزائش قائم رہے اور درخت خوبصورت اور متوازن شکل اختیار کرتے۔ اچھی طرح تراشیدہ بانغات میں دوائی ڈالنے، آبپاشی اور کھاؤ ڈالنے پر پھل اتارنے کی بھی سہولتیں ہوتی ہیں۔

کھاؤ اور آبپاشی

آلوچے کی غذائی ضروریات تقریباً آڑو جیسی ہیں۔ بار آور پودوں کے لئے ۲۰۰ سے ۳۰۰ من گلی ٹری ڈھیرائی یعنی گوبر کی کھاؤ فی ایکڑ موسم سرما میں اس طریقہ سے ڈالی جاتے کہ کھاؤ یکساں تقسیم ہو جائے۔ اور بعد میں ہل چلا کر زمین میں پھیلا دی جاتے۔ بعد ازاں آبپاشی کر دی جاتے تاکہ پودے کھاؤ کے غذائی عناصر سے استفادہ کر سکیں۔ اگر ڈھیرائی کھاؤ مہیا نہ ہو تو چار پانچ پونڈ ایونیم سلفیٹ فی درخت کے حساب سے ۳-۴ مرتبہ اس طرح ڈالا جاتے جیسے آڑو کے باغ میں مذکور ہے۔ کھاؤ کی مقدار کا انحصار درخت کی عمر اور اس کی عام صحت پر ہے۔ کھاؤ دینے سے فوراً بعد آبپاشی کریں۔ سبز کھاؤ کی خاطر بانغات میں پھلی دار فصلیں لگائی جاسکتی ہیں جنہیں پھل نکلنے سے ایک مہینہ قبل مٹی پلٹنے والے ہل سے دبا دینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے عام طور پر شفتل اور برسیم لگائے جاتے ہیں۔ آلوچے کے لئے پھل اتارنے تک ۳-۴ دفعہ آبپاشی درکار ہے۔ اگر کھاؤ چھوٹنے سے پہلے نہ دی گئی ہو تو پہلی آبپاشی اپریل کے پہلے ہفتے میں ہوگی۔ اس کے بعد ہر پندرہ یا بیس روز بعد پانی دیا جاتا ہے۔ پھل کو زیادہ دیر تک درختوں پر نہ رکھنے کے لئے آخری آبپاشی میں تاخیر کرنی چاہئے۔

کاشتی عمل

پت جھڑ قسم کے دوسرے پھل دار بانغات کی طرح آلوچے کے باغ کے ابتدائی سالوں میں بھی سبز لویوں کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح برسیم اور شفتل بطور چارہ، سبز کھاؤ کاشت ہو سکتے ہیں۔ بار آور بانغات میں عام طور پر کوئی فصلیں کاشت نہیں کی جاسکتیں۔ بلکہ کبھی کبھی ہل چلایا جاتا ہے۔ تاکہ خود رو پودے تلف ہو جائیں اور زمین کی حالت درست رہے۔

پھل کو چھدرا کرنا

آلوچے کا پودا ہنایت فراوانی سے بار آور ہوتا ہے۔ اگر یہ پھل مناسب مقداً میں ہلکا نہ کیا جاتے تو ظاہر ہے کہ پھل کی خوبی اور رنگت و جسامت ادنیٰ ہوگی۔ اس مقصد کے لئے زائد پھل کو دور کر دیا جاتا ہے۔ یہ عمل اس وقت کیا جاتے جب پھل دوسری بار قدرتی انداز سے گر چکا ہو۔ پھل کو اس قدر ہلکا کریں کہ دو پھلوں کے درمیان دو اینچ فاصلہ رہ جائے۔ ہلکا کرتے وقت موسمی آندھیوں اور طوفانوں کے نقصان کو بھی مد نظر رکھا جائے۔

پھل کی چنائی

پھل کی چنائی کا آغاز شروع مئی سے لے کر آخر جون تک رہتا ہے۔ عام طور پر پھل کی چنائی اس وقت کی جاتی ہے۔ جب کہ پھل سبکی کی طرف مائل ہو لیکن نرم نہ ہوا ہو۔ کیونکہ مکمل پکا ہوا نرم پھل دور دراز منڈیوں تک اچھی حالت میں نہیں پہنچایا جاسکتا۔ نیز درختوں پر پکا ہوا پھل دیر تک رکھنے سے مہجوری سٹرن (BROWN ROT) کی بیماری لگ جاتی ہے۔ خصوصاً مرطوب علاقوں میں اس بیماری کا عام خطرہ ہے۔ اس کے برعکس اگر پھل کو کچی حالت میں توڑا جائے تو بھی نفع بخش ثابت نہیں ہوتا۔ چنائی کا صحیح وقت وہ ہے جب کہ پھل میں آلوچے کی مخصوص خوشبو اور رنگت نمودار ہو جائے۔ پورا پختہ پھل جمیم اور جلی بنانے کے لئے موزوں نہیں ہے۔ اس مقصد کے لئے پھل دو تہائی پکا ہوا ہونا چاہئے۔ ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے پھل کی مٹھاس کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ آلوچے کو سرد خانوں میں ۶ سے ۸ ہفتوں تک ۳۲ ف حرارت پر سجوبی ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ پھل بیماریوں سے صاف ہو اور صحیح سبکی پر توڑ لگیا ہو۔ آلوچے کی اوسط پیداوار ۱۵ پونڈ فی درخت ہو جاتی ہے۔

آلوچے کی اقسام

آلوچہ نمبر ۱

درخت تنومند، بار آور۔ قد بڑا۔ پھل کا سائز بڑا، گول، نوکدار اور خوشبو دار اور

رسدار ہوتا ہے۔ پھل کارنگ زردی مائل ہوتا ہے جو ماہ جولائی کے وسط میں پکتا ہے۔
آلوچہ نمبر ۲

ذائقہ اور لذت کے اعتبار سے بہترین۔ درخت مضبوط اور پھیلا ہوتا ہے۔ ٹوکڑا سرخی مائل۔ بعض علاقوں میں کم پھلتا ہے کیونکہ زیرگی کے لئے اور اقسام درکار ہوتی ہیں۔ پھل بڑا، رنگ زرد گھنے پر ہلکا گلابی ہو جاتا ہے۔ ذائقہ میٹھا، رس دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ ماہ مئی کے آخر میں پکتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۳

درخت نہایت مضبوط اور بہت زیادہ پھل دیتا ہے۔ پھل کا سائز بہت بڑا اور ٹوک دار ہوتا ہے۔ رنگ زرد، سرخی مائل۔ کم رس دار، سوکھنے، دور دراز بھیجنے کے لئے نہایت موزوں قسم ہے۔ یہ جون کے اوائل میں تیار ہوتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۴

درخت بلندقامت اور سیدھا پھیلاؤ اور وسط درجے کا، پھل کارنگ خوشبودار اور خونی پھل کا سائز خاصا بڑا، میٹھا اور خوشبودار، قسم پھل نہایت ہی اعلیٰ، ماہ جون کے وسط میں تیار ہوتا ہے۔

آلوچہ نمبر ۵

درخت اوسط درجے کا سیدھا اور بلند، پھل کا سائز درمیانہ، رنگ اور خونی جو پہلے سبزی مائل سفید ہوتا ہے۔ اعلیٰ قسم ہے۔ تقریباً اوسط جون تک نمبر ۴ کے فوراً بعد تیار ہو جاتی ہے۔

مستقل

درخت متوسط اور پھل اوسط درجے کا۔ اگر پھل بڑا قدرتی یا مصنوعی طریقے سے کم نہ ہو جاتے تو پھل کا سائز چھوٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت زیادہ پھل آتا ہے۔ پھل بیضوی، پوست گہرا سرخ اور نیلا، گودا سرخ، رس دار اور میٹھا۔ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے میں پکتا ہے۔

بیومی

درخت اوسط درجے کا، پھل بڑا، گول و ٹوکدار، پوست گہرا اور خونی، رس دار حصہ

سفید اور ارغوانی مائل، میٹھا اور رسدار، ماہ جون کے پہلے ہفتے میں پکتا ہے۔

فارموسا

درخت اوسط درجے کا، پھل کا سائز بڑا، رنگ ارغوانی، گودا ہلکا زرد، رس دار اور کافی میٹھا۔ ماہ جون کے وسط میں تیار ہوتا ہے۔

لال خون

درخت تن آور، خوب پھیلنے والا، پھل کا سائز بڑا، پوست کا رنگ سرخی مائل سبز، گودا گہرا سرخ، کم رسدار، درمیانہ کوالٹی کا، ترشی مائل۔ وسط جون میں پکتا ہے۔

فضل منانی

درخت اوسط درجے کا، صحت مند اور کافی بار آور، پھل درمیانے سے بڑے سائز کا، رنگ کالا سرخ، گودا زردی نما، رسدار، میٹھا، خوشبودار، ذائقہ بہترین۔ وسط جون میں پکتا ہے۔
خوبی اور مضبوطی کی وجہ سے وادی پشاور کی تجارتی قسم ہے۔

آلوچہ نمبر ۱

درخت درمیانہ قد، بہت پھلدار، پھل کا سائز بڑا، رنگ سرخی مائل، گودا سخت، کم رسدار، قسم درمیانہ۔ خشک کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے بہترین۔ ماہ جون کے آخر میں تیار ہوتا ہے۔

گینز بیس

درخت اوسط قد کا، زیادہ پھل اور پوست اور گودا سرخ، قسم خوبی میں اچھی، ذائقہ تیز۔ جون کے آخر میں پکتا ہے۔

فیدریشن

درخت میانہ قد، پیداوار درمیانہ، پھل کا سائز بڑا، پوست کا رنگ سبز، گودا سخت اور کم رس دار، اچھی قسم ہے۔ سب سے آخر ماہ جولائی میں تیار ہوتا ہے۔

آلوچہ کی مصنوعات

ڈبوں میں بند کرنا

درختوں پر پکا ہوا پھل جو ابھی سخت ہوتا رہ کر دھویا جاتا ہے۔ نرم دانے چن کر دور کرتے جاتے ہیں۔ اگر ثابت پھل محفوظ کرنا ہو تو پھل کو ایک طرف ہلکا نشتر لگا دیا جاتا ہے تاکہ شیرے کے جذب ہونے میں سہولت ہو۔ گٹھلی اس حالت میں دور کی جاتی ہے۔ جب پھل آدھے ٹکڑوں میں بند کرنا مقصود ہو۔ بیس اوٹس پھل پاک صاف ڈبوں میں ڈال کر گارہا شیرہ ڈال دیا جاتا ہے اور ۵ تا ۸ منٹ تک گرم کیا جاتا ہے۔ جب کہ اندرونی درجہ حرارت ۸۵ ف تک پہنچ جاتے ڈبوں پر ڈھکن چڑھا کر ۲۱۲ ف پر ۲۰ منٹ کے لئے گرم کرتے جاتے ہیں۔ ڈبوں کو فوراً بعد ۱۰۰ ف درجہ تک ٹھنڈا کر کے گوداموں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اگر پھلوں سے چھلکا دور کرنا ہو تو پھل کو دو منٹ کے لئے ابلتے ہوئے پانی میں رکھ کر ٹھنڈے پانی میں ڈال کر چھلکا اتاریں۔ آلوچہ کی اقسام فضل منانی ۳ فی صدر۔ وکیس، فیڈریشن ڈبوں میں بند کرنے کے لئے بہت موزوں ثابت ہوتی ہیں۔

جسیم

۱) پکا ہوا نرم پھل دھو کر ۱۰ فی صد پانی ملا کر ابال لیا جاتا ہے۔ چانسی یا مشین سے گودا نکال کر برابر مقدار میں چینی ملا دی جاتی ہے۔ پہلے اس کو ۲۲۱ ف تک گرم کر دیا جاتا ہے۔ تیار شدہ جسیم کا برکس نمبر ۶۸ ہونا چاہئے۔ اس کو پھر ۸۰ ف حرارت پر پاک صاف ڈبوں میں ڈال کر بند کر دیں۔ اگر شیشے کے جار میں جسیم محفوظ کرنا ہو تو جاروں میں ڈالتے وقت درجہ حرارت ۵۰ ف سے ۶۰ ف ہو۔

دب، ملے جلے پھلوں کا جیم

عموماً آلوچہ آڑو یا آلوچہ خرمانی کا ملا جلا جیم تیار کیا جاتا ہے۔ گودے کی تیاری و دیگر عملیات ہو ہو وہی ہیں جو آلوچہ کے جیم کے لئے اور پر بیان کی گئی ہیں۔ ان میں بھی چینی برابر مقدار میں ملائی جاتی ہے۔ اور پھر ان کو ۲۲۱ ف پر گرم کر کے پاک صاف ڈبوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔

خشک کرنا

درخت پر سے رنگ دار اور سچتہ پھل اتار کر دھویا جاتا ہے اور اسے جالی دار لو کر پرن
 میں ڈال کر ۵۰ فی صد سے ۱۰۰ فی صد کا خشک کے گرم پانی میں پلے سے ۲ منٹ تک ڈبو دیا
 جاتا ہے۔ نکالنے کے فوراً بعد ٹھنڈے پانی میں دھولیں۔ اس پھل سے پھل کے پھلکے میں باریک
 باریک درازیں بن جاتی ہیں۔ اس کے بعد میوہ کو گندھک کا دھواں دیا جاتا ہے۔ گندھک
 کی مقدار ایک من پھل کے لئے ۸ پونڈ ہے۔ یہ پھل گندھک کے دھوئیں میں ۸ سے ۱۲
 گھنٹے کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس کو گندھک کے کمروں سے نکالنے کے بعد دو دن تک
 براہ راست دھوپ دے کر پھل کو دوسرے رخ پلٹ دیا جاتا ہے۔ اور پھر تین دن
 کے لئے دھوپ میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھل کو سکھانے کے لئے سایہ میں رکھیں۔
 تاکہ اس کا رنگ زیادہ دھوپ کی وجہ سے سیاہ نہ ہو۔ خشک پھل کو اکٹھا کر کے گودام
 میں رکھیں۔ تاکہ سخت پھلوں کی نمی برابر ہو جائے۔ ڈبوں میں بند کرنے سے پیشتر اگر پھل کو
 دھوکر بھاپ دی جائے اور دو تین گھنٹوں کے لئے دوبارہ گندھک کا دھواں دے کر مشین
 میں خشک کیا جائے۔ تو پھل صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر ڈبوں میں بند کیا جاتا ہے۔ آلوچہ
 کی بعض اقسام دوسری قسموں سے اچھی طرح خشک ہو جاتی ہیں۔ وہ اقسام جو زیادہ رس دار
 نہ ہوں اچھے نتائج دیتی ہیں۔ خشک کر لے کے لحاظ سے میرا شاہ کا آلو بالو، آلوچہ نمبر ۳، ۷،
 ۹ اور فیڈریشن قابل ذکر ہیں۔

خشک شدہ آلوچہ میں نم کی مقدار ۱۲ سے ۱۸ فی صد ہونی چاہئے۔ خشک پھل میں لچکدار
 گودا ہونا چاہئے۔ اگر آلوچے زیادہ پکے ہوتے ہوں تو گٹھلی پر صرف پھلکا ہی رہ جاتا ہے۔
 اور رنگ بھی عموماً سیاہ ہو جاتا ہے۔ دو تین پونڈ تازہ آلوچوں سے ایک پونڈ خشک پھل حاصل
 ہوتا ہے یہ نسبت آلوچہ کی قسم اور اس کی سچتگی پر منحصر ہے۔

نقصان دہ کیڑے

۱۔ کالا تیلہ (BLACK APHID) آڑو کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

۲۔ لی کینیم سکیل (LECANIUM SCALE) خرمائی کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

۳۔ فروٹ فلائی

۴۔ ہیری کٹیپرلر (HAIRY CATERPILLER) آڑو کے باب میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

۵۔ لیف رولر (LEAF ROLLER)

اس کے پلے روپ کارنگ سبز اور سرکالا ہوتا ہے۔ یہ پھولوں کو ماہ فروری اور مارچ میں نقصان پہنچاتا ہے اور جو ماہ مئی اور جون میں پھلوں میں سوراخ کرتا ہے۔ یہ پھولوں کو نپوں اور نازک پتوں میں جھلی دار مادہ پیدا کرتا ہے اور پتوں کو موڑ دیتا ہے۔ مڑے ہوئے پتوں کو اگر کم تعداد میں ہوں۔ لامتحہ سے اکٹھا کر کے مٹی کے تیل والے پانی میں ڈال دینا چاہئے۔ اس کیڑے سے موڑہ پھلوں کو اکٹھا کر کے زمین میں گہرا دبا دینا چاہئے۔ تنہ کی سنڈی (SHOOT BORER) خرمائی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

تنہ کی سنڈی (SHOOT BORER) خرمائی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

بلیک ناٹ

اس کی موجودگی کے آثار درخت کی نئی شاخوں پر کالے کالے داخوں سے معلوم ہوتے ہیں داغدار شاخوں کو کاٹ دینا چاہئے۔ اور بعد میں پیرینیاکس تین چار پونڈ ۱۰ گالین پانی میں ملا کر چھرن چاہئے۔

براؤن ناٹ

خرمائی کا مضمون ملاحظہ ہو
لیف برائنٹ یا شاٹ لیول
خرمائی کا مضمون ملاحظہ ہو۔

سلور لیف

اس بیماری سے پتوں کا اوپر والا حصہ چاندی کی طرح سفید ہوتا ہے۔ اس کا تدارک دواؤں کے استعمال سے خاطر خواہ طور پر نہیں ہوتا۔ مگر باغات میں صفائی رکھنے سے اس کی روک تھام ہو جاتی ہے۔

خوبانی

خوبانی کے اصل وطن کا صحیح علم نہیں لیکن عام خیال یہ ہے کہ شاید چین اس کا وطن ہے اٹلی میں خوبانی کی کاشت تقریباً ایک سو سال قبل از مسیح میں اور یونان میں اس سے کچھ پہلے شروع ہوئی انگلستان میں اس کی کاشت تیرھویں صدی میں شروع ہوئی۔ خوبانی کی عام طور پر نین الزاع پائی جاتی ہے ان میں سے پرولس ارمینیکا (PRUNUS ARMENIACA) بہت مقبول ہے۔ پاکستان میں اس کے باغات بلند مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ عموماً گھٹیا قسم کے ہیں۔ چترال گلگت اور ہنزہ ریاستوں میں خوبانی کے باغات عام نظر آتے ہیں۔ یہاں اس کے پھلوں کی گرمی سے نہ صرف تیل نکالا جاتا ہے بلکہ ان کو کھانے کے لئے خشک بھی کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق پشاور، مردان، ہزارہ اور کوہاٹ کے اضلاع میں تقریباً ساٹھ ہزار سے زیادہ خوبانی کے درخت شمار کئے گئے۔ وادی کریم، شمالی و جنوبی وزیرستان، مالکنڈ ایجنسی اور اس کی ملحقہ ریاستوں میں جو خوبانی کے درخت ہیں ان کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان علاقوں میں خوبانی کی جنگلی اور مقامی اقسام کثرت سے موجود ہیں۔ خوبانی کے درخت کشمیر، بلوچستان اور دامن کوہ اور پنجاب کے چند ایک علاقوں میں ملتے ہیں۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوبانی

کے درخت مختلف قسم کی آب و ہوا میں یعنی سطح سمندر سے ۱۲۰۰ فٹ سے ۶۰۰۰ فٹ کی بلندی تک کامیابی سے اگائے جاسکتے ہیں۔ لیکن ۲۰۰۰ سے ۳۵۰۰ فٹ بلندی والے مقامات خوبانی کے باغات کے لئے بہت موزوں ہیں۔
آب و ہوا۔

آب و ہوا کے نقطہ نظر سے خوبانی کی کاشت پر درجہ حرارت کا براہ راست اثر پڑتا ہے سیب اور ناشپاتی کی طرح خوبانی کے لئے بھی طویل موسم سرما درکار ہے۔ خوبانی کی بعض تجارتی اقسام ایسی ہیں جن کے لئے سرمائی درجہ حرارت کافی حد تک کم اور طویل مدت تک درکار ہے عموماً ۵۴ ف درجہ حرارت ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ گھنٹوں کے لئے خوبانی کی خوابیدہ حالت کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے لیکن اس کا استحصار خوبانی کی اقسام پر ہے۔ مثال کے طور پر خوبانی کی قسم ریڈ فرینچ اور اولڈ کیپ، ایسے میدانی علاقے جو سطح سمندر سے ۱۲۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہوں اچھی طرح پھلتی پھولتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس دوسری اقسام مثلاً سفیدہ بونی، کے لئے ۲۰۰۰ مزار فٹ کی بلندی درکار ہے۔ خوبانی کی بعض ایسی اقسام بھی ہیں جن کے لئے ۲۰۰۰ فٹ سے بھی زیادہ بلندی درکار ہے۔ مثلاً چارمغز اور نگر پارہ کے لئے عرض بلد کے لحاظ سے ۳۳۶۵۰ شمالاً سے ۳۴۶۵۰ شمالاً عرض بلد تک کے مقامات کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ موسم بہار میں اگر پالا پڑ جائے تو خوبانی کے باغات پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ اگر اس موسم میں پالا نہ پڑے تو خوبانی ۲۰ ف درجہ حرارت کو بھی برداشت کر سکتی ہے۔ خوبانی کے درخت آڑو کے درختوں کے مقابلے میں سردی کا بہت سختی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے تنگونے جس وقت مکمل خوابیدہ حالت میں ہوں، آڑو کے تنگونوں کے مقابلے میں سردی کی بہت زیادہ مدافعت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر موسم سرما کے درجہ حرارت میں یکایک زیادتی ہو جائے تو اس کے تنگونے بہت تیزی سے پھوٹنے شروع ہو جاتے ہیں اور جب سرمائی درجہ حرارت معمول پر آجاتا ہے یعنی گھٹ جاتا ہے تو اس کی تبدیلی سے یہ بیدار نازک تنگونے مر جاتے ہیں۔

زمین

آڑو اور آلوچہ کی طرح خوبانی کو بھی گہری میرا زمین درکار ہے۔ پتھر لی زمینوں میں بھی اس کی

کاشت ہو سکتی ہے۔ خوبانی کے درختوں کی جڑوں میں زمین کے اندر زیادہ گہرائی تک نہیں جاتیں، اس لئے پانی کی کمی کو خوبانی کے درخت برداشت نہیں کر سکتے اور نہ یہ جڑی بوٹیوں کا متبادل کر سکتی ہے۔

افزائش کے لئے مناسب روٹ سٹاک

خوبانی کی افزائش کے لئے آڑو اور ہاڑی (جنگلی خوبانی) بطور روٹ سٹاک استعمال ہونے میں۔ کڑوے بادام کا روٹ سٹاک خشکی کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض اوقات استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا پیوند کمزور ہوتا ہے۔ ہلکی، ریتلی اور پتھریلی زمین میں خوبانی کے لئے خوبانی کا روٹ سٹاک استعمال کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اس میں نماتود (NEMATODE) کی مدافعت کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر زمین کے اندر پانی کے نکاس کا اچھا انتظام ہو تو ہاڑی پر پیوند کئے ہوئے خوبانی کے درخت آڑو کے روٹ سٹاک کے مقابلے میں طویل العمر ہوتے ہیں۔ آلوچہ بھی روٹ سٹاک کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کا استعمال صرف بھاری اور سیم زوہ زمینوں میں ہوتا ہے لیکن ان تمام روٹ سٹاک میں آڑو کے روٹ سٹاک کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اس پر خوبانی کا پیوند نہایت آسانی سے کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور بہت کم مدت میں پیوندی پودے باغ میں لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

ہاڑی اور آڑو کے روٹ سٹاک کا ذخیرہ

ہاڑی کا روٹ سٹاک تخم لگانے کے دوسرے سال موسم بہار میں پیوند کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور اگر چشمہ لگا، ہونو یہ عمل جون کے اذائل میں کیا جاتا ہے۔ خوبانی کے چشمہ لگانے کا کام جولائی سے قبل ختم کر دینا چاہیے۔ ورنہ چشمے اگلے موسم بہار تک نہیں پھوٹتے۔

شاخ تراشی

خوبانی کے پھل پیدا کرنے والے تنگ فوں کی حالت کے اعتبار سے اس کی شاخ تراشی کچھ مختلف ہوتی ہے۔ لیکن شاخ تراشی کا یہ طریقہ جاپانی آلوچہ کے درختوں کی شاخ تراشی سے ملنا جلتا ہے۔ اس کا پھل عموماً عمر شاخوں کے گڑھوں (CSPURS) پر پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک سالہ شاخیں بھی پھل دیتی ہیں۔ نو عمر درختوں کی مناسب ترمیم بہت ضروری ہوتی ہے یعنی اس کی شاخوں کو ماڈی فائیلڈ

لیڈر سسٹم (MODIFIED LEADER SYSTEM) پر ترتیب دیا جاتا ہے۔ جس وقت اس کے درخت پھل دینا شروع کر دیتے ہیں ان کی شاخوں کی تربیت کا دور ختم ہو جاتا ہے اور یہیں سے شاخ تراشی کا دور شروع ہو جاتا۔ چونکہ یہ گڑھے کم مدت تک پھل دینے کے بعد ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی کٹائی بہت ضروری ہے۔ خوبانی کے درخت جب معمر ہو جاتے ہیں۔ تو ان میں نشوونما کی رفتار کو بڑھانے کے لئے شاخ تراشی سخت کرنی پڑتی ہے تاکہ نئی بار آور شاخیں پیدا ہو سکیں۔

باغ کی نگہداشت

خوبانی کی اچھی اور منافع بخش فصل حاصل کرنے کے لئے باغ کی صحیح نگہداشت ضروری ہے۔ پودے لگانے کے بعد چند سال تک جب درخت پوری طرح بار آور نہ ہوئے ہوں پودوں کے درمیان فصلیں اگانی چاہئیں جنہیں عموماً کھا ددی جاتی ہے۔ جب پھل آنا شروع ہو جائے تو قطاروں کے درمیان پھلی دار قسم کی فصلیں مثلاً شتقل، برسیم، موٹھ، لوبیا وغیرہ بطور سبز چارہ اور سبز کھاد کاشت کی جائیں۔ یاد رہے کہ ایسی فصلیں لگانی چاہئیں جن کو پانی کی ضرورت کم ہو کیونکہ زیادہ آبیاری کرنے سے خوبانی کے درختوں کو نقصان پہنچتا ہے بہتر ہے کہ قطاروں کے ساتھ ۸-۱۰ فٹ جگہ خالی جگہ چھوڑ دی جائے۔ اور خوبانی کے درختوں کو حسب ضرورت پانی دیا جائے۔

سبز کھاد

سبز کھاد کی فصل کو موسم بہار سے پیشتر جب پھلی ابھی بہت نرم ہو تو زمین میں دبانا بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ موسم گرمیوں میں فصل کا درختوں کے ساتھ غذائی ضروریات اور پانی کے لئے مقابلہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھلی دار فصلیں عموماً موسم خزاں کے اوائل یعنی ماہ ستمبر میں کاشت کی جاتی ہیں۔ اس سے ایک تو موسم سرما میں زمین کی حالت اچھی رہتی ہے۔ اور دوسرے بارشوں کی وجہ سے زمین کے بہہ جانے کا اندیشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس طریقے سے زمین کی حالت اور درختوں کی صحت برقرار رہ سکتی ہے اور یہ طریقہ باغ میں فصل نہ لگانے سے بہتر ہے۔

آپاشتی

پہلی آپاشتی پھل کے با دام جتنا بڑا ہونے پر کرنی چاہیے موسم گرما کے دوران ۵ سے ۶ بار آپاشتی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس رقبہ میں درخت کی جڑیں پھیلی ہوئی ہوں اسے خود رجڑی بوٹیوں سے صاف رکھنا ضروری ہے۔

کھاد

گوبر کی کھاد بحساب ایک من فی درخت موسم سرما میں ڈال کر ہل کے ذریعے زمین میں ملانا چاہیے اگر گوبر کی کھاد دستیاب نہ ہو تو دو سالہ عمر کے درختوں کو ۴ اولس امونیم سلفیٹ فی درخت ڈالا جائے اس طرح معمر درختوں کو ۳-۵ پونڈ امونیم سلفیٹ ڈالنا چاہیے۔ امونیم سلفیٹ ڈالنے کے فوری بعد آپاشتی کرنا ضروری ہے۔ تاکہ درخت جلنے سے بچ جائیں۔ امونیم سلفیٹ درختوں کو ایک یا دو مرتبہ دینی چاہیے۔ اگر دو دفعہ دینا مقصود ہوں تو پھول نکلنے سے بیس دن پہلے آپاشتی کے ساتھ مناسب ہے اور دوسری مرتبہ پھل بن جانے کے بعد۔ ایسے علاقوں میں جہاں زمین میں نائٹروجن کے علاوہ دوسرے اجزاء کی کمی ہو۔ مکمل کیمیائی کھادیں ان کی کمی کے اعتبار سے ملاحظہ کر دینی چاہئیں۔

پھلوں کی چنائی

پھل کو اگر دور دراز منڈیوں میں بھیجا مقصود ہو تو نسبتاً کچے پھلوں کی چنائی کرنی چاہیے تاکہ وہ منڈیوں میں پہنچنے تک ٹھیک طور پر پک جائے۔ اس کے برخلاف اگر نزدیک منڈیوں میں فروخت کرنا ہو تو ان کی چنائی ایسی حالت میں کی جائے کہ پھل کا اصلی رنگ نکل جائے۔ اگر مناسب وقت پر پھلوں کی چنائی کی جائے تو ان کے ذائقے اور خوشبو میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ کچے چنے ہوئے پھل خوشبودار ذائقے میں گھٹتا ہوتے ہیں۔ ایک ایک پھل کو چن چن کر ہاتھ سے احتیاط کے ساتھ ایسا توڑا جائے کہ اس کا چھلکا زخمی نہ ہو۔ چنے ہوئے پھلوں کو چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں صرف ایک تہہ میں جمع کیا جائے جنی پھلوں کو ڈبوں میں محفوظ کرنا ہو، یا خشک کرنا ہو۔ انہیں درختوں پر اچھی طرح پکنے دینا چاہیے۔ تاکہ ان کے ذائقے اور خوشبو میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔

پیداوار

اوسط حالات میں خوبانی کی پیداوار فی درخت ۲۰۰ سے ۳۰۰ پونڈ ہوتی ہے لیکن یہ شرح پیداوار آب و ہوا اور زمین کے اعتبار سے بدلتی ہے۔ خوبانی کی جسامت کا انحصار اس کے روٹ سٹاک آب و ہوا اور زمین پر ہوتا ہے۔ وہ درخت جن کا روٹ سٹاک ہاڑی ہوتا ہے، اچھی جسامت کے پھل دیتے ہیں۔

خوبانی کی اقسام

ریڈ فرینچ

درخت درمیانہ قد، پھل دار اور مضبوط ہوتا ہے۔ پھل کا سائز درمیانہ، رنگ نارنجی، گودا رنگ میں تیز پیلو سخت مگر رس دار، بیٹھا مگر ترشی مائل۔ گٹھل گودے سے باسانی الگ ہو سکتی ہے۔ ماہ جون کے شروع میں پکتا ہے۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں بخوبی پھلتا ہے۔

نیو کیپ

درخت متوسط درجے کا، زیادہ پھل دار، پھل کا سائز درمیانہ، رنگ زرد سفیدی مائل، مگر جیب پک جائے تو قدرے سرخ ہو جاتا ہے۔ گٹھل گودے کے ساتھ قدرے چمٹی رہتی ہے۔ گٹھل کے قریب گودا قدرے کڑوا ہوتا ہے۔ گرمی کڑوی ہوتی ہے۔ مئی کے آخری ہفتے میں پکتا ہے۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں درمیانہ پھلتا ہے۔

اولڈ کیپ

نیو کیپ سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ مگر اس سے ایک ہفتہ بعد پکتا ہے اور گٹھل کے قریب گودا کڑوا نہیں ہوتا۔ پشاور کے میدانی علاقوں میں درمیانہ پھلتا ہے۔

سفیدہ

درخت درمیانہ قد اور پیداوار متوسط درجے کی ہوتی ہے پھل سائز میں چھوٹا، گول، سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ گرمی بیٹھی ہوتی ہے۔ پھل جلد پکتا ہے اور جون کے پہلے ہفتے میں تیار ہو جاتا ہے۔ سطح سمندر سے دو ہزار فٹ کی بلندی کے علاقوں میں پھلتا ہے۔

بونی

سفیدہ قسم سے قدرے بڑی ہوتی ہے۔ پھل پر وہیں دار مادہ ہوتا ہے۔ سفیدہ سے چند دن بعد میں تیار ہوتی ہے۔ یہ دو ہزار فٹ سے کم فٹ کی بلندی کے علاقوں میں کم پھلتا ہے۔

بلنٹم

اس کا درخت طاقتور اور کیباہیت سے پھلتا ہے، پھل گول، لمبوترہ یا گول بیضوی ہوتا ہے پھل دو ٹکروں پر کچھ دیا سا ہوتا ہے۔ درمیانی لکیر کافی نمایاں ہوتی ہے۔ رنگ سنہرا اور سرخ، رسدار اور میٹھا، گودانا رنجی، گٹھلی گودے سے قدرے چمکی ہوئی، گرمی کڑوی۔ جون کے پہلے ہفتے میں پکتی ہے۔ پھل کے لئے موزوں علاقے دو ہزار فٹ بلندی کے قریب ہوتے ہیں۔

مور پارک

اس کا درخت بہت بڑا اور طاقتور ہوتا ہے۔ پھل کا سائز بڑا اور خوبی میں عمدہ، شکل ناممور، یعنی دو برابر ٹکروں میں تقسیم نہیں ہوتا۔ رنگ زرد سے گہرا نارنجی، گودا سخت و رسدار اور میٹھا، گٹھلی بڑی اور گودے سے علیحدہ ہونے والی، گرمی قدرے کڑوی، وسط جون میں تیار ہوتی ہے۔

چار مغز

درخت لمبا چوڑا لیکن میدانی علاقوں میں نہیں پھلتا۔ پھلنے کے لئے زیادہ سردی درکار ہوتی ہے پتے چوڑے، پھل کا سائز بڑا اور گول، رنگ سفیدی مائل زر داور کہیں کہیں سرخ۔ ذائقہ میٹھا ورس دار اور خوشبودار ہوتا ہے۔ دیر سے پکتا ہے۔ گرمی میٹھی ہوتی ہے۔

شکر پارہ

درخت درمیانی قد کا، پھل درمیانی سفید و گول، گودہ سفید، شکر کی طرح میٹھا، دیر سے پکنے والا، گرمی میٹھی خشک کرنے کے لئے موزوں۔ یہ قسم سرد علاقوں میں اچھی پھلتی ہے۔

مصنوعات

ٹولیوں میں بند کرنا

اچھی طرح پکے ہوئے پھلوں کو انتخاب کر کے اور انہیں دھو کر بھاپ کے ذریعہ گرم کیا جانا

ہے۔ خوبانی کٹے کے پھلوں کو ثابت حالت میں یا ان کے ٹکڑے کر کے ڈبوں میں بند کیا جاسکتا ہے۔ اگر پھل کو ثابت حالت میں بند کرنا مقصود ہو تو اس کے ایک جانب ہکا سائٹزر لگا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے اندر شیرہ آسانی سے داخل ہو سکے۔ اگر ٹکڑے کر کے محفوظ کرنا ہو تو اس کے اندر سے گٹھلی نکال لی جاتی ہے۔ ایک ڈبے میں کم از کم ۲۰۔ اونس، انہیں ۵ منٹ تک ۸۵ درجہ حرارت فارن ہیٹ پر گرم کر کے ان کے اندر خلا کر لیا جاتا ہے پھلوں کو ۱۰ فیصد طاقت کے شیرہ میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں جراثیم سے پاک صاف ڈبوں میں بند کرنے کے بعد ان کو دوبارہ ۱۲ سے ۱۵ منٹ تک ۲۱۲ درجہ حرارت فارن ہیٹ پر گرم کر کے جراثیم سے پاک صاف کر لیا جاتا ہے ڈبوں میں محفوظ کرنے کے لئے بلنہم (BLENHEIM) اولڈ کیپ (OLD CAP) اور شکر پارہ قسم موزوں ثابت ہوتی ہیں۔

خوبانی کا جیم

خوبانی کا جیم بہت پسند کیا جاتا ہے۔ خوبانی اور آلوچ کا بلا جلا جیم بھی بنایا جاسکتا ہے۔ جیم بنانے کے لئے خوبانی کا گودا لکھنے کا طریقہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ آڑو اور آلوچ کے بیان میں آچکا ہے۔

خوبانی کا خشک کرنا

خوبانی کو خشک کرنے کے لئے نسبتاً زیادہ پکے ہوئے پھل منتخب کئے جاتے ہیں۔ منتخب پھلوں کو پاک صاف کر کے ادھر کاٹ کر گٹھلی نکال لی جاتی ہے۔ بعد ازاں ان کو کشتیوں میں بحساب ۲ پونڈ فی مربع فٹ رقبہ پر چالیا جاتا ہے اس کے بعد انہیں ۳ سے ۶ پونڈ تک گندھک کے دھوئیں میں ۴ سے ۶ گھنٹوں کے لئے رکھا جاتا ہے۔ جب پھل کا دو تہائی حصہ سوکھ جائے تو کشتیوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے تاکہ براہ راست دھوپ نہ لگے کیونکہ بہت دھوپ لگنے سے رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ رہی سہی مٹی مزید ہوا کی مدد سے دور ہو جاتی ہے۔ خشک خوبانی میں ۱۸ فیصد تک رطوبت ہونی ضروری ہے درجہ خوبانی خراب ہو جاتی ہے۔ عام طور پر قریباً ۶ پونڈ تازہ پھل سے ایک پونڈ خشک خوبانی حاصل ہوتی ہے۔ اسے خشک کرنے کے لئے ریڈ فرینج، بونی، سفیدہ اور بلنہم اقسام اچھی ثابت ہوتی ہیں۔

کیڑے اور بیماریاں

ایپر لیکٹ چلید

یہ کیڑا پھل کی گٹھلی میں رہتا ہے۔ گرمی میں انڈے دیتا ہے۔ جب پکنے لگتے تو انڈوں سے بچے نکل کر گرمی کو کھاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے پھل پوری طرح پکنے سے پہلے درخت سے گر جاتا ہے۔ بیمار پھل کی گٹھلیوں کو اگر پانی میں ڈالا جائے تو ہلکا ہونے کی وجہ سے سطح پر آجاتی ہیں۔ اس کی روک تھام گرمے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے تلف کرنے سے کی جاسکتی ہے۔ دبانے سے ان کا جلا دینا بہت مفید ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکل آئیں تو ۳ پونڈ اگر دس ماٹھ ۶۶۵ فیصد والی سوگیلین پانی میں ملا کر چھڑکا کر دیکرنا چاہیے۔

فروٹ فلانی

یہ مکھی نیم پختہ پھل کے اوپر انڈے دیتی ہے انڈوں سے کرم نکل کر پودوں میں سوراخ کر لیتے ہیں اور پھل پختگی سے قبل گر جاتے ہیں ان پر قابو پانے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔
(ا) گرمے ہوئے پھلوں کو اکٹھا کر کے گہرے گڑھوں میں دبانا۔

(ب) باغات میں ہل چلانا۔

(ج) باغات میں مرغیاں پالنا تاکہ کیڑوں کو کھالیا کریں۔

(د) کلنزل تیل کی بوتل لٹکانے سے مکھیوں کو بکڑانا۔

(ه) مکھیوں کو جاڑے میں ڈیزل آئل سے چھڑکا کر کے مارنا یا پھل کی پختگی سے قدرے پہلے ڈیٹرکس کا سپرے کرنا۔ دوا کی مقدار سوگیلین پانی کے لئے ۶ اولس ہے۔

لیکنیم کیرلی

یہ ایک رس چوسنے والا کیڑا ہے جس کی مادہ ارہر کی تخم کے مشابہ ہوتی ہے۔ ماہ اپریل میں ۱۰۰ تک انڈے دیتی ہے۔ ماہ مئی میں بچے نکل کر تپوں کے پچھے حصے پر جمع ہو کر تپوں سے رس چوستے ہیں۔ ان پر ایو کینیم کی سپرے سے کافی فائدہ ہوتا ہے۔ جاڑوں میں ۶ فیصد ڈیٹر آئل یا ڈیزل آئل برڈ ویکسچر کے ساتھ ملا کر چھڑکا بھی کافی مفید ثابت ہوا ہے۔

بینچ سفوٹ بورر

گرے نیلے رنگ کے چمکدار کیڑے درخت کی چھال پر اپریل اور مئی کے مہینوں میں انڈے دیتے ہیں۔ انڈوں سے بچے نکل کر تنے میں سبز رنگ بنا کر گھس جاتے ہیں۔ حملہ شدہ درختوں پر گول سوراخوں سے رس نکل کر گوند کی شکل میں جم جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے درخت کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور شدید حملے کی صورت میں درخت اور شاخیں خشک ہو جاتی ہیں۔

علاج

جس وقت کیڑے سے انڈے دیں، ڈائی مکران بشرح ۳۶۵ اونس۔ گیلن پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کیجئے۔ یہ چھڑکاؤ ہر مہینے ایک مرتبہ ستمبر کے مہینے تک جاری رکھنا چاہیئے۔

ہیرمی کیڑا

سبز رنگ کی تیلی پتوں پر انڈے دیتی ہے۔ ان انڈوں سے ماہ مئی میں مہورے رنگ کے کیڑے نکل آتے ہیں۔ اور پتوں سے سبز رنگ کا مادہ کھاتے ہیں۔ جس سے پتے چھلنی کے مانند ہو جاتے ہیں۔ شدید حملہ کی صورت میں پتے بالکل خشک ہو جاتے ہیں اور درخت کمزور ہو جاتا ہے۔ سبز رنگ کے کچے پھل بھی اس کے حملے کا نشانہ ہوتے ہیں۔ ان کیڑوں پر مندرجہ ذیل طریقوں سے قابو پایا جاسکتا ہے۔

۱) بالوں والے کیڑوں کو موسم سرما میں اکٹھا کر کے تباہ کرنا۔

۲) یکم مئی سے ۱۵ مئی تک انڈوں کے ڈھیروں کو اکٹھا کر کے تباہ کرنا۔

۳) اینڈرین کا چھڑکاؤ اس وقت کرنا جب انڈوں سے کیڑے نکل آئیں۔ دس اونس انڈرین سو گیلن پانی میں استعمال کیجئے۔

کالائیلیا

اس کا رنگ گہرا سرخ ہوتا ہے یہ درخت کی چھال سے ماہ مارچ سے مئی تک اور پھر موسم سرما میں رس چوستا ہے۔ اس سے شہد کے قطرے نشنم کی طرح ٹپکتے ہیں۔ جو درخت یا زمین پر گر کر تیل کی طرح داغ پیدا کرتے ہیں۔ اس پر قابو پانے کے لئے سردیوں میں اس پر ونٹر آئل سپرے کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد دس اونس انڈرین سو گیلن پانی میں ملا کر متاثرہ درختوں پر سپرے کیا جائے

سبز تیلیا

یہ سبز نما چھوٹا کیڑا ہوتا ہے جو پتے نکلنے ہی حملہ آور ہوتا ہے۔ حملے کی وجہ سے پتوں میں مروڑ آجاتا ہے اور درخت کی نشوونما پر بڑا اثر پڑتا ہے اگر شروع شروع میں اس کے حملے کا تدارک نہ کیا جائے تو بعد میں بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مروڑے ہوئے پتوں میں ان کا مارنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کے حملے کی وجہ سے پھل گر جاتے ہیں۔ اور اگلے سال کے لئے بھی پھل کی مقدار پر نشوونما کی کمزوری کی وجہ سے اثر پڑتا ہے۔ اس کے التداد کے لئے ۵ ۶ ۳ اونس ڈالی مکراں سو گین پانی میں ملا کر سپرے کرنا چاہیے۔

بیماریاں

براؤن راٹ

اگرچہ ہمارے ملک میں یہ بیماری کم ہے۔ مگر یہ ایک خطرناک اور مہلک بیماری ہے۔ یہ پھل اور شناخوں تک کو متاثر کر دیتی ہے۔ بیمار پھلوں کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ جو اس روگ کی آسان نشاندہی ہے۔ اس بیماری کی ابتدا میں پھلوں پر چھوٹے چھوٹے داغ پیدا ہوتے ہیں۔ اس بیماری کی روگ ختم کے لئے ضروری ہے کہ تمام متاثرہ حصے کاٹ کر جلا دیئے جائیں۔ پھول آنے سے پہلے اور پھل پکڑنے کے بعد پیری ناکس چار پونڈ سو گین پانی میں ڈال کر چھڑکاؤ کیجئے۔ اگر کسی جگہ حملہ شدید ہو تو ماہِ فروری سے جولائی تک کم از کم سات بار سپرے کرنا ضروری ہے۔

ڈالی بیک

یہ بیماری پھلوں، پتوں اور شناخوں پر حملہ کرتی ہے۔ اس سے پھلوں پر ارغوانی رنگ کے چھوٹے چھوٹے داغ نمودار ہوتے ہیں۔ اسی طرح شناخوں پر بھی داغ پڑ جاتے ہیں اور شناخوں کے ارد گرد حلقے پڑ جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نشوونما بند ہو کر شناخیں خشک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور درخت مرجاتے ہیں۔ اس مرض پر قابو پانے کے لئے تمام حملہ شدہ حصوں کو کاٹ کر جلا دینا چاہیے۔ درختوں کی پرداخت صحیح طریقے سے کی جائے۔ تاکہ درخت صحت مند ہو کر بیماری کا مقابلہ کر سکیں۔ ۴ پونڈ پیری ناکس سو پونڈ پانی میں ملا کر چھڑکاؤ کرنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اگر

بیماری شدید صورت اختیار کر گئی ہو تو منقذ دبا چھڑکاؤ کرنے سے فائدہ ہوگا۔
پتوں کا رسٹ

یہ بیماری پتوں کے نچلے حصے پر بھروسے اور امیرے ہونے داغوں کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ موسم گرما میں متاثرہ پتے گر جاتے ہیں۔ ان پتوں کو اکٹھا کر کے جلا دیا جائے۔ درختوں کی صحت اچھی نگہداشت سے برقرار رکھی جائے تاکہ بیماری کی مدافعت ہو سکے اس کا علاج بھی بورڈو سپر ۴:۴:۵ یا پیری ٹاکس سوگین پانی میں چھڑکاؤ کرنے سے ہو سکتا ہے۔

شناخوں کے مرجھانے کی بیماری

شناخوں کے مرجھانے۔ سے اس بیماری کا حملہ ظاہر ہوتا ہے۔ جب بظاہر ان پر اور کسی بیماری یا کیڑے کے اثرات نہ ہوں۔ متاثرہ شناخوں پر پتے سرخ ہو کر گر جاتے ہیں۔ اس مرض کا حملہ آڑو پر بہت ہوتا ہے اور ناشپاتی پر کم، مگر خوبانی پر سب سے کم ہوتا ہے۔ اس پر قابو پانے کا واحد علاج یہ ہے کہ بیمار حصوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے اور کٹی ہوئی جگہ پر تار کول لگا دیا جائے۔ تاکہ مزید بیماریوں سے زخم محفوظ رہے۔ گاہے گاہے اس بیماری کی روک تھام کے لئے باغ کا معائنہ کرنا ضروری ہے اور جہاں بھی حملہ شدہ شاخ نظر آئے، فوراً کاٹ ڈالنا چاہیے تاکہ بیماری پھیلنے نہ پائے۔ صحت مند پودوں پر اس کا حملہ بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے کاشت کے ایسے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن سے درختوں کی صحت اچھی رہے۔

سٹرابیری

سٹرابیری ایک دیدہ زیب اور خوشبودار پھل ہے۔ جو غذائی اور دافع الامراض خصوصیات کی بنا پر بہت مشہور ہے جن ملکوں میں باغبانی کی صنعت عروج پر ہے وہاں یہ پھل بہت مقبول ہے۔ اس پھل کو جام، جلی، مربہ اور کیک بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے تازہ پھل کے طور پر اسے کاٹ کر چینی اور کریم کے ساتھ ملا کر کھایا جاتا ہے۔ اس پھل میں جیتن ج کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

ہمارے صوبے میں عوام اس پھل سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس کی جنگلی خورد و اقسام مری کی پہاڑیوں میں پائی جاتی ہیں جو کوئی اقتصادی اہمیت نہیں رکھتیں تقسیم ملک سے پہلے سٹرابیری جالندھر اور گورداسپور کے اضلاع میں کاشت کی جاتی تھی۔ یہ پھل یہاں پر دامن کوہ کے علاقوں یعنی لاہور، سیالکوٹ، گجرات، جلم، راولپنڈی، کیمپلور، ہزارہ اور پشاور کے علاقوں میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔ ضلع سرگودھا میں خوشاب تحصیل کا علاقہ دادی سون اس کی کاشت کے لئے بہت موزوں ثابت ہو سکتی ہیں۔

پچھلے چند ایک سالوں سے پھلوں کو محفوظ رکھنے کی صنعت کے سلسلے میں اس پھل کی مانگ کافی بڑھ گئی ہے لہذا اس پھل کی کاشت کے فروغ کے وسیع امکانات ہیں۔

آب و ہوا

سٹرا بیری کے لئے ٹھنڈی اور مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہے بہت سی انتہا کو گورے اور سخت گرمی کے نقصان سے بچانے کے لئے حفاظت درکار ہے۔ موسم بہار کی دیر سے پڑنے والی کمر سے اس کی کوئیوں کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے کمر چونکہ دوسرے پھلوں کے پھولوں کو نقصان نہیں پہنچاتا سٹرا بیری کے لئے نقصان دہ ہے اس کی بڑی وجہ سٹرا بیری کا زمین کے زیادہ قریب ہونا ہے جہاں کمر کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ سٹرا بیری پھلدار پودوں کے درمیان لگائی جائے تاکہ کمر سے متاثر نہ ہو۔

زمین

سٹرا بیری پھل کی پیداوار اور خاصیت زمین کی زرخیزی۔ اس کی گہرائی اور پانی کے نکاس پر منحصر ہے اس کے پودوں کی جڑیں چونکہ زیادہ گہری نہیں جاتیں اس لئے اسے اچھی زرخیز زمین میں لگانا چاہئے زمین میں نباتاتی مادے کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ایسی زمین میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو گہری اور میرا قسم کی ہو لیکن جو زمین دوسری فصلوں اور سبزیوں کی کاشت کے لئے اچھی شمار ہوتی ہو سٹرا بیری کی کاشت کے لئے بھی موزوں ہے اگر زمین چکنی مٹی کی ہو تو پانی کے نکاس کا بندوبست کر لینا چاہئے تاکہ پانی کھڑا ہو کر پودوں کے لئے نقصان دہ ثابت نہ ہو۔

سٹرا بیری کی ۹۰ فیصد جڑیں زمین کی تہ پر ۶ انچ کے اندر اندر پھیلی ہوتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ زمین زرخیز ہو اور ہاڈبیت کی قوت زیادہ ہو تاکہ جڑیں خوب نشوونما پائیں اور پودا تندرست ہو۔ سٹرا بیری کے لئے تیزابی اثر رکھنے والی زمین زیادہ موزوں ہوگی۔ سیم زمینوں میں اس کی کاشت یقینی طور پر ناکام رہتی ہے اس لئے ایونیم سلفیٹ جیسی کھاد جس کا اثر تیزابی ہوتا ہے۔ اس کے لئے اچھی ہے لیکن ایسی کھاد دیتے وقت اس چیز کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ پودوں کے پتوں پر نہ پڑے۔ ورنہ پتے جھلس جائیں گے۔

زمین کی تیاری

زمین کی تیاری صحیح طور پر نہ ہونے کی وجہ سے پودے اکثر مرتے ہیں۔ یا ان کی نشوونما اچھی طرح نہیں ہوتی۔ جس زمین میں سٹرا بیری لگانا مقصود ہو اسے دوسری فصلوں کی بیجائی کی طرح بہترین طریقہ

سے تیار کرنا چاہئے۔ زمین کو اچھی طرح ہل چلا کر تیار کریں اور اس میں سے ہر قسم کی گھاس پھونس اور جڑی بوٹیاں ہٹ کر دینی چاہئیں۔ اس کے بعد نئی قائم رکھنے کے لئے ہیر و چلا کر سہاگہ دے دیں۔ موسم خزاں میں کم از کم ۲۵ گڈے گلی سٹری گوبر کی کھاد فی ایکڑ کے حساب سے ڈال کر اسے اچھی طرح زمین میں ملا دیں۔

زمین اگر گیلی ہو یا زیادہ خشک ہو تو اس میں ہل نہیں چلانا چاہئے ورنہ زمین میں ڈھیلے بندھ جائیں گے۔ ایسی زمین میں پودوں کی جڑیں نشتر و نما نہیں پائیں اور خشک ہو جاتی ہیں۔ جہاں اچھی گوبر کی کھاد میسر نہ آسکے وہاں زمین میں فصل کاشت کرنے سے پہلے سبز کھاد دبا دیں تاکہ زمین کی خاصیت بدل جائے۔

کاشت کے لئے موزوں جگہ

سٹرابیری کی کاشت کے لئے ایسی زمین تلاش کرنی چاہئے جو شہر کے نزدیک ہو یا سٹریک یا ریل کے ذریعے بڑی منڈی سے ملی ہوئی ہو چونکہ سٹرابیری کا پھل بہت نازک اور جلد خراب ہو جانے والا ہوتا ہے اس لئے زیادہ عرصہ رکھنے اور بے سفر میں اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اگر کاشت کی جگہ منڈی سے دور ہو تو پھل کو کسی طریقہ سے محفوظ کرنے کا بندوبست موقع پر ہی کر لینا زیادہ مناسب ہوگا گھنے پودے لگانا کسی حد تک موزوں بھی ہے لیکن اس سے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات گھنے پودے لگانے سے اس میں بیماریاں اور کیڑے زیادہ ہو جاتے ہیں اس لئے پودوں کو کچھ فاصلہ پر لگانے سے یہ نقصان کم ہو سکتا ہے۔

اگر زمین اور زیریں زمین پانی کو اچھی طرح جذب کر سکے اور ہموار ہو تو کاشت کے لئے زیادہ موزوں ہوگی۔ ۲ سے ۳ فیصد ڈھلوان زیادہ بہتر ہو گا تاکہ پانی کھڑا نہ ہونے پائے۔ اگر ڈھلوان بہت ہی زیادہ ہو گا تو زمین کے بہ جانے کا اندیشہ ہے کیوں کہ پہلے سال تلبہ رانی زیادہ کی جاتی ہے۔

افزائش نسل

سٹرابیری کی افزائش نسل بذریعہ ساقِ رواں (RUNNERS) ہوتی ہے یہ طریقہ آسان آستا۔ اور تدریجی ہے ساقِ رواں ایک قسم کی لمبی پتلی شاخ ہوتی ہے جو مادری پودے سے نکلتی ہے۔ اور ہر جوڑ (NODE) کی جگہ پر چھوٹے چھوٹے پودے بنا رہتی ہے ایسے چھوٹے پودے جڑیں پیدا کر دیتے ہیں

ساقِ رواں زمین کے اوپر پیدا ہوتے ہیں۔ سٹرابیری کی بعض اقسام زیادہ ساقِ رواں پیدا کرتی ہیں اور بعض کم۔

ساقِ رواں کا چناؤ کرتے وقت خاص توجہ سے کام لینا چاہئے کیونکہ اچھی پیداوار کا انحصار اسی پر ہے ساقِ رواں ایسے پودوں سے لینے چاہئیں جو صحت مند اور زیادہ پھل دینے والے ہوں۔ ایک سال پرانا پودا تقریباً ۵ سے ۲۰ ساقِ رواں دیتا ہے۔ اچھے پودے حاصل کرنے کے لئے صرف اچھے مضبوط اور صحت مند ساقِ رواں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ مادری پودے کے نزدیک عام طور پر زیادہ اچھے ساقِ رواں ہوتے ہیں۔ اور ان کی جڑیں بھی خاصی ہوتی ہیں ریشمی زمین میں ساقِ رواں زیادہ بنتے ہیں کیوں کہ ایسی زمین میں جڑیں بہت آسانی سے بڑھتی ہیں اس کے علاوہ ایسی زمین سے ساقِ رواں کسی موسم میں بھی آسانی سے نکالے جاسکتے ہیں۔

جن موسموں میں ساقِ رواں کم بنتے ہیں یا جن اقسام میں ساقِ رواں بنانے کی قوت کم ہوتی ہے ساقِ رواں کو لمبائی کے رُخ درمیان سے کاٹ کر الگ الگ لگا دینا چاہئے۔

سٹرابیری کو بیج کے ذریعے بھی لگایا جاسکتا لیکن اس طریقے کو تجارتی پہانے پر استعمال نہیں کیا جاتا کیونکہ پودے صحیح النسل نہیں نکلتے۔ یہ طریقہ نئی اقسام پیدا کرنے کے لئے عمل میں لایا جاتا ہے۔

پودے لگانا

امریکہ اور دوسرے ممالک میں جہاں سٹرابیری کی کاشت بڑے پیمانہ پر کی جاتی ہے اسے مختلف طریقوں سے لگایا جاتا ہے۔ جو طریقے عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:-

انفرادی پہاڑی طریقہ (INDIVIDUAL HILL SYSTEM)

اس طریقہ سے پڑے قطاروں میں لگائے جاتے ہیں پودے ۱۵ انچ سے ۲۳ انچ کے فاصلے پر قطاروں میں بوئے جاتے ہیں جن کا درمیانی فاصلہ ۳ سے ۴ فٹ ہوتا ہے ساقِ رواں نکال دیئے جاتے ہیں اور انفرادی مادری پودے رہنے دیئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ میں پودوں کے درمیانی فاصلے کے مطابق ایک ایکڑ کیلئے ۶۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ پودے درکار ہوتے ہیں تجارتی لحاظ سے یہ طریقہ اس پھل کی پیداوار کے لئے کافی مقبول ہو گیا ہے اس طریقہ سے جو پھل حاصل ہوتا ہے وہ یکساں اور بڑے سائز کا ہوتا ہے۔ پہلے موسم میں ساقِ رواں کو روکنے کے لئے کافی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر مادری پودا مر جائے تو قطاروں میں

خالی جگہ رہ جاتی ہے۔ اس طریقہ سے خالی جگہیں کافی رہ جاتی ہیں۔ جہاں نمی کم ہو اور زمین بھی زیادہ زرخیز نہ ہو وہاں یہ طریقہ کامیاب ہو سکتا ہے تاہم زیادہ پیداوار کی امید نہیں رکھی جاسکتی۔

(۲) مربع پہاڑی طریقہ (SQUARE HILL SYSTEM)

یہ بھی انفرادی پہاڑی طریقہ کی ایک قسم ہے پودے مربع کی شکل میں ۳ سے ۴ فٹ کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں اور تمام ساق رداں نکال دیئے جاتے ہیں جو اقسام بہت زیادہ پھیلنے والی ہیں یا ان اقسام کے لئے جن کے کافی پھیلنے کی امید ہو۔ یہ طریقہ خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس طریقہ سے کاشت دو اطراف میں ہو جاتی ہے۔ اس لئے گوڈی کم کرنی پڑتی ہے۔ اگر تمام پودے پھل نہ دیں تو پیداوار کم ہو سکتی ہے۔ اس طریقہ سے ۴۰۰ سے ۵۰۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔

MATTED ROW SYSTEM (۳)

تجارتی لحاظ سے یہ طریقہ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس میں گوڈی کی ضرورت کم سے کم پڑتی ہے۔ ساق رداں کو مادری پودے کے ساتھ آزادی سے بڑھنے دیا جاتا ہے تاکہ موسم کے اخیر تک ایک سے دو فٹ چوڑی کھجلی اچھی طرح سے بھرجائے قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۴ سے ۵ فٹ اور پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲ سے ۳ فٹ کا یہ فاصلہ مقامی حالات اور اقسام کے مطابق کم و بیش ہو سکتا ہے زیادہ ساق رداں دینے والی اقسام کے پودوں کا درمیانی فاصلہ ۴ سے ۵ فٹ ہونا چاہئے تاکہ پھل توڑنے میں آسانی رہے تھوڑے پودے لگانے کے لئے یہ طریقہ بہتر رہتا ہے اس طریقہ سے ۳۶۳۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔ اس طریقہ سے پھل دوسرے طریقوں سے لگانے ہوئے پودوں کی نسبت چھوٹا ہوتا ہے اور گوڈی اور جڑی بوٹیوں کی تعلق زیادہ کرنی پڑتی ہے جہاں بارش زیادہ ہو یا پانی کافی مقدار میں ملے وہاں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ نمی اور زرخیز زمین میں اس طریقہ سے کافی زیادہ پیداوار ہو سکتی ہے۔

۴- SPACED ROW SYSTEM

جہاں نمی کافی مقدار میں موجود ہو یہ طریقہ کامیاب ثابت ہو سکتا ہے یہ (MATTED ROW SYSTEM) کی ترمیم شدہ قسم ہے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ۴ سے ۵ فٹ اور پودوں کا ۲ سے ۳ فٹ یا اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ مادری پودے کے ارد گرد ساق رداں والے پودوں کو بڑھنے دیا جاتا ہے آخر میں پودوں کا درمیانی فاصلہ ۱۰ سے ۱۲ فٹ تک رکھ جاتا ہے۔ اس فاصلے کے بعد کے تمام فالتو ساق رداں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ قطاروں میں لگائے ہوئے

پودوں کا درمیانی فاصلہ ۲۰ سے ۳۰ انچ تک ہونے چاہا جاسکتا ہے درمیانہ سائز کے پودے جو کہ پھل اور پھول بہت زیادہ مقدار میں پیدا کرتے ہیں اس طریقہ سے اچھی نشوونما پاتے ہیں بعض جگہ زیادہ سے زیادہ پیداوار اس طریقہ سے کاشت کئے ہوئے پودوں سے حاصل کی گئی ہے۔ اس طریقہ میں بڑی تکلیف یہ ہے کہ گڈی اور جڑی بوٹیوں کی تلخی بہت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اور ساق رواں کو کاٹنا پڑتا ہے پودوں اور قطاروں کے درمیانی فاصلہ کے مطابق ایک ایکڑ کے لئے ۲۵۰۰ سے ۵۰۰۰ پودے درکار ہیں۔

(۵) دوہری قطاروں کا پہاڑی طریقہ (DOUBLE HILL SYSTEM)

پودوں کو ۱۲ سے ۱۵ انچ کے فاصلے پر قطاروں میں لگایا جاتا ہے جن کا فاصلہ بھی ۱۲ سے ۱۵ انچ ہی ہوتا ہے اس طریقہ میں ۲۰۰۰۰ سے ۲۵۰۰۰ پودے فی ایکڑ درکار ہیں۔ میڈرو سسٹم میں ساق رواں کی کٹائی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر پودے موسم بہار کے شروع میں لگائے جائیں تو زیادہ سے زیادہ بڑھوتری ہوتی ہے اس طریقہ سے کافی پیداوار حاصل ہو سکتی ہے اور بڑے پودے بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں اور جگہ گھیرتے ہیں۔ پتے زمین کو ڈھانپ لیتے ہیں اس لئے پہلی گرمی کے بعد جڑی بوٹیوں کی تلخی کا مسئلہ حل نہیں کرتا پڑتا۔ ساق رواں کی تلخی یا کٹائی پر تاہم کافی خرچ ہو سکتا ہے لیکن زیادہ پیداوار اس کا خرچ پورا کر دیتی ہے۔

عام طریقہ جو ہمارے ملک میں رائج ہے وہ ۱/۲ سے ۳ فٹ کی کھیلیوں پر سیدھی لائنوں میں لگانے کا ہے ان کھیلیوں کی اونچائی ۶ سے ۹ انچ ہونی چاہئے پودے ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلے پر لگانے چاہئیں۔ پودے کھیلیوں کے درمیان ہوں تاکہ وہ دونوں طرف سے پانی حاصل کر سکیں۔ ان کو لگانے کے وقت کھیلیوں کا سائز چھوٹا ہونا چاہئے جس وقت پودے جڑ پکڑ جائیں اور بڑھنا شروع کر دیں تو کھیلیوں پر مٹی چڑھا کر آہستہ آہستہ ایک فٹ تک بڑھاتے جائیں اب تک جو تجربات کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہموار زمین پر لگانے کی نسبت کھیلیوں پر لگانا زیادہ اچھا ہے۔

ساق رواں کو دونوں موسموں یعنی خزاں اور بہار میں لگایا جاسکتا ہے میدانی علاقوں میں پودے جنوری، فروری اور ستمبر، اکتوبر کے مہینوں میں تبدیل کئے جاتے ہیں لیکن پہاڑی علاقوں میں شروع بہار میں لگائے جاتے ہیں۔

اس طریقہ سے لگانے کے لئے ۱۵ ہزار سے ۱۹ ہزار ساق رواں فی ایکڑ کی ضرورت ہوگی ساق

رواں قابل اعتبار جگہ سے حاصل کرنے چاہئیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے ۱۲ سے ۱۵ ساکن رواں کے بندل باندھ کمرے جانے چاہئیں۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بندل کا سائز زیادہ بڑا نہ ہو۔ اگر پودوں کو کچھ عرصہ رکھنا درکار ہو تو ایک نالی نکال کر اس میں ہر ایک سابق رواں علیحدہ علیحدہ رکھ کر جڑوں پر مٹی ڈال کر دبا دینا چاہئے۔ اس پر پانی ڈالتے رہیں تاکہ نمی قائم رہے۔

پودے اچھے، طاقت ور اور نئے لئے جائیں۔ پرانے پودوں کی جڑیں سیاہ پڑ جاتی ہیں۔ ایسے پودے استعمال میں نہ لائیں کیوں کہ یہ کمزور ہوتے ہیں پودوں کے تمام پرانے پتے کاٹ دیں اور صرف چھوٹے چند پتے ہی رہنے دیں۔ بعض کاشت کار ایک تنہائی جڑیں کاٹ دیتے ہیں۔ لیکن ایسی جڑیں کاٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تھوڑی سی لمبی جڑوں کاٹ دینا اس لئے بہتر ہوتا ہے کہ پودا لگاتے وقت جڑیں ٹیڑھی نہ ہو جائیں۔ اگر پودا لگاتے وقت خشک ہو جائے تو اس کی بہت سی باریک جڑیں بھی مرجاتی ہیں اس لئے مرطوب اور ٹھنڈے موسم میں پودے لگانے چاہئیں۔ گرم اور خشک موسم میں یا خشک زمین میں پودے عام طور پر بہت کمزور رہتے ہیں۔ اردان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ پودے شام کے وقت لگانے چاہئیں اور لگانے کا کام جلد از جلد ختم کر دینا چاہئے۔ پودے کی گہرائی اتنی ہونی چاہئے کہ زمین کے اچھی طرح بیٹھ جانے کے بعد پودے کی چوٹی بالکل زمین کی سطح پر آجائے۔ زمین کو پودے کی جڑوں کے ساتھ ساتھ اچھی طرح سے دبا دینا چاہئے۔ نہ تو جڑیں زمین سے باہر رہنی چاہئیں اور نہ زیادہ گہری دباٹی جائیں۔ زیادہ گہری لگانے سے ان کے پھوٹنے والا حصہ زمین میں دب جاتا ہے۔ اس طرح پودے پھوٹتے نہیں۔ اگر پودے زیادہ اونچے لگائے جائیں تو سوکھ جاتے ہیں۔

آب پاشی

پودے لگانے کے فوراً بعد پانی دے دیں اس کے بعد حسب ضرورت پانی دینا چاہئے۔ اچھی فصل کے لئے پودوں کو باقاعدگی سے پانی دینے کا بند و بست نہایت ضروری ہے۔ پودے لگانے کے فوراً بعد اگر موسم خشک ہو جائے تو پودے مرجاتے ہیں۔ اور فصل میں بہت سے ناغے ہو جاتے ہیں۔ پودوں کی بالیدگی کے لئے ضروری ہے کہ ۷ یا ۱۰ دن کے بعد پانی دیا جائے پانی دینے کا وقفہ موسم اور زمین کی نوعیت پر منحصر ہے۔ چھوٹے پودوں کی بڑھوتری کے لئے گوڑی کے بعد پانی دینا نہایت ضروری اور فائدہ مند ہے پھل آنے پر ہر ۳ سے ۵ روز بعد آب پاشی کرنی چاہئے تاکہ پھل کا سائز اور

رنگ اچھانے۔

کھاد دینا

سٹرابیری کا پودا چونکہ زمین کے اوپر والے حصے سے خوراک حاصل کرتا ہے اس لئے اگر اچھی گلی سٹری گوبر کی کھاد دی جائے تو اس کا نمایاں اثر ہوتا ہے گوبر کی کھاد میں فاسفورس کی کمی تو ہوتی ہے لیکن دوسرے ضروری اجزاء اس میں موجود ہوتے ہیں جو پودے کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ گوبر کی کھاد سے زمین کی زرخیزی ہی نہیں بلکہ نباتاتی مادے کی وجہ سے زمین کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔ سخت قسم کی زمین اس سے نرم ہو جاتی ہے اور ریتیلی زمین کو جس میں نمی جلد ضائع ہو جاتی ہے۔ نمی پکڑنے کی قوت پیدا کر لیتی ہے۔ زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے کے لئے برسات کے بعد تقریباً ۱۵ سے ۲۰ گڈے فی ایکڑ کے حساب سے گوبر کی کھاد ڈالنی چاہئے۔

اگر سٹرابیری کے پودے موسم بہار میں لگانے ہوں تو بھی کھاد موسم خزاں میں دینا زیادہ سود مند ہوگا۔ کھاد ڈالنے کے بعد عام طور پر سبز کھاد کے طور پر فصل بودی جاتی ہے اور زمین میں دبا دی جاتی ہے۔ مصنوعی کھاد کے بھی اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خاص طور پر ایسے پودوں کے لئے جو بہت کم پھل دیتے ہیں فاسفورس رکھنے والی مصنوعی کھاد کا سٹرابیری پر نمایاں اثر ہوتا ہے اس لئے گوبر کی کھاد کے ساتھ سپر فاسفیٹ بھی ۳ سے ۴ من فی ایکڑ کے حساب سے دے دیں دوسرے مالک کا ٹریپھر پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ایونیم سلفیٹ، سپر فاسفیٹ اور پٹاشیم سلفیٹ کو ۳، ۳، ۱ کی نسبت سے ملا کر دیا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا بجائے اس کے کہ ان میں سے کوئی ایک کھاد اکیلی ڈالی جائے مذکورہ بالا کھادوں کو پودوں کی بڑھوتری شروع ہونے سے دو تین ہفتے پہلے موسم بہار کے شروع میں ۸ تا ۱۴ من فی ایکڑ کے حساب سے ملا کر دیں۔

فصل کی نگہداشت

پہلے سال ساق رواں کو بانا عدگی کے ساتھ کاٹنا چاہئے۔ اس کے علاوہ جڑی بوٹیاں نکال کر ہتھے ہیں ایک دفعہ گوڈی کتے رہیں زمین کا صاف رہنا پودوں کی مناسب بائیدگی کے لئے بڑا ضروری ہے۔ اچھی نگہداشت کرنے سے پودے ۴ سے ۵ سال تک رہتے ہیں اور تین چار اچھی پیداوار حاصل کی جاسکتی ہیں۔ عام طور پر کپڑوں کے قطنے اور دیگر بیماریوں اور زمین کی زرخیزی کم ہو جانے کی وجہ سے دو ہی زبھی

فصلیں نکلتی ہیں۔

چونکہ سٹرابیری کم گہری جڑ والا پودا ہے۔ اس لئے اس کی جڑوں کو گہری گوڈی سے نقصان پہنچتا ہے۔ گوڈی کا بڑا مقصد زمین کو نرم کرنا اور ایسی جڑی بوٹیوں کو تلف کرنا ہے جو زمین کی نمی اور خوراک لیتی ہیں۔ ہر بارش اور ہر پانی کے بعد گوڈی نہایت ضروری ہے تاکہ زمین جو سخت ہو جاتی ہے نرم کر دی جائے۔ گہری گوڈی سے پودوں کی خوراک حاصل کرنے والی جڑیں زخمی ہو جاتی ہیں اور پودے نمی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جب پودے اچھی طرح سے جڑ پکڑ جائیں تو ان میں سے ساقی رداں نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کو فوراً کاٹ دینا چاہئے۔ تاکہ پہلے سال پودے اچھے تندرست اور صحت مند ہو جائیں۔ اس طرح پہلی سرسوں میں پھول بھی توڑ دینے چاہئیں۔ تاکہ پودوں کی نباتانی بڑھوتری اچھی طرح ہو جائے اور آئندہ سالوں میں فصل اچھی دے سکیں۔ عمدہ پھل عام طور پر دوسرے سال لگتا ہے۔

موسم سرد اور برسات کے قریب خشک گھاس پھوس یا پالی کا بندوبست کر کے پودوں کے نیچے بچھا دیں۔ یہ کام جب پھل ابھی چھوٹا ہو مکمل کر دینا چاہئے تاکہ پھل محفوظ ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو برسات میں پھل مٹی کے ساتھ لگ کر خراب ہو جاتا ہے ایسا پھل منڈی میں بھیجنے کے قابل نہیں رہتا۔ پانی میں پھل کو دھونے سے مٹی وغیرہ صاف ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی خوبسورتی ناسخ ہو جاتی ہے اس لئے کم قیمت ملتی ہے۔

اقسام

صحیح اقسام کا انتخاب سٹرابیری کی کامیاب کاشت کاری کے لئے نہایت ضروری ہے۔ تمام اقسام ہر قسم کی آب و ہوا میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ بعض اقسام مکمل پھول والی اور بعض نامکمل پھول والی ہوتی ہیں۔ مکمل پھول والی تو ذخیرہ ہوتی ہیں اس لئے ایک ہی جگہ لگائی جاسکتی ہیں تاکہ مکمل پھول والی اقسام کا اپنا ذریعہ نہیں ہوتا اس لئے مکمل پھول والی قسم ان کے ساتھ لگانا ضروری ہے۔

قیام پاکستان سے پہلے ہمارے پاس صرف دو ہی اقسام یعنی سامی اور پشاوری تھیں جو مری کی پہاڑوں میں کاشت کی جاتی تھیں۔ ۱۹۵۱ء میں ۵ نئی اقسام امریکہ سے منگوائی گئیں۔ ان اقسام کے نام

مشنری (MISSIONARY) کلنڈائیک (KLONDYKE) بلیک مور (BLAKE MOR)

سپرفیکشن (SUPERFECTION) اور ہاورڈ (HOWARD) ہیں ان کی کاشت کے تجربات سیالکوٹ اور چھہ پانی میں کئے گئے۔ راولپنڈی، لاہور اور کھیڑہ میں بھی ان پر تجربات کئے جا رہے ہیں۔ کلنڈائیک سیالکوٹ اور مشنری چھہ پانی میں سب سے اچھی قسم ثابت ہوئی ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ دونی اقسام میسٹوڈن (MESTODON) اور جیم (JAM) حال ہی میں امریکہ سے منگوائی گئی ہیں۔ یہ اقسام سال بھر پھل دینے والی ہیں جب ان اقسام کے ساق برواں زیادہ تعداد میں ہر جائی گے تو ان کا مقابلہ دوسری اقسام سے کرنے کے لئے تجربات کئے جائیں گے جو اقسام ہمارے ملک میں کامیاب ہوئی ہیں ان کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

کلنڈائیک (KLONDYKE)

اس کے پورے پھیلاؤ دار اور پتے بڑے جن کارنگ درمیانہ، سطح سبز کھردری، ڈنٹھل درمیانہ، پھل اور گودے کارنگ سرخ، ذائقہ ذراتوش لیکن خوشبو عمدہ ہوتی ہے۔ یہ اگیتی قسم ہے۔

کیرے اور بیماریاں

چونکہ اس دنت سٹرابیری بہت کم رقبے میں کاشت کی جاتی ہے اس لئے ابھی تک کوئی ایسی بیماری اور کیرے کوڑے دیکھنے میں نہیں آئے جن سے سٹرابیری کی فصل کو نقصان پہنچے۔

مصنوعات

ہمارے ملک میں عام طور پر اس پھل کا جیم بنایا جاتا ہے جیم بنانے کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

سٹرابیری جیم

پھل کو دھو کر کھل لیں اور پھل کے مساوی کھانڈ ڈال کر نصف گھنٹے تک پڑا رہنے دیں۔

اس کے بعد آگ پر رکھ کر پکائیں۔ جب محلول کا درجہ حرارت ۲۲۱ درجہ ف سے ۲۲۲ درجہ ف ہو جائے اس وقت اس کو آگ پر سے اتار کر گرم گرم بوتلوں میں بھر لیں۔

پرسیمین

برصغیر پاک و ہند میں پہلے پہل پرسیمین ۱۹۲۰ء میں درآمد کر کے وادی کلون میں کاشت کیا گیا۔ پرسیمین کی کاشت تین ہزار سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک ہو سکتی ہے پاکستان میں اس کا رقبہ تقریباً ۱۰۰ ایکڑ ہے۔ جس سے کہ تقریباً چار ہزار من پھل سالانہ دستیاب ہوتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ پرسیمین کی کاشت منطقہ معتدلہ کے ممالک میں کی جاتی ہے۔ جاپان پرسیمین کی کاشت میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس کے باعث پرسیمین کو جاپانی پھل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

آب و ہوا

یہ معتدل علاقہ کا پھل ہے لیکن اسے دامن کوہ اور نرمی علاقہ میں کاشت کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سخت سرد اور مرطوب علاقوں میں اس کی کامیابی کے بہت تھوڑے امکانات ہیں۔

زمین

اس کے لئے گہری زرخیز اور پانی کے اچھے نکاس والی زمین درکار ہے زیادہ چکنی زمین اس کے لئے موزوں نہیں ہے۔ کلر شور اور سیم زمینوں میں اس کی کاشت نہیں ہو سکتی۔ ہلکی ریتیل

زمین بھی کمزور ہونے کے باعث اس کی کاشت کے لئے موزوں نہیں ہوتی ۔
افزائش نسل

اس کی افزائش نسل بذریعہ بیج یا آسانی ہو سکتی ہے ۔ افزائش نباتاتی طریقے سے ہی کرنی چاہئے ۔
 اس کے لئے املوک کا بیج جنوری میں کاشت کیا جاتا ہے جس پر ایک سال بعد پھانا نما پیوند سے
 اچھی اقسام پیوند کر دی جاتی ہیں اس کی افزائش ٹی نا چشمہ سے بھی کی جاسکتی ہے ۔ جس کے لئے
 جولائی اگست کا موسم موزوں ہے ۔

پودے لگانا

یہ پت جھڑ پودا ہے ۔ پودے لگانے کا وقت جنوری فروری ہے پودے ۲۲ تا ۲۵ فٹ
 کے فاصلے پر لگائے جاتے ہیں پر زمین کے پودوں کو کافی نمی کی ضرورت ہوتی ہے ۔

کھا دینا

گوبر کی گلی سٹری کھا دینا ایک من فی پودا فروری میں دینی چاہئے ۔ جن علاقوں میں بارش
 زیادہ ہوتی ہے برسات کے بعد مزید کھا دینا ضروری ہے اگر گوبر کی کھا دینا نہ آئے تو مصنوعی
 کھا د کا متوازن استعمال لازمی ہے ۔

کاٹ چھانٹ

اوائلی عمر میں پودے کو کاٹ چھانٹ کی ضرورت پڑتی ہے پودے لگانے ہی انہیں چوٹی
 سے کاٹ دینا چاہئے تاکہ پودا صرف ۱۰ فٹ رہ جائے اگلے سال اس میں نین چار اچھی شاخیں کھی
 جائیں تاکہ ایک گولی مضبوط پودا بن جائے ۔

پھل توڑنا

پھل اکتوبر میں پک جاتا ہے اس کو پکنے سے کچھ پہلے توڑ لینا چاہئے ۔ برداشت کے
 وقت پھل کا رنگ پیلا ہونا چاہئے اور پھل سخت ہونا چاہئے ۔ اس کے بعد اسے کاغذ میں
 لپیٹ کر کبس میں تھوں میں لگا کر رکھ دینا چاہئے ۔ جب نرم ہونے پر پھل خوش ذائقہ ہو جاتا
 ہے ۔ پھل کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا اس سے ایک ناخوش گوار قسم کی بو آتی ہے ۔

پیداوار

پاکستان میں ایک ایکڑ سے اوسطاً پچاس ساٹھ من پھل دستیاب ہو جاتا ہے۔

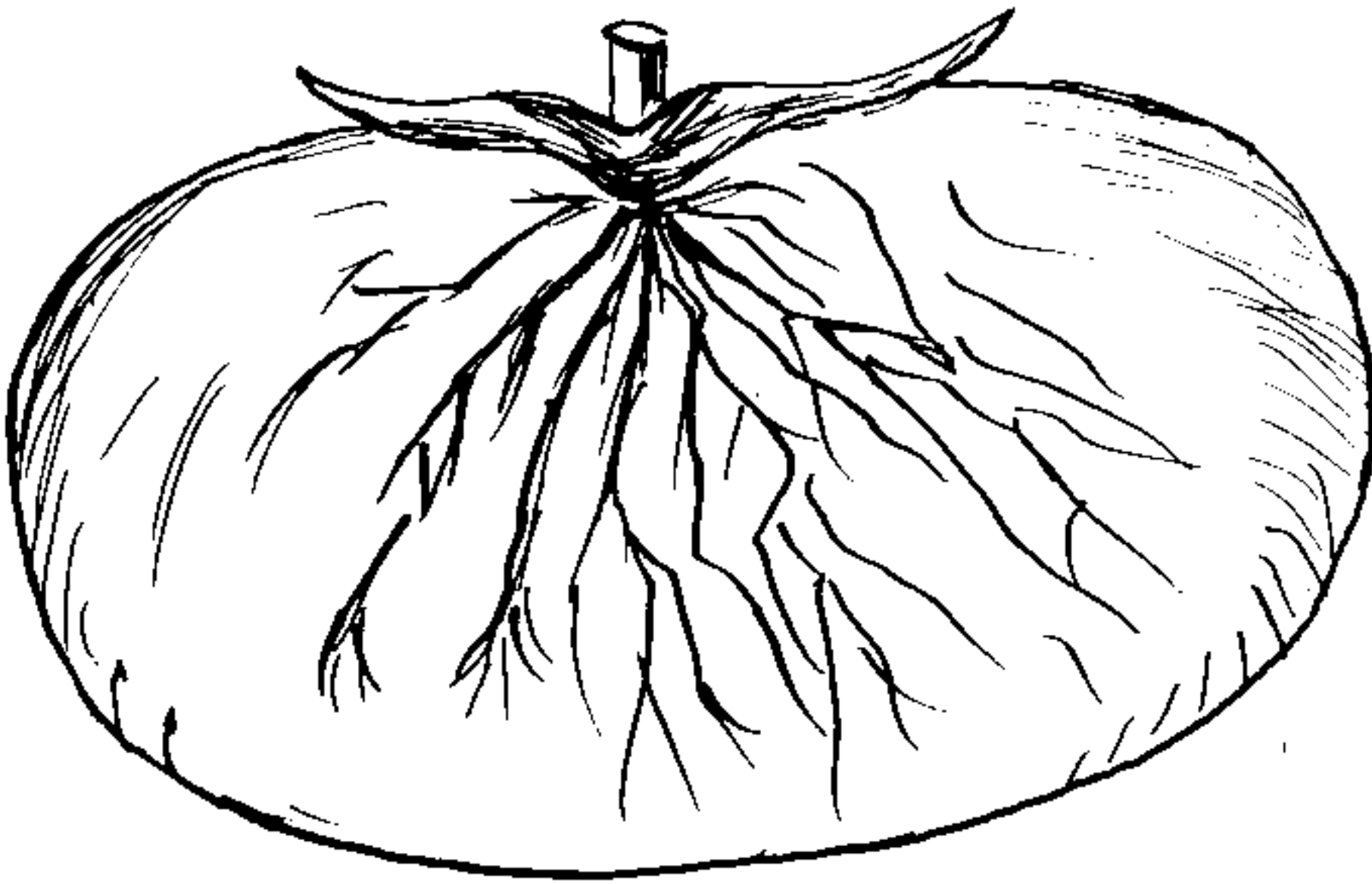
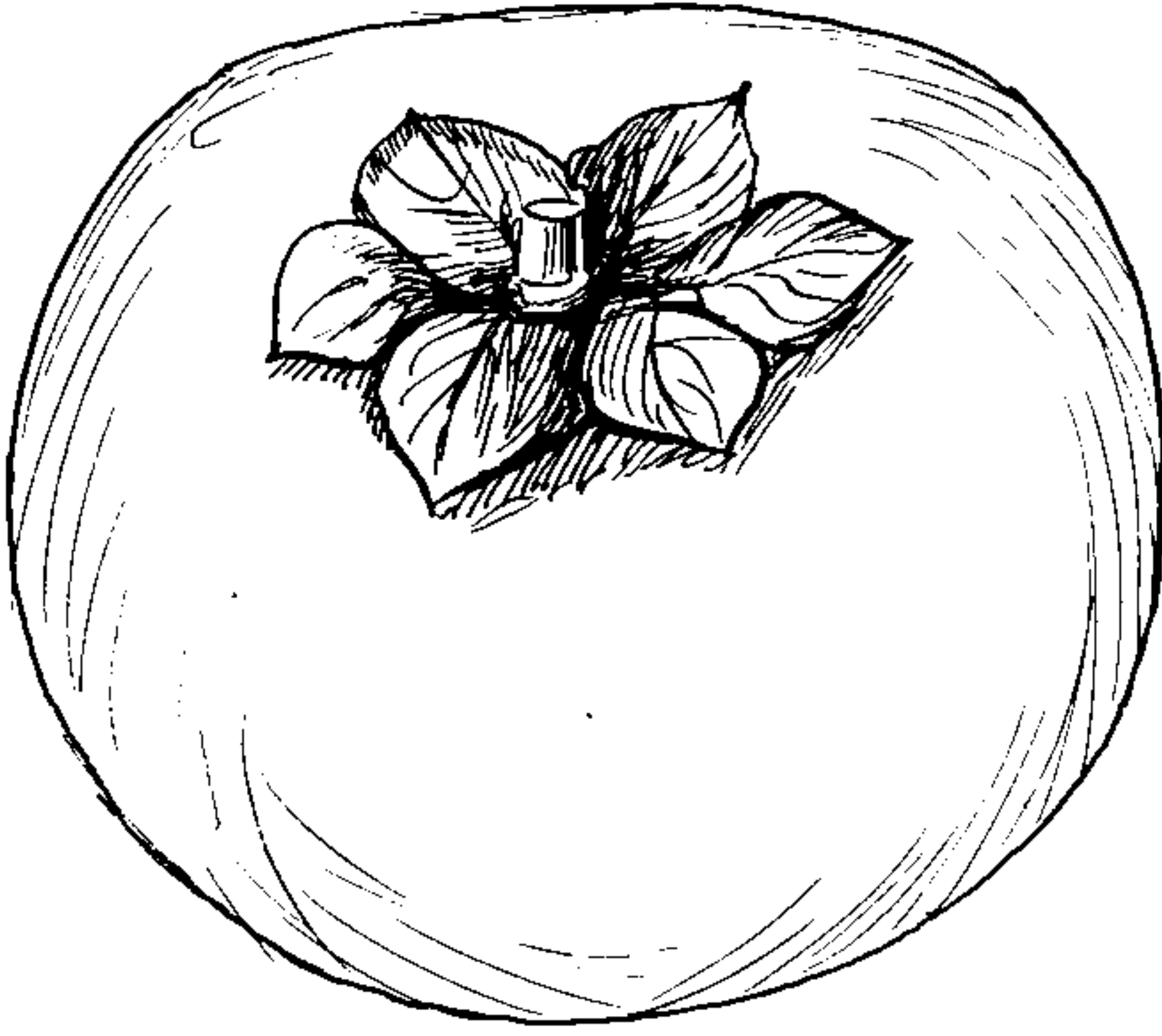
انقسام

پرسمین کی سات مختلف انقسام زیرِ تجربہ ہیں جن میں سے بے دانہ مردان

کامیابی سے کاشت کی جا رہی ہے۔

استعمال

پرسمین یا جاپانی پھل آہستہ آہستہ مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ کیمیاوی تجزیہ کے مطابق پرسمین کے پھل میں ۶۴ء لحمیہ مادہ، ۴۹ء زاکہ اور ۱۷ء نشاستہ موجود ہوتے ہیں لہذا اس کی اہمیت روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ چونکہ یہ ایک نشاستہ سے بھرپور اور زود ہضم پھل ہے جس میں جینین کی مقدار کافی موجود ہوتی ہے۔



حصہ دوم (ج)



گری دار پیل

بادام

تاریخ اور پیداوار

بادام زمانہ قدیم سے کاشت کیا جا رہا ہے۔ یہ بحیرہ روم کے خطے یا مغربی ایشیا کے ان علاقوں کا پھل سمجھا جاتا ہے جہاں جنگلی حالت میں پایا جاتا ہے۔ بادام اگاتے ولے خاص ممالک اٹلی، فرانس، اسپین، شام، فلسطین، ریاستہائے متحدہ امریکہ، افغانستان، ایران اور پاکستان ہیں۔ پاکستان میں اس کی کاشت کوئٹہ اور قلات ڈویژنوں تک محدود ہے۔ جہاں کی آب و ہوا اس کی کاشت کے لئے موزوں ہے۔ کوئٹہ ڈویژن میں اس کی کاشت وسیع پیمانے پر ضلع لورالائی اور محدود پیمانے پر کوئٹہ اور فورٹ سندھین کے اضلاع میں ہوتی ہے۔ قلات ڈویژن میں اس کی کاشت بہت حد تک باغبانہ اور مستونگ کے علاقوں میں کی جاتی ہے۔ سابق پنجاب میں اس کی کاشت دادئی سون اور نمک کی سپارٹیوں کے علاقہ میں کامیابی سے کی جا سکتی ہے۔ کہیں کہیں بادام کی کاشت ریاست سوات اور سابق سرحد کے ملحقہ قبائلی علاقوں میں بھی کی جاتی ہے۔ کوئٹہ ڈویژن میں اس کی کاشت تجارتی نقطہ نظر سے ہوتی ہے ان علاقوں میں پھل کا زیر

کاشت رقبہ تقریباً ۴۰۰ ایکڑ ہے جو سالانہ ایک لاکھ ٹن سے زیادہ پیداوار دیتا ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر اس کی کاشت کا رقبہ ان علاقوں میں روز بروز بڑھ رہا ہے جہاں اس کی کاشت کے لئے مناسب آب و ہوا اور آبپاشی کے وسائل موجود نہیں ہیں۔

آب و ہوا

بادام معتدل علاقوں سے لے کر سرد علاقوں تک میں کاشت کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اس کی خصوصی کاشت ان علاقوں تک محدود ہے جن کی بلندی ۲۵۰۰ فٹ سے ۴۵۰۰ فٹ تک مخصوص ہے۔ اور جہاں کی آب و ہوا سرد علاقوں سے نسبتاً کم شدید ہے۔ بادام ۴۵۰۰ فٹ سے بھی زیادہ بلند علاقوں میں اگایا جاسکتا ہے۔ لیکن موسم بہار میں اس کے پھولوں کو کبر سے زیادہ نقصان کا خطرہ ہے۔ بادام پت جھڑوانے درختوں میں سے پہلا درخت ہے جو عموماً فروری کے وسط یا اس سے بھی پہلے (اگر سردی کا موسم جلد ختم ہو جائے) پھول نکالتا ہے لیکن ۴۵۰۰ فٹ سے بلند مقامات پر جہاں کبر کا شدید خطرہ ہوتا ہے، عموماً دو ماہ بعد یعنی اپریل کے وسط میں پھول نکلتے ہیں۔ کوئٹہ ڈویژن کے بلند مقامات پر کبر کی وجہ سے ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء میں دیگر پت جھڑوانے پہلے درختوں کے ساتھ بادام کی تمام فصل، جبکہ بادام کا پھل خاصی جتا اختیار کر چکا تھا، تباہ ہو گئی تھی۔ اس لئے یہ ان علاقوں میں کامیابی سے کاشت کیا جاتا ہے۔ جہاں سردی کا عرصہ اور سردی کی شدت دونوں کم ہوں۔ پھل کی مناسب بناوٹ کے لئے معتدل خشک آب و ہوا نہایت موزوں ہے۔ ۱۰۰ ڈگری فارن ہیٹ سے زیادہ درجہ حرارت اور مرطوب ماحول بادام کیلئے نقصان دہ ہیں۔ اس کی انہی آب و ہوا کی خصوصی ضروریات کی وجہ سے بادام کی کاشت بہت ہی محدود علاقوں میں ہوتی ہے۔

زمین

بادام کی جڑیں چونکہ کافی گہرائی تک جاتی ہیں اسی لئے بادام اچھی نکاسی والی، گہری اور ہلکی ریت اور چینی مٹی کے تناسب والی زمینوں میں بہتر طریقے پر اگتا ہے۔ یہ اپنی اچھی پروان شدہ جڑوں کی بدولت پانی کی کمی کو دوسرے پت جھڑوانے درختوں کی نسبت زیادہ برداشت کر لیتا ہے۔ گیلی اور ناقص نکاس والی زمینیں بادام کیلئے نقصان دہ تصور کی جاتی ہیں۔

بادام کی اسی خاصیت کی وجہ سے خشک حالات میں بادام کو دوسرے گھٹلی دار پھلوں مثلاً شفتالو۔ پلم، زرد آلو وغیرہ کے لئے بطور روٹ ٹاک استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر بھی اس کی کاشت دوسری قسم کی زمینوں مثلاً ریتی یا بھاری چکنی زمینوں میں کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسی زمینوں پر آگے ہوئے درخت کم صحت مند، کم عمر اور کم پھل دینے والے ہوتے ہیں۔ بادام کی اچھی پیداوار کے لئے بہتر نکاس والی زمینیں ضروری ہیں۔

باغ لگانا

بادام وسیع پیمانے پر تخم سے کاشت کیا جاتا ہے۔ مگر ایسے درخت اپنی اصلی قسم اور خاصیت سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے تخم کے ذریعے اس کی افزائش کی سفارش نہیں کی جاتی۔ اس کی افزائش عام طور پر آسانی سے چشمہ لگانے سے کی جاتی ہے۔ ہمارے حالات کے تحت کڑوے بادام (روٹ ٹاک) جڑوے کے لئے کامیاب نتائج دیتے ہیں۔ جنوری اور فروری کے مہینے میں تخم کو ۲ گھنٹے پانی میں رکھ کر نہ سوری میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پودوں کو نہ سوری میں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک رکھا جاتا ہے اور اگلے سال جون سے اگست تک ان پر چشمہ چڑھایا جاتا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے چشمہ چڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ چشمہ صحت مند اور حسب منشا خاصیت والے درخت سے حاصل کیا جائے اور چشمہ نہ تو زیادہ پختہ ہو اور نہ ہی خام۔ نہ سوری میں چھوٹے پودوں پر جون میں پیوند لگانے سے کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور پودے بڑھوتری کے دوران اچھا حجم حاصل کر لیتے ہیں اور آئندہ خشکی کے مہینوں میں منتقلی کے قابل ہو جاتے ہیں۔ پیوند شدہ پودوں کو عموماً جنوری یا فروری کے مہینے میں اپنی دائمی جگہ پر منتقل کر دیا جاتا ہے اور ان کے مابین ۲۵ فٹ کا فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ ان کا فاصلہ اگر عارضی پودے لگائے ہوں تو شجر از شجر اور قطار قطار ۳۰ فٹ تک بڑھایا جاسکتا ہے۔

آبیاری

اگرچہ بادام اپنی خاصیت میں پانی کی کمی کو کافی حد تک برداشت کرنے والا ہے لیکن صحت برقرار رکھنے اور پھل کی خصوصیات کی صحیح نشوونما کے لئے اسے مناسب وقفوں پر آبیاری کی

ضرورت ہے۔ پودوں کا زہری کی حالت میں، جبکہ وہ باغ میں چھوٹی عمر کے ہوں، آبپاشی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ موسم گرما میں چھوٹی عمر کے پودوں کے ۸ یا ۱۰ دن کے بعد آب پاشی کی سفارش کی جاتی ہے۔ بڑی عمر کے درختوں کا آب پاشی کا وقفہ ۱۲ سے ۱۵ دن تک موسم گرما میں زمین کی حالت کے مطابق بڑھایا جاسکتا ہے۔ موسم سرما میں خشک آب و ہوا کے تحت ایک یا دو دفعہ آب پاشی کافی ہے۔ بصورت دیگر بارش اور برف کی کمی اس کے لئے کافی ہے۔ موسم بہار اور موسم خزاں میں ہمیشہ میں ایک یا دو دفعہ کی آبپاشی کافی ہے۔ آب پاشی کی بہتات یا سیم کی نوعیت با دوام کے لئے نقصان دہ ہے۔

کھا دینا

بادام کا درخت اپنی فطرت میں لمبا، پھلدار اور بہت سخت ہے۔ بہت سے باغبان اسے کھا دینے کی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتے لیکن کسی بھی دوسرے پت بھڑ والے درخت کی طرح زمینوں کی مناسب خصوصیات کے ساتھ ساتھ مناسب کھا دینے والے درخت کی صحت مند بڑھوتری اور اچھے حجم کا پھل حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ صحت مند درخت ہمیشہ کمزور اور چھوٹے درختوں کی نسبت زیادہ مقدار میں پھل دیتے دیکھے گئے ہیں۔ درخت کی صحت اور پھل دینے کی طاقت کے لئے ۱۵ من سے ۲۰ من تک فی ایکڑ اچھی گلی سٹری کھا دینی ہے۔ کھا دینا دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں ہی جاتی ہے۔ کھا دینے کے بعد زمین پر اچھی طرح ہل یا گودھی کر دینی چاہیے۔

پودوں کی کھیتوں میں منتقلی اور درمیانی کاشت

کاشت کا مناسب طریقہ اختیار کرنے پر مابین فصلوں کی کاشت کے لئے مخصوصاً باغ لگانے سے پہلے تین چار سالوں میں کافی جگہ ہوتی ہے۔ مابین فصلیں مثلاً مرچیں، آلو، تنباکو اور دوسری چھوٹی سبزیوں کا میابی سے اگائی جاسکتی ہیں بشرطیکہ ان پر درختوں کا سایہ نہ آجائے۔ اگر مابین فصلیں کاشت کرنی ہوں تو ہر سال کافی مقدار میں زمین میں کھا دینی چاہیے تاکہ اس کی زرخیزی قائم رہے۔ پھلی دار فصلوں لوسن، برسیم اور شتقل کامیابی سے درمیانی فصلوں کے طور پر اگائی جاسکتی ہیں۔ اور ایک بار دفعہ کی کٹائی کے بعد انہیں بطور سبز کھاد ہل یا گودھی کے ذریعے زمین میں دبا دینا چاہیے۔ چونکہ بادام کا درخت باغ میں بہترین نظام لکاس چاہتا ہے اسی لئے لوسن کی فصل اپنی گہری جڑوں کی وجہ سے

زمین کو اس مطلوبہ حالت میں برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ دوسری صورت میں صاف کاشت خصوصاً ان علاقوں میں جہاں آبپاشی کے لئے پانی کی قلت ہے باوام کے باغات میں استعمال کی جاتی ہے۔ ان حالات میں غیر ضروری پودوں کو نمی برقرار رکھنے اور درختوں کے لئے خوراک قائم رکھنے کے لئے تلف کر دینا چاہیے۔ اسے بڑی کامیابی سے سال میں دو دفعہ ایک بار موسم سرما میں کھا دینے کے وقت اور دوسری بار موسم گرما میں جبکہ غیر ضروری پودے باغ میں دکھائی دیں۔ ہل چلا کر یا گوڈائی کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

تر بیت اور شاخ تراشی

بادام میں عموماً ایک یا دو سالہ پویندی پودے منتقلی کے وقت استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ درخت اپنی صحت مندانہ فطرت کی وجہ سے پہلے چند سالوں میں کافی تناور ہو جاتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں جہاں شاخ تراشی، پھل توڑنا اور دوا پاشی پر زیادہ خرچ آتا ہے ہمیشہ کم اونچائی کے درخت تیار کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس خرچ کو کم تر کیا جاسکے۔ اسی وجہ سے منتقلی کے وقت درخت کو زمین سے ۱۲ انچ سے لے کر ۸ انچ تک کی اونچائی پر کاٹ دیا جاتا ہے اور اگلے بڑھوتری کے موسم میں اس پر شاخیں نکلنے دی جاتی ہیں۔ اگلی سردیوں میں دوبارہ کچھ کونپوں کے علاوہ جو ایک دوسرے سے مناسب فاصلے اور اچھے زاویے پر واقع ہوتی ہے، باقی تمام شاخوں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ پودا اگر زیادہ اونچا جا رہا ہو تو اسے دوبارہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ کارروائی دوسرے چند سالوں تک دہرائی جاتی ہے تاکہ ۴ یا ۵ اچھی حالت اچھے فاصلے اور اچھے زاویے پر قائم شاخوں کا چناؤ کیا جاسکے اور درخت کو گلدستہ نما شکل دی جاسکے تاکہ ہوا اور سورج کی کرنیں اس میں اچھی طرح سے جذب ہو سکیں۔ تیسرے سال کے بعد، جبکہ درخت کی مناسب شکل و صورت حاصل کی جا چکی ہو بہت ہی حقیف شاخ تراشی شاخوں کو کم کرنے اور شاخوں کے گھنے پن کو گھٹانے کے لئے کی جاتی ہے۔ ہمارے حالات کے تحت باوام کی تربیت اس طریقہ سے کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس درخت کی شدید کٹائی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ باوام کا مضبوط درخت، مضبوط شاخوں کے ساتھ درکار ہے۔ باوام کے درخت کی تربیت چیلنما جھاڑی کی صورت میں برآسانی کی جاسکتی ہے۔ باوام کی تربیت کے بعد اس کی شدید شاخ تراشی نہیں کرنی چاہئے

کیونکہ زیادہ تعداد میں شاخ تراشی پھل نڈے کی بلکہ پھل حجم میں چھوٹا اور کمتر درجے کا ہو گا۔ البتہ دو یا تین سال کے بعد بادام کی شاخ تراشی کرنی چاہئے اور وہ بھی اس حد تک کہ خشک یا بیمار شاخیں اور ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی شاخیں کاٹ دینی چاہئیں۔ یا چند اوپر والی شاخوں کو چھوٹا کر دیا جاتا ہے تاکہ پھل کی ٹہنیاں اطراف سے نیچے کی نسبت اوپر کو زیادہ ہوں۔

مچھول پھل اور زیرگی

بادام کا درخت تناور، اونچا اور صحت مند ہوتا ہے۔ عموماً ۲۰ فٹ سے ۲۵ فٹ تک

اور بوزوں حالات میں اس سے بھی زیادہ اونچائی تک جاتا ہے۔ پتے اوپر سے چوڑے اور پینڈے سے تنگ اور گنجان دندانے دار ہوتے ہیں۔ چشے خالص ہوتے ہیں اور مکمل مچھول سفید سے گلابی رنگ کے ہوتے ہیں۔ تجارتی پھل دراصل گٹھلی (ENDOCARP) ہوتی ہے (EXOCARP) یا (MESOCARP) پھلکے ہوتے ہیں جو گٹھلی کو ڈھانپتے ہیں اور جو کھانے کے قابل نہیں ہوتے اور پک جانے پر آسانی سے پھٹ جاتے ہیں اور گٹھلی آسانی سے نکالی جاتی ہے۔

بادام میں جولائی کے آخر اور اگست کے شروع میں چشموں کی تفریق شروع ہو جاتی ہے۔

یہ چشے اطرافی ہوتے ہیں اور پچھلے سال کی بڑھوتری پر یا چھوٹے کڑسوں (Dormant) دو یا تین سال کی ٹہنیوں پر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ۳ یا ۴ چشے گروہ کی صورت میں، پچھلے سال کی بڑھوتری والی ٹہنی کے اوپر ولے کنارے کے پتوں کی بنیاد پر واقع ہوتے ہیں۔ بڑے چشے پھول کو گھچے کی صورت میں پیدا کرتے ہیں اور چھوٹے چشے نباتاتی بڑھوتری کا باعث بنتے ہیں۔ چھوٹے چشے دو یا تین سال کی ٹہنی پر واقع ہوتے ہیں۔ جس کے اختتام پر دوسرے تین یا چار چشے پائے جاتے ہیں۔ درمیانی اور چھوٹے چشے پتے نکالتے ہیں اور بوٹے چشے مچھول نکالتے ہیں۔

بادام پر شروع بہار میں عموماً فروری کے وسط میں اور شروع مارچ تک قسم کے لحاظ سے مچھول آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہماری بہت سی اقسام ہیں جو داخلی زرباشی والی اقسام ہیں زرباشی اور استقرار آسانی سے ہو جاتا ہے۔ البتہ بیرونی ممالک میں کچھ اقسام داخلی اسقاط والی یعنی خارجی

زرباشی والی پائی جاتی ہیں اور ایسی اقسام کے ساتھ دیگر اقسام کی کاشت کرنی چاہئے تاکہ خارجی زرباشی ممکن ہو سکے۔ ہمارے ملک میں بھی مقابلاً داخلی زرباشی والی کچھ اقسام جبکہ وہ اکیلی

لوٹی جائیں کم پیداوار دینے کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ایسی اقسام کے ساتھ دوسری اقسام خصوصاً وہ اقسام جن کا پھول دینے کا وقت درخت کی عمر کے لحاظ سے سے مختلف ہو سکتا ہے۔ چھوٹی عمر کے درخت بڑی عمر کے درختوں کی نسبت بعد میں پھول نکالتے ہیں۔ زراپاشی کے نقصان سے بچاؤ کے لئے باغ میں مختلف اقسام لگائی جاتی ہیں تاکہ زیادہ مقدار میں فصل برداشت کی جا سکے۔

پیداوار

موسم بہار میں بادام کے پھولوں کو کبر سے نقصان ایک ایسا سبب ہے جو پیداوار پر کافی اثر انداز ہوتا ہے۔ زیادہ بلند مقامات پر کبر کا خطرہ بادام کی کاشت محدود تہ کرنے کا باعث ہے کبر سے مکمل یا جزوی نقصان پہنچتا ہے۔ بادام ان سالوں میں کافی پھل اور باغبانی کو اچھا نفع دے گا جب وہ کبر سے بچ گیا ہو۔ اوسطاً موٹے چھلکے والے بادام کی فی درخت پیداوار ۲۵ سے ۳۰ سیر اور پتے چھلکے والے بادام کے باغ کی فی ایکڑ اوسط پیداوار ۴۰ سے ۵۰ من ہے موٹے چھلکے والے بادام کا اوسط بھاؤ ۶۰ روپے من اور پتے چھلکے والے بادام کا اوسط بھاؤ ۱۲۰/ روپے من ہے اور اس طرح عام حالت میں فی ایکڑ ۸۰۰ سے ۶۰۰۰ روپے تک کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ یہ پیداوار اور آمدنی باغ کی اچھی نگہداشت کرنے سے بڑھائی جا سکتی ہے۔

کٹائی

بادام کی فصل پہاڑی علاقوں میں اگست کے وسط میں اور نسبتاً گرم علاقوں میں کچھ جلد پک جاتی ہے۔ پھل کپنے کے وقت بارش پھل کی خصوصیات کو کم کر دیتی ہے۔ مگر خشک علاقوں میں جہاں بادام کی کاشت کی جاتی ہے ایسا شاید ہی ہوتا ہے۔ بادام کی کٹائی کا وقت بادام کے اوپر والے خول کے جدا ہونے اور سکرٹ جانے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ گھٹلی سخت ہو جاتی ہے اور مناسب رنگ بلحاظ قسم پیدا ہو جاتا ہے۔ پھل یا تو ہاتھ سے چنا جاتا ہے یا درخت کو ہلانے سے پھل زمین پر گر جاتا اور پھر زمین سے چن لیا جاتا ہے۔ اوپر والا چھلکا آسانی سے ہاتھ سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

اقسام اور استعمال

تجارتی بادام گھٹلی والا ہے جس کا مغز کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ بادام کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک کرٹوا بادام اور دوسرا میٹھا بادام اور یہ ہر دو اپنی اصلی حالت میں اپنے ابتدائی مقامات پر جنگلی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں ہر ایک قسم پھر دو اقسام میں تقسیم کی جاتی ہے۔ یعنی کرٹوا موٹے چھلکے والا بادام، کرٹوا پتلے چھلکے والا بادام یا میٹھا موٹے چھلکے والا بادام اور میٹھا پتلے چھلکے والا بادام۔ گھٹلی سے کاشت شدہ بادام کی کسی اقسام مختلف اشکال، حجم اور چھلکے کی موٹائی دونوں موٹے اور پتلے چھلکے والے پٹھے بادام میں دیکھی جاتی ہیں۔ اقسام کے اختلاف میں، چھلکے میں ایک یا دو مغز، ایک اور وجہ سے چھلکے میں دو مغز عموماً ایک مغز سے زیادہ گودہ رکھتے ہیں اور یہ خاصیت اسی لئے ہمارے ملک میں گاہکوں کو پسند آتی ہے بصورت دیگر بیرونی ممالک میں اس خاصیت کو پسند نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کے مطابق مغز کی شکل بگڑی ہوتی ہے اور وہ مٹھائیاں بنانے کے کام نہیں آتا میٹھے بادام میں یہ بات عالمی طور پر پائی جاتی ہے کہ موٹے چھلکے والے بادام بہ نسبت پتلے چھلکے والے بادام کے زیادہ پھل دیتے ہیں۔ پیداوار میں اختلاف کا درجہ مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے، لیکن پتلے چھلکے والے بادام کا زیادہ بھاؤ اس کی کم پیداوار کا خمیازہ پورا کر دیتا ہے۔ بھاؤ میں اختلاف دگنی قیمت سے کم نہیں ہوتا۔ پتلے چھلکے والا بادام اس کے جلد ٹوٹ جانے کی وجہ سے اور کم عرصہ تک ذخیرہ اندوزی کی خاصیت کی بنا پر وسیع پیمانے پر کاشت نہیں کیا جاتا۔ یہ باغبان کے انتخاب پر مبنی ہے کہ وہ کونسے بادام کی کاشت کا انتخاب کرتا ہے یا وہ دونوں اقسام تو ازن کے لئے اگاتا ہے۔

کاشت کے لئے اقسام کے چناؤ کے لئے چھلکے اور مغز کے تناسب پر غور کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ تناسب مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ اسی شرح شکر اور تیل کا تناسب بھی مختلف اقسام میں مختلف ہوتا ہے۔ کچھ اقسام زیادہ میٹھی اور تیل کی مقدار میں کم ہوتی ہیں۔ موٹے چھلکے والا بادام بہ نسبت پتلے چھلکے والے بادام کے ذائقہ اور خاصیت میں اعلیٰ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اور اس کی کم قیمت کی وجہ سے یہ علاقوں کو زیادہ پسند آتا ہے پتلے چھلکے والا بادام اپنے نرم چھلکے اور آسانی سے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کھانے کی میز کے لئے زیادہ دامنوں پر کتنا ہے میٹھا

بادام مٹھائیاں وغیرہ بنانے کے لئے زیادہ کھپ جاتا ہے اور ملک کی تمام آبادی میں ہر عمر پر ہے۔
 کڑوا بادام، اپنی ابتدائی شکل سے زیادہ مشابہ ہونے کی وجہ سے سخت فطرت اور پانی کو
 زیادہ برداشت کرنے والا ہے اور اسے عموماً میٹھے بادام اور دیگر گھٹلی دار پودوں کے لئے بطور پڑوس
 (ROOT STOCK) استعمال کیا جاتا ہے۔ کڑوے بادام کا مغز تیل نکالنے اور خوشبودارینے والی
 کشیدگی اور پروسک ایسڈ (PRUSSIC ACID) بنانے میں وسیع پیمانے پر استعمال
 ہوتا ہے۔

بادام کی کاشت کے کم رہنے، مٹھوڑی پیداوار اور زیادہ مانگ کی وجہ سے اس کی قیمت
 بڑھ رہی ہے جو ایک عام آدمی کی خریدیے سے باہر ہے۔ اسی لئے کوشش اس بات پر مرکوز کرنی
 چاہئے کہ مناسب آب و ہوا کے علاقوں میں جہاں اس کی کاشت کی جاسکتی ہے زیادہ سے
 زیادہ رقبہ پر اس کی کاشت کرنی چاہئے۔ ہمارے ملک میں بادام کی بہت زیادہ ضرورت ہے
 اور جب تک ہم خود کفیل نہیں ہو جاتے ہم کئی سالوں تک اپنے ہمسایہ ممالک سے، جہاں یہ پھل
 زیادہ مقدار میں اگایا جاتا ہے درآمد کرتے رہیں گے۔

کیڑے اور بیماریاں

بادام کے کیڑے اور بیماریوں کا مختصر آجال اور ان کے تدارک کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

کیڑے بادام کا اسکیل

یہ کیڑا ضلع لورالائی میں بہت نقصان دہ ہے۔ اس کا شاخوں پر چھوٹی چھوٹی گول شکلوں کی موجودگی
 سے پتہ چل جاتا ہے۔ اس کے بچے ان چھوٹی گول اشکال سے نکل آتے ہیں اور ٹہنیوں پر حملہ کر دیتے
 ہیں اور درخت کی توانائی کو کافی حد تک کم کر دیتے ہیں اور اس طرح پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی
 ہے۔ ان کا شدید حملہ اپریل کے مہینے میں ہوتا ہے۔ فولی ڈول (FOLIDOL) کا چھڑکاؤ جیسا
 ۱۲ یا ۱۳ اونس ۱۰۰ گیلن پانی میں ان کو مکمل طور پر تلف کر دے گا۔

سیاہ تیلہ

یہ بادام کا ایک اور خطرناک کیڑا ہے جو درختوں کو کوٹھڑ اور قلات ڈوریزوں میں ہر جگہ نقصان پہنچاتا ہے۔ سیاہ تیلے اجتماع کی صورت میں تیلے، شاخوں اور پتوں کی نیچلی سطح پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ عمدہ شدہ درخت کمزور اور لپٹ قد ہو جاتا ہے اور پیداوار کافی حد تک کم ہو جاتی ہے۔ سیلا تھیان کا چھڑکاؤ بحساب ۱۰ اونس ۱۰۰ گیلن پانی میں اس کے تدارک کا کافی حد تک سامان پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن حملے کی شدت میں موسم گرما میں دو دفعہ پھرے کرنا چاہئے۔

بیماریاں

پتوں کے چھوٹے سوراخ (SHORT HOLES OF LEAVES) یہ بیماری عموماً موسم گرما کے آخر میں ظاہر ہوتی ہے۔ پتوں پر چھوٹے سبزی مائل سیاہ جگتے پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے نکتوں پر پتوں کے حصے گر جاتے ہیں اور سوراخ پیدا کر دیتے ہیں فرمیٹ (FERMATE) اور (HELATE) کا ۲۵ فی صد چھڑکاؤ اس بیماری کو روک دیتا ہے۔

شاخوں کے سروں کا خشک ہونا (DIE BACK)

اس بیمار کا ظہور چھوٹی شاخوں اور ٹہنیوں کے اوپر والے سروں کے خشک ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ بادام پر اس بیماری کے حملے کی اطلاع کوٹھڑ قلات ڈوریز کے تمام علاقوں سے آتی ہے۔

بیمار شاخوں کو خشکی کے دوران کاٹ کر جلا دینا چاہئے۔ سردی کے موسم میں بورڈ وکسچر کا ۵۰۰ کا یا پیری ناکس (PERENOX) ۴۰۵ فی صد چھڑکاؤ جنوری اور فروری کے مہینے میں اس بیماری کے تدارک کیلئے مفید ثابت ہوتا ہے۔

پستہ

تاریخ اور پیداوار

خیال ہے کہ لفظ (PISTACHIO) فارسی کے لفظ پستہ سے نکلا ہے۔ دنیا بھر میں جو پستہ سب سے عام ہے اور زیادہ کاشت کیا جاتا ہے وہ (PISTACHIO VERA) ہے اور یہ خاندان (ANACARDIACEAE) سے تعلق رکھتا ہے۔ اس خاندان کی دوسری جنس کو زیبالش یا (PISTACHIO VERA) کے لئے جڑواں استعمال کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ اہم مندرجہ ذیل ہیں (P-TERELINTHUS, P-ATLANTIA, P-MUTICA, P-CHINENSIS) یہ دراصل چین ایشیائے کوچک، الجزائر اور بحیرہ روم کے خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ زیادہ کسلی دہلی اسپین، جنوبی فرانس، فلسطین، ترکی، شام، ایران، افغانستان، امریکہ اور پاکستان کے بعض حصوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر کوئٹہ، قلات کے خشک سرد علاقے، بلتستان میں سکروڈ کے مقام اور پشاور اور ڈیرہ اسماعیل خان ڈوئین تک کے علاقوں میں ہوتی ہے۔ ملک میں اس کی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے۔ سواتے اس کاشت کے جو سرد علاقوں میں ہوتی ہے اور اس کی

آمدنی معاشی لحاظ سے زیادہ اہم نہیں ہے۔

اس کو ملک میں تجارتی میوے کے لحاظ سے باغبان کیوں کاشت نہیں کرتے؟ اس سوال کا جواب دینا بہت مشکل ہے۔ شاید اس کا دیر میں پھل دینا، بے قاعدہ زریپاشی اور استقرار جو بغیر مغز کے خول پیدا کرتے اور غیر یکساں میوہ دیتے ہیں۔ مصنوعی زریپاشی کی لہر دوسرے سال پھل دینے کی عادت حقیقتاً اس کی ذمہ دار ہے۔ ان حقائق کے باوجود اس کا رقبہ بڑھانے کا مسئلہ معاشی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے زیادہ توجہ درکار ہے۔

آب و ہوا

پستہ کی پیداوار خاص آب و ہوا کی ضرورت کی وجہ سے بہت محدود ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پستہ ان علاقوں میں پیدا نہیں کیا جاسکتا ہے جہاں اخروٹ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ پستہ گرم خشک موسم گرما اور سرد موسم سرما میں بڑھتا اور پھل دیتا ہے۔ برعکس اس کے زیتون اور اخروٹ سرد آب و ہوا پسند کرتے ہیں۔

موسم کا خشک ہونا پھول دیتے وقت اور استقرار کے وقت نہایت ضروری ہے۔ یہ پھل خشک موسم گرما کو جس میں کبھی کبھار درجہ حرارت ۱۰۰ فارن ہیٹ تک بڑھ جاتا ہے ترجیح دیتا ہے۔ اس خصوصی آب و ہوا کی ضرورت کی وجہ سے یہ خشک اور زیادہ سرد علاقوں میں اچھا نہیں آتا۔

زمین

پستہ خشک آب و ہوا کا درخت ہے۔ انجیر اور زیتون سے زیادہ سخت جان اور خشکی کو برداشت کرنے والا ہے۔ لیکن یہ معتدل چکنی زمینوں میں بھی اگایا جاسکتا ہے۔ اچھی خشک زمین اور گہری لومی (LOAMY) زمین اس کی پیداوار کے لئے موزوں ہے۔ یہ ریتی زمین پر اگایا جاسکتا ہے۔ لیکن اچھے نتائج نہیں دیتا۔

افزائش اور باغ لگانا

پستہ کے درختوں کی افزائش تخم اور غیر جنسی افزائش بھی پیوند اور گرافٹ دونوں سے ہو سکتی ہے۔ باوجود پھل میں بہت تفریق کے پستہ زیادہ تر تخم سے اگایا جاتا ہے۔ غیر جنسی افزائش اقسام کو برقرار رکھنے کے لئے اور پھل کے پسندیدہ خواص کو حاصل کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔

اور سفارش کردہ ہے۔ تخم سے اگانے جانے سے ایک اور مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ تخم سے اگانے ہوتے پودوں میں اکثریت زر پودوں کی ہوتی ہے۔ جو ناپسندیدہ ہے اور بعد میں اس کو تنے سے اور پر مادہ پودے کا پیوند لگانا ضروری ہو جاتا ہے۔ غیر حبسنی افزائش میں (PISTACHIO VERA) یا کسی اور قسم کے حبس کے تخم کو ۲۴ گھنٹوں کے لئے پانی میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر ذخیرہ کے اندر دودھ کے فاصلے پر قطاروں میں اور بیج سے دوسرے بیج کا فاصلہ ۴ سے ۶ انچ رکھ کر ماہ جنوری میں بویا جاتا ہے۔ جڑوے ذخیرہ میں ایک سال کے بعد پسندیدہ قسم کے خضتہ چشموں سے ماہ مارچ میں پیوند کرنے چاہئیں۔ جب جڑوے آسانی سے چھال دے سکتے ہوں جو چشٹے مادہ پودے سے لٹے گئے ہوں وہ مادہ درخت دیں گے اور جو زر پودے سے لٹے گئے ہوں وہ زر درخت دیں گے۔ پیوند شدہ پودے اگلے موسم خزاں میں سچتہ جگہوں پر منتقلی کے لئے تیار ہوں گے جنوری اور فروری موزوں تر ہیں۔ اپنی لمبی جڑ اور دوسری اطراف کی جڑوں کی وجہ سے پودے منتقل کرنے میں بہت احتیاط برتنی چاہئے۔ نکالے ہوئے پودے فوراً لگا دینے چاہئیں۔ کیونکہ اگر یہ زیادہ وقت کے لئے ہو میں رکھے جائیں تو یہ نہیں لگ سکتے۔ پودوں کو پھر باغ میں سچتہ جگہوں پر ۲۰ فٹ کے فاصلے پر قطاروں میں لگا دینا چاہئے۔ ہر چھ یا سات درختوں پر زر پاشی کے لئے ایک زر درخت کو چھوڑ دینا چاہئے۔

آبپاشی

پستہ کا درخت بہت ہی خشکی کو برداشت کرنے والا ہے۔ اور جب یہ ایک دفعہ مستقل طور پر لگ جائے۔ تو پھر قدرتی بارش پر بغیر آب پاشی کے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ کوئٹہ کے موسمی حالات میں باقاعدہ آبپاشی مناسب بڑھوتری اور پھل کے لئے ضروری ہے۔ مہینے میں ایک سے دو بار آبپاشی موسم گرما میں اچھے نتائج دے گی۔ موسم سرما یا ٹھنڈے موسم بہار اور موسم خزاں میں آبپاشی کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھی زمینوں میں بعض درخت بغیر آبپاشی کے اچھی پیداوار دیتے ہیں۔ لیکن عام زمینوں میں آبپاشی کرنی چاہئے۔

کھا دینا

پستہ کا درخت دوسرے پت جھڑ والے درختوں کی طرح کھا د کا اچھا اثر لیتا ہے۔ گوبر کی کھا

اچھے نتائج دیتی ہے۔ صحت مند درخت اور اچھا پھل دیتی ہے۔ گوبر کی کھاد ۱۵۰ سے ۲۰۰ من تک اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔

کاشت اور گوڈی

موسم گرما میں کبھی کبھار گوڈی کرنی چاہئے تاکہ گھاس صاف ہو جائے۔ مہینے میں ایک دفعہ صاف کاشت کاری کو برقرار رکھنا چاہئے۔ پستے کے باغ میں سال کے دوران کم از کم دو دفعہ بل چلانا چاہئے۔ یا گوڈی کرنی چاہئے۔ موسم سرما میں کھاد دینے کے بعد اور پھر موسم گرما میں شروع کے چار پانچ سال مزاح، آلو اور دوسری چھوٹی چھوٹی سبزیاتی کو کرکراپ (COVER CROP) کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔

پھل دار فصلیں مثلاً لوسن، برسیم اور شفٹیل نباتاتی کھاد کے طور پر بہتر نتائج دیتی ہیں۔
شاخ تراشی اور تربیت

پستے کے درخت کو عموماً ایک تہ پر تربیت دی جاتی ہے جس پر اطراف کی پہلی شاخ زمین سے ۱۲ سے ۱۸ انچ تک کے فاصلے پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ درخت کی قدرتی نشوونما اور پر کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو اوپن سنٹر کے طریقہ پر تربیت دی جاتی ہے اور اطراف میں ۳ سے ۴ شاخیں مناسب فاصلے پر ایک دوسرے کے اوپر چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اطراف کی شاخوں کے انتخاب میں آسانی پیدا کرنے کے لئے پودوں کے سروں کو اپنی جگہوں پر لگانے کے بعد کاٹنا جانا ہے۔ اس کے بعد ما سوائے خشک یا ایک دوسرے پر پڑی ہوئی شاخوں کو کاٹنے کے شاخ تراشی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قدرتی طور پر درخت پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اندر کا حصہ کھلا ہوتا ہے۔ اس کے لئے شاخوں کو مختصر کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ دو وجوہ کی بنا پر درخت کا سرا کاٹنا چھوڑ دینا چاہئے۔ پہلی یہ کہ پھل دار چشمے صاف ہوتے ہوں جو شاخوں کے سرے پر اور ایک سال پرانی شاخوں پر ہوتے ہیں۔ دوسری یہ کہ پستے کا پودا مقامی اثر بہت قبول کرتا ہے اور جہاں سے کاٹا جاتا ہے اس کے نیچے بہت سوائے شاخیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ نئی شاخیں دینے کی عادت پیوند اور گرافٹ میں مدد دے سکتی ہے۔ تخم سے لگائے ہوئے باغ میں اگر ناپ مذیدہ پودے زیادہ ہوں تو ان کی جہن اسی طریقہ سے تبدیل کی جاسکتی ہے۔

پھول، زریگی اور پھل لانا

پستہ کے درخت اونچے اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ عموماً ۲۰ سے ۳۰ فٹ اونچے اور پتے بھڑکی فطرت کے ہوتے ہیں۔ ایرانی پستے عموماً اونچے صحت مند ہوتے ہیں۔ افغانی پستے کے درخت کے پتے مخالف بے ترتیب اور پینٹ ہوتے ہیں۔ نسبتاً چمکیلے سبز رنگ کے ساتھ جڑ پھولتے ہیں۔ ڈائیوکسس (DIOECIOUS) پھولوں کے ساتھ الفلورہ لیسنس (INFLORESCENCE) ریسیموسس (RECEMOSIS) ہوتے ہیں اور بغیر پتیوں کے ز پھول پانچ پتیوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اور پانچ ز اعضاء رکھتے ہیں۔ مادہ پھول ۳ سے ۴ پتیاں رکھتے ہیں اور ایک خلیے کی بچہ دانی۔ پھل خشک ہوتا ہے اور اس کی دو تہیں ہوتی ہیں۔ ایک اوپر کی تہ دوسری نچلی تہ ہے۔ جلد بہت نازک اور گلابی رنگ کی ہوتی ہے۔ اور جب پک جاتی ہے۔ تو خشک اور سخت ہو جاتی اور آسانی سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ اندرونی تہ خول ہوتا ہے جس کے درمیان پھل ہوتا ہے جب پودا پک جاتا ہے تو خول سفید اور زردی مائل سفید رنگ کا ہوتا ہے اور بہت سی اقسام میں پھٹ جاتا ہے اور اندر کا مغز یعنی گودا سبزی مائل یا گلابی سبزی مائل ہوتا ہے۔ جس میں شکر کی مقدار اور چکنائی مختلف اقسام میں مختلف ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی ایک خاص قسم کا ذائقہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ پسند کیا جاتا ہے۔

چشمے سادہ اور صاف ہوتے ہیں اور پچھلے سال کی ٹہنیوں کے سروں پر یا اطراف پر ہوتے ہیں اور والے چشمے بڑھتے ہیں اور نیچے کے چشمے ز اور مادہ پھول مختلف درختوں پر پیدا کرتے ہیں۔ پستہ کے درخت میں اپریل کے شروع میں پھول آتے ہیں اور استقرار اپریل کے آخر تک مکمل ہو جاتا ہے۔ ز پھول مادہ سے پہلے آجاتے ہیں جس کے نتیجے کے طور پر نامکمل استقرار ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض خول اچھے بن جاتے ہیں۔ مگر ان میں گودا نہیں ہوتا۔ پستہ میں یہ طریقہ ناپسندیدہ ہے۔ اور اس لئے بہت سے ملکوں میں مصنوعی زریگی کی جاتی ہے۔ اگر ز پھول پہلے ہوں تو ان کو جمع کیا جاتا ہے اور مادہ پھولوں پر ان کا سفوف چھڑک دیا جاتا ہے تاکہ سب زریگی اور استقرار حاصل کیا جائے۔ یہ طریقہ اس ملک میں بھی عام ہے اور اسی لئے مصنوعی زریگی کی سفارش کی جاتی ہے۔ پھیاسات مادہ درختوں پر ایک ز درخت قسلی بخش ہوتا ہے لیکن پھر

بھی بیکار نخل بغیر مغز کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس مسئلے پر زیادہ تحقیق کی ضرورت ہے۔
پیداوار

پستہ کا درخت عموماً ۵-۶ سال کے بعد پھل دیتا ہے مگر منڈی کے قابل پھل قریباً دس بارہ سال کے بعد دیتا ہے۔ لیکن یہ اس کی صحت اور بڑھوتری پر منحصر ہے۔ اگر اچھی زراعت ہو تو پستہ کا ایک درخت ۲۵ سے تقریباً ۴۰ سیر تک پھل دیتا ہے۔ درخت اگر اچھی حالت میں ہو تو ایک من پھل بھی دے سکتا ہے۔ اوسطاً اگر ۲۰ سیر استقرار شدہ پھل ایک درخت سے حاصل کیا جائے تو پستہ کا ایک ایکڑ باغ قریباً ۴۰ سے ۵۰ من پھل دے گا۔ قریباً دو سو روپیہ من کے حساب سے اگرچہ اس سے زیادہ ہوتا ہے "پستہ کا ایک ایکڑ کا باغ ایک سال میں آٹھ ہزار سے دس ہزار روپیہ تک آمدنی دے سکتا ہے۔ مگر دوسرے سال بہت کم یا بالکل نہیں ہوتی۔ کیونکہ پستہ کی عادت ہے کہ ہر دوسرے سال کے بعد پھل دیتا ہے۔

اگست کے آخر اور ستمبر کے شروع میں پستہ کی فصل اتارنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ پستہ کو ہاتھوں سے اتار کر احتیاط سے اس کا چھلکا علیحدہ کیا جاتا ہے۔ پستہ کو ایک خشک چیز یا بوری میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ منی کی حالت میں ان پر پھپھوندی حملہ کر دیتی ہے۔ خاص کر ان اقسام پر جن کے سرے پکنے پر نصف کھلے ہوتے ہیں۔

اقسام اور استعمال

بہت سی اقسام میں پستہ ویرا سب سے زیادہ عام ہے اور پھل کے لئے بہت بڑے پیمانے پر بڑیا جاتا ہے۔ باقی اقسام یا تو اپنی آرائش کے لئے یا پستہ ویرا کے بڑواں کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ پستہ ویرا میں بہت سی اقسام اچھی طرح لگ جاتی ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل دو بہت اہم ہیں۔

اخروٹ

اخروٹ شمال مغربی ہمالیہ کے پہاڑی علاقوں سے تعلق رکھتا ہے اور کوہ ہمالیہ کے ان تمام علاقوں میں جن کی اونچائی سطح سمندر سے ۷۰۰ تا چار ہزار فٹ ہے کاشت کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر اخروٹ فرانس، اٹلی، رومانیہ، کیلیفورنیا اور چین میں کاشت ہوتا ہے۔ پاکستان میں اس کی کاشت زیادہ تر اورمری کی پہاڑی میں محدود پیمانے پر کی جاتی ہے۔

آب و ہوا

اخروٹ کے لئے ایسی آب و ہوا درکار ہے جہاں گرمی سردی سخت نہ ہوتی ہو اور زکھر نہ پڑتی ہو پھول آنے کے وقت اگر درجہ حرارت نقطہ انجماد سے دو تین درجے فارن ہیٹ نیچے ہو جائے تو اخروٹ کے تمام پھول مر جاتے ہیں۔

اگر گرمیوں میں سایہ میں درجہ حرارت ۱۰۰ درجہ فارن ہیٹ سے زیادہ ہو جائے اور نمی کم ہو تو اخروٹ خالی رہ جاتے ہیں اور انہیں SUN BURN یعنی جھلساؤ کی بیماری لگ جاتی ہے۔

اخروٹ عموماً مری اور کشمیر کی پہاڑیوں کے درمیانی علاقہ میں کاشت کیا جاتا ہے۔ جہاں بارشیں

عموماً ۳۰ اینچ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہے اگر دوسرے حالات سازگار ہوں تو بارش کی قلت کو ابھاری سے پورا کیا جاتا ہے۔

زمین

گہری میرا زمین جس میں پانی کا نکاس اچھا ہو اخروٹ کی کاشت کے لئے بہتر خیال کی جاتی ہے بشرطیکہ اس میں کافی حیاتیاتی مادہ موجود ہو۔ جن زمینوں کے نیچے سخت تہہ ریت یا پانی کی سطح برابر نہ رہتی ہو اس کی کاشت کے لئے موزوں خیال نہیں کی جاتیں چونکہ اخروٹ کی جڑیں ۱۰ فٹ تک چلی جاتی ہیں اس لئے ایسی زمین جس کی گہرائی ۸ سے ۱۰ فٹ ہو اس کی کاشت کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ کم گہری اور کم نمی والی زمینوں پر اگے ہوئے درختوں پر *SUNBURN* جھلاؤ کے حملے کا زیادہ احتمال رہتا ہے۔

اخروٹ کا درخت کافی بڑا ہو جاتا ہے اور پھیل کر بہت جگہ گھیرتا ہے اس لئے کاشت کار اس کو قابل کاشت زمینوں پر لگانا پسند نہیں کرتے بلکہ اس کے درخت عموماً ناقابل کاشت اور کمزور زمینوں میں پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس کے درخت کافی اچھی طرح اگتے ہیں اور پیداوار بھی خاصی ہوتی ہے جب کہ اچھی زمین دوسری فصلوں یا اچھی قسم کے پھلوں مثلاً سیب یا آٹو وغیرہ کے لئے مختص ہوتی ہے۔

پودوں کا لگانا

اچھی پیداوار اور اچھی بڑھوتری والے پودوں سے اخروٹ اکٹھے کر لیں۔ اخروٹ کے چناؤ میں اچھا سا تڑ چمکیلا براؤن رنگ اور گرمی کا اچھا ذائقہ چمکیلا زرد رنگ اور اچھی خوشبو کا خیال رکھنا چاہیے اچھی طرح چنے ہوئے اخروٹ ٹھنڈی جگہ پر جمع کر لیے جاتے ہیں یا *(STRATIFICATIONS)* سٹریٹیفیکیشن کے لئے ڈال دئے جاتے ہیں اگر زمین اچھی طرح تیار ہو تو ان کو سیدھا کھیت میں بھی ایک ایک فٹ کے فاصلے ۳ یا ۴ اینچ گہرائی پر لگا دیا جاتا ہے۔ ماہ مارچ میں اس کا پھٹاؤ شروع ہوتا ہے۔ پودے عموماً دو سال کے بعد تبدیل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ پہلے سال پودا عموماً اپنی جڑوں کا نظام پھیلتا ہے اور اوپر کی بڑھوتری قدرے کم ہوتی ہے۔ دوسرے سال پودا اچھے خاصے تیار پھیلاؤ کا ہو جاتا ہے اخروٹ کے پودے عموماً خشکی *(DORIAN)* کی حالت

کی حالت میں تبدیل کئے جاتے ہیں۔

بیج سے لگایا ہوا پودا عموماً اپنی قسم سے الگ ہوتا ہے اس لئے اس کی کاشت بنانا کی طریقہ سے کرنی چاہیے صرف کیلیفورنیا کی ایک قسم پلینیا (PLACENA) جو کہ کاغذی گروپ سے تعلق رکھتی ہے کو اپنی قسم کا مشابہہ بنایا گیا جبکہ اس کو بیج سے لگایا گیا ہو لیکن دوسری قسموں میں یہ درست نہیں لہذا بنانا کی طریقہ زیادہ سفارش کردہ اور موزوں ہے۔ اخروٹ کی بنانا کی کاشت کے لئے جو طریقے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں زبان نما پیوند، پھانا نما پیوند اور مستطیل نما پیوند قابل ذکر ہیں۔ مری کی پیٹریوں کے کئے ہوئے تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ اخروٹ کو بنانا کی طریقہ پر اگانے کے لئے مستطیل نما پیوند بہتر نتائج دیتے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان طریقوں کو وسیع پیمانے پر نہیں آزمایا گیا دوسرے ملکوں میں کئے ہوئے تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی طریقہ پیوند نے "پیشہ کاری" کی نسبت زیادہ بہتر نتائج دیتے ہیں۔

قابل کاشت زمین

جن علاقوں میں اخروٹ کی کاشت ہوتی ہے اچھی قابل کاشت زمین بہت کم دستیاب ہوتی ہیں اور پھر لوگوں کی اراضی بھی تھوڑی ہوتی ہے اس لئے کاشت کار اخروٹ کے باقاعدہ باغات لگانا پسند نہیں کرتے اور اس کو بے موقع کونوں کھدوں اور ناکارہ جگہوں میں لگاتے ہیں اگر اخروٹ کا باغ لگایا جائے تو پودوں کا درمیانی فاصلہ کم از کم ۱۰ فٹ ہونا چاہیے۔

آب پاشی

اخروٹ کے درخت اکثر بارانی کاشت کئے جاتے ہیں اور ان کا انحصار صرف بارش پر ہوتا ہے درخت لگانے کے بعد پہلے خشک موسم میں صرف چند کاشت کار پانی مہیا کرتے ہیں۔ اگر آب پاشی کا پانی دستیاب ہو تو کبھی کبھار آب پاشی کرنا بھی اچھا ہے جس سے پودے خوب صحت مند رہتے ہیں اور جلد بار آور ہوتے ہیں بار آوری کے بعد پھل بننے سے پکنے تک پانی دیتے رہیں تو کیرا کم ہو جاتا ہے اور مغزا چھا ہوتا ہے اگر پھل توڑنے سے ایک دو ہفتے پہلے پانی دئے یا جائے تو اوپر کا چھکا چھٹ جاتا ہے اور صرف اخروٹ زمین پر گر پڑتے ہیں اس طرح پھل کی برداشت آسان ہو جاتی ہے۔

کھاد

اخروٹ کے درختوں کو کم ہی کھاد دی جاتی ہے کیونکہ اس کی جڑوں کا نظام کافی گہرا ہوتا ہے اور یہ کافی رقبے سے خوراک حاصل کرتا ہے اور پودا ایک سال کم اور ایک سال زیادہ پھل دیتا ہے۔ برعکس اس کے اگر درختوں کو باقاعدہ کھاد دی جائے تو ایک تو پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے دوسرے پودے پھل بھی باقاعدہ دیتے ہیں اس لئے ہر سال کچھ فاسفورس اور نائٹروجن دینا مفید ہے۔ کھاد کا انحصار پودوں کی صحت، عمر اور زمین کی زرخیزی پر منحصر ہے۔

شاخ تراشی

اخروٹ کے درختوں کی عموماً شاخ تراشی نہیں کی جاتی اور آپس میں پھیلنے والی شاخیں ہر سال کاٹ دی جاتی ہیں۔

پھلنا اور پھولنا

اخروٹ کے زور مادہ پھول انگ انگ ایک ہی درخت پر مختلف جگہوں پر پائے جاتے ہیں۔ اخروٹ سیلف فرٹائل (SELF FERTILE) پودا ہے لیکن اس کی زیرگی بعض اقسام میں تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اقسام اپنے ز پھول اس وقت تیار نہیں کر سکتیں جبکہ مادہ پھول تیار ہوتے ہیں۔

پیداوار

اخروٹ ایک اور چھلکے میں لپٹا ہوتا ہے جو پختگی کے وقت پھوٹ جاتا ہے اور اخروٹ نیچے گر جاتے ہیں یا بانس کی ٹڈ سے گرائے جاتے ہیں تمام فصل اکٹھی کرنے کے لئے یہ عمل دو تین دفعہ کرنا پڑتا ہے پھلوں کو فروخت سے پہلے قسم سارے اور رنگ کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح پھلوں کو اکٹھا ایک ہی جگہ فروخت کرنے سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ بعض علاقوں میں اس کو فروخت کرنے سے پہلے کیمیائی طریقہ سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ اس کا رنگ زیادہ خوبصورت ہو جائے۔ صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ۱۸ پونڈ سوڈا ۲۵ پونڈ چونے کے کلورائیڈ کو ۵ گیلن پانی میں حل کر کے پھل کو ۵ تا ۱۰ سیکنڈ اس میں ڈبوایا جاتا ہے اسی محلول میں ۴۲۵ گیلن پانی کے حساب سے ۴ اونس گندھک کا تھراپ بھی ڈالی دیا جاتا ہے۔

کل پیداوار درخت کی عمر سائز اور قسم پر منحصر ہے۔ پورا اگکا ہوا درخت ۴ تا ۵ من تک خروٹ پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر ایک من پھل فی درخت اوسط پیداوار ہے اور اسی طرح فی درخت اوسط آمدنی ۲۵ تا ۳۰ روپے ہے۔ خروٹ کا درخت ایک سو سال تک پھل دیتا رہتا ہے اور آٹھ دس سال کی عمر میں پھل پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے خروٹ کو مٹی سے پاک ٹھنڈے ہوا دار کمرے میں بور پیوں میں بھر کر رکھا جاتا ہے اور باہر جانے کے لئے دوسری بور پیوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ کڑی کے بند کبوسوں میں کاغذ لگا کر بند کر کے اس کو دوسری منڈیوں اور دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔

اقسام

موجودہ تمام پودے بیج سے حاصل کردہ ہیں اس لئے کسی خاص قسم کا تعین مشکل ہے کچھ پودے کاغذی خروٹ اور نرم چھلکے والے ہیں۔ کچھ کاٹھے یعنی سخت چھلکے والے ہیں۔ کاغذی خروٹ کا چھلکا مغز سے آسانی کے ساتھ علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس کا مغز نہایت خوشبودار اور اچھے ذائقے کا حامل ہے۔ اگر سبزیں درختوں کا انتخاب کر کے ان کی نباتاتی انزائش کی جائے تو اعلیٰ اقسام فروغ پاسکتی ہیں۔

بیماریاں اور کیڑے

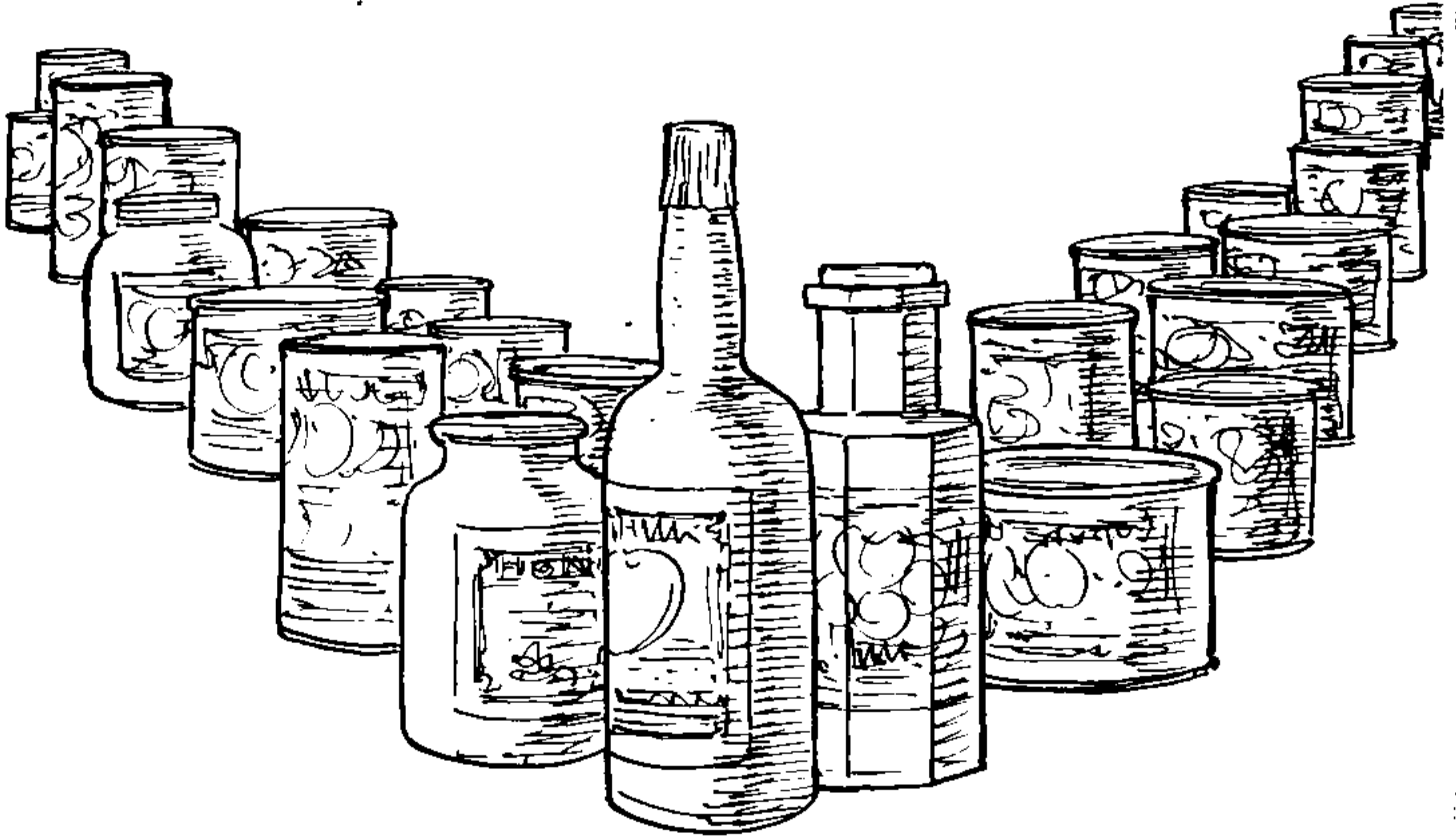
خروٹ پر ابتدائی عمر میں سبز سکیل (SANGOSE SCALE) کا حملہ ہوتا ہے جس کو ڈیزل آل ایملشن کی سپرے سے کنٹرول کیا جاتا ہے بعد میں جوں جوں درخت کا پھلکا سخت ہوتا جاتا ہے۔ کیڑے اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

دو سکر کیڑوں میں ویول باگ اور ایفڈ زیادہ قابل ذکر ہیں اور ان کو بھی سپرے سے مارا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ویول خاص طور پر نقصان دہ ہے۔ نقصان کا زیادہ حصہ اس کے نینے کیڑے کرتے ہیں۔ جو خروٹ کے اندر مغز کو خراب کر دیتے ہیں اس پر تابو پانے کے لئے بوڑ ڈوسک ۵۰:۱۸:۶ بطور تعفن استعمال کی جاتی ہے۔ خروٹ جو کچے کر گئے ہوں یا برداشت کے وقت جو پھل داغی ہو گیا ہو اس کو دبا دینا چاہیے۔

استعمال

اخروٹ عموماً خشک میوے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مغز ٹٹانی اور گولیاں وغیرہ بنانے کے کام آتا ہے۔ اخروٹ کی لکڑی فریبنچر اور بندوٹوں کے دستے بنانے کے کام آتی ہے۔

حصہ سوم



پھلوں کو محفوظ کرنا

پھلوں کو محفوظ کرنا

اہمیت اور تاریخی پس منظر:-

بلحاظ زمین اور آب و ہوا پاکستان پھلوں کی پیداوار میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں درختوں کا زیر کاشت رقبہ تقریباً ۶ لاکھ ایکڑ ہے۔ جس میں سے قریباً تین لاکھ ایکڑ مغربی پاکستان اور دو لاکھ سے کچھ زائد رقبہ مشرقی پاکستان میں ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس رقبہ سے ۲۵ کروڑ روپے کی مالیت کا پھل ہر سال پیدا ہوتا ہے۔ جس میں سے دس سے پچیس فیصد پھل محفوظ کرنے میں استعمال ہوتا ہے اور اگر یہ زائد پھل پوری طرح استعمال میں لایا جائے تو ہمارے ملک میں چھ سات کروڑ روپے کی مصنوعات اٹماں تیار کی جاسکتی ہیں۔ اس صنعت سے یہ بھی ایک فائدہ ہے کہ پھل کا ایک کثیر حصہ ایک موسم میں استعمال نہیں ہو سکتا دوسرے موسم میں کھانے کے کام آسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ایک باعزت اور منافع بخش گھریلو اور وسیع پیمانے پر صنعت ہے جو دنیا میں لاکھوں انسانوں کا ذریعہ معاش ہے۔ مزید برآں پھلوں سے بنی ہوئی اشیاء بلحاظ خوراک نہایت اہم اور بیماریوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً مختلف پھلوں کے ثمرات مفرح اور کئی

ایک جلدی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اس کے علاوہ پھلوں کے مرتبہ تجارت کمزور مریضوں کے لئے ایک اعلیٰ خوراک ہیں اگر ہم اس صنعت کی طرف پوری توجہ دیں تو ہمارے ملک کا بیشتر سرمایہ جو غیر ملکی درآمد پر صرف ہو رہا ہے نہ صرف بچایا جاسکتا ہے بلکہ ہم اپنے ملک کے پھلوں کی مصنوعات برآمد کر کے اعلیٰ پیمانے کی تجارت اور ملک و قوم کی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔

پھلوں کو محفوظ کرنے کی صنعت کا تاریخی پہلو اتنا پرانا نہیں جتنا کہ پھلدار درختوں کے معرضِ چود میں آنے کا ہے۔ بلکہ اس کا وجود اٹھارویں صدی میں سب سے پہلے نکولس اپرٹ نے مختلف خوراک کو محفوظ کرنے کا عملی جامہ پہنایا اس کے بعد ایک دوسرے شخص ڈاکٹر پاسچر نے ۱۸۶۶ء میں ان اصولوں کی وضاحت کی جو محفوظ کرنے کے طریقوں کی بنیاد تھے۔ اس صنعت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے زراعتی کالج لائل پور میں ۱۹۲۶ء میں کام شروع کیا گیا اور تیسرے اہمیت جگہ زراعت کی کوششوں سے اس صنعت کو نہایت فروغ حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت پاکستان میں پھلوں کو محفوظ کرنے کے کئی کارخانے قائم ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی مزید ترقی کے وسیع امکانات ہیں۔

پھل محفوظ کرنے کے اصول:-

پھلوں اور سبز لہوں کو محفوظ کرنا دوسرے لفظوں میں چھوٹے چھوٹے جراثیم مثلاً خمیر، بیکٹیریا اور اُلی وغیرہ پر قابو پانا ہے اور اگر ان جراثیم کا سدباب کیا جائے یا ان کی بڑھوتری کو روک دیا جائے تو پھلوں کی مصنوعات کافی عرصہ تک محفوظ رکھی جاسکتی ہیں۔ ان جراثیم پر غلبہ پانے کے لئے مندرجہ ذیل اصول بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عارضی طور پر محفوظ کرنا۔ ۲۔ مستقل طور پر محفوظ کرنا۔

عارضی طور پر محفوظ کرنا۔

کم درجہ حرارت پر جراثیم وغیرہ بہت ہی مردہ پڑ جاتے ہیں۔ اگر پھلوں کو ۳۶ سے ۳۹ درجہ فارن ہیٹ پر رکھا جائے تو وہ کسی مخصوص عرصہ تک محفوظ رہ سکتے ہیں اور اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ ٹنڈے گوداموں میں پھل کو رکھا جائے۔

(ج) ہوا خارج کرنا۔

جن برتنوں میں پھلوں کی مصنوعات بند کرنا مقصود ہوں ان میں ہوا خارج کر دی جائے اور

ان کو سربرمہر کر دیا جائے تو وہ اشیاء کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔
(۳۰) نمی کا خارج کرنا:-

اگر پھلوں اور سبز یوں سے نمی کو خارج کر کے خشک کر لیا جائے تو وہ بھی کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔
مستقل طور پر محفوظ کرنا:-

جوش دینا (PASTEURISATION) اگر ان تمام جراثیم کو جو پھلوں کی مصنوعات کو خراب کرتے ہیں تباہ کرنا مقصود ہو تو مرتبانوں کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر سو اخرج کر کے سربرمہر کر لیا جائے اور خوب پکایا جائے تاکہ تمام جراثیم اچھی طرح تلف ہو جائیں۔ اس طرح اس میں بھری ہوئی چیزیں کافی عرصہ تک محفوظ اور کھانے کے قابل رہ سکتی ہیں۔ پھلوں اور ڈبوں میں بند کرتے وقت یہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

پاسچری عمل:-

۱۸۰ درجہ تک اُبلنے سے چند چھوٹے چھوٹے جراثیم تباہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح پھلوں کے رس و برتک محفوظ رکھے جاسکتے ہیں۔
دوائیوں سے محفوظ کرنا:-

۱:- بے ضرر اشیاء جہ۔ ضرر رسال دوا۔

چینی ۱:- اگر پھل کی مصنوعات میں ۶۰ سے ۷۵ فیصد چینی استعمال کی جائے اور انہیں مناسب درجہ حرارت تک پکایا جائے۔ تو اس طرح سے بنی ہوئی اشیاء کافی عرصہ تک محفوظ رکھی جاسکتی ہیں مثلاً۔ مرتبہ جات جام اور جلیز وغیرہ۔

نمک:- عام طور پر اچاروں کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی مقدار اگر ۱۵ سے ۲۰ فیصد کر دی جائے تو وہ چیز کافی عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے۔
سرکہ:- ایسا سرکہ جس کی تیزابی خاصیت چار فیصد ہو تو اس کے استعمال سے اچار وغیرہ محفوظ رہ سکتا ہے۔

پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ یہ محفوظ کرنے والی دوائی مختلف قسم کے سکولٹس مثلاً مالٹا۔ لیمیں

گریپ فروٹ لیموں اور آم وغیرہ میں استعمال کی جاتی ہے اس کی مقدار .. پونڈ تیار شدہ سکولیشن میں ایک اونس کے حساب سے استعمال کی جاتی ہے یا ایک پونڈ میں ۲۸۳ گرام۔

سوڈیم ہیزوایٹ: یہ دوائی ان پھلوں کے سکولیشن میں استعمال کی جاتی ہے۔ جو گہرے رنگ کے ہوتے ہیں۔ مثلاً فالسڈ۔ جامن۔ انار وغیرہ۔ اس کی مقدار .. پونڈ میں ایک پونڈ یا ایک پونڈ میں ۲۵ گرام کے حساب سے استعمال کی جاتی ہے۔

خشک کرنا:-

اگر پھلوں کو خشک کر لیا جائے اور ان کل حل شدہ مٹھاس والا مادہ ۰۰ فیصدی تک پہنچا دیا جائے تو وہ چیز غیر محدود عرصہ تک صحیح حالت میں رکھی جاسکتی ہے۔ مثلاً فروٹ کینڈی۔
خمیر کرنا:-

عام طور پر زیادہ مٹھاس والے پھلوں سے سرکہ تیار کیا جاتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ رس میں کسی نہ کسی طریقہ سے خمیر پیدا کیا جائے۔

سرکہ کرنا:-

درجہ پنجاؤ کے نیچے مختلف قسم کے چھوٹے چھوٹے جراثیم ختم ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں محفوظ شدہ مصنوعات کافی عرصہ تک اپنی اصلی حالت میں ذخیرہ کی جاسکتی ہیں۔
پھلوں کو ڈبوں اور بوتلوں میں بند کرنا:-

ناقص پھل نکال دیں اچھے پکے ہوئے پھل چن کر علیحدہ کر لیں اور انہیں اچھی طرح دھو کر گردوغبار دور کریں۔

جسامت رنگ اور نچنگی کے اعتبار سے درجہ وار کر لیں۔

سیب اور آم کا چاقو سے چھلکا اتاریں اور آڈو کو سوڈا کاسٹک کے ۱/۲ یا ۲ فیصد اُبلتے ہوئے پانی میں ۱/۲ منٹ یا ۱ منٹ تک ڈبو کر تازے پانی سے اچھی طرح دھولیں اور ہاتھوں سے مل کر چھلکا اتار لیں۔ آلوچہ خرمانی، انگور وغیرہ کو چھلکوں سمیت بند کیا جاتا ہے۔

سیب کو چار چار حصوں میں ناشپاتی اور آڈو کو دو حصوں میں اور آم کی قاشیں کاٹ لیں۔ تیار شدہ پھل کو جراثیم سے پاک ڈبوں یا بوتلوں میں خوبصورت طریقہ سے بھر لیں۔

کھانڈ کا اہلتا ہوا شیرو ۲۵ سے ۴۰ فیصد تک ہو بوتلوں اور ڈبوں میں بھردیں۔ حتیٰ کہ ڈبے

کی ٹما انچ سطح خالی رہے۔

پھلوں کے ڈبوں اور بوتلوں کو ابلتے ہوئے پانی میں بانچ منٹ تک رکھ کر ہوا خارج کر کے فوراً سہر مہر (SEAL) کر دیں۔ سہر مہر کرنے کے بعد ڈبوں اور بوتلوں کو ابلتے پانی میں ۳۵ منٹ تک جوش دیں تاکہ جراثیم تلف ہو جائیں۔ اس کے بعد صرف ڈبوں کو ٹھنڈے پانی میں ڈال کر ٹھنڈا کر دیں اور بوتلوں کو ٹھنڈا ہونے پر پانی سے نکال کر خشک کر لیں۔ اور ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کریں۔

پھلوں کے رس اور سکولش۔

مالٹا، سنگترہ، لیمون، گریپ فروٹ، گل گل، آم، جامن، فالسہ، انار، انٹناس

اور انگور وغیرہ کے پھلوں کے رس اور سکولش تیار کئے جاتے ہیں۔ ان پھلوں میں سے

جامن، فالسہ، انار، کارس، تیار کرنے کے لئے محفوظ کرنے والی سوڈیم بنیزو ایٹ۔ اپنی اصلی

مقدار سے دوگنی مقدار میں استعمال کی جاتی ہے مگر دوسرے پھلوں کے رس تیار کرنے کے لئے

محفوظ کرنے والی پوٹاشیم مٹیابائی سلفاٹ بھی اپنی اصلی مقدار سے دوگنی استعمال کی جاتی ہے مثلاً

۱۰۰ پونڈ رس میں دو اونس استعمال کرنی چاہیے۔ انگور اور انٹناس کے رسوں کو ڈبوں میں بھی محفوظ

کیا جاتا ہے۔ رس کو محفوظ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بوتلوں کو اچھی طرح صاف کر کے ابلتے ہوئے

پانی میں گزار لیں اور محفوظ کرنے والی دوائی اچھی طرح سے ملا کر بوتلوں میں ڈال کر مضبوطی کے ساتھ

کابک نکا کر موم سے سہر مہر کر دیں۔ ٹھنڈی جگہ پر ذخیرہ کریں۔

اس طرح جامن، فالسہ، انار، انٹناس اور انگور وغیرہ کے پھلوں کے رس سے سکولش

بنانے کے لئے سوڈیم بنیزو ایٹ ہی محفوظ کرنے والی دوائی جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے استعمال

کی جاتی ہے۔ دوسرے پھلوں مثلاً مالٹا، سنگترہ، لیمون، گریپ فروٹ، گل گل، لیموں اور

آم کے رس سے سکولش تیار کرنے کے لئے پوٹاشیم مٹیابائی سلفاٹ ایک اونس فی صد

پونڈ میں استعمال کی جاتی ہے۔

دوائی کو استعمال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مجوزہ مقدار صاف بوتل میں تھوڑا سا پانی ڈال

کر عمل کر لی جائے اور پھر تیار شدہ سکوشس میں ڈال کر اچھی طرح ملا دیا جائے اور بوتلوں میں ڈال کر ڈھکنے مضبوطی سے لگائیں تاکہ ہوا کا اخراج ہو سکے اس کے بعد موم کی تہہ جمادیں۔

مختلف پھلوں سے سکوشس اور رس وغیرہ تیار کرنے کے طریقے مفصل طور پر پھل کے عنوان کے تحت بیان کئے جا چکے ہیں۔

جیم اور مار ملیڈ تیار کرنا:

جیم۔ جیم تیار کرنے کے لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر چینی ملا کر اس حد تک پکائیں کہ دونوں اچھی طرح گھل جائیں۔ جیم آم۔ ناشپاتی۔ آڑو۔ خرمائی۔ انجیر۔ سڑا برمی اور آلو بخارے کے پھلوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

بنانے کا طریقہ: پکے ہوئے پھل کو اچھی طرح سے دھو کر چاقو سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ کھٹے پھل میں پھل کے وزن کے برابر کھانڈ اور میٹھے پھل میں ۳ حصہ کھانڈ ڈالی جاتی ہے اور پھر چھپا ڈوئی کی مدد سے مالیدہ کر کے آدھے گھنٹے کے لئے برتن میں رکھا جاتا ہے تاکہ پھل کا پانی باہر نکل آئے اور پھل اور کھانڈ ایک جان ہو جائیں اگر پھل سخت ہو تو ٹکڑوں کو کچھ دیر کے لئے گرم کر کے اُبال لیا جاتا ہے تاکہ وہ نرم ہو جائیں۔ آگ پر رکھ کر اس حد تک پکائیں کہ درجہ حرارت ۲۲۲ فہیٹ ہو جائے پھر آگ پر سے اتار کر کچھ دیر کے لئے پڑا رہنے دیں حتیٰ کہ اُس کا درجہ حرارت ۲۲۲ ف سے ۱۸۰ ف پر آجائے۔ اب جراثیم سے پاک مرتبانوں میں گرم گرم بھریں اور ڈھکنے لگا کر تھوڑی دیر کے لئے اُتار رکھیں تاکہ ڈھکنے بھی جراثیم سے پاک ہو جائیں اور پھر خشک ٹھنڈی جگہ پر رکھیں۔

جیلی: جیلی تیار کرنے کے لئے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر اس حد تک پکایا جاتا ہے کہ اس میں پیکٹین (PECTIN) پوری طرح آجائے۔ پھر پیکٹین کے حساب کے مطابق چینی ڈال کر مناسب درجہ حرارت تک پکایا جاتا ہے۔ جیلی بنانے کے لئے انگور۔ آلو بخارا۔ گریپ فروٹ، سیب اور امرود جیسے پھل استعمال کرنے چاہئیں۔

بنانے کا طریقہ: پھل کو اچھی طرح دھو کر چاقو یا پھری سے ٹکڑوں میں کاٹ لیا جاتا ہے۔ ٹکڑوں کو کھلے منہ والے برتن میں ڈال کر اتنا پانی ڈالیں کہ پھل کے ٹکڑے اچھی طرح ڈوب جائیں۔

ایک گرام فی پونڈ پھل کے حساب سے لیموں (CITRIC ACID) ملا دیں۔ برتن کو آگ پر رکھ کر آدھ گھنٹہ پکنے کے بعد برتن کو آنچ سے اتار کر موٹے کپڑے یا جلی بیگ سے گزاریں اور اس دوران یہ احتیاط رکھیں کہ پھل کو دبایا جائے بلکہ توام کو خود بخود نکلنے دیں۔ اس نچوڑ کو رات بھر پڑا رہنے دیں تاکہ گدلا مادہ نیچے بیٹھ جائے۔ دوسرے دن صاف رس علیحدہ کر کے سپکین کا میسٹ کریں۔ میسٹ کے لئے ایک میسٹ ٹیوب یا شیشے کے گلاس میں ایک حصہ سپکین والا مادہ اور تین حصے میتھیلمنٹ سپرٹ ڈالیں اگر اس میں ایک ٹودہ بنے تو سپکین کی مقدار پوری ہوگی اور اگر چھوٹے چھوٹے ڈھیلوں کی صورت میں ہو تو اس میں سپکین کی مقدار آدھی ہوگی۔ اب پوری سپکین والے توام کے ایک کپ میں ایک کپ کھانڈ ملا دیں اور درمیانی سپکین والے توام میں ۳ حصہ کھانڈ ملا دیں۔ اس توام کو اس حد تک پکائیں کہ وہ پوری طرح سیٹ یا اس کا درجہ حرارت ۲۲۲ درجے تک پہنچ جائے تو برتن کو آگ سے اتار کر اتنا ٹھنڈا کریں کہ درجہ حرارت ۱۸۰ کے قریب آجائے پھر گرم گرم صاف اور جراثیم سے پاک مرتبانوں میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر موم کی تہہ جمادیں اور ڈھکنے لگا کر خشک اور ٹھنڈی جگہ رکھ لیں۔

مارلیڈ :- مارلیڈ عام طور پر پالٹے اور کھٹے کے پھل سے باریک باریک چھلکا اتار دیا جاتا ہے اور پھلے ہوئے پھل ٹکڑوں میں کاٹ کر جس طرح کہ جلی بنانے کا عمل تیار کیا جاتا ہے مگر اس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ تیار ہونے پر پالٹے کے باریک چھلکے کی لمبی اور باریک کاشیں بنا کر ڈالی جاتی ہیں۔

کیچپ اپنی اور سرکہ تیار کرنا

کیچپ :- تیار کرنے کے لئے پھل ٹکڑوں میں کاٹ کر اُبالا جاتا ہے اور پھر اس توام کو چھاننی سے چھان کر گودے اور رس کو علیحدہ کر کے اس میں مصالحہ جات کھانڈ اور سرکہ ڈال کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور تیار شدہ چیز کو تنگ مُنہ والی بوتلوں میں ڈال کر کراؤن کارکنگ کر کے بوتلوں کو ابلتے ہوئے پانی میں آدھے گھنٹے کے لئے رکھیں پانی کو ٹھنڈا ہونے پر بوتلیں نکال کر ذخیرہ کی جاتی ہیں۔ عام طور پر یہی مشاہدہ میں آیا ہے کہ اس طرح سے جو بوتلیں تیار کی جاتی ہیں انہیں ٹماٹر کیچپ (TOMATO KETCHUP) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

چھٹنی۔ چٹنی بہت سے پھلوں مثلاً آم، سیب، ناشپاتی، آلو بخارا، آلوچہ وغیرہ کے پھلوں سے تیار کی جاتی ہے۔ مختصر طور پر چٹنی بنانے کے لئے آم جیسے پھل کو چھیل کر کدو کش کر لیا جاتا ہے مگر دوسرے پھل سیب، ناشپاتی وغیرہ کے پھل کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر کھانڈ اور مصالحہ جات وغیرہ میں پکایا جاتا ہے۔ جب پکتے پکتے قوام کا کام اچھترہ باقی رہ جائے تو سمجھ لیں کہ اب پکنے کا آخری درجہ آگیا ہے۔ اس وقت فارموں کے مطابق جو کہ پھل کی تفصیل کے بعد پہلے بیان ہو چکا ہے سرکہ ڈال کر اتنا پکایا جاتا ہے کہ پہلی سطح پر آجائے یا مناسب گاڑھا ہو جائے۔ گرم گرم چوڑے منہ والی بوتلوں یا شیشے کے جاروں میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے پر مضبوطی سے کارک لگا کر ڈھکنے لگائے جاتے ہیں۔

سرکہ۔ سرکہ میٹھے اور زیادہ پکے ہوئے پھلوں سے تیار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر سیب، انگور اور کھجور جیسے پھل اس کے بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہی سرکہ زیادہ اچھا اور معیاری خیال کیا جاتا ہے جس میں کم از کم ۴ فیصد تیزابی خاصیت ہو۔

پھلوں کے رس سے سرکہ بنانے کے لئے کم از کم ۱۲ سے ۱۵ فیصد مٹھاس ہونی چاہیے اس رس کو آتنا گرم کریں کہ ابلنا شروع ہو جائے اور پھر شیشے کے بڑے برتن میں جس کو کہ ابلتے ہوئے پانی میں سے گزارا ہو ڈالیں اور یہ احتیاط رہے کہ اس کا ۳/۴ حصہ بھرا ہو۔ پھر اسے خمیر سے جاگ لگا کر برتن کے منہ کو اچھی طرح ہوا بند کر دیں۔ وقتاً فوقتاً رس کو ہلاتے رہیں اور یہ بھی خاص خیال رہے کہ درجہ حرارت ۷۷ سے ۸۰ سے بڑھنے نہ پائے اور یہ درجہ حرارت ۲۲ گھنٹہ تک رکھیں۔ اس میں کو نتھار کر دوسرے صاف شیشے کے برتن یا ڈرم وغیرہ میں ڈال دیں اب ایک سیر سرکہ کا جاگ ۱۰ سیر رس کے حساب سے ڈال کر دو تین ماہ تک ۸۰، ۹۰ درجہ حرارت پر رکھیں اور محل کے کپڑے سے منہ ڈھانپ دیں اور کبھی کبھی ہلاتے رہتے ہیں۔ سرکہ کو نتھار کر ۵۰ اف تک گرم کر کے چھ ماہ تک پڑا رہنے دیں پھر بوتلوں میں بھر کر ذخیرہ کریں اور استعمال میں لائیں۔

پھلوں کا خشک کرنا

پھلوں کا خشک مریہ بنانے کے لئے چھترہ پکا ہوا اور اچھی قسم کا پھل لیا جاتا ہے۔ آم، بیر، سنگتہ، لٹے کا پھلکا، آڑو، خوبانی، آلوچہ، سیب، انجیر اور ناشپاتی کا خشک مریہ تیار کیا جاتا

ہے اس کے بنانے کے لئے آم، سیب، ناشپاتی اور آڑو کا چھلکا اتار لیا جائے۔ سنگترہ اور ماٹے کا مر بناتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے چھلکے کے اندر سفید ریشے نہ لگے ہوں باقی پھلوں میں مکڑھی یا سلولاٹڈ کی بنی ہوئی نوک دار تیلیوں سے سوراخ کر لیں۔ چھیدے ہوئے پھل کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں باندھ کر ابلتے ہوئے پانی میں ڈبو کر بائرنکال لیں تاکہ پھل نرم ہو جائے۔ سنگترہ اور ماٹے کے چھلکے کو نرم کرنے کے لئے آدھ گھنٹہ تک اُبالیں بلکہ چونے کے نہترے ہوئے پانی سے بھی گذار لیں تاکہ اس کی کڑواہٹ کسی حد تک زائل ہو جائے۔ ۳۵ فیصد کھانڈ کا شیرہ تیار کر کے گرم گرم تیار شدہ پھل پر ڈالیں حتیٰ کہ تمام پھل اُس میں ڈوب جائے۔ تمام پھل کا پوری طرح شیرے میں ڈوبے رہنا ضروری ہے۔ دوسرے روز شیرہ میں سے پھل کو نکال کر دوسرے برتن میں رکھ دیا جائے۔ اب شیرے سے پھل کو نکال کر دوسرے برتن میں رکھ دیا جائے اب شیرے میں پم حصّہ کھانڈ سوجا کہ پہلے استعمال کی گئی تھی ڈال کر اُبالیں اور یہ گرم گرم شیرہ پھل پر ڈالیں اور اس طرح یہ عمل روزانہ جاری رکھیں جب تک کہ شیرہ شہد کی مانند گاڑھا نہ ہو جائے۔ اس وقت چینی کی مقدار ۷۰ سے ۷۵ فیصد ہوتی ہے۔ اس کے بعد شیرے کو مزید ۲۵ دن پڑا رہنے دیں تاکہ کھانڈ مرہ میں اچھی طرح جذب ہو جائے۔ اب تیار شدہ پھل کو نکال کر مناسب ٹکڑے کر کے صاف ستھری کھانڈ میں ٹکڑوں کو خشک کر لیا جائے۔ شیشے کے کھلے متہ والے برتنوں میں بکراستعمال میں لائیں۔

پھلوں کو خشک کرنا

پھلوں کو خشک کر کے استعمال میں لانا نہایت ستاغذائیت سے بھرپور اور آسان طریقہ ہے، سیب، خوبانی، کیلا، سجھری، سٹرابری، چیری، کھجور، انجیر، انگور، آڑو، ناشپاتی، آلوچہ اور آلو بخارا جیسے پھلوں کو خشک کیا جاسکتا ہے۔ پھلوں کو سکھانے کے متعلق ہدایات مندرجہ ذیل ہیں:-

نام پھل	مربے کیلئے تیاری	ٹرے میں رکھتے وقت	ٹرے میں رکھنے موزوں
		وزن فی مربع فٹ	ہوئے پھلوں کو وقت محفوظ کرنے کا عمل درجہ حرارت
سیب - چھلکا اتار کر سخت اور بیج والا حصہ نکال کر چوکور یا مربع ٹکڑے بنالیں	۲ پونڈ	۲	۳۰ منٹ گندھک کی دھونی دیں ۱۴۵
خربانی - دو حصوں میں کاٹ کر گٹھلی نکال دیں	۲ پونڈ	۲	۶۰ " " " ۱۶۰
کیلا - چھلکا اتار کر لمبائی کے یا موٹائی کے رخ کاٹ دیں۔	۲ پونڈ	۲	۳۰ " " " ۱۴۵
رسبھری اور م پھل کو اچھی طرح سے سڑا بری وغیرہ چھانٹ لیں۔	۱ سے ۳ پونڈ	۱۵ سے ۳۰	۱۶۰ " " " ۱۶۰
چھیری - ۲ فیصد سوڈے کے محلول میں ڈبو کر پھر ٹھنڈے پانی میں دھولیں۔	۲ پونڈ	۲۰	۱۶۰ " " " ۱۶۰
کھجور - اچھی طرح دھو کر خشک کر لیں	۲ پونڈ	-	۱۶۰ " " " ۱۶۰
انجیر - اچھی طرح دھولیں	۲ سے ۲	۲	۱۵۰ " " " ۱۵۰
انگور - ۲ سے ۲ کاٹک سوڈے کے اُبلتے ہوئے پانی میں ڈبو کر تازہ پانی سے دھولیں۔	۳	۴۰	۱۶۰ " " " ۱۶۰
آٹو روہ - دو ٹکڑے کر کے گٹھلی نکال لیں	۳	۶۰	۱۵۰ " " " ۱۵۰
ناشپاتی - چھیل کر دو حصوں میں کاٹ لیں سخت اور بیج والا حصہ نکال لیں	۲ سے ۳	۳۰	۱۴۵ " " " ۱۴۵
آلوچہ - دو حصوں میں کاٹ کر گٹھلی نکال لیں	۲ سے ۳	۶۰	۱۶۰ " " " ۱۶۰

- ہدایت :- ۱۔ زیادہ گرم کرنے سے پھل کی زنگت اور خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ گندھک کی دھونی پھل کی زنگت اور پھل کو بھی محفوظ رکھتی ہے۔
- ۳۔ اگر گندھک کی دھونی ٹھیک طریقہ سے نزدی جاتے تو سکھایا ہوا پھل گودام میں خراب ہو جائے گا۔
-

پھلوں کی غذائی طاقت (۱۰۰ گرام کھانے والے حصے میں)

نام پھل	طارتی کالیا	پانی	پروٹین	دوغنی اجزا	راکھ	نشاستہ	ریشے	چونا	ناسٹورس
بادام	۶۴۰	۸۶۴	۱۸۶	۵۴۵	۳۲۰	۱۹۶	۲۶۶	۲۵۴	۴۶۵
سیب	۶۴	۸۶۴	۰۳	۰۴	۰۲۹	۱۶۹	۱۰۰	۶	۱۰
خوبانی خشک	۲۹۲	۲۴۰	۵۲	۰۴	۳۵۰	۶۹	۳۲	۸۶	۱۱۹
خوبانی تازہ	۵۶	۸۵۴	۱۰	۰۱	۰۵۹	۱۲۹	۰۶	۱۶	۲۳
ایوا کیڈو	۲۶۵	۶۵۴	۱۶	۲۶۴	۱۴۲	۵	۱۸	۱۰	۳۸
کیلا	۹۹	۶۴۸	۱۲	۰۲	۰۸۴	۲۳۰	۰۶	۸	۲۸
سیب	۰	۶۵۴	۱۴	۰۱	۰۶۲	۲۶۶	۱۲۸	۰	۰
بیک پیری	۶۲	۸۵۳	۱۲	۰۱	۰۴۶	۱۱۹	۰۴	۱۶	۳۴
بلبو پیری	۶۸	۸۳۴	۰۶	۰۶	۰۲۸	۱۵	۱۲	۱۶	۱۳
کیپ گوز پیری	۰	۸۲۶	۲۶	۱۲	۰۸۲	۹۵۹	۲۶	۰	۰
کیشنٹ	۶۰۹	۰۴	۱۹۶	۲۲	۲۶	۲۶	۱۰	۴۸	۴۸۰
چیری	۸۰	۸۰۰	۰۱	۰۵	۰۶۰	۱۶۸	۱۲	۱۸	۳۱
چسٹنٹ	۱۹۱	۵۳۲	۲۸	۱۵	۱۰	۱۵	۰۱	۴۸	۴۸
ناریل	۵۶۹	۳۳	۳۶	۲۹	۰۸	۵۳۲	۰۴	۴۳	۱۹۱
کرین پیری	۵۳	۸۶۴	۰۴	۰۶	۰۲۰	۱۱۳	۱۲	۱۲	۱۰
منقی	۶۱	۸۶۶	۱۶	۰۴	۰۶۱	۱۲۶	۳۲	۲۶	۳۸
کھجور خشک	۳۱۶	۲۰۰	۲۲	۰۶	۰۸۰	۶۵	۲۴	۶۲	۶۰
انجیر رڈ میں بند	۱۲۵	۶۸۵	۰۸	۰۳	۰۴۰	۳۰۰	۰۹	۳۵	۲۱
انجیر (خشک)	۳۰۰	۲۴۰	۴۰	۱۲	۲۴۰	۶۸	۵۸	۲۲۳	۱۰۴
گوز پیری	۴۶	۸۶۳	۰۸	۰۴	۰۳۹	۱۰	۲۵	۱۹	۱۹

تیزاب

حیاتین

لوہا	تانبہ	کلورین	الف	ب ۱	ب ۲	نیکوٹیک ایسڈ سی	سٹرک ایسڈ	
۴۴	۲۱	-	-	۲۵	۴۶	۴	۰	بادام
۳۳	۱۰	-	۹۰	۰۴	۰۲	۵	۰	سیب
۹	۳۶	-	۴۳	۱۶	۳۳	۱۲	۰	خوبانی خشک
۵	۱۴	-	۴۹	۰۳	۰۶	۴	۱۵۵	خوبانی تازہ
۱۱	۲۱	۴	۹۰	۱۲	۱۵	۱۶	۰	ایوا کیڈو
۶	۲۱	-	۳۰	۰۹	۰۶	۱۰	۰	کیلا
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۳	بیر
۱۰	۱۶	۰	۹۰	۰۳	۰۳	۳	۰	بلیک پیری
۸	۱۱	۰	۲۸	۰۳	۰۶	۱۶	۰	بلیو پیری
۰	۰	-	۰	۰	۰	۰	۱۶۹	گیپ گوز پیری
۰	۰	-	۰	۶۶	۱۹	-	۰	کیشیونٹ
۴	۱۴	-	۱۹	۰۵	-	۹	۰	چیری
۱	۰۶	-	-	۰۸	۲۴	-	۰	چٹنٹ
۴	-	۲۲۵	-	برائے نام	برائے نام	برائے نام	۰	ناریل خشک
۵	۰۹	-	۴۰	-	۰۲	۱۲	۲۳۲	کرین پیری
۶	-	-	۳۸	۰۴	-	۲۰	۰	منقہ
۱	-	۲۸۳	۱۸۰	۰۸	۰۴	-	۰	کھجور خشک
۴	-	-	۶۵	۰۹	۰۸	-	۳۵	انجیر
۱	۳۵	-	۶۰	۱۳	۱۰	-	۰	انجیر خشک
۶	۱۵	-	۱۲۰	-	-	۱۶	۱۶۵	گوز پیری

۲۱	۱۷	۵۰	۱۶۶	۲۴۶	۲۴	۸	۸۱۶	۷۴	انگور (امریکی)
.	.	.	۲۲۶	.	۳۶	.	.	.	انگور ریڈ پ
.	.	۵۵۷	۷۹۹	۶۶	۹۵	۶۶	۸۸۰	۴۴	گریپ فروٹ
.	.	۵۵۷	۷۹۹	۶۶	۹۵	۶۶	۸۸۰	.	امرو
۱۰	۱۴	۹	۸۶	۵۴	۶	۹	۸۹۳	۴۴	لیمن
۱۰	۱۴	.	۱۴۳	۸۰	۱	۸	۸۶۰	۵۳	لیمون کاغذی
.	.	۴۰	۱۵۳	.	۵۴	۱۵	۴۸۰	.	لہجی
.	.	۳۶	.	۱۲۶۹	۳۶	۳	۳۶	.	لوکاٹ
.	.	.	۱۲۶۴	۲۶۹	۱۹	۹۱۹	.	.	آم
.	.	.	۱۷۵	۵۷	.	۳۶	۸۶۷۱	.	شہرت
۱۵	۱۰۱	۱۲	۰	۵۸۰	۱۳۵	۱۵	۷۵۲	۱۴۴	زیتون رنیم پختہ
۱۴	۱۰۵	۱۹	۰	۳۰۰	۱۹۰	۱۶	۷۳۴	۱۸۹	زیتون پختہ
۲۳	۳۳	۳	۱۱۲	۲۶	۲	۹	۸۷۲	۵۰	مالٹا
.	.	۳۶	۱۲۱	۶۱	۱۰	۵۹	.	.	پینا
۲۲	۸	۶	۱۲۰	۲۶	۱	۵	۸۶۹	۵۱	آرٹو تازہ
۱۲	۴	۴	۲۰۹	۳۳	۱	۵	۷۶۹	۸۶	آرٹو (ڈبے میں بند)
۱۶	۱۳	۱۱	۱۵۸	۳۹	۴	۷	۸۲۷	۷۰	ناشپاتی تازہ
۱۲	۶	۷	۱۸۱	۲۰	۱	۳	۸۰۷	۷۵	ناشپاتی (ڈبے میں بند)
۳۲۴	۷۴	۲۷	۱۳۰	۱۶	۶۳۰	۹۴	۳۰	۷۴	پیکن
.	.	.	۱۷۷۱	۲۹	.	۶۴	.	.	جاپانی پھل
۱۱	۱۶	۴	۱۳۶	۲۲	۲	۴	۸۵۳	۵۸	اناس (تازہ)
۸	۲۰	۳	۲۷۷	۳۷	۲	۴	۷۴۰	۱۰۲	اناس (ڈبے میں بند)
۲۰	۱۷	۵	۱۲۹	۵۱	۲	۷	۸۵۷	۵۶	آلو پتہ تازہ

۲۸۵	—	۴	۲۲	۰۳	۰۵	۸۰	—	۰۶	۰۹	انگور (امریکی)
۳۵	—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	انگور (یورپ)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	گریپ فروٹ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	امروہ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	لیمن
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	لیمون کاغذی
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	لیچی
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	لوکاٹ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	آم
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	شہتوت
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	زیتون (گرین)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	زیتون (پکی ہوئی)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	مالٹ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	پیتا
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	آدو (زرد تازہ)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	آدو (ڈبوں میں بند)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	ناشپاتی تازہ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	ناشپاتی (ڈبوں میں بند)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	پکین
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	برمین (جاپانی پھل)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	اناس تازہ
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	اناس (ڈبوں میں بند)
—	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	تازہ الونجارا

		۰۳۳	۱۶۵۲	۰۶۴	۰۳۰	۰۵۳			انامہ
۰۰۵	۵۴	۱۶۶	۶۱۰	۲۱۰	۰۶۶	۲۳۳	۲۴۰	۲۹۹	آلوچہ خشک
۰	۵۸	۳۵	۱۵۶۶	۰۶۵	۱۶۶	۱۰۵	۸۰۶	۸۳	دس بھری رکالی
۵۲	۴۹	۲۵۸	۱۴۴۴	۰۶۶	۰۶۶	۱۰۱	۸۳۴	۶۶	دس بھری رلال
۰	۰	۰	۲۲۹۶	۰۵۱	۰	۰۶۶	۰	۰	سپوٹا
۲۶	۲۸	۱۶۲	۸۰۱	۰۵۰	۰۶۶	۰۸	۹۰۰	۴۱	سٹراپیری
۲۳	۳۳	۱۰۰	۱۰۶۹	۰۶۶	۰۳۰	۰۸	۸۶۳	۵۰	نامہ نچی
۰	۰	۰۰۹	۱۸۶۶	۲۱۰	۵۸۶	۱۸۶۳	۲۱۶	۶۶۲	افروت
۰	۰	۰	۲۰۰۰	۰۵۰	۰	۰	۰	۰	بھی



انامہ									
اوپر خشک	۳۴	۴۱	۸۹	۱۰	۱۶	۳	۲۰	۰	۰
رس بھری گالی	-	-	برائے نام	-	-	۶۶	۱۱	-	-
رس بھری سخی	۱۰	۱۳	۲۶۰	۰۲	۰۶	۲۶	۱۱	-	-
سپرٹا	۰۲۱	-
سٹرا پیری	۸	۲	۶۰	۳	۶	۳۰	۱۱	-	-
(زایہ نچی)	۴	۹	۲۲۰	۶	۳	۳۱	.	.	.
افزوت	۶	-	۱۳۰	۳۳	-
بھی	۱۰۵	.



منطقہ حارہ اور قرب جواری کے پھل

پھلدار پودوں کے متعلق ماہانہ ہدایات

آم

جنوری : — پودے لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑے کھودیں اور ان میں دسی کھا ڈالیں۔ آم کا تیل او آم کے سوکھے کے خلاف سپرے کریں۔ آم کی گدھڑی کے خلاف درختوں کے تنوں پر چپکنے والی دوائی لگائیں اور آم کی گدھڑی کو تلف کریں۔

فروری : — گڑھوں کو بھریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ ایمونیم سلفیٹ کی نصف مقدار پودوں کو ڈالیں پھول نکلنے سے پہلے آم کے تیلے کے خلاف سپرے کریں آم کی گدھڑی کو تلف کریں۔ مارچ میں بھگیڑ پھونڈ کرنے کے لئے تھنی پودوں کو گٹلوں میں تبدیل کریں۔ بسیم کی فصل کو باغ میں ڈالیں۔ سابق پنجاب میں بھگیڑ کٹے ہوئے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں۔

مارچ: — حیدرآباد ریجن میں آم کے پودوں کو بنگلیر پیوند کریں یا چشمہ چڑھائیں
پیوند شدہ پودوں کی شاخوں کو تین اینچ اوپر سے کاٹیں۔ آخری موسم کے بنگلیر پیوند کے
ہوئے پودوں پر باندھے ہوئے دھاگے کو ڈھینچا کریں، اہینے کے پہلے پنڈھرواڑے میں
پورے بانغ میں لگائیں۔ آم کی گدھڑی کو تلف کریں،

اپریل: — پودوں کو بنگلیر پیوند کریں۔ آم کی پیوندی لکڑی تیار کریں۔ آم کے
پودوں کو موقع پر چشمہ چڑھائیں۔ ایونیم سفیٹ کی دوسری نصف مقدار ڈالیں۔ بیمار
شگوفوں کو علیحدہ کریں۔ تنوں پر سفیدی کریں یا قاعدہ وقفوں کے بعد آبپاشی کرتے
رہیں۔

مئی: — آم کے پودوں کو موقع پر چشمہ چڑھانا جاری رکھیں۔ نئے پیوند شدہ پودوں
کو گرمی سے محفوظ کرنے کے لئے ڈھانپ دیں۔ تنوں پر سفیدی کریں آبپاشی کا خاص
خیال رکھیں۔ کامیاب پیوند شدہ پودوں کی پھوٹ توڑ دیں۔ سبز کھاد والی فصلیں کاشت
کریں۔ حیدرآباد ریجن میں اگیتی اقسام منڈی میں بھجوائیں۔ فروٹ فلانی (پھل مکھی)
کے خلاف سپرے کریں۔

جون: — آخر ماہ میں پیوند کئے ہوئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین اینچ اوپر سے کاٹیں
مارچ میں بنگلیر پیوند کئے جانے والے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں، تختی پودوں کو بنگلیر
پیوند کرنے کے لئے گٹھلیوں میں تبدیل کریں۔ آم کاٹاک کرنے کے لئے گٹھلیوں کو اکٹھا
کریں۔ آم کی گٹھلیاں بونے کے لئے زمین کی تیاری کریں۔ پیوندی شاخ کو تیز ہوا سے
بچانے کے لئے سہارا دیتا کریں۔ حیدرآباد ریجن اقسام اور پنجاب میں اگیتی اقسام مثلاً
مالدہ وغیرہ کی برداشت۔

جولائی: — ٹاک تیار کرنے کے لئے آم کی گٹھلیاں بونیں۔ تختی بوڑوں کو گٹھلیوں میں
تبدیل کریں۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔ تختی پودوں کو بنگلیر پیوند کریں۔
اگست: — تختی پودوں کو بنگلیر پیوند کریں۔ پھپھیتی اقسام کی برداشت کریں
بانغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ بانغ کی دانغ ہیل ڈالیں اور گڑھے کھودیں،

ستمبر: — پودوں کو باغ میں منتقل کریں تھنی پودوں کو بعلگیس پیوند کریں۔ آم کی پیوندی لکڑی تیار کریں۔ آم کو موقع پر چستہ چڑھائیں۔ اور زمردی میں پیوند کریں سبز کھاد کے لئے برسیم اور زمردی پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔ آم کے سوکھے کی بیماری کے خلات دوائی چھڑکیں۔ پھپھیتی اقسام کی برداشت کریں۔

اکتوبر: — بعلگیس پیوند شدہ پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں۔

نومبر: — چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کے لئے انتظام کریں۔ اگست ستمبر میں بعلگیس پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ کریں۔

دسمبر: — چھوٹے پودوں کو کورے اور زمردی سے بچانے کے لئے ان پر سپرے کریں۔ اور پودوں کے پتوں پر بوری وغیرہ لپیٹیں۔ درختوں میں سے کمزور شاخوں کو کاٹ دیں۔

ترشاوہ پھل

جنوری: — پودے لگانے کے لئے زمین تیار کریں، باغ کی داغ بیل ڈالیں۔ گڑھے کھودیں۔ ویسی کھاد ڈالیں۔ روٹ ٹاک تیار کرنے کے لئے زمین تیار کریں روٹ ٹاک کا پھل حاصل کریں۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔ سوکھی بیمار اور مردہ شاخوں کو کاٹیں۔ مالٹے کے تیلے، مالٹے سنگترے کے سوکھے اور سرطان کے خلات سپرے کریں۔

فروری: — گڑھوں کو بھریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ ایونیم سلفیٹ کی نصف مقدار ڈالیں۔ روٹ ٹاک بونے کے لئے کپاریاں تیار کریں۔ روٹ ٹاک کے بیج بونیں۔ مٹھے کی قلمیں تیار کریں۔ اور لگائیں۔ تھنی کھنٹی کی پیڑی کو باغ میں منتقل کریں۔ روٹ ٹاک کے پودوں پر چستہ چڑھائیں۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں، ستمبر۔ اکتوبر میں پیوند کئے گئے پودوں کو پیوندی جگہ سے تین انچ اوپر سے کاٹیں، برسیم کو زمین میں ڈبائیں کاغذی لمبوں اور یورین لمبن کی داب تیار کریں، ترشاوہ پھلوں

کے تیلے سوکھا اور سرطان کے خلاص سپرے کریں ۔
 مارچ — پہلے پندرہ وارے میں پودوں کو باغ میں لگائیں ۔ مٹھے کی تلیں لگائیں
 روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باغ میں منتقل کریں ۔ روٹ سٹاک کے پودوں کو بذریعہ
 ۳ طریقہ چشمہ چڑھائیں ۔

اپریل — پیونڈی پودوں پر سے پھوٹ توڑ دیں چشمہ پر بانڈھے ہونے دھائے
 کو ڈھیلا کریں ۔ پیونڈی پودوں کو پیونڈی جگہ سے تین اینچ اوپر سے کاٹیں بیج پتی قسم
 کی برداشت کریں ۔ ایونیم سلفیٹ کی دوسری نصف مقدار ڈالیں پودوں کو گرمی
 سے بچانے کے لئے انتظام کریں ۔ پودوں کے تنوں پر سفیدی کریں ، مالٹے کے سوکھے
 اور سرطان کے خلاص سپرے کریں ۔

مئی — گرمی سے حفاظت کے لئے پودوں کے تنوں پر سفیدی کریں ۔ آب پاشی
 کا خاص خیال رکھیں ۔ کامیاب پیونڈی پودوں کے شکوفے توڑتے رہیں سبز کھاد والی
 فصلیں کاشت کریں ۔

جون — پیونڈی پودوں کے شکوفے توڑتے رہیں ، آب پاشی ، نلانی اور جڑی بوٹیوں
 کی تلفی کا خاص خیال رکھیں ۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاص سپرے کریں ۔
 کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کریں ۔ کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کریں ۔
 جولائی — کاغذی لیموں کی داہیں علیحدہ کریں ۔ کاغذی لیموں کی فصل برداشت
 کریں ۔ پھل کھینوں اور سٹرس لیٹ مائز کے خلاص سپرے کریں ۔

اگست — باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں باغ کی داغ بیل ڈالیں اور گڑھے
 کھودیں ۔ کاغذی لیموں کی داہیں لگائیں مٹھے اور کاغذی لیموں کی فصل برداشت
 کریں ۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں ۔ روٹ سٹاک کے بیج بوئیں ۔

ستمبر — روٹ سٹاک کے بیج بوئیں ۔ روٹ سٹاک کے چھوٹے پودوں کو باغ
 میں منتقل کریں ۔ نٹھے کی فصل برداشت کریں ۔ روٹ سٹاک پر چشمہ چڑھائیں ۔ باغ
 میں بوسے لگائیں ۔ مالٹے کے سوکھے اور سرطان کے خلاص سپرے کریں ۔ سبز کھاد

کے نئے برسیم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔

اکتوبر — میٹھے کی فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پہلے پندرہواڑے میں روٹ ٹاک پر حتمیہ چڑھائیں۔ پھلی دار فصل بوئیں حیدرآباد ریجن میں پھلی کی فصل کی برداشت کریں۔

نومبر — چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں۔ اگیتی اور درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔

دسمبر — زمری کے چھوٹے پودوں کو کورے سے بچانے کا انتظام کریں۔ پودوں کو گوبر کی کھاد دیں۔ درمیانی اقسام کی برداشت کریں۔

کھجور

جنوری — گوبر کی کھاد ڈالیں۔ پانی لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل کریں اور گڑھے کھودیں۔

فروری — مادری درختوں سے زیرچے علیحدہ کریں۔ اور ان کو زمری میں لگائیں گڑھے کھودیں اور پودے لگائیں۔

مارچ — مادہ درختوں کو زرخیز ڈالیں۔ زمری میں زیرچے لگائیں۔ پوسے باغ میں منتقل کریں۔ مادری درختوں سے زیرچے علیحدہ کریں۔

اپریل — مادہ درختوں پر مصنوعی عمل زیرگی کرتے رہیں۔

مئی — آبپاشی و گودی کا خاص خیال رکھیں چھوٹے پودوں کی حفاظت کریں

جون — آبپاشی و گودی کا خاص خیال رکھیں۔ چھوٹے پودوں کی حفاظت

کریں۔ حیدرآباد ریجن میں (ڈوکا) فصل کی برداشت کریں۔

جولائی — ڈوکا حالت میں پھل کی برداشت جاری رکھیں۔

اگست — پھل کی برداشت جاری رکھیں۔ پھل کو توڑنے کے بعد پتوں کی ہلکی

کاٹ چھانٹ کریں۔

ستمبر ——— زیر بچوں کو مادری درختوں سے علیحدہ کریں زیر بچوں کو نرسری میں لگائیں۔ گڑھے بھریں اور پودوں کو باغ میں لگائیں۔ برسم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔

اکتوبر ——— زیر بچوں کو درختوں سے علیحدہ کریں۔ زیر بچوں کو نرسری میں لگائیں برسم اور دوسری پھلی دار فصلیں کاشت کریں۔

نومبر ——— چھوٹے اور نرسری کے پودوں کی کھڑے سے حفاظت کریں۔

دسمبر ——— چھوٹے اور نرسری کے پودوں کی کھڑے سے حفاظت کریں۔

کیلا

جنوری ——— باغ لگانے کے لئے زمین کی تیاری کریں۔ پودوں کو گوبر کی کھا دیں۔ پودوں کی کھڑے سے حفاظت کریں۔

فروری ——— زیر بچے باغ میں لگائیں۔ زائد زیر بچوں کو پودوں سے علیحدہ کریں، زیادہ پھل دینے والے پودوں کو سہارا دیں۔ پودوں کو ایمونیم سلفیٹ ڈالیں، آٹھ دن کے وقفے سے آبپاشی کرتے رہیں۔

مارچ ——— زیر بچے باغ میں لگائیں۔ آبپاشی کا خیال رکھیں۔ زائد زیر بچے پودوں سے علیحدہ کریں پھل توڑیں۔

اپریل ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ آبپاشی۔ گوڈی وغیرہ کا خیال رکھیں۔ نئے لگائے ہوئے پودوں کو ایمونیم سلفیٹ دیں۔

مئی ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں، آبپاشی۔ گوڈی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں۔

جون ——— پودوں کی گرمی سے حفاظت کریں۔ آبپاشی اور گوڈی کا خاص خیال رکھیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں،

جولائی ——— فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پودوں کو دلاستی کھا دڑالیں،

زائد زیر بچوں کو پودوں سے علیحدہ کریں۔ نئے زیر بچے باغ میں لگائیں۔
 اگست — فصل کی برداشت کریں۔ زائد زیر بچے علیحدہ کریں۔ نئے زیر بچے
 باغ میں لگائیں۔

ستمبر — فصل کی برداشت جاری رکھیں زائد زیر بچے علیحدہ کریں۔ نئے
 زیر بچے باغ میں لگائیں۔

اکتوبر — فصل کی برداشت کریں۔ پودوں کو مصنوعی کھاد دیں
 نومبر — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

دسمبر — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

امرو

جنوری — باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور
 گڑھے کھودیں۔ موسم سرما کی فصل کو منڈی میں بھجوائیں۔

فروری — گڑھے بھریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ پیری کو گملوں میں تبدیل
 کریں۔ تھنی پودے پیدا کرنے کے لئے بیج بوئیں۔

مارچ — پودوں کو باغ میں لگائیں۔ فصل کی برداشت کریں۔ پیری کو
 گملوں میں تبدیل کریں۔

اپریل — پودوں کو بغلیگر پیوند کریں۔ پودوں کو مصنوعی کھاد دیں۔

مئی — آبپاشی، گوڈی اور نلانی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں۔ بیمار پھل
 اکٹھا کر کے زمین میں دبا دیں پھلی دار فصلوں کی کاشت کریں۔

جون — آبپاشی اور گوڈی و نلانی کا خاص خیال رکھیں۔ بیمار پھل کو اکٹھا کر کے
 زمین میں دبا دیں۔ بغلیگر پیوند کئے ہوئے پودوں کو درختوں سے علیحدہ کریں،

تھنی پودوں کو پیوند کے لئے گملوں میں تبدیل کریں۔

جولائی — پھل کی برداشت شروع کریں۔ تھنی پودوں کو بغلیگر پیوند کریں۔

اگست — گراما کی فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پھل کی ٹھہکی کے خلاف
سپرے کریں۔

ستمبر — گڑھے بھریں اور پودوں کو باغ میں لگائیں۔ تھنی پودے پیدا
کرنے کے لئے بیج بوئیں۔ تھنی پودوں کو بنگلگیر پیوند کریں۔ برسم اور دوسری پھلی
وار فصلیں کاشت کریں۔

اکتوبر — پودوں کو باغ میں لگائیں۔ برسم اور دوسری پھلی وار فصلیں کاشت
کریں۔ بنگلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ کریں۔

نومبر — اگست۔ ستمبر میں بنگلگیر پیوند کئے ہوئے پودوں کو علیحدہ
چھوٹے زمیری کے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔

دسمبر — چھوٹے اور زمیری کے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔

پہلیا

جنوری — پودوں کو گوبر کی کھاڈ ڈالیں اور فصل برداشت کریں۔
فروری — کیاریوں یا گلوں میں تھنی پودے پیدا کرنے کے لئے بیج بوئیں
بیج بھوننے تک ہر روز پانی دیں۔ پچھلے موسم میں چھوٹے پودوں کو باغ میں
لگائیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

مارچ — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ باقاعدہ آبپاشی کریں۔ مصنوعی
کھاڈ ڈالیں۔

اپریل — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ پنیری کو منتقل کریں۔ باقاعدہ
آبپاشی کریں۔

مئی — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ ہفتہ وار باقاعدگی سے
آبپاشی کریں۔

جون — پودوں کو گرمی وغیرہ سے محفوظ رکھیں۔ فصل کی برداشت جاری رکھیں۔

جولائی — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ تھنی پودے پیدا کرنے کے لئے کیا پودے
یا گٹھوں میں بیج بونیں۔ چھوٹے پودوں کو منتقل کریں۔
اگست — پودوں کو گوبر کی کھاد یا مصنوعی کھاد ڈالیں۔ فصل کی برداشت
جاری رکھیں۔
ستمبر — فصل کی برداشت کریں۔ ویسی یا مصنوعی کھاد ڈالیں
اکتوبر — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔
نومبر — چھوٹے پودوں کی کورے سے حفاظت کریں۔ فصل کی برداشت
ختم کریں۔
دسمبر — چھوٹے پودوں کی کورے وغیرہ سے حفاظت کریں۔

انگور

جنوری — قلمیوں کو تیار کریں اور ان کو کیلونگ کریں۔ پودوں میں کھاد
ڈالیں۔ میدانی علاقوں میں آخر ماہ میں بیلوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔
فروری — بیلوں کی کاٹ چھانٹ کریں قلموں کو زسری میں لگائیں پودوں
کو باغ میں منتقل کریں۔
مارچ — زسری میں قلمیں لگائیں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ کاٹ
چھانٹ جاری رکھیں۔ مصنوعی کھاد ڈالیں۔ کیڑوں اور بیماریوں کے خلاف
سپرے کریں۔

اپریل — زمین جڑی بوٹیوں سے پاک رہے باقاعدہ پانی دیتے رہیں۔
مئی — آبپاشی گودھی اور نٹائی کا خاص خیال رکھیں زیادہ پھل دینے
والی شاخوں کو چھدرا کریں۔ حیدرآباد ریجن میں پودوں کو مصنوعی کھاد ڈالیں۔
جون — آبیٹی اقسام کی برداشت کریں۔ آبپاشی، گودھی اور نٹائی کا خاص
خیال رکھیں۔

- جولائی — پھل کی برداشت کریں۔
- اگست — پھل توڑتے وقت جراثیم اور بیماریوں کے خلاف سپرے کریں۔
- ستمبر — پچھیتی اقسام کا پھل توڑیں۔
- اکتوبر —
- نومبر — زمین میں ہل وغیرہ چلائیں اور اس کو جڑی بوٹیوں سے صاف رکھیں۔
- دسمبر — ویسی کھاؤ والیں۔

منطقہ معتدلہ کے پھل

سیب اور ناشپاتی

جنوری — زیریں علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ باغ کی داغ بیل ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں۔ درختوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔ ویسی کھاؤ ڈالیں۔ زیریں لگائیں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ سن جوز سکیل اور گاڈ لنگ ماتھ کے خلات سپرے کریں۔

فروری — اونچے پہاڑی علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں۔ پودوں پر پوند کریں، اور انہیں باغ میں منتقل کریں۔ پودوں کی کاٹ چھانٹ کریں۔ بٹنگی کے سٹاک کو منتقل کریں۔

مارچ — پہاڑی علاقوں میں روٹ سٹاک پر اعلیٰ قسم کا پوند کریں۔ مصنوعی کھاؤ ڈالیں۔ کیڑوں اور بیماری کے خلات درختوں پر سپرے کریں۔ باغ کی گوڈائی ونلائی کریں۔

اپریل — باقاعدگی سے آبپاشی کریں۔ باغ کی گوڈائی ونلائی کریں۔ سیب کے پودوں پر پھلانا پوند لگائیں۔ مصنوعی کھاؤ ڈالیں (MILDEW) بیماری

کے خلاف سپرے کریں۔
 مئی — آبپاشی، گوڈی اور نلانی کا خاص خیال رکھیں۔ کاڈنگ ساتھ کے
 خلاف سپرے کریں۔ زیادہ پھل دینے والے درختوں کو چھدرا کریں۔
 جون — زسری باغ کی آبپاشی اور گوڈی وغیرہ کا خاص خیال رکھیں۔
 جولائی — اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔ شاک پودوں پر اعلیٰ قسم کا چشمہ
 چڑھائیں کاڈنگ ساتھ کے خلاف سپرے کریں۔
 اگست — فصل کی برداشت جاری رکھیں۔ شاک پر اعلیٰ قسم کا چشمہ چڑھائیں
 ستمبر — ناشپاتی کی پھپتی اقسام کی برداشت کریں
 اکتوبر — سیب کی پھپتی اقسام کی برداشت کریں۔
 نومبر — پودے لگانے کے لئے ٹینگی کا پھل اکٹھا کریں۔
 دسمبر — ٹینگی کا پھل اکٹھا کریں چھوٹے سیب کے پودوں کو زمین سے
 دو انچ اوپر سے کاٹیں اور پھر مٹی پڑھائیں۔ تاکہ ایک سال کے بعد زیر نیچے
 حاصل کئے جاسکیں۔

اڑو، آلوچہ، خوبانی، بادام اور چھیری

جنوری — نچلے علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل
 لگائیں۔ گڑھے کھودیں۔ اور گوبر کی کھاد ڈالیں۔ پودوں کی کاٹ چھانٹ
 کریں۔ پودوں کو باغ میں لگائیں۔ روٹ شاک کے لئے بیج بوئیں۔
 فروری — پہاڑی علاقوں میں باغ لگانے کے لئے زمین تیار کریں۔ داغ بیل
 ڈالیں اور نئے پودے لگانے کے لئے گڑھے کھودیں۔ روٹ شاک پر اعلیٰ قسم
 کا بیوند کریں پودوں کی کاٹ چھانٹ کریں سٹریٹیفائیڈ کئے ہوئے بیجوں کو زسری
 میں لگائیں۔
 مارچ — پہاڑی علاقوں میں پودے لگائیں۔ روٹ شاک پر اعلیٰ قسم کا بیوند

پیوند کریں۔ سرٹیفائیڈ کئے ہوئے بیج کو زہری نہیں لگائیں۔

اپریل — روٹ سٹاک پر پھلانا پوند کریں۔ زیادہ پھل دینے والے درختوں کو حیدر کریں۔ آب پاشی و گودی کریں۔

مئی — آبپاشی، گودی اور ملائی کا خاص خیال رکھیں۔ روٹ سٹاک پر چہنٹہ چڑھائیں۔ پھل کی ٹکھیوں کے خلاف سپرے کریں۔ آلوچہ، خوبانی اور چیری کی اگینی اقسام کی برداشت کریں۔

جون — خوبانی، آلوچہ کے پھل کی برداشت جاری رہے، آڑو کی اگیتی اقسام کی برداشت کریں۔ کوٹہ ریجن میں چہنٹہ پر پھلنے کا عمل شروع کریں۔ چیری کا پھل توڑنا ختم کر دیں۔ آبپاشی کا خیال رکھیں۔

جولائی — آڑو، آلوچہ کے پھل کی برداشت، روٹ سٹاک پر چہنٹہ چڑھانے کا کام جاری رکھیں۔

اگست — آڑو، آلوچہ اور بادام کی پھلتی اقسام کی برداشت کریں۔ روٹ سٹاک پر چہنٹہ چڑھانے کا عمل جاری رکھیں۔

ستمبر — آلوچہ کی پھلتی اقسام کی برداشت کریں۔

اکتوبر — برسیم اور دوسری پھلی جڑ سبز کھاد کے لئے کاشت کریں۔

نومبر — روٹ سٹاکس کے بیجوں کو سٹرٹیفیکیشن کرنا۔

دسمبر — پودوں کو گوبر کی کھاد ڈالیں اور کاٹ چھانٹ شروع کر دیں۔





